اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

https://www.znzlibrary.com/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now

باکس میں موجود ناولز یا کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Famous Youtube Novels

Novel Name : Yaar E Sitamgar

Lams E Junoon By Zoya Ali Shah

Dedar E Yaar By Gumnam Larki

Shehr E Dil Novel By Kitab Chehra

Wajib E Ishq Novel By Gumnam Larki

Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal

Yaar Yaaron Se Ho Na Juda Novel Season 3

Qarar E Mann Romantic Novel By Zara Hayat

Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal

Novels Categories

Web Special

Short Novels

Long Novels

Digest Novels

Romantic Novels

Facebook Novels

Ebook Novels PDF

Youtube Novels PDF

مکمل ناول

ہیر

سر جھکائے پچھلے بینچ پر بیٹھی وہ نوٹ بک پر مسلسل کچھ لکھ رہی تھی۔

بڑی سے سفید چادر ارد گرد اچھے سے اوڑھے ہوئے وہ اپنے کام میں مگن سی تھی۔

وہ اکیلی بیٹھی ہوئی تھی جبکہ باقی سب لڑکیاں ہنسی خوشی شرارتوں میں مگن تھیں۔

اسکی کوئی دوست نہیں تھی وہ اپنی زات کی طرح اس دنیا میں اکیلی تھی

ایک ماں تھی وہ بھی بیمار اور ایک چھوٹا دس سال کا بھائی۔۔۔

اسے دیکھو میسنی کو ہر وقت پتا نہیں کیا لکھتی رہتی ہے۔

ملائکہ نے اپنی ساتھی دوست کو کہنی مارتے ہوئے اس پر طنز کیا۔

وہ سب اب اس پر طنز پر طنز کرنے لگیں تھیں۔

وہ بنا ان پر دھیان دیئے اپنے کام میں مگن رہی کہ لوگوں کا کام ہے باتیں بنانا انہیں انکا کام کرنے دینا چاہیئے آخر کب تک کریں گئے آخر کار چپ تو ہونا ہی پڑے گا انہیں۔۔

Zubi Novels Zone

سر جھٹکتی ہوئی وہ پھر سے بہت توجہ سے نوٹ بک پر کچھ لکھنے لگی تھی۔

کالج کی چھٹی کی مخصوص گھنٹی بجنے پر سب لڑکیاں بیگ اٹھاتیں ہوئی باہر کی طرف دوڑیں تھیں۔

کلاس روم خالی ہونے کے بعد وہ گہرا سانس لیتی ہوئی اٹھی۔

بیگ کندھے پر رکھ کر وہ دھیمے دھیمے قدموں سے باہر کی طرف بڑھنے لگی تھی۔

آنکھوں میں نمی تھی پتا نہیں کس لیے تھی یہ نمی۔۔۔

بھوک سے پیٹ میں درد شروع ہو گیا تھا آخر دو دن سے اس نے پانی اور قہقوے پر گزارا تھا درد تو ہونا ہی تھا نا۔

بلیک پراڈو اپنی مخصوص رفتار سے ایک بڑے سے محل میں آ کر رکی تھی گاڑی کے رکتے ہی تین چار ملازم بھاگتے ہوئے گاڑی کے نزدیک آئے تھے گاڑی کا ڈور احترام سے کھول کر وہ سب پیچھے ہوئے تھے۔۔

اندر سے نکلتی شخصیت کو دیکھ کر پہلی بار کوئی بھی ساکت رہ جاتا۔

گہری نیلی آنکھوں میں ایک سرد پن لیے وہ باہر آیا تھا مغرور کھڑی ناک پر ہمہ وقت غصہ ہی رہتا تھا۔

سحر انگیز شخصیت والا وہ انسان پورے سات گاوں کا سردار تھا جو باہر سے پڑھ کر آیا تھا۔

سب ملازم ہاتھ باندھے بہت احترام سے اسے سلام پیش کر رہے تھے۔

وہ سر ہلاتا ہوا بڑے سے دروازے کے سامنے رکا جہاں آج سارا گھر جمع تھا آخر وہ سردار اور اس گھر کا سب سے بڑا بیٹا تھا جو آج پورے پانچ سال بعد اپنے وطن لوٹا تھا۔

خشمت شاہ نے اسکی طرف اپنے مضبوط بازو بڑھائے تھے۔

وہ ہلکا سا مسکرایا۔

Zubi Novels Zone

جس پر تینوں لڑکیاں حیرت زدہ ہوئیں تھیں اسکے گالوں پر پڑتے گھڑے تو کسی کو بھی گھائل کر سکتے تھے۔

اپنے باپ کے گلے وہ کسی بچے کی طرح لگا تھا۔

اپنے باپ سے اسے بہت محبت تھی اور انہیں اپنے اکلوتے بیٹے سے بے انتہا محبت تھی۔

وہ آہستہ آہستہ سب سے مل رہا تھا۔

بہت سے چہروں پر اسکے لیے حسد اور نفرت تھی آخر کیوں؟

سب سے ملتا وہ سپاٹ تاثرات چہرے پر لیے اپنے کمرے کی طرف تیز قدموں سے بڑھ تھا۔

باقی سب بھی باتیں کرتے ہوئے لاونج میں پڑے صوفوں پر بیٹھے تھے

--

تیمور میں کہہ رہا تھا کیوں نا کل رات سارے علاقے میں دعوت نامہ بھیجا جائے آخر انکا سردار واپس آیا ہے انکی دعوت کرنا تو بنتا ہے نا۔

خشام صاحب نے سنجیدگی سے اپنے چھوٹے بھائی کو مخاطب کیا۔

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن کہنے میں دیری کردی ہے ہم دعوت نامہ آج صبح ہی پہنچا چکے ہیں۔

تیمور صاحب مونچھوں کو مروڑتے ہوئے خوش اخلاقی سے بولے جس پر وہ تینوں بھائی کل ہونے والی دعوت کے بارے میں ڈسکس کرنے لگے تھے۔

انہیں تو اپنے بھائی اور بھتیجے کے علاوہ کچھ نظر ہی نہیں آتا۔

نوشین بیگم تنک کر بڑبڑائی تھی۔

تینوں لڑکیاں صوفے پر بیٹھی اپنے کزن کی پرسنلٹی کے بارے میں باتیں کر رہیں تھیں جبکہ نوشین اور ماہین بیگم جل بھن رہیں تھیں آخر انکے بیٹوں میں آخر کس چیز کی کمی تھی جو سرداری کی پگڑی اسکے سر پر رکھی جارہی تھی جو سب لوگوں کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھتا تھا کسی سے بات تک وہ ٹھیک سے نہیں کرتا تھا۔

کچن میں پڑے خالی برتن اسے رولا گئے تھے سچ کہتے ہیں بھوک سے بڑا کوئی عذاب نہیں ہوتا۔

ہیر بچے قہوہ ہی بنادو اگر قہوے کا سامان ہے تو۔

اندر سے آتی اماں کی پکار پر وہ بھاری قدموں سے قہوے کا سامان ٹٹولنے لگی لیکن خالی پڑے جار اسے خون کے آنسو رولا گئے۔

چچی اماں پانچ منٹ انتظار کریں میں بناتی ہوں ہاتھ منہ دھولوں پہلے۔
کچن سے ہی آواز لگاتی وہ باہر کے خارجی دروازے کی طرف بڑھی۔

کالی چادر کو اچھے سے اوڑھے وہ چچا مختیار کی دکان پر آئی چچا مختیار تو اچھے تھے لیکن انکا بیٹا عرفان وہ ایک نمبر کا گھٹیا انسان تھا۔
دکان میں چچا مختیار کی بجائے عرفان کو دیکھ کر اسکے قدم بھاری ہوئے تھے۔
پھر بھی قدم گھسیٹتی ہوئی وہ دکان کے دروازے کے پاس آئی۔
عرفان کسی گاہک کو سودا پکڑاتا اسے دیکھ کر خباثت سے مسکرایا۔
وہ لرزی تھی پھر چچی امی کا خیال کرتی ہوئی وہ اندر آئی۔۔
عرفان بھائی مجھے قہوے کا سامان دے دیں میں کل یا پرسوں آپکو پیسے لوٹا دوں گئی۔۔

سر جھکائے وہ نرم لہجے میں بولی تھی۔

عرفان کمینگی مسکراہٹ سے اسکے سراپے کو دیکھتا ہنسا وہ لڑکی حد سے زیادہ کمزور تھی عام سی شکل بکھرے بال جو چادر سے آدھے باہر نکلے ہوئے تھے۔

مل جائے گا لیکن میری ایک شرط ہے۔

اسکے نزدیک آتا وہ ذرا رعب سے بولا۔

آنکھیں میچے وہ ضبط کے گھونٹ بھرتی اسکے اگلے جملے کا انتظار کرنے لگی۔۔

تمہیں مجھ سے تھوڑا سا فری ہونا پڑے گا زیادہ نہیں بس تھوڑا سا میری بنو۔۔

وہ اسکے ہاتھ کی پشت پر انگلیاں پھیرتا کمینگی سے بولتا ہیر رضا کا دل لرزا گیا تھا وہ خوف سے پیچھے ہٹتی ہوئی جانے ہی لگی تھی جب سامنے سے چچا مختیار کو آتے دیکھ کر وہ رکی۔

عرفان بھوکھلا کر جلدی سے کاونٹر کے پیچھے ہوا۔۔

کیا بات ہے بیٹا کچھ چاہیئے تھا۔

چچا مختیار نے اسکی سرخ آنکھوں کو دیکھ کر تشویش سے پوچھا۔

چچا قہوے کا سامان چاہیئے تھا چچی اماں کو بنا کر دینا ہے۔

اسکے لرزتے لہجے پر چچا مختیار نے آفسوس سے اس بیس سال کی لڑکی کو دیکھا پھر اپنے بیٹے کو تندہی سے گھورا۔

عرفان بھوکھلاتے ہوئے حساب کتاب کی کاپی لے کر بیٹھ گیا تھا جیسے بہت حساب آتا ہو اس نالائق کو۔۔

تم رکو بیٹا میں دیتا ہوں۔

اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر وہ قہوے کا سامان شاپر میں ڈالنے لگے۔۔

اور آخر میں بیس روپے والا بسکٹ بھی اسے پکڑا دیا۔

چچا مجھے صرف قہوے کا سامان چاہیئے بسکٹ تو میں نے نہیں مانگے۔۔

وہ دھیمے لہجے میں بولتی مختیار صاحب کو بڑی پیاری لگی۔۔

بیٹا یہ میں اپنی بیٹی کو کھانے کے لیے دے رہا ہوں اور اسکے پیسے بھی میں نہیں لکھوں گا تم کھالینا بیٹا۔

مختیار چچا نے اسکے چہرے پر بھوک کے سائے دیکھ لیے تھے۔

لیکن چچا۔

وہ لینے سے ہچکچا رہی تھی۔

بس بیٹا اسے رکھ لو مجھے اپنے چچا کی ہی جگہ رکھا کرو۔

وہ شفقت سے اسے زبردستی پکڑاتے نئے آئے گاہک کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔۔۔

گلی میں آتے ہی اس نے وہ بسکٹ کا پیکٹ کھولا۔

منہ کی طرف بڑھایا بسکٹ وہی ساکت رہ گیا تھا۔
امی اور بھائی کی بھوک کا احساس اسے آنکھیں میچنے پر مجبور کر گیا تھا۔

لب سختی سے بھینچے وہ بسکٹ پیکٹ میں ڈال کر گھر میں آ گئی۔

چولہے پر پانی رکھ کر وہ قہوہ تیار کرنے لگی تھی تین کپ قہوہ بنا کر ساتھ پلیٹ میں بسکٹ بھی ڈال کر لے آئی تھی وہ۔

جہاں اسکی ماں (چچی) اسکی انتظار میں تھی جبکہ اسکا چھوٹا بھائی (چچی کا بیٹا) نوٹ بک پر جھکا ہوم ورک کر رہا تھا وہ دونوں بہن بھائی گورنمنٹ سکولز میں پڑھتے تھے۔

بسکٹ وہ ان دونوں ماں بیٹے کے سامنے رکھ گئی تھی۔

نائلہ بیگم نے اسکا چہرہ دیکھا جو پیلا پڑ چکا تھا انہیں دل میں درد سا اٹھتا ہوا محسوس ہوا انکے شوہر کو کتنی پیاری تھی یہ لڑکی اور آج وہ بھوک و افلاس سے دن بادن مرجھائے جا رہی تھی۔

انہوں نے بسکٹ کو اسکے ہونٹوں کی طرف بڑھایا۔

انہیں ضبط سے دیکھتی وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

ہیر کھالو میری بچی میں جانتی ہوں تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا کھالو میری بچی۔۔

نائلہ کہتے ہی رو دئی تھی رو تو وہ بھی دی تھی۔

آخر کب تک ضبط کرتی۔۔

چچی یہ دن کب بدلیں گئے۔

وہ انکا ہاتھ تھام کر آس سے پوچھ رہی تھی۔

بہت جلد تم دیکھنا ہم پھر سے خوشیوں بھری زندگی گزاریں گئے میری بچی بس خدا کی ذات پر بھروسہ رکھو اگر وہ دکھ والے دن لاتا ہے تو خوشیوں بھرے دن بھی جلد لائے گا بس صبر کرنا۔۔

نائلہ خاتون نے اسکا سر شفقت سے چومتے ہوئے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

خیام ساکت سا بیٹھا اپنی ماں بہن کو وہ چھوٹا سا بچہ بہت ضبط سے دیکھ رہا تھا۔

آپی آپ پریشان نا ہوں آپکا بھائی ہے نا۔

خیام نے اسکا ہاتھ ہونٹوں سے چھوتے ہوئے اپنے بھائی ہونے کا احساس دلایا تھا۔

وہ دونوں اسے دیکھتی مسکرادیں لیکن اس مسکراہٹ میں چھپا درد کوئی نہیں پہچانتا تھا۔

محلے والے انہیں ختم وغیرہ پر ہی کوئی کھانے کی چیز بھیجتے تھے ورنہ کبھی کسی نے جھوٹے منہ بھی انہیں کھانے یا پیسوں کی صلح نہیں ماری تھی۔

کمرہ کیا تھا کوئی محل ہی تھا انتہا کا خوبصورت کمرہ جس کی دو والز تو شیشے کی تھیں، بڑا سا جہازی سائز گول بیڈ کمرے کے وسعت میں پڑا ہوا تھا۔

"وائٹ اور گولڈن تھیم کا وہ کمرہ دیکھنے والوں کو مبہوت کر دیتا تھا۔

بیزار تاثرات سے کمرے کو دیکھتا وہ واش روم میں چلا گیا تھا۔

جب وہ فریش ہو کر آیا تو اسکا باپ اسی کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

ڈیڈ آپ؟

وہ آہستہ سے کہتا ہوا انکے قریب آیا۔۔۔

بیٹا کل ہم نے آس پاس کے سب علاقے مکینوں کو دعوت پر بلایا ہے صبح جلدی اٹھ جانا تمہیں اپنے دادا کی قبر پر بھی تو جانا ہے نا اور پھر لوگ اپنے سردار سے ملنے ملانے چلے آئیں گئے تو کافی وقت لگے گا۔

وہ اسے بتا رہے تھے لیکن جانتے تھے انکے مغرور بیٹے کے خوبصورت چہرے پر بیزاری والے تاثرات ضرور رقم ہوں گئے آخر اپنے بیٹے کی نس نس واقف جو تھے۔۔۔

ڈیڈ یار پلیز بورنگ باتیں بعد میں بھی ہو سکتی ہیں میں اس وقت صرف سونا چاہتا ہوں۔

بنا شرٹ کے مرر کے آگے کھڑا وہ باڈی سپرے کرتا بیزاری سے بولا۔

تیمور صاحب مسکرائے۔

اوکے صبح ناشتے پر ملاقات ہوتی ہے، گڈ نائٹ مائے سن۔

بیٹے کو دیکھ کر کہتے وہ کمرے سے چلے گئے۔

گڈ نائٹ۔

دھیمے سے کہتا وہ بیڈ کی طرف بڑھا۔

بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا وہ کسی کے بارے میں سوچتا ہوا نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا۔۔۔

جیسے ہی وہ کالج سے گھر آئی،

پاس والی ماسی رشیداں اسی کے انتظار میں اسکی چچی کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔

السلام علیکم۔

دھیمے لہجے میں اسلام کرتی وہ چچی کے پاس بیٹھی۔

وعلیکم السلام۔

ماسی رشیداں نے خوش اخلاقی سے اسے جواب دیا۔

بیٹا آج 6 بجے تیار رہنا۔

ماسی رشیداں کے کہنے پر وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی۔

آج پاس والے گاؤں سردار تیمور خان کے گھر دعوت ہے انہوں نے تو

سب کو دعوت دی ہے تم بھی چلنا کھانا وغیرہ لے آنا۔

ماسی رشیداں کے کہنے پر وہ اپنے ماں کو نا سمجھی سے دیکھنے لگیں۔

جس پر نائلہ بیگم سر جھکا گئی۔

وہ گہرا سانس لیتی ماسی رشیداں کو جانے کی خامی بھر گئی۔

ہیر جا وور دی بدل لو گندی ہو جائے گئی۔

نائلہ بیگم کے کہنے پر وہ سر ہلاتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

نائلہ جتنی جلدی یوتا ہے اسے اپنے گھر کی کردو آخر زندگی کا کیا بھروسہ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو جوان بچی کہاں جائے گئی آج کل کے لوگ تو مردار نہیں چھوڑتے، وہ تو پھر جیتی جاگتی انسان ہے۔

ماسی رشیداں کے کہنے پر نائلہ بیگم ساکت سی ماسی رشیداں کو دیکھنے لگی۔

ماسی ہمارے پاس تو کھانے کے لیے ایک وقت کا کھانا نہیں ایسے میں کون ہمارے گھر رشتہ لے کر آئے گا۔

نائلہ بیگم آفسردگی سے بولی۔

ارے تم فکر مت کرو میں ڈھونڈلوں گئی بچی کے لیے کوئی اچھا سا رشتہ آخر کو ہیر میری بھی بیٹی ہے بس اب سے میں اسکے لیے کوئی اچھا سا رشتہ دیکھنا شروع کر دیتی ہوں۔

ماسی رشیداں کے کہنے پر نائلہ آہستہ سے سر ہلا گئی لیکن چہرے پر پریشانی چھا گئی تھی انہوں نے تو سوچا ہی نہیں تھا انکی چھوٹی سی ہیر اتنی بڑی ہو گئی ہے اور ماسی رشیداں سچ ہی تو کہہ رہی تھی اپنے شوہر کے جانے کے بعد انہوں نے دنیا کا اصلی چہرہ تو دیکھ ہی لیا تھا وہ ہیر کے ساتھ کچھ برا نہیں ہوتے دیکھ سکتیں تھیں۔

مما غازان تو پہلے سے بھی خوبصورت ہو گئے ہیں۔۔

مہرینہ نے ماں کے ہاتھ سے دودھ پکڑتے ہوئے کسی افسوں میں کھوئے ہوئے کہا۔

مہرینہ آہستہ بولو اور اسے سردار کہو اگر کسی نے تمہارے منہ سے یوں غازان کہا سن لیا ہوتا تو ہنگامہ ہو جاتا کیا تم نہیں جانتی سردار کا نام نہیں بلایا جاتا آئندہ دھیان رکھنا اس بات۔

ماہین بیگم نے اسے تندہی سے دیکھتا ہوئے آہستہ آواز میں ٹوکا۔

اففف ایک تو آپ لوگ نا۔

وہ سر جھٹک گئی۔

مما سراد کی شادی کس سے ہو گئی۔

مہرینہ نے مچلتے دل سے پوچھا۔

تم جانتی ہو اسکی شادی صرف اور صرف شائنہ ولید سے ہو گئی پھر اس سب بکواس کا کیا فائدہ۔۔۔

ماہکن بیگم کے غصے سے کہنے پر وہ پیر پٹختی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی
۔

کیا کروں میں اس پاگل لڑکی کا۔

ماہین بیگم بے بسی سے کہتی ہوئیں اسکا دودھ کا گلاس اٹھانے لگیں جسے اس نے ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔۔۔

شام کو چھت پر وہ واحد بچھی چار پائی پر بیٹھی دوسروں کے گھروں سے آتی کھانے کی مہک پر آنسو پینے لگی۔

بھوک تو اسکی ماں، بھائی اور اسے بھی بہت لگی تھی۔

کیا کروں میں اللہ کہاں جاوں۔

گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھتی وہ رو دی۔

بھوک کے مارے اس سے لیٹا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔

ہیر ناسی رشیداں آئیں ہیں۔

نیچے سے آتی چچی امی کی آواز پر وہ آہستہ سے اٹھی۔

مٹکے میں رکھے پانی سے اچھی طرح چہرہ دھوتی وہ سیڑیاں اترتی نیچے آئی۔

چل بیٹا سردار محل چلتے ہیں میں نے تجھے بتایا تھا دعوت کے بارے میں۔

Zubi Novels Zone

ماسی رشیداں نے اسے یاد دلایا۔

وہ خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھتی سر ہلا گئی۔

میں چادر لے آوں۔۔

آہستہ سے کہتی وہ چچی کے کمرے میں آئی کلی پر ٹنگی انکی کالی چادر لے کر

وہ اچھے سے اوڑھتی ہوئی باہر آئی۔۔

چچی میں جاوں۔۔

ان سے پوچھتی وہ انکا دل رولا گئی۔

ہاں جاو ساتھ خیام کو بھی لے جاو رات کا وقت ہے بیٹا۔

نائلہ نے اسکی خالی خالی نظروں سے آنکھیں چراتے ہوئے کہا۔

خیام جاوّ آپی کے ساتھ۔

نائلہ نے بک کھولے خیام کو مخاطب کیا جو سر ہلا کر بک بند کرتا اپنی آپی

کا ہاتھ پکڑتا ماسی رشیداں کے ساتھ نکل چکا تھا۔

آج تو بند و بست ہو جائے گا کل کیا ہو گا پر سوں کیا ہو گا۔۔

دل میں سوچتی ہوئی وہ ٹھوکر کھا کر نیچے گری تھی۔

آپی آپ ٹھیک ہیں۔۔

خیام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔

ہاں خیام ٹھیک ہوں بس گر گئی تھی۔

بھرائے ہوئے لہجے میں بولتی وہ اپنے بھائی کے سہارے اٹھی۔

جلدی چلو تم لوگ ورنہ دعوت کا وقت نکل جائے گا۔

ماسی رشیداں کے ڈانٹنے پر وہ پیروں کو گھسیٹنے لگی تھی،

بھوک سے اس سے ایک قدم نہیں چلا جا رہا تھا یہ وہی جانتی تھی یا اسکا رب کے وہ کیسے چل رہی تھی۔۔

آدھے گھنٹے بعد وہ بڑے سے سفید محل کے آگے تھے۔

بہت آہستہ چلتی ہو لڑکی تم دس منٹ کا سفر تم نے مجھ سے آدھے گھنٹے میں کروایا ہے ارے تمہارے جتنے ہوتے تھے تو پیدل شہر چلے جایا کرتے تھے بیلی سے لکڑیاں کاٹ کر لے آیا کرتے تھے لیکن تمہارا پتا نہیں کیا بنے گا سست لڑکی !

ماسی رشیداں اسے ڈانٹ رہی تھی جس کی جان لبوں کو آئی ہوئی تھی۔
سر جھکائے ہی وہ انکی ڈانٹ سنتی محل کے لان میں آگئی۔۔

جہاں قدم رکھنے کو جگہ نہیں تھی ایسا لگتا تھا جیسے ساری دنیا ہی یہاں جمع ہو گئی ہو۔۔

خیام تو بہت اشتیاق سے ہر طرف دیکھ رہا تھا جبکہ وہ پھولوں کی کیاری کے پاس بیٹھ گئی کہ اس میں کھڑا ہونے کی اور ہمت نہیں تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

بھائی ایک گلاس پانی دینا۔۔

پاس سے گزرتے ایک لڑکے سے اس نے بڑی منت سے کہا جو کولڈ ڈرنکس کے گلاس ٹرے میں رکھے ہوئے تھا۔

اس لڑکے نے اسے گھورا۔

تمہارا نوکر نہیں ہوں جاؤ جاو کر خود لے لو پتا نہیں کہاں کہاں سے بھکاری آجاتے ہیں۔

وہ لڑکا غصے سے کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

پیٹ پر ہاتھ رکھتی اسکی بڑی بڑی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو گرے تھے جنہیں وہی ہتھیلی سے رگڑ کر صاف کرتی ہوئی وہ ٹہنی کے سہارے اٹھی۔۔

خیام !

دور کھڑے خیام کو اس نے آواز لگائی۔

خیام بھاگ کر اسکے قریب آیا۔

جی آپی۔۔

وہ لڑکا اسکی روئی آنکھوں میں دیکھتا پریشانی سے بولا۔

بیٹا پانی لادو کہی سے۔

بھرائے ہوئے لہجے میں کہتی وہ اپنے بھائی سے شرمندہ بھی ہوئی تھی۔

خیام سر ہلا کر بائیں سائیڈ کو بھاگا۔

اچانک سے ہی شور اٹھا تھا۔

لوگوں کا ہجوم سا اکٹھا ہونے لگا تھا لوگوں کے دھکے پر دھکے لگنے لگے تھے۔

وہ دوبار نیچے گری تھی اگر نیچے بیٹھی رہتی تو اسے یقین تھا لوگ اسکے کچلتے ہوِے آگے بڑھ جاتے۔۔

امی !

تیسری بار گرنے پر وہ تکلیف سے روئی تھی۔۔

سب لوگ لان کے ایک طرف بنے سٹیج کی طرف جمع ہونے لگے تھے

۔

لان انتہا سے زیادہ بڑا تھا۔

سٹیج کو لال سفید پھولوں سے سجایا گیا تھا اوپر ریڈ ویلوٹ کے صوفے رکھے ہوئے تھے۔۔

آپی پانی۔۔

خیام نے اسکے ہونٹوں سے اپنی لگاتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

وہ ایک ہی سانس میں پانی کا سارا گلاس خالی کر گئی تھی۔

آپی یہ بھی کھائیں۔

خیام نے تھالی میں رکھی روٹی اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

وہ روٹی دیکھتی اپنے بھائی کو دیکھنے لگی۔۔

تم کھالو میں اب ٹھیک ہوں۔

اسکے بال انگلی سے چھوتی ہوئی وہ محبت سے بولی۔

آپ پہلے کھالیں میں بعد میں کھالیتا ہوں وہاں اس سائیڈ کھانے کا بہت بڑا انتظام کیا گیا ہے آپی، میں ادھر ہی جا رہا ہوں ابھی۔۔

وہ اسکی گود میں پلیٹ رکھ کر کہتا ہوا وہاں سے بھاگ گیا۔۔

وہ مسکرائی۔۔

روٹی کی طے کھولتی وہ روٹی کے بڑے بڑے لقمے لینے لگی تھی۔۔

آفرین ہے لڑکی تم پر سردار آنے والے ہیں اور تمہیں روٹی کی پی ہوئی ہے رکھو اسے نیچے اور اپنے سردار کا اٹھ کر استقبال کرو۔

ماسی رشیداں کے تندہی سے کہنے پر وآدھی کھائی روٹی کو دیکھتی کھڑی ہوئی جو آدھی بچی تھی وہ اسے ہاتھ میں قید کر گئی۔۔

اب چلو ندیدی کہی کی۔

ماسی رشیداں غصے سے کہتی ہوئی آگے بڑھی۔

وہ روٹی کو دیکھتی ہوئی اسے پلیٹ میں ہی رکھ گئی۔۔

انکے ساتھ چلتی وہ ایک طرف کھڑی ہو گئی۔۔

سردار غازان تیمور خان زندہ باد۔۔

آپ کا استقبال ہے ہم سب کے علاقے میں۔۔۔

اسکی لون میں ہوتی اینٹری لوگوں میں اشتیاق کی لہر دوڑا گئی تھی۔

سب لوگ مل کر خوشی سے نعرے لگانے لگے تھے۔۔

اس نے ہاتھ اوپر اٹھا کر ان کے جوش کا جواب دیا تھا۔

بہت سارے لوگوں میں گراوہ سٹیج تک آیا تھا اسکے اوپر پھولوں کی برسات کردی گئی تھی۔

چہرے پر بیزاری واضح دیکھی جاسکتی۔

عنابی ہونٹ بھینچے وہ اپنے باپ کے کان میں کچھ بات کر رہا تھا۔۔

ہیر نے ایڑیاں اٹھا کر اپنے سردار کو دیکھنا چاہا لیکن ناکام رہی تھی۔۔

وہ اب ان سے کچھ بات کر رہا تھا آواز بہت روعب دار تھی چہرے پر سنجدگی سجائے وہ اپنے لوگوں سے مخاطب تھا انکی پر خلوصیت کا شکر گزار تھا۔۔

ہیر تک بس اسکی آواز ہی رہی تھی۔۔

کچھ دیر بعد وہ وہاں سے ہٹ گیا تھا اسکے باپ کے لیے یہ بھی بہت تھا جس نے آدھا گھنٹہ تو دیا تھا اپنے لوگوں کو۔۔۔

آپی ہمارے نئے سردار بہت خوبصورت ہیں ایک دم پرنس جیسے۔۔

خیام کہی سے دیکھ آیا تھا اب اپنی آپی کو بہت پر اشتیاق سے بتا رہا تھا۔

وہ بیزاری سے کندھے اچکا گئی کہ پہلے سردار نے کونسا انکے لیے کچھ کیا تھا جو یہ کرتا اس لیے اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی سردار شردار سے۔

تم دونوں یہی رہنا وہاں کھانا تقسیم کیا جا رہا ہے چلو آؤ میرے ساتھ۔

ماسی رشیداں کی خونخوار آواز پر وہ جلدی سے ماسی کے ساتھ لپکے۔۔۔

ماسی کے کہنے پر انہیں بھی کھانا دے دیا گیا تھا شاپر میں ڈال کر وہ دونوں بہن بھائی وہاں سے نکل گئے کہ انکی بھوکی ماں انکا گھر انتظار کر رہی تھی۔۔

ماسی رشیداں تو وہاں کی خاص خادمہ تھی وہ تو اب رات گئے تک ہی واپس آتی وہ اتنی دیر نہیں رک سکتے تھے۔۔

آپی آپ سردار کو دیکھتی نا حیرت سے دوچار ہو جاتی یہ لمبا قد اور آپ کو پتا ہے انکی آنکھیں گہری نیلی تھیں جیسے انگلش ہیرو کی ہوتیں ہیں اور وہ بہت روعب سے بول رہے تھے۔۔

خیام کی تو زبان پر تو آج اپنے سردار کی ہی باتیں تھیں۔

بس کردو خیمی ہمیں کیا وہ جیسے بھی ہوں تم قدم جلدی آگے بڑھاو گھر امی راہ دیکھ رہیں ہوں گئیں۔۔

اسے ڈانٹتی ہوئی وہ دائیں طرف جاتی کچی سڑک کی طرف بڑھی۔۔

خیام نے خفگی سے منہ بسورا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

گاوں میں آج سناٹا سا چھایا ہوا تھا کیونکہ سب لوگ تو سردار محل میں جمع تھے۔۔

گھر میں قدم رکھتی وہ جلدی سے کچن کی طرف آئی۔۔

پلیٹوں میں کھانا ڈالتی وہ چچی امی کے کمرے میں آئی جہاں خیام پھر سے شروع ہو چکا تھا نئے سردار کی شان میں قصیدے پڑھنا۔

خیام بس کردو اب چلو کھانا کھاتے ہیں۔۔

نیچے چٹائی پر وہ کھانا رکھتی خیام کو روک گئی۔۔

نائلہ نے کتنے عرصے بعد دونوں بچوں کے چہروں پر خوشی دیکھی تھی۔

کھانا دونوں بچوں کے منہ میں ڈالتی وہ اندر سے روئی انکے دونوں صحت مند بچے تو کافی کمزور ہو چکے تھے۔

ہیر کتنا کھاتی تھی ہر وقت اسے کچھ نا کچھ کھانے کو چاہیئے ہوتا تھا وہ کافی صحت مند ہوا کرتی تھی،

سب اسے موٹی کہہ کر چڑایا کرتے تھے لیکن وہ موٹی کہنے سے چڑتی نہیں تھی بلکہ فخر سے گردن اکڑا کر کہتی تھی کھاتے پیتے گھر سے ہوں بھوکے گھر سے نہیں ہوں۔۔

اور آج وہی انکی صحت مند بچی سوکھ کر کانٹا ہو چکی تھی کئی کئی دن انکے فاقوں میں گزر جاتے تھے انکے شوہر جب زندہ تھے تو زندگی ان پر بہت مہربان تھی اپنی بھتیجی میں تو انکی جان ہوا کرتی تھی ہر شام وہ اس کے لیے کچھ نا کچھ بازار سے ضرور لایا کرتے بازار میں جو نیا ڈیزائن آتا نائلہ بیگم سب سے پہلے اپنی ہیر کے لیے خریدتی انہوں نے تو اسے کبھی پرایا سمجھا ہی نہیں تھا وہ تو اسے اپنی بیٹی ہی مانتی تھی ہیر کے باپ کا انتقال تو جب وہ دو سال کی تھی تب ہی ہو گیا تھا تب شرجیل صاحب نے اس ننھی جان کو اپنی آغوش میں سمیٹ لیا اور نائلہ بیگم نے اسے اپنی بیٹی بنا لیا۔۔

ہیر ان دونوں کو بہت لاڈلی ہوا کرتی لیکن پھر اسی لاڈلی بیٹی کو بہت کچھ سہنا پڑا تھا۔

انکے شوہر شرجیل گورنمنٹ جاب کرتے تھے اچھی خاصی تنخواہ تھی انکی لیکن ایک شام گھر واپس لوٹتے وہ ایک کار کے نیچے آکر دم توڑ گئے تھے اور اپنے گھر والوں کو زمانے کے بے رحم سہارے پر چھوڑ گئے۔۔

ان کے شوہر کو فوت ہوئے ڈیڑھ سال ہو چکا تھا لیکن انہیں ابھی تک پینشن کی رقم نہیں ملی تھی اس کے لیے انہوں نے درخواست بھی دے رکھی تھی لیکن آج تک کچھ بن نا سکا تھا۔

امی وہ لوگ تو بہت رئیس ہیں اتنی بڑی انکی کاریں تھی کہ کیا بتاوں میں آپکو!

اور آپکو پتا ہے وہ کاریں تو گنتی میں ہی نہیں آئی تھیں۔۔

خیام پھر سے شروع ہو گیا جس پر کھانا سمیٹتی ہیر مسکرائی۔۔

وہ دسویں کلاس کی طالب علم تھی۔

آخری بینچ پر اکیلی بیٹھی وہ اپنی نوٹ بک کا خالی صفحہ ڈھونڈ رہی تھی جو کہ ناممکن تھا کہ نوٹ بک فنش ہو چکی تھی۔

جبکہ اسے میم رضیہ کا لیکچر نوٹ کرنا تھا اگر انکا کوئی لیکچر نوٹ نا کرے تو وہ بہت بری سزا دیتی تھیں اور بے عزتی الگ۔

ہولتے دل سے اسکے بیگ میں جتنی بھی نوٹ بک تھیں اس نے سب دیکھ لیں لیکن کوئی خالی ورق نا مل سکا اسے۔۔

آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتی وہ کھڑی ہوئی کہ میم رضیہ اسے ہاتھ سے کھڑا ہونے کا کہہ رہیں تھیں۔

جو لیکچر نوٹ کیا ہے وہ دیکھاو۔

مس رضیہ کے درشتگی سے کہنے پر وہ سر جھکا گئی۔

میں پاگل یوں جو بولتی رہتی ہوں اور تم شہزادیاں گھر سے آتی ہو اور بیٹھ کر چلتی بنتی ہو،انتہائی نالائق ہو تم دفع ہو جاو میری کلاس سے اور پرنسپل کے آفس چلو زرا۔

میم رضیہ نے اسکے سر پر بک مارتے ہوئے چلا کر کہا۔

ساری کلاس منہ پر ہاتھ رکھے دبی دبی ہنسی ہنس رہیں تھیں۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

آنکھوں میں آنسو لیے وہ کانپتے ہاتھوں سے کتابیں بیگ کے اندر رکھنے لگی۔

جلدی کرو سست لڑکی۔۔

ایک اور کتاب پڑی تھی اسکے سر پر۔

بیگ کندھے پر رکھتی وہ مس کے کمرے سے نکل گئی اپنے پیچھے تمسخرانہ نظریں وہ اچھے سے محسوس کر سکتی تھی۔۔

گروند میں بیٹھی وہ چادر سے نکلے بال درست کرنے لگی تھی۔۔

آنکھوں سے کئی آنسو بیک وقت اسکے گالوں پر لڑھکے تھے۔

کچھ ہی دیر میں اسے پرنسپل کا بلاوا بھی آ گیا تھا۔۔

بہت شکایات مل رہیں ہیں مجھے تمہاری آخر تم پڑھائی کو سیریس کیوں نہیں لے رہی یہ لاسٹ وارننگ ہے اب اگر تمہاری کوئی بھی شکایت آئی تو میں تمہیں سکول سے فارغ کر دوں گئی اب دفع ہو جاو۔

اسے ہنوز سر جھکائے دیکھ کر پرنسپل میم نے کافی غصے سے کہا۔

سر جھکائے ہی وہ وہاں سے نکلتی ہوئی باہر مین سڑک پر آگئی۔۔

آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے لیکن اس نے انہیں باہر نہیں آنے دیا

۔۔

آنکھیں جھپک جھپک کر آنسو روکتی وہ لب بھینچ گ◌َئی۔۔

سڑک پر گول گپے کی ریڑی دیکھ کر وہ وہی تھم گئی۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

چاچو آپ میرے لیے گول گپے نہیں لائے جائیں میں نہیں بولتی آپ (سے آپ جانتے ہیں نا گول گپے اگر نا کھاوں تو مجھے نیند بھی نہیں آتی۔۔

سینے پر ہاتھ باندھ کر منہ بسور کر کہا گیا تھا۔

سوری بیٹا باہر بارش تھی تو مجھے کوئی گول گپے بیچنے والا نہیں ملا لیکن کل میں اپنی بیٹی کے لیے ڈھیر سارے گول گپے لاوں گا ٹھیک ہے۔۔

کان پکڑے اسکے چاچو نے معذرت کی تھی۔

سچ !

وہ چہکی تھی !

مچ میری جان۔

(اسکے چاچو نے اسے سینے سے لگاتے ہوئے لاڈ سے کہا تھا

آنکھوں میں رکے آنسو بہہ نکلے تھے۔

چاچو آپکی ہیر نے پورے سال سے ان گول گپوں کا ذائقہ نہیں چکھا آپ کیوں چلے گئے ہمیں بے سہارا چھوڑ کر آپ تو کہتے تھے ہیر کی آنکھوں میں آپ کبھی ایک آنسو بھی نہیں آنے دیں گئے لیکن آج آپ دیکھ لیں آپکی ہیر کی آنکھیں سوکھتی ہی نہیں ہیں ہر کوئی مجھے ڈانٹا ہے

مارتاہے کہ کون ہے جو اسکی سائیڈ لے گا آپ واپس آجائیں یا ہم تینوں کو بھی اپنے پاس بولالیں۔۔

ہتھیلیوں سے آنسو صاف کرتی وہ خود سے بڑبڑا رہی تھی بلکہ اپنے چاچو سے مخاطب تھی۔۔

اپنی طرف دولوفر لڑکوں کو دیکھتا دیکھ کر وہ چادر کو اچھے سے ماتھے پر کرتی ہوئی بھاگنے سے انداز میں وہاں سے نکلی۔۔۔

مزے سے سوئمنگ کرتا وہ بدمزہ ہوا کہ اسکا فون مسلسل رنگ کر رہا تھا

۔

ناک چڑھا کر وہ گون پہنتا ہوا فون پکڑتا بیزاری سے فون کو پانی میں اچھال گیا تھا۔

نان سینس۔

غصے سے بولتا ہوا وہ روم میں آیا۔

بلیک کلر کی شرٹ نیچے بلیک ہی پینٹ پہنے وہ خود پر ڈھیر ساری پرفیوم چھڑکتا ہوا باہر آیا۔

وہ بہت نک چڑھا اور ہر وقت تیار رہنے والا شخص تھا اپنے کپڑوں پر وہ ہلکی سی بھی سلوٹ برداشت نہیں کرتا تھا وہ تو سوتے وقت بھی نئے کپڑے پہن کر سوتا تھا۔۔

آئیں سردار بیٹا کیا کھائیں گے آپ۔۔

اس نیچے آتا دیکھ کر نوشین بیگم نے مصنوعی محبت سے پوچھا۔

مہرینہ اور شزرا نے چونک کر اپنے ہینڈسم کزن کو دیکھا جس نے آج تک انہیں مخاطب نہیں کیا تھا۔

Nothing.

بھاری آواز میں کہتا ہوا وہ اپنے باپ کے کمرے کی طرف چلا گیا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

نخرے تو پہلے ہی ساتویں آسمان تک پہنچے ہوئے تھے اب تو سردار بن گیا ہے اب کہاں کسی کو دیکھے گا وہ۔۔

ماہین بیگم نے جلے دل سے کہا۔

جس پر نوشین نے بھی سر ہلا کر تائید کی۔۔

ویسے امی نخرے تو بنتے ہیں سردار کے اتنا خوبصورت اور اوپر سے اتنا پڑھے ہیں کہ آس پاس تو کیا دور تک ان کے جتنا کوئی نہیں پڑھا اور پھر قسمت نے انہیں سردار کے رتبے پر فائز کر دیا ہے تو نخرے بنتے ہیں امی۔۔

مہرینہ نے ہاتھوں پر مہندی لگاتے ہوئے ماں کی بات کے جواب پر کہا۔

مہرینہ منہ بندر کھا کرو کتنی دفع کہا ہے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔

مہرین تپ کر بولی تھی۔

جس پر وہ ہلکا سا مسکراتی ہوئی شانے اچکا گئی۔۔

شزرا تو ابھی تک اس طرف دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ مغرور شہزادہ گیا تھا۔

شائنہ خانم آرہی ہے پرسوں۔

ماہین نے اونچا بولا آخر اپنی بیٹی کو بھی تو سنانا تھا۔

مہرینہ نے ناک منہ بسورا۔

اففف! اللہ کرے جس فلائٹ سے وہ آئے اسکی سیڑی ہی ٹوٹ جائے یا پھر ہماری شائنی خانم کی ٹانگ ہی ٹوٹ جائے۔۔

مہرینہ نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔۔

بکواس بند کرو۔۔

ماہین کی ڈانٹ پر وہ منہ بسورتی ہوئی پیر پٹختی وہاں سے واک آوٹ کر گئی۔۔

پتا نہیں یہ لڑکی کب سدھرے گئی۔

ماہین نے غصے سے سر جھٹکا۔۔

جبکہ نوشین نے جٹھانی کو طنزیہ نظروں سے دیکھا۔

مطلب یہ تھا تمہاری بیٹی ہو اور سدھری ہو یا تو کہی ہو ہی نا جائے۔۔۔

ماہین اپنی جٹھانی کی نظرِیں باخوبی سمجھتی تھی لیکن چپ میں ہی عافیت تھی

چاچا رحیم امی کہہ رہیں ہیں آپ نے کافی مہینوں سے کرایا نہیں دیا اب کی دفع دے دیں ورنہ ہماری دکانیں خالی کر دیں۔۔

وہ دوپہر کے وقت اپنی دکان میں کھڑی چاچا رحیم سے دھیمی آواز میں مخاطب تھی۔

چاچا رحیم نے اسے طنزیا نظروں سے دیکھا۔

کونسی دکانیں ہاں یہ دکانیں میری ہیں تمہارا چاچا مجھے فروحت کر گیا تھا ارے میں تو رقم بھی ادا کر چکا تھا اب مجھے کیا پتا اس نے تم لوگوں کو کیوں نہیں بتایا آئی بڑی دکان کی مالکن اب اگر یہاں مجھے نظر آئی تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔

اسے باہر کی طرف دھکا دیتا وہ پھنکارا۔۔

وہ ایک دم باہر سڑک پر گری تھی۔

جس سے پاوں میں پہنی سستی چپل ٹوٹ گئی تھی۔۔

بھرائی نظروں سے وہ اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو کتنا مہربان ہوا کرتا تھا جب اسکے چاچو زندہ تھے گھر آ کر کرایہ دیتے تھے اس شخص نے بھی انہیں بے سہارہ جان کر اپنا اصلی چہرہ بہت پہلے دیکھانا شروع کر دیا تھا۔

تپتی سڑک پر وہ ہتھیلیاں جماتی کھڑی ہوئی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

چاچا آپ جھوٹ بول رہے ہیں یہ ہماری دکانیں ہیں اور میں ایک دن آپ سے لے کر رہوں گئی یاد رکھیئے گا آپ۔۔

لڑکھڑاتے لہجے میں بولتی وہ ایک چپل ہاتھ میں لیتی ہوں تپتی سڑک پر ایک ننگے پاوں سے چلتی ہچکیوں سے رو رہی تھی ایک پیسہ نہیں تھا اسکے پاس گھر میں راشن نہیں تھا چچی امی کی دوائیں ختم ہو گئیں تھیں اسکی پنسلیں اور نوٹ بک ختم ہو گیں تھیں وہ کہاں جاتی کون تھا جو اسکی مدد کرتا کوئی نہیں ایک خدا کی زات کا سہارا تھا۔

پاوں نیچے سے سرخ پر چکا تھا۔۔

سنسان سڑک پر چلتی وہ ساتھ ساتھ رو رہی تھی۔۔

دور سے آتی بلیک پراڈو اسکے پاس سے گزرتی تھوڑی دور جا کر رکی تھی

۔۔

اے لڑکی سنو۔

اپنے پیچھے آتی مردانہ پکار پر وہ ڈر کر اچھلی تھی۔

سہمی نظروں سے وہ بھاری کلاشنکوف پکڑے اس آدمی کو دیکھ رہی تھی جو اسکے قریب آچکا تھا۔

ننگے پاوں کیوں چل رہی ہو اور رو بھی رہی ہو کیوں۔

وہ آدمی بے تاثر لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

وہ آنسو پونچھتی بنا اس آدمی کو جواب دیئے وہاں سے جانے لگی۔

اے لڑکی یہی رکو دو منٹ میں آتا ہوں میں۔

وہ آدمی اس کی حالت سمجھ چکا تھا اس لیے اس سے کہتا گاڑی کی طرف تیز قدموں سے چلا گیا۔

وہ حیرت سے پلٹ کر اس آدمی کو دیکھ رہی تھی گاڑی میں بیٹھے آدمی سے کوئی بات کر رہا تھا اسکا دل سوکھے پتے کی طرح کانپنے لگا تھا۔۔

وہ ٹھٹھکی۔

گاڑی کی کھڑکی کا شیشہ نیچے ہوا تھا اندر سے براون واچ والی سپید کلائی نظر آئی تھی دودھ جیسے سفید ہاتھ ان پر چھوٹے چھوٹے بال درمیانی انگلی پر پہنی آسمانی رنگ کے نگینے والی انگھوٹھی اس شخص کے ہاتھ پر بہت جچ رہی تھی۔

نیلے نوٹ پکڑاتا وہ ہاتھ اندر چلا گیا تھا جبکہ وہ ابھی بھی مبہوت نظروں سے اس ہاتھ کو گھم ہوتا دیکھ رہی تھی۔

وہ شخص اسکی طرف آیا۔

اسکی طرف پیسے بڑھائے لیکن وہ لینے کے لیے ہاتھ نا بڑھا سکی وہ بھکاری تو نہیں تھی لیکن قسمت نے اسے کیا بنا دیا تھا ایک بھکاری سے بھی بری حالت تھی اس کم سن لڑکی کی۔۔

وہ شخص کندھے اچکاتا پیسے اسکے قریب رکھ کر چلا گیا کہ اسکا صاحب انتہا کا غصے والا تھا اگر تھوڑی سے بھی دیری ہوتی تو دوسرا لمحے وہ نوکری سے فارغ ہوتا۔

وہ ساکت نظروں سے اپنے پیروں میں اڑھتے نیلے نوٹوں کو دیکھنے لگی جو پانچ نوٹ تھے۔

آہستہ سے بیٹھتی وہ ان نوٹوں کو ہاتھ میں سمیٹنے لگی ساتھ رو بھی رہی تھی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکیں تھیں۔۔

کالی چادر سے ناک آنکھیں صاف کرتی وہ آسمان کی طرف دیکھتی ہوئی ایک بار پھر سے رو دی۔

آج اگر اسے پیسے نا ملتے تو کیا ہوتا لیکن اللہ نے اسکی مدد کر دی تھی۔

اسلام علیکم،

شاپر چارپائی پر رکھتی وہ دھیمے لہجے میں بولی۔

وعلیکم السلام بیٹا یہ سب کہاں سے خرید لائی ہو تم۔

انہوں نے حیرت سے پوچھا۔

امی رحیم چاچا سے کچھ پیسے ملے تھے کرائے کے انہی سے تھوڑا سا سودا خریدا ہے۔

سر جھکا کر بولتی وہ کچن میں چلی گئی۔

نائلہ بیگم نے شاپرز میں جھانکا دو شاپرز میں گھر کا تھوڑا بہت سودا تھا ایک میں انکی دوائیں تو تیسرے میں چار پانچ نوٹ بک، پنسلیں اور خیام کا یونیفارم تھا خیام کا یونیفارم بہت پرانا ہو چکا تھا تو وہ لے آئی تھی۔

اتنے پیسوں میں صرف یہی آ سکا تھا اب اسکے پاس صرف ایک سو روپیہ تھا جو اس نے مشکل سے بچایا تھا ورنہ پانچ ہزار کا آج کل کے دور میں کیا بنتا ہے۔۔

بیٹا اس نے پیسے کم دیئے کیا۔

انہوں نے اسکا سرخ چہرہ دیکھ کر پوچھا جو گرمی اور رونے سے سرخ پڑ چکا تھا۔

جی امی۔

سر جھکائے ہی اس نے جواب دیا جس پر نائلہ نے سر تاسف سے ہلایا۔

پھر چونکیں اسکے پاوں کیں سستی سی گلابی چپل دیکھ کر وہ آتے وقت ریڑی والے سے ڈیڑھ سو کی چپل لائی تھی۔

بیٹا دوائیں اگلے مہینے لے لیتے ہم تم کوئی اچھی چپل لے لیتی۔

نائلہ نے فکرمندی سے اسکے بکھڑے بال سمیٹتے ہوئے کہا۔

وہ انکی گود میں سر رکھتی مسکرائی البتہ آنکھیں جھلملائیں تھیں۔

امی آپکی صحت ہمارے لیے سب سے اہم ہے چپل تو میں اگلے مہینے بھی لے سکتی ہوں نا آپ فکر نا کریں۔۔

انکی گود میں منہ چھپائے وہ اتنی دھیمی آواز میں بولی کہ نائلہ بیگم بمشکل سن پائی۔

انہوں نے تاسف سے اپنی تھکی بیٹی کو دیکھا۔

ہیر جاو جا کر نہالو پہلے اور تھوڑی دیر آرام کرلو پھر تم نے تین بجے اپنی نئی جاب پر بھی تو جانا ہے نا۔

انہوں پیار سے اسے مخاطب کیا۔

وہ سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور واش روم کی طرف بڑھ گئی۔۔

نائلہ بیگم آنکھوں میں آئے آنسو اپنی چادر سے پھونچھتی ہوئی اندر چلیں گئیں۔۔

کافی دیر وہ شاور کے نیچے کھڑی رہی۔۔

شاور لیتے اس نے یونہی آنکھیں بند کیں وہ چونکی۔

دماغ کے پردوں میں ایک بھاری سپید کلائی لہرائی اس پر پہنی براون واچ جو دھوپ سے چمک رہی تھی۔

اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔

سر جھٹک کر وہ جلدی سے شاور لے کر باہر آگئی۔۔

چھوٹے کمرے میں آکر اندر سے دروازہ بند کرتی وہ چارپائی پر گیلے بالوں سمیٹ ہی لیٹ گئی۔۔

تکیے میں منہ دیئے وہ گھٹی گھٹی آواز میں رونے لگی تھی۔۔

چھوڑیں میرا ہاتھ چھوٹے خان۔۔

وہ فون سنتا چونکا پچھلے باغ سے کسی کے دبی دبی آواز میں چلانے کی آواز آ رہی تھی۔۔

I I'll call later

کال بند کرتا وہ سنجیدگی سے پائیں باغ کی طرف بڑھا۔

آپ پاگل ہو گئے ہیں چھوڑیں مجھے خان۔۔

آواز اب کے صاف سنائی دی گئی تھی۔

وہ رکا سامنے ہی اسکا کزن کسی لڑکی کو زبردستی اپنے ساتھ لگائے کھڑا تھا

۔

داور۔

اسکی تیز آواز پر داور اور وہ لڑکی ایک پل میں ساکت ہوئے تھے

دوسرے ہی لمحے وہ اس سے الگ ہوا تھا۔

لڑکی تم جاو یہاں سے۔

اسکی سپاٹ آواز پر وہ لڑکی سر جھکائے وہاں سے بھاگی۔۔

! سردار یہ لڑکی ٹھیک نہیں ہے آپ

داور ابھی اپنی صفائی میں کچھ کہتا جب اسکے بھاری ہاتھ کا تھپڑ اسے زمین پر گرا گیا تھا۔

remember you, I hate liars and cheat-ers ـ...

انگلی سے اسے وارننگ دیتا وہ پلٹ گیا فون دوبارہ سے آن کر کے کان سے لگاتا وہ پھر سے اپنے دوست سے کچھ اہم بات کرنے لگا تھا۔

داور نے نفرت آمیز نظروں سے اسکی پشت دیکھی جو بے فکری سے فون میں کسی سے مخاطب تھا۔

سردار غازان تیمور اچھا نہیں کیا ایک تو مجھ سے سرداری چھین لی دوسرا مجھے تھپڑ مارا اور خان پر ہاتھ اٹھایا یو ول پے اٹ سردار صاحب۔۔۔

گال پر ہاتھ رکھے وہ نفرت سے چلایا۔۔

چچ پہلے اپنی حرکتیں درست کرو پھر کسی اور کو مزہ چکھانا مائے ڈیئر بردار ۔۔

مہرینہ کی طنزیہ آواز پر وہ پلٹ کر اپنی بہن کو دیکھتا اسکے قریب جارحانہ قدموں سے بڑھا۔

سردار غازان خان۔۔

اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ طنز سے چلائی جس پر داور خان وہی ساکت ہوا۔

اگر مجھے ٹچ بھی کیا نا ابھی آواز لگالوں گئی سردار جی کو۔۔

سینے پر ہاتھ باندھ کر وہ مسکرا کر بولی۔

تمہارا تو پیدا ہوتے ہی گلہ دبا کر مار دینا چاہیئے تھا مجھے۔

وہ پھنکارا۔۔

میرا ابھی یہی دل کرتا ہے میں تمہارا گلہ دبادوں یا پھر تمہیں زہر دے دوں جان چھوٹے اس زمین کی تم جیسے انسان سے۔۔

نخوت سے بولتی ہوئی وہ وہاں سے واک آوٹ کر گئی۔

جبکہ داور مٹھیاں بھینچ کر ضبط سے دانت پر دانت جما کر رہ گیا۔

پہلے اس سردار کا کچھ کرنا ہو گا پھر تمہیں تمہاری اصلی جگہ دفع کروں گا ۔۔

وہ غصے سے چلاتا ہوا باہر نکل گیا۔۔

سردار محل میں ایک ساتھ بہت ساری گاڑیاں داخل ہوئیں تھیں۔۔

سیب کھاتی مہرینہ نے گاڑی سے نکلتی قیامت کو گھورا۔

اسکا تو ایکسیڈینٹ بھی نہیں ہوتا۔

مہرینہ کے نخوت سے کہنے پر شزرا نے اسے کہنی ماری۔۔

نزاکت سے گاڑی سے باہر نکلتی شائنہ خانم کو کچھ لوگوں نے پیار سے تو کچھ نے حسد سے دیکھا تھا۔

گلابی پیروں تک آتی فراک نیچے وائٹ چوڑی دار پجامہ سر پر وائٹ بڑا سا شفون کا کڑھائی والا دوپٹہ بال کھلے ہوئے تھے جو اس لڑکی کے حسن میں چار چاند لگا رہے تھے۔

وہ لڑکی اپنے حسن میں اپنی مثال آپ تھی۔۔

نزاکت سے چلتی وہ سب بڑوں سے بہت احترام سے مل رہی تھی۔

کیسی ہو مہرینہ تم !

وہ مہرینہ کے قریب آتی مسکر کر نرم آواز میں بولی۔

ابھی تک تو ٹھیک تھی شائنہ خام لیکن اگلی گھڑی کا کوئی بھروسہ نہیں۔

وہ ہنوز سیب کھاتی اپنے لاپرواہ سے انداز میں بولی۔

گڈ۔۔

شائنہ خانم مسکرا کر کہتی ہوئی سب بڑوں کے ساتھ اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔

اسکے تو دانت ہی ٹوٹ جائیں گڈ بڑی آئی مس کہی کی۔۔

غصے سے سر جھٹکتی وہ سنبھلی پھر ٹھٹھکی۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سامنے سے کوئی اور نہیں سردار غازان تیمور چلا آ رہا تھا۔

پیچھے پانچ چھ مرد تھے جو اسکی خفاظت کے لیے زبردستی تیمور خان نے رکھے ہوئے تھے۔۔

وائٹ شرٹ براون پینٹ براون ہی چوڑی واچ باندھے براون ہی شوز پہنے وہ شخص اپنی نیلی آنکھوں سے کسی کو بھی گھائل کر سکتا تھا وہ بالکل اپنی ماں پر گیا تھا اسکی ماں مصر کی رہنے والی تھی وہ اب بھی وہیں رہتیں تھیں لیکن وہ غازان اور تیمور کے ساتھ کیوں نہیں رہتیں تھیں؟

سردار۔

اسکے سامنے آکر سر جھکا کر احترام سے بولی۔

اس نے فقط سوالیہ آئی بروا چکائے۔۔

بولو !

وہ بے تاثر لہجے میں بولا۔

مجھے نا آپ سے ٹائم پوچھنا تھا۔

جب کوئی بات نا سوجھی تو وہ جلدی سے اسکی واچ دیکھ کر بول گئی۔

سردار نے آنکھیں سکیڑ کر اپنی چھوٹی سی کزن کو دیکھا۔

پھر موبائیل میں ٹائم دیکھ کر اسے بتاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔

ہائے کیا خوشبو لگاتے ہیں! پتا نہیں کونسی لگاتے ہیں، پتا کرنا پڑے گا

مہرینہ۔۔

دل پر ہاتھ رکھ کر وہ خاص لوفرانہ انداز میں بولتی سامنے سے آتے اپنے

باپ کو دیکھ کر چپ ہوئی پھر وہاں سے بھاگ نکلی۔۔۔۔

جبکہ باپ نے بیٹی کی حرکت پر فقط صرف دانت ہی پیسے۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اسے تین سے سات بجے تک فروٹ پیک کرنے والی فیکٹری میں جاب ملی تھی۔

مہینے کی پانچ ہزار سیلری طے ہوئی تھی۔۔۔

فروٹ کو ڈرائے کلین کرنا پھر ان پر مختلف قسم کے کیمیکل کا استعمال کرنا نہیں پیک کرنا یہ تھی اسکی جاب۔۔۔

رات کے اٹھ بجے وہ روڈ پر بس کے انتظار میں تھی وہ لیٹ ہو چکی تھی

۔۔۔

دور دور تک کسی گاڑی کا نام و نشان نہیں تھا۔

کانپتے قدموں سے وہ میں روڈ کی طرف دوڑنے لگی تھی۔

آنکھوں میں نمی بھی تیرنے لگی تھی۔

اسکے پاس پانچ سو روپے تھے جو آج اسے ملے تھے۔

Zubi Novels Zone

وہ ابھی روڈ کراس ہی کرنے لگی تھی۔

جب دو بائیک سوار ایک دم سے اسکے سامنے آئے تھے۔

وہ چیختی ہوئی پیچھے ہوئی۔

ہاہاہا بچی ڈر گئی بوس۔

پیچھے بیٹھے آدمی نے قہقہ لگاتے ہوئے مضحکہ خیز انداز میں کہا۔

پرانے لیدر کے بیگ پر وہ پکڑ مضبوط کرتی انکے قریب سے گزرنے لگی تھی جب پیچھے بیٹھے آدمی نے اسکا بیگ ایک جھٹکے سے چھینا تھا۔

وہ کھلے منہ سے بیگ کو انکے ہاتھوں میں دیکھتی انکے قریب آنے ہی لگی تھی جب وہ ایک دم سے وہاں سے فرار ہوئے تھے۔

ساکت سی وہ روڈ پر کھڑی رہ گئی جیسے ہلنے کی سکت نا بچی ہو۔۔

اسکا بیگ تو اسکے لیے بہت قیمتی تھا وہ بیگ اسکے چاچو اسکے لیے لِا یا تھا بیگ تو ایک طرف رہ گیا اس میں ایک اکلوتا پانچ سو کا نوٹ تھا اس میں چاچی کی شوگر کی میڈیسن تھیں اس میں خیام کے لیے تھوڑا سا فروٹ تھا۔

جو فروٹ تھوڑا سا خراب ہوتا تھا کمپنی وہ فروٹ اپنے ورکرز کو دے دیتے تھی وہ آج کتنی خوش تھی، کیا اسے کوئی بھی خوشی راس نہیں آنی تھی؟

بھرائی آنکھوں سے وہ پورے قد سمیت سڑک پر گری تھی۔

مجھے میرا بیگ دے دو پلیز۔

ہونٹوں میں ہلکی سی بڑبڑاہٹ ہوئی تھی۔

دوسرے ہی پل وہ آنکھیں موندیں فرش پر گر گئی تھی اسکا بی پی شوٹ کر گیا تھا دور سے آتی گاڑی اسکے وجود سے کچھ قدم دور رکی تھی۔۔

اندر سے ایک عورت بھاگتی ہوئی اسکے قریب آئی تھی۔۔

سنیں جی یہ لڑکی تو بے ہوش پڑی ہے۔

اس عورت نے اپنے شوہر سے کہا۔

چلو ہسپٹل چھوڑ جاتے ہیں جوان لڑکی ہے اسے یوں روڈ پر چھوڑنا ٹھیک نہیں۔۔

وہ آدمی اس معصوم لڑکی پر ترس کھاتا اپنی عورت سے بولا۔

چلیں جی اسے اٹھانے میں میری مدد کریں۔۔

وہ دونوں میاں بیوی اسے گورنمنٹ سول ہسپتال چھوڑ کر چلے گئے تھے ۔۔

کافی دیر وہ وہاں بے یارو مدد گار پڑی رہی پھر کہی جا کر اسکی باری آئی۔۔

اسے ڈریپ لگادی گئی تھی۔۔

کافی دیر بعد اسے ہوش آیا تھا۔

دھیرے سے بھاری ہوئیں آنکھیں کھول کر وہ ارد گرد کے ماحول کو نا سمجھی سے دیکھنے لگی تھی۔

بالکل کافی دیر وہ ماوف ہوئے دماغ سے لوگوں کو دیکھتی رہی پھر اپنے ہاتھ پر لگی ڈریپ دیکھنے لگی جو بس تھوڑی سی ہی رہ گئی تھی۔

آہستہ آہستہ دماغ اپنی جگہ پر آنے لگا تھا۔

تلخ زندگی کی سچائی اسکی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لے آئی تھی۔

سنیں کیا ٹائم ہوا ہے۔

وہ دوسرے بیڈ پر ایک پیشنٹ چیک کرتی نرس سے بولی۔

ساڑھے نو۔

نرس کہتی ہوئی پھر سے اپنے کام میں لگ گئی۔۔

افففف اللہ میری امی بھائی وہ مجھے نا پا کر کتنے پریشان ہوں گئے اففف میں کیسے اتنی دیر غافل پڑی رہی۔۔

ہاتھ سے ڈریپ نکالتی وہ باہر کی طرف دوڑی۔

پیچھے سب اس لڑکی کی حرکت کو حیرت سے دیکھتے رہ گئے۔

لمبے کوریڈور سے وہ دوڑتی ہوئی مین ہال میں آئی جہاں ہر طرف چیئرز پڑیں ہوئیں تھی بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔۔

مجھے ایک فون کرنا ہے۔

اسے فون کرنا یاد آیا تو وہ ریسیپشن پر بیٹھے لڑکے کے پاس آئی۔

اس لڑکے نے گھور کر اس لڑکی کے بکھرے بالوں کو دیکھا۔

یہاں علاج مفت ہوتا ہے فون نہیں۔

وہ لڑکا بہت غصے سے بولا۔

بھرائی آنکھوں سے وہ ایک دو قدم پیچھے ہوئی۔

اس دنیا میں غریب کا کوئی ساتھی نہیں، یہاں صرف کھلانے والوں کے یار ہوتے ہیں کھانے والوں کے نہیں۔۔۔

ہاتھ کی پشت سے ناک صاف کرتی وہ ننگے پاوں باہر کی طرف بڑھنے لگی پھر کسی اور سے کہنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی اسے شاید اگر وہ کسی اور سے کہتی تو کرواہی دیتا۔۔

ہسپٹل کی بڑی سے عمارت سے وہ ننگے پاوں باہر نکل آئی۔۔

آنکھِوں میں آنسو آئے چلے جارہے تھے بار بار سختی سے پوچھنے پر بھی وہ خشک نہیں ہورہے تھے۔

مین روڈ پر آکر وہ تھمی۔۔

وہاں گاڑیوں کا کافی ہجوم تھا۔

شاید یہاں کوئی مسلہ درپیش آیا تھا جو پولیس بھی وہی موجود تھی۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

آنکھیں کالی چادر سے رگڑتی وہ گزر رہی تھی جب وہ ٹھٹھکی تھی۔

ایک بڑی سے پراڈو گاڑی کا ڈور ہلکا سا کھلا ہوا تھا۔

اسکے رکنے کی وجہ سیٹ پر پڑا کھلا سیل فون تھا جس میں شاید کوئی فنکشن چل رہی تھی۔

ہونٹ بھینچے وہ ارد گرد دیکھتی آہستہ سے جھک کر وہ لمبا گولڈ کلر کا آئی فون پر وا اٹھا چکی تھی۔

جو اسکے ہاتھ سے بڑا تھا۔

آہستہ سے گرین سلیوز کہنی سے اوپر کی جہاں ایک نمبر کالی پنسل سے لکھا ہوا تھا اسے نمبر یاد نہیں رہتے تھے تو اپنی بازو پر پنسل سے لکھ لیتی تھی تاکہ اسے کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑے تو کسی کا نمبر اسکے پاس ہو۔

یہ نمبر انکے ہمسایہ کا تھا جن کا گھر انکے ساتھ تھا۔

ڈائیل پیڈ پر وہ نمبر لکھ کر یس کا بٹن دباتی فون کان سے لگا گئی۔

ہونٹ ہاتھ ٹانگیں کانپ رہیں تھیں بالکہ فون بھی اس سے صحیح سے پکڑ نہیں جا رہا تھا۔

ہیلو شمسہ خالہ میں ہیر بول رہی ہوں آپ پلیز میری امی کو بتا دیں آج کام زیادہ تھا اس لیے دیر ہو گئی ہے میں آ رہی ہوں وہ پریشان نا ہوں آپ بتا د یجئے گا۔۔۔۔!

آئے لڑکی !

پیچھے سے آتی خونخوار پکار پر فون پھسل کر اسکے ہاتھ سے گرا تھا۔۔

بنا پیچھے مڑے وہ وہاں سے بھاگی تھی۔

بندوق مین وہاں بھاگ کر آیا جہاں وہ لڑکی کھڑی تھی۔

کیا ہوا۔۔

بھاری آواز پر وہ بندوق مین سرعت سے اپنے سردار کی طرف مڑا جہاں وہ کافی لوگ کے ساتھ اپنے گارڈ کی طرف ہی متوجہ تھا۔

صاحب ایک لڑکی آپ کے فون سے کچھ چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی شاید کوئی چورنی تھی بھاگ گئی ہے اس کچے کی طرف لیکن آپکا فون بھی گرا گئی دیکھیں سکرین ٹوٹ گئی ہے۔۔

اس آدمی نے جلدی جلدی ڈر کر بتاتا اور وہ گولڈ کلر کا فون اپنے سردار کی طرف بڑھا گیا۔۔

سردار ہم جائیں اس طرف۔۔

ایک پولیس والے نے اس سے احترام سے پوچھا۔

ایک منٹ سیل دو۔۔

بھاری گھمبیر آواز میں کہتا ہوا وہ اپنے آدمی سے فون پکڑ کر چیک کرنے لگا انگلیاں بڑی سرعت سے سکرین پر متحرک تھیں۔

کال کی تھی اس کڑکی نے بے وقوف یہ نہیں جانتی وہ کال بھی ریکارڈ ہو چکی تھی۔

ریکارڈنگ کا بٹن پریس کرتا وہ فون کان سے لگا گیا۔۔

خوبصورت نین نقوش والا وہ مصری شہزادہ بلیک کلر کی پینٹ شرٹ زیب تن کیے ہوئے تھا چہرے پر بڑی بیزاری والے تاثرات رقم تھے جیسے اسے کسی چیز میں کوئی دلچسپی نا ہو سوائے اپنی زات کے۔۔

ہیلو شمسہ خالہ میں ہیر بول رہی ہوں آپ پلیز میری امی کو بتا دیں کہ (آج کام زیادہ تھا اس لیے دیر ہو گئی ہے وہ پریشان نا ہوں میں آ رہی ہوں)

کال کٹ گئی تھی۔

واپس آجاو۔۔

پولیس اور اپنے دو آدمیوں کو کچے راستے کی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ سپاٹ آواز میں کہتا گاڑی کی طرف بڑھا۔

لیکن سردار اگر وہ کوئی دہشت گرد یا کوی آپکے دشمن کی بھیجی ہوئی ہوئی تو۔۔

پولیس والے نے پریشانی سے کان میں بلیوٹوتھ لگاتے اپنے سراد سے پوچھا۔

اس نے فقط انسپکٹر کو ایک نظر ہی دیکھا تھا۔

جس پر انسپکٹر بھوکھلایا۔

آو کے جیسے آپکی مرضی۔۔

وہ پولیس والا کہتا جلدی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

ہیلو غازان تیمور خان سپیکینگ اگر فارغ ہوں تو مجھے کال کر لیجئے گا۔۔

کسی کو خفگی بھرا وائس میسج بھیجا گیا تھا۔۔

تم ٹھیک ہو نا بیٹا تم جانتی ہو میں اتنے وقت میں ہی مر مر کر جی ہوں ہمیں نہیں کرنی یہ نوکری ہم رہ لیں گئے بھوکے۔

نائلہ خاتوں اسے سینے سے لگائے روتے چلے جا رہی تھی وہ اتنے سے وقت میں ہی صدیوں کی بیمار نظر آنے لگی تھی جوان لڑکی تھی کیا کیا خیال نہیں اگئے تھے انکے دل میں۔

پتھرائی آنکھوں سے انکے سینے سے لگی وہ ساکت سی تھی۔

میں ٹھیک تھی امی بس میری ساتھی لڑکی کی طبیعت خراب ہو گئی تھی تو سکے ساتھ ہسپتال چلی گئی اور فون کرنا یاد ہی نا رہا مجھے۔۔

انکے ہاتھ چہرے پر رکھتی وہ دھیمی آواز میں کہہ رہی تھی۔

ٹھیک ہے لیکن تم یہ نوکری نہیں کرو گئی چاہے تم کچھ بھی کہہ لو اب جاو منہ ہاتھ دھو کر آو تو کھانا کھاتے ہیں آج میں نے تمہارے لیے دال چاول بنائے ہیں تمہیں بہت پسند ہیں نا۔

انہوں نے اسکا ماتھا چومتے ہوِے پوچھا۔

وہ فقط سر ہلا گئی۔

جاو پھر فریش ہو کر آجاو۔

انہوں نے اسے وہاں سے اٹھایا۔

اسکے جاتے ہی وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی بیٹی کے ننگے پاؤں دیکھتی رہ گئیں جس کے پاس نا تو وہ لیدر کا کالا بیگ تھا نا ہی چپل لیکن انہوں نے کچھ نہیں ہو چھا وہ اپنی بیٹی کا بھرم نہیں توڑنا چاہتیں تھیں۔۔۔

آنکھیں رگڑ رگڑ کر پونچھتی وہ چھوٹے سے کچن کی طرف بڑھیں راش ختم ہونے والا تھا کوئی راہ بھی نظر نہیں آ رہی تھی آخر وہ کیا کریں۔۔۔

سردار آپکا شائنہ خانم باہر گارڈن میں انتظار کر رہیں ہیں۔

ملازم اسے سر جھکا کر بتا کر چلا گا۔

سر ہلا کر وہ پھر سے اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

کف لنکس بند کرتا وہ باہر آیا۔۔

یہ تیاری کہی شائنہ خانم کے لیے تو نہیں یقیناً اسی کے لیے ہے۔۔

پلر کے پاس کھڑی مہرینہ نے پیر پٹخ کر سوچا۔

پھر اس خوبصورت شخص کی تیاری کو دیکھ کر مسکرائی لیکن یہ تو ایسے ہی تیار رہتے ہیں ہر وقت پتا نہیں کیوں۔

وہ پھر سے بڑبڑائی۔

پھر ہاتھ میں پکڑے اورنج جوس کو دیکھ کر شیطانی مسکان ہونٹوں پر سجاتی ہوئی مصروف سے انداز میں چلتی ہوئی وہ ایک دم سے سردار غازان سے ٹکرائی تھی۔

وہ اس شیطان کی خالہ کو دیکھ نہیں سکا تھا جو مخالف سمت سے اچانک سے کہی سے آتی اس سے ٹکرائی تھی۔۔

اورنج جوس اسکی وائٹ شرٹ کو داغدار کر چکا تھا۔

وہ شرٹ کو حیرت سے دیکھتا اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھنے لگا جو مصنوعی حیرت چہرے پر سجائے اسکی شرٹ کو شاک سے دیکھ رہی تھی۔۔

what the hell ،

What did this crazy girl do!

وہ غصے سے چلایا۔

کہاں وہ اپنی شرٹ پر معمولی سی شکن برداشت نہیں کرتا تھا اور کہاں وہ لڑکی اسکی شرٹ کو جوس سے نہلوا گئی تھی۔

سب ملازم اپنا کام چھوڑے حیرت سے سردار کو دیکھ رہے تھے کہ اب مہرینہ کا کیا بنے گا۔

مہرینہ نے مصنوعی شاک سے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

سوری سردار غازان میں آپکو دیکھ نہیں سکی ورنہ میں ایسی غلطی کبھی نا کرتی آپ دیں لیں جو سزا دینی ہے میں تیار ہوں۔۔

ہاتھ باندھے وہ معصوم سامنہ بناتی ہوئی بولی۔

دماغ آنکھوں اور کا استعمال کرنا شروع کر دو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔

غصے سے اسے وارننگ دیتا وہ اپنے کمرے کی طرف پلٹ گیا۔

ہاہاہا بے چاری شائنہ خانم اور کرو انتظار یہ تو ابھی شروعات ہے آگے آگے دیکھو میں کرتی کیا ہوں تمہارے ساتھ۔۔

ہنوز ہاتھ باندھے وہ کھلکھلا کر بولی تھی۔

کام کرتے ملازم حیرت زدہ ہوئے بھکا ڈانٹ کھا کر جون خوش ہوتا ہے

۔۔

اگر انکے خاندان میں سے کوئی اور سردار ہوتا تو اسکی غلطی کی سزا ضرور دیتا لیکن وہ اپنی نوعیت کا الگ ہی سردار تھا شاندار شخصیت والا وہ مصری شہزادہ اس خاندان کو تو لگتا ہی نہیں تھا۔

مہرینہ کو ڈاوٹ تھا کہ وہ اسکے خاندان کا نہیں ہے۔۔

افففف کاش یہ شائنہ کو ایک تھپڑ مار کر میرے سینے میں ٹھنڈک ڈال دیں تم نے جو میرے ساتھ کیا تھا نا شائنہ اسکا بدلا میں تم سے لیتی رہوں گئی سود سمیت۔۔

مزے سے بولتی ہوئی وہ کام کرتے ملازموں کو گھورنے لگی۔

کیا ہے میرے منہ پر کوئی فلم چل۔رہی ہے جو بنا آنکھیں جھپکے دیکھے جا رہے ہو کام کرو ورنہ کام سے فارغ کر دوں گئی۔

روعب سے انہیں حکم دیتی بال جھٹکتی ہوئی باہر کی طرف چلی گئی۔

پیچھے سب ملازم حیرت سے نکلتے اپنے اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔۔

رئیلی ڈیڈ آپ چاہتے ہیں میں شادی کر لوں کیا جوک ہے .

ڈیڈ میں کوئی شادی نہیں کرنے آیا یہ بات آپ دماغ میں رکھا کریں۔

پینٹ کی پاکٹس میں دونوں ہاتھ گھسائے پانی میں تیر تیں بطخوں کو دیکھتا وہ طنزیہ مسکان سے بولا۔

تیمور خان نے اسے گھور کر دیکھا۔

غاذان بات کو سمجھو تمہاری بچپن سے بات طے ہے شائنہ سے پھر اس سے شادی کر کے تمہاری پوزیشن میں واضع تبدیلی آئے گئی بیٹا۔

تیمور صاحب جھنجھلا کر بولے۔

سیریسلی ڈیڈ۔

وہ مسکراتا ہوا انکی طرف پلٹا۔

اسکی مسکان سے چڑتے وہ ریلنگ پر ہاتھ جما گئے۔

دیکھیں ڈیڈ آپ جانتے ہیں شادی وادی مجھے پسند نہیں میں پابند ہو کر نہیں رہ سکتا اور دوسرا سچ آپ بھی جانتے ہیں۔

انکے ساتھ کھڑا ہوتا وہ سپاٹ سے انداز میں بولا۔

تیمور خان نے اسے گھورا۔

مجھے گھورنے کا کوئی فائدہ نہیں ڈیڈ جب میرا دل کرے گا شادی کا آپ کو بتادوں گا۔

کندھے اچکا کر بولتا وہ پاکٹ سے سگریٹ کی ڈبی نکال گیا۔

تیمور صاحب نے اسے زبردست گھوری سے نوازا جبکہ وہ مسکراتا ہوا
سگریٹ منہ سے لگا گیا۔

پیئیں گئے ڈیڈ۔

ہلکی مسکان سے خود کو گھورتے تیمور خان سے وہ بولا تھا۔

ایسے واحیات شوق تمہارے ہیں تمہارے باپ دادا نے کبھی اس شے کو ہاتھ نہیں لگایا اور تم میرے سامنے کھڑے دیدہ دلیری سے نا صرف سگریٹ پی رہے ہو بالکہ مجھے آفر بھی کر رہے ہو آفرین ہے سردار غاذان تیمور تم پر۔

.وہ خاص تپ چکے تھے اپنے بیٹے کی حرکتوں سے

کش لیتا وہ بھرپور مسکرادیا۔

سردار ہوں جو کام کروں گا دیدہ دلیری سے کروں گا اور آپ زیادہ ہائپر نا ہو طبیعت خراب ہو جائے گئ آپکی۔۔

پھر سے سکون سے بولا گیا۔

ہاپر کرنے والی باتیں بھی کرتے ہو اور یہ بھی کہتے ہو طبیعت خراب ہو جائے گئی اتنے کوئی تم میرے خیر خواہ۔

غصے سے کہتے وہ اسکے کمرے سے ہی نکل گئے۔

اسکے خوبصورت ہونٹوں پر مسکراہٹ چھب دیکھلا کر غائب ہو گئی۔

اب وہ سنجیدگی سے نیچے پول کے پاس بیٹھی شائنہ خانم کو دیکھنے لگا جو سرخ سوٹ پہنے بالوں کا جوڑا بنائے فون میں کسی سے بات کر رہی تھی وہ لڑکی کافی خوبصورت تھی اسے پسند بھی تھی لیکن شادی وہ ابھی نہیں کرنا چاہتا تھا کم از کم ایک سال تک تو بالکل بھی نہیں۔۔

ان تینوں نے کل صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا چاچی کو تو موسمی بخار ہو گیا تھا

۔

وہ کبھی بیٹھتی کبھی کھڑی ہو جاتی اسے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ کہاں جائے کون ہے جو اسکی مدد کرے اب وہ روز روز تو کسی سے مانگ نہیں سکتی اسے خود ہی کچھ کرنا تھا۔

بڑی سی کالی چادر سر پر لیتی وہ خیام کو امی کا خیال رکھنے کی تاکید کرتی ہوئی باہر نکل گئی شام کے چار بج رہے تھے۔

دھوپ کے سائے ڈھل چکے تھے۔

عرفان نے مسکرا کر اسے کوئی واحیات سا اشارا کیا تھا جس پر وہ ضبط سے ہونٹ بھینچتی ہوئی تیزی سے اسکی دکان کے پاس سے گزر گئی۔۔

پیدل تیز تیز چلتی وہ کافی دور نکل آئی تھی۔

چہرے پر بے بسی سی تھی۔

وہ آخر کار سردار محل کے سامنے آکر رک گئی تھی۔

مجھے اندر جانا ہے۔

گیٹ کے پاس چار پانچ کھڑے چوکیداروں سے وہ بولی۔

کون ہو تم لڑکی ہم ایسے ہی کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں دیتے۔

ان میں سے ایک آدمی کافی غصے سے بولا۔

کیوں نہیں جانے دیتے مجھے سردار سے ملنا ہے اور ان سے ملنے تو کوئی بھی آسکتا ہے پھر کیوں آپ اندر جانے نہیں دیتے۔۔

وہ پہلی دفعہ غصے سے بولی تھی۔

ان آدمیوں نے کمزور سی لڑکی کو گھورا.

اۓ بی بی جاو یہاں سے ہمارا دماغ مت خراب کرو ہمارے سردار بس خاص لوگوں سے ملتے ہیں ویسے بھی انکے بہت دشمن ہیں ہو سکتا ہے تمہیں انکے کسی دشمن نے بھیجا ہو۔

ان میں سے دوسرا آدمی زرا رعب سے بولا۔

وہ لب کاٹتی ہوئی انہیں دیکھتی رہی۔

ہم لوگوں کے مسائل حل کرنا انکی زمہ داری ہے اگر ہم ان سے ملیں گئے نہیں تو انہیں اپنے مسائل سے کیسے آگاہ کر سکیں گئے حیرت ہے آپ لوگوں پر۔

وہ غصے سے بولتی ہوئی چپ ہوئی دروازہ کے پاس چار پانچ گاڑیاں قطار میں محل سے باہر آنے لگیں تھیں۔۔

سب چوکیدار حرکت میں آتے ہوئے مستعدی سے کھڑے ہوئے تھے وہ باہر بیٹھے ہوئے تھے اندر بھی چوکیدار ہوتے تھے باہر بھی ہوتے تھے۔

وہ ایک سائیڈ پر ہوتی امیروں کے ٹھاٹ دیکھتی رہ گئی۔

ان میں سے کس گاڑی میں ہوں گئے وہ۔

وہ گاڑیوں کو غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

ان میں سے دوسرے نمبر والی گاڑی میں ہیں سردار جی۔

ایک چوکیدار جو بھلا دیکھتا تھا وہ آہستہ سے اسے بتاتا گیٹ کے پاس چلا گیا۔

وہ کالی پراڈو کو غور سے دیکھنے لگیں جس کے سیاہ شیشے اندر کا منظر چھپا گے تھے۔

وہ دل مضبوط کرتی ہوئی دوڑ کر اس گاڑی کے قریب پہنچی تھی۔

گاڑیاں رکیں ہوئیں تھیں۔

سردار غاذان کی گاڑی کا شیشہ وہ زور سے بجا گئی تھی۔

گاڑی کے اندر بیٹھا موبائیل یوز کرتا وجود چونکا تھا۔۔

گاڑی کے باہر کا منظر تو دیکھتا تھا لیکن اندر کا نہیں۔

اس نے چونک کر اس کمزور لڑکی کو دیکھا جس نے کالی چادر سے ہونٹوں کو چھپایا ہوا تھا۔۔

ڈرائیور اس سے پوچھو کوئی مسلہ ہے۔

وہ بے ساختہ بولا تھا۔

غاذان چھوڑوا سے ہمیں کانفرنس کے لیے لیٹ ہو رہا ہے۔

دوسری طرف بیٹھے تیمور خان نے بیزاری سے بیٹے سے کہا۔

بہادر خان پوچھو اس سے جا کر۔

وہ باپ کی بات نظر انداز کرتا اپنے خاص ملازم کو حکم صادر کر گیا تھا۔

ملازم باہر نکلتا اس لڑکی کے قریب آیا جس کی آنکھوں میں ویرانی سی تھی۔

کیا مسلہ ہے لڑکی تم جانتی ہو ایسی حرکت کرنا منع ہے کیا چاہیئے پیسے۔

وہ ملازم اسے پہچان چکا تھا۔

وہ بھی اس آدمی کو پہچان چکی تھی۔

میں بھکارن نہیں ہوں مجھے سردار غاذان تیمور سے بات کرنی ہے تم سے نہیں۔

وہ سرد لہجے میں بولی۔

بہادر خان نے اس لڑکی کو حیرت سے دیکھا پھر گاڑی کے اندر چلا گیا۔

سردار وہ آپ سے بات کرنا چاہتی ہے۔

وہ موبائیل پر میٹینگ اٹینڈ کرتے سردار سے بولا۔

اس نے حیرت سے آئی برو اچکائے پھر لڑکی کو دیکھا ایک منٹ ڈرائیور

۔

ڈرائیور کو گاڑی سٹارٹ کرتا دیکھ کر وہ بولا جس پر تیمور خان نے اسے گھورا کہیں انہوں نے اسے سردار بنا کر کوئی غلطی تو نہیں کر دی تھی کیا یہ شخص کبھی انکی کوئی بات مانے گا لگتا تو نہیں ہے۔

وہ لب بھینچ کر اپنے مغرور بیٹے کو دیکھنے لگے جو ڈور کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوا باہر نکلا تھا۔

بیٹا باہر بہت گرمی ہے تم کہاں گرمی برداشت کر سکتے ہو۔

انہوں نے اسے ٹوکا۔

وہ مسکرایا۔

ڈیڈ ایک دو منٹ کی گرمی سے آپ کا بیٹا مر نہیں جائے گا ڈونٹ وری۔

طنز سے کہتا ڈور کھول کر وہ باہر نکلا تھا اسے باہر نکلتا دیکھ کر اسکے گارڈ بھی بے ساختہ باہر آتے اس کے ارد گرد پھیلے تھے۔

ہیر بے ساختہ دو قدم دور ہوئی۔

وہ شخص قد اور رتبے میں بہت بڑا تھا اسے سے،

ہیر سر اٹھائے بہت حیرت سے اسے دراز قامت شخص کو دیکھ رہی تھی۔

جو وائٹ شرٹ خاکی تنگ پینٹ براون شوز پہنے آنکھوں پر براون کلر کے ہی شیڈ لگائے وہ لڑکی کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

خیام ٹھیک کہتا تھا سردار غاذان انتہا سے زیادہ خوبصورت تھا اسکی پرسنلٹی ہی بہت شاندار تھی۔

اسکی نیلی آنکھیں گلاسز کے پیچھے چھپی ہوئیں تھیں۔

کوئی مسلہ ہے تو جلدی کہیں۔

وہ سنجیدگی سے اس کمزور کم سن لڑکی سے مخاطب تھا جس سے لوگ مخاطب ہونے کے لیے ترستے تھے۔

وہ چپ ہی رہی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اس شخص سے کیا کہے۔

لڑکی تم ٹھیک ہو۔

اسکی سپاٹ آواز پر اسکی انکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیرتے باہر آنے کو مچلنے لگے تھے۔

سردار غاذان خان نے آفسوس سے اس لڑکی کو دیکھا پھر پینٹ کی پاکٹ سے والٹ نکال کر کئی نوٹ اس لڑکی کی طرف بڑھائے۔

پیسوں کو دیکھ کر وہ بے ساختہ لب بھینچ گئی۔

سردار مجھے آپ سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔

وہ بنا پیسوں کو پکڑے سر جھکائے بولی۔

Zubi Novels Zone

جس پر تیمور خان غصے سے باہر نکلا۔

اے لڑکی کیا تماشا لگا رکھا ہے پیسے چاہئیے تو لو ورنہ ہٹو راستے سے۔

تیمور خان کی حقارت زدہ آواز پر اسکی آنکھوں میں تیرتے آنسو باہر نکل آئے تھے۔

سردار غاذان نے باپ کو سنجیدگی سے دیکھا اسکی پرورش اسکی ماں نے کی تھی وہ لوگوں کی مدد کرنا جانتا تھا ورنہ اگر ان محل والوں میں پلا ہوتا تو وہ بھی کٹھور دل کا مالک ہوتا۔

مجھے ان سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔

وہ پھر سے ڈیٹھ پن سے بولی۔

یہ پیٹ کی بھوک انسان کو بڑا بے بس کر دیتی ہے وہ لڑکی بھی مجبور تھی اپنوں کو بھوک میں دیکھ کر،

اپنی تکلیف برداشت کرلی جاتی ہے اپنے دل سے جڑے رشتوں کی نہیں وہ اپنی امی بھائی کو بھوکا نہیں دیکھ سکتی یہی مجبوری اسے سردار غاذان کے در پر لے آئی تھی۔

اس طرف آو۔

وہ کہتا ہوا آگے بڑھا پیچھے سب حیرانی سے اپنے سردار کو دیکھ رہے تھے اسکے ساتھ بہادر خان بھی بڑھا تھا کہ وہ اسکا رائٹ ہینڈ تھا۔

وہ حیران تھی کیا سردار اتنے خوبصورت رویہ کے مالک بھی ہوتے ہیں وہ تو ویسے ہی چلی آئی تھی وہ نہیں جانتی تھی سردار غاذان اسکی بات سنے گا۔

کہو !

ہاتھ پشت پر باندھتا وہ بے تاثر لہجے میں بولا۔

میں اپنی چچی کے ساتھ رہتی ہوں میرے امی ابو، چاچا کا انتقال ہو چکا ہے ہمارا کوئی سرپرست سہارا نہیں ہم کئی دن فاقوں میں گزارتے ہیں مجھے بھیک نہیں مجھے کام چاہیئے جس سے میں اپنی ماں بھائی کو دو وقت کا کھانا کھلا سکوں پیسے نہیں آپ سردار ہیں آپکا فرض بنتا ہے ہماری مدد کرنا ہمارے مسلے کا حل نکالنا۔

سر جھکائے وہ بول رہی تھی اسکی بہادری پر بہادر خان عش عش کر اٹھا تھا۔

سردار سے دو ٹوک بات کرنا بہت ہمت کی بات تھی۔

تمہیں کام چاہیئے؟

وہ پوچھ رہا تھا۔

ہاں۔

وہ سر جھکائے بولی۔

وہ والٹ نکالتا ایک کارڈ اسکی طرف بڑھا گیا۔

یہاں چلی جانا تمہیں نوکری مل جائے گی۔

اسے کارڈ تھما کر کہتا وہ خوبصورت چال چلتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔

کارڈ پکڑے وہ حیرت زدہ سی تھی اس نے سردار غاذان سے بات کی تھی بہت حیرت تھی اسے خود پر وہ اتنی ہمت کہاں سے لے آئی تھی سردار سے بات کرنے کی۔

گاڑیاں بہت تیزی سے وہاں سے گزریں تھیں۔۔

کارڈ پر کسی کمپنی کا نام درج تھا۔

کارڈ پکڑ کر وہ اپنے گھر کی طرف بڑھ گئی۔

چاچا مختیار دکان پر تھے انہیں دکان پر دیکھ کر وہ دکان کے اندر آ گئی۔

چاچا ہمارے ادھار کی رقم کتنی ہوئی ہے۔

وہ گہری سانس لیتی چاچا سے بولی۔

ایک منٹ بیٹا۔

دس ہزار۔

چاچا نے رجسٹر میں جھانکتے ہوئے اسے بتایا۔

وہ لب بھینچ گئی۔

چاچا میں جلد آپکے پیسے لوٹانے کی کوشش کروں گئی کیا مجھے ایک پاؤماش کی دال مل سکتی ہے۔

وہ شرمندگی بھرے لہجے میں بولی۔

چاچا نے گہرا سانس لے کر اسے ایک پاؤماش کی دال دے دی ساتھ ہی دس روپے والا بسکٹ کا پیکٹ بھی پکڑا دیا۔

دکان سے وہ قدم گھسیٹتی ہوئی گھر آئی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کچن میں آکر سب سے پہلے اس نے ماش کی دال چولہے پر چڑھانے کی کوشش کی لیکن چولہا تو جل ہی نہیں رہا تھا۔

گیس ختم ہو گئی تھی۔

لب بھینچ کر وہ ٹھنڈے پڑے چولہے کو دیکھنے لگی وہ بے بسی کی انتہا پر تھی۔

پھر کچھ سوچ کر وہ باہر آئی چار اینٹیں باہر والے گیٹ کے پاس پڑیں ہوئیں تھیں۔

ان اینٹوں کو پکڑ کر وہ دیوار کے پاس لے آئی انہیں جوڑ کر وہ چھت پر چلی گئی۔

پاس والی چھت پر کافی سوکھی لکڑیاں پڑیں ہوئیں تھی اسے پتا تھا گر مانگی تو نہیں ملیں گئیں س لیے وہ اِدھر اُدھر دیکھتی انکی چھت سے کافی ساری لکڑیاں اٹھا کر بھاگی۔

نیچے آکر اس نے لکڑیاں چولہے میں سیٹ کیں پھر ان پر کافی سارے کاغذ رکھے دس منٹ کی کوشش سے آگ جل اٹھی تھی۔

اپنی کامیابی پر وہ مسکرائی۔

رات کا وقت ہو چکا تھا۔

پتلی سی دال وہ آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت پر وہ پکا پائی تھی۔

تھوڑا سا آٹا تھا اسکی پتلی سی چار روٹیاں بنیں تھیں۔۔

روٹیاں بہت مشکل سے پکیں تھیں کیونکہ آگ بار بار بجھ جاتی تھی پرانی کاپیاں جلا کر وہ بہت مشکل سے روٹیاں تیار کر سکیں۔

کھانا لے کر جب وہ اندر آئی چاچی آنکھیں بند کیں پڑیں ہوئیں تھی،

خیام نیچے فرش پر ہی سو گیا تھا وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا وہ دس سال کا بچہ تھا اسے بھوک بھی بہت لگتی تھی لیکن وہ ماں بہن سے کہہ نا پاتا کہ کچھ ہوتا تو اسکی بہن انہیں کھلاتی نا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

خیام اٹھو کھانا کھالو۔

پیار سے اسکے بال سہلاتی ہوئی وہ بولی۔

خیام جھٹ سے اٹھا۔

آپی گھر میں تو کچھ نہیں تھا پھر آپ کھانا کہاں سے لائیں۔۔

خیام حیرت سے بولا۔

اللہ نے دیا۔

مسکرا کر اسکا ماتھا چومتی وہ بولی۔

چاچی امی اٹھیں کچھ کھالیں۔

چاچی سو جیں آنکھیں اس پر جمائے اٹھ کر بیٹھیں وہ شاید کافی وقت روتی رہیں تھیں۔

انکی سوچیں سرخ آنکھوں سے نظریں چرائے وہ کھانا انکے آگے رکھ گئیں خود دونوں بہن ایک کٹوری میں کھا رہے تھے۔

نائلہ خاتون مسکرا دیں یہ لڑکی انکے لیے کسی نعمت سے کم نہیں تھیں اگر وہ نا ہوتی تو شاید وہ دونوں ماں بیٹا کب کے اس بے رحم دنیا سے چلے گئے ہوتے لیکن خدا نے اس لڑکی کو انکا وسیلہ بنا دیا تھا۔

پتا نہیں وہ کہاں سے یہ دال لائی تھی نا دال تھی اور نا ہی گیس۔

وہ نوالہ منہ میں رکھے ہیر پر نظریں جمائے گہری سوچ میں مبتلا تھیں

سردار آپکی کافی۔

وہ لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا جب مہرینہ نے کافی کا بڑا سا مگ اسکے سامنے کیا۔

تم کیوں لائی ملازم کدھر ہیں اس گھر کے۔

وہ بنا کپ تھامے آئی برو اچکا کر بولا۔

آپکا کام کرنا مجھے اچھا لگتا ہے سردار جی۔

وہ خالص فلمی ڈائیلوگ بولی تھی جس پر وہ لیپ ٹاپ بند کرتا اسے گھورنے لگا۔

پرپل کی شارٹ قمیض نیچے بلیک ٹروزر پرپل کریب کا دوپٹہ کندھے پر رکھے بال آدھے کھولے اسے امپریس کرنے کے چکر میں تھی وہ۔

وہ کوئی بچہ نہیں تھا جو اس لڑکی کی حرکتوں کو نا سمجھ پاتا۔

کیا اتیج ہے تمہاری۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

وہ خوش ہوئی۔

کیا یہ میری برتھ ڈیٹ جاننا چاہ رہے ہیں اف ف کل میرا نمبر مانگیں گئے پرسوں اظہار پھر شادی واوا۔۔

وہ خیالوں میں آسمان پر پہنچی ہوئی تھی جب اس نے اسے گھورا۔

مہرینہ اتیج پوچھی ہے تمہاری کوئی میتھ کا سوال نہیں پوچھا تم سے۔

وہ غصہ ہوا تھا اس پر۔

جی بیس سال۔

شرما کر کہا گیا۔

ہمم !

اور میری اتیج کیا ہے؟

وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے آئی بروا چکا کر بولا۔

آپکی؟

وہ حیرت زدہ ہوئی۔

میں نے پوچھا میری اتج کیا ہے۔

وہ غصے سے بولا۔

آپکی شاید تھرٹی۔

وہ حیرت سے بولی۔

شاید نہیں تھرٹی کا ہوں میں اور تم سے کتنا بڑا ہوا میں۔

وہ سوال پر سوال پوچھ رہا تھا۔

دس سال۔

وہ سر جھکائے بولی دل میں الجھ سی رہی تھی اسکے سوالوں سے۔۔

ہمم مطلب میں تم سے دس سال بڑا ہوں تم مجھے بالکل بہن کی طرح لگتی ہو مہرینہ اور کچھ نہیں بہتر ہو گا پڑھائی پر توجہ دو مجھے پڑھائی سے جان چھڑانے والے سخت زہر لگتے ہیں جانتی ہو گئی تم اور دوسرا کوئی اپنی

اتیج کا لڑکا پسند کر لو تمہاری شادی کروانا میری زمے داری ہے اور دوپٹہ سر پر رکھا کرو جاو اب دماغ تو چاٹ ہی چکی ہو تم اب کافی پی لینے دو۔۔

وہ دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھتا کافی کا مگ اٹھاتا بنا اسکے کھلے منہ پر توجہ دیئے وہ کافی کے سپ لینے لگا۔

آپ شائنہ سے شادی کریں گئے۔

وہ منہ بسور کر بولی۔

ہاں کیوں تمہیں کوئی اعتراض ہے۔

وہ لیپ ٹاپ کھولتا ہوا اسے گھورتا ہوا بولا۔

نہیں سردار۔

منہ بنا کر کہتی وہ پلٹ گئی۔

مجھ سے نہیں تو اس شائنہ خانم سے بھی نہیں ہو گئی اپکی شادی۔

دل میں سوچتی وہ مسکرائی۔

Zubi Novels Zone

پھر پلٹی۔

سردار آپکے ساتھ تو کوئی انوسینٹ سوٹ کر ئے گئی جبکہ شائنہ تو بالکل بھی انوسینٹ نہیں بالکہ ہمارے خاندان میں تو صرف میں ہی انوسینٹ ہوں۔

وہ جاتے جاتے پلٹ کر پھر سے بولی۔

مہرینہ نواز۔

وہ لیپ ٹاپ بند کرتا پھنکارا۔

میرا مطلب تھا شائنہ بھی تھوڑی سی انوسینٹ ہے۔

ڈر کر تیزی سے بولتی وہ وہاں سے رفو چکر ہوئی تھی۔

بے وقوف !

سر ہلکا سا دباتا وہ سر جھٹک کر بولا تھا۔

صبح کے دس بجے وہ کارڈ میں موجود جگہ پر پہنچ چکی تھی۔

یہ کوئی بڑی سی بلڈنگ تھی لوگوں کا کافی ہجوم تھا اندر۔

وہ کانپتے قدموں سے اندر چلی آئی چکنے فرش پر اسکے پاوں پھسل رہے تھے۔

وہ کاونٹر پر موجود لڑکے کے پاس آئی۔

مجھے یہ کارڈ سردار غاذان تیمور خان نے دیا ہے انہوں نے کہا تھا شہنام صدیقی سے ملنے کے لیے۔

وہ کارڈ اس لڑکے کی طرف بڑھاتی ہوئی سہمے سے لہجے میں بولی۔

آپ لفٹ سے سیکنڈ فلور پر چلیں جائیں پہلی رو میں جو کمرہ ہے وہاں چلیں جائیں۔

وہ لڑکا اس سے کہتا دوبارہ سے کمپیوٹر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

شکریہ کہتی وہ لفٹ کی طرف چلی گئی۔

لفٹ سے اسے ڈر لگتا تھا، اس لیے وہ سیڑیوں سے اوپر جانے کا فیصلہ کرتی ہوئی سیڑیوں کی طرف بڑھ گئی۔

دوسرے فلور پر پہنچ کر وہ ہانپ چکی تھی ایک دومنٹ رک کر وہ گہرے گہرے سانس لیتی اس روم کے دروازے میں آئی۔

اس نے ڈرتے ہوئے دروازہ ہلکا سا نوک کیا جس کے جواب میں یس آیا تھا۔

اندر آکر اس نے چیئر پیچھے کی جانب کھسائے بیٹھے شخص کو دیکھا۔

بیٹھ جاو۔

روعب دار آواز میں کہا گیا تھا۔

وہ سر ہلاتی جلدی سے بیٹھی۔

یور کوالیفیکشن؟

اسکی طرف رخ کرتا وہ رو عب سے بولا۔

میٹرک کیا ہے۔

شرمندگی سے چور لہجے میں وہ بولی۔

سیریسلی۔

وہ حیرت سے بولا۔

جی !

وہ لب کاٹتی ہوئی بولی۔

کھانے میں کیا چیز پسند ہے۔

اسکے چہرے کو دیکھتا ہوا وہ بولا۔

فیورٹ !

وہ کیسے بتاتی مفلس لوگوں کی کوئی پسند نہیں ہوتی انہیں سوکھی روٹی بھی مل جائے تو وہ اسی پر خوش ہو جاتے ہیں۔

کیا ہوا میں نے کیا مشکل سوال پوچھ لیا ہے۔

وہ پنسل انگلیوں میں گھماتا ہوا بولا۔

سر جو مل جائے وہی فیورٹ ہوتا ہے۔

وہ سنجیدگی سے بولی۔

گڈ۔

وہ منہ بناتا ہوا بولا۔

مس خفصہ کے پاس جاؤ اور ان سے اپنا کام سمجھ لو۔

وہ جسے کا حوالہ لے کر آئی تھی اس حوالے کی وجہ سے وہ اسے ریجیکٹ نہیں کر سکتا تھا۔

تمہیں پتا ہے یہاں کیا کام ہوتا ہے۔

وہ اسے پلٹتا دیکھ کر مصنوعی سنجیدگی سے بولا۔

نہیں۔

وہ پھر سے شرمندگی سے بولی۔

ہم سپاریاں لیتے ہیں۔

وہ کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

سپاریاں مطلب؟

وہ ناسمجھی سے بولی۔

ہاہاہا او مائی گاڈ مطلب ہم لوگوں کو آرڈر پر مارتے ہیں۔

وہ پہلے تو قہقہ لگا گیا تھا بعد میں مصنوعی سنجیدگی کا خول خود پر چڑھاتا ہوا بولا۔

کیاااا!!!

وہ ساکت سی اسے دیکھتی بھاگنے لگی تھی جب وہ سرعت سے اسکے سامنے آیا۔

دیکھیں میں لوگوں کو نہیں مار سکتی آپ کو شاید غلط فہمی ہوئی ہے مجھے نہیں کرنا یہ کام۔

وہ سہمے سے لہجے میں بولتی شہنام صدیقی کو پھر سے قہقہ لگانے پر مجبور کر رہی تھی۔

آپ کیوں نہیں مار سکتی لوگوں کو ہیں تو آپ خاصی صحت مند۔

اسکے کمزور وجود پر طنز کرتا وہ مصنوعی سنجیدگی سے بولا۔

مجھے نہیں مارنا اب مجھے جانے دیں۔

غصے سے کہتی وہ جانے لگی تھی جب وہ پھر سے اسکے سامنے آیا۔

سوری لیکن اب تمہیں یہ کام کرنا پڑے گا اور آج سے ہی کرنا ہے۔

دونوں ہاتھ پاکٹ میں ڈال کر اسکے سامنے کھڑا ہوتا وہ ڈیٹھ لہجے میں بولا

البتہ آنکھوں میں واضع شرارت تھی جبکہ چہرے پر مصنوی سنجیدگی۔

وہ تھوک نگلتی رونے ہی لگی تھی جب وہ چونکا۔

ہے رونامت میں مزاق کر رہا تھا ہمارا تو کپڑے کا کاروبار ہے۔

اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ جلدی سے بولا۔

آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔

وہ ڈرے ہوئے لہجے میں بولی۔

نو آئی ایم سیریس۔

وہ کندھے اچکا کر بولا۔

مجھے کیا کرنا ہو گا۔

وہ اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

تمہیں میرے سر پر ہتھوڑا مارنا ہو گا مارلو گئی نا۔

وہ اسے دیکھتے ہوئے بڑی سنجید گی سے بولا۔

جی مارلوں گئی۔

وہ بے ساختہ بولی۔

پھر چونک کر اسے دیکھنے لگی کہ جو اسکے کانوں نے سنا تھا کیا سچ میں اس نے کہا تھا۔

اس نے ہیر کو گھورا۔

"وگوں کو مارا نہیں جاتا لیکن اپنے بوس کو مار سکتی ہو ہاں تمہاری دشمنی کیا ہے مجھ معصوم سے جو میرے سر پر ہتھوڑا برسانا چاہتی ہو۔

اسکے تیکھے لب ولہجے پر وہ کسی معصوم بچے کی طرح سہم سی گئی۔

وہ وہ غلطی سے بول دیا ہے نہیں ماروں گئی میں۔

اسکے معصوم لہجے پر اس نے اسے مزید تنگ کرنے کا پلین ترک کر دیا۔

ہمم جاو اور مس خفصنہ سے اپنا کام سمجھ لو اور دوسری بات اگر تمہیں مجھے مارنے کی سپاری ملے تو انکار کر دینا سمجھی۔

وہ اپنی چیئر کی طرف بڑھتا اسے پھر سے تنگ کرنا نہیں بھولا تھا۔

جی۔

وہ حیرت سے بولی۔

ہاں جی اب جائیں کافی وقت ضائع کر دیا ہے تم نے میرا بہت بولتی ہو تم اب کافی بھیجوا دینا سر درد کرادیا ہے تمہارے سوالوں نے۔

لیپ ٹاپ کھولتا وہ ایسے بولا جیسے سچ میں ہیر نے اس سے سوال پوچھ پوچھ کر اسکا سر درد کرادیا ہو۔

وہ بنا کچھ بولے حیرت سے اسکے کمرے سے بھاگنے سے انداز میں نکلی۔

یہ لڑکی کون ہے؟

داور نے اس لڑکی کے حلیے کو دیکھتے ہوئے اپنی سیکرٹری سے پوچھا۔

سر اسے سر شہنام صدیقی نے رکھا ہے یہ مس حفصہ کے اندر کام کرے گئی۔

واٹ یہ کیسے کیسے لوگوں کو رکھنے لگا ہے اسکے کپڑے دیکھو اور جو اس نے چادر لی ہوئی ہے وہ پھٹی ہوئی ہے اسے ابھی کہ ابھی نکالو باہر۔

داور خان غصے سے اپنی سیٹ سے کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

سارا نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں وہ خفصہ کی بات دھیان سے سنتی سر ہلا رہی تھی وہ لڑکی شکل سے ہی معصوم دیکھتی تھی۔

سر نہیں نکال سکتے اسے سردار غاذان تیمور نے رکھا ہے۔

سارا کی آواز پر وہ چونک کر اسکی طرف پلٹا۔

کس نے رکھا ہے؟

وہ حیرت سے چور لہجے میں بولا۔

سردار غاذان تیمور نے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ سر جھکا کر بولی۔

اسکی بات پر اس نے پھر سے اس لڑکی کو دیکھا یہ لڑکی کہاں ملی سردار کو کیا چکر ہے یہ۔

سوچنے والے انداز میں وہ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

پھر ایک شاطر مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر رقصاں ہوئیں۔

جس پر سارا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

سردار غاذان تیمور خان۔

اسکا نام بڑبڑاتا ہوا وہ دوبارہ سے اپنی چیئر پر بیٹھا۔۔

امی وہاں کے لوگ اچھے ہیں لیکن۔

رات کو انکے پاس بیٹھی وہ کہہ رہی تھی لیکن پھر چپ ہو گئی۔

کیا ہوا ہیر کیا کسی نے تنگ کیا۔

انہوں نے پریشانی سے پوچھا۔

نہیں امی پریشان کسی نے نہیں کیا شہنام صدیقی یاد آیا تھا پریشان کرنے والی بات پر لیکن وہ اسکا بوس تھا وہ یہ جاب ہر گز نہیں چھوڑ سکتی تھی وہ یہ بھی جانتی تھی اسے کوئی کام پر نہیں رکھے گا اسنے نا ہی پڑھائی کمپلیٹ کی ہوئی تھی اور نا ہی اسکے پاس کوئی تجربہ و ہنر تھا اگر سردار نے نا کہا ہوتا تو اسے شاید ہی کوئی نوکری ملتی۔۔

امی وہاں سب نے اتنے اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور میری لیلن کی چپل اور یہ پھٹی ہوئی چادر پرانا سا سوٹ امی میں کیا کروں گئی میرے پاس تو مشکل سے چار سوٹ ہیں وہ بھی پرانے سے۔۔

ہیر کے بھرائے ہوِے لہجے پر نائلہ بیگم اسے اپنے سینے سے لگا گئی۔

بیٹا تم بھی کل جانا بازار اور سوٹ لے آنا اپنے تین چار میں خود سلائی کروں گئی پیارے پیارے ڈیزائن بناوں گئی ان پر۔

انہوں نے اسکی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔

اس نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

امی ہمارے پاس تو اتنے پیسے نہیں کہ ایک وقت کا کھانا خرید کر کھالیں کپڑے کیسے خریدوں گئی۔

وہ بے بسی سے چور لہجے میں بولی۔

آنکھیں چھم چھم برسنے لگیں تھیں۔۔

اونہہ رونا نہیں اور میری بات دھیان سے سنو ماسی رشیداں سے میں نے کچھ پیسے ادھار مانگے تھے وہی دے کر گئیں ہیں آج۔

انہوں نے مسکرا کر اسے بتایا.

امی ہم اتنے پیسے کیسے واپس کریں گے۔

اس نے پریشانی سے پوچھا۔

اللہ مالک ہے اور ہم اللہ کے فضل سے ایک دن سب کے پیسے لوٹا دیں گئے دیکھنا تم۔

انہوں نے اسے پھر سے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

امی وہ پیسے تو آپ نے سودا سلف خریدنے کے لیے لیے ہیں میں کیسے ان سے کپڑے لے لوں۔

وہ انکے ساتھ لیٹتی ہوئی بولی۔

پانچ ہزار ہیں تم تین ہزار کے سیل سے سوٹ لے آنا وہاں سے سستے مل جاتے ہیں میں ان پر ڈیزائن کر کے پیارے بنا دوں گئی باقی دو ہزار کا تھوڑا سا سودا لے آنا آگے کا اللہ مالک۔

انہوں نے اس پر چادر دیتے ہوئے کہا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

انکے ہاتھ چوم کر سر ہلاتی وہ آنکھیں موند گئی لیکن نیند گہری سوچوں والوں کو کہاں آتی ہے۔

دوسری چارپائی پر خیام لیٹا آنکھیں موندیں پڑا ہوا تھا ان دونوں کو پتا تھا وہ سو رہا ہے لیکن وہ سو نہیں پایا تھا اپنی ماں بہن کو اس طرح حالات کی چکی میں پھنسے دیکھ کر۔

مجھے کام کرنا ہو گا انکی زمے داری مجھے اٹھانے ہو گی۔

تکیے میں منہ دیئے وہ سوچ رہا تھا۔

یہ طے تھا نیند تو ان تینوں کو ہی نہیں آنی تھی تینوں اپنی اپنی سوچوں میں غرق تھے۔

! سردار غاذان تیمور خان

وہ گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا جب مہرینہ کی آواز پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی رکا۔

آپ کہاں جا رہے ہیں میرا مطلب ہے کیا آپ شائنہ خانم کے ساتھ ڈینر پر جا رہے تھے۔

اسکی گھورتی نظروں نے اسکے چودہ طبق روشن کر دیئے وہ پوچھ کر پچھتائی تھی۔

مہرینہ تمہاری اس گستاخی کی سزا آج تمہیں ضرور ملے گئ کیا تم نہیں جانتی سردار کو پیچھے سے آواز نہیں دی جاتی کیا تم نہیں جانتی سردار اپنی مرضی کا مالک ہوتا کوئی بھی اس سے ایسے سوال وجواب نہیں کر سکتا۔

اسکے سرد و غصیلے لہجے پر وہ اپنی جگہ کانپ گئی۔

مجھے معاف کر دیں سردار آئندہ یہ غلطی نہیں ہو گئی میں تو آپکی چھوٹی سی کزن ہوں نا اس بار معاف کر دیں پلیز ززززز۔

وہ سر جھکائے بہت معصوم سا منہ بنا کر بولی۔

وہ گہری سانس لیتا اس ڈیٹھ لڑکی کو دیکھ کر رہ گیا وہ چاہ کر بھی اسے سزا نہیں دے پاتا تھا کہ اسے وہ اپنی بہن رنم جیسی ہی لگتی تھی۔

اس بار معاف کر رہا ہوں لیکن آئندی ایسی حرکت پر سزا ملے گئی انڈر سٹینڈ۔

اسکے پوچھنے پر اسکا سر بے ساختہ پہلے نفی میں پھر اسکی غصیلی آنکھیں دیکھ کر سر ہاں میں ہلا.

بلیک چشمہ آنکھوں پر لگاتا وہ پر اعتماد چلتا اپنی گاڑی کی طرف آیا ڈرائیور نے مستعدی سے اسکے لیے ڈور کھولا۔

تین چار گاڑیاں اسکی گاڑی کے پیچھے گئیں تھیں۔

شائنی تو ابھی گھر پر ہی ہے سر دار جی دیکھتی ہوں کیسے ڈیٹ پر جاتے ہیں میں نہیں تو شائنہ بی بی بھی نہیں کب کی آئی ہے جاتی ہی نہیں اپنے گھر،

مہمان تو ایک دن کا ہوتا ہے اور اسے آئے چھ دن ہو چلے ہیں ابھی تو سردار ٹھیک سے مخاطب نہیں کرتے ورنہ یہ تو ہماری گودوں میں ہی بیٹھ جائے مہارانی کہی کی۔۔۔

بال جھٹک کر وہ بڑبڑاتی ہوئی شائنہ خانم کے روم میں آئی روم میں کوئی نہیں تھا۔

وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی جلدی سے روم میں آئی۔

واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔

او تو مہارانی شاور لے رہیں ہیں نہاتی رہو میڈیم لیکن سردار غاذان کو میں تمہارا کبھی نہیں ہونے دوں گئی۔

آہستہ سے بولتی وہ واش روم کا دروازہ باہر سے لاک کر گئی۔

اندر ہی رہیں خانم جی سارے سال کا شاور لیتی رہیں مائے ڈیئر گڈ بائے تم نے میری زندگی کی پہلی خواہیش رد کروائی تھی میں تمہاری زندگی کی سب سے بڑی خواہیش کبھی پوری نہیں ہونے دوں گئی یاد رکھنا۔

مسکرا کر کہتی وہ جلدی سے باہر کی طرف دوڑ گئی،

کمرے میں آ کر اپنا کالج بیگ پکڑا اور کمبائن سٹڈی کے لیے اپنی دوست کے گھر بھاگ گئی کہ اس پر کوئی الزام نا آئے۔۔

چھوٹا سا بازار تھا جہاں سے صرف اس جیسے غریب ہی شاپنگ کرتے تھے۔

سیل سے تین چار سستے سستے وہ سوٹ لے کر انکے ساتھ میچنگ لیس بھی لے چکی تھی ایک تین سو والی نارمل چپل بھی لے چکی تھی وہی سے اس نے گھر کے لیے تھوڑا تھوڑا راشن لیا۔

بازار سے نکلتی وہ ٹھٹکی۔

خوبصورت سی مردانہ واچ دیکھ کر،

اسکے بھائی کو کتنا شوق تھا واچ لینے کا پہننے کا لیکن وہ کبھی خرید ہی نہیں سکی تھی۔

خیام پہلی تنخواہ سے میں تمہارے لیے سب سے پہلے واچ لوں گئی یہ تمہاری بہن کا تم سے وعدہ رہا۔

آنکھوں میں آئے آنسو وہی کہی روکتی وہ خود سے وعدہ کرتی پیدل ہی گھر جانے والے راستے کی طرف بڑھی کہ رکشے کے لیے اسکے پاس پیسے نہیں تھے تین سو بچے تو تھے لیکن وہ ان پیسوں کو سنبھال کر رکھ چکی تھی بس کا کرایہ دینے کے لیے،

اب وہ اتنی دور پیدل تو نہیں جا سکتی تھی نا۔

یہ دروازہ کیسے لاک ہو گیا باہر سے میں نے تو اندر سے لاک کیا تھا۔

شائنہ نے پریشانی سے بند دروازے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اسکا موبائیل بھی باہر تھا اور دیواریں ساونڈ پروف۔۔

افففف مہرینہ ایسی حرکت تم ہی کر سکتی ہو تم نے مجھے بہت ہلکا سمجھا ہے

اب دیکھو تمہارے ساتھ میں کرتی کیا ہوں تم نے شائنہ کو پریشان کیا

اب شائنہ تمہیں ایسا سبق سیکھائے گئی کہ یاد رکھو گئی تم۔

دروازے پر ہتھیلی رکھتی وہ غصے سے بولی۔

غصے سے سفید رنگت سرخ پڑ چکی تھی۔۔

صبح سات بجے وہ نکلتی اور جا کر نو بجے وہ بمشکل پہنچ پاتی تھی کہ بس

وغیرہ دیر سے آتی کبھی جگہ ملتی تو کبھی دوسری بس کا انتظار کرنا پڑتا۔

شام کے چار بجے وہ گھر آتی اسکا کام کمپیوٹر میں ڈیٹا سیف کرنا فائلز کو کولیکٹ کرنا ان پر شہنام اور داور کے سائن لینے۔۔

! کافی بھاگ دوڑ والا کام تھا اسکا

کوئی اسے چین سے بیٹھنے ہی نہیں دیتا تھا کسی کو کچھ چاہیئے تھا تو کسی کو کوئی فائیل۔۔

لنچ بریک میں سب لنچ کرنے جا چکے تھے وہ اکیلی بیٹھی فائیلز کو چیک کر رہی تھی یہ فقط مصروفیت کا بہانہ تھا۔

آو تم بھی لنچ کر لو۔

حفصہ نے بیگ اٹھاتے ہوئے اس سے کہا۔۔

نہیں آپ جائیں میرا تھوڑا سا کام رہتا ہے۔

وہ ہنوز فائیل پر سر جھکائے آہستہ سے بولی۔

Zubi Novels Zone

خفصنہ کے جانے کے بعد اس نے نمی لیے آنکھیں پونچھی اسکے پاس فقط پچاس روپے تھے وہ کہاں لنچ ڈیز جیسی عیاشی کر سکتی تھی۔

بیگ پکڑا اندر سوکھی روٹی شاپر میں رکھی ہوئی تھی۔ وہ ناشتہ کر کے نہیں آتی تھی روٹی پکا کر ساتھ لے آتی تھی جب سب لوگ لنچ کرنے چلے جاتے وہ روٹی نکال کر جلدی سے کھا لیتی۔۔

گلاس میں پانی ڈال کر وہ سوکھی روٹی کے بڑے بڑے لقمے منہ میں رکھتی ہر لقمے پر اللہ کا شکر ادا کرتی۔۔۔

اے لڑکی میرے لیے کافی بنا کر لاو۔

داور ملک نے سر جھکائے بیٹھی اس سے کہا۔

وہ جھٹ سے روٹی بیگ میں ٹھونستی ہوئی اٹھی۔

جی سر؟

اونچا سنتی ہو کیا۔

وہ درشتگی سے بولا۔

وہ سر جھکائے نفی میں سر ہلا گئی۔

کافی بنا کر لاوپانچ منٹ میں۔

حکم صادر کرتا وہ جانے ہی لگا تھا۔

جب وہ بے ساختہ بولی۔

سر مجھے کافی نہیں بنانی آتی بس چائے بنا لیتی ہوں۔

سر جھکائے وہ شرمندگی سے بولی۔

واٹ نانسینس تم اتنی بڑی ملٹی نیشنل کمپنی میں کام کرتی ہو اور بنانی تمہیں ایک کپ کافی نہیں آتی پتا نہیں کس جھگی سے اٹھ کر آگئی ہو کل سے مجھے یہاں نظر مت آنا۔

حقارت سے اسکے جھکے سر کو دیکھ کر کہتا وہ اپنے کیبن کی طرف تیز قدموں سے بڑھ گیا اُسے تو غریب لوگوں سے سخت چڑ تھی دوسرا اسکا حوالہ اسے غصہ دلا دیتا تھا۔

تم دیکھنا اس لڑکی کو میں کیسے یہاں سے بے عزت کر کے نکالوں گا تم نے رکھوایا ہے نا اسے اب دیکھو اس لڑکی کو کیسے میں دن میں تارے دیکھاتا ہوں۔

اپنے کیبن میں آ کر سامنے لگی سردار غاذان کی تصویر دیکھ کر وہ غصے سے بھرپور لہجے میں بولا اب وہ کیا جانے جس لڑکی کو وہ غاذان کی وجہ سے زلیل کرنا چاہتا تھا غاذان تو اس مسکین کو بھول بھی چکا تھا۔

شوں شوں کرتی وہ فائلز سیٹ کر رہی تھی جب شہنام صدیقی اسکی طرف آیا۔

! اۓ لڑکی کیا ہوا

وہ اسکی آنکھوں میں ٹھہرے آنسو دیکھتا ہوا بولا۔

وہ گھبرا کر کھڑی ہوئی۔

کچھ نہیں سر بس سر میں درد تھا۔

وہ آنسو پونچھتی جلدی سے بولی۔

پیناڈول کی ایک گولی اور چاۓ پیو ٹھیک ہو جاۓ گا۔

وہ اسکے سرخ چہرے کو آفسوس سے دیکھتا ہوا بولا۔۔

سر کیا جسے کافی بنانی نہیں آتی آپ اسے نوکری سے نکال دیتے ہیں۔

اسکے سہمے سوال پر وہ حیرت سے پلٹا۔

! نہیں

یہ تم سے کس نے کہا۔

وہ حیرت سے بولا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سر نے مجھ سے کافی مانگی میں نے کہا مجھے نہیں بنانی آتی تو کہتے ہیں کل سے آفس مت آنا۔

بھرائے ہوئے لہجے میں کہتی وہ شہنام صدیقی کو حیرت میں ڈال گئی۔

ایسا تم سے داور احتشام خان نے کہا۔

وہ سنجیدگی سے بولا۔

وہ سر ہلا گئی۔

اسے ناپاگل پن کے دورے پڑتے ہیں سو ریلکس رہو اور میڈیسن لے کر گھر چلی جاو تم بھی کیا یاد کرو گئی کس سہی بوس سے پالا پڑا ہے۔

وہ کہتے ہوئے اپنے روم کی طرف بڑھا

سر میں کام ختم کر کے جاوں گئی۔

اس بار اس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

وہ کندھے اچکا کر مسکرایا مطلب سر درد نوکری سے نکالے جانے کا تھا۔

میرا کام تھا کہنا اب یہ تو تم پر ہے جانا چاہو یا نہیں ویسے بھی میری پرسنلٹی ہی ایسی ہے جہاں میں ہوتا ہوں وہاں سے کسی کا ہٹنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔

اپنی تعریف خود ہی کرتا وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

جبکہ وہ منہ کھلے اسے جاتا دیکھتی رہی۔۔۔

سردار غاذان خان کیسے ہیں آپ۔

نیم دراز پول کے کنارے پڑے صوفے پر وہ بیٹھا ہوا تھا جب شائنہ خانم چلی آئی۔

اس نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا جو ڈارک فیروزی سوٹ اوپر ریڈ کلر کا دوپٹہ لیے اس سے پوچھ رہی تھی۔

آو بیٹھو۔

اس نے سائیڈ پر پڑی کرسی کی جانب اشارا کیا۔

وہ ہلکا سا مسکراتی ہوئی اسکی ٹانگوں کے پاس پڑی خالی جگہ پر بیٹھی۔

آپ جانتے ہیں ہم نے آج آپکا کتنا انتظار کیا۔

وہ اسکے چہرے کے نقوش میں ڈوبی مدھم لہجے میں اس سے شکایت کر گئی۔

لیپ ٹاپ اس نے بند نہیں کیا پر اسے دیکھنے لگا۔

ہم ایک ضروری کام میں پھنس گئے تھے دونٹ وری ڈیئر پھر کبھی صحیح

۔

وہ کندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولا۔

جس پر شائنہ نے سنجیدگی سے اسکے چہرے کو دیکھا۔

پھر سر ہلاتی مسکرا دی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کوئی بات نہیں پھر کبھی صحیح۔

وہ اسکی لمبی انگلیوں کو انگلیوں کے پوروں سے چھوتی ہوئی بولی

۔

سردار غاذان تیمور نے سنجیدگی سے اسے دیکھا پھر بہت آہستہ سے ہاتھ

وہاں سے ہٹا کر بال سنوارنے لگا۔۔

آج ہم آپ کے پاس ایک شکایت لے کر آئیں ہیں۔

شکایت۔

پلر کے پیچھے چھپی مہرینہ کا دل زوروں سے دھڑکا۔

یہ لازمی میری شکایت کر کے مجھے سردار سے ڈانٹ پڑوانا چاہتی ہے۔

مہرینہ نے بال منہ سے ہٹاتے ہوئے لب بھینچ کر سوچا۔

آج آپکو پتا ہے مہرینہ نے میرے ساتھ کیا کیا؟

اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھتی وہ غصے سے بولی۔

سردار غاذان نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

اس نے مجھے آج۔۔۔۔۔

شائنہ خانم آپ یہاں ہیں اور میں آپکو پورے گھر میں تلاش کر چکی ہوں آپ جانتی ہیں مجھے آپ سے کتنی محبت ہے زرا نا مجھے دیکھیں تو دل بے چین میرا مطلب ہے دل ہی نہیں لگتا میرا۔۔۔۔

بھاگ کر انکے قریب آتی وہ جلدی جلدی بولی۔

شائنہ نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔۔

سیریسلی !

اس بار سردار غاذان ائی بر واچکا کر اپنی معصوم کزن سے بولا۔

جی میں سچ کہہ رہی ہوں یہ دیکھیں میں نے تو اپنے موبائیل کی وال پیپر پر دونوں کی تصویر لگائی ہوئی ہے دیکھیں۔۔۔

موبائیل کی سکرین اوپن کر کے وہ ان دونوں کے سامنے کر گئی۔

شائنہ نے حیرت سے اسکے فون کو دیکھا جہاں اس نے واقعی دونوں کی پکس لگا رکھی تھی لیکن یہ بات الگ کہ شائنہ کی تصویر اس اینگل سے کھینچی گئی تھی کہ وہ اس تصویر میں بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہی تھی جبکہ مہرینہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی یہ تصویر اس نے ایڈٹ کر کے لگا رکھی تھی۔

پہلی بار سردار غاذان خان کے ہونٹوں کے کناروں پر ہلکی سے مسکان جھلکی تھی۔

تم نے میری پکس اتنی بری کیوں کھینچی ہے۔

شائنہ نے صدمے سے پوچھا کہ اتنی بری تصویر وہ بڑی کر کے سردار کو دیکھا رہی تھی۔

مجھے تو آپ اچھی لگتی ہیں اس تصویر میں بھی حالانکہ آپ بہت کو.جی میرا مطلب ہے ٹھیک لگ رہی ہیں پھر بھی مجھے تو حسین لگ رہی ہیں اور جھوٹ تو میں بولتی ہی نہیں۔۔

وہ بولتی ہوئی آخر میں سردار کی کھوجتی نظروں خود پر محسوس کر کے جلدی سے جو منہ میں آیا بول گئی۔

شائنہ نے گہری سانس لے کر خود کو ریلکس کیا کہ وہ سردار غازان خان کے سامنے چلا نہیں سکتی تھی اسے ڈانٹ نہیں سکتی کہ سرادر کو پر سکون ٹھنڈے مزاج کے لوگ پسند تھے۔

شائنی آپی آپ تو بہت پیاری ہیں۔۔

وہ شائنہ کے کندھے پر سر رکھتی ہوئی بولی۔

اوکے اوکے اصل میں مجھے زرا کام ہے اندر پھر ملتے ہیں چلتی ہوں سردار ۔۔

Zubi Novels Zone

وہ اسے خود سے پرے کرتی جلدی سے وہاں سے نکلتی چلی گئی کہ وہ اور اس لڑکی کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

اب وہ پورے دانتوں کی نمائش کرتی سردار غاذان تیمور کو دیکھ رہی تھی جبکہ وہ سنجیدگی سے نظریں اس پر جمائے ہوئے تھا۔

میرے کمرے میں جاؤ وہاں جو میرا اسٹڈی روم ہے وہاں کی ساری بکس کو پونچھ کر دوبارہ سے انکی صحیح جگہ پر رکھو۔

وہ لیپ ٹاپ آن کرتا انتہائی سنجیدگی سے بولا۔

ی یہ کام ہے یا سزا۔

وہ ہڑبڑا کر بولی۔

دونوں۔

وہ لیپ ٹاپ پر تیزی سے انگلیاں چلاتا بنا اسے دیکھے بولا۔

جی اچھا۔

گہرا سانس لیتی مرمرے سے لہجے میں کہتی وہاں سے نکل گئی۔

حلیمہ !

اسکی ایک پکار پر دروازے کے پاس کھڑی ملازمہ دوڑ کر اسکے قریب آئی۔۔

اسے میرے کمرے میں جانے میں وقت لگے گا آہستہ آہستہ چلے گئی آئی نو تم جاو اور سٹڈی روم کے شیلف پر رکھی ساری کتابوں کو نیچے رکھ دو اس سے سارا کام خود کرواو پہلے کتابیں صاف اچھے سے کرواو پھر شیلف پر رکھواو۔۔

اپنی ملازمہ کو حکم صادر کرتا وہ پھر سے لیپ ٹاپ میں مصروف ہو گیا۔۔۔

جی ملازمہ حیرت سے اپنے سردار کو دیکھتی وہاں سے نکل گئی۔

اچھا ہے مصروف رہے گی تو میرے کان اور سر محفوظ رہے گا۔

وہ ہلکے سے بڑ بڑاتا ہوا پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا تھا۔۔

مصر میں اسکا بہت بڑا کاروبار تھا جو وہ اپنے بھائی کے حوالے کر آیا تھا،
وہ زیادہ وہی رہتا تھا یہاں اسکا باپ تھا رشتے تھے جس کی وجہ سے اسے
آنا پڑتا تھا اب تو اسکے سر پر سردار کی پگڑی تھی جو گھر کا بڑا بیٹا ہی اپنے سر
پر رکھتا ہے اس لیے اسے نا چاہتے ہوئے بھی اپنے باپ کے کہنے پر رکھنی
پڑی تھی۔

مصر میں اسکے بہت پیارے رشتے تھے جو اسے بہت مس کرتے تھے۔۔

یہ پیسے ہیر رضا کے بیگ میں رکھ دو۔۔

داور ملک نے سارا کو بھاری رقم دیتے ہوئے کہا۔

! کیوں سر

سارا نے پیسوں کی گدی پکڑتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

جو کہا ہے وہ کرو یہ کام بہت رازداری سے کرنا بنا کسی کی نظروں میں آئے۔

وہ شیشے کے پار بیٹھی ہیر کو دیکھتا ہوا بولا۔

ہیر سر جھکائے بڑی مہارت سے کمپیوٹر چلا رہی تھی۔

گلابی رنگ کی قمیض سبز شلوار سبز ہی گلابی ربن والا دوپٹہ لیے وہ کمزور سی لڑکی کی زندگی میں ابھی بہت ساری مشکلات منہ کھولے کھڑیں تھیں۔۔۔

لنچ ٹائم جیسے ہی وہ واش روم گئی سارا نے ہال خالی دیکھ کر داود کا کام بہت ہوشیاری سی کر دیا۔۔

کب کرو گے شادی کے لیے ہاں شر جیل خانم آج بھی آیا تھا شادی کا پوچھنے انکی بیٹی جوان ہے تمہاری منگ شادی کرنا چاہتے ہیں وہ اب۔۔

تیمور خان آج پھر اس ضدی کے کمرے میں کھڑے زچ ہوتے کہہ رہے تھے کافی پیتا وہ مسکرایا۔

مسکرانا بند کرو اور جواب دو۔

انہوں نے اسکی مسکراہٹ سے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

ایک سال کا ٹائم مانگا تھا شاید میں نے آپ سے۔

سینڈوچ کا پیس منہ میں رکھتا وہ آئی بر واچکا کر بولا۔

سردار غاذان۔

ان کے تنبیہی لہجے پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرایا۔

انکا بیٹا رج کر سوہنا تھا اِسکا انہیں غرور بھی تو بہت تھا لیکن آج انہیں اسکی مسکراہٹ ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔۔

تم چاہتے ہو تمہارے باپ کا سر کسی کے سامنے جھکے۔

وہ اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے بولے۔۔

بالکل بھی۔

کافی کا کپ رکھتا وہ سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا کہ اسے اپنے رشتے بہت پیارے تھے۔

توہاں کر دو بچے کبھی تو اس باپ کی بھی مان لیا کرو۔۔

انکے بے چارگی لیے لہجے پر وہ آنکھیں سکیڑے انہیں دیکھتا مسکرا کر سر ہلا گیا۔

او کے لیکن جلدی کی کوئی ڈیٹ آپ فائنل نہیں کریں گئے مجھے واپس جانا ہے کچھ میٹینگز ہیں جو مجھے ہی ڈیل کرنی ہیں۔۔

گہری سانس لے کر انکی من پسند بات وہ کہہ گیا تھا۔۔

جیتے رہو میرے شیر۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

انہوں نے مسکرا کر اسکا ماتھا چوما تھا آخر خوشی کی بات تھی۔۔

جبکہ وہ اپنی ماں کے رد عمل سے ابھی سے پریشان ہونے لگا تھا وہ مانیں گئیں یا نہیں یہ ایک علیحدہ ٹینشن تھی۔۔

اسے کام نمٹاتے ہوئے کافی وقت ہو چلا تھا لیکن کام تھا کہ بڑھ ہی رہا تھا ختم ہونے کا نام تو لے ہی نہیں رہا تھا اسکی چائے کا پڑا کپ کب سے ٹھنڈا ہو چکا تھا لیکن اس بے چاری کو کچھ ہوش ہی نہیں تھا۔

!آٹینشن ایوری ون

داور کے سنجیدگی بھرے لہجے پر سب اسکی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

جو ایک ہاتھ پینٹ میں ڈالے سب پر ایک طرائنہ سی نگاہ دوڑا رہا تھا آخر کار نگاہ اس پر رکی تھی جو کام چھوڑے داور کو ہی دیکھ رہی تھی داور کے دیکھنے پر وہ سر جھکا کر نظرین فرش پر جما چکی تھی۔

جس پر داور کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ سی مسکان چھلکی تھی۔۔

میرے کیبن سے پورے تین لاکھ غائب ہوئے ہیں کسی کو آئیڈیا ہے وہ کہاں گئے ہیں۔

اس کے سنجیدگی سے پوچھنے پر سب ہی اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھنے لگے تھے۔

سر ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا کہ آفس کی کوئی چیز یا کیش غائب ہوا ہو۔۔

سارا نے مصنوعی پریشانی سے داور کے پاس رکتے ہوئے کہا۔

جس پر داور نے سب کو تندہی سے دیکھا۔

ہاں لیکن کوئی ہے جو میرے کیبن میں آیا اور کیش لے کر چلا گیا ورنہ میرے رکھے پیسے کہاں جا سکتے ہیں جس نے بھی یہ حرکت کی ہے وہ بتا دے ورنہ پولیس کو تو میں فون کر چکا ہوں تھوڑی دیر میں آجاتی ہے لیکن اگر کوئی خود اپنا جرم قبول کرلے گا تو میں اسے معاف بھی کر سکتا ہوں۔

اس نے ورکرز کے کیبن کی طرف چکر لگاتے ہوئے روعب دار لہجے میں کہا۔

اب لوگ آپس میں چہ موگوئیاں کرنے لگے تھے صرف ایک ہیر ہی تھی جو خاموش سی کھڑی اپنے چائے کے کپ کو دیکھ رہی تھی چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا آخر وہ کیوں ڈرتی یا پریشان ہوتی اس نے کونسا چوری کی تھی۔۔

لگتا ہے سر تلاشی لینے پڑے گئ کوئی اپنا جرم تھوڑا نا قبول کرتا ہے۔

سارا نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔

اب سب خاموش نظروں سے سارا اور داور کو دیکھنے لگے تھے۔۔

لیکن ایسے کیسے سر ہم تو پرانے ورکر ہیں ہم نے پہلے کبھی چوری کی ہے جو آپ لوگ ہماری تلاشی لیں گئے۔

ایک درمیانی عمر کا آدمی جو کافی عرصے سے اس کمپنی میں کام کرتا تھا آخر بول پڑا تھا۔

منصور صاحب میں جانتا ہوں بٹ چور کو پکڑنے کے لیے سب کی تلاشی لازمی ہے سارا تم گرلز کے بیگ وغیرہ چیک کرو اور منصور صاحب آپ میلز کے۔۔۔

اپنے لیے لائی کرسی پر بیٹھتا وہ سرد لہجے میں بولتا نگاہیں اس معصوم لڑکی پر جما گیا تھا جس کا زرد چہرہ فاقوں کی کہانی بتاتا تھا آنکھوں میں چھائی ویرانیاں اسکی راتوں کی بے چینی کی کہانی سناتی تھیں وہ کیا جانے کچھ دیر

بعد اسکے ساتھ کیا ہونے والا ہے وہ تو آج گھر میں موجود راشن کا حساب لگا رہی تھی جو ایک دن ہی چلے گا ابھی تنخواہ ملنے میں کافی دن پڑے ہوئے تھے کہاں سے لاوں پیسے خیام کے تو دو تین سوٹ ہیں وہ بھی پرانے ہو چکے ہیں امی کے بھی دو ہی سوٹ ہیں کیا کروں کیا تنخواہ کے لیے درخواست دوں۔۔

وہ اسی حساب میں الجھی ہوئی تھی جب سارا اسکے قریب آئی۔۔

, ہیر بیگ کی تلاشی دو

ہیر سارا کی آواز پر چونک کر اسے دیکھنے لگی پھر گہرا سانس لیتی ہوئی اپنا بیگ اسے پکڑا گئی انداز میں معصومیت تھی جس پر سارا کو تھوڑا سا ملال بھی ہوا لیکن سر کے آگے وہ بھی مجبور تھی۔۔۔

بیگ کے اندر ہاتھ ڈالتے ہوئے اس نے چونکنے کی زبردست ایکٹنگ کی تھی۔۔

پھر پھرتی سے بیگ کا منہ زمین کی طرف کر دیا جس کے نتیجے میں سب چیزیں فرش بوس ہوئیں تھیں۔

سب نے حیرت سے اس معصوم لڑکی کو دیکھا جو حیرت سے فرش پر بکھری چیزوں کو دیکھتی آخر پیسوں کی گڈی پر اسکی نظریں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔

ہیر نے سرعت سے نیچے بیٹھ کر پیسوں کو پکڑا کہ آخر یہ بیچ میں اسی کے بیگ سے گرے تھے۔

سب لوگ اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے آفس کے پیسے چرا کر آفس میں ہی بیٹھی ہوئی تھی وہ، کیا بے وقوفانہ حرکت تھی اسکی،

تو بہت سے اسے غصے بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے کہ وہ شکل سے چورنی لگتی تو نہیں تھی۔۔

یہ پیسے میرے بیگ میں کیسے آئے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ پیسوں کی گڈیاں پکڑتی ہوئی حیرت سے جیسے پوچھ رہی تھی۔

میں نے ڈالے ہیں۔

سارا نے اسکے سامنے آتے ہوئے طنز سے کہا۔

جس پر وہ ٹھٹھک کر سارا کو دیکھنے لگی تھی وہ اسکی بات کو سچ ہی سمجھتی

مگر سارا کے تالی مارنے پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

واوا مس ہیر کچھ دن ہی ہوئے ہیں تمہیں یہ آفس جوائن کیے اور تم میں

اتنی جرت آگئی کہ تم سر کے کیبن میں گئی وہاں سے پیسے چرا کر یہی بیٹھی

رہی بلکہ بیگ بھی دے دیا چیکنگ کے لیے تاکہ تم پر کوئی شک نا کرے

واو داد دینی پڑے گئی تمہارے دماغ کی۔۔۔

سارا کے درشت لہجے پر وہ آنکھوں میں آنسو لیے سر نفی میں ہلانے لگی۔

نہیں میم میں نے چوری نہیں کی میں نہیں جانتی یہ پیسے میرے بیگ میں کیسے آئے آپ چاہیں تو مجھ سے جس کی مرضی قسم اٹھوالیں، میں ایسا کیوں کروں گئی۔۔

ہاتھ جوڑے وہ روتے ہوئے بے بس سے لہجے میں بولی۔

داور کوٹ کے بٹن بند کرتا ہوا اسکے قریب آیا۔

کیا تمہاری والدہ بیمار نہیں ہیں کیا تمہارے گھر میں کھانے پینے کی چیزوں کی کمی نہیں ہے چوری کا جواز تو بنتا ہے ظاہر سی بات ہے تمہیں پیسوں کی ضرورت تھی تم نے اٹھوا لیے اور دوسری بات تمہیں میرے کیبن میں جاتے ہوئے سب نے دیکھا تھا اور میں اس وقت کمرے میں نہیں تھا جب تم میرے کمرے میں گئی تھی اور تمہارے بعد میرے کمرے میں کوئی گیا بھی نہیں تھا تو کیا پیسے خود بخود تمہارے اس خوبصورت بیگ میں آگئے تھے، یا پھر ہمیں تم پاگل سمجھتی ہو۔۔

داور کے ایک دم سے چلانے پر وہ ڈر کر اچھلتی تین چار قدم پیچھے کی جانب کھسکی تھی۔۔

بنا کچھ بولے وہ روتے ہوئے سسکنے لگی تھی اتنے لوگوں میں اسے کوئی بات اپنے دلائل میں کہنا آ ہی نہیں رہی تھی وہ کیا کہتی آخر۔۔

بے بسی کے احساس سے وہ سسکنے لگی تھی۔

کتنا معصوم سمجھتے تھے ہم اسے،

شکل سے ہی میسنی لگتی تھی یہ۔۔

لوگوں کی باتیں اسکے آنسو میں اضافہ ہی کر رہی تھیں شرمندگی کے احساس سے اس سے سر نہیں اٹھایا جا رہا تھا۔۔

میں نے چوری نہیں کی سر۔

دھیمے سے لہجے میں وہ انہیں صفائی پیش کرتی چونکی تھی کیونکہ سامنے سے ایک لیڈی پولیس آفسر اور دو میل آفسر تھے۔

اسکی آنکھوں میں ایک دم سے ڈر وخوف چھایا پر وہاں اس غریب پر کوئی ترس کھانے والا نہیں تھا اور کے دل میں ٹھنڈک سی اتری تھی اس لڑکی کے چہرے پر خوف دیکھ کر۔

غازان تمہیں میں اسی لڑکی کے ہاتھوں ہی بدنام کروں گا دیکھنا تم۔

ہلکی مسکان سے وہ اس سے خیالوں میں مخاطب تھا کہ اسکے سامنے بولنے کا انجام وہ اچھے سے جانتا تھا۔

اسے پکڑ کر لے جائیں مجھے اپنی فیکٹری میں ایسے چور لوگ نہیں چاہیے اور جیل میں تم اس لیے جاوگئی تاکہ آئندہ تم چوری کرنے کی ہمت نا کر سکو۔۔

ساکت چہرے سے وہ اپنی کلائی کو اسے لیڈی آفسر کے ہاتھوں میں جھکڑی ہوئی دیکھنے لگی۔

چھوڑیں مجھے میں نے کوئی چوری نہیں کی یہ پیسے میرے بیگ میں کیسے آئے میں نہیں جانتی پلیز مجھے جانے دیں۔

انکے آگے ہاتھ جوڑے وہ بلک اٹھی تھی۔

جبکہ اسکی التجا پر بنا کوئی کان دھرے اپنے اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

چوری کر کے سب پکڑے جانے پر یہی بولتے ہیں اور تم تو شکل سے ہی چورنی لگتی ہو اس لیے چپ چاپ کر کے ہمارے ساتھ چلو ورنہ اتنی مار ماروں گئی کہ ساری زندگی یاد رکھو گئی۔

لیڈی اہلکار کے درشت لہجے پر وہ ڈر کر ایک دم سے چپ ہوئی تھی۔

لیڈی آفسر نے مسکراتی آنکھوں سے داور کو دیکھا جو مسکراتی آنکھوں سے ہی اسے لے جانے کا کہہ رہا تھا۔

وہ اسے کھینچ کر لے جانے لگے تھے۔

وہ روتے ہوئے اسکی سخت پکڑ سے اپنی کلائی آزاد کروانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔

باہر آکر لیڈی آفسر نے اسکی کلائی پر پکڑ بہت ہلکی کر دی تھی۔

اپنی کلائی کو آزاد دیکھ کر وہ اسکے ہاتھ پر دانتوں کا نشان چھوڑتی ہوئی دائیں سائیڈ بھاگی تھی۔

پکڑو اسے۔۔

لیڈی آفسر کے کہنے پر دونوں آفسر اسکے پیچھے بھاگے تھے جبکہ وہ خود وہی کھڑی رہی۔۔

سر جیسے آپ نے کہا تھا بالکل ویسے ہی ہوا ہے۔

موبائیل فون میں اس سے کہتی ہوئی وہ خود گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔

بھاگ بھاگ کر اسکے پیٹ میں درد ہونا شروع ہو گیا تھا وہ اہلکار اب اسکے پیچھے نہیں تھے۔

ایک بند دکان کی سیڑیوں پر بیٹھی وہ زار و قطر رونے لگی تھی۔

یہ اسکے ساتھ کیا ہو گیا تھا چوری اور وہ اس نے تو بہت بھوک و افلاس والے دن کاٹے تھے تب اسے چوری کا خیال نہیں آیا تھا تو اب وہ چوری کیسے کر سکتی تھی۔

اللہ کے سامنے وہ شکوہ کر رہی تھی، وجود کسی پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔

اس میں ہلنے کی سکت نہیں بچی تھی۔

آپی !

سکول سے آتا خیام اسے وہاں بیٹھا دیکھ کر چیخ کر اسکی طرف آیا تھا۔

بھائی کو دیکھ کر وہ جلدی جلدی آنسو صاف کرنے لگی تھی۔

کیا ہوا ہے آپکو؟

خیام کے درد بھرے لہجے پر وہ اندر سے کراہی۔۔

خیام میرے بچہ کچھ نہیں ہوا بس پیٹ میں درد ہے تو اسلیے رونے لگی اور بھلا کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

بھائی کا ہاتھ تھام کر کھڑی ہوتی وہ ضبط کی انتہا پر تھی۔۔

منہ کو چادر سے ڈھانپتی وہ چونکنا نظروں سے ارد گرد دیکھتی ہوئی خیام کا ہاتھ پکڑ کے گھر جانے والے راستے کی طرف چلنے لگی۔

چلنے میں بہت دشواری ہو رہی تھی لیکن چلنا تو تھا آخر چلے بغیر گزارا جو نہیں تھا۔۔

! غازان تم کب واپس آرہے ہو

انکا ہمیشہ سے بولے جانے والے فقرہ سنتا وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔

جلد آوں گا بس تھوڑا پیشنٹ رکھیں میں بھی آپ سے ملنا چاہتاہ
وں لیکن کیا کروں یہاں بہت سارے کام ایسے ہیں جو صرف مجھے ہی
انجام دینے ہوں گئے ڈونٹ وری جلدی ہی چکر لگاوں گا

۔

کافی کا سپ لیتا وہ نرم لہجے میں انہیں تسلی دینے لگا۔

آئی مس یو بیٹا۔

انہوں نے کہتے ہی فون رکھ دیا۔

آئی مس یو ٹو مائی ڈیئر موم۔

دھیمے لہجے میں بڑبڑاتا ہوا وہ کھڑکی میں آیا۔

نیچے کا منظر دیکھتا وہ دانت پیس کر رہ گیا کہ لان میں تیمور خان شرجیل خانم بیٹھے ہوئے تھے ساتھ اسکے چچا بھی تھے۔

میں نے کہا تھا میں جلد شادی نہیں کروں گا لیکن انہیں سکون نہیں ہے۔

غصے سے بڑبڑاتا ہوا وہ چائے کا کپ رکھتا باہر جانے والے دروازے کی جانب بڑھا۔

اسکے لان میں آنے پر سب باتیں ترک کیے اسکا استقبال کرنے لگے تھے۔

مغرور تاثرات چہرے پر سجائے وہ اپنے باپ کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھا تھا۔

بیٹا یہاں تمہارا ہی زکر ہو رہا تھا۔

شرجیل خانم نے خوشی سے چمکتے چہرے پر مسکان لیے اسے مخاطب کیا

۔

آئی نو۔

وہ سنجیدگی سے کہتا اپنے باپ کو سرد تاثرات لیے دیکھنے لگا جس پر وہ

تھوڑا چونکنا ہوئے۔

تو تیمور کب کی ڈیٹ فائنل کریں میں اب جلد شائنہ کے فرض سے

سبکدوش ہونا چاہتا ہوں یار۔

شرجیل کے لہجے پر اس نے بے فکری سے موبائیل پاکٹ سے نکال کر

اس پر انگیاں چلانے لگ جیسے یہ بات اسکے متعلق نہیں کسی اور کے

بارے میں ہو۔

تیمور صاحب گھبرائے۔

دیکھو شر جیل شادی میں اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے ابھی سردار غاذان کو بہت کام انجام دینے ہیں اسے تھوڑا کام میں ریلیف آنے دو پھر ہم ڈیٹ فائنل کرلیں گئے ابھی بس انگوٹھی پہنانے کی رسم کر لیتے ہیں۔

تیمور خان کے سنجیدگی سے کہنے پر شر جیل خانم سر ہلا گئے کہ اور کہہ بھی کیا سکتے تھے وہ ایک کائیاں انسان تھے جانتے تھے یہ فیصلہ تیمور کا نہیں سردار کا ہے۔۔

باپ کی بات پر موبائیل پر بے تاثر انداز میں انگلیاں چلاتا وہ دھیمے سے مسکرایا پھر سب سے ایکسیوز کرتا ہوا کوریڈور کی طرف بڑھ گیا۔

جبکہ تیمور صاحب نے بیٹے کی پشت پر دانت پیسے کہ وہ ایک نمبر کا ہوشیار شخص تھا جانتا تھا اگر پاس آکر نا بیٹھا تو باپ نے تو ہاں کر ہی دینی ہے۔۔

ہاں للی کیسا جارہا ہے آفس ورک۔

اپنی سیکرٹری سے فون میں کہتا ہوا وہ رکا سامنے سے ہی شائنہ خانم آ رہی تھی کالی چادر سر پر اٹکائے بال کھولے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی

۔

سردار کیسے ہیں آپ؟

اسکے پاس آکر رکتی وہ بہت محبت سے پوچھ رہی تھی جبکہ آنکھیں اسکے حسین چہرے پر جمائے ہوِے تھی۔

غاذان نے سر ہلایا پھر ایک طرف رکھی کرسیوں کی جانب بڑھا۔

شائنہ مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے بیٹھو۔

کرسی پر بیٹھتا وہ سنجیدگی سے بولا۔

کہیں سردار۔

شائنہ اسکے سامنے والی چیئر پر بیٹھتی ہوئی سنجیدہ ہوتے ہوئے بولی۔

دیکھو میں ایک سنجیدہ سا بندہ ہوں پیار محبت جیسی فضول چیزوں پر مجھے کچھ خاص یقین نہیں ہے سوان باتوں کی توقع مجھ سے مت کرنا۔

اسکے چہرے کو دیکھتا ہوا وہ سنجیدگی سے بولتا شائنہ خانم کو جتارہا تھا کہ کل کو شکایت مت کرنا۔

میں جانتی ہوں میرے لیے یہی بہت ہو گا کہ ہم دونوں ایک رشتے میں ہیں۔

شائنہ نے مسکرا کر اسکی بات کی تائید کی۔

اس بار وہ مسکرایا جس پر وہ چونکی وہ شخص انتہا سے زیادہ پیارا مسکراتا تھا اسکی آنکھیں بھی مسکراہٹ میں اسکا ساتھ بھرپور دیتیں تھیں۔۔

لیکن ایک بات تم نہیں جانتی۔

موبائیل کو آن کرتا وہ ہلکی طنزیہ مسکان سے بولتا شائنہ کو پریشان کر گیا۔

Zubi Novels Zone

کیا نہیں جانتی میں۔

وہ پریشانی سے بولی۔

یہی کہ میں دو شادیاں کروں گا۔

اسکا آرام سے کہا فقرہ اسکا خون خشک کر گیا تھا وہ اک دم سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

وہ سنجیدگی سے اسکے چہرے کو دیکھتا رہا۔

مطلب؟

کچھ دیر بعد پریشانی سے بولتی وہ دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھی تھی۔

مطلب یہ کہ ایک میرے باپ کی پسند کی اور ایک میری ماں کی پسند کی دونوں سے کمینٹمنٹ کر چکا ہوں پیچھے نہیں ہٹ سکتا اگر سوکن برداشت کر سکتی ہو تو شادی کے لیے حامی بھرنا کیونکہ یہ تو طے ہے سردار غاذان تیمور اپنی ماں کی پسند کی شادی بھی لازمی کرے گا۔

سنجیدگی سے کہتا فون پاکٹ میں ڈالتا وہ پراعتماد چال سے چلتا ہوا اسکی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

جبکہ وہ ہاری سی بیٹھی رہ گئی یہ وہ کیا کہہ گیا تھا وہ تو سمجھی تھی وہ مزاق کر رہا ہو گا لیکن وہ تو سچ بول رہا تھا۔

نہیں سردار غاذان تیمور تم صرف میرے ہو کسی اور کے ساتھ میں تمہیں ہرگز شیئر نہیں کروں گی یہ بات بھی طے ہے۔۔

مٹھیاں بھینچتی وہ ضبط سے خود پر قابو پاتی دھیمے لہجے میں چلائی۔۔

دروازے کے پیچھے کھڑی مہرینہ نے آہستہ سے ہاتھ پر تالی ماری۔

ہائے اللہ سردار خوش کر دیا لیکن میں انکی مما کو امپریس کیسے کروں گی اور اگر امپریس نا کر سکی تو وہ کسی اور کو پسند کر لیں گئیں نہیں مہرینہ حل

ڈھونڈتا کہ وہ تجھے اپنے بیٹے کے لیے چنیں اور مجھے مصر میں لے جائیں واوا آج رات نیند کیسے آئے گئ مجھے۔۔

خوشی سے بولتی وہ اپنے کمرے کی طرف دوڑی تھی۔

سردار اور شائنہ کو اکیلے بیٹھے دیکھ کر انکی باتِ سننے کے چکر میں وہ دروازے کے پیچھے چھپ گئ تھی سردار کی باتوں نے اسے خوش کر دیا تھا۔۔

دو دن سے اسے سخت بخار تھا وہ نا کچھ کھا رہی تھی نا پی رہی سارا دن چارپائی پر لیٹی غیر مری نقطے پر نظریں جمائے رکھتی نائلہ اور خیام سخت پریشان تھے اسکی حالت پر۔

ہیری یہ شربت پی لو اس سے آرام آئے گا تمہیں تمہارے چچا مختار دے کر گئے ہیں کہہ رہے تھے اس سے تمہارا بخار اتر جائے گا۔

ہیر کے بکھرے الجھے بال انگلیوں سے سنوارتی ہوئی وہ بولیں۔۔

ہیر نے انہیں خالی خالی نظروں سے دیکھا جو اسکے ساتھ ہوا تھا وہ صرف وہی سمجھ سکتی تھی وہ انہیں بتا بھی نہیں سکتی تھی۔

اسکی خالی ویران آنکھیں نائلہ کو پریشان کر گئیں تھیں۔

بیٹا کیا بات ہے کیوں نہیں بتاتی مجھے۔

انہوں نے اسے سینے سے لگاتے ہوئے نم زدہ لہجے میں پوچھا۔

چچی امی میری نوکری چلی گئی ہے اور میں اب کسی دفتر میں کام نہیں کروں گئی لوگوں کے گھر برتن دھولوں گئی جھاڑوں پونچھا لگا کوں گئی لیکن میں دفتر نہیں جاوں گئی۔

سپاٹ لہجے میں بولتی وہ نائلہ بیگم کا دل خالی کر گئی تھی۔

انکی بیٹی اتنے دنوں سے اتنی تکلیف میں تھیں اور وہ محسوس بھی نا کر سکیں۔

تمہیں کوئی ضرورت نہیں کہی جانے کی میں ہوں نا اب طبیعت بھی بہتر رہتی ہے میری اس لیے کپڑے سلائی کرنے کا سوچا ہے میں نے، اس کام میں پیسے بھی زیادہ ملتے ہیں بس تم پریشان نا ہو۔

انہوں نے اسکا سر چومتے ہوئے نرم لہجے میں اس سے کہا جبکہ وہ چپ رہی گھر میں کچھ کھانے کو تھا نہیں وہ پریشان کیسے نا ہوتی اسکی آنکھوں کے گرد چھائے سیاہ خلقے اس بات کے گواہ تھے کہ وہ لڑکی کبھی بھرپور نیند لے ہی نہیں سکی تھی۔۔

آج موسم ابر آلود تھا آسمان پر گھرے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

چھت پر بیٹھی وہ سامنے والے گھر کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں ایک لڑکی اِدھر اُدھر بھاگ رہی تھی جبکہ اسکے تین بھائی اسے پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے اس لڑکی کے چہرے پر کوئی فکر و پریشانی نا تھی۔

آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی تھی اپنے حالات دیکھ کر وہ اور خیام بھی تو ایسے ہی لڑتے تھے جب چاچو زندہ تھے ہر بات پر لڑنا ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنا لیکن جب سے انکے چاچو فوت ہوئے تھے وہ دونوں تو لڑنا بھول ہی گئے تھے بلکہ خوشیاں اس گھر کی دہلیز سے جیسے روٹھ ہی گئیں تھیں۔

آنکھوں سے آنسو صاف کرتی ہوئی وہ چارپائی پر لیٹ گئی۔۔

کل بھی کچھ نہیں بنا، کیا آج بھی میرے گھر والے بھوکے رہیں گئے۔۔

ہیر بیٹا نیچے آو دیکھو خیام کیا لایا ہے تمہارے لیے۔

اسکی سوچوں کو لگام نائلہ کی پکار نے لگائی۔

چچی کی آواز لگانے پر اٹھ کر بیٹھی پاوں میں لیلن کی چپل پہنتی وہ نیچے جاتی سیڑیوں کی طرف بڑھی۔۔

خیام کا سفید چہرہ جواب کا لالگ رہا تھا اسے دیکھ کر مسکرایا۔

وہ بھی جواباً مسکرائی۔

خیام نے ایک سفید چھوٹا سا شاپر اسکی طرف بڑھایا۔

اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھتے ہوئے شاپر اسکے ہاتھ سے لے کر شاپر میں جھانکا۔

شاپر میں درمیانے سائز کا ایک شوارما تھا۔

شوارما دیکھ کر وہ حیرت زدہ ہوئی ہاں اسے شوارما بہت پسند تھا لیکن انکے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ ایک وقت کا کھانا بنا سکیں تو پھر یہ وہ کہاں سے لے آیا تھا۔

Zubi Novels Zone

آپی آپکا فیورٹ ہے نا دیکھیں امی کے لیے فروٹ چاٹ لا یا ہوں۔

اس نے فروٹ چاٹ والا شاپر اسے دیکھاتے ہوِے پر جوش انداز میں بتایا تھا۔

تمہارے پاس اتنے پیسے کہاں سے آئیں۔

اسکے چہرے پر نظریں جمائے وہ حیرت سے بولی۔

نائلہ نے بھی بیٹے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

آپی آپ تو جانتی ہیں میری ڈرائنگ کتنی اچھی ہے کلاس کے لڑکوں کو بنا کر دی تھی تو انہوں نے مجھے بدلے میں پیسے دیئے۔

نائلہ کے پاس بیٹھتا بنا اس سے نظریں ملائے وہ بولا تھا۔

ہیر بھی پاس رکھی پلاسٹک کی کرسی پر بیٹھی۔

آپی کھائیں نا۔

اسے ہنوز خاموش بیٹھا دیکھ کر وہ بولا تھا۔

اپنے لیے کیالائے ہو۔

اسے خالی ہاتھ دیکھ کر وہ پوچھنے لگی۔

آپی آپ اکیلی ہی شوارما کھاناچاہتی ہیں کیا۔

وہ مصنوعی خفگی سے بولا۔

وہ مسکرائی۔

پھر شوارمے کے دو پیس کر کے ایک پیس اس کی طرف بڑھا گئی۔

نائلہ بیگم نے گہرا سانس لے کر دونوں کو شوارما کھاتے دیکھا۔

فروٹ چاٹ گود میں ہی رکھے وہ نمی لیے آنکھوں سے اپنے بچوں کو دیکھ رہیں تھی جن کے چہرے حالات کی چکی میں پیس کر تبدیل ہو چکے تھے

--

ہیر شوارما کے چھوٹے چھوٹے لقمے لیتی خیام کے مرجھائے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

میں سونے جارہاہوں شام تک مجھے کوئی ناجگائے۔

ان کو خبردار کرتاوہ کمرے کی جانب بڑھا۔

ہوم ورک نہیں کروگے۔

وہ ایسے ہی پوچھ بیٹھی۔

نہیں وہ سکول میں ہی کرلیا تھا۔

وہ اسے جواب دیتا کمرے میں چلا گیا۔

امی یہ قمیض مجھے دیں میں اسکی تڑپائی کردوں گئ۔

انہیں تڑپائی کرتادیکھ کروہ بولی۔

اچھا تم تڑپائی کردوتب تک میں دوسرا سوٹ شروع کرلیتی ہوں جتنے

جلدی سلائی ہوں گئے پیسے ملنے کی امید بھی جلدی ہوگئی نا۔

اس سے کہتیں وہ شاپر سے دوسرا کوئی سوٹ نکال کرکاٹنے بیٹھ گئیں۔

خاموش نگاہیں ان پر جمائیں وہ انہیں دیکھتی رہی تھیں۔۔۔

—

سردار غاذان کیا میں آپکے روم میں آجاؤں۔

ملازم کے ہاتھ سے کوٹ لے کر پہنتا وہ چونک کر دروزے میں کھڑی بلا جو دیکھنے لگا۔

جو آج چہرے پر معصوم سے تاثارت لیے کھڑی تھی۔۔

___آجاؤ

گہری سانس لے کر کہتا وہ خود پر پرفیومز کا بے دریغ استعمال کرنے لگا تھا

۔۔

میں اب آپکو تنگ نہیں کروں گئی آپ نا مجھے اپنی مما کا نمبر دے دیں۔۔

بنا کوئی اور بات کیے وہ ڈائریکٹ مطلب کی بات پر آئی تھی۔۔

مطلب اب میری مما کو تنگ کرنا چاہتی ہو۔

کلائی پر براون واچ پہنتا وہ طنز سے بولا۔

نہیں میں تو ان سے دوستی میرا مطلب ہے مصر کے بارے میں جاننا چاہتی ہوں وہ اصل میں اس پر ہمیں ایک سائمنٹ ملی ہے۔

نظریں اسکے شاہانہ کمرے پر جمائے وہ پراعتماد انداز میں بولی۔

! سیریسلی

_ آئی بروا چکا کر بولتا وہ اسے ٹھٹھکا گیا تھا

! جی

وہ پریشانی سے بولی۔

Zubi Novels Zone

کتنے لوگوں کی باتیں چھپ چھپ کر سنتی ہو۔

اس کے قریب آتا وہ سرد لہجے میں بولا۔

جی !

پسینہ صاف کر کے وہ حیرت سے بولی۔

میری شادی میرے ماموں کی بیٹی فبیہا سے طے ہے مائے سویٹ لٹل ڈول۔

مسکراتے لہجے میں اسے جتاتا وہ کمرے سے نکل گیا۔

جبکہ وہ شرمندگی سے ہونٹ بسور کر رہ گئی۔۔

افففففف ایک نہیں دو ڈائنیں ہیں میرے راستے میں، میں معصوم ان چالاکوں سے کیسے نمٹ سکتی ہوں۔

کمرے کی چیزوں کو دیکھتی ہوئی وہ غصے سے بولی تھی۔۔

گلابی دوپٹہ سر پر لیے وہ پیدل چلتی آج کام کی تلاش میں نکل آئی تھی کہ گزارا ابھی تو کرنا تھا۔

ہاں اب یہ تھا کہ ایک دو وقت کا کھانا نہیں میسر تھا لیکن ان پیسوں سے وہ کپڑے جوتے نہیں خرید سکتے تھے بجلی تو ان کے گھر سے کب کی بجھ چکی تھی بل کے لیے پیسے ہوتے تو لائٹ جلتی نا گرمیوں کے دن تھے اسے کام کر کے میٹر دوبارہ سے لگوانا تھا اسے محنت کرنی تھی۔۔

ایک دو گھروں میں کام کیا تھا اس نے لیکن انہوں نے اسے رکھا نہیں تھا یہ کہہ کر بی بی تم بیمار لگتی ہو کام کیا خاک کرو گئی علاج کرواپہلے اپنا پھر کام کرنا۔۔

آنکھوں میں آئی نمی ہاتھوں سے پونچھتی وہ رکی اسکے سامنے ایک بوڑھی عورت بھیک کے لیے ہاتھ پھیلائے کھڑی تھی۔

ہیر نے اس بوڑھی عورت کو دیکھتے ہوئے بیگ سے دس روپے نکال کر دیئے۔

وہ عورت دس روپے لیتی ہوئی گریبان سے بندھی پوٹلی میں ڈالنے لگی اسکی پوٹلی سے جھانکتے ہزاروں کے نوٹ اسے ٹھٹھکا گئے تھے۔

وہ عورت اب کسی اور کے آگے ہاتھ پھیلائے کھڑی تھی۔

اس عورت کو تاسف سے دیکھتی وہ آگے چلتی رو کی آگے روڈ جام تھا

شاید کوئی امیر اسامی تھی جسکی گاڑی کے پیچھے بھی گارڈز کی گاڑیاں

تھیں تو آگے بھی۔

سر جھکا کر چلتی وہ لوگوں کا ہجوم دیکھنے لگی جو اس شخص کے گاڑی سے

باہر آتے ہی اسکے گرد جمع ہونا شروع ہو گیا تھا۔

وائٹ سوٹ اوپر بلیک واسکٹ پہنے کلائی پر باندھی بروان واچ وہ ہاتھ

اٹھائے لوگوں کی محبت کا جواب دے رہا تھا۔۔

البتہ چہرے پر بیزاری تھی تیمور صاحب بھی ساتھ تھے جو اسے خوش

اخلاقی سے پیش آنے کا کہہ رہے تھے۔

لوگوں سے بات کرتا وہ اسے زہر لگا تھا آخر اس نے کیا کیا تھا ان جیسے

غریبوں کے لیے۔

اسکے قدم بے ساختہ ہجوم کی طرف اٹھنے لگے تھے۔

چہرے پر درد والے تاثرات چھا گئے تھے۔

اتنے لوگوں میں اسکا آگے بڑھنا مشکل تھا

لیکن اس نے آگے بڑ?

ایک منٹ محترمہ۔

اسکی گھمبیر بھاری آواز ہیر کو ڈرا گئی تھی کیا وہ اسے کوئی سزا دینے والے ہے یا پھر تھپڑ نا مارے دے۔

دل میں خوف کی لہر سی دوڑ گئی تھی۔

یہاں سے بھاگ جا ہیر کہی یہ پولیس کو ہی نا دے دیں۔۔

دل میں سوچتی وہ بنا اس کی طرف پلٹتی ہوئی تیز قدموں سے جانے لگی تھی جب اسکا آدمی سرعت سے ہیر کے سامنے آیا تھا۔

ہیر نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

کیا نام ہے آپکا۔

اسکے سامنے آکر رکتا وہ بے تاثر لہجے میں بولا تھا۔

ہیر کی سانسیں رکنے لگیں تھیں۔

لوگ حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے ایک آسمان تو دوسرا زمین وہ شخص دیکھنے میں ہی آن بان والا لگتا جیسے پیدا ہی سرداری کرنے کے لیے ہوا ہو۔

ہیر رضا۔

دھیمے سے لہجے میں نام بتاتی وہ اس گھڑی کو کوسنے لگی تھی جب وہ اسکے سامنے آئی تھی۔۔

چلئیے میرے ساتھ۔

گاڑی کی جانب بڑھتا وہ دھیمے لہجے میں بولتا گاڑی کے اندر بیٹھ کہ دھوپ بہت تیز تھی حلانکہ اس پر ایک ملازم چھتری تانے کھڑا تھا لیکن دھوپ کی تیز شعائیں اسکی آنکھوں میں چبنے لگیں تھیں اس لیے وہ گاڑی میں بیٹھتا اب اس لڑکی کو دوسری گاڑی میں بیٹھنے کے لیے کہہ رہا تھا یہ سردار کی گاڑی تھی اس پر وہی یا پھر اسکا باپ بیٹھ سکتا تھا۔

آپ مجھے معاف کر دیں میں آئندہ ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گئ مجھے جانے دیں پلیزز۔

کانپتا وجود ہاتھ جوڑے وہ اس شخص کی منت پر اتر آئی تھی۔

کام چاہیئے۔

اسکے سرد لہجے پر وہ ایک دم سے چپ ہوئی تھی۔

پھر کچھ دیر بعد سر ہاں میں ہلا دیا۔

تو پیچھے جو گاڑی ہے اس میں بیٹھیں۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کہہ کر وہ گاڑی کا شیشہ چڑھا چکا تھا یہ اس بات کا اشارا تھا کہ وہ مزید کوئی بات نہیں کرنا چاہتا اس کہی جانا بھی تھا لیکن اس لڑکی مسلہ وہ پہلے سولو کرنا چاہتا تھا۔۔

تیمور صاحب اسکے ساتھ بیٹھتے ہوئے قہر بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔

کیا ضرورت ہے ایسے معمولی لوگوں کو منہ لگانے کی اب یہی پکس صبح کے اخبار وغیرہ میں آئیں گئیں کیا وہ لڑکی اس لائیک ہے کہ تمہارے سامنے کھڑی ہو کر بات چیت کر سکے۔۔

انکے پھنکارتے لہجے پر بنا نہیں دیکھے وہ لیپ ٹاپ اوپن کر گیا تھا جس پر تیمور صاحب نے تیوی چڑھا کر اسے دیکھا تھا۔۔

بیٹھیں۔۔۔

اسکا خاص ملازم اسے گاڑی میں بیٹھنے کا کہہ رہا تھا جو دو آدمی اس گاڑی میں سوار تھے وہ پیچھے والی گاڑیوں میں چلے گئے تھے۔۔

ھیر نے مڑ کر اسکی گاڑی کو دیکھا جو سٹارٹ ہوتی آگے بڑھنے لگے تھے۔

میم پلیززز۔۔

خادم محمد کے پھر سے کہنے پر وہ جھجھکتی ہوئی گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔۔

اسکے بیٹھتے ہی گاڑی سردار غاذان کی گاڑی کا تعاقب کرنے لگی تھی۔۔

ہاتھوں کی انگلیاں مڑورتی وہ سخت پریشان تھی۔

یہ مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہیں کہی مار نادیں لیکن ایسے لگتے تو نہیں ہیں۔

خود سے بڑبڑاتی ہوئی وہ وہ چونکی تھی۔

گاڑی جس جگہ رکی تھی وہ اسے ٹھٹھکنے پر مجبور کر گیا تھا۔

یہ یہاں کیوں لے آئے ہیں مجھے۔۔

وہ اچھل کر رہ گئی تھی سامنے کھڑی عالی شان عمارت کو دیکھ کر۔۔۔

سردار غاذان کے مسلح گارڈز سرعت سے اسکی گاڑی کا ڈور کھولنے

بھاگے تھے۔۔

گاڑی سے نکل کر اس نے فون ملا کر کسی سے بات کی پھر آگے کی طرف

بڑھا۔

آپ مجھے یہاں کیوں لائیں ہیں۔

سردار غاذان تیمور خان سے سوال کرنے کی اجازت کسی کو نہیں تھی

لیکن وہ لڑکی سمجھتی تب نا۔۔

تیمور صاحب گاڑی کے اندر ہی رہے وہ اپنے بیٹے کی طرح بے وقوف

نہیں تھے جو لوگوں کے مسلے خود سولو کرتے پھرتیں انکے خیال میں

انکے بیٹے کی عقل تو گھاس چرنے گئی ہوئی تھی۔

Zubi Novels Zone

یہ جاب میں نے دلائی تھی آپکو جب تک میں یہاں سے آپکو نا نکالو آپ نے یہاں سے کہی نہیں جانا چلیں اب میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔

سرد لہجے میں کہتا وہ کچھ گارڈرز کو وہی رکنے کا اشارا کرتا اندر کی طرف بڑھا تین چار اسکے پیچھے تھے انہی میں پیر رضا بھی تھی جو قدموں کو گھسیٹتی ہوئی اسکے پیچھے آرہی تھی اتنی زلت و بے عزتی کے بعد اسکا دل اندر جانے کو نہیں چاہ رہا تھا لیکن مجبوری تھی یہ پیٹ کی بھوک بڑے بڑوں کو جھکا دیتی ہے تو وہ تو پھر بھی ادنٰی سی کمزور سی لڑکی تھی۔۔

آفس ورکر کام کرتے ہوئے چونکے مین اینٹرس زیادہ دور تو نہیں تھی کہ وہ سردار غاذان تیمور کی موجودگی محسوس نا کر سکتے۔۔

سب اپنا کام ترک کر کے ایک دم سے اپنی اپنی چیئر سے کھڑے ہوئے تھے۔۔

دونوں ہاتھ کمر پر رکھے وہ سب پر طرائنہ سی نظر ڈال رہا تھا۔

گڈ آفٹر نون سر دار۔

سب نے یک زبان ہو کر احترام سے سر جھکا کر اسے وش کیا تھا۔

جواباً گڈ آفٹر نون۔

کہتے ہی وہ ہال کے وسط میں آیا۔۔

اب سب حیرت زدہ سے اسکے پیچھے کھڑی لڑکی کو با آسانی دیکھ سکتے تھے۔

گلابی چادر کو ماتھے تک کھینچ کر لاتی وہ سخت نروس تھی لوگوں کی نگاہوں سے۔

بیس تاریخ کو کتنے پیسوں کی چوڑی ہوئی تھی آفس سے۔

اسکی سرد آواز سب کے دلوں میں خوف کی لہر دوڑا گئی تھی۔

سردار تین لاکھ کی۔

سارا نے سر جھکا کر ادب سے اسے جواب دیا۔

اور کی کس نے تھی۔

اسکے چبتے سوال پر سارا نے پریشانی سے تھوک نگلا۔

جی ہیر رضا نے۔

سارا کے سوال پر اس نے سنجیدگی سے سر ہلایا۔

ہمم ثبوت لاو کہ چوری ہیر رضا نے کی تھی۔

اپنے لیے رکھی چیئر پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ رکھ کر بیٹھتا وہ سرد لہجے میں

اس سے مخاطب ہوا۔۔

سر ثبوت یہ تھا کہ تلاشی کے وقت پیسے انکے بیگ سے گرے تھے۔

سارا نے گہری سانس لے کر خود کو کمپوز کرتے ہوئے اسکے سوال کے جواب میں کہا۔

اوکے تو کیا پیسے رکھتے ہوِے اسے دیکھا گیا تھا۔

اسکے سرد سوالات سارا سمیت سب عملے کو پریشان کرنے لگے تھے۔

سب نے اس سہمی سی لڑکی کو دیکھا اسکا کیا رشتہ تھا سردار غاذان سے جو وہ خود چل کر اسکے لیے آئے تھے۔

نہیں سر۔

سارا نے لب کاٹتے ہوئے کہا۔

ہمم۔

اسکے جواب پر وہ سر ہلاتا ہوا اٹھا تھا۔

مس ہیر جو آپکی جگہ ہے وہاں پر جا کر بیٹھ جائیں۔

اسکے سنجیدگی سے کہنے پر وہ سر اٹھائے حیرت سے سردار غاذان کو دیکھنے لگی تھی۔

کیسے ممکن تھا وہ کیا کہہ رہے تھے ہیر کو کچھ بھی سمجھ میں نا آیا تھا۔

ہیر میں آپ سے مخاطب ہوں ٹائم نہیں ہے میرے پاس۔۔

واچ میں ٹائم دیکھتا وہ طنز سے اسکے خاموش وجود پر چوٹ کر گیا تھا۔

وہ دھیمے قدموں سے اپنے خالی کیبن کی طرف بڑھی تھی سب کی نظریں اسی پر جمی ہوئی تھیں۔۔

لوگوں کی نظروں سے بچتی وہ اپنے کیبن کی چیئر کے پاس آ کر رکی۔

سردار غاذان تیمور خانم۔

وہ جو جانے کے لیے آگے بڑھنے لگا تھا دا ور کی پکار پر رکا تھا۔

لیکن پلٹا نہیں کہ اسے کام تھا سردار سے سردار کو نہیں جو پلٹنا ضروری سمجھتا۔۔۔

آپ ہی تو کہتے ہیں چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹ دینے چاہئیے آج آپ ہی ایک چوری کرنے والے کو پناہ دے رہے ہیں چچ سردار غاذان یہ آپ کر رہے ہیں۔

داور نے اسکے سامنے آکر رکتے ہوئے مصنوعی تاسف سے سر جھٹک کر کہا۔

جبکہ وہ سرد مسکان سے سر ہلا گیا۔

ہیر کی آنکھوں میں پھر سے نمی جمع ہونا شروع ہوگئ تھی زلت کا حساس بہت شدید تھا آخر اسکا رب اسکی کب سنے گا۔

آنسو صاف کر کے وہ اس شان دار شخص کو دیکھنے لگی جو اس آفس میں کھڑا اس آفس کی شان بڑھا گیا تھا۔

کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو پناہ تو میں نے کافی چوروں کو دی ہوئی ہے لیکن کیا کروں دینی پڑتی ہے آخر رحم کھانا میری فطرت جو ٹھہری۔

آہستہ سے مسکرا کر طنز سے کہتا وہ داور کو ہونٹ بھینچنے پر مجبور کر گیا تھا۔

ہیر کیا تم نے داور کے پیسے چرائے تھے۔

اسکی طرف پلٹتا وہ دھیمے لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں سردار میں نے نہیں چرائے میں نہیں جانتی یہ پیسے میرے بیگ میں کیسے آئے میں واش روم گئی تھی تو جب میں آئی میرا بیگ نیچے گرا ہوا تھا لیکن میں نے بنا کوئی توجہ دیئے بیگ اٹھا کر ٹیبل پر رکھ دیا۔

بھرائے ہوئے لہجے میں کہتی وہ سب کو پھر سے خود کو دیکھنے پر مجبور کر رہی تھی۔

اوکے بیٹھو اور اپنا کام کرو اور ہاں داور اس کا خیال رکھنا اگر یہ کوئی غلطی کرے تو کنیکٹ می۔۔

گلاسز لگاتا اپنے لگاتار بجتے فون کو بند کر کے جیب میں ڈال کر داور پر طنز کرتا وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا گارڈز بھی سرعت سے اسکے پیچھے لپکے۔۔

داور اسکی پشت کو دیکھ کر طنز سے مسکرایا۔

آخر وہ جو کنفرم کرنا چاہ رہا تھا وہ کنفرم ہو گیا تھا۔

ہلکی مسکان سے وہ ہیر کو دیکھنے لگا جو دونوں ہاتھ گود میں رکھے ساکت سی بیٹھی ہوئی تھی۔۔

کام کرنے کے یہاں پیسے ملتے ہیں گود میں ہاتھ رکھنے کے نہیں۔۔

داور اسکے ساکت وجود پر طنز کرتا اپنے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

لب بھینچ کر اس نے لوگوں کو دیکھا جو ابھی بھی حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے انکا دیکھنا تو بنتا تھا نا سردار اغاذان تیمور جس سے ملنے کے لیے لوگ ہفتوں اپنی باری کا انتظار کرتے ہیں وہ خود چل کر اس لڑکی کو اپنے

آفس چھوڑنے آیا تھا انکا حیران ہونا بنتا تھا لیکن ہیر سمجھ ہی نا سکی انکے دیکھنے کو،

اسے لگا وہ چوری والے حادثے کی وجہ سے اسے دیکھ رہے ہیں۔۔

گہری سانس لے کر وہ اپنے کمپیوٹر کو آن کرنے لگی۔۔

سردار غاذان تیمور خان۔۔

کا نام سامنے کی دیوار پر بڑے حروف میں درج تھا جس پر وہ نظریں اٹکا کر دیکھنے لگی تھی دل میں کوئی ہلچل سی مچنے لگے تھے جس پر وہ نا سمجھ لڑکی پریشان تھی کہ کہی وہ بیمار تو نہیں ہونے لگی جو دل اتنے زور سے دھڑک رہا ہے۔۔

یہ اس لڑکی کے گھر بھجوادینا۔

اپنے خادم کو ایک چیک دیتا وہ آگے بڑھ گیا۔

جبکہ تیمور خان نے کوفت سے اپنی بیٹے کی ہمدرد طبیعت کو کوسا تھا اسکی

ماں کی تربیعت کے گن اس میں دیکھتے تھے۔

ادھر لاو یہ چیک۔

خادم کے ہاتھ سے چیک لیتے وہ سرد سا بولے تھے۔

لیکن خان یہ چیک تو۔

اپنے سرادر کو کہنا تم یہ چیک پہنچا چکے ہو سمجھے۔

درشتگی سے کہتے وہ آگے بڑھ گئے جبکہ خادم نظریں جھکا کر تاسف سے

اس چیک کے ٹکڑے دیکھنے لگا جو وہ جاتے جاتے کر گۓ تھے۔۔

امی آپ بابا کو کہیں نا میری شادی سردار سے طے کردیں میرا حق بنتا تھا ان پر نا کہ اس شائنہ خانم کا ابھی شادی ہوئی نہیں تو ایسے ہمارے گھر دندناتی پھرتی ہے جیسے اسکے باپ کا گھر ہو۔۔

فروٹ کی پلیٹ صاف کرتی وہ اپنی ماں سے بولی۔

نوشین نے قہر بھری نظروں سے اپنی کم عقل بیٹی کو دیکھا۔

پاگل ہوگئی ہو یا دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے ارے وہ سردار ہے اپنی مرضی کرنے والا اگر اس نے سن لیا نا تو تمہارے ٹکڑے کردے گا آئی بڑی اس سے شادی کرنے والی ویسے بھی تم اس سے پورے دس سال چھوٹی ہو۔۔

سیب کی فاش منہ میں ڈالتی وہ کوفت سے بولیں۔

مہرینہ نے ماں کو گھورا۔

کیسی ماں ہے آپ کبھی جو میری کوئی فرمائش پوری ہوئی ہو اس قید خانے میں میں بتا رہی ہوں اگر میری شادی سردار سے نہیں ہو گئی تو میں اس شائنہ کی بھی نہیں ہونے دوں گئی۔

مہرینہ کافی بنا کر لاؤ میری بالکنی میں۔

پیچھے سے آتی آواز دونوں ماں بیٹی کو ساکت کر گئی۔

پریشانی سے وہ پلٹیں تھیں۔

جبکہ وہ حکم صادر کر کے وہاں سے جا چکا تھا۔

امی اب کیا ہو گا۔

ڈر کے مارے وہ بمشکل بول پائی تھی۔

بس اسی وقت سے میں ڈرتی تھی آواز ہے یا سپیکر آہستہ بولا ہی نہیں جاتا کمبخت سے جاواب بھگتو میری بلا سے۔۔

اس پر غصہ ہوتیں نوشین بیگم پریشانی سے کمرے سے ہی چلیں گئیں تھیں۔

آخری بچی سیب کی فاش منہ میں ڈال کر وہ مرر کے آگے جلدی سے آئی بالوں پر برش کیا لپسٹک جلدی جلدی لگائی ایک انگوٹھی پہن کر وہ مرے مرے قدموں سے کچن کی طرف چلی گئی۔۔

جب وہ کافی لے کر آئی تو وہ چینج کر چکا تھا۔

چاکلیٹ کلر کی شرٹ نیچے ہاف وائٹ پینٹ پہنے وہ دونوں ہاتھ ریلینگ پر رکھے سامنے پہاڑوں کی جانب دیکھ رہا تھا چہرے پر سرد سے تاثرات رقم تھے۔

سردار میں آجاوں؟

سر جھکائے وہ معصوم سے لہجے میں پوچھ رہی تھی جس پر اس نے صرف سر ہلایا تھا۔

آپکی کافی۔۔

کافی کا ٹرے اسکے سامنے کرتی وہ دھیمے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

شکریہ۔

کافی کا مگ اٹھاتا ہوا وہ بولا۔

مہرینہ تم مجھ سے بہت چھوٹی ہو اور نا سمجھ بھی اور میں تمہیں اپنی چھوٹی بہن ہی مانتا ہوں،

کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گئی یہ شادی جیسی خرافات تمہارے اس چھوٹے سے دماغ میں کیسے آئے۔

وہ سامنے دیکھتا ہوا اس سے بہت نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

مہرینہ نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

وہ ناشائستہ مجھے اچھی نہیں لگتی اور دوسری بات اس محل کا کوئی لڑکا مجھے پسند نہیں سوائے آپکے اور امی کہتیں ہیں محل کی لڑکیوں کی شادی انکے اپنے رشتے داروں میں ہی ہوتی ہیں تو مجھے کوئی اچھا ہی نہیں لگا سوائے آپکے اس لیے کہا۔

اسکے معصوم جواب پر وہ کافی کا سپ لیتا مسکرایا۔

اور اگر میں تمہارے لیے خود رشتہ دیکھوں تو اور وہ ہمارے اس محل سے نہیں ہوگا ڈونٹ وری اس لیے اب تمہارے منہ سے میں کوئی بیہودہ بات نا سنوں اپنی پڑھائی پر فوکس کرو جب تمہاری شادی کا ٹائم آئے گا تو لڑکا تمہاری پسند کا لا کر دوں گا۔

ہنوز سامنے دیکھتا وہ اس بار کافی تندہی سے بولا تھا۔

وہ اسکی پشت کو گھورنے لگی۔

سیر یسلی میری پسند کا ہی ہوگا نا۔

اس بار وہ اشتیاق سے بولتی اسے غصہ چڑھا گئی تھی کہ وہ کم عقل لڑکی کیا اشارا جس طرف تھا وہ سمجھ چکا تھا۔

دفع ہو جاو میرے کمرے سے اور دروازہ بند کرتے جانا۔

درشتگی سے کہتا وہ مہرینہ کو اچھلنے پر مجبور کر گیا تھا۔

وہ بھاگتے ہوئے وہاں سے رفو چکر ہوئی تھی۔

بے وقف۔

سر جھٹکتا ہوا وہ بولا تھا کہ وہ چاہ کر بھی اس لڑکی سے غصے سے پیش نہیں آتا تھا،

اسے وہ معصوم سی گڑیا اپنی بہن ہی لگتی تھی کہ اسکی کوئی بہن جو نہیں تھی۔۔

مہرینہ کو سردار کے روم سے نکلتا دیکھ کر شائنہ رکی۔

مہرینہ اسکے منہ پر بارہ بجتے دیکھ کر ہلکا سا شرمائی۔

وہ ناسردار غاذان کو میرے ہاتھوں کی کافی اتنی پسند ہے کہ کیا بتاوں میں آپکو،

فرمائش کر دیتے ہیں وہ کبھی بھی چاہے رات کا ایک ہی کیوں نا بج رہا ہو

۔۔

سر جھکا کر مسکرا کر بولتی وہ شاہ ئنہ کو سخت زہر لگی تھی۔

تمہارے ہاتھ کی کافی اور سردار کو پسند ناممکن سردار کا ٹیسٹ اتنا برا بھی نہیں ہے سو یہ جھوٹ کسی اور سے بولنا تم۔

سینے پر ہاتھ باندھتی وہ طنز سے بولی جس پر مہرینہ غصہ ہوئی۔۔

آپ نے کبھی پی جو نہیں اور میں ہر کسی کو اپنے ہاتھ کی اسپیشل کافی پلاتی بھی نہیں ہوں یہ صرف خاص لوگوں کے لیے ہے سمجھی شاہ ئنہ خانم جی۔

اس بار مسکرا کر کہتی وہ پھر سے شائنہ کو آگ لگا گئی تھی۔

مہرینہ دروازہ بند کرنے کو کہا تھا تم سے لیکن تم ایک نمبر کی نکمی ہو۔

پیچھے سے آتی سردار کی آواز پر وہ اچھل کر رہ گئی تھی چونک تو شائنہ بھی گئی تھی۔

مہرینہ نے وہاں سے بھاگ جانا ہی مناسب سمجھا تھا اسلیے وہ پل میں وہاں سے رفو چکر ہوئی تھی۔

سردار دروازہ بند کر چکا تھا۔

سردار غاذان کے لیے مجھے سو خون کرنا پڑے تو یہ شائنہ گھبرائے گئی نہیں تو مہرینہ تم کس کھیت کی مولی ہو تمہیں بہت جلد میں مزہ چکھاوں گئی ویٹ کرو زرا تم۔۔

نفرت سے بڑبڑاتی ہوئی وہ آگے کی طرف بڑھ گئی۔

آفس میں سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا اب کوئی اس سے طنز سے بات نہیں کرتا تھا وہ جانتی تھی کس کے ڈر سے سے داور سے اسکی ملاقات نہیں ہوئی تھی اس دن کے بعد سے شہنام صدیقی بھی بزنس ٹوور سے لوٹ آیا تھا سو آفس کا ماحول بہتر تھا۔

آج اسے سات ہزار سیلری ملی تھی وہ جانتی تھی اسکی سیلری دس ہزار ہے لیکن اسے صرف سات ہزار ہی دیئے گیے تھے اس نے چپ چاپ لے لی کہ کچھ نا ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے۔

اخراجات زیادہ تھے تو سیلری کم۔

سوچ کی تفکرات اسکے چہرے سے جھلکنے لگے تھے۔

ان پیسوں سے گھر کا سودا لوں یا پھر کپڑے۔

وہ پریشانی سے بینچ پر بیٹھ گئی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

بازار دس قدم کے فاصلے پر تھا۔

گہری سانس لیتی وہ سستے بازار چلی آئی یہ بازار کہنے کو ہی سستا تھا چیزوں کے ریٹ یہاں بھی آسمان کو چھو رہے تھے۔

سستے سے دو سوٹ امی کے خیام کے تین سوٹ اپنا بھی ایک سوٹ لے کر اب وہ پیسوں کا حساب لگاتی پریشان ہو گئی اس تنخواہ سے اس نے کتنی امیدیں باندھی تھیں۔

لیکن اب اسکے پاس صرف چار ہزار تھے۔

مختیار چچا کی دکان سے سودا لے لوں گئی۔

شاپر پکڑ کر وہ پیدل ہی گھر جانے والے راستے کی طرف چلنے لگی یہ دوسرا راستہ تھا اس راستے سے وہ پہلے بھی ایک بار آئی تھی۔

پیسوں کا حساب لگاتی وہ چل رہی تھی جب راستے میں اینٹوں کی بھٹی آئی

ـ

وہ

اینٹوں کی بھٹی دیکھتی ہوئی چل رہی تھی جب اسکے قدم اپنی جگہ

ساکت رہ گئے تھے ہاتھ میں پکڑے شاپر زمین بوس ہوئے تھے۔

بہت سے بے حال مزدوروں میں ایک مزدور اسکا چھوٹا سا بھائی تھا جو

پرانے سے کپڑے پہنے سر پر بہت سی اینٹیں اٹھائے ہوئے چل رہا تھا

دھوپ بہت تیز تھی جس سے اسکے وجود سے پسینا کافی مقدار میں بہہ رہا

تھا۔

آنکھیں چھم چھم برسنا شروع ہو گئیں تھی اسکا لاڈلا بھائی جو ہل کر کچن

سے پانی تک پینے نہیں جاتا تھا وہ سر پر اتنا اتنا بھار لادے ہوئے تھا اسکے

بھائی کا سفید رنگ کیسے کالا پڑا تھا وہ جان چکی تھی۔

ہونٹوں پر ہاتھ رکھے وہ ہچکیوں سے رونے لگی تھی آتے جاتے لوگ حیرت سے اس لڑکی کو دیکھتے جاتے۔۔

"خیام کافی دور تھا اس لیے اپنی آپی کو فیکھ نہیں سکا تھا وہ۔

نیچے بیٹھ کر کانپتے ہاتھوں سے شاپر اٹھاتی وہ گھر جانے والے راستے کی طرف دوڑ گئی تھی کہ اسکی حالت اس سے دیکھی نا گئی وہاں مرد زات کی کثرت تھی وہ چاہ کر بھی وہاں جانا سکی۔

سارے راستے وہ روتی آئی تھی آنکھیں سرخ انگارہ ہو چکیں تھی تو ہونٹ سوج گئے تھے۔

شاپر باہر چائی پائی پر رکھتی وہ چھوٹے کمرے میں چلی آئی۔

دروازہ بند کر کے وہ فرش پر ہی بیٹھ گئی۔

شک تھا کہ وہ سکول نہیں کہی اور جاتا ہے لیکن اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اسکا بھائی اتنی سخت مزدوری کرتا ہو گا۔

ہائے اللہ میں کیا کروں کہاں جاوں میرا بھائی۔۔

سینے پر ہاتھ مارتی وہ روئے جا رہی تھی اسے خود سے زیادہ خیام عزیز تھا تو وہ کیسے اسے اس حالت میں دیکھ سکتی وہ تو اسے کوئی بہت بڑا آفسر بنانا چاہتی لیکن اسکا بھائی تو کتنے دنوں سے سکول ہی نہیں جا سکا تھا۔۔

شام کو خیام گھر آیا تو وہ مٹر نکال رہی تھی آنکھیں رونے کی بھرپور چغلی کھا رہی تھیں نائلہ بیگم نے کچھ نا پوچھا کہ شاید وہ خود ہی بتا دے۔۔

خیام کے دونوں ہاتھوں میں بھرے ہوئے شاپرز تھے۔

کیا آج پھر کسی بچے کی ڈرائنگ بنائی تھی۔

ہنوز منہ نکالتی بنا اسے دیکھے وہ ضبط سے بولی۔

خیام کے مسکراتے ہونٹ ساکت ہوئے پھر زور سے سر ہلا گیا تھا۔

کیا لائے ہو۔

اسے پانی پیتا دیکھ کر وہ بولی۔

وہ مسکرایا۔

آپکے لیے سوٹ امی کے لیے چپل اور پکانے کے لیے مرغی لایا ہوں۔

وہ شاپر اسکے سامنے کرتا ہوا بولا۔

اپنے لیے کیا لائے ہو۔

آلو چھیلتے ہوئے وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

اپنے لیے اگلی بار لے آوں گا نا۔

وہ سر جھٹکتا ہوا بولا۔

نائلہ نے غور سے ہیر اور خیام کو دیکھا۔

خیام یہ جو تم لڑکوں کو ڈرائنگ بنا کر دیتے ہو تو وہ کتنے پیسے دیتے ہیں تمہیں۔۔

سبزی ٹوکری میں ڈال کر دھوتی ہوئی وہ مصروف سے انداز میں بولی۔

خیام نے گھبرا کر اپنی آپی کو دیکھا۔

کوئی سو کوئی دو تین سو۔۔

چارپائی سے اٹھتا ہوا وہ دھیمے لہجے میں بولا جسم تھکاوٹ سے چور تھا لیکن آپی کے سوال ختم ہی نہیں ہو رہے تھے۔۔

ہممم۔

ٹوکری کو میز پر رکھتی وہ اسکے سامنے آئی تھی۔

خیام نے خوف سے اپنی آپی کے انداز کو دیکھا۔

نائلہ کچن میں چلی گئی تھی سبزی پکانے۔۔

شرم تو نہیں آتی نا آپی سے جھوٹ بولتے ہوئے۔

اسکا کندھا پکڑتی ہوئی وہ سپاٹ لہجے میں بولتی خیام کو ٹھٹھکا گئی تھی۔۔

دیکھا تمہیں آج ڈرائنگ بناتے ہوئے۔

خیام خوف سے دو تین قدم پیچھے سرکا تھا اسکے لہجے پر۔

کس کی اجازت سے تم نے یہ کام کیا مجھ سے اجازت لی تھی یا پھر امی سے

بولو چپ نا رہو۔

اسکے چلانے پر نائلہ بھی بھاگتی ہوئی باہر آئی۔

آپی۔

خاموش۔

اب کے وہ کافی غصے سے بولی تھی۔

بیٹا کیا ہوا کیا کیا ہے خیام نے۔

نائکہ نے پریشانی سے پوچھا۔

امی یہ سکول نہیں اینٹوں کی بھٹی پر جا کر مزدوری کرتا ہے سارا سارا دن

کام کرتا ہے ہمارے لیے بڑا جو ہو گیا ہے۔

نائلہ بیگم کے کندھے پر سر رکھ کر کہتی وہ رو دی تھی۔

نائلہ نے ساکت نظروں سے اپنے بیٹے کا مرجھایا چہرہ دیکھا۔

جسکی آنکھوں میں نمی منڈلانے لگی تھی۔

خیام !

نائلہ یہی کہہ سکی تھی۔

خیام سر جھکائے چارپائی پر بیٹھ گیا۔

خیام تمہاری آپی مر گئی تھی جو تم اتنا سخت کام کرتے رہے ہم تو تمہیں

پڑھا لکھا دیکھنا چاہتے تھے میں تو کچھ بن نہیں سکی لیکن ہم تمہیں ترقی

کرتا دیکھنا چاہتے تھے کیوں کیا تم نے ایسا۔

نائلہ بیگم کرسی پر دھڑم سے بیٹھ گئی جبکہ وہ اسکے قدموں میں بیٹھتی ہوئی نم زدہ لہجے میں پوچھنے لگی تھی۔

خیام کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

آپی میں کیسے پڑھتا جب آپ اور امی بھوکے سوئیں کچھ کھانے کو نا ہو میں کیسے سکول جاتا امی کہتی ہیں میں اس گھر کا چراغ ہوں لیکن آپی میں کیسا چراغ ہوں جسکے ہوتے ہوئے آپ اندھیروں سی زندگی جی رہی ہیں میں کیسے آپکو امی کو بھوکا دیکھتا مجھے کرنا پڑا آپی کرنے دیں مجھے مزدوری کم از کم ایک دو وقت کی روٹی تو نصیب ہو جاتی ہے۔

آپی کے سر پر سر رکھے وہ بھرائے لہجے میں بولتا نائلہ اور ہیر کا دل چھلنی کر گیا تھا۔

خیام تمہیں کوئی ضرورت نہیں میرے ہوتے یہ کام کرنے کی میری نوکری لگ چکی ہے مجھ سے وعدہ کرو آئندہ تم یہ کام نہیں کرو گئے صرف سکول جاوگے پڑھو گئے تاکہ ہم اچھے دنوں کی امید رکھیں۔

اسکا سر چومتی وہ نمی لیے لہجے میں بول رہی تھی جبکہ نائلہ آنسو صاف کرتی اپنے دونوں بچوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

لیکن آپی۔۔۔

کچھ نہیں خیام تمہیں میری قسم تم کل سے اس کام پر نہیں جاوگے پڑھو گئے نام کماو گئے تمہیں اپنی آپی سے وعدہ کرنا ہوگا میں تو اگلی تنخواہ میں تمہارا اسکول بدلنا چاہ رہی تھی تاکہ تم اچھے سے اپنی پڑھائی کو سرانجام دو ابو کا نام روشن کرو۔۔۔

اسکے سخت ہوتے ہاتھ تھامتی وہ محبت سے بولی آخر میں اسکے ہاتھوں پر ہونٹ رکھے۔

وہ سر ہلاتا مسکرایا جو اباؔ وہ بھی اپنی آپی کے ہاتھ ہونٹوں اور آنکھوں سے
لگا گیا۔۔

نائلہ آنسو صاف کرتی ان دونوں بہن بھائی کو محبت سے دیکھتی مسکرا کر
دیکھتی دوبارہ کچن میں چلی گئی۔۔

دیکھو میں تمہارے لیے کیا لے کر آئیں ہوں۔
بلیک پھولا ہوا شاپر اسکی طرف بڑھاتی ہوئی وہ آئی بر واچکا کر بولی۔۔
خیام نے اشتیاق سے شاپر کھولا پھر مسکرایا۔۔
اچھا ابھی آرام کرو پھر شام کو پیسے لے جا کر مختیار چچا کی دکان سے سودا
لے آنا۔
اسکے بال سنوار کر کہتی وہ کچن میں چلی گئی۔

—

! سرادر غاذان تیمور خانم

بہت جلد تمہاری زندگی کے برے دن لانے والا ہوں میں یہ سرداری کی پگڑی جس پر تمہیں بہت ناز ہے بہت جلد تم سے چھیننے والا ہوں میں۔

بیئر کے آہستہ آہستہ گھونٹ بھرتا وہ تیش سے اسکے نام کو دیکھتا ہوا بولا۔
آخر ایک مصر پلٹ کو چاچا جان کیسے پگڑی دے سکتے ہیں جبکہ اسکا اصلی خقدار تو میں تھا اب بس بہت ہوا اب تمہیں مزہ چکھانے کا ٹائم آگیا ہے

——

موبائیل میں کسی کا نمبر ملاتا وہ مسکرا کر بولا۔۔۔

رانا سردار کو ٹھکانے لگانے کا ٹائم آچکا ہے تیاری پکڑ لو۔۔

بے فکر رہو داور اس سے بہت سے حساب نکلتے ہیں بری موت دوں گا اسے۔۔

رانا مشتعل ہوتا پھنکارا۔۔

اونہہ ابھی جان سے نہیں مارنا ایسا کرنا ایک گولی ٹانگ اور ایک گولی بازوں پر مار دینا کچھ دن بستر پر رہے گا تو ہم بھی سوکھ سے رہیں گے۔۔

داور نے کہتے ہی فون بند کر دیا اب آنکھوں میں ایک چمک سی تھی۔۔

گاڑی میں بیٹھا وہ فون یوز کر رہا تھا جب وہ چونکا تھا۔

چاروں طرف چونکنا نظروں سے دیکھتا وہ دوبارہ موبائیل پر ماں کو میسج کرنے لگا۔۔

وہ پھر چونک اسے ایسا لگا جیسے کوئی اس ہر نظر رکھے ہوئے ہو۔

موبائیل سے نظریں ہٹا کر اس نے باہر دیکھا گارڈز اسکی گاڑی کے پاس چوکنا سے کھڑے تھے۔

وہ موبائیل پاکٹ میں ڈالتا ہوا باہر نکلا تھا۔۔

دشمن کو موقع مل چکا تھا اپنا کام کرنے کا۔۔

بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس وہ بہت خوبصورت لگ رہا۔

فون کی بیل ہر وہ موبائیل پاکٹ سے نکالتا مسکرایا۔

اسکے جگری دوست کا میسج تھا آخر مسکرانا تو بنتا تھا۔

۔۔۔۔۔

یار بہت سے ریڈرز کہتے ہیں ناول سولو ہے اب میں انکو ایسے ہی ملوا دوں ایسے ہی شادی کر دوں بنا کچھ سمجھائے دیکھاتے ہوئے جلدی جلدی میں کچھ نہیں ہوتا آگے جا کر آپکو پتا لگے گا کہ کتنی مزے کی سٹوری ہے ابھی تو آہستہ آہستہ ہی آگے بڑھے گئی نا اور آپ لوگ کمینٹ کرتے رہا کریں اس سے میرا لکھنے کو دل کرتا ہے۔۔

Zubi Novels Zone

ہاں اسیر کیسے ہو۔

فون کان سے لگا تا وہ خوش اخلاقی سے بول رہا تھا۔

ہاہاہا۔۔۔

اسکے مسکرانے سے اسکی گالوں میں پڑتے گھڑے نمایاں ہونے لگے تھے۔

آتے جاتے لوگوں نے حیرت سے اس حسن کے مجسمے کو دیکھا تھا۔

جو بے فکری سے اپنے یار سے گفتگو تھا۔

تمہارے لیے میں صرف غاذان ہوں نا کہ سردار خانم۔

گاڑی سے ٹیک لگاتا وہ اپنے یار کو کہہ رہا تھا جب سامنے سے ایک دم سے دھواں سا آنے لگے تھا۔

اونہھہ۔۔

وہ فون بند کرتا کھانسنے لگا تھا کہ اسے دھول مٹی اور دھواں سے سخت الرجی تھی۔۔

سب گارڈز اسی طرف متوجہ ہوگے تھے یہاں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔

تب ہی اچانک ایک سنسناتی ہوئی گولی سردار غاذان کا کندھا چیڑ گئی تھی۔

گولی کے آواز پر گارڈز ایک دم سے حرکت میں آتے پریشانی سے ارد گرد دیکھتے ہوئے فائر پر فائر کرنے لگے کہ حملہ آور کو مزید وار کرنے کا موقع ہی نا مل سکا تھا۔۔

سردار گاڑی میں بیٹھیں اور تم لوگ پتا کرو سردار پر کس نے حملہ کیا ہے اسکی یہ جرت وہ ہمارے سردار پر حملہ کرے۔۔

محمد حادم اسے گاڑی میں بیٹھاتا گارڈز پر اونچی آواز میں چیخا تھا۔

اسکی وائٹ شرٹ سرخ خون سے لگاتار رنگنے لگی تھی۔

کندھے پر ہاتھ رکھے وہ سخت تکلیف میں تھا۔۔

لیکن چلایا کراہا نہیں کہ ایک سردار کو ایسی چھوٹی چھوٹی مشکلات کا سامنا ہر روز کرنا پڑتا تھا۔

سردار آپ کو زیادہ تکلیف تو نہیں ہو رہی آپ ٹھیک تو ہیں نا۔۔

خادم پریشانی سے اسکے بہتے خون کو دیکھتا ہوا بدحواسی سے بولا۔۔

میں ٹھیک ہوں خادم۔۔

لب بھینچ کر وہ بہت ضبط سے بولا تھا۔

خادم اسے ریاست کے سب سے بڑے ہسپٹل لایا تھا اس کے پہنچتے ہی پیچھے گاڑیوں کی قطار جمع ہونے لگی تھی۔

اسکا باپ تینوں چچا رشتے دار معزز شخصیات نیوز رپورٹر پولیس والے سب وہاں پہنچ چکے تھے،

ہسپٹل میں پیر دھرنے کی جگہ نہیں بچی تھی۔۔۔

ڈاکٹرز پر بہت پریشر آچکا تھا۔

انہوں نے کندھے سے گولی نکال کر اسکی ڈریسنگ کر دی تھی اور ایک خون کی ڈرپ لگادی،

وہ ایک بار بھی بے ہوش نہیں ہوا تھا ڈاکٹر کو بھی اس نے کہہ دیا تھا اسے بے ہوشی کا انجیکشن نا لگایا جائے۔۔

ڈاکٹر حیران تھے اسکی ہمت پر۔۔
وہ اب بہتر تھا پولیس اسکا بیان لے کر جا چکی تھی انہوں نے دعوا کیا تھا ایک دو گھنٹے میں وہ مجرم کو ڈھونڈ لیں گئے لیکن وہ زندہ ہوتا تو پکڑتے نا۔۔۔

تیمور صاحب بیٹے کا صدقہ دے کر اسکے پاس آئے انہیں پریشان دیکھ کر وہ ہلکا سا مسکرایا۔
کم آون ڈیڈ آپکا سردار بیٹا اتنا کمزور نہیں کہ ایک گولی کھا کر مر جائے سو خود کو سنبھالیں۔

انہیں مسکرا کر تسلی دیتا وہ زرا سا اونچا ہوا۔

لیٹے رہو پہلے ہی خون بہت بہہ گیا ہے، تمہارا خون بہانے والے کا ایک

ایک خون کا قطرہ نچوڑ لوں گا میں، دیکھنا تم۔

درشتگی سے کہتے وہ بیٹے کے پاس بیٹھے۔

اس نے صرف سر ہلایا۔

اسکا روم فل پھولوں سے بھر چکا تھا کمرے میں کوئی جگہ نہیں بچی تھی

جہاں پھول نا پڑے ہوں۔

اسکے ملنے والوں نے اس پر چھاں سی

کی ہوئی تھی۔۔

امی کی بلیڈ پریشر اور شوگر کی دوائیں ختم ہو گئیں تھی اس لیے وہ آج دفتر سے جلدی آ کر انہیں سردار خانم ہوسپٹل لے آئی تھی۔۔

اس ہوسپٹل میں صرف چیک کرنے کی فیس لی جاتی تھی باقی دوائیں اور علاج مفت میں ہوتا تھا۔

امی کو چیک کروا کر وہ انہیں رکشا میں بٹھا کر خود اندر بنے میڈیس سٹور کی جانب چلی آئی۔۔۔

Zubi Novels Zone

وہ وی آئی آپی کوریڈور سے گزرتی ہوئی ٹھٹھکی تھی۔

شیشے کا ڈور کھلا ہوا تھا اندر بیٹھے شخص کو دیکھ کر وہ وہی تھم سی گئی تھی۔

وہ نیم دراز سا سامنے بیٹھی شخصیات کی باتوں پر سر ہلا رہا تھا چہرے پر بڑی بیزاری سی تھی۔۔

یہ یہاں کیوں ہیں کیا یہ بیمار ہیں۔۔

وہ پریشانی سے بڑبڑاتی ہوئی اسکے دروازے کے سامنے کھڑے گارڈز کی طرف بڑے ساختہ پن سے آئی تھی۔

سنیں۔

وہ جھجک کر انہیں مخاطب کر بیٹھی تھی۔

جی۔۔

ایک گارڈز نے حیرت سے اس سے پوچھا۔

سردار غاذان تیمور کو کیا ہوا ہے یہ ہسپٹل میں کیوں ہیں۔

اسکے نروس لیے انداز پر ایک گارڈز نے اسے غور سے دیکھا۔۔

سردار کو کل رات گولی لگی تھی آج تو وہ گھر جانے والے ہیں کا ی آپ نیوز یا خبریں نہیں پڑتی۔

ایک گارڈز نے بڑے نرم لہجے میں اس چھوٹی سی لڑکی کو بتایا۔۔

اسکا دل دھک دے رہ گیا۔۔

گولی۔۔

وہ ہونٹوں پر ہاتھ رکھتی صدمے سے بولی۔

ہاں جی اب وہ بہتر ہیں۔

اسی گارڈز نے پھر سے بتایا۔

اندر پڑے پھولوں کو دیکھتی قدم گھسیٹتی ہوئی وہ وہاں سے چلی گئی۔۔

وہ باہر گارڈن میں آکر رکی تھی۔

انہیں گولی لگی تو میرا دل اتنا پریشان کیوں ہوا ہے۔

پریشانی سے بینچ پر بیٹھتی ہوئی وہ بولی۔

پانچ منٹ بعد ہمت مجتمع کرتی وہ وہاں سے اٹھ کر گارڈن میں لہلہاتے ہوئے پودوں کے پاس آئی۔۔

اودھ کھلا خوبصورت سرخ پھول توڑ کر وہ بڑے بے ساختہ پن سے عمارت کی طرف بڑھنے لگی تھی یہ حرکت بڑی بے ساختہ تھیاس چھوٹی سی معصوم لڑکی کی اسکا دل کیاوہ بھی سردار کو کچھ دے۔

باتیں کرتے گارڈز پھر سے چونکے اس غریب لڑکی کو سامنے کھڑا دیکھ کر۔۔

جی بی بی اب کیا ہے۔

ایک اکھڑ گارڈز نے پوچھا۔

اس نے اس گارڈ کو اگنور کیااور دوسرے گارڈ کی طرف آئی۔۔

بھائی یہ پھول آپ سردار غاذان کو دے دیجئیے گا پلیز زز۔

پھول اس حیرت سے دیکھتے آدمی کو پکڑا کر وہ وہاں سے بھاگ نکلی تھی

دل نے شور جو مچانا شروع کر دیا تھا۔

Zubi Novels Zone

پھینک دے یہ حقیر سا پھول، سردار کو بھلا اس پھول کی کیا ضرورت۔

وہ اکھڑ گارڈ نخوت سے بولا۔

یہ ایک امانت ہے میرے پاس میرا کام ہے امانت کو اس کے حقدار کے پاس پہنچانا اب وہ حقدار چاہے تو رکھے یا پھر پھینک دے یہ ان پر ہے اور دوسری بات پھول حقیر نہیں ہوتے اُس ایک پھول کو ملا کر ہی پورا ایک گلدستہ بنتا ہے سمجھے تم۔

وہ بھلا آدمی اس سے کہتا دروازہ نوک کرتا ہوا اندر آیا کہ سردار اس وقت اکیلا تھا۔

سردار یہ لیں۔

پھول کو احترام سے اسکی طرف بڑھاتا ہوا وہ ادب سے سر جھکا کر بولا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ موبائیل بیڈ پر رکھتا اس سرخ گلاب کو حیرت سے دیکھتا اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔۔

سردار یہ ایک لڑکی یہاں سے گزر رہی تھی تو وہ دے گئی ہے کہتی ہے یہ پھول سردار کو دے دوں۔

وہ آدمی وضاحت سے بولا۔

سر ہلا کر وہ پھول کو تھام چکا تھا۔

وہ آدمی سر جھکا کر روم سے باہر نکل گیا۔۔

سردار غاذان نے پھولوں سے بھرے کمرے کو دیکھ کر اس اکلوتے پھول کو غور سے دیکھا پھر اسے پاس پڑے سفید خوبصورت پھولوں کے گلدستے میں لگا دیا۔

وہ گلدستہ جیسے سرخ پھول کے ہی انتظار میں تھا،

وہ ہلکی مسکان سے سونے کے لیے آنکھیں موند گیا تھا۔۔

بیٹا اتنی دیر لگا دی۔

نائیلہ نے پریشانی سے اسے پاس آتا دیکھ کر پوچھا۔

امی وہ میڈیسن لینے کے لیے بھیڑ جمع تھی وہاں اس لیے تھوڑی دیر ہو گئی۔

سر جھکا کر بولتی وہ انکے ساتھ بیٹھی لہجے میں ندامت تھی کہ اپنی ماں سے جھوٹ جو بولا تھا۔۔

ریچارج ہو کر وہ گھر کیا آیا تھا لوگوں کی بھیڑ ہی ختم نہیں ہوتی تھی۔

وہ بیزاری سے شہر والے گھر میں چلا آیا تھا۔

سگریٹ سلگائے کھڑکی پر ہاتھ رکھے وہ سامنے بہتے دریا کو دیکھنے لگا۔

یہ گھر تیمور صاحب نے خاص اس کے لیے خریدا ہوا تھا۔۔

تین کمروں کا یہ گھر قندر سے بہت خوبصورت تھا، جبکہ باہر سے وہ کوئی عام سا گھر دیکھتا تھا لیکن بنانے والے کی مہارت کے وہ گھر اندر سے کسی محل جیسا لگتا تھا۔۔

کیسی ہو تم،

وہ فون میں کسی سے مخاطب تھا۔

میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو اور کب آرہے ہو۔۔

اس کی خوبصورت آواز پر وہ مسکرایا۔

جلد آوں گا یار بس تھوڑا بزی ہوں۔

گہری سانس لیتا وہ اس بار سنجیدگی سے بولا۔

پھوپھو نے ہماری شادی کی شاپنگ شروع کر دی ہے یار۔۔

ناخنوں پر گلابی نیل پالش لگاتے ہوئے وہ منہ بسورتے ہوئے بولی تھی

۔۔

واٹ۔۔

وہ چونک کر سیدھا ہوا۔

ہاں۔

فبیہا نے کہتے ہی فون بند کر دیا۔

افففف مما بھی نا

وہ پریشانی سے فون ٹیبل پر پٹختا ہوا بولا۔۔

سفید خوبصورت چہرے پر اب سوچ کے تفکرات پھیلنے لگے تھے۔۔

اسے مصر جانے کی تیاری کرنے پڑے گئی۔

لب بھینچ کر بولتا وہ سوئمنگ کے لیے باہر چلا گیا۔۔

ہیر کے دن ٹھیک ہی گزر رہے تھے دفتر میں ناوہ کسی کو کام کے علاوہ مخاطب کرتی ناوہ کرتے۔

اپنے کیبن کی کھڑکی سے وہ ہیر کو سپاٹ نظروں سے دیکھتا مسکرایا۔

پھر فون میں کسی کا نمبر ملایا۔

داور بول رہا ہوں کسی کو ایک جگہ کی ہوا لگانی ہے۔

وہ مسکرا کر کسی سے بات کر رہا تھا۔

ارے نہیں دفتر سے باہر یہاں تو ہمارے سردار صاحب غصہ ہوں گئے اور ہاں وہ موجی کو کہاں بھیج دیا ہے پولیس ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاگل ہو رہی لیکن سردار پر حملہ کرنے والے کو وہ ڈھونڈنے سے کاصر ہیں۔۔

رانا مسکرایا۔

مار چکا ہوں میں اسے اور دفن بھی کر چکا ہوں ڈونٹ وری مٹی پا اس کیس پر تو بس اس سردار کی چھتی کی تصویر بھیج مجھے، اسے ذلیل کرنا میرا کام ہے۔

رانا نے مسکرا کر کہا جبکہ داور اسکے چالاک دماغ پر عش عش کر اٹھا تھا۔

بالکل ٹھیک کیا یار ورنہ ہم پکڑے جاتے۔

داور نے ریلکس ہوتے ہوئے کہا۔

اس لڑکی سے سردار کا کیا رشتہ ہے۔

رانا نے چائے پیتے ہوئے اس سے پوچھا۔

مجھے تو لگتا ہے وہ اس لڑکی کو پسند کرتا ہے یہ نوکری بھی اس نے ہی اسے دلائی اور جب یہاں سے نکالا تو خود چلا آیا باز پرس کرنے اور مجھے یہی کنفرم کرنا تھا اور کنفرم ہو بھی گیا۔

داور نے طنز سے مسکرا کر کہا۔

لیکن سردار اتنی معمولی لڑکی کو کیوں پسند کرنے لگا ہے جبکہ اسکی خوبصورت کزن اسکے پیچھے پاگل ہے۔

رانا نے حیرت سے پوچھا۔

اب یہ تو ہمارے سردار ہی جانیں۔

داور نے اس لڑکی کو مسکرا کر دیکھتے ہوئے رانا سے کہا۔

ٹھیک ہے پھر رکھتا ہوں اس لڑکی کو مزہ بھی تو چکھانا ہے۔

رانا نے کہتے ہی فون بند کر دیا اور موبائل میں آئی اس لڑکی کی تصویر کو غور سے دیکھنے لگا۔

سفید چادر جس کے ارد گرد بلیک ربن لگا ہوا تھا وہ آدھے سر پر لیے ہوِے تھی سامنے پڑے کمپیوٹر پر وہ انگلی رکھے ہوئے تھی۔

لڑکی تو عام تھی لیکن کشش تھی اس لڑکی میں۔۔

رانا مونچھیں مڑورتے ہوئے کمینگی سے مسکرایا تھا۔

رکشار کتے دیکھ کر وہ پریشان ہوئی۔

بھائی کیوں روکا ہے کیا خراب ہو گی ہے۔

وہ پریشانی سے رکشے والے سے بولا۔

باجی آگے پولیس ہے چیکنگ وغیرہ کر رہیں ایسے نہیں جانے دیں گےوہ

۔۔

رکشے والے نے پیچھے کی طرف چہرہ کرتے ہوئے اسے بتایا۔۔

پولیس کے نام پر وہ ٹھٹک کر رہ گئی۔

ڈر اور خوف سے اسکے چہرے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے چمکنے لگے تھے۔۔

ہیر کیوں ڈر رہی ہو وہ معاملہ تو ختم ہو گیا ہے نا اب ڈرنے کی کیا ضرورت۔

وہ خود کو تسلی دیتی رومال سے چہرہ صاف کرنے لگی۔

تلاشی دو۔

ایک لیڈی اور مرد انکے رکشے کی جانب آتے کرخت لہجے میں بولے۔

انکے لہجے پر وہ ڈرتے ہوِے نیچے اتری تھی اس معصوم لڑکی نے ابھی بہت کچھ دیکھنا تھا شاید۔۔

بی بی بیگ دو ادھر۔

کرخت چہرے والی لیڈی آفسر اسکے ہاتھ سے پرس چھین کر اسکی تلاشی لینے لگی تھی جبکہ میل آفسر رکشا ڈرائیور کی چیکنگ کر رہا تھا۔

نازیہ بہت توجہ سے اسکے بیگ کو چیک کرتی ہوئی ٹھٹھکی تھی۔۔

پھر ہاتھ مارتی ہوئی وہ رکی پھر اسے گھورنے لگی۔

ہیر گھبرائی۔

سر یہ دیکھیں یہ لڑکی بیگ میں ڈر گز لے کر گھوم رہی ہے شاید یہی لڑکی ہے جس کے بارے میں ہمیں نفارم کیا گیا تھا۔

لیڈی پولیس آفسر کے کہنے پر وہ آفسر حیرت سے اس معصوم چہرے والی لڑکی کو دیکھتا لیڈی نازیہ کے ہاتھ سے وہ بوریاں لے کر چیک کرنے لگا

۔

ہیر تو ڈر گز کے نام سے واقف ہی نہیں تھی اس لیے وہ الجھی نظروں سے سفید پوریوں میں موجود مواد کو دیکھ رہی تھی۔۔

نمک ہی تو ہے یہ ایسے کیوں جانچ پڑتال کر رہے ہیں۔

بی بی یہ آ چکے ہیں۔۔

اس اہلکار نے کر ختگی سے پوچھا۔۔

جی۔۔

وہ خوف سے لرزتا وجود لیے ہوئے بولی۔

شرم کرو تم لڑکی ہو کر نشہ بھیجتی ہو شکل سے تو تم اچھے گھرانے کی لگتی ہو لیکن بیچتی نشہ ہو۔۔

اس اہلکار کو غصہ ہی چڑ گیا تھا۔

جبکہ وہ نشے کے نام پر ٹھٹھک سی گئی تھی۔

یہ تو نمک تھا جب وہ دفتر سے آ رہی تھی تو ایک لڑکی نے اسے دیا تھا کہ یہ نمک شفا والا ہے اپنے کسی بیمار کو کھلا نا وہ ٹھیک ہو جائے گا یہ کام وہ خفمت خلق کے لیے کرتی ہے اسکے پوچھنے پر اس لڑکی نے کہا تھا،

اس نے بھی لے لیا وہ معصوم خاک سمجھتی تھی ان چیزوں کو۔۔

لوگ آس پاس کھڑا ہونا شروع ہو چکے تھے۔۔

پولیس کو کسی نے فون کر کے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکی ڈرگز لے کر آج وہاں سے گزرے گئی بات سچ ثابت ہو چکی تھی۔

لیڈی نازیہ نے بہت غصے سے اسے دیکھتے

ہوِئے اسکی کلائیوں پر ہتھکڑی لگائی تھی۔۔

یہ میرے نہیں ہیں۔

لڑکھراتے لہجے میں بولتی وہ اپنی کلائی چھڑانے لگی تھی۔

چپ ایک دم چپ مجرموں جیسے کام کر کے بعد میں کہتی ہو یہ تمہارے نہیں ہِن جیل میں لمبے عرصے کے لیے جاوگئی تم۔

اسے کھینچ کر لیجاتے ہوئے وہ پھنکاری تھی۔

لوگ منہ پر ہاتھ رکھے اس چھوٹی سی لڑکی کو حیرت وغصے سے دیکھ رہے تھے۔۔

پلیز مجھے جانے دیں یہ میرے نہیں ہیں

وہ روتے ہوئے فریاد کر رہی تھی لیکن انہیں کسی پر ترس یا یقین تھوڑے نا آتا تھا۔۔

کرلاتی روتی وہ فریاد پر فریاد کر رہی تھی جبکہ وہ اسے زبردستی گاڑی میں بٹھا کر لے جا چکے تھے۔

اس لڑکی نے پتا نہیں اور کیا کیا دیکھنا تھا۔

—

ایک لڑکی سفید کپڑے پہنے ہونٹوں پر چادر رکھے وہ روتی آنکھوں سے اس سے مدد مانگ رہی تھی۔

آپ سن کیوں نہیں رہے مجھے آپکی ضرورت ہے۔۔

روتے کرلاتے لہجے پر وہ ایک دم سے اٹھا تھا۔

چہرے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے چمکنے لگے تھے۔

گہری سانس لیتا وہ بکھرے بال ماتھے سے پیچھے کھڑکی میں آیا تھا۔

کون تھی وہ؟

لب بھینچے وہ پریشانی سے بولا۔

اسے اس لڑکی کی بڑِی بڑی آنکھوں میں ٹھہرے آنسو بھول نہیں رہے تھے۔

نیچے مہرینہ جھولے پر بیٹھی اسے احترام سے سر ہلا کر اسلام پیش کر رہی تھی۔

سر ہلاتا وہ باہر کی طرف بڑھا۔

رف سی وائٹ شرٹ بلیک ٹروزر میں بھی وہ شاندار لگ رہا تھا مصری نقوش کا حامل وہ شخص دل کا ایماندار صاف نیت کا تھا اسے تربیعت ماں سے ملی تھی اگر وہ بھی محل میں تربیعت پاتا تو شاید وہ بھی ان جیسا بے حس ہوتا۔۔

آپ فری ہیں آج۔۔

راستے میں ہی اسے شائنہ مل گئی تھی۔

ہاں فری تو ہوں بس ایک چکر پولیس اسٹیشن کا لگانا ہے پھر فری ہوں گا کیوں پوچھ رہیں ہیں آپ۔

وہ پاکٹ میں ہاتھ ڈالتا آئی برو اچکا کر بولا۔

Zubi Novels Zone

شائنہ اسکے آئی برو اچکانے پر مسکرائی۔۔

مجھے آج آپکے ساتھ کچھ وقت گزارنا ہے کیونکہ کل مجھے ایبٹ باد جانا ہے میری کزن کی شادی ہے تو اس لیے جانے سے پہلے میں چاہ رہی تھی آپکے ساتھ کچھ وقت گزارنے کو مل جاتا.

وہ اسکے ساتھ چلتی ہوئی وضاحت سے بولی

وہ سر ہلا گیا۔

اوکے رات کو چلتے ہیں۔

اسکی طرف دیکھتا وہ مسکرا کر بولا۔

اسکی ہلکی مسکان شائنہ کو ہواوں میں اڑانے لگی تھی۔

کہتے ہی وہ مردانے خانے کی طرف چلا گیا۔۔

جبکہ شائنہ مہرینہ کی طرف آئی۔

فنگر چپس کھاتی وہ شائنہ کے کھلتے چہرے کو کھوجنے والی نظروں سے دیکھنے لگی تھی.

کچھ تو ہے کہی سردار نے مسکرا کر تو نہیں دیکھ لیا۔

صحیح سے انداز لگاتی وہ نخوت سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔

کہی سے جلنے کی بو آرہی ہے کیوں مہرینہ تمہیں نہیں آرہی۔

اسکے ساتھ جھولے میں بیٹھتی وہ چبتے لہجے میں پوچھنے لگی۔

نہیں تو شاید آپکو ہی آرہی ہو میرا تو کل سے زکام کی وجہ سے ناک بند ہے۔

ہنوز منہ مارتی وہ لاپرواہی سے بولی۔

جبکہ شائنہ طنز سے مسکرائی۔

جب میری شادی ہوگئی سردار سے تو تمہارا ناک ایسے ہی روز بند رہے گا دیکھنا تم۔

اسکی پلیٹ سے چپس اٹھا کر کھاتی وہ طنز سے بھرپور لہجے میں بولی۔

چپس کی پلیٹ دوسری طرف کھسکاتی وہ مسکرائی۔

ہوگئی تب نا۔

فل مسکان ہونٹوں پر سجائے کہتی ہوئی وہ اندر کی طرف چلی گئی اسے

ابھی پتا بھی تو کرنا تھا اسکے مسکراتے چہرے کے پیچھے چھپے راز کا

*______

ایک کونے میں بیٹھی وہ گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے ہوئے تھی کہنیاں

چھل گئی تھیں گرنے سے، آنکھیں رو رو کر سرخ اور سوج چکیں تھی۔

بہت غریبی کے دن دیکھے تھے اس نے اپنی زندگی میں لیکن زلت آج

دوسری بار دیکھی تھی۔

کالے دوپٹے سے بکھرے بال باہر کو جھانک رہے تھے اسے یہاں بیٹھے دو گھنٹے سے بھی زیادہ وقت ہو چکا تھا وہ اسی پوزیشن میں بیٹھی ہوئی تھی درد کی انتہا پر تھی وہ۔

اتنی مشکل سے اسے ایک بار پھر یہ نوکری ملی تھی وہ پھر سے چھین جائے گی جب سب کو پتا چلے گا ساتھ ساتھ زلت کا الگ سے سامنا کرنا پڑے گا۔

کون تھا جو اسے جیل کی حدود سے باہر نکالتا اسکا بھائی چھوٹا تھا ماں بیمار وہ کہاں اسے آزاد کروا سکتے تھے۔

بیٹھے بیٹھے ایک شخص کا خیال اسے اچانک سے ہی آیا تھا۔

سردار اغاذان تیمور خانم۔۔

یہ نام اس کے زہن کے پردوں میں اچانک سے ہی لہرایا آیا تھا،

لیکن میں ان تک کیسے پہنچ سکتی ہوں میرے پاس تو انکا نمبر بھی نہیں اور نا ہی میں ان تک اپنی آواز پہنچا سکتی ہوں۔

اسے ایک دو پولس والوں کی نظریں بھی پریشان کر رہی تھی جو اس کے سراپے کو گہری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

میں کہاں جاوں اے خدا مجھے کوئی راستہ دیکھا ہمارا تیرے علاوہ کوئی نہیں اب تو ہی مجھے کوئی راستہ دیکھا میرا بھائی ماں پریشان ہوں گئے میرے اللہ ہماری مدد کر ہمارا تیرے علاوہ اور کوئی نہیں زمین پر بھی تیرا سہارا ہے اور اوپر بھی تو ہے مجھ گنہگار کی پکار سن یا رب مجھے یہاں سے رہائی دلا دے۔۔

جوڑے ہاتھوں پر سر رکھے وہ اللہ سے مدد کی فریاد میں مگن تھی جب۔۔

سردار غاذان تیمور خان آرہے ہیں سب اپنے کام پر توجہ دیں جلدی سے

۔۔۔۔

اس نے چونک کر پولیس اہلکار کے منہ سے یہ نام سنا تھا۔

وہ پولیس والا سب کو کہتا پھر سے باہر وابھاگ گیا تھا۔

آفسر جو آرام سے بیٹھے تھے حولدار کے کہنے پر سب ہی اٹھ کر ٹھیک سے

اپنی اپنی نشتوں پر بیٹھے تھے۔

ہیر کو ایسے لگا جیسے اللہ نے اسکی بہت قریب سے سن لی ہو۔۔

جس سے وہ مدد کی خواہ تھی وہ لود چل کر یہاں تک آپہنچا تھا۔

کیا وہ اس پر یقین کرے گا کیا وہ اسکی فریاد بھی سنے گا یا نہیں کیا ہتا وہ پھر

سے مجھے بھول گئے ہوں مجھے یادر کھ کر وہ کریں گئے بھی کیا۔

آنکھوں سے آنسو صاف کرتی وہ خود پر ماتم کناں تھی۔۔۔

سردار جی آئیں پلیززز۔۔

وہ آج پولیس اسٹیشن کے وزٹ پر تھا یہ ایک سرادر پر ہوتا کہ وہ کیسے علاقے کا سسٹم چلاتا ہے اس لیے اسے ہوسپٹل پولیس اسٹیشن سکولوں وغیرہ میں وزٹ کرنا پڑتا تھا۔۔

وائٹ شرٹ جسکی سلیوز کہنیوں تک موڑے ہوئے تھا نیچے خاکی پینٹ چشمہ گریبان پر اٹکائے وہ اس پولیس اسٹیشن کی شان بڑھا گیا تھا آج تیمور صاحب ساتھ نہیں تھے کہ انہیں کچھ ضروری کام تھا،

وہ ناقدانہ نظروں سے تھانے کا جائزہ لے رہا تھا مطمئن نہیں ہوا تھا وہ تھانے کی کارگردگی سے۔

اسکی تیکھی نظروں سے سب ڈر رہے تھے وہ چاہتا تو کھڑے کھڑے ہی سب کو فارغ کر دیتا۔۔

ایک خستہ حال چیئر پر بیٹھے وجود کو دیکھتا وہ رکا تھا۔

وہ کون ہے۔

اپنے سامنے کھڑے آفسر سے وہ بولا۔

وہ گھٹنے پر سر رکھے ہوئے تھی شرمندگی کے ڈر سے۔۔

جی یہ مجرم ہے ڈرگز بیچتی پکڑی گئی ہے۔

اس آفسر نے اسکی طرف اشارا کرتے ہوئے بتایا تھا۔

ہمم۔۔

کہتے ہی وہ آگے بڑھ گیا تھا۔۔

سردار یہ لڑکی ڈرگز بیچتی ہوئی پکڑی گئی ہے ابھی اسے جیل میں ڈالتے ہیں رانا صاحب ابھی ایک دوسرے کیس کے سلسلے میں گئے ہیں وہی آکر اس کیس کو دیکھیں گئے۔

اہلکار نے ادب سے اسے جواب دے کر آگے بڑھنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔۔۔

وہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

ہیر اسکے جانے کے بعد درد سے رو دی۔

پتا نہیں وہ اس سے مدد کیوں نہیں مانگ سکی تھی وہ جاننے سے کاصر تھی کہ جس شخص سے وہ دل میں مدد کی خواں تھی اس شخص کے سامنے آنے پر وہ منہ کیوں چھپا گئی تھی نہیں جانتی تھی وہ۔

ہونٹوں پر ہاتھ رکھے وہ گھٹ گھٹ کر رو دی۔

پتا نہیں اسکی ماں، بھائی کیا کر رہے ہوں گئے میں کیا کروں یا اللہ مجھے بے گناہ ثابت کر دے تم تو جانتے ہو میں بے قصور ہوں مجھے میرے اپنوں

کے لیے اس جیل خانے سے نجات دے میرے مولا مجھے یہاں سے
جانا ہے۔۔

دل ہی دل میں اس پاک زات سے وہ مخاطب تھی جو شارگ سے بھی
زیادہ قریب تھا۔۔

—

سیاہ مرسڈیز کا دروازہ کھولے محمد خادم اسکے ہی انتظار میں تھا۔۔
سیاہ چشمہ آنکھوں پر لگاتا وہ تھانے کی حدود سے باہر نکل گیا تھا لیکن دل
بے چین تھا جیسے کچھ پیچھے چھوٹ ہو گیا ہو لیکن آخر کیا؟
ہونٹ بھینچے وہ دل کی بے چینی پے حیران سا تھا۔

اسید رانا نے اپنے سامنے کھڑی چھوٹی سی کانپتی لڑکی کو دیکھا۔

کتنی سال عمر ہے تمہاری۔

غور سے اس لڑکی کی پلکوں کو لرزتا دیکھ کر وہ بولا۔۔

وہ چپ رہی کہ زبان تو تالو سے چپک چکی تھی۔

میں نے کچھ پوچھا ہے تم سے۔۔۔

اس بار وہ ٹیبل پر ہاتھ مارتا پھنکارا تھا۔

وہ دبک سی گئی تھی اسکے چلانے پر۔

ب ب بیس سس سال۔۔۔

بڑی مشکل سے ہونٹ سرکے تھے۔

رانا مسکرایا۔

ہمم لگتی تو تم صرف اٹھارا کی ہو۔

مونچھوں کو تاؤ دیتا وہ عجیب انداز میں مسکرایا تھا۔

نشہ کیوں بیچتی ہو۔

چھڑی ہاتھوں میں گھماتا مسکراتے لہجے میں بولا۔

ہیر نے نمی بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔

میں نہیں بیچتی۔

وہ بس یہی کہہ سکی تھی۔

تو کیا تمہارے فرشتے پکڑے گئے تھے نشہ کے ساتھ۔

رانا کے تیکھے لہجے پر وہ ڈر کر دو تین قدم پیچھے سر کی۔

اسکا دب جانا اسے بہت بھایا تھا۔

سانولا چہرہ بھرے بھرے ہونٹ موٹی موٹی آنکھوں پر گھنی سیاہ پلکیں

درمیانہ ناک عام سی لڑکی تھی وہ،

ایک بار دیکھنے پر دوسری بار اسے نادیکھا جاتا وہ پیاری تھی لیکن خوبصورت نہیں تھی لیکن اسکا قد قابل رشک تھا لمبا قد اسے بہت سوٹ کرتا تھا۔

جامنی چادر جس پر بلیک کڑھائی کی گئی تھی وہ چادر اپنے ارد گرد بہت اچھے سے اوڑھے ہوِے تھی کہ اسکا نازک سراپا چھپ گیا تھا۔

تم جا سکتی ہو۔

اسکی غیر متوقع بات پر اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

رانا اسکے ہونق ہونے پر مسکرایا۔

تم جا سکتی ہو لیکن ایک شرط ہے میری۔

اس نے اسکے قریب آتے ہوئے کہا۔

میں سچ میں چلی جاوں۔۔۔۔

بے ساختہ ہونٹوں پر ہلکی مسکان رقص کرنے لگی تھی۔

رانا نے کمینگی مسکان سے سر ہلایا۔

شکریہ آپ کا اللہ آپکی آپکے خاندان کی حفاظت کرے اللہ آپکو بہت نوازے گا ایک غریب کی مدد کرنے پر۔۔

چادر کے پلو سے آنکھیں صاف کرتی وہ جلدی جلدی بولتی دروازے کی جانب دوڑی تھی۔

ایک منٹ ہیر رضا۔۔۔

اسکے پکارنے پر وہ بے ساختہ رکی تھی لیکن پلٹی نہیں۔

شاید تم نے سنا نہیں میں نے کہا تم صرف ایک شرط پر یہاں دے جا سکتی ہو۔

اسکے سامنے آتا رانا سرد لہجے میں بولتا ہیر رضا کا خون خشک کر گیا تھا۔

آنکھوں میں ویرانی لیے وہ اس پولیس والے کو دیکھنے لگی۔

شرط کا نہیں پوچھو گئ۔

ٹیبل پر بیٹھتا وہ طنز سے بولا۔

میرے پاس پیسے نہیں ہیں دینے کے لیے۔

اسے لگا وہ شاید پیسوں کی بات کر رہا ہے۔

ہاہاہا! تمہاری اوقات بھی نہیں اسید رانا کو پیسے دینے کی۔

قہقہ لگاتا وہ اس پر طنز بڑھا گیا تھا۔

ہیر نے ہونٹ بھینچے۔۔

تو پھر آپکو کیا چاہئیے۔۔

وہ اس بار زرا اونچے لہجے میں بولی کہ وہ اب تھک چکی تھی اپنی صفائیاں پیش کر کر کے کیا قسمت تھی اس بے چاری کی پریشانیاں تھی کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتیں تھی۔

ان پیپرز پر جیسٹ سائن کرنے ہیں۔

سادہ پیپرز اسکے سامنے کرتا وہ مسکراتے لہجے میں بولا تھا۔

ہیر نے اچنبے سے سادہ کاغذات کو دیکھا۔

لیکن ان پر تو کچھ نہیں لکھا۔

وہ حیرت سے بولی۔

آئی نو اگر گھر جلدی جانا ہے تو ان پر سائن کر و اور بھاگ جاو۔

پنسل اسکی طرف بڑھاتا اسے کے خوشی سے چمکتے چہرے کو دیکھتا وہ مسکرا کر بولا۔

Zubi Novels Zone

ہیر نے پنسل کو آہستہ سے پکڑا اور پیپرز کے نیچے سائن کرتی گئی۔

کیا میں اب جاوں۔

اس نے بے یقینی سے پوچھا۔

بھاگ جاوّ۔

پیپرز کی تہ لگاتا اس سے بولتا وہ اپنی چیئر کی طرف بڑھا تھا۔

ہیر بنا کچھ آگے پیچھے دیکھا وہاں سے تیزی سے بھاگ نکلی تھی۔

رات کا گہرا اندھیرا ہر سُو چھا چکا تھا۔

تھانے سے کافی دور آکر کمر پر ہاتھ رکھے وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی تھی۔

پول لائٹ کی روشنی بھی گھور چھائے اندھیرے کو ختم نہیں کر سکی تھی اسے دور سے اپنا گاؤں نظر آرہا تھا لیکن وہ جانتی تھی سے ابھی کافی چلنا ہے۔

پاؤں میں درد شروع ہو گیا تھا گرنے سے چلنے سے۔

اسکی بس ہو چکی تھی اس سے اب ایک قدم تک کا فاصلہ طے نہیں ہو پائے گا وہ جانتی تھی۔

اللہ۔۔۔

سڑک پر ہی بیٹھتی وہ اپنی بے بسی پر رونے لگی تھی۔

کاش میں بھی مر جاتی اپنے ماں باپ کے ساتھ لیکن پھر چاچی امی اور خیام کو کون دیکھتا۔

ایک سیکنڈ میں ہی اسے اپنوں کا خیال آچکا تھا۔

میں کیسے گھر جاوں۔

پاوں کو دباتی بے بسی سے بولتی وہ سامنے سے آتے سیاہ گھوڑے کو دیکھنے لگی اس پر سوار آدمی چہرے پر سیاہ مفرل باندھے ہوئے تھا وہ فل بلیک سوٹ میں تھا۔

کہی یہ گھوڑا والا مجھے مار ہی نا دے۔

خوف سے وہ پیچھے کو سرکتی ہوئی اچانک ہی اٹھ کر بھاگنے لگی تھی۔

گھوڑ سوار نے حیرت سے آگے بھاگتی لڑکی کو دیکھا تھا۔

اور نہیں بھاگ سکتی میں۔

پیٹ پر ہاتھ رکھے وہ کراہی تھی۔

تب ہی گھوڑا اسکے قریب آگیا تھا وہ حیرت سے پلٹی تھی ہاتھ ابھی بھی پیٹ پر ہی تھا، صبح سے اس نے ایک چائے کے علاوہ کچھ کھایا پیا نہیں تھا اور اب بھوک اور بھاگنے سے پیٹ میں درد کی لہریں اٹھنے لگیں تھیں اسکی آنکھوں میں موٹے موٹے تیرتے آنسو اسکے درد و بے بسی کے گواہ تھے۔

وہ حیرت سے اچھلی تھی اس گھوڑ سوار کو چھلانگ لگا کر گھوڑے سے اترتے دیکھ کر۔

ہلکی براوان مائل آنکھیں لمبے قد کسرتی جسم کا مالک وہ شخص اس سے کچھ فاصلے پر رکا تھا گھوڑے کی لگام ایک ہاتھ میں پکڑے وہ اس لڑکی کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ پول لائٹ اب تھوڑ دور تھی جس کی وجہ سے اسکے دھندلے دھندلے نقش نظر آرہے تھے۔

کیا مسلہ ہے تمہارے ساتھ۔

اسکے سرد لہجے پر ہیر حیرت سے تین چار قدم پیچھے ہوئی۔

وہ انہیں پہچان گئی تھی وہ بھلا کیسے نا پہچانتی ایک اسی شخص نے تو اس سے نرمی سے بات کی تھی اسکی ہر بار مدد کی تھی وہ کیسے نا پہچانتی اسکی آواز

--

اسکی گھمبیر آواز پر آنکھوں میں تیرتے آنسو اب بن پار کر آئے تھے گالوں پر بہتے آنسو سردار غاذان کو ٹھٹھکا گئے تھے وہ پہچان چکا تھا اس

لڑکی کو اسکی سیدھی نکالی مانگ جھکا سر بہتے آنسو کانپتا وجود وہ پہچان چکا تھا کہ یہ لڑکی وہی ہے جو ہر بار اسکا راستہ روک لیتی تھی۔

کیا ہوا۔۔۔

اس بار لہجے میں نرمی تھی۔

وہ کچھ نا بولی بس ہچکیوں سے روتی رہی۔۔

اۓ میں تم سے مخاطب ہوں کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہو۔۔

اس کی آواز میں پہلے سے زیادہ نرمی تھی اس بے بس لڑکی کے لیے۔

وہ کچھ نا بولی سر جھکاۓ روتی رہی جیسے بچہ ماں کو سامنے دیکھ کر فلاں فلاں کی شکایت لگانے کے لیے روتا ہے وہ بھی اسے سامنے دیکھ کر خود پر قابو نہیں پا سکی تھی اسے ایسے لگا جیسے انجانی بھیڑ میں کوئی اپنا مل گیا ہو

۔۔

وہ تھوڑا اور قریب آیا۔

وہ اسکا ہاتھ پیٹ پر رکھے دیکھ کر چونکا۔

پیٹ میں درد ہے؟

وہ کچھ سمجھتا ہوا بولا۔

اسکے بہتے آنسو ساکت ہوئے تھے پھر ایک جھٹکے سے ہاتھ پیٹ سے ہٹایا

۔

سر اٹھائے قد میں کافی لمبے شخص کو وہ سر اٹھا کر حیرت سے دیکھنے لگی۔

سردار غاذان اسکی بڑِی بڑی آنکھوں میں جمع ہوا پانی دیکھ کر ایک قدم

پیچھے ہوا۔

یہ آنکھیں تو اس نے کل خواب میں دیکھیں تھی ایسی ہی تو وہ آنکھیں

اسے دیکھ رہیں تھیں جیسے اس سے فریاد کناں ہوں۔۔۔

اسکی آنکھوں میں حیرت اتر آئی تھی وہ بھری ہوئیں آنکھیں دیکھ کر۔۔

کچھ چاہیئے۔

کچھ دیر بعد وہ خود پر قابو پا کر بولا تھا۔

ہیر نے سر نفی میں ہلا دیا۔

اس نے کچھ سوچ کر پاکٹ میں ہاتھ ڈالا۔۔

بڑی سی کوئی چاکلیٹ تھی جو اسے آج شام کو مہرینہ اور صفا نے دی تھی

کہ کل اس کا برتھ ڈے تھا،

لیکن مہرینہ نے زبردستی وہ چاکلیٹ اسکے ہاتھ میں دے دی تھی بنا یہ

جانے کہ اسے میٹھی چیزیں سخت ناپسند تھیں یہ چاکلیٹ اسے پاکٹ سے

نکالنے کا یاد ہی نا رہا تھا۔

لیکن وہ سمجھ چکا تھا یہ چاکلیٹ اس لڑکی کا نصیب تھا ورنہ جو چیز اسے پسند

نا ہو وہ زبردستی کرنے پر بھی نہیں لیتا تھا لیکن اسے لینی پڑی کہ اس پر

اِس لڑکی کا نام لکھا ہوا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

یہ !

اپنی طرف بڑھی چاکلیٹ کو دیکھ کر وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگی۔

اسے کھانے سے پیٹ کا درد چلا جائے گا۔

ہنوز ہاتھ میں چاکلیٹ لیے اسکی طرف بڑھائے وہ بے تاثر لہجے میں بولا

۔

ہیر نے لرزتے ہاتھ سے وہ چاکلیٹ پکڑی تھی۔

کھالو۔

گھوڑے کی طرف مڑتا وہ بولا۔۔

سنیں۔۔

اسے جاتا دیکھ کر وہ بے ساختہ پکار بیٹھی۔

اسکے چلتے قدم ساکت ہوئے تھے اسکے لہجے پر۔۔

۔

بنا کچھ بولے اسکی طرف پلٹ کر وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا تھا

۔

کچھ نہیں۔

اسے سمجھ میں ہی نا آیا کہ وہ کیا کہے۔

ایک دو پل اس کے چہرے کو دیکھ کر وہ گھوڑے کی پیٹھ پر ہاتھ مارنے لگا

تھا۔

سردار،

وہ سوار ہوا تھا جب وہ اسکے دوسری بار پکارنے پر رکا تھا لیکن وہ حیرت

سے ساکت رہ گیا وہ نقاب میں تھا وہ جانتا تھا اسکے گھر والوں کے علاوہ

کوئی اسے پہچان نہیں سکتا کہ وہ سردار غاذان تیمور خانم ہے پھر وہ ایک چھوٹی سی لڑکی کیسے پہچان چکی تھی کہ نقاب کے پیچھے سردار ہے کوئی اور نہیں اسے رائیڈنگ کا جنون کی حد تک شوق تھا،

مصر میں تو اسکا بہت بڑاا صطبل بھی تھا۔۔

اس نے اب کی دفع اس لڑکی کو غور سے دیکھا۔

وہ پھر سے اسکی طرف آیا۔

تمہیں کیسے پتا میں سردار ہوں۔

بھنویں اچکائے وہ سرد لہجے میں بولتا ہیر کو پریشان کر گیا اسکے منہ سے بے ساختہ نکل چکا تھا اس نے جان بوجھ کر نہیں پکارا تھا۔

وہ۔

وہ کچھ بول ہی نا پائی اسے کچھ سمجھ میں ہی نا آیا کہ وہ کیا کہے۔۔

غور سے اسکے چہرے کو دیکھتا وہ سر ہلاتا پھر سے پلٹ کر گھوڑے کی طرف آیا۔

تم چل کر اپنے گھر جا سکتی ہو۔

وہ گھوڑے پر بیٹھنے لگا تھا جب اسے چانک ہی ویران سڑک پر اس لڑکی کا خیال آیا کہ وہ کیسے جا سکتی تھی بھلا اتنی دور چل کر خلانکہ اسکے پیٹ میں درد تھا اس لیے وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

Zubi Novels Zone

میں چل لوں گئی۔

سر جھکا کر وہ ادب سے بولی۔

گھوڑے پر بیٹھو گئی۔

اسکے پوچھنے پر وہ حیرت سے سر نفی میں ہلا گئی۔

تو پھر کیسے گھر جاو گئی۔

سردار کو پتا نہیں کیوں اس لڑکی کی اتنی ٹینشن تھی۔۔

سردات اس سے زیادہ سفر میں روز پیدل چل کر طے کرتی ہوں یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔

گہری سانس لیتی وہ دھیمے سے بولی سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔

اوکے جاو پھر اور چاکلیٹ کھاتی جانا یہ کھانے کے لیے ہے ہاتھ میں پکڑنے کے لیے نہیں۔

اسے کھاتے نا دیکھ کر وہ ہلکا سا طنز کر گیا تھا۔

سر ہلا کر وہ آہستہ سے اپنے گاوں جاتی سڑک کی ڈھلوان اترنے لگی کہ سڑک کافی اونچی تھی۔۔

بنا پیچھے دیکھے وہ دھیمے دھیمے چلتی اپنے گاوں کی حدود میں داخل ہو چکی تھی۔

اسے لگا سردار چلے گۓ ہوں گئے لیکن وہ کیا جانے وہ اسے گاوں کی حدود میں داخل ہوتا دیکھ کر وہاں سے گیا تھا اسے خیال تھا اپنی ریاست میں رہنے والے ہر شخص کا آج کل تو لوگ مر دارنا چھوڑیں وہ تو پھر ایک بھولی سی معصوم سی جیتی جاگتی لڑکی تھی جو شاید ان نزاکتوں کو نہیں جانتی تھی۔۔۔۔

****

گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔

قدم گھسیٹ کر اندر آئی جہاں اسکا بھائی اور ماں فرش پر بیٹھے ہوئے تھے نائلہ تو رو رہی تھی جبکہ خیام آنسو بھری آنکھوں سے سر تھامے بیٹھا تھا۔

امی، خیام۔۔

Zubi Novels Zone

اسکی میٹھی آواز ان دو وجود میں جیسے پھر سے زندگی دوڑا گئی تھی۔

آپی۔۔۔

خیام اسے دیکھتا جھٹ سے کھڑا ہوتا اسکی طرف دوڑا تھا۔

ایک دم سے اسکے گلے لگتا وہ لڑکا زارو قطار رونے لگا تھا وہ جب گھر نہیں آئی تو وہ دونوں ماں بیٹا پریشان ہو گئے تھے تو نائلہ نے سے اسکے دفتر بھیجا وہاں یہ خبر ملی وہ تو کب کی جا چکی ہے وہ ساری جگہیں دیکھ آیا لیکن اسکی آپی اسے نا ملی وہ ماں بیٹا تو ختم ہو جاتے اگر وہ اور تھوڑی دیر نا آتی تو نائلہ کے دل میں تو کئی برے برے خیال آنا شروع ہونے لگے تھے جن نے انہیں ادھ موا کر دیا تھا۔۔

کہاں تھی اپی آپ۔

خیام اس سے الگ ہوتا نم زدہ لہجے میں پوچھنے لگا۔

اسکا سر چومتی وہ اپنی طرف آتی نائلہ کے گلے لگی۔۔

امی آج آپکی دعاوں نے بچالیا آپکی بیٹی کو۔

انکے کندھے میں منہ چھاپئے وہ بلک اٹھی تھی اسے بھی تو رونے کے لیے کسی کا کندھا چاہیئے تھا۔۔

نائلہ بیگم کا دل لرز اٹھا اسکے اس طرح رونے پر۔

خیام بھی نائلہ کے دوسرے کندھے پر سر رکھے خاموشی سے اپنی آپی کو دیکھنے لگا جسکا وجود تھکا تھکا سا تھا جیسے میلوں کا سفر طے کر آئی ہو ۔

نائلہ نے بہت مشکل سے اسے چپ کروایا تھا۔

انکے کندھے پر سر رکھے وہ ساکت نظروں سے چھوٹی سی چارپائی پر لیٹے اپنے بھائی کو دیکھتی رہی کیا اسکا بھائی اسکے رونے سے پریشان ہو چکا تھا۔

خیام۔۔

اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی چاکلیٹ کو دیکھتے ہوِئے سے پکارا۔

جی آپی۔

وہ ایک جھٹکے سے اسکی دھیمی پکار پر اٹھ کر بیٹھا تھا۔

یہ دیکھو میرے پاس کیا ہے۔

چاکلیٹ اسے دیکھاتی وہ مصنوعی مسکان سے بولی۔

خیام نے آپی کو دیکھ کر انکے ہاتھ میں لہراتی چاکلیٹ کو دیکھا۔

ان دونوں بہن بھائی کو چاکلیٹ حد سے زیادہ پسند ہوتی تھی چاچو سجاد ان دونوں کے لیے ہمیشہ چاکلیٹ لایا کرتے تھے اور وہ دونوں بہن بھائی پاگلوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑتے تھے ایک بائٹ لینے کے لیے ۔

آپی اسکا ذائقہ بھول چکا ہے مجھے۔

خیام کے بھرائے لہجے پر نائلہ ،ہیر نے دھک سے اسکی خالی خالی ویران آنکھیں تھیں۔

خیام !

ہیر نے بے ساختہ دل پر ہاتھ رکھ کر اسے پکارا۔

نائلہ نے درد سے ہونٹ بھینچے انکے دونوں بچے ہی زندگی کے مدار سے نکل چکے تھے وہ دونوں ہی اپنی ہر خواہش پسند کو تیاگ چکے تھے کیا وہ بھی کبھی خوشیوں بھری زندگی گزاریں گئے۔

خیام کا قد ہیر سے بڑا ہی تھا وہ لگتا بھی ہیر سے بڑا تھا کہ وہ مضبوط جسامت کا مالک تھا لیکن وہ ان دونوں کے لیے ابھی بھی بچہ ہی تھا لیکن وہ بچہ تو کب کا حالت کی چکی میں پھس کر بڑا ہو چکا تھا،

ہیر کے نا ملنے پر اسکا دل کیا تھا ساری دنیا کو آگ لگا دے لیکن اسکے ہاتھ میں تو کچھ بھی نہیں تھا بس بہت ہوا وہ اپنی جوان بہن کو آج سے گھر سے باہر نہیں نکلے دے گا خود کام کرے گا پڑھے گا اور ماں بہن کا سہارا بنے گا جب اسے کہی سے اپنی بہن نہیں ملی تھی تو اسے لگا تھا وہ اندر سے مر گیا

ہے جب آپی سامنے آئی تو وہ پھر سے جی اٹھا لیکن اسے روتا دیکھ کر اسکا دل پھر سے مٹی کا ڈھیر بن گیا تھا وہ کیسے آپی کو بتاتا کہ وہ آج ذرا دیر گھر نا آتی تو وہ مر جاتا اسکا دل بند ہو جاتا آئے دن لڑکیوں کا ریپ، گواہ ہو نا وہ سنتا رہتا تھا وہ بڑا ہو چکا تھا لیکن اپنی ماں بہن کو کیسے بتاتا۔

خیام ہم اس چاکلیٹ کے تین حصے کریں گئے سمجھے تم اکیلے نہیں کھانی تم نے۔

ہیر نے سب پریشانیوں ودکھ کو کہی گہرے کنویں میں پھینکتے ہوئے اپنے بھائی کے لیے پھر سے وہی ہیر بن چکی تھی جو شرارتی تھی ہنستی تھی کھلکھلاتی تھی لڑتی تھی۔

آنکھوں میں مصنوعی شرارت سجاتے ہوئے اس نے اپنے بھائی کے بال بیگاڑ کر اسے آدھی سے زیادہ چاکلیٹ پکڑائی۔

تھوڑی سی خود اور تھوڑی سی نائلہ کو دی جنہوں نے لینے سے انکار کر دیا تھا۔

آپی امی والی چاکلیٹ میں آدھا حصہ آپکا اور آدھا میرا ہے سمجھی آپ۔

خیام نے بھی سارے دکھ و پریشانیوں کو اندر ہی کہی سلاتے ہوئے آئی بر واچکا کر اسے یاد دلایا۔

کیوں تمہاری کتنی زیادہ ہے یہ میری ہے سمجھے تم

ہیر نے چاکلیٹ کی بائیٹ لیتے ہوئے اسے ڈانٹا۔

جبکہ خیام نے سرعت سے اسکے ہاتھوں سے چاکلیٹ پکڑی اور جھٹکے سے منہ میں ڈالی۔

امی دیکھیں اسے زرا، میری ساری چاکلیٹ کھا گیا چول کہی کا۔

ہیر کے منہ بسورتے لہجے پر خیام اور نائلہ مسکرائیں۔۔

خیام نے اسکے سر سے سر جوڑا اور اپنی چاکلیٹ کو اسکے ہونٹوں کے قریب کیا۔

اسکی چاکلیٹ کا بڑا سا بائٹ لیتی وہ مسکرائی۔

جبکہ اس دفعہ خیام نے منہ بسورا تھا۔

نائلہ نے مسکرا کر اب دونوں کو جھگڑتے دیکھا تھا۔

یہ لڑکی انکے لیے کسی نعمت سے کم نہیں تھی وہ اللہ کا شکر ادا کرتیں دونوں کو کندھوں سے لگا گئیں۔۔۔

کل جو میں نے آپکو چاکلیٹ دی تھی کیا آپ نے کھائی۔

اسکی طرف کافی کا بلیک بڑا سا مگ بڑھاتی وہ اشتیاق سے پوچھنے لگی۔۔

آج گھر میں ہر قسم کی دیگیں پک رہیں تھیں پورے سردار محل کو فینسی لائٹوں سے سجایا جارہا تھااور پورے سات گاوں کو مدو کیا گیا تھا لیکن اسکے چہرے پر یہ سب دیکھ کر بے زاری سی چھا گئی تھی اسے بر تھ ڈے منانا سخت ناپسند تھا عیسائیوں کی رسم کو فروغ دینا کہاں کی عقل مندی تھی لیکن لوگ سمجھیں تب نا۔۔۔

اس بار تو مجھے چاکلیٹ دی اگر آئندہ زبردستی کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا سمجھی تم میٹھی چیزوں سے سخت الرجی ہے مجھے۔

وہ کافی تیکھے لہجے میں بولا تھا اس گھر میں کافی وہ صرف مہرینہ کے ہاتھ کی ہی بنی ہوئی ہی پیتا تھا یہ سب جاننے لگے تھے۔۔

مہرینہ نے ناک منہ چڑھایا۔

شائنہ خانم نے کیا گفٹ دیا آپ کو۔۔

کلین پر بیٹھتی وہ تجسس کے ہاتھوں مجبور تھی۔

mind your own business(اپناکام کرو)

وہ سخت غصے سے بولا تھا۔

آپ کبھی مسکراتے بھی ہیں ہر وقت غصے میں رہنے سے انسان کو بہت سی زہریلی بیماریاں لگ سکتیں ہیں لیکن آپکو کون سمجھائے۔۔

بڑی بی بی پھر سے شروع ہو چکی تھی۔

مہرینہ !

جی سردار،

اسکے پکارنے پر وہ مسکرا کر بولی۔

move aside(ایک طرف ہو جاو)

وہ سخت لہجے میں بولا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

جبکہ اسکی مسکراہٹ سمٹی۔

برے برے منہ بناتی وہ وہاں سے اٹھ کر اپنی کزنز میں آکر بیٹھ گئی۔

آج تو خوب جشن ہو گا گاوں میں۔

مہدیہ نے بالوں میں کنگی کرتے ہوئے کہا۔

ہاں ہو گا لیکن ہمیں تو ہمیشہ کی طرح کونسا گھر سے نکلنے کی اجازت ہو گئی۔

صفا نے سر جھٹکتے ہوئے غصہ سے کہا۔

ٹھیک کہہ رہی ہو تم سب، لیکن اس بار ہم بھی سارا جشن دیکھیں گئی۔

مہرینہ نے غصے سے کہا۔

تمہیں اپنی ٹانگیں تڑوانے کا شوق ہو گا ہمیں نہیں داور بھائی اور تیمور چاچا جان سے مار دیں گے اگر کسی کو دیکھ لیا تو۔

سفینہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ارے پاگلو چوری چھپے دیکھیں گی نا۔

اس نے انکی عقل پر ماتم کرتے ہوئے سخت غصے سے کہا۔

اسکے پاگلو کہنے پر سب نے اسے زبردست گھوری سے نوازا۔۔

ارے تم لوگوں کو نہیں کہہ رہی میں خود کو کہہ رہی ہوں۔

اس نے انکی گھوریوں کے جواب میں کہا۔

ہاں پھر ٹھیک ہے تم سچ میں ہو بھی۔

مہدیہ نے سر ہلاتے ہوِے کہہ کر اسے تپایا۔

منہ بند رکھو سمجھی اور امی نے کہا تھا چائے کی باری آج مہدیہ اور صفا کی ہے اگر جان پیاری ہے تو جاو سارا دن کچن میں مہمانوں کے لیے جا کر چائے بناو۔۔

مہرینہ نے بھی حساب چکایا۔

افففففف۔

وہ دونوں جھنجھلا کر رہ گئیں کہ آج سارا دن چائے پر چائے ہی بنی تھی انکے گھر میں کھانا چائے وغیرہ گھر کی خواتین ہی کرتیں تھی جبکہ باقی سب کام ملازم کرتے تھے ان نکمیوں کو یہ کام بھی سخت گراں گزرتے تھے مہرینہ تو چوری چوری اپنے حصے کے زیادہ تر کام ملازموں سے ہی کرواتی تھی۔۔

وائٹ سوٹ پر براون واسکٹ پہنے براون ہی واچ مضبوط کلائی میں باندھے وہ ایک ہاتھ کھڑا کیے سب کی محبت کا جواب خلوص سے دے رہا تھا،

ریاست کے تمام امراء معتبر اور عہدار وہاں جمع تھے عام لوگ بھی تھے لیکن جو پروٹوکول امیروں کو دیا جارہا تھا وہ عام لوگوں کو حاصل نہیں تھا
۔

کھانے کا ارینج وسیع پیمانے پر کیا گیا تھا تیمور اور حشام صاحب نے اپنی نگرانی میں سارا کھانا تیار کروایا تھا تقریباً ہر قسم کی کھانے کی ڈش وہاں موجود تھی۔۔

سٹنگ کا انتظام، کا مڈرن کا ارینج کافی کچھ پلین کیا ہوا تھا تیمور خانم نے جو کہ سردار کو ناپسند تھا لیکن اپنے باپ کی خاطر چپ تھا۔۔

سب کو کھانا کھاتے دیکھ کر اچانک ہی اسے اس غریب لڑکی کا خیال آیا تھا۔

جس کی خالی آنکھیں بہت کچھ اپنے اندر چھپائے ہوئے تھیں۔

خادم۔

جی سردار

اسکے دھیمی آواز پر بھی خادم جی جان سے مخاطب ہوا تھا۔

یہ جتنے بھی کھانے ہیں تھوڑے تھوڑے سارے پیک کروا کر اس لڑکی کے گھر بھیجوا دو۔۔

اسکے سرد لہجے پر خادم نے ایک پل کو اپنے سردار کو دیکھا پھر احترام سے سر جھکا کر وہاں سے نکل گیا۔۔

گہری سانس لیتا وہ تیمور صاحب کی طرف بڑھ گیا جو اسے اپنی طرف آنے کا اشارا کر رہے تھے شاید کسی شخصیت سے ملوانا تھا۔۔۔

اوپر چھت پر دونوں کہنیاں منڈیر پر رکھے نیچے کی طرف جھکی وہ دلچسپی سے وہاں ہوتی محفل کو انجوائے کر رہی تھی اس دعوت میں صرف مرد حضرات ہی مدعو تھے۔۔

ایک طرف تخقوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔۔

مہرینہ نے سردار کو دیکھا جس کے آگے پیچھے سنگر گرل گھوم گھوم کر گا رہی تھی جبکہ سردار کے انداز میں سرد سا تاثر موجود تھا اسے بیہودہ چیزیں سخت ناپسند تھیں۔۔

مہرینہ نے موبائل نکال کر کیمرہ زوم کیا اور سردار کو بڑے آرام سے کیپچر کیا تھا۔

اسکے ہاتھ سے موبائیل چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا کہ سردار غاذان کی سرد نظریں اچانک ہی کالے لباس میں ملبوس مہرینہ پر پڑیں تھیں۔

لب دبا کر وہ وہاں سے بھاگی تھی۔۔

راستے میں دو تین بار گری بھی تھی لیکن سانس بحال اپنے روم میں آکر ہی کیا۔۔۔

اس نے بیزاری سے اپنے سامنے صحرڑی سنگر کو دیکھا جو گانا گاتی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

وہ لب دبا کر سٹیج سے نیچے اترا اور سب سے طبیعت خرابی کا کہتا بنا کسی کی سنے تیز قدموں سے وہ محل کے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔

اسکے جانے کے بعد داور نے سنگر کو پھر سے شروع ہونے کا اشارا کیا تھا

۔۔

! مہرینہ

اسکے کمرے میں آتا اسے نا پا کر وہ آواز لگانے لگا تھا لہجے میں بھرپور غصہ تھا۔

بیڈ کے نیچے چھپی مہرینہ نے سر پر ہاتھ مارا۔۔

اففف کتنی تیز نظریں ہیں انکی پہچان لیا مجھے اب کون بچائے گا مجھ بے چاری کو۔

مہرینہ آرام سے بیڈ کے نیچے سے باہر آجاو۔

بیڈ کے پاس اکڑو سٹائل میں بیٹھتا ہوا وہ اسے وارننگ دینے والے لہجے میں بولا

۔

مہرینہ نے اسے دیکھ کر بے ساختہ مصنوعی مسکان سے سارے دانتوں کی نمائش کی تھی۔۔

وہ میری پونی نیچے گر گئی تھی وہ لینے نیچے آئی تھی۔

الٹا سیدھا جواز پیش کرتی وہ باہر نکلی تھی۔

ملی پونی۔۔

اسے خالی ہاتھ دیکھ کر سرد لہجے میں بولتا وہ اسکے چھکے چھڑوا گیا تھا۔

نہیں ملی وہ شاید کہی اور گر گئی ہو گئی۔۔

بدحواسی سے بولتی وہ سر جھکا گئی۔

شاید چھت پر گر گئی ہو گئی جب تم محفل کو فل انجوائے کر رہی تھی۔

اسکے بے تاثر لہجے ہر پہلے تو اس نے نا سمجھی سے سر ہلا دیا پھر زور سے نفی میں سر ہلایا۔۔

تمہیں زرا شرم نہیں آئی چھت پر جاتے ہوئے وہاں مردوں کی بھیڑ جمع تھی اگر کسی کی تم پر نظر پڑتی تو کیا سوچتے اس گھر کی لڑکی کے بارے میں اگر ڈیڈ دیکھتے تو اب تک تم زمین کے اوپر نہیں زمین کے اندر ہوتی اس لیے کہہ رہا ہوں سدھر جاو ورنہ بہت پچھتاو گئی تم۔

اسکا کان کھینچتا وہ سخت لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

معاف کر دیں سردار آئندہ ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گئی بس اس بار بخش دیں۔

اپنا کان چھڑانے کی کوشش کرتی وہ تیز تیز لہجے میں روہانسی ہوتی بولی تھی۔۔

کچن میں جاو دس کپ چائے بناو اور چائے پندرہ منٹس میں بنی چاہیئے سمجھی۔

غصے سے بولتا وہ پلٹا تھا۔

لیکن سب مہمان تو باہر ہیں پندراں کپ چاے کون پیئے گا۔

مہرینہ نے ہولتے ہوئے پوچھا۔

تم سے مطلب تمہیں جو کہا ہے وہ کرو انڈرسٹینڈ۔

غصے سے اسے ڈانٹا وہ باہر نکل گیا تھا۔

مہرینہ سر تھامتی بیڈ پر گرنے سے انداز میں بیٹھی۔۔

اللہ بچالے آج، مجھ سے تو ایک کپ چائے بن سکتی ہے وہ بھی دس منٹ میں بنتی یے جبکہ پندارں کپ چائے وہ تو ایک گھنٹے میں بنے گئ۔۔

حساب کتاب لگاتی وہ اونچا اونچا رونے لگی تھی۔۔

))))))))))))))))))))))((((((((((((((((((((((

رات کے سات بج رہے تھے جب دروازے پر زور سے نوک ہوا۔

نائلہ کچن میں تھی اور خیام اوپر چھت پر۔

وہ چپل پہنتی چادر کو ٹھیک سے خود پر اوڑھتی ہوئی دروازے کے قریب آئی۔

Zubi Novels Zone

دروازہ کھول کر وہ حیران ہوئی تھی۔

محمد خادم ہاتھ آگے باندھے کھڑا تھا پیچھے دو ملازم تھے جن کے ہاتھوں میں بھاری بھاری شاپرز تھے۔

اسکے ملازم کو جانتی تھی، اسلیے وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

یہ کچھ سامان ہے ہمارے سردار کا جنم دن تھا آج،

اس لیے ہم کھانا تقسیم کر رہے ہیں یہ آپ لوگوں کا حصہ ہے۔

محمد خادم نے کہہ کر کھانوں سے بھرے شاپر زا سکی طرف بڑھائے۔

خیام بھی اسکے ساتھ آ کھڑا ہوا تھا کہ وہ بیل کی آواز سن چکا تھا۔

شکریہ۔۔

خیام نے شاپر زانکے ہاتھ سے لے کر نرم لہجے میں کہا۔

خیام نے شاپر ز صحن میں پڑی چارپائی پر رکھے۔۔

ہ‌ـــــــیر نے بے ساختہ چارپائی پر رکھے ان شاپر ز پر ہاتھ پھیرا تھا۔

امی مت بنائے آلو کھانا آ چکا ہے۔

خیام نے زوردار آواز پر کچن میں موجود نائلہ سے کہا جو حیرانی سے کچن

سے باہر آتی شاپر ز کے ڈھیر کو دیکھ رہیں تھیں۔

یہ کہاں سے آئے۔۔

نائلہ نے حیرت سے نکلتے ہوئے ہیر سے پوچھا۔

امی یہ سردار غاذان کے جنم دن کے خوشی میں آیا ہے۔

خیام نے مسکرا کر کہا کہ اسے سردار غاذان بہت پس-----ند تھا۔۔

ہی-----ر نے چٹائی بچھائی جو پھٹی ہوئی تھی لیکن گزارے لائق تھی اس پر کھانا رکھا کچھ کھانا خالہ ثریا کی فریج میں رکھوا دیا تھا۔۔

کھانے کا پہلا لقمہ لیتی وہ اسے جنم دن کی مبارکباد دینا نہیں بھولی تھی۔

موم بہت جلد آپکے پاس آوں گا بس یہاں کچھ کام ایسے ہیں کہ مجھے ہی دیکھنے ہیں یہاں سے فارغ ہوتے ہی پہلی فلائٹ سے آپکے پاس پھر چاہے جتنا مرضی دیکھ لیجئیے گا۔۔

گاڑی سے نکلتا وہ ماں کو صفائیاں پیش کر رہا تھا۔

او کے اللہ حافظ اپنا خیال رکھئیے گا جلد ملاقات ہو گئی ان شاءاللہ۔

دھیمے لہجے میں کہہ کر فون بند کر کے ساتھ آتے خادم کو پکڑا دیا۔۔

سردار آج سکولز کے دورے پر نکلے ہوئے تھے۔

سکولز کے ہیڈ ماسٹر سے بات کرتا وہ چونکا تھا۔

اسکے ساتھ اسکے گارڈز کی ایک بھاری ٹیم اور میڈیا والے تھے۔۔

لیکن اسکے چونکنے کی وجہ گروانڈ میں ہوتی لڑکوں کی لڑائی تھی جنہوں نے کافی شور مچا رکھا تھا۔۔۔

پرنسپل نے پریشانی سے سردار کو دیکھا جو لب بھینچے اسے سخت نظروں سے دیکھتا گرونڈ کی طرف بڑھا تھا اسکے پیچھے سب ہی دوڑے تھے جہاں وہ تیز قدموں سے بڑھا تھا کہ لڑکوں کی کافی آوازیں آرہیں تھیں۔

وہاں پہنچ کر وہ غصے سے ان لڑکوں کی طرف بڑھا جو بہت سارے مل کر ایک لڑکے کو بہت بری طرح مار رہے تھے۔۔

چھوڑو اسے۔

اس لڑکے کو ان مشتعل لڑکوں سے پیچھے کرتا وہ پھنکارا تھا اسکے سخت درشت لہجے پر سب ہی چونک کر سردار کو دیکھتے پل میں پیچھے پیچھے ہوئے تھے سردار کا تو انہیں پتا ہی نہیں تھا۔۔

ان لڑکوں کو سرد نظروں سے دیکھتا وہ نیچے زخمی لیٹے لڑکے کی طرف بڑھا اسے لڑکے کی طرف بڑھتا دیکھ کر سب ہی اس لڑکے کو اٹھانے لپکے تھے۔

لیکن اسکے ہاتھ کے اشارے نے سب کو وہی روک دیا تھا۔

اس لڑکے کے سر سے خون بہہ کر گردن تک آگیا تھا اوپر والا ہونٹ سوجا ہوا تھا۔۔

خادم پولیس کو فون کرو اور ان لڑکوں میں سے ایک بھی بھاگنا نہیں چاہئیے۔۔

اسکے سرد وسپاٹ لہجے پر سب کو سانپ سونگ گیا تھا جبکہ خادم سر ہلاتا ہوا تھوڑا پیچھے ہوا۔

اپنی پانی کی بوتل وہ زبردستی اس لڑکے کے منہ سے لگا گیا تھا۔

اس لڑکے نے بہت مشکل سے سوجے ہوئے ہونٹوں سے پانی پیا تھا۔

پسینے سے تر چہرے سے اس لڑکے نے سر اٹھا کر اپنے سامنے کھڑے نجاتِ دہندہ کو دیکھا۔

سردار غازان تیمور۔۔۔۔

خیام کے ہونٹ آہستہ سے اسے سامنے دیکھ کر ملے تھے۔

بچے آپ ٹھیک ہو۔

اس نے اسے کھڑا کرتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔

خیام کی آنکھوں سے آنسو کی جھڑی سی بہنے لگی تھی۔

پھر وہ ہوا جو کسی نے ایکسیپٹ نہیں کیا تھا سب نے ساکت نظروں سے اس لڑکے کو سردار کے گلے لگا دیکھا تھا وہ لڑکا بے ساختہ اسکے گلے لگ چکا تھا اسکی گردن سے بہتا خون سردار کی نئ سفید شفاف شرٹ کو داغدار کر گیا تھا۔

اے لڑکے پیچھے ہٹو۔

ایک آدمی نے غصے سے اس لڑکے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تھا لیکن سردار نے اسے سخت نظروں سے دیکھ کر پھر اس کم سن لڑکے کو دیکھا پھر آہستہ سے اسے خود سے الگ کیا دھڑ دھڑ سردار کی پکچرز کھینچی جا رہی تھی۔۔

تب تک ڈاکٹر بھی آچکا تھا اس نے اپنی نگرانی میں خیام کی مرہم پٹی کروائی تھی۔

ان لوگوں نے کیوں مارا تمہیں۔۔

ایک رپورٹر لڑکے نے اس سے پوچھا۔

خیام نے رپورٹر کو دیکھنے کی بجائے سردار غاذان کو دیکھا۔

اس نے نرمی سے اسے بتانے کا شارا کیا۔

Zubi Novels Zone

مجھے یہاں داخلہ لیے ہوئے زیادہ دن نہیں ہوئے پہلے میں دوسرے سکول میں تھا پھر میری آپی نے مجھے یہاں ایڈمٹ کروادیا میں جب سے یہاں آیا ہوں یہ لڑکے مجھے غریب بے چارا کر کے چھڑتے ہیں کبھی میری نوٹ بک پھاڑ دیتے ہیں تو کبھی میرا بیگ پانی میں پھینک دیتے ہیں میں نے بہت بار انتظامیاں سے شکایت بھی کی لیکن کسی نے ان کے خالف سٹینڈ نہیں لیا کیونکہ یہ سب امیر گھرانوں سے ہیں اور میں غریب گھرانے سے اس معاشرے میں غریب کی نہیں امیر کی سنی جاتی ہے اس لیے میری بھی کسی نے نہیں سنی۔۔

وہ کہتے ہوئے ایک سیکنڈ کے لیے چپ ہوا۔۔۔

آج ہمارا پیپر ہو رہا تھا تو یہ سب بک کھولے وہاں سے دیکھ دیکھ کر لکھ رہے تھے مجھ سے یہ سب برداشت نہیں ہوا میں پانی پینے کے بہانے

پرنسپل کو بلالایا انہوں نے نگران ٹیچر کو سختی سے ڈانتا اور ان لڑکوں کے پیپرز چھین لیئے یہ اسی بات پر مجھے پیٹ رہے ہیں۔۔

اس نے آنکھوں میں آئی نمی پیچھے دھکیلتے ہوِے صرف سردار کو دیکھتے ہوئے بتایا باقی وہ کسی کو نہیں دیکھ رہا تھا وہ بتا بھی سردار کو رہا تھا۔۔

غازان سنجیدگی سے ان لڑکوں کی طرف مڑا جو ہاتھ پشت پر باندھے سر جھکائے کھڑ ے تھے ان لڑکوں کے پیچھے اسکے گارڈز تھے ورنہ انہوں نے بھاگ جانا تھا اب تک۔

اس لڑکے کو مارنے کا کیا حق بنتا تھا تم لوگوں کا۔

اسکے درشت لہجے پر سب کانپ کر رہ گئے۔۔

اگر وہ جان سے چلا جاتا تو کون زمہ دار ہوتا یہ ادارہ یا یہاں کے نگران جو

ائے سی والے کمروں میں بیٹھے کر چائے نوش فرما رہے ہیں یا پھر

تمہارے والدین بولو جواب دو کس نے حق دیا یوں کسی پر تشدد کرنے کا

۔۔

انسپکٹر اریسٹ ہم جب تک میں نا کہوں انہیں چھوڑنا مت یہ میرا آرڈر

ہے اور یہاں کی انتظامیاں کو بھی ابھی فارغ کرو مجھے میری ریاست میں

ایسے لوگ نہیں چاہیئے ڈیٹس مائے آرڈر۔۔۔

انتہائی سرد لہجے میں کہتا وہ پلٹا تھا ساتھ اسکے گارڈز اور میڈیا والے

بھی تھے۔۔

وہ کسی کے معافی ترلے سننے نہیں رکا تھا۔

پھر وہ پلٹا اس نے خیام کو اشارا کیا تھا۔

خیام پیر گھسیٹ کر اس تک آیا۔

یہ میرا کارڈ رکھو مجھ سے تین چار دن میں ملنا ابھی دو تین دن میں فارغ نہیں ہوں یہ میرا پرسنل نمبر ہے اوکے۔

اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر شفقت سے کہتا وہ وہاں سے تیزی سے نکل گیا۔۔
خیام نے مسکرا کر سنہری بلیک کارڈ کو دیکھا جس پر اسکا نام اور نمبر درج تھا۔
اسے ایسے ہی تو نہیں پہلی نظر میں اپنا نیا سردار اچھا لگا تھا وہ سب سے مختلف اور خاص تھا، یہاں کے لوگوں سے مختلف۔

خیام نے مسکرا کر ان لڑکوں کو دیکھا جو پولیس کے ساتھ جاتے اسے وارننگ دیتی نظروں سے دیکھ رہے تھے جبکہ وہ سر جھٹکتا ہوا نیچے گرا

اپنا بیگ اٹھانے کے لیے بڑھا ابھی اسے بہت سا چل کر گھر بھی تو جانا تھا

—

ہیر اور نائلہ کے آنسو ہی نہیں رک رہے تھے خیام کو زخمی دیکھ کر جب کہ وہ بخار سے تپتا انہیں تسلی دے رہا تھا کہ وہ ٹھیک ہے۔

خیام اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو ہم دونوں جیتے جی مر جاتیں ہمارا کون ہے تمہارے سوا ہم تو تمہارے سہارے زندگی جی رہے ہیں۔۔

ہیــــــــــــرا سکے سر پر چہرہ رکھے روتے ہوئے درد بھرے لہجے میں بول رہی تھی۔

خیام نے ماں اور بہن کو تکلیف سے دیکھا۔

آپی، امی میں بالکل ٹھیک ہوں یہ ہلکی ہلکی چوٹیں مجھے کوئی تکلیف نہیں دے رہیں۔

اس نے نائلہ اور ہی۔۔۔۔۔ر کو دیکھتے ہوئے جیسے انہیں یقین دلانا چاہا۔

نائلہ کو بھی بخار چڑھ چکا تھا بیٹے کو یوں دیکھ کر اسکی چارپائی پر بیٹھیں وہ روئے چلی جا رہیں تھیں انکار و ناہی۔۔۔۔۔۔ر اور خیام کو بہت تکلیف دے رہا تھا۔

خدا کرِے تمہیں گرم ہوا بھی نا چھو کر گزرے خیام تم ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک دل کا سکون ہو تم نہیں جانتے تمہیں زخمی دیکھ کر ہمارے دلوں میں کیا بیت رہی ہے یہ ہم ہی جانتی ہیں یا ہمارا رب اللہ تمہارے حصے کی ساری تکلیفیں تمہاری بہن کی جھولی میں ڈال دے۔۔

شوں شوں کرتی وہ اسکا سر چومتی روتے لہجے میں بولی تھی کہ خیام نے بے ساختہ کہا تھا۔۔

اللہ نا کرے آپی میں اپکو اور امی کو ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔۔

ماں بہن کو دیکھتا دل میں ہی وہ بولا تھا۔۔

نائلہ کو سخت بخار چڑھ چکا تھا جسکی وجہ سے وہ کپڑے سلائی نہیں کر سکیں تھی،

گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں بچی تھی خیام بھی چارپائی پر تھا مختیار چچا کے پاس جاتے اسے شرم آتی تھی کہ پہلے ہی انکا بہت ادھار چڑھ چکا تھا اس پر۔۔

خیام اورامی کو دوا دے کر وہ گھر سے نکل چکی تھی، کہ شام کے کھانے کا کوئی سامان نہیں تھا گھر پر۔

مختیار چچا کی بجائے دکان پر عرفان کو دیکھ کر وہ دروازے پر ہی رک گئی۔

آجاؤ ہی ـــــــ ربی بی تم تو اب دیکھتی بھی ہی نہیں ہو۔

عرفان اسے دیکھتا چیئر سے اٹھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔

ہیر نے کالی چادر کو ماتھے تک کھینچا اور انہی قدموں سے وہاں سے چلی گئی جبکہ عرفان پیچھے سے آوازیں دیتا رہ گیا۔۔۔

سڑک کے کنارے سر جھکائے وہ چلتی جا رہی تھی۔

دل میں بہت غبار جمع ہو چکا تھا وہ

کسی سنسان جگہ پر بہت سا رونا چاہتی تھی۔۔

ہی ـــــــ ر رضا۔۔۔

پولیس وین سے نکلتے آدمی کو دیکھ کر وہ ڈر کرا چھلتی تین چار قدم پیچھے ہوئی تھی۔

ڈر گئی مجھے دیکھ کر اتنا ڈرونا چہرہ ہے کیا میرا؟

اسکے قریب آتا وہ مسکرا کر بولا تھا۔

ہیر کی جان ہوا ہوئی تھی اسے یوں سڑک پر اپنے سامنے دیکھ کر وہ تو اسے بھول چکی تھی۔۔

ادھر آکر میری بات سنو۔

اسکے پسینے سے بھیگے چہرے کو دیکھتا رانا سنجیدگی سے بولا۔

آپکو کیا بات کرنی ہے مجھ سے۔

نظریں زمین پر جمائے وہ دھیمے لہجے میں بولی۔

اسید رانا سے جان چھڑانا آسان نہیں ہی۔۔۔۔۔۔۔ر رضا ادھر آ کر بات سنو ورنہ تمہارے کیس کی فائل ابھی بھی میرے دراز میں پڑی ہے چاہوں تو ابھی تمہیں گرفتار کر لوں کوئی روکنے والا نہیں ہو گا مجھے۔۔

کمینگی مسکان سے اسکے بد حواس چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا۔

بیٹھو۔۔

سامنے پڑے بینچ کی طرف اشارا کرتا وہ بولا۔

ہیر ہونٹ بھینچے خالی پڑے بینچ پر بیٹھ گئی پورا وجود کسی پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔۔

ایک پیر بینچ پر رکھتا وہ جھکا۔۔

تم جانتی ہو نا تم نشہ بھیجتی پکڑی گئی تھی لیکن میں نے تمہیں آزاد کر دیا کیونکہ مجھے تم سے ایک کام تھا لیکن اگر تم نے میرا وہ کام نا کیا یا انکار کیا تو

بیس سال کے لیے جیل میں ڈالوں گا اور تمہارے بھائی اور ماں کو بھی جیل میں ڈال دوں گا چیچ ہیر پھر کیا ہو گا۔

ہنوز جھکے وہ بڑے ڈرامائی لہجے میں اِسکا دماغ ٹریپ کر رہا تھا۔

ہیر کا رنگ ایک دم سے سیاہ پڑا تھا ہونٹ نیم وا کیے پھیلی آنکھوں سے وہ اسے دیکھے گئی۔

تم ایسا نہیں چاہتی۔

اس نے مسکرا کر پوچھا۔

ہی۔۔۔۔۔ر نے میکانکی انداز میں سر نفی میں ہلایا تھا۔

وہ مسکرایا کہ یہ لڑکی حد سے زیادہ معصوم تھی جیسی لڑکی اسے چاہئیے تھی اسے مل چکی تھی وہ زیادہ خوبصورت نہیں تھی لیکن کام چل سکتا تھا

کھانااور بہت سارے پیسے چاہئیے نا تمہیں اور اپنی ماں کا علاج بھی تو کروانا ہے تمہیں۔۔۔۔

اس نے ہیر کے نڈھال چہرے کو دیکھتے ہوئے پراسراریت سے پوچھا۔

ضبط کے گھونٹ بھرتی وہ فقط سر ہلا گئی تھی۔

تو جو میں کہتا ہوں وہ کرو یہ فائل پکڑو اور اس میں موجود مواد کو اچھے سے پڑھ لو لیکن یاد رکھنا اگر تم نے انکار کیا تو تم جیل میں جاو گئی اور تمہاری ماں صدمے سے مر جائے گئی وہ بھی بھوکی پیاسی اور تمہارا چھوٹا سا بھائی اسکا کیا ہوگا، انکی موت کی زمے دار ہو گئی ہ-------یر رضا۔۔

وہ عجیب سے لہجے میں بولا تھا۔

جس پر اس نڈھال لڑکی کا دل خوف سے لرزا تھا۔

جاواب اور شادی کی تیاری کرو۔

وہ پھر سے عجیب سے لہجے میں بولا تھا۔

شادی !

اسکے لرزتے اور خوف زدہ لہجے پر وہ مکروقہقہ لگاتے ہوئے اٹھا تھا۔

اس فائل میں ایک شخص کی تصویر ہے اسے دیکھ لو اور اسکے بارے میں جان لو کیونکہ آج سے دس دن بعد اس سے تمہاری شادی ہو گئ۔

رانا کہتا ہوا وہاں سے نکل گیا تھا۔

وہ ساکت بیٹھی اپنی کالی چادر کو مٹھیوں میں بھینچ کر رہ گئ۔

یہ وہ کیا کہہ گیا تھا۔

وہ کانپتے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے وہاں سے بھاگی تھی۔۔۔

لیکن کیا وہ اس سے بھاگ سکتی جس کے چنگل میں وہ بری طرح پھنس چکی تھی۔

سردار اور شائنہ آج لنچ پر آئے ہوئے تھے۔۔

شائنہ بلیک سوٹ اوپر بلیک ہی دوپٹہ جس کے باڈرز پر شیشوں کا کام تھا اوڑھے بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی۔

قاتل نگاہیں سامنے بیٹھے دلربا شخص کو دیکھ کر مسکرا رہیں تھیں۔

وہ بلیک شرٹ براون پینٹ میں ملبوس فون میں کچھ تیز سے ٹائپ کر رہا تھا۔

سردار غاذان میرا خیال ہے ہم ڈینز پر آئے ہیں۔

شائنہ نے مینیو کارڈ دیکھتے ہوئے اسے متوجہ کیا۔

ایک ضروری امیل ریڈ کر رہا ہوں آئی نو ڈینز پر ہیں ہم۔۔

اس نے مصروف سے انداز میں اس کے سوال کے جواب میں کہا۔

گارڈز ایک طرف ہو کر کھڑے تھے۔

سردار آپ کیا کھائیں گئے۔۔؟

شائنہ نے ویٹر کو اپنی ڈشز نوٹ کروا کر اس سے پوچھا۔

اونلی بلیک کافی۔۔

ہنوز نو بائیل میں انگلی چلاتے وہ بولا تھا۔

شائنہ خانم نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا۔

جس کے سلکی بال ماتھے پر بکھرے اسے اور وجیہہ بنا رہے تھے۔۔

سردار آپ میرے ساتھ لنچ پر آئے تھے ناکہ کافی پ۔۔۔۔۔ر۔۔۔۔

دوپہر کو اونلی کافی لیتا ہوں میں ڈیئر۔۔

موبائل پاکٹ میں رکھتا وہ ہلکی مسکان سے بولا۔

شائنہ بھی مسکرائی۔

سردار آپکو ڈائٹنگ کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ اسکے کسرتی وجود کو دیکھتی بے باکی سے بولی۔

جبکہ وہ اسے ایک نظر دیکھ کر ویٹر کے ہاتھ سے کافی کا بڑا سا مگ اٹھا گیا

۔۔

سارا ٹائم شائنہ ہی باتیں کرتی رہی اور وہ سر ہلا کر سنتا رہا دھیان اپنی ماں کی طرف تھا جنہیں ہلکا سا موسمی بخار تھا اسے فبیہا نے بتایا تھا تب سے اسکا دھیان کسی کام میں نہیں لگ رہا تھا دل کر رہا تھا سب چیزوں کو بھاڑ میں جھونک کر خود اوڑ کر ماں کے پاس چلا جائے۔۔۔

دس دن کام کا شیڈول کافی سخت تھا گیارویں دن وہ اپنی ماں کے پاس ہو

گا دل کو تسلی دے کر وہ کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھر کر دلکشی

سے مسکرایا کیونکہ اسے اپنی ماں کی کوئی بات یاد آگئی تھی۔۔

اسکے مسکرانے پر شائنہ بھی بھرپور مسکان سے ہنسی اسے لگا وہ اسکے

جوک پر ہنسا ہے۔

ہی__________________رنے ڈر سے رانا کی دی ہوئی تصویر راستے میں ہی

کہی پھینک دی تھی۔

وہ ایسے کیسے کر سکتا تھا اسکے ساتھ۔۔

شادی جیسا لفظ اسے اپنی زندگی میں نہیں چاہیئے تھا کہ اس کے کندھوں

پر بہت سی زمے داریاں تھیں انہی سوچوں میں تھی جب خیام کے

چلانے کی آواز پر وہ بھاگ کر نیچے آئی جہاں نائلہ بیگم سینے پر ہاتھ رکھے جیسے اپنی آخری سانسوں میں ہو۔

خیام امی کو کیا ہوا ہے۔

چلا کر وہ نائلہ بیگم کو تھام گئی تھی۔

پتا نہیں امی کو اچانک سے درد ہونا شروع ہو گیا ہے۔

خیام نے روتے ہوئے اسے بتایا۔

خیام جاو رکشہ لے کر آو امی کو ہسپٹل لے کر جانا ہو گا۔

ہی۔۔۔۔۔ر کے چلانے پر خیام اٹھا تھا جب نائلہ نے کراہتے ہوئے اسکا ہاتھ تھاما۔۔

ہی۔۔۔۔۔ر اپنے بھائی کا خیال رکھنا اور خیام اپنی آپی کو کبھی مت چھوڑنا چاہے حالات کیسے بھی ہوں ہیر کو اکیلا نا چھوڑنا اسکا سہارا بننا تم دونوں ایک دوسرے کا سہارا ااہ ہ ہ۔۔۔۔۔۔۔

انکی سانسیں اکھڑنے لگی تھی۔۔

آپی! امی نے یہ اچانک آنکھیں کیوں بند کر لیں ہیں۔۔

خیام نے ساکت بیٹھی بہن کو ہلایا۔

بنا کچھ بولے وہ نائلہ پر نظریں جمائے ساکت سی بیٹھی رہی تھی۔

خیام نے پریشانی سے ہی ــــــــــــ راور نائلہ کے ساکت وجود کو دیکھا۔

آپی امی کو دیکھیں یہ آنکھیں بند کر گئیں ہیں میں ڈاکٹر وسیم کو بلا لاوں

۔۔

وہ کھڑا ہوتا جیسے خود سے بولتا دروازے کی جانب بھاگا تھا۔

ہی ــــــــ ر نائلہ پر نظریں جمائے بیٹھی رہ گئی سر سے چادر کھسک کر کندھوں پر آچکی تھی۔

آنکھوں میں سے آنسو بن پار کر کے گالوں پر بہنے لگے تھے۔

تب ہی ماسی ریشیداں ہاتھ میں سبزی کا شاپر پکڑے اندر چلی آئیں۔

نی ہی ــــــــ ر یہ نائلہ نوں کی ہو یا ائی۔۔

ماسی رشیداں شاپر وہی تخت ہر رکھتی بھاگ کر ہی ــــــــ ر کے پاس آئیں۔

نائلہ کا سر ہی ــــــــ ر کی گود میں تھا، ہی ــــــــ ر ماں پر نظرِں جمائیں انہیں دیکھتی جا رہی تھی۔

رشیداں نے کسی انہونی کے احساس سے نائلہ کی نبض ٹٹولی جو کافی دیر پہلے سے رک چکی تھی۔

نی نائلہ اتنی جلدی کیا پڑ گئی تجھے جانے کی ایس کڑی دا کیھڑا تھاں سی تیرے علاوہ۔۔۔

ماسی ریشیداں ہاتھ ملتی دہائی دینے لگی تھی انکی آواز پر سارا محلہ انکے گھر جمع ہونے لگا تھا۔

پیچھے ہٹیں آپ لوگ اسطرح کیوں رو رہے ہیں میری امی ٹھیک ہیں ڈاکٹر آپ چیک کریں انہیں، یہ شاید بے ہوش ہو گئی ہیں۔۔

خیام اتنی بھیڑ کو اپنے گھر جمع دیکھ کر مشتعل ہوتا چلا یا تھا۔۔

نائلہ کو چارپائی پر لیٹا دیا گیا تھا اوپر سفید چادر ڈال دی گئی تھی یہ سب محلے والوں نے کیا تھا ورنہ ہی ــــ ر تو چپ چاپ سی تھی جیسے جسم میں جان ہی نا ہو۔۔

محلے والوں نے اسے کتنی بار کہاں ماں کو رو لو لیکن وہ ہلی تک نہیں۔۔

اصلی ماں تب فوت ہو گئی تھی جب وہ چھوٹی سی تھی اس نے تو ماں کے روپ میں نائلہ کو ہی دیکھا تھا ماں کی چھایا اسے نائلہ نے ہی تو دی تھی خیام سے بھر کر اسے پیار دیا وہ کیسے یقین کرتی اسکی ماں چلی گئی ہے ابھی صبح ہی تو انہوں نے روٹیاں بنائی تھیں اپنے ہاتھوں سے خیام اور ہی ــــر کو کھلائیں یہ آخری نوالے شاید وہ خود اپنے بچوں کے منہ میں ڈالنا چاہتیں تھیں۔۔

خیام کے رونے پر باقی لوگ بھی ان دونوں کے دکھوں پر رو پڑے تھے ۔

ہی ــــر کے گلے لگا وہ بچوں کی طرح رو رہا تھا۔

اسکے گلے لگتے ہی ہیر کے سکات وجود میں جیسے جان آ گئی ہو۔

نہیں وہ اکیلی تو نہیں تھی اسکا بھائی تھا جو اسے جان سے پیارا تھا اسکا سہارا اسکے سر کی چادر ابھی سلامت تھی وہ اکیلی تو نہیں تھی۔

آنکھیں چھم چھم برسنا شروع ہو گئی تھی۔

پھر وہ اتنا روئی کہ سب سے سنبھالنا مشکل ہو گیا چیخیں مار مار کر روتی وہ کوئی پاگل ہی لگی تھی۔

خیام نے بڑی مشکل سے اسے بانہوں میں لیا جو قابو میں نہیں آ رہی تھی پھر ماسی رشیداں نے ہی اسے سمجھا بجھا کر چپ کروایا۔

تدفین ک انتظام محلے والوں نے کرنا چاہا لیکن اس نے منع کر دیا اندر سے تین ہزار لے کر اس نے چچا مختیار کو کفن وغیرہ کے لیے دیئے کہ وہ اپنی ماں کو لوگوں کا رحم کھا کر دیا کفن نہیں پہنانا چاہتی تھی یہ تین ہزار بھی س نے ادھار لیے تھے محلے کی انٹی رفیعہ سے جو کمیٹی وغیرہ ڈالتی

تھی اور جسکو کہی سے پیسے نا ملتے اسے انٹی رفیعہ دے دیتی کہ وہ رحم دل خاتون تھیں۔۔

نائلہ کو ان سے بچھڑے دو دن ہو چکے تھے وہ دونوں بہن بھائی چٹائی پر بیٹھے رہتے نا کچھ کھاتے نا پیتے بس غیر مری نقطے پر نظریں جمائے بیٹھے رہتے۔

خیام کا خوبصورت چہرہ کملا کر رہ گیا تھا۔۔۔

نائلہ کا قل کا ختم بھی ہو گیا لیکن ان بہن بھائی میں زندگی کی کوئی رمق نہیں دیکھتی تھی ماسی رشیداں کے سمجھانے پر وہ انہیں ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہتی۔

ہی______ر کی ہن خیام نوں وی گوانا چاہنی اے۔

انہوں نے تلخی سے پنجابی میں ہو چھا۔

جس پر اس نے ہول کر ماسی کو دیکھا۔

ارے اس پر توجہ دو ایسے تو وہ کبھی زندگی کی طرف نہیں آئے گا تم بڑی ہو تمہیں ہی اسے سنبھالنا ہوگا ورنہ ایک دن اسے بھی کھو بیٹھو گئی پھر روتی رہنا۔۔۔۔

ماسی ریشیداں تلخی سے کہہ کر چلی گئیں۔۔۔

ہیر نے کانپتے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔

اللہ نا کرے میں اپنے بھائی کو کھوں ماسی ریشیداں آپ بولنے سے پہلے سوچ سمجھ تو لیا کریں۔۔

وہ چلائی لیکن ماسی ریشیداں تو وہاں سے کب کی چلی گئیں تھیں۔۔

سرعت سے کھڑی ہوتی وہ سیڑیوں کی طرف بڑھی بڑی سے کالی چادر جو گندی ہو چکی تھے ملگجھے سے کپڑے جن پر اتنی سلوٹیں پڑ چکیں تھیں۔

کہ قمیض شارٹ لگنے لگی تھی بال سارے چوٹی سے آزاد ہو کر کندھوں پر اور منہ پر رہتے لیکن اسے ہوش ہی نہیں تھا کسی چیز کا تو وہ کپڑے بال کیسے سنوارتی۔۔

خیام۔۔

چھت پر پڑی چارپائی پر وہ چت لیٹا ہوا تھا آنکھوں میں اداسی تھی، آنکھوں کے گرد سیاہ خلقے پڑ گئے جیسے وہ کتنوں دنوں سے سویا ہی نا ہو

۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

خیام۔۔

دکھتے دل سے اپنے بھائی کی حالت دیکھتی اس بار اس نے زرا اونچی آواز میں اسکا نام پکارا۔۔

خیام نے چونک کر اپنے سراہنے کھڑی آپی کو دیکھا۔

آپی۔

وہ بیٹھتا ہوا حیرت سے بولا کہ آج کتنے دنوں بعد وہ خود سے بولی تھی۔

نہالو میں تب تک تمہارے کپڑے نکالتی ہوں۔۔

اسکے الجھے بالوں میں انگلی سے کنگھی کرتی وہ محبت سے بولی۔

آپی آپ ٹھیک ہو۔

ہی۔۔۔۔ر کا ہاتھ تھامتا وہ کم سن لڑکا فکرمندی سے بولا تھا۔

میں ٹھیک ہوں خیام تم پریشان نا ہو نہا کر فریش ہو جاو تو اپنی کتابیں کھولو میں تب تک تمہارے لیے تمہاری پسند کا کھانا بناتی ہوں۔۔

اسکا سر چومتی وہ اتنے دنوں بعد مسکرا کر بولی۔

خیام بھی مسکرایا۔

ہی۔۔۔۔ر خوش تو اسکا بھائی خوش۔۔

اس نے بھی بہن کے سر پر ہونٹ رکھ کر دل میں سوچا۔

ہی_____ر پھر سے مسکرائی۔

جاو نہالو میں کپڑے نکالتی ہوں تمہارے۔

اسے زبردستی اٹھاتی ہوئی وہ بولی۔

سامنے چھت پر کھڑی نازیہ نے قہر سے دونوں کو دیکھا۔

بھلا یہ کیا بے شرمی پھلار کھی ہے

دونوں نے وہ اسکا سر چومتی ہے تو وہ اسکا ارے سگے بہن بھائی تو نہیں ہیں

نادونوں جوان ہیں اور کھلم کھلا ایک دوسرے کے گلے لگتے ہیں آپ

بات کریں محلے کی بڑے بزرگوں سے آخر کو ہماری ؑبھی بچیاں ہیں کیا سوچیں گئیں وہ ان دونوں کو ایسی حرکتیں کرتے دیکھ کر۔۔

نازیہ نے اپنے شوہر کو کھانا دیتے ہوئے غصے سے کہا اسکا تو کام ہی یہی تھا لائی بجھائی کرنا اور اپنے جیسا کسی کو نا سمجھنا۔۔

—

سفید شفاف سوٹ پہنے سفید ہی موتیوں والی چادر سر پر لیے وہ لڑکی اسے دیکھ کر مسکرائی تھی جب وہ مسکرائی تو اسکی آنکھیں بھی مسکرا اٹھی تھیں ہونٹ اور ناک تو سفید چادر کے پیچھے چھپے ہوئے تھے بس آنکھیں تھیں جو واضع تھیں۔۔

(آپ کہاں ہیں)

وہ لڑکی اسے دیکھتی مسکرا کر پوچھ رہی تھی۔

میں تمہارے سامنے ہی تو ہوں۔

وہ حیرت سے بولا تھا۔

لیکن آپ مجھے دیکھتے کیوں نہیں ہیں۔

وہ لڑکی پریشانی سے پوچھ رہی تھی جس پر وہ بھی پریشان ہوا تھا۔۔۔

ایک دم سے اسکی آنکھیں کھلیں تھیں چہرہ اۓ سی والے کمرے میں بھی پسینے سے تر ہو چکا تھا۔

آخر یہ لڑکی کون ہے؟ اور یہ کیوں اس طرح میرے خوابوں میں چلی آتی ہے!

چہرے سے پسینا صاف کرتا وہ بے تاثر لہجے میں بڑبڑایا تھا۔۔

کچھ دیر ایسے ہی بیٹھا رہا پھر وہ اٹھ کر باہر واک کے لیے نکل گیا۔

سر دار میں بھی آپکے ساتھ چلوں۔

مہرینہ نے اسکے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے اشتیاق سے پوچھا۔

! نو

پاکٹ میں ہاتھ ڈالے وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔

جس پر مہرینہ نے ہونٹ بسورے۔

سر دار پلیز زززلے جائیں نا، مجھے بڑا شوق ہے رات کو واک پر جانے کا۔

اسکے سامنے آتی وہ لاڈ سے بولی۔

اوکے لیکن تنگ مت کرنا۔

سرد لہجے میں بولتا وہ تیز قدموں سے آگے بڑھ گیا مہرینہ بھی فل مسکان ہونٹوں پر لاتی اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔۔۔۔۔

*********''''''''''****'''''''''''''******''''''
—
''''*****

خیام کے سکول جانے کے بعد وہ برتن کچن میں رکھنے کے لیے دھونے لگی تھی جب دروازہ کھٹکھایا گیا تھا۔

نائلہ کو بچھڑے آج دس دن ہو چکے تھے انکی کمی تو پوری نہیں ہو سکتی تھی لیکن جینا تو تھا ہی اور جینے کے لیے سارے کام کرنے پڑتے ہیں چاہے دل کرے یا نا کرے۔۔

ہ دوپٹے سے ہاتھ صاف کر کے اس نے دروازہ کھولا۔

وہ حیرانی سے اپنے محلے کے بڑے آدمیوں اور تین چار عورتیں کو دیکھنے لگی۔

خیریت آپ سب لوگ ایسے۔۔

وہ انہیں حیرت سے دیکھتی بس یہی پوچھ سکی۔

خیریت نہیں ہے ہی ــــــــ ربی بی۔

نازیہ بیگم نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

جس پر ہی ــــــــ ر نے پریشانی سے انہیں دیکھا۔

تم چپ رہو نوید بھائی آپ بات کریں۔

نازیہ کا شوہر اسے ڈانٹ کر چپ کرواتا درمیانی عمر کے نوید سے بولا جو اس محلے میں سب سے زیادہ پیسے والا تھا حقیقی بات ہے جسکے پاس جتنا زیادہ پیسہ ہو وہی معتبر اور عزت دار ہوتا ہے

۔

بات یہ ہے کہ پہلے تم اپنی چاچی کے ساتھ رہتی تھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں تھا ظاہر ہے وہ تمہاری چاچی تھی تم انکے ساتھ رہ سکتی تھی لیکن اب جبکہ تمہاری چاچی بھی فوت ہو چکیں ہیں اور خیام تمہارا سگا بھائی نہیں ہے تو تم دونوں ساتھ نہیں رہ سکتے وہ تمہارا محرم نہیں ہے

ہی ـــــــــــر۔۔

نوید کی بجائے سجاد صاحب بولے تھے جو تقریباً پچاس سال کے ہوں گے۔۔

ہی ـــــــــــر پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھتی جا رہی تھی یہ سب کیا کہہ رہے تھے خیام تو اسکا بھائی تھا وہ دونوں تو بہن بھائی ہی تھے پھر یہ سب کیا کہہ رہے تھے۔

وہ میرا بھائی ہے سگا سوتیلا میں نہیں جانتی میں بس اتنا جانتی ہوں خیام اس دنیا میں میرا اکلوتا سگا رشتہ ہے۔۔

بھرائے ہوئے لہجے میں بولتی آخر میں وہ قطعیت سے بولی تھی۔۔۔۔

نازیہ سمیت سب نے اسے گھورا۔

ناجی ناہماری جوان بچیاں ہیں تمہیں اسکے ساتھ رہنا ہے تو اسکے ساتھ نکاح کرلو ورنہ ہم یہاں بے حیائی نہیں پھیلنے دیں گئے آخر کو اکیلی عورت اور مرد میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔۔

نازیہ نے کہتے ہوِئے غصے سے سر جھٹکا،

ہی۔۔۔۔۔رکا دل زور سے پھٹا تھا یہ آخر وہ کیا کہہ گئیں تھیں کیا انہیں شرم نہیں آئی تھی۔۔

ابھی اسی وقت یہاں سے چلے جائیں میں اپنے گھر میں رہتی ہوں آپ لوگوں کے گھر پر نہیں جو آپ سب کی بیہودہ باتیں مانوں گئی میں بھوکی رہوں ننگی رہوں کبھی آپ لوگوں نے خبر نہیں لی خلانکہ اوپر اللہ کی عدالت میں سب سے پہلے ایک پڑوسی کے ختوق کا حساب ہوگا کبھی خبر لی ہماری،

اور آج آپ لوگ ایک نیا فتویٰ ہم پر لے کر دوڑے چلے آئے وہ میرا بھائی ہے اور میں اسکی نخبہن بس بات ختم آئندہ برائے مہربانی میرے گھر مت آیئے گا۔۔

سپاٹ لہجے میں کہہ کر اس نے ٹھک سے دروازہ بند کیا تھا۔

باہر وہ لوگ اونچی آواز میں اسے بُرا بھلہ کہتے چلے گئے۔۔

آنسو صاف کر کے وہ نائلہ کے کمرے میں چلی آئی انکی چارپائی پر بیٹھ کر وہ زوروقطار رونے لگی تھی۔۔

اونچی آواز میں روتی وہ اللہ سے گلے شکوے کرنے لگی تھی۔

شکر ہے خیام گھر پر نہیں تھا ورنہ اسکے معصوم ذہن پر کیا اثر پڑتا ان باتوں
کا۔۔

نائلہ کی پائنتی پر سر رکھے وہ آنکھیں موند گئیں تھی۔۔

کیا کروں کہاں جاؤں کس سے مدد مانگوں۔۔
چارپائی پر نیم دراز وہ پریشانی سے سوچ رہی تھی،
خیام دوسری چارپائی پر اوندھے منہ سو رہا تھا۔۔
اسے دیکھ کر وہ مسکرائی۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

خیام تمہارے لیے تمہاری آپی کو کچھ بھی کرنا پڑا تو کرے گئی صبح تمہاری فیس ضرور جمع کرواوں گئی وہ نہیں نکالیں گئے تمہیں۔

اسکے سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرتی وہ دھیمے قدموں سے چلتی باہر نکل گئی،

گلیاں سنسان وویران تھی کہ گاوں کے لوگ عموماً جلدی سو جاتے ہیں

۔۔

تنگ گلی سے گزرتی وہ کلمہ طیب کا ورد کرنے لگی تھی کہی سے کتوں کی بھوکنے کی آوازیں اسکے ڈر میں اضافہ کر رہیں تھیں۔۔۔

کسی کسی گھر کے دیوار پر لگا زرد بلب تاریک رات کو کسی حد تک کم کر دیتا تھا لیکن وہاں چھایا سناٹا اسکے دل کو ڈرا رہا تھا۔

تنگ گلی سے وہ کھلی سڑک پر آچکی تھی۔۔

اپنے دھیان میں گزرتی وہ ٹھٹھکی تھی سامنے چوڑے درخت کے نیچے تین چار لڑکے بیٹھے ہوئے تھے جو شاید نشے آور کوئی شے بنا رہے تھے۔

ہی ـــــــــرانکے قریب سے تیزی سے گزری جبکہ وہ لڑکے کام ترک کیے اس لڑکی کو مسکراتی نظروں سے دیکھنے لگے۔

وہ تینوں ہی ایک دوسرے کو اشارا کرتے اس لڑکی کے پیچھے دوڑے تھے۔

انہیں اپنے پیچھے دوڑتے دیکھ کر وہ بھی بھاگنے لگی تھی زرد چہرے پر خوف سے پسینے کے قطرے چمکنے لگے تھے۔۔

اے رک زرا۔۔

ایک لڑکے نے اسکی سفید چادر کو کھینچتے ہوئے آواز لگائی۔

وہ کمزور لڑکی زیادہ بھاگ نہیں سکتی تھی اس لیے انہوں نے اسے ایک ہی جست میں قابو کر لیا تھا۔

وہ تینوں اسکے ارد گرد پھیل گئے تھے۔

اسکے ارد گرد پھیلے وہ اسکے فرار کی ساری راہیں بند کر چکے تھے۔

انہیں پھیلی آنکھوں سے دیکھتی وہ پریشان ہو گئی۔

دیکھیں مجھے جانے دیں میرے پاس تو کوئی پیسے نہیں کوئی زیور نہیں

مجھے جانے دیں پلیززززز،

انکے آگے ہاتھ جوڑے وہ روتے ہوئے بولی تھی۔

وہ تینوں اسے دیکھتے قہقہ لگا گئے۔

پیسے نہیں توں چاہئیے نا سمجھ لڑکی۔۔

ان میں سے ایک اسکی سفید شفاف چادر

کھینچ کر مکروہ لہجے میں بولا۔۔

ہیر کے آنسو آنکھوں میں ہی ٹھٹھرا گئے۔۔

وہ سرعت سے چادر پکڑنے نیچے جھکی جب ایک نے پیچھے سے اسے ٹھڈا مارا تھا وہ ایک جھٹکے سے سڑک پر گری تھی ہاتھوں پر نوکیلے چھوٹے چھوٹے کنکر بہت زور سے چبے تھے۔

اس نے پلٹ کر بھرائی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔۔

دوسرے لڑکے نے اسکی کلائی کو ہاتھ میں جکڑ کر اٹھایا تھا۔

وہ بت بنی انہیں دیکھتی رہی بنا کوئی مزاحمت کیے۔۔

آنکھوں میں آنسو خشک ہو چکے تھے۔

تیسرے لڑکے نے قہقہ لگاتے ہوئے اسکی گردن کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اپنے طرف بڑھتے ہاتھ کو دیکھتی وہ فقط سر نفی میں ہلانے لگی کہ بولنے سمجھنے کی سکت اس میں ختم ہو چکی تھی وہ چھوٹی سی لڑکی تھک چکی تھی دنیا کے ستم سہہ سہہ کر۔۔۔

گردن کی طرف بڑھایا ہاتھ راستے میں ہی کوئی مٹھی میں بھینچ کر روک چکا تھا۔۔

اسکے سامنے آتا وہ قہر بھری نظروں سے سے ان لڑکوں دیکھ رہا تھا جن کے چہروں میں خوف چھا چکا تھا سردار غاذان کو سامنے دیکھ کر۔

معاف کر دیں سردار۔۔

ہاتھ جوڑ کر باقی دو بولے تھے۔

بنا انکی سنے وہ تینوں کو بری طرح پیٹنے لگا تھا وہ ایک سردار کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے نا ہی کرنا چاہتے کہ وہ ایک سردار تھا۔

ہونٹ بھینچے وہ بہت بری طرح انہیں مار رہا تھا انکے ناک منہ سے خون کے فوارے چھوٹ چکے تھے۔۔

آئندہ میری ریاست میں کسی لڑکی پر بری نظر نہیں ڈالو گئے تم۔

انکی آنکھوں پر مکے پر مکہ برساتا وہ پھنکارا تھا انکے چیخنے چلانے کی آوازیں دور تک گئی تھیں۔

مہرینہ نے پہلی بار سردار کا یہ روپ دیکھا تھا وہ حیرت واشتیاق سے اسے لڑتا دیکھ رہی تھی۔

وہ تینوں ہیر کے قدموں میں گرے تھے۔۔

اس نے نیچے گری اسکی سفید چادر اٹھائی اور اسکی طرف بڑھائی۔۔

لیکن اس نے تھامی نہیں ایسے ہی ہاتھ باہنیں چھوڑے وہ پورے قد سے نیچے گری تھی لیکن اسے زمین پر گرنے سے پہلے ہی وہ اسے تھام چکا تھا ۔۔

مہرینہ بھی بھاگ کر اسکے قریب آئی۔۔

یہ تو بے ہوش ہو چکی ہے۔

مہرینہ نے اس لڑکی کو دیکھتے ہوِے پریشانی سے سردار سے کہا۔

وہ تینوں زمین پر پڑے کراہ رہے تھے بنا ان پر نظر ڈالے وہ اس کم سن لڑکی کو بانہوں میں اٹھا گیا تھا۔

مہرینہ نے حیرت سے اپنے سردار کو دیکھا جلدی سے فون نکالا کیمرہ کھولا اور اسکی پک بنائی پھر مسکرائی۔

مہرینہ اسکی چپل اٹھالو۔

وہ پیچھے مڑتا غصے سے بولا۔

جی اٹھاتی ہوں وہ فون میں سگنل چیک کر رہی تھی۔۔

اس نے ناک سکوڑ کر ایک انگلی سے اسکی ٹوئی پھوٹی چپل اٹھا کر سردار کو اپنی صفائی پیش کی تھی۔

تیز قدموں سے چلتا وہ اسے لے کر دور کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔

سردار آپ اسے جانتے ہیں۔۔

مہرینہ نے ہیر کے ساتھ بیٹھتے ہوِے اس سے پوچھا۔

نہیں۔۔۔۔

گاڑی کو ریورس کرتا وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

ہائے! اسے جانتے نہیں تو اسکی اتنی کیئر کر رہے ہیں اگر انکی بیوی ہوتی تو کیا کرتے۔۔۔

مہرینہ نے ہی ـــــــــــــــــــــر کے زردی گھلے چہرے کو دیکھتے ہوئے حسرت سے سوچا۔

؛؛

؛

اسے ہسپٹل ایڈمٹ کرواکر اسکا سارا بل جمع کرواکر وہ ایک نرس کو اسکی نگرانی کے لیے چھوڑتا وہاں سے نکل گیا۔

مہرینہ گاڑی میں تھی اسے آتا دیکھ کر وہ چوکنا ہو کر بیٹھی۔۔

تب ہی وہ چلائی۔۔

سردار بچیں۔۔۔

پیچھے سے ایک آدمی گاڑی روکتا اس ہر فائرنگ کھول چکا تھا۔۔

گولی اسکے بازوں کو چیر گئی تھی وہ اگر نیچے نا بیٹھتا تو وہ گولی سیدھی اسکے دل پر لگتی۔۔

وہ بنا کسی سیکورٹی گارڈ کے نکلا تھا یہ تو ہونا ہی تھا۔

مہرینہ نیچے جھک جاو۔۔۔۔

وہ پسٹل نکالتا مہرینہ سے بولا تھا۔

مہرینہ ڈرتے ہوِے نیچے بیٹھ گئی،

جبکہ وہ پسٹل نکالے گاڑی کے پیچھے ہوتا جوابی کاروائی کرنے لگا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے گارڈز کی گاڑیاں پہنچ چکیں تھیں گاڑیوں سے چھلانگ لگاتے وہ اپنی بندوقوں کے منہ کھول چکے تھے۔

سردار گاڑی میں بیٹھتا مہرینہ کو حیرت سے دیکھنے لگا جو سیٹ سے نیچے اپنے اوپر چادر لیے مرغا بنی ہوئی تھی۔

مہرینہ تم مرغا کیوں بنی ہوئی ہو۔۔۔

اس نے پریشانی سے اسے سیدھا کرتے ہوئے پوچھا۔

ای ی ی۔۔

وہ شرمندگی سے ہنستی ہوئی سیٹ کے اوپر بیٹھی۔

ڈرتی نہیں ہوں میں اصل میں میرے بالوں سے پن نیچے گرگئی تھی تو وہی ڈھونڈ رہی تھی۔

بال ٹھیک کرتی وہ سنجیدگی سے بولی کہ جھوٹ اور بے سروپا باتیں صرف مہرینہ ہی کرسکتی تھی۔

ملی پن۔۔۔۔

اس نے کافی سنجیدگی سے آئی برو اچکا کر پوچھا۔

نہیں شاید میں گھر پر چھوڑ آئی ہوں۔۔

اس نے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا۔

جس پر سردار غاذان نے اسے زبردست گھوڑی سے نواز کر خادم کو دیکھا جو دروازہ کھولے اسکے باہر آنے کے انتظار میں تھا۔

سب کلیئر ہے۔۔

اس نے سرد نظروں سے ارد گرد دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جی سردار سب کلیئر ہو چکا ہے انکے تین ساتھی مارے گئے ہیں جبکہ دو بھاگ گئے ہیں چلیں آئیں ڈاکٹر کے پاس۔۔

خادم نے ہاتھ آگے احترام سے باندھے اسے جواب دیتے ہوئے کہا۔۔

گولی لگے بازو پر ہاتھ رکھے وہ ہسپتال کی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔۔

جبکہ مہرینہ اسکے جانے کے بعد پھر سے اپنی سیٹ سے اتر کر نیچے جھک کر بیٹھ گئی کہ کہی وہ حملہ آور دوبارہ آ گئے تو بس اسی ڈر سے وہ پھر سے مرغا بن گئی حلانکہ اسکی گاڑی کے پا
س دو گارڈز کھڑے تھے لیکن مہرینہ بے چاری کو کون سمجھائے۔۔

—

صبح 6 کا وقت تھا جب وہ رکشے والے کو کرایہ پکڑاتی اپنے گھر جاتی گلی کی طرف مڑ گئی۔۔

قدم گھسیٹ گھسیٹ کر وہ چل رہی تھی اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے ٹانگوں میں سے جان ختم ہو چکی ہو جب صبح اسے ہوش آیا تو سب سے پہلا خیال خیام کا آیا وہ نرسز کے روکنے پر بھی نہیں رکی تھی وہی سے رکشہ پکڑا اور چلی آئی سو روپے اسکی چادر کے پلے کے کونے میں بندھے ہوئے تھے اس نے وہی نکال کر کرایہ ادا کیا اور دھیمے دھیمے قدموں سے چلتی اپنی گلی کے کونے سے ہوتی اپنے گھر کے سامنے آ گئی۔

محلے کی دو تین خواتین نے حیرت سے اسے دیکھا تھا کہ یہ صبح صبح بھلا کہاں سے آ رہی ہے اور حلیہ بھی عجیب سا تھا اسکا۔۔۔

آپی!

خیام دروازے کے باہر ہی کھڑا تھا اسے دیکھتا وہ بھاگ کر اسکے قریب آیا۔

آپی آپ کہاں تھیں میں کب سے آپکو تلاش کر رہا ہوں۔۔

اسے لا کر چارپائی پر بٹھاتا وہ پریشانی سے بولا البتہ نظریں اسکی سوجی ہوئی آنکھوں پر تھیں۔

خیام۔۔

اس نے آہستہ سے اسے پکارا۔

آپی۔

خیام نے اسکے لہجے پر ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔

اگر میں مر گئی نا تو تم یہاں سے کہی دور چلے جانا جہاں صرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوں کوئی غم درد تکلیف نا ہو وعدہ کرو مجھ سے۔۔

اسکے ہاتھ تھامے وہ عجیب سے لہجے میں بولتی خیام کو تڑپا گئی تھی۔۔

آپی!

وہ پیچھے ہوتا چلا یا تھا۔

یہ آپ کیسی باتیں کر رہیں آپکو ابھی بہت سا جینا ہے اور خوشیاں بھی دیکھنی ہیں۔۔

خیام کی آنکھوں میں آنسو آ چکے تھے اسکی حالت دیکھ کر آخر اسکی آپی کے ساتھ کیا ہوا تھا وہ کیوں برسوں کی بیمار نظر آنے لگی تھی۔

خیام اب جینے کو دل نہیں کرتا کاش امی ابو کے ساتھ میں بھی مر جاتی تو کتنا اچھا ہوتا نا میں کیسی بہن ہوں تمہارا خیال بھی ٹھیک سے نہیں رکھ پاتی نا ہی تمہارے سکول کی فیس ادا کر سکتی ہوں اور نا ہی تمہیں تین وقت کا کھانا کھلا سکتی ہوں تو میرا مر جا ہی بہتر ہے نا۔۔

اسکے چہرے پر نظریں جمائے وہ بے بسی سے بول رہی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

خیام اسکے لہجے پر کرنٹ کھا کر دو تین قدم پیچھے ہوا اسے لگا جیسے دل پھٹ گیا ہو جینے کی وجہ مر گئی ہو آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئیں تھیں

--

آپی،

وہ بس یہی کہہ سکا تھا۔

ہیر کی آنکھوں سے آنسو قطار میں بہتے گالوں سے ہوتے اسکی گردن میں آنے لگے تھے۔

خیام آپی کو معاف کر دو،

نیچے دیکھتی وہ پھر عجیب سے لہجے میں بولی تھی کہ خیام ٹھٹھک گیا تھا۔

آخر اسکی آپی ایسی کیوں باتیں کر رہی تھی کیوں اسکا دل چیر رہی تھی

تب ہی دروازے پر زور زور سے دستک ہونے لگی تھی۔

وہ آنسو صاف کرتا دروازہ کھولنے کے لیے بڑھ گیا۔

اسکے دروازہ کھولتے ہی محلے کی چار پانچ عورتیں اور مرد اسے پیچھے کرتے اندر آئے تھے۔

تم باز نہیں آئی اپنے کالے کرتوتوں سے کہاں تھی رات بھر،

بی بی یہ شریفوں کا محلہ ہے یہاں یہ بے غیرتی نہیں چلے گئ سمجھی تم۔۔

نازیہ اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کرتی بھڑک کر چلائی۔۔

خیام نے غصے سے اپنی آپی کی کلائی اس سے چھڑانی چاہی لیکن اسکی پکڑ کافی مضبوط تھی۔

خیام حیرت سے انہیں دیکھتا آپی کو دیکھنے لگا جس کا چہرہ بے تاثر تھا۔

وہ پریشان ہوتا پھر سے اپنی آپی کی کلائی اس موٹی عورت سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگا۔۔

بس بہت ہوا اب تم اس محلے میں نہیں رہ سکتی ارے ماں باپ کیا مر گئے تمہیں تو کھلی چھوٹ مل گئی ہے بے حیائی کرنے کی کل کو ہمارے جوان لڑکوں پر بھی ڈورے ڈالو گئی۔۔

نازیہ کی بہن شازیہ بھی اس معصوم لڑکی پر پھنکاری تھی۔۔

سر جھکائے وہ کھڑی رہی بولی کچھ نہیں کہ اس سے کچھ بولا ہی نہیں جا رہا تھا اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے بس جان نکلنے والی ہو۔۔

بس چپ کر جائیں آپ لوگ اور چھوڑیں میری بہن کی کلائی ہم جو مرضی کریں آپ لوگوں کو کیا تکلیف ہے۔

تیش سے اپنی آپی کو ان سے چھڑا کر سینے سے لگا تا وہ بے حس انسانوں پر چلا یا تھا جن میں رحم نام کی کو ئی چیز نہیں تھی وہ دیکھ نہیں رہے تھے اسکی آپی کی طبیعت کتنی خراب ہے۔

ہیرا اسکے سینے پر سر رکھے خالی خالی آنکھوں سے ان خواتین کو دیکھنے لگی۔

جو ہاتھ نچاتی سب اپنی اپنی بولی میں ان بہن بھائی کو برا بھلا کہہ رہیں تھیں باقی کچھ لوگ چھتوں پر چڑے خاموشی سے تماشا دیکھ رہے تھے ۔۔

ابھی اسی وقت میرے گھر سے دفع ہو جائیں ہم جو مرضی کریں ہماری مرضی گیٹ آوٹ فرام مائے ہاوس۔۔

وہ اس بار پھنکار کر بولا تھا۔

اوئے تمیز سے بات کر سمجھا ورنہ ابھی ایسی مار ماروں گا کہ ماں یاد آجائے گئی بڑا جگا بن رہا ہے۔

نازیہ کا بڑا بیٹا آستین چڑہاتا ہوا غصے سے بولا۔

میرے بھی ہاتھ سلامت ہیں تم ایک مارو گئے میں تمہیں دو ماروں گا سمجھے۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

خیام نے بھی بنا کسی مروت کے تلخی سے کہا۔

ہیر بس سن رہی تھی آنکھوں میں آنسو کی کوئی رمق نہیں تھی وہ خالی تھیں ان میں کوئی تاثر نہیں تھا۔۔

تیری تو۔۔

نازیہ کا بیٹا لپک کر اسکے گال پر زور سے تھپڑ مار چکا تھا۔

ہیر کا دل کرلایا مت مارو میرے بھائی کو۔۔۔

وہ بول نہیں سکی لیکن دل کرلایا تھا۔

خیام بھی آپی کو اپنے پیچھے کرتا اس پر چڑھ دوڑا تھا۔۔

ارے مار واسے ایک تو چوری اوپر سے سینا زوری نازیہ نے دوسرے لڑکوں کو تماشا دیکھتے دیکھ کر دوہائی دی کہ خیام نے لگاتار دو تھپڑ اسکے گال پر برسا دیئے تھے نازیہ کو کہاں منظور تھا اپنے اکلوتے بیٹے کو تھپڑ کھاتا دیکھنا۔

تیوں لڑکے چڑ دوڑے تھے خیام پر۔۔

چھوڑو میرے بھائی کو۔۔

ساکت وجود میں جان پڑ گئی تھی اسے مار کھاتے دیکھ کر۔

شازیہ نے زور سے اسے دھکا دیا تھا وہ لہرا کر چارپائی پر گری تھی۔۔

کچھ لوگوں نے اس پر ترس کھا کر اسکے بھائی کو ان لڑکوں سے زبردستی چھڑایا تھا۔

عورتیں ان دونوں کو بری بری گالیاں نکال کر وہاں سے چلتی بنیں۔

آپی آپ ٹھیک ہو۔۔

زمین سے اٹھ کر وہ آپی کی طرف دوڑا جسکا بی پی شوٹ کر چکا تھا اسکا وجود ایک دم سے ٹھنڈا پڑ چکا تھا ہلدی مائل رنگت ٹھنڈے پسینے وہ کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

مت مارو میرے بھائی کو۔۔۔۔

دھیمے سے بڑبڑاتی وہ آنکھیں موند گئی تھی۔۔

خیام نے ٹھٹھک کر اسکی بند ہوتی آنکھیں دیکھیں ایسے ہی تو اسکی ماں نے بھی آنکھیں بند کیں تھیں۔

نہیں اللہ میری آپی کو کہی مت لے جانا میں زندہ ہی انکی وجہ سے ہوں اگر یہ زندہ ہیں تو میں زندہ ہوں اگر یہ مر گئی تو میں کس کے لیے زندہ رہوں گا نہیں اللہ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔

گھٹنوں کے بل نیچے گرتا وہ ایک دم سے چلایا تھا۔

آخر وہ کس سے مدد مانگتا ان دونوں کا تو اللہ کی ذات کے علاوہ اور کوئی سہارا ہی نہیں تھا۔۔

ایک دم سے اسے سردار غاذان کا دیا ہوا وہ کارڈ یاد آیا۔۔۔

بھاگ کر اندر آیا بیگ کتابوں والی شیلف پر پڑا ہوا تھا بیگ کے اندر بنی زیپ میں ہاتھ ڈال کر بلیک سنہری کارڈ برامد کیا۔۔

کارڈ پکڑ کر باہر آیا آپی کو ٹِھیک سے چارپائی پر ڈالا اور باہر کی طرف بھاگ گیا۔۔

دو گلیاں چھوڑ کر ایک دکان ہر آیا وہاں پڑا فون اپنی طرف کیا اور جلدی سے سردار کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔۔

پہلے پیسے دو پھر نمبر ملانا۔۔

فون والے نے درشت لہجے میں کہہ کر فون اسکے ہاتھ سے چھینا۔

میں دے دوں گا پلیز بس ایک کال۔

اسکے روئی آنکھوں پر اس آدمی نے ترس کھا کر فون اسے پکڑا دیا۔

اسکا شکریہ ادا کرتا وہ پھر سے سردار کا نمبر ملا گیا۔۔

''''''''''''''''''''''''''''''''''_________''''''''''''''''''''''''''''''_______

''''''''''''''''''''''''''''''''''_______''''''''''''''

بلیک کافی کا مگ پکڑے وہ بالکنی میں کھڑا فریش سالگ رہا تھا ہاف سلیوز سے جھانکتے مسلز اسکی مضبوط جسامت کے گواہ تھے۔

بائیں بازو پر ڈریسنگ کی ہوئی تھی۔۔

بلیک شرٹ بلیک ہی تنگ جینز میں وہ بے حد ہینڈ سم لگ رہا تھا۔

ٹوں ٹوں۔۔۔

اسکے موبائیل پر ایک بار رنگ ہوئی پھر سے بند ہو گیا۔

سر جھٹکتا وہ سامنے کی طرف دیکھتا ہوا کافی کے سپ لینے لگا۔۔

پھر سے فون پر رنگ ہوئی تھی۔۔۔

مگ ریلنگ پر رکھتا وہ پاکٹ سے فون نکال کر نمبر دیکھنے لگا جو ان نون تھا۔

تین چار بیلز پر اس نے ضروری کال نا ہو سمجھ کر کان سے لگالیا۔۔

ہیلو کون؟

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

میں خیام سجاد۔۔۔

وہ گلہ تر کرتا بھرائے ہوئے لب و لہجے میں بے قراری سے بولا۔

کون خیام سجاد؟

وہ لاپرواہی سے بولا کہ وہ اس کم سن لڑکے کو بھول چکا تھا۔۔۔

خیام نے لب بھینچ کر اللہ سے مدد کی اپیل کی پھر گہرا سانس لے کر اسے بتانے لگا کہ کیسے اسکی ملاقات خیام سے ہوئی تھی اور اس نے اسے اپنا پرسنل نمبر دیا تھا۔

اوہاں یاد آگیا اصل میں دن میں کافی لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے تو بہت سے بھول جاتا ہوں ڈونٹ مائنڈ۔

اس نے شائستگی سے معذرت کی۔

آپ میری مدد کریں سردار خدا اور اسکے رسول کے بعد صرف آپ سے مدد کی امید ہے پلیز میری مدد کریں مجھے میری آپی کو ہسپٹل لے کر جانا ہے لیکن میں اکیلا کہیں نہیں جا سکتا آپ میری مدد کریں سردار آپکو اللہ اور اسکے رسول کا واسطہ ہے انکار مت کریئے گا۔

وہ ایک دم سے رونے لگا تھا کہ دکاندار حیرت سے اسے روتا اور اسکے منہ سے سردار کا نام سن رہا تھا۔۔

سردار غاذان نے حیرت سے کم سن لڑکے کی آواز کو سنا جس میں درد کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا تیمور خانم مری گئے ہوئے وہ اس لڑکے کی مدد کرنے جا سکتا تھا ورنہ تیمور صاحب کبھی نا جانے دیتے۔۔

ایڈریس لکھواؤ۔۔۔

فون کندھے میں رکھے وہ والٹ کو پاکٹ میں رکھتا کیز اٹھانے لگا۔۔

ایڈریس غور سے سنتا فون بند کرتا وہ باہر کی طرف تیز قدموں سے بھرا تھا۔۔

شائنہ مسکراتی ہوئی اسکے راستے میں آئی۔۔

سردار آپ۔۔۔۔۔

لیکن وہ اسکی بنا کوئی بات سنے اس لڑکے کی مدد کے لیے بھاگ گیا تھا کہ وہ اس لڑکے کی امید کو خالی نہیں لٹانا چاہتا تھا پتا نہیں کتنی مشکل میں تھا وہ کم سن لڑکا۔۔

گاڑی میں بیٹھتا وہ اپنے پیچھے گارڈز کو آنے سے منع کر گیا تھا جبکہ خادم نے جلدی سے گاڑی کو اسکے بتائے ہوئے راستے پر ڈالی۔۔۔

سردار میں جاتا ہوں۔۔

وہ تنگ گلیاں دیکھ کر سردار سے بولا کہ گلیاں گندی بھی تھیں۔۔

تو مجھے خود جانا ہو گا۔۔۔

وہ ماسک لگا کر کہتا ہوا تیز قدنوں سے آگے بڑھا کہ لوگ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اپنے سردار کو اپنی گلیوں میں دیکھ رہے تھے۔۔

خیام گلی میں ہی تھا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سرادر کو دیکھ کر وہ بھاگ کر سرادر غاذان کے گلے لگا تھا۔

لوگوں نے تو حیرت سے انگلیاں دانتوں میں دبالیں تھیں۔۔۔

کہاں ہے تمہاری آپی۔۔

وہ اس کم سن لڑکے کے آنسو صاف کرتا ہوا بولا۔

اندر ہیں وہ۔

اندر کی طرف اشارا کرتا وہ تین چار سیڑیاں چڑتا اس لڑکے کے صحن میں آچکا تھا صحن میں بچھی چار پائی پر وہ لڑکی ہاتھ پیر چھوڑے پڑی ہوئی تھی اسکے پاس آتا وہ ٹھٹھک کر رکا کہ یہ لڑکی تو ہسپٹل میں تھی پھر یہ کیسے !

وہ ساکت ہوا تھا۔

پھر سر جھٹکتا ہوا اسے بانہوں میں اٹھاتا باہر کی طرف تیز قدموں سے بڑھا کہ اس لڑکی کی سانسیں بہت کم رہ گئیں تھی انہیں جلدی پہنچنا تھا ورنہ لڑکی ختم ہو سکتی تھی۔۔۔

خادم نے ٹھٹھک کر اپنے سردار کو دیکھا کسی غیر لڑکی کو بانہوں میں اٹھانا یہ کیسا منظر تھا وہ حیرانی کو پیچھے دھکیلتا انکے پیچھے دوڑا۔۔
گلی کے لوگ گھر سے باہر اپنے دروازوں میں کھڑے حیرت و تجسس سے یہ منظر دیکھ رہیں تھیں بھلا ایسے کیسے ہو سکتا تھا نہیں یہ سردار نہیں ہو سکتے سردرا نے منہ پر کالا نقاب پہن رکھا تھا لیکن اسکے خاص خادم جو سب پہچانتے تھے کہ یہ خادم سردار کا خاص بندا تھا جو ہمہ وقت سردار کے ساتھ رہتا ہے بھلا سردار کا ہیر سے کیا رشتہ ہو سکتا تھا نہیں یہ کوئی اور ہے۔۔

ں مازیہ نے پریشانی سے سر جھٹکا بھلا سردار غ ـــــ اذان تیمور کہاں اور کہاں یہ ہی ـــــــــــ ر۔۔۔

ـــ

ہسپٹل میں پہلی فرصت میں ڈاکٹرز نے اسے آئی سیو میں شفٹ کیا تھا ۔۔

سردار نے یہاں بھی ماسک کو اتارا نہیں تھا اس لیے کسی نے اسے پہچانا نہیں کہ وہ خادم کو باہر ہی رہنے کا کہہ آیا تھا۔۔

خیام نے نم آنکھوں سے شیشے کے دروازے کے پار اس نالیوں میں جھکڑے وجود کو دیکھا جو اسکے جینے کی وجہ تھی جو اسکا واحد رشتہ تھی جو

اسے خود سے بھر کر چاہتی تھی وہ آج نالیوں مشینوں میں جھکڑی اس کے غم زدہ وجود سے غافل تھی۔

سردار نے اسکے کندھے پر تھپکی دی تھی۔۔

سردار یہ بچ جائیں گئی نا۔

اس نے اسکی طرف روخ موڑتے ہوئے آس لیے لہجے میں پوچھا۔

اللہ بہتر کرے گا خیام حوصلہ رکھوبی بریو۔۔۔۔۔

وہ سنجیدگی سے بولتا باہر آتے ڈاکٹرز کی طرف بڑھا۔

How she is ?

وہ لگاتار بجتے فون کو بند کرتا ڈاکٹر سے بولا۔۔

انکا بی پی خطرناک حد تک شوٹ کر گیا تھا جس کا اثر انکے دماغ پر پڑا ہے انکی جان چلی جاتی اگر آپ آدھا گھنٹہ لیٹ ہو جاتے ابھی ہم ٹھیک سے کچھ کہہ نہیں سکتے بس اللہ سے دعا کریں۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ڈاکٹر سنجیدگی سے کہہ کر آگے بڑھا گیا۔۔

جبکہ خیام میں کچھ بھی سننے سمجھنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔

وہاں رکھی کرسوں پر بیٹھ کر دونوں ہاتھ منہ پر رکھے وہ زار و قطار اونچا اونچا روتا آتے جاتے لوگوں کو حیرت میں ڈال گیا تھا۔۔

سردار نے افسوس سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

آپی میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتیں ہیں،

نہیں وہ کہی نہیں جائیں گئی اللہ جانتا ہے میرا انکے علاوہ کوئی نہیں وہ میری آپی کو مجھ سے دور نہیں کرئے گا۔

روتا ہو وہ مسلسل بول رہا تھا۔

سردار نے پہلی دفع اتنا دکھ درد کسی لڑکے کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

غازان نے اسکے سر پر شفقت و ہمدردی سے ہاتھ رکھا۔۔

مسلدل بجتے فون کو آن کر کے وہ ایک سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔

سردار غاذان کہاں ہو تم؟

تیمور صاحب نے طنز سے دانت پیس کر بیٹے سے پوچھا۔۔

یہی گھر پر ہوں کیوں خیریت۔۔

اس نے ماتھا مسلتے ہوئے پوچھا۔

جھوٹ کب سے بولنا شروع کر دیا ہے تم نے میں گھر پر ہوں میرے

بیٹے اور

تمہارا انتظار بھی کر رہا ہوں پریس میں جانے کے لیے کیا آپ گھر آنا پسند

کریں گئے۔

تیمور صاحب کے طنز پر وہ

ہلکی مسکان سے مسکرایا۔

آئی ویل کم ڈیڈ۔۔

مسکراتے لہجے میں کہتا وہ خیام کی طرف آیا۔۔

خیام مجھے اب چلنا ہوگا اصل میں مجھے ایک پریس میں جانا ہے تمہارے پاس میرا نمبر ہے کسی بھی چیز کی ضرورت ہوئی مجھے کال کر لینا اور ہاں پریشان نا ہونا تمہاری آپی ان شاءاللہ ٹھیک ہو جائیں گئی۔۔۔

اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر وہ سنجیدگی سے بولتا وہاں سے تیزی سے نکل گیا کہ اس نے جو پریس والوں کو ٹائم دیا تھا اسکو گزرے آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا اس لیے وہ بھاگا تھا کہ اسے کسی کو انتظار کروانا اچھا نہیں لگتا تھا۔۔۔

خیام اکیلا ہی ساکت بیٹھا رہ گیا۔۔

دیوار سے سر ٹیکتا وہ سسکنے لگا تھا کہ ایک بہن ہی تو تھی سب کچھ اور آج وہ بھی اسکے وجود سے بیگانہ پڑی زندگی و موت کے درمیان جھول رہی تھی۔

سیڑیوں پر بیٹھی وہ سخت غصے میں تھی سردار غاذان کی اتنی ہمت وہ مجھے اگنور کرے سردار ایک بار شادی ہو جائے پھر آپکو بتاوں گئی میں۔۔

دانت پیستے ہوئے وہ بڑبڑائی تھی۔۔۔

تب ہی وہ چونکی،

مسکراتی ہوئی مہرینہ اسکے پاس بیٹھی تھی۔

کیا بات ہے۔۔

اپنی طرف اسے مسکراتا دیکھ کر وہ طنز سے بولی۔۔

کچھ نہیں بس آج مسکرانے کو دل کر رہا ہے بلکہ قہقہ پر قہقہ لگانے کو دل کر رہا ہے کسی کی شکل دیکھ کر۔

وہ ہونٹ دانتوں میں دبائے مسکرا کر بولی۔

شٹ اپ جاو یہاں سے۔

سر پر دوپٹہ ٹھیک سے جماتی وہ پھنکاڑی۔۔

" آج میں اوپر زمانہ ہے پیچھے "

سیڑیوں پر کھڑی ہوتی وہ لہرا کر بولی تھی۔

شائنہ کھڑی ہوتی ایک دم سے اسکا بازو پکڑتی ہوئی اسے سخت گھوری سے گھورنے لگی۔

مسلہ کیا ہے تمہارے ساتھ ہاں۔۔

وہ تلخی سے بولی۔۔

شائنہ تم میری کزن ہو اور مجھے اچھی لگتی تھی لیکن تم نے مجھ سے میرا خواب چھین لیا تم نے مجھے باہر سٹڈی کے لیے نہیں جانے دیا تم نے مجھے میڈیا میں نہیں آنے دیا تم نے مجھے شہر میں پڑھنے نہیں دیا تم ہمیشہ

میرے راستے میں آئی پتا نہیں تمہیں کس بات کی احساس کمتری تھی کہ تم نے مجھے کچھ بھی پڑھنے نہیں دیا کچھ بننے نہیں دیا اب میرا بھی فرض بنتا ہے تمہیں ٹارچر کرنے کا۔۔۔

لب دبائے وہ سنجیدگی سے بولی۔

شائنہ مسکرائی۔۔۔

تم شائنہ کے برابر نہیں آسکتی مہرینہ چاہے تم کچھ بھی کرلو۔

شائنہ اسکے برابر آتی ہوئی فخر سے بولی کہ مہرینہ اسکے برابر کچھ بھی نہیں تھی۔

مہرینہ نے طنز سے سر جھٹکا۔

تمہارے برابر میں نہیں کوئی اور آئے گا۔

موبائیل میں انگلیاں چلاتی ہوئی وہ تجسس سے بولی۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔

شائنہ نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

اس نے مسکرا کر فون اسکے سامنے لہرایا۔۔

شائنہ نے ٹھٹھک کر اسکے ہاتھ سے موبائیل چھین کر غور سے دیکھا۔

سردار غاذان کا چہرہ واضع تھا جبکہ لڑکی کا چہرہ اسکے سینے میں تھا جس سے اس لڑکی کا چہرہ کچھ واضع نہیں تھا۔

اس نے فق ہوتے چہرے سے اس تصویر کو دیکھ کر مہرینہ کو دیکھا جو ہلکی مسکان چہرے پر سجائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

میں نہیں یہ لڑکی تمہارے برابر آئے گئ دیکھنا تم۔۔

موبائیل اسکے ہاتھ سے چھین کر کہتی اسے تپا کر چلتی بنی۔۔

شائنہ نے گہرے گہرے سانس لے کر اس تصویر کو زہن کے پردوں سے جھٹکنا چاہا لیکن وہ تصویر اسکے زہن سے چپک چکی تھی۔

سر ادر آپ مجھے دھوکا نہیں دے سکتے آپ کی بیوی بننے کا حق صرف اور صرف شائنہ خانم کو ہے سنا آپ نے۔۔

گہرے گہرے سانس لیتی وہ جنتے زور سے چلا سکتی تھی چلائی، آنکھوں میں چنگاریاں سی بھڑکنے لگی تھی۔

تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گئ لڑکی تمہاری ہمت کیسے ہوئی شائنہ خانم کے سر درا پر نظر ڈالنے کی انہیں چھونے کی موت سے بد تر سزا دوں گئ تمہیں موت سے بد تر سنا تم نے۔۔

کمرے میں آتی ہر چیز کو تہس نہس کرتی وہ چیخ کر بولی تھی۔۔

—

آج دو دن ہو چکے تھے اسکی آپی کو ہسپتل میں۔

ہسپتل کافی مہنگا تھا لیکن اسکا سارا خرچہ سردار نے اٹھایا ہوا تھا وہ جب سے گیا تھا لوٹ کر نہ ہی آیا تھا کہ وہ ایک بزی بندا تھا اسے اپنے لیے بھی وقت نہیں ملتا تھا تو ہسپتل کیسے چکر لگاتا۔۔

ہیر کو ایک دو بار ہوش آیا تھا لیکن پھر سے وہ غنودگی میں چلی جاتی خیام کا کتنا دل تھا اس سے بات کرنے کا لیکن وہ پوری طرح ہوش میں ہی نہیں آئی تھی بات کیسے کرتی۔

تیسرے دن جا کر اسے پوری طرح ہوش آیا تھا خیام کو دیکھ کر اسکی آنکھیں تیزی سے پانی سے بھرنے لگی تھیں۔۔

خیام خود پر ضبط کے پہرے بٹھاتا بڑی مشکل سے مسکرایا۔۔

آپی آپ ٹھیک ہیں۔۔

خیام اسکی آنکھوں سے نمی چنتا دھیمے سے بولا۔

تم ٹھیک ہو! کھانا کھایا۔

دھیمے لہجے میں اسکا ہاتھ تھامتی وہ فکر مندی سے بولی۔

خیام نے ضبط کے پہرے لاکھ بٹھائے تھے لیکن آنکھیں پھر بھی تیزی سے نمی چھلکانے لگیں تھیں۔

نہیں آپ ہوتی تو کچھ کھلاتی نا۔

اسکے سر پر ہونٹ رکھتا وہ بھرائے لہجے میں کہتا ہیر کو دکھ سے دوچار کر گیا۔

خیام جاو کھانا کھا کر آو اپنی آپی کے لیے کھا آو۔۔

اس نے شفقت و محبت سے چور لہجے میں اپنے بھائی کو آس سے کہا۔

Zubi Novels Zone

کھالیتاہوں تھوڑی دیر تک۔

گہرا سانس لیتا وہ سنجیدگی سے بولا۔

خیمی تم اتنے مہنگے ہسپٹل کیوں چلے آئے بل کہاں سے دیں گئے ہم۔

ہیر نے پریشانی سے ہونٹ دانتوں سے کچلتے ہوئے کب سے دل میں

مچلتا سوال آخر پوچھ ہی ڈالا۔۔۔

سردار غاذان آپکو یہاں لے کر آئے تھے میں نہیں اور یہاں کا سار بل

وغیرہ بھی انہی نے دیا ہے۔

خیام کھڑا ہوتا اسے بتا رہا تھا سردار کے نام پر بیمار ہیر کا دل زوروں سے

دھڑک اٹھا تھا۔

خیام تم نے ان سے اتنے پیسوں کی مدد کیوں لی۔

اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے خیام سے پریشانی سے پوچھا۔

آپی کہاں جاتا انکے علاوہ ہماری کوئی مدد نہیں کرتا میں جانتا ہوں آپ فکر نا کریں جب میں پڑھ لکھ کر اچھی پوسٹ پر ہوں گا تو سب سے پہلے انہی کا قرض لوٹاوں گا ڈونٹ وری آپ فکر نا کریں۔

وہ دھیمی مسکان ہونٹوں پر سجاتا ہوا بولا۔۔۔

ہیر اپنے بھائی کو دیکھ کر مسکرائی۔

اوف شکر ہے اللہ کا جس نے ہیر آپی کو ایک نئی زندگی بخشی ہے۔۔

کینٹین کی طرف بڑھتا وہ تشکر کی سانس خارج کرتا ہوا بولا۔۔۔

ہیر نے آج ڈسچارج ہو جانا تھا۔

آپی میں آپکو اس محلے دوبارہ نہیں لے کر جانا چاہتا۔

خیام نے چادر سر پر اڑاتی اپنی بہن سے قطعیت سے کہا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

توکہاں جائیں گے ہم، خیام ہمارا اس گھر کے علاوہ اور کوئی جائے پناہ بھی
تو نہیں ہے اور نا ہی اتنے پیسے ہیں کہ کسی کرائے کے مکان میں رہ لیں
میرے بھائی ہمیں وہی رہنا پڑے گا اسی محلے میں۔۔

شیشے کا ڈور کھولتے سردار کے ہاتھ وہی ساکت ہوئے تھے۔۔

آپی ہم وہاں کیسے جا سکتے ہیں جہاں آپکو برا بھلا کہا گیا ہو، آپکی بے عزتی
کی گئی ہو آپکو موت کے منہ میں لے جانے والے وہی محلے والے تھے
میں ان لوگوں کو دوبارہ نہیں دیکھنا چاہتا۔۔

قطعیت سے کہہ کر وہ سنگل صوفے پر بیٹھ گیا۔

تو ہم کہاں جائیں گئے، کیا کوئی پناہ گاہ ہے ہماری۔

گہری سانس لیتی وہ پریشانی سے بولی۔

پتا نہیں کہاں جائیں گئے لیکن اس محلے میں آپکو آپکا بھائی نہیں لے کر جائے گا بس بات ختم۔۔

بات ختم کرتا وہ پریشانی سے کچھ سوچنے لگا۔

آپی آپکی شادی کر دوں گا میں بہت جلد۔

اسکے سنجیدگی سے کہنے پر وہ بے ساختہ ہنس پڑی تھی۔۔

لڑکا کہاں سے لاؤ گے۔۔

مسکراہٹ ضبط کرتی وہ سنجیدگی بھرے لہجے میں بولی۔

مل جائے گا لیکن آپی کاش سردار غاذان جیسا کوئی ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا میں پہلی فرصت مِن آپکی شادی کر دیتا۔۔

خیام کے کہنے پر وہ ساکت سی اسے دیکھنے لگی باہر کھڑے سردار نے سنجیدگی سے اس لڑکے کو دیکھا تھا پھر اس لڑکی کو جس کا چہرہ ابھی بھی ہلدی مائل تھا نقوش میں گھلی زردی اسے بیمار ظاہر کرتے تھے۔

اسے ان دونوں پر بے انتہا ترس آیا تھا۔۔

کچھ سوچتا ہوا وہ دروازہ دھکیلتا اندر آیا تھا۔۔۔

تیمور خانم نے حیرت سے اخبار کے اس ٹکڑے کو دیکھا جس کے پہلے صفے پر بہت بولڈ انداز میں انکے سردار بیٹے کی تصویر ایک لڑکی کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔

ایک جگہ وہ اس لڑکی کو گود میں اٹھائے ہوئے تھا تو دوسری جگہ وہ اس لڑکی کی طرف ہاتھ بڑھائے ہوئے تھا۔۔۔

وہ حیرت سے اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے۔۔

ڈیئر ریڈرز آپ لوگ کمینٹ تو کرتے نہیں پھر میرا قسط پوسٹ کرنے کو دل بھی نہیں کرتا

گڈ ایوننگ۔۔

اسکی بھاری گھمبیر آواز پر وہ دونوں حیرت سے دروازے کی جانب دیکھنے لگے تھے۔

ہیر نے سرعت سے شانے پر پڑا دوپٹہ ٹھیک سے سر پر جمایا،

جبکہ خیام حیرانی سے کھڑا ہوتا اپنے سردار غاذان کی طرف بڑھا تھا۔

کیسے ہو خیام۔

اس نے سنجیدگی سے پوچھا پیچھے اسکا خاص ملازم خادم تھا وہ آج بھی چہرے پر بلیو کلر کا ماسک لگا کر آیا تھا کہ وہ کوئی ہنگامہ نہیں چاہتا تھا لیکن ہنگامہ تو بن چکا تھا جس سے وہ ابھی انجان تھا۔

ہم ٹھیک ہیں سردار! شکریہ ہماری بھرہور مدد کرنے کے لیے۔

اسکے سامنے سر جھکا کر وہ عقیدت سے بولا تھا،

غاذان سنجیدگی سے اسکا کندھا تھپکتا ہیر کی طرف بڑھا تھا جس پر اس کے دل نے ایک الگ ہی قسم کی لے بدلی تھی۔۔

آپ کیسی ہیں۔

اسکے چہرے کو دیکھتا وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

میں ٹھیک ہوں۔

اپنے ہاتھوں کو دیکھتی وہ نروس لیے انداز میں بولی۔

وہ سر ہلا کر خادم کو کچھ اشارا کر گیا۔

خیام آج سے تم میرے ساتھ رہو گئے تم نے صرف یہ کرنا ہے میری ساری میٹنگز انٹرویوز تم نے دیکھنے ہیں اور تمہاری جاب سٹارٹ ہو گئی دوپہر چار بجے سے لے کر رات آٹھ بجے تک کیا کرو لو گے یہ کام۔

وہ آنکھوں میں سنجیدگی لیے اس سے پوچھ رہا تھا جبکہ وہ بہن بھائی حیرت سے اسے دیکھنے لگے یہ وہ کیا کہہ رہا تھا کیا جو انہوں نے سنا تھا وہ سچ تھا یا صرف ایک خواب۔۔

سردار آپکے ساتھ کام۔

وہ حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

کرو گئے۔

اس نے اس بار آنکھوں میں مسکراہٹ لیے پوچھا۔

جبکہ وہ سردار کے ہاتھ تھما کر نم آنکھوں سے لگا گیا کہ اسے اللہ نے انکے لیے فرشتہ ہی بنا کر بھیجا تھا جو ان دونوں کی ہر پریشانی میں انکی مدد کرنے

چلا آتا تھا وہ کیسا سردار تھا وہ دونوں بہن بھائی سمجھ نہیں سکے کہ پہلے بھی

تو کافی لوگ سردار رہ چکے تھے کسی نے ایسے غریبوں کی مدد نا کی ہو گئی

--

کل آجانا اوکے اور ہاں تم اپنی بہن کو لے کر اس گھر میں چلے جاو یہ میرا

گھر ہے تم دونوں وہاں سیور ہو گئے جب تک خیام اپنا گھر نہیں لے لیتا

تب تک وہاں رہ سکتے ہو آپ لوگ اوکے --

بھاری آواز میں کہہ کر بنا نکی کچھ سنے وہ وہاں سے تیزی سے نکلا تھا کہ

باپ کی کال پر کال آرہی تھی --

خیام پتہ ہاتھ میں پکڑے حیرت سے اس دروازے کو دیکھ رہا تھا جہاں

سے وہ گیا تھا۔

آپی یہ سردار کیا۔

اس سے کچھ بولا ہی نا گیا ہیر نیچے والا ہونٹ اوپر والے ہونٹ کے نیچے دبائے خود حیرت میں تھی۔۔

خیام ہم کیسے وہاں جا سکتے۔۔

ہیر پریشانی سے بولی۔۔

جبکہ وہ مسکرا کر رہ گیا۔۔

آپی ہم نئے گھر میں رہیں گئے، کوئی ظالم دیو نہیں ہو گا وہاں! جو ہماری مرضی ہو گئی وہ کریں گئے کتنا مزہ آئے گا نا آپی۔۔۔

خیام ایکسائٹمنٹ سے بولے جا رہا تھا خیام کے چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ کو دیکھتی اسکے سوکھے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ رینگ گئی۔۔

وہ جیسے ہی گھر آیا سب افراد کو لاونج میں بیٹھے دیکھ کر وہ تشویش زدہ ہوا تھا۔

کچھ رشتے دار بھی تھے اور تو اور ریاض خانم (شائنہ کے فادر) بھی وہاں غصے سے بیٹھے ہوئے تھے۔

اسکے آنے پر سب کھڑے ہوئے کہ سردار چاہے کس عمر کا ہی کیوں نا ہو اسکے آنے ہر تعظیم سے اٹھا جاتا تھا۔۔

داور نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

سب خیریت ہے۔

اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

یہ پڑھو۔۔

تیمور خانم نے اخبار اسکی طرف بڑھاتے ہوئے غصے سے کہا۔

Zubi Novels Zone

انہیں ایک نظر دیکھتا وہ پیپر انکے ہاتھ سے لے کر نظر دوڑاتا چونکا تھا۔

پھر انہیں دیکھتا اخبار کے ٹکڑے کو نیچے پھینک دیا۔

تو !

اس نے آئی بر واچکا کر بھاری آواز میں لاپرواہی سے پوچھا۔

سردار یہ آپکا مصر نہیں یہ پاکستان ہے جہاں ایسی چیزوں پر سکینڈلز بنتے ہیں کیا آُپ نہیں جانتے آپ ایک سردار ہیں آپکو سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہوگا۔

اس بار ایک بزرگ آدمی اسکے لاپرواہ سے انداز پر سنجیدگی سے اسے ٹوکنے لگے تھے۔

او پلیز میں ان چیزوں کو سمجھتا ہوں اس لیے مجھ سے بازپرس نا کی جائے تو بہتر ہوگا۔

وہ اس بار کافی غصے سے بولا تھا اسے کب گوارہ تھا کوئی اس سے سوال و جواب کرے یا ٹوکے۔۔

سردار غاذان یہ لڑکی کون ہے کیا آپکی گرل فرینڈ ہے یا کوئی رکھیل جسے آپ سڑکوں پر گود میں اٹھائے گھوم رہے ہیں۔۔

ریاض خانم کافی تیکھے لہجے میں بولے تھے۔

غاذان کا چہرہ سرخ پڑا تھا ریاض خانم کی بات پر۔۔

منہ سنبھال کر باتیں کریں شکر کریں آپ مجھ سے بڑے ہیں ورنہ اب تک میں یہ بولنے والا کا منہ توڑ دیتا اس لڑکی کو مدد کی ضرورت تھی میں نے کر دی اب جسکو جو سوچنا ہے سوچے آئی ڈونٹ کیئر میں تھک چکا ہوں آرام کرنا چاہتا ہوں سو گڈ نائٹ ایوری ون۔۔۔

سپاٹ لہجے میں کہتا وہ وہاں سے نکل گیا تھا پیچھے وہ سب حیرت زدہ سے بیٹھے رہ گیے اوپر کھڑی خواتین بھی حیران سی اسے دیکھتی رہ گئیں۔

شائنہ کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا آپ نے میرے باپ کی بے عزتی کی ہے سردار آپ نے اچھا نہیں کیا۔

وہ ضبط کے مارے ہونٹ کاٹ کر رہ گئی۔

واوا آپی اتنا خوبصورت گھر۔۔

باہر سے عام دیکھنے والا گھر اندر سے کسی عالی شان بنگلے سے کم نہیں تھا۔

یہ سردار کا پرسنل کاٹیج تھا لیکن وہ نہیں جانتا یہ گھر ان دو بے سہاروں کو دے کر وہ اپنے اوپر بدنامی لکھنے والا ہے۔

ہیر نے گھر کی ہر چیز کو چھو کر دیکھا کہ کہی وہ خواب تو نہیں دیکھ رہی۔

Zubi Novels Zone

آپی آپ کونسا روم لیں گئ۔

خیام نے ایکسائٹمنٹ سے پوچھا۔

جو تم کہو گئے وہی لے لوں گئ۔

وہ کرسی پر بیٹھ کر بولی کہ کمزوری کی وجہ سے زیادہ دیر اس سے کھڑا یا چلا نہیں جاتا تھا۔۔

ہم دونوں ساتھ ساتھ والے روم لے لیتے ہیں رات کو ایک دوسرے کی کبھی ضرورت بھی تو پڑ سکتی ہے۔

خیام کچھ سوچتا ہو بولا

وہ بے دھیانی میں سر ہلا گ ئی۔

خیام لگتا ہے یہ گھر کافی عرصے سے بند ہے دیکھو نا کتنی مٹی اور جالے ہیں۔

وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی پریشانی سے بولی۔

آپی میں صاف کر دوں گا آپ آرام کریں۔۔

وہ شرٹ کے بازوں اوپر کرتے ہوئے اسکے خیال سے بولا۔

وہ جواباً چپ رہی کہ اس سے کام وغیرہ واقعے نہیں سکتا تھا۔

ہیر ارد گرد دیکھتی ہوئی پریشان تھی کہ یہ گھر کافی بڑا تھا اور ویران بھی کیا وہ اکیلی رہ لیا کرے گئی جب خیام سکول اور جاب پر چلا جایا کرے گا آس پاس تو کوئی گھر بھی نہیں تھا۔۔

ہونٹ بھینچے وہ اٹھ کر بیٹھ کر ہی ڈسٹنگ کرنے لگی کہ اتنا کام خیام اکیلا نہیں کر سکتا تھا۔۔

مہرینہ نے اسے کافی کا کپ پکڑا کر اسے دیکھا جو بے تاثر چہرے سے لیپ ٹاپ گود میں رکھے کوئی میل وغیرہ پڑھ رہا تھا۔

مہرینہ کوئی کام ہے۔

وہ بنا اسکے چہرے کو دیکھتا کافی غصے سے بولا۔

نہیں تو !

وہ بھوکھلا کر کہتی اسکے کمرے سے بھاگی تھی کہ آج کل سردار کا موڈ بہت آف تھا یہ نا ہو وہ اسے ہی ڈانٹ دے۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

شائنہ غصے سے گھر چلی گئی تھی اسکے ماموں اور مامیوں نے کافی روکنے کی کوشش کی لیکن وہ نا رکی۔۔

باہر آکر موبائیل نکال کر وہ ارد گرد کی تصویریں وغیرہ لینے لگی تھی جب ایک نیا چہرہ اسکے فون میں کیپچر ہوا تھا۔۔

وہ حیرت سے موبائیل سے نظر ہٹا کر اس نئے کم عمر لڑکے کو دیکھنے لگی۔

جو وائٹ شرٹ اور بلیو پینٹ میں تھا ایک کندھے سے بیگ گزار کر کمر پر ڈالا ہوا تھا وہ لڑکا کافی خوبصورت تھا۔

وہ حیرت سے اسے دیکھتی اسکے آگے بازو کر گئی تھی۔

وہ اسے ناسمجھی سے دیکھنے لگا۔

مہرینہ نے جواباً سوالیہ آئی بر واچکائے۔

جی !

وہ پریشانی سے بولا۔

کون ہو تم اور یہاں کہاں منہ اٹھا کر چلے آرہے ہو کیا تم نہیں جانتے یہ سردار محل ہے یہاں کسی کو آنے کی ضرورت نہیں۔

وہ ناک کے نتھنے پھیلاتی کافی غصے سے بولی۔

خیام نے حیرت سے اس لڑکی کو دیکھا جو ہونٹوں میں لولی پاپ دبائے اس پر کافی روعب جھاڑ رہی تھی۔

آئی نو یہ سردرا محل ہے مجھے سردار غاذان نے جاب پر رکھا ہے اوت میں انکی اجازت پر ہی آیا ہوں۔

وہ سر جھکاِے اختزام سے بولا۔

وہ دونوں آئی بروا کٹھے کیے اسکا جائزہ لیتی بازواسکے آگے سے ہٹا گئی۔

اسکے جانے کے بعد وہ شرارت سے مسکرائی کہ سے تنگ کرنے کے لیے ایک نیا بکرا مل چکا تھا ورنہ تو وہ کافی بور ہو چکی تھی عام سی روٹین سے۔

لولی پوپ منہ میں گھماتی ہوئی وہ بھی کچن میں جانے کے لیے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

—

گھر کیا تھا کوئی بھوت بنگلہ تھا ڈراونا سا ہر طرف سناٹا ہی سناٹا تھا۔

بالوں کی مضبوط چوٹی سے بال ہوا سے اڑ اڑ کر چہرے پر آنے لگے تھے بیقرار آنکھیں اپنے بھائی کا راستہ دیکھ رہیں تھیں۔

وہ شیشے کی کھڑکی کے سامنے کھڑی باہر چمکتی دھوپ کو پریشانی سے دیکھ رہی تھی کہ یہاں پر گاڑی آگے نہیں آسکتی تھی خیام کو پیدل ہی آنا پڑتا تھا دھوپ سخت تھی تو گرمی بھی بلا کی تھی۔

ہونٹ کاٹتی وہ بڑے سے کچن میں چلی آئی۔۔۔

وہ چائے بنا رہی تھی جب وہ حیران ہوئی کیونکہ باہر والے دروازے کی گھنٹی بجی تھی خیام تو اس وقت نہیں آپتا پھر کون آگیا ہے کوئی چور نا ہو میں دروازہ نہیں کھولوں گئی۔

وہ لب کاٹتی ڈرے سہمے لہجے میں بولتی

لاونج میں چلی آئی۔

اب اسکا سانس اوپر کا اوپر نیچے کا نیچے رہ گیا کہ کوئی دروازے میں کیز گھما رہا تھا۔

لیکن جب کلک کی آواز آئی تو وہ وہی کھڑی منہ پر ہاتھ رکھے چیخنے لگی تھی اسکی چیخیں درو دیوار سے ٹکراتی اندر آتے نفوس کو ٹھٹھکا گئیں تھیں

--

اپنے سامنے کھڑِی چیختی لڑکی تیمور خانم، خشام خانم، داور اور دوسرے افراد کو ٹھٹھکا گئی تھی وہ حیران پریشان سے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔

کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہی ہو۔

تیمور صاحب کی طیش بھری آواز پر وہ ایک دم سے ساکت ہوئی تھی۔
چہرے سے ہاتھ ہٹاتی وہ ان نفوس سے ڈر سی گئی تھی۔
تیمور صاحب نے اس لڑکی کو غور سے دیکھا یہ تو وہی تھی اخبار والی اور ایک دو بار انکے راستے میں بھی آئی تھی۔۔
جبکہ داور نے کمینگی مسکان سے اس معصوم لڑکی کو دیکھا تھا۔
وہ بھی پریشانی سے انکو دیکھتی سر جھکا گئی تھی۔
تیمور صاحب کا دل کیا اس لڑکی کو ابھی زمین کے اندر دفن کر دیں آخر کیا تھا اس لڑکی میں نا صورت نا سٹیٹس پھر کیوں انکا بیٹا اس لڑکی کے پیچھے پڑا ہوا تھا وہ شائنہ کے مقابل تو کچھ بھی نہیں تھی آخر کیا جادو کر دیا تھا اس کم زات نے انکے سر دار بیٹے پر۔

وہ نفرت سے اس لڑکی کو دیکھتے اسکے قریب آئے تھے۔

کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔

انہوں نے تیکھے لہجے میں دانت پیس کر اس سے پوچھا تھا۔

وہ گھبرا کر دو تین قدم پیچھے ہوئی تھی چہرے پر سراسیمگی سی چھا گئی تھی۔

میں پوچھتا ہوں تیمور خانم۔۔

ریاض خانم غصے سے کہتا اس لڑکی کی طرف بڑھے تھے جو سر جھکائے کسی بت کی مانند لگی تھی انہیں۔۔

کون ہے تو اور سردار غاذان سے تیرا کیا رشتہ ہے۔

ریاض خانم ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔

وہ بنا سر اٹھائے سسکنے لگی تھی وجود کسی پتے کی طرح کانپنے لگا تھا۔

میں پوچھتا ہوں کون ہو تم اور کس نے بھیجا ہے تمہیں یہاں۔

ریاض خانم اسے کمزور لڑکی پر ہاتھ اٹھاتے چلائے تھے۔

انکے بھاری تھپڑ سے وہ لڑکی ایک دم سے فرش پر گری تھی۔

ریاض خانم۔۔

سردار کی آواز وہاں بھوچال لے آئی تھی۔

سب نے حیرت سے پلٹ کر پیچھے دیکھا جہاں وہ براون پینٹ پر وائٹ شرٹ زیب تن کیے لونگ براون شوز پہنے وہ کسی ریاست کا شہزادہ ہی لگتا تھا وہ اس لائیک تھا کہ اسکے سر پر سردار کی پگڑی سجتی۔

داور مسکرایا پلین کامیاب رہا تھا اسکا اور رانا کا اب دیکھتے ہیں آگے کیا ہوتا ہے

ہلکی مسکان سجائے وہ آگلے سین کا منتظر تھا۔

وہ نیچے پڑی لاوارثوں کی طرح سسکنے لگی تھی اسے دیکھ کر!

آخر اور کیا کیا دیکھنا تھا اسے وہ سمجھنے سے کاصر تھی۔۔

نکلو یہاں سے تم، پھر میں اپنے بیٹے سے پوچھتا ہوں۔۔

تیمور خانم اسکا بازو دبوچتا ہوا پھنکارا۔

ہیر نے دھندلائی نظروں سے اسے دیکھا جو تیزی سے انکی طرف آرہا تھا۔

پریس کہاں رہ گئی تمہاری۔۔

داور نے غصے سے رانا کو میسج کیا۔

بس سمجھ یار پہنچنے والی ہے اب نیا تماشا دیکھ توں۔۔

رانا نے کہتے ہی فون رکھ دیا۔

یہ گھر میرا ہے ڈیڈ ایک سردار کا آپ اسے یہاں سے نہیں نکال سکتے۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اسکا بازو انکی گرفت سے نکالتا وہ سرد لہجے میں ان سے مخاطب تھا۔

سردار غاذان تم ہوش میں ہو اپنے باپ سے مخاطب ہو تم۔۔

ریاض خانم غصے سے چلائے۔۔

آئی نو ریاض خانم اب آپ ایک سردار کو بتائیں گئے اسے کیسے مخاطب ہونا چاہیئے۔

انکی طرف دیکھتا وہ سرد لہجے میں بولتا انکی بولتی بند کر گیا تھا۔

غاذان بکواس بند کرو سمجھے اس لڑکی کو چلتا کرو یہاں سے تم نے اسکے ساتھ کچھ وقت سپینڈ کر لیا نا چلو ٹھیک ہے یہ سب ہوتا رہتا ہے اس عمر میں لیکن اب اسے اسکا معاوضہ دے کر چلتا کرو یہاں سے۔۔۔۔

ڈیڈ۔۔

وہ ایک دم مشتعل ہوتا چلا گیا تھا تب ہی وہاں پریس کی ایک پوری ٹیم جمع ہوئی تھی انہیں یہ خبر دی گئی تھی کہ سردار اپنے پرسنل کاٹیج میں ایک لڑکی کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہا ہے انہیں ڈسپوز کرو تو وہ پہنچ چکے تھے انہیں بھلا اور کیا چاہیئے تھا۔۔۔

سردر یہ لڑکی آپکی کیا لگتی ہے؟

سردار کیا رشتہ ہے اس سے آپکا؟

کون ہے یہ؟اور یہ آپکے پرسنل کاٹیج میں کیوں رہ رہی ہے؟

کیا یہ لڑکی آپکی گرل فرینڈ ہے یا کچھ اور؟

طرح طرح کے سوالات نے سردار غاذان کو غصہ چڑھا دیا تھا۔

تیمور سمیت سب ہی پریس کو دیکھ کر پریشان ہو گے تھے انکا میج خراب ہو سکتا تھا اور اگر ایسا ہوتا تو انکے بیٹے کو سرداری کے عہدے سے پرے ہونا پڑ سکتا تھا،

اور اگر ایسا ہو گیا تو انکا حریف اشفاق رانا کا بیٹا سردار بن سکتا تھا کیونکہ دوسرا امیدوار وہ تھا لیکن ووٹ انکے زیادہ تھے تو سردار انکا بیٹا بن چکا تھا لیکن وہ اگر ہٹتا تو رانا کا بیٹا اگلا سردار ہو سکتا تھا انکی کیا عزت رہ جاتی نہیں ایسا نہیں ہو سکتا تھا یہ پگڑی ہمیشہ سے انہی کے خاندان کا حصہ رہی ہے وہ اسے باہر جاتا نہیں دیکھ سکتے تھے کچھ تو کرنا تھا انہیں لیکن کیا۔۔۔

—

بات سنو لڑکے !

وہ سردار کی گاڑی کے پاس کھڑا سردار کا ویٹ کر رہا تھا کہ وہ ایک ضروری میٹنگ اٹنینڈ کرنے گئے تھے لیکن ابھی تک نہیں لوٹے تھے

اسے انہیں رات کے ڈینرز کے بارے میں بتانا تھا جو کہ ایک بہت بڑے نیوز چینل کے اونر کے ساتھ تھا وہ انہیں پوری تفصیل بتا کر گھر جانا چاہتا اس لیے باہر کھڑا انکا انتظار کر رہا تھا جب نسوانی آواز پر وہ چونک کر پلٹا۔

وہ بلیو جینز پر بلیک پلین کرتا پہنے ہوئے تھی بال بکھرے سے تھے کہ اس لڑکی کے بال اس نے ہمیشہ بکھرے ہی دیکھے تھے پتا نہیں کیوں وہ بالوں کا گھونسلہ بنائے رکھتی تھی۔

جی۔۔

وہ احترام سے بولا۔

سموکنگ کرتے ہو۔

وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی دھیمی آواز میں اس سے پوچھ رہی تھی۔

نہیں۔۔۔

وہ حیرت سے بولا۔

جس پر وہ ناک منہ چڑھا گئی تھی۔۔

میں کرتی ہوں سموکنگ سنو کل آتے وقت سگریٹ کی ڈبیاں لے آنا

۔۔

چیونگم چباتی وہ اس کے چھکے چھڑ گئی تھی۔۔

واٹ۔۔

وہ حیرت سے زیادہ پریشان ہوا تھا۔

کیا واٹ امیر گھرانے کے لڑکے لڑکیاں سموکنگ کرتے ہیں شراب پیتے ہیں تو میں بھی پیتی ہوں اس میں نئی بات کیا ہاں ویسے سب سے چھپا کر پیتی ہوں کسی کو بتانا مت ورنہ نوکری سے نکلوا دوں گی سمجھے۔

آنکھوں میں شرارت جبکہ چہرے پر سنجیدگی سے تھی۔

خیام نے پہلی دفعہ ایسی لڑکی دیکھتی تھی وہ پریشان ہو چکا تھا اس لڑکی کی حرکات سے۔

لادو گئے۔

اس نے آئی بروا چکا کر تصدیق چاہی۔

نہیں۔۔

سنجیدگی سے کہتا وہ دور کھڑے گارڈز کی طرف بڑھا۔

ہیں! ہمت تو دیکھو ہے ملازم اور ایٹیوڈ ایسے دیکھاتا ہے جیسے اس گھر کا مالک ہو۔

وہ ناک چڑھاتی غصہ ہوئی تھی کیونکہ ہاتھ میں آیا مرغا نکل چکا تھا شائنہ بھی چلی گئی تھی ورنہ اسے ہی تنگ کر لیتی۔۔

امی سے کہتی ہوں رشتہ دیکھیں میرے لیے کہ زندگی بور سی لگنے لگی ہے مجھے نا کوئی ساس ہے نا نند! ہو گئیں تو لڑائی شڑائی تو ہو گئی نا کچھ چینج آئے گا زندگی میں۔۔

سنجیدگی سے سوچتی وہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔

جبکہ وہ اسکی بڑبڑاہٹ بڑی واضع سن چکا تھا وہ اس لڑکی کی بات سنتا استغفار پڑھ کر رہ گیا کہ اسکے خیال میں وہ لڑکی کافی بگڑی سی تھی۔۔

—

میں کسی کو جواب دینے کا پابند نہیں،

غصے سے ابھی وہ کچھ اور کہتا جب تیمور صاحب کا دماغ تیزی سے کام کیا تھا۔

وہ آپ لوگوں کو کیوں جواب دے آخر کو یہ لڑکی اسکی بیوی ہے وہ اسے جہاں دل کرے رکھ سکتا ہے۔۔

تیمور صاحب نے بہت پر اعتماد انداز سے اپنی بات کہی تھی جس پر سردار سمیت ہیر اور باقی خاندان والے بھی حیرت و شاکس سے انہیں دیکھنے لگے تھے۔

ڈیڈ یہ آپ۔۔۔

وہ غصے سے کچھ کہتا جب وہ اسے ایک طرف زبردستی لے گئے تھے۔

غاذان تمہیں اپنی ماں کا واسطہ ہے چپ رہو کہ جو رائتہ تم پھیلا چکے ہو وہ میں ہی اب صاف کروں گا تم کچھ نہیں بولو گئے۔

وہ سرد لہجے میں بولے تھے جس پر اس نے بے تاثر نظروں سے انہیں دیکھا تھا۔

ڈیڈ آپ جانتے ہیں مجھے جھوٹ سے کتنی نفرت ہے اور آپ ہیں کہ اتنا بڑا جھوٹ بول آئے ہیں مجھے یہ کسی صورت منظور نہیں۔

وہ سرد لہجے میں کہتا آگے بڑھنے لگا تھا جب انہوں انے اسکا بازو کھینچا۔

غاذان اگر آج تم نے میری عزت کی لاج نا رکھی تو یاد رکھو گئے تم۔۔

انہوں نے بھی طیش سے کہا۔

وہ ہونٹ بھینچے انہیں دیکھتا رہ گیا۔۔

ہیر کی نظریں زمین سے چپک چکیں تھی وہ سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی کہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔

ریاض صاحب نے غصے سے تیمور خانم کو دیکھا۔۔

تم ہوش میں تو ہو تیمور۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ریاض خانم پھنکارے تھے دھیمی آواز پر جبکہ وہ دھیمی آواز میں اس کے کان میں کچھ کہنے لگے تھے میڈیا والے آپس میں کھسر پھسر کرتے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔

تیمور صاحب آپ نے کیوں نہیں بتایا سردار کی شادی کا کسی کو۔

ایک رپورٹر تلخی سے بولی تھی۔

یہ شادی کچھ دنوں بعد ڈسکلوز کرنی تھی لیکن پہلے ہی ہوگئی یہ وہی لڑکی ہے جسکی تصاویر کچھ دن پہلے سردار کے ساتھ چھپیں تھیں۔

انہوں نے سنجیدگی سے رپورٹر کو جواب دیا۔

سردا غاذان ہونٹ بھینچے باپ کو کاٹ دار نظروں سے دیکھ رہا تھا جبکہ باقی خاندان والے خاموش ہوچکے تھے تیمور کی مصلحت سمجھ کر ان میں ایک داور تھا پریشان کہ یہ انکے پلین میں شامل نہیں تھا جو ہونے جارہا تھا کہ رانا کو وہ کمزور لڑکی پسند آچکی تھی وہ اب اسکے ساتھ خود کی شادی

رچانا چاہتا تھا اس لڑکی کی آنکھوں کی کشش نے رانا کو اپنے ساتھ باندھ لیا تھا۔۔

کیا آپکے پاس نکاح نامہ ہے یا آپ سرداری بچانے کے لیے جھوٹ بول رہے ہیں۔

ایک ریو پورٹر کافی تلخی سے بولا تھا۔

اب کے بار تیمور سمیت سب ہی ٹھٹھکے تھے یہ تو انھوں نے سوچا ہی نہیں تھا۔

Zubi Novels Zone

آپ نکاح نامہ دیکھادیں تاکہ سب کو یقین ہو جائے۔

داور ہلکے سے مسکرایا کہ اب چاچو پھنسے تھے۔۔

ہیر ہونٹ کاٹتی ایک طرف پڑی کرسی پر بمشکل بیٹھی اسکا سر درد کرنے لگا تھا یا شاید پھر سے بی پی ہائی ہو گیا تھا۔

سردا نے بھی اس بار باپ کو طنزیہ نظروں سے دیکھا اور ہلکا سا مسکرایا سب کے پسینے چھوٹتے دیکھ کر پتا نہیں کیوں یہ مسکراہٹ کافی بے ساختہ تھی اسکی۔۔۔۔

نکاح نامہ ہے لیکن گھر ہے اب ہم جیبوں میں لے کر تھوڑے نا گھومتے ہیں نکاح نامے۔۔

اس بار خشام صاحب بولے تھے۔

تو نکاح نامہ گھر سے منگوایا بھی تو جا سکت ہے نا۔

دوارنے جس رپورٹر کو پیسے دیئے تھے وہ کافی ترش سوال پوچھ رہا تھا۔

وہ چہرہ نیچے کیے مسکرایا تھا۔

تیمور صاحب آپ گھر سے ایک فون کر کے نکاح نامے منگوالیں تاکہ ہم سب بھی دیکھ لیں کہ سردد کا کردار کتنا پاک ہے۔

ایک اور رپیوٹر بولا تھا۔

ایکسیوزمی مجھے اپنے کردار کا سرٹیفیکیٹ کسی سے نہیں چاہئیے میں جانتا ہوں میں کیسا ہوں میرے لیے یہی کافی ہے۔

اسکے غصے بھرے لہجے پر ایک لمحے کے لیے خاموشی سی چھا گئی تھی۔

لیکن آپ ہماری ریاست کے سردار ہیں ہمارا حق بنتا ہے یہ جاننا کہ آپ سچ بول رہے ہیں یا جھوٹ۔

وہی رپیورٹر پھر سے بول تھا۔

تیمور معاملہ بگڑ چکا ہے اب اسکا ایک ہی حل ہے اس لڑکی کا سردار کے ساتھ نکاح پڑھوا کر نکاح نامہ سب کو دیکھا دو بعد میں اس لڑکی کو دودھ

میں مکھی کی طرح نکال باہر کریں گئے لیکن اگر جھوٹا بنوایا تو ہم بہت برے پھنسے گئے انہیں کل کا ٹائم دو۔۔

انکے خاندان کا ایک بزرگ کافی سمجھداری سے بولا تھا۔۔۔

تیمور سمیت ریاض صاحب بھی چونکے پھر تیمور صاحب مسکرائے تھے

۔۔

غاذان ایسے لاپرواہی سے بیٹھا تھا جیسے مسلہ اسکا نہیں کسی اور کا چھڑا ہو

۔۔

Zubi Novels Zone

ہیر اب اسی کو دیکھ رہی تھی آنکھوں میں نمکین بہت سا پانی جمع ہو چکا تھا سردار کا دھندلا سا عکس اسے نظر آرہا تھا۔۔

ٹھیک ہے کل چار بجے آپ لوگ سردار غاذان تیمور کا نکاح نامہ دیکھ سکتے ہیں وہ بھی سردار محل میں یہاں نہیں۔

تیمور صاحب کی پر جوش آواز پر سردار ایک دم سے چیئر سے کھڑا ہوا تھا ہیر نے پریشانی سے ہونٹ بہت بے دردی سے کچلے تھے کہ یہ کیا ہونے جا رہا تھا جسکی اسے کچھ خبر ہی نا تھی۔

اب آپ لوگ جا سکتے ہیں کہ ہمیں ایک ضروری کام سے جانا ہے۔

تیمور صاحب نے رپورٹرز سے کہہ کر اپنے بیٹے کو طنزیہ نظروں سے دیکھا جیسے کہا ہو تمہارا ہی بویا کاٹ رہے ہیں بیٹا اب پریشان کیوں ہو۔

امپوسیبل میں نکاح کسی صورت نہیں کروں گا یہ میری لائف ہے ڈیڈ جسے میں اپنے حساب سے جینا چاہتوں نا کہ آپکے۔۔

آپ نے کہا سردرر تمھیں ہی بننا ہے میں بنا خلا نکہ میں انٹرسٹڈ نہیں تھا آپ نے کہا شائنہ سے منگنی کرو میں نے آپکے لیے وہ بھی کرلی آپ چاہتے کیا ہیں آخر ڈیڈ۔۔

سرد لہجے میں بولتا وہ انکے سامنے آیا تھا۔

تو بیٹا کس نے کہا تھا اس لڑکی کی مدد کرو اسے اپنا پرسنل کا ٹیچ گفٹ کرو اب بھگتو تم بھول گئے تھے کیا ایک سردار کے کتنے دشمن ہوتے ہیں تمھارے کسی دشمن نے کردی ہو گئی میڈیا کو اطلاع اور اگر ہمارے سر سے ہمارے بزرگوں کی پگڑی چلی گئی نا تو اسکے زمے دار صرف تم ہو گئے غازان ہم نہیں ہم جو کرنا چاہ رہے ہیں ہمیں کرنے دو بہت مہربانی ہو گئی تمھاری۔

تیمور صاحب بھی تلخی سے بولتے اسکے سامنے تن کر کھڑے ہوئے تھے

۔

میری وجہ سے یہ سب ہو رہا ہے کاش ہم یہاں نا آتے اپنے اسی محلے میں چلے جاتے۔

ہونٹوں پر ہاتھ رکھے وہ بھرائے دل سے سوچنے لگی تھی۔۔

نگاہیں ان باپ بیٹے پر تھیں۔

میں یہ نکاح نہیں کرنا چاہتا بس بات ختم،

وہ کہتا ہوا سیڑیاں اترنے لگا تھا جب تیمور صاحب نے اسکی کلائی تھامی تھی۔

سردار بیٹے نکاح تو تمہیں کرنا ہے بعد میں اس مسلے کا حل نکال لیں گئے میری خاطر مان جاو کیا تمہیں پسند ہو گا لوگ تمہارے باپ پر ہنسے اسکا مزاق اوڑائیں اس سے بہتر ہو گا میں کہی چلا جاوں تم تو خوش رہو گئے نا۔

تیمور صاحب مصنوعی درد بھرے لہجے میں بولے تھے۔

وہ آنکھیں سکیڑے انہیں بے تاثر چہرے سے دیکھنے لگا باقی سب بھی پریشان سے تھے سوائے داور کے۔۔

ریاض خانم قہر بھری نظروں سے اسے خاموش کھڑی لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔

تب ہی وہاں خیام آیا تھا وہاں اتنے لوگوں کو جمع دیکھ کر وہ پریشان ہوا تھا پھر اُسکی ہلدی مائل رنگت دیکھ کر وہ اسکی طرف پریشانی سے آتا سب کو دیکھنے لگ جیسے معاملہ سمجھنا چاپ رہا ہو۔

ڈیڈ آپ باز نہیں آئیں گئے

وہ تیکھے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

جس پر تیمور صاحب ارد گرد دیکھتے اس سے لا تعلق ہوئے۔

اوکے ایز یو وش۔۔

کہتے ہی وہ باہر کی طرف بڑھ گیا۔

خادم نکاح کا جلدی سے بندوبست کرو کہ اس سے پہلے ہمارے دشمن حرکت میں آئیں

تیمور صاحب کہہ کر سر پھرے بیٹے کے پیچھے باہر کی طرف چلے گئے۔۔

انکی دیکھا دیکھی سب باہر لان میں چلے گئے آخر کو منصوبہ بندی بھی تو کرنی تھی۔۔

....

خیام بھی پریشان ساتھا سارا معاملہ جان کر وہ دونوں ساکت سے سے

بیٹھے تھے جب خادم ہاتھ میں بھاری تھال پکڑے آیا۔

میم یہ پہن لیں اور اچھے سے تیار ہو جائیں۔

خادم نے چیزوں کی بھری تھال اسکی طرف بڑھاتے ہوئے سر جھکا کر

کہا۔

ہیر نے حیرت سے خیام کو دیکھا تھا۔

ہیر نے حیرت سے خیام کو دیکھا اور خیام نے اسے۔

آپی !

خیام نے اپنی طرف ساکت نظروں سے دیکھتی ہیر کا کندھا ہلایا۔

میم پکچرز لینی ہیں ابھی بیوٹیشن آجاتی ہیں تب تک ڈریس وغیرہ چینج کر

لیں۔

خادم تھال اسکے سامنے پڑے چھوٹے سے ٹیبل پر رکھ کر کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

آپی اب اسکے سوا کوئی چارہ بھی تو نہیں ہے۔

خیام نے گہری سانس لے کر اسے متوجہ کیا جو ہاتھ پر ہاتھ رکھے چپ چاپ تھی لیکن نظریں اس سرخ جوڑے پر تھیں جو کافی ہیوی تھا۔

خیام یہ ٹھیک نہیں ہے سردار ایسا نہیں چاہتے یہ لوگ زبردستی انکا نکاح میرے ساتھ کرنا چاہ رہے ہیں۔

ہیر کو خود سے زیادہ فکر اس شہزادے کی تھی بھلا وہ کہاں عام سی کمزور لڑکی اور کہاں وہ جو دیکھنے میں ہی کسی ریاست کا شہزادہ لگتے ہیں، انکا اور میرا تو کوئی جوڑ ہی نہیں ہے خیام۔

سر جھکائے وہ پریشانی سے بول رہی تھی۔

آپی پلیز آپ چینج کر لیں کیا پتا خدا نے انہیں ہی آپکے نصیب میں لکھا ہو آپکی ساری تکلیفوں کا مداوا وہ ہوں اللہ کا فیصلہ جان کر تیار ہو جائیں اللہ ایسے ہی وسیلے بناتا ہے آپ کا اور انکا ملنا ایسے ہی لکھا تھا۔

اپنے بھائی کے منہ سے یہ سب باتیں اسے حیرانی میں ڈال گئیں تھیں وہ کہی اسکی نظروں میں چھپے انکے عکس سے آگاہ تو نہیں ہو چکا تھا۔

وہ حیرت سے اسکی پشت دیکھتی رہ گئی جو باہر کی طرف جا رہا تھا۔۔

آپ نے ابھی تک ڈریس چینج کیوں نہیں باہر سب لوگ تیاری میں ہیں

۔

ایک لڑکی اندر آتی کافی تیکھے لہجے میں اس سے بولی تھی۔

میں پہن رہی ہوں۔

ایک دم کھڑی ہوتی وہ جلدی سے بولی۔

پلیز زرا جلدی کریں مجھے اور بھی برائیڈز کو تیار کرنا ہے۔

وہ لڑکی بیوٹی بوکس سے سامان نکال کر ٹیبل پر رکھتی ہوئی مغرور تاثرات سے بولی۔

سر ہلا کر وہ سامنے بنے واش روم کی طرف چلی گئی۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ ایک بھاری ریڈ کلر کی فراک میں تھی۔

دھیمے قدموں سے شرمیلے چہرے سے وہ اسکے قریب آئی تھی۔

یہاں بیٹھو۔

اسے چیئر پر بٹھاتی وہ لڑکی عام سے لہجے میں بولی۔

پہلے اس نے اسکی خوبصورت سی ڈیزائن والی چوٹیا بنائی پھر ہلکا ہلکا میک اسکے چہرے پر سجا کر وہ لڑکی ایسے جیسے جان چھڑا رہی تھی۔

ہلکا سا میک اپ کر کے وہ اسے نکلی زیورات بھی پہنانے لگی تھی جو لگتے سونے کے تھے لیکن تھے نکلی۔۔

وہ زندگی میں پہلی بار اتنا تیار ہوئی تھی خلانکہ اس بیوٹی پارلر والی نے جان چھڑائی تھی لیکن اس پر تو ٹوٹ کر روپ آیا تھا لگتا ہی نہیں تھا یہ وہ ہیر ہے جو عام سے کپڑوں اور کئی کئی دن بال نا بنانے والی ہیر ہے یہ کافی مختلف ہیر تھی۔۔

تیار ہو تم۔۔

اپنا سامان واپس رکھتی وہ اس سے کہہ کر وہاں سے نکل گئی۔

جبکہ وہ ہاتھ مڑوڑتی سخت نروس انداز میں تھی۔

ہونٹ بھینچے وہ دھڑکتے دل سے پریشان بھی تھی۔

مولوی صاحب خیام تیمور اور شہام صاحب کو اس طرف آتا دیکھ کر وہ حد سے زیادہ نروس ہوتی سر اتنا جھکا گئی کہ ایسے لگا سر گود کو چھو لے گا۔

ہیر بنت رضا ولد علی اصفر آپکا نکاح سردار غاذان تیمور خانم کے ""
ساتھ حق مہر پچاس ہزار روپے سکہ رائج الوقت طے پایا ہے کیا آپکو یہ
"" نکاح قبول ہے

مولوی صاحب کے پڑھائے ہر لفظ پر اسکا دل کانپا تھا،
اس نے بے ساختہ سر اٹھا کر خیام کو دیکھا دونوں کی آنکھوں میں نمی تھی
۔
خیام نے سر ہلا کر قبول ہے کہنے ک اشارا کیا تھا۔
قبول ہے
قبول ہے
🔥 قبول ہے

تین بار کہنے پر مولوی نے اسکے سائن نکاح نامے پر لیے پھر بنا اس لڑکی کو دیکھے مولوی سے کچھ بات چیت کرتے وہ باہر چلے گئے۔

نجانے کیوں ہیر کا دل کیا تھا تیمور خانم اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار دیتے پتا نہیں کیوں انہیں دیکھ کر اسے اپنے بابا یاد آ گئے تھے۔۔

خیام نے سر جھکا کر اسکا سر چوما پھر ہاتھ پکڑ کر چومے۔

نکاح مبارک آپی۔

اسکے سنجیدگی سے کہنے پر وہ سر جھکا گئی اسے اپنے سے چھوٹے بھائی سے آج کافی شرم آ رہی تھی چہرہ سرخ ہو گیا تھا تو آنکھوں پر ایسے جیسے بہت سا بوجھ آن پڑا ہو جو وہ اٹھنے سے انکاری تھیں۔

خیام مسکرا دیا۔۔

تھوڑے ہی وقت بعد وہ آگے آگے تھا اور اسکے پیچھے سب آ رہے تھے۔

وہ عام سے بلیک ٹو پیس سوٹ میں تھا۔

ہیر کی تو نظریں پہلے ہی جھکی ہوئیں تھی اب تو گردن بھی فرش سے جا لگی تھی۔۔

غاذان بیھٹو اس لڑکی کے ساتھ۔

تیمور نے زبردستی اسے ہیر کے ساتھ بٹھایا۔۔

وہ ہونٹ بھینچے بنا ہیر کو دیکھتا بیٹھ گیا شکایتی نظریں باپ پر تھیں جو اسے مسکرانے کا اشارا کر رہیں تھیں۔

یہ دکھاوا مجھ سے نہیں ہو گا تصویر بنانی ہے تو بنائیں ورنہ میں جا رہا ہوں۔

وہ بھی آخر انہی کا بیٹا تھا۔

تیمور نے فوٹو گرافر کو پکچرز وغیرہ بنانے کا اشارا کیا۔

کیمرہ مین سر ہلاتا کیمرے کا فوکس ان دونوں پر کر گیا۔

ہیر کا دل اتنے زور سے دھڑکنے لگا تھا کہ اسے لگا اسکی دھڑکن کی آواز سب سن چکے ہوں ہتھیلیاں پسینے سے بھیک چکی تھیں۔

میم پلیز سر اٹھائیں۔

کیمرہ مین نے اسے ایک دو بار کہا تھا لیکن پتا نہیں اسکا دھیان کہاں تھا وہ تو اپنے دل کی رفتار میں الجھی ہوئی تھی۔

اے لڑکی سن نہیں رہی وہ کیا کہہ رہا ہے سر اٹھا اپنا اور کیمرے کی طرف دیکھ۔

اس بار ریاض صاحب پھنکارے تھے اس موصوم لڑکی پر۔

وہ دبک سی گئی تھی انکے تیز اور ہتک آمیز لہجے پر۔

ایک دم سے وہ سر اٹھا گئی تھی۔

خیام نے غصے سے ریاض خانم کو دیکھا جن کا دل کر رہا تھا اس لڑکی کو کچا چبا جائیں پتا نہیں وہ کہاں سے ٹپک پڑی تھی منحوس ماری۔۔

ریاض صاحب بہت مشکل سے خود کو کنڑول کیے ہوئے تھے ورنہ!

تین چار ہی پکچرز بنی تھی جب سردار غاذان وہاں سے اٹھ کر تیزی سے نکل گیا تھا بنا اس معصوم لڑکی کو دیکھے جو شاید اسی کے نام سے تیار ہوئی تھی لیکن اپنے نام لکھوانے والے کے سوا سب نے اس لڑکی کو دیکھا تھا ۔۔

آہستہ آہستہ سب باہر چلے گئے وہ بہن بھائی ہی وہاں بیٹھے رہ گئے۔

. . . . ___________________________

کیا کرنا ہے اس لڑکی کا۔

ریاض صاحب سرد لہجے میں تیمور خانم سے مخاطب تھے۔

ریاض کل کا دن صبر کر لے اس کے بعد یہ لڑکی تجھے نظر نہیں آۓ گئی یار۔

تیمور نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دینے والے انداز میں ریلکس کیا۔

کیا صبر کروں جب سے میری بیٹی نے سنا ہے وہ چپ ہے نا کچھ بولی ہے نا کسی کو دیکھتی ہے تم کہتے ہو صبر کر جا، یاد رکھنا تیمور خانم اگر میری بیٹی کو اسکی اصلی جگہ نا ملی تو اپنی بہن کے لیے جگہ بنا لینا طلاق لے کر تمہاری دہلیز پر آئے گئی بھاڑ میں گئی رشتے داری مجھے میری بیٹی سے بھر کر کوئی چیز عزیز نہیں تمہاری دوستی اور رشتے داری بھی نہیں کل مجھے یہ لڑکی نظر نا آئے یہی ہم سب کے لیے بہتر ہو گا۔

ریاض غصے کا بھرپور مظاہر کر کے وہاں رکے نہیں تھے۔

جبکہ وہ تینوں بھائی پریشانی سے وہاں کھڑے رہ گئے۔

اس لڑکے کی رحم دلی نے ہمیں کہی کا نہیں چھوڑا بھائی۔۔

سہیر خانم بھی غصے سے بولے جو کہ مہرینہ کے والد تھے اور کافی غصے والے بھی تھے۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا بس ایک دو دن تک کلیئر ہو جائے گا ثمینہ کو اتنی آسانی سے نہیں نکال سکتا وہ۔۔۔

تیمور خانم نے گہری سانس لے کر انہیں آرام کیا۔۔

ساری رات وہ سو نہیں سکے تھے۔

ہیر نے سفید کلر کا کاٹن کا سوٹ پہنا ہوا تھا جس پر کالی لیس لگی ہوئی تھی اوپر کالی ہی شال لیے وہ کچن میں کھڑی خیام کے لیے ناشتہ بنا رہی تھی۔

آنکھیں حد سے زیادہ درد کر رہیں تھی لیکن پرواہ کسے تھی۔

خیام آؤ ناشتہ کر لو کالج کے لیے دیری ہو رہی ہے۔

خیام کو صوفے پر نیم دراز دیکھ کر وہ کچن کی کھڑکی سے اسے پکار گئی تھی

۔

سر ہلاتا وہ اٹھ کر کچن کی طرف چلا آیا۔۔

آپی دل نہیں کر رہا۔

اسے اپنے سامنے کھانا رکھتا دیکھ کر وہ

پریشانی سے بولا۔

خیام پلیز تھوڑا سا کھا لو۔۔

روٹی کا نوالہ اسکی طرف بڑھاتی ہوئی وہ فکر مندی سے بولی۔

تو پھر آپکو بھی میرے ساتھ شیئر کرنا ہو گا۔

وہ بھی نوالہ توڑ کر اسکے ہونٹوں کے قریب کرتا ہوا بولا۔

ہلکی مسکان سے اسے دیکھتی وہ منہ کھول گئی۔

خیام اور ہیر نے مل کر وہ پراٹھا کھایا تھا۔

خیام کے چلے جانے کے بعد وہ کمرے میں آتی لیٹ گئی کہ دل بہت پریشان تھا جیسے کچھ ہونے والا ہو کسی کام کو ہاتھ لگانے کا دل نہیں کر رہا تھا۔

اسے لیٹے ابھی آدھا گھنٹہ ہی ہوا تھا جب دروازے پر بیل بجی۔

وہ چونک کر اٹھتی دوپٹہ ٹھیک سے وجود کے گرد لیتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی۔

دروازہ کھولتی وہ ٹھٹھکی تھی سامنے ہی رانا پولیس یونیفارم میں کھڑا اسے سرد نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

آپ!

وہ ڈر کر پیچھے ہوتی ہوئی بولی تھی۔

کیوں مجھے اتنی جلدی بھول گئی۔

وہ طنز سے بولتا ہوا اسکے قریب آیا۔

وہ ڈر کر پیچھے ہوئی تھی۔

شادی کرلی سردار سے بہت مزے میں ہو گئی تم تو۔

رانا کے طنزیہ لہجے پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی آنکھوں میں نمی

جھلملانے لگی تھی تو وجود لرزنے لگا تھا۔

مجھے معاف کردیں پلیز مجھے گرفتار مت کرئے گا میں نشہ نہیں بھیجتی۔

وہ سہما سا انداز لیے خوف زدہ لہجے میں بولتی رانا کو غصہ چڑھا گئی تھی۔

نہیں کروں گا گرفتار لیکن اگر تم میری بات مانو گئی تو۔

وہ گھمبیر لہجے میں بولتا آخر میں اسکی ٹھوڑی دو انگلیوں سے چھوتا ہوا

مسکرایا تھا۔

ہیر نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا پھر اسکے ہاتھ کو۔

پیچھے ہٹیں شرم نہیں آتی آپکو۔

ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ پیچھے کرتی وہ صدمے سے چلائی تھی۔

بات سنو میری،

یہ نکاح عارضی ہے اس لیے اپنی اوقات میں رہو سردار کے خواب اگر ان آنکھوں میں سجانے کی کوشش کی تو آنکھیں نوچ لوں گا سمجھی تم مجھے ابھی جانتی نہیں تم نے میرا صرف ایک روپ دیکھا ہے اور میں چاہتا بھی یہی ہوں تم میرا بھیانک روپ ناہی دیکھو اس سردار کو اپنے قریب آنے دیا تو چمڑی اڈھیر دوں گا سمجھی۔۔

اسکا منہ اپنے سخت ہاتھوں میں ڈبوچتا ہوا وہ پھنکارتا وہاں رکا نہیں تھا۔۔

اسکے جانے کے بعد وہ وہی دہلیز پر بیھٹتی رو دی۔۔۔

ابھی تو بہت کچھ دیکھنا تھا اس چھوٹی سی لڑکی نے ابھی تو شروعات

تھی۔۔

>>>>>>>><<<<<<<<<<>>>>>>>>>

۔

پریس کانفرنس میں پکچرز نکاح نامہ اور کچھ ضروری ثبوت لائیو پوری ریاست کو دیکھائے گئے تھے۔

نکاح نامہ جانچا بھی گیا کہ کہی نقلی تو نہیں۔۔

جبکہ وہ ہاتھ کی مٹھی بنائے ہونٹوں پر رکھے بیٹھا رہا اسکا سر درد کرنے لگا ایسی چیزوں سے جھوٹ سازشیں اسے نہیں آتیں تھیں نا ہی اسے پسند تھیں لیکن وہ خاموش تھا صرف اپنے باپ کی وجہ سے۔۔

سردارون کو ئسکین کیا اس لڑکی سے آپکو محبت ہے۔

ایک من چلا رپورٹر اشتیاق سے بولا تھا۔

اب سب کی نظریں سردار پر تھیں جیسے وہ سب بھی جاننا چاہتے ہوں وہ بنا انہیں دیکھتا باپ کو دیکھ کر مسکرایا، جبکہ تیمور صاحب بھوکھلائے تھے۔

نہیں مجھے اس لڑکی سے محبت نہیں ہے۔

کہتے ہوئے وہ اٹھا تھا۔

رپورٹرز نے حیرت سے اسے دیکھا جبکہ تیمور سمیت سب اپنا سر پیٹ کر رہ گئے۔

مجھے اس سے عشق ہے یہ محبت تو بڑا چھوٹا سا لفظ ہے اسکے سامنے۔

مسکراتے لہجے میں کہتا وہ تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔

گھر والے رپورٹرز سب حیرت سے سر گھما کر شان سے چلتے سردار کو دیکھتے رہ گئے جس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی باپ کا ہونق بنا چہرہ دیکھ کر آخر اس نے بھی تو بدلہ لینا تھا۔

ریاض خانم نے دانت پر دانت جماتے ہوئے تیمور خانم کو دیکھا۔

تیمور خانم بھوکھلائے تھے۔۔

تیلی ویژن پر انکا نکاح نامہ تصاویر وغیرہ دیکھائی جا رہیں تھی ابھی بھی وہ لڑکی کہتی تھی وہ عام ہے وہ عام کیسے ہو سکتی تھی جس کے نصیب میں سردار غاذان تھارب نے کیسے وسیلا بنایا تھا انہیں ملانے کا کہ ساری دنیا آگاہ ہو چکی تھی انکے نکاح سے۔۔

گہرے گہرے سانس لیتی شائنہ گھر کے سارے ٹی وی توڑ چکی تھی ہر چیز وہ گھر کی توڑ چکی تھی چلا چلا کر اسکا گلہ بیٹھ چکا تھا۔

ثمینہ بیگم تو بیٹی کو دیکھ دیکھ کر ہول رہی تھی لیکن پاس نہیں جا سکی کہ غصے میں وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتی تھی جو چیز ہاتھ میں آتی وہی اگلے بندے پر پُھینک دیتی اسے ہینڈل اسکا باپ ہی کر سکتا تھا۔

>>>>>>>>>>>>>>>>><<<<<<<<<<<<<<<<<

ZNZ Zubi Novels Zone

سردار غاذان ضروری کام سے آوٹ آف سٹی گیا ہوا تھا۔

خیام بھی ابھی تک نہیں تھا۔۔

وہ اتنے بڑے گھر میں اکیلی تھی بارش بھی خوب برس رہی تھی اسکا دل پریشان ہو چکا تھا۔

مسلسل برستی بارش اور تیز ہوا سے سردی کی شدت میں کافی اضافہ ہو چکا تھا۔

لاونج میں رکھے صوفے پر وہ ڈری سہمی سی بیٹھی ہوئی تھی۔۔

تب ہی کلک سے دروازہ کھولا تھا اسے لگا شاید خیام ہے وہ اطمینان کا سانس لیتی جھٹ سے صوفے سے کھڑی ہوئی لیکن سامنے سے آتے غیر آدمیوں کو اس نے حیرت و نا سمجھی سے دیکھا تھا۔

تم ہیر ہو۔

ایک آدمی کافی زہریلے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

دوپٹہ ٹھیک سے سر پر جماتی وہ ڈرتی ہوئی سر جھکا گئ۔

وجود کانپنے لگا تھا پتا نہیں وہ کون تھے۔

تو وہ تم ہی ہو۔

وہ آدمی اسکی چوٹی پکڑتا ہوا بے تاثر لہجے میں بولا۔

ہیر نے تکلیف سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

چھوڑیں میرے بال۔

بال چھڑانے کی کوشش کرتی وہ منمنائی تھی آنکھوں میں درد سے نمی جمع ہونا شروع ہوگئی۔

چھوڑ دیتے ہیں اتنی جلدی بھی کیا ہے۔

اسے ہنوز بالوں سے پکڑ کر باہر کی طرف کھینچتے ہوئے وہ بولا تھا وہ تین آدمی تھے تینوں ہی شکل سے بدماش لگتے تھے۔۔

اس آدمی نے بالوں سے پکڑے ہی اسے باہر کی طرف زور دھکا دیا تھا۔

آہ آہ۔۔

وہ چیختی ہوئی سیڑیوں سے ہوتی نیچے فرش پر گری تھی۔

تیری یہ مجال تو شائنہ کی جگہ لے تیرے ٹکڑے نا کر دوں میں خبیث لڑکی۔

"وہ پہلے والا ہی بھرپور غصے سے چلایا تھا۔

بالوں پر ہاتھ رکھے وہ تکلیف وہتک آمیز انداز پر رونے لگی تھی۔۔

چل نکل یہاں سے۔۔

وہی آدمی دوبارہ اسکی چوٹی سے ہی پکڑتا ہوا اسے کھینچتا ہوا بولا تھا۔

انداز بے حسی لیے ہوا تھا۔

وہ مسلسل بال روتی ہوئی بال چھڑانے کی کوشش میں تھی۔

اس نے اس بار بھی پوری شدت سے اسے باہر کی طرف منہ کے بل

دھکا دیا تھا۔

منہ کے بل گرتی وہ چیختی ہوئی کچی مٹی پر گری تھی۔

یہ جائے گئی نہیں پھر آجائے گئی۔

دوسرا آدمی اسے روتا دیکھ کر بے تاثر لہجے میں بولا۔

ندی میں پھینک دے اسے کونسا تیرنا آتا ہے۔

انکی باتوں نے ہیر کے رونگٹے کھڑے کر دیئے تھے۔

ہونٹوں سے مٹی صاف کرتی وہ بامشکل کھڑی ہوتی ہوئی رو رنے لگی

تھی دائیں پیر کے انگوٹھے کا ناخن اکھڑ چکا تھا وہ کیسے دوڑتی۔۔

دوسرے ہی لمحے وہ پھر اسے پکڑ چکے تھے۔۔

کہاں بھاگنے کی تیار ہے کم زات لڑکی۔

اسے پھر سے بالوں سے ہی پکڑ تا وہ بولا تھا۔

مجھے جانے دیں پلیز مجھے مت ماریں۔

بہت مشکل سے انکے آگے ہاتھ جوڑے وہ بولی تھی۔

چل آسان موت دیتے ہیں اس ندی میں کود جا ورنہ گولیوں سے تیرا

پورا وجود

Zubi Novels Zone

چھلنی کر دیں گئے کیا یہ منظور ہے یا پھر ندی میں کودنا ہے۔

اسکے بال چھوڑتا وہ تمسخر سے بولا تھا دوسرے دونوں قہقہ لگا گئے اس بے بس لڑکی کی بے بسی پر۔

مجھے جانے دیں آپکو اللہ کا واسطہ ہے۔

وہ ہاتھ جوڑے کراہی تھی۔

چل بھاگ جا لیکن اس گھر میں ہمیں واپس دیکھی تو تیرا سارا وجود گولیوں سے چھلنی کر کے کتوں کے آگے پھینک دیں گے سمجھی۔

پسٹل انگلی پر گھماتا وہ بے حس انداز میں بولا۔

وہ ٹھٹھکتی انہیں دیکھتی ہوئی سر ہلاتی ہوئی بہت مشکل سے بھاگنے لگی تھی۔

جبکہ وہ تینوں گھر کے اندر چلے گئے کہ کہی وہ پھر سے نا آجائے۔۔۔

دوپٹہ وہی اندر انکے کھینچنے سے گر چکا تھا۔

روتے ہوئے وہ بھاگتی رکی تھی کہ سامنے سے آتی گاڑی کی ہیڈ لائٹس اسکی آنکھوں میں پڑیں تھیں۔

آنکھوں پر ہاتھ رکھے وہ کانپنے لگی تھی۔

وجود لرزنے لگا تھا سردی سے۔۔

آریو اوکے!

کسی نے دھیمے لہجے میں پوچھا تھا۔

ہیر نے جھٹ سے آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے۔

کہ وہ اس آواز کو لاکھوں آوازوں میں بھی پہچان سکتی تھی پھر بارش کے شور میں کیسے نا سن پاتی اسکا نرم لہجہ۔

وہ بھی حیرت سے دو تین قدم آگے کو سرکا تھا اسے اس حالت میں دیکھ کر۔

!ہیر رضا

وہ پریشانی سے بولا تھا۔

سردار،

ہونٹوں پر ہاتھ رکھتی وہ شدت سے رو دی تھی۔

ہیرا گلے ہی لمحے اسکی بانہوں میں تھی کہ وہ حواس کھونے لگی تھی۔

اس نے اسکے بھیگے کپڑوں میں نمایاں ہوتے وجود پر اپنی شرٹ پہنا کر گارڈ کو گاڑی کا ڈور کھولنے کو کہا

آنکھوں میں سرد پن سا تھا۔۔

اس بے اسرا لڑکی کو بانہوں میں اٹھائے وہ اپنے زاتی گھر میں داخل ہوا تھا۔

اسے بانہوں میں اٹھائے وہ گاڑی کی پچھلی سائیڈ پر بڑی احتیاط سے ڈالتا ہوا خود بھی ساتھ آکر بیٹھا تھا۔

سردار محل چلیں یا آپکے زاتی گھر۔

خادم نے ادب سے پوچھا۔

محل نہیں میرے بنگلو چلو۔

ہیر کے چہرے کو دیکھتا وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔

گاڑی نے جیسے ہی مخالف موڑ کاٹا ہیر کا سر ڈھلک کر اسکے کندھے پر آ گرا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس نے چونک کر اسکے سر کو دیکھا سیدھی نکلی مانگ میں ابھی بھی پانی کے قطرے ٹھہرے ہوِئے تھے دراز پلکیں ایک دوسرے سے چپکی ہوئیں تھیں۔۔

یہ اسطرح گھر سے کیوں نکلی تھی اور یہ حالت کیسے ہوئی۔۔

اسکا سر ٹھیک کرتا وہ پر سوچ انداز میں بڑبڑایا تھا۔

گاڑی کے رکتے ہی بناہیر کو اٹھائے وہ اندر کی طرف تیز قدموں سے بڑھا تھا چہرے پر سختی سی تھی۔۔

وہ دونوں تاش کھیلتے قہقے پر قہقہ لگا رہے تھے۔

انہیں اپنے لاونج میں دیکھ کر اسکا خون تیزی سے کھولنے لگا تھا۔

مٹھیاں بھینچے وہ تیز قدموں سے انکی طرف بڑھا تھا بنا انہیں سنبھلنے کا موقع دیئے وہ ان پر چڑھ دوڑا تھا۔

یو باسٹرڈ اس لڑکی کے ساتھ کیا ہے تم دونوں نے۔۔۔

انکے گریبان پکڑتا وہ پھنکارا تھا۔

جبکہ ان کی تو سٹی ہی گھم ہو چکی تھی سردار غازان کو چ اپنے سامنے دیکھ کر موت انہیں آس پاس چلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی وہ ریاض خانم کے خاص آدمی تھے ریاض کے کہنے پر تو وہ اپنی جان بھی دے سکتے تھے۔۔

ہمیں معاف کردیں سردار ہم نے بس اسے یہاں سے بھگا یا ہے اسکے ساتھ کوئی غلط حرکت نہیں کی ہمیں جانے دیں سردار۔۔۔

Zubi Novels Zone

دلاور ہاتھ جوڑتا بولا تھا

اسکا پیر زخمی ہے اسکے بال ٹوٹ کر اسکے کندھوں پر پڑے ہیں اور تم کہتے ہو تم نے اسکے ساتھ کوئی غلط حرکت نہیں کی۔

انکے سر ایک دوسرے سے مارتا ہوا وہ طیش سے چلا یا تھا خادم نے چونک کر اپنے سردار کو دیکھا تھا۔

تم دونوں ہوتے کون ہو میری اجازت کے بغیر میرے گھر میں گھسنے والے ہاں تم دونوں کی جرات کیسے ہوئی یہاں آنے کی۔

انہیں نیچے پٹختا ہوا وہ پھر سے چلایا تھا۔

معاف کر دیں ہم سے بھول یو گئی ہے۔ سردار۔۔۔

اسکے قدنوں میں بیٹھتے وہ روتے ہوئے بولے تھے۔

غلطی نہیں گناہ کہو۔۔

انہیں ٹھوکر مار کر پیچھے کی طرف گراتا وہ اس بار سرد لہجے میں بولا تھا۔

خادم انکی اچھے سے دھلائی کر کے انہیں ریاض محل بھیجنا نہیں بھی تو پتا چلیں اپنے کارنامے۔۔

سرد لہجے میں کہتا وہ باہر کی طرف بڑھا تھا۔

جبکہ خادم اور گارڈز ان دونوں کی طرف بڑھے تھے۔

گاڑی کا ڈور گارڈز نے اسے دیکھ کر سرعت سے کھولا۔

جھک کر آرام سے اس کمزور وجود کو بانہوں میں لیا تھا۔

اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی بہت ہلکی چیز اٹھائے ہوئے ہے لگ ہی نہیں رہا تھا یہ ایک جیتی جاگتی لڑکی کا وجود ہے۔

بانہیں نیچے کو جھول رہیں تھیں جبکہ سر اسکے کندھے پر پڑا ہوا تھا۔

اسے نیچے والے پہلی رومیں بنے روم میں لے آیا تھا۔

اسکے وجود کو بیڈ پر بڑے آرام سے ڈالتا ہوا وہ ڈاکٹر کو فون کرنے لگا۔۔

جیسے ہی اس نے فون بند کیا اسی وقت اسکی موم کی کال آنے لگی تھی۔

اس نے مسکرا کر ماں کی کال اٹینڈ کی۔۔

کیسی ہیں آپ!

وہ کھڑکی میں آتا بڑے نرم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

تمہارے بنا تمہاری ماں کیسی ہو سکتی ہے غاذان۔

رائنہ کے لہجے میں مایوسی تھی وہ کب اسے اتنے دن دیکھے بغیر نکال سکتیں تھی۔

! وہ مسکرادیا

کل کی فلائٹ سے آپکے پاس ہوں گا میں اب تو تھوڑا سا مسکرادیں۔

وہ ہیر کی طرف رخ موڑتا ہوا محبت سے بولا۔

! سچ

رائنہ کے لہجے میں بے یقینی سی تھی۔

سچ موم میں آپکو سپرائز کرنا چاہ رہا تھا لیکن اب آپکو پریشان دیکھ کر بتادیا ہے اب تو خوش ہو جائیں آپکا بیٹا رات کا ڈینر آپکے ساتھ کرنے والا ہے۔

دھیمے قدموں سے آنکھیں کھولتی لڑکی کے پاس آتا ہوا وہ بولا تھا۔

میں انتظار کررہی ہوں غاذان ماں کو زیادہ انتظار نا کروانا۔

انہوں نے کہہ کر فون رکھ دیا۔

فون پاکٹ میں ڈالتا وہ دروازے کی جانب دیکھنے لگا جہاں سے خادم کے ساتھ ایک ینگ سی ڈاکٹر داخل ہو رہی تھی۔

خادم ڈاکٹر کو کمرے میں چھوڑ کر خود باہر چلا گیا۔۔

ہیر کی نبض چیک کر کے وہ اسٹیتھو سکوپ سے اسے چیک کرنے لگیں

۔

کیا یہ آپکی وائف ہیں۔

ڈاکٹر نے سردار سے حیرت سے پوچھا تھا۔

وائف کہنے پر وہ چونک سا گیا تھا۔

ہیر بھی آنکھیں کھول کر ڈاکٹر کو دیکھنے لگی لیکن آنکھوں میں خالی پن سا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے اسکا وجود تو یہی ہو لیکن دھیان کہی اور ہی تھا۔۔

سردار نے اسے دیکھا جو اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔

نہیں !

اس نے کچھ سوچ کر بتایا تھا۔

ہیر کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہوئیں تھیں۔

او!

ڈاکٹر نے سر ہلایا۔۔

دیکھیں یہ کافی کمزور ہیں انہیں اچھی خوراک اور دیکھ بھال کی ضرورت ہے پلیز انکا خیال رکھیں انہیں پریشانی وغیرہ سے دور رکھیں ورنہ۔۔

ڈاکٹر سنجیدگی سے کہتی ہوئی چپ ہوئی تھی جبکہ سردار غاذان نے چونک کر انہیں دیکھا۔

ورنہ کیا !

فون کان سے لگاتا وہ سنجیدگی سے بولا۔

انہیں ہائی بلیڈ پریشر کا مسلہ ہے زیادہ دباو سے انکی دماغ کی نسیں پھٹ بھی سکتیں ہیں۔

ڈاکٹر کے انکشاف پر اس نے حیرانی سے ڈاکٹر کو دیکھ کر اسے دیکھا جو انکھیں موندے پڑی ہوئی تھی۔

اسے دیکھتا وہ سر ہلا گیا۔

ڈاکٹر میڈیسن لکھ کر باہر کھڑے خادم کو پکڑا گئی تھی۔

بند آنکھوں سے آنسو ایک قطار میں بہتے اسکے گالوں پر بکھرنے لگے تھے

۔

وہ چونکا سا گیا تھا۔۔

Zubi Novels Zone

بڑے سے ہال میں کھڑا وہ بارش کے رو کنے کے انتظار میں تھا کہ بارش بہت تیز تھی اتنی کہ باہر منہ تک نہیں نکالا جا رہا تھا۔

وہ ٹھٹھکا تھا پلر کے پیچھے سے دھواں سا نکل رہا تھا۔

وہ تشوش سے پلر کی جانب بڑھا تھا۔

اسے سموکنگ کرتا دیکھ کر وہی کا وہی جم گیا تھا۔

وہ چونک کر پلٹی تھی لیکن اسے دیکھ کر وہ ریلکس ہو ئی۔

پیو گئے۔

دھواں اسکے منہ پڑ چھوڑتی ہوئی وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

اسے اس لڑکی سے نفرت ہوئی تھی جو کش پر کش لگا رہی تھی۔

کیا ہے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو۔

وہ غصے سے پوچھ رہی تھی۔

آپکو شرم نہیں آتی لڑکی ہو کر سموکنگ کرتے ہوئے۔

اُسے پتا نہیں کیوں غصہ سا آگیا تھا۔

تم سے مطلب نوکر ہو تو نوکر رہو زیادہ میرا ابا بننے کی ضرورت نہیں اور ہاں اگر کسی کو بتایا تو بہت برا پیش آوں گئی میں، تم ابھی مجھے جانتے نہیں

۔

سگریٹ کو پیر سے مسلتی وہ پہلی بار سنجیدگی سے بولی تھی۔

آپ ایک لڑکی ہیں اور۔۔۔

جانتی ہوں میں لڑکی ہوں تمہیں مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔

منہ اور ہاتھوں پر سپرے کرتی وہ سر جھٹک کر بولی۔

اسے دیکھتا وہ ہونٹ بھینچ گیا۔

وہ لڑکی چوری چوری نجانے کیا کیا کام کرتی تھی وہ تشویش میں پڑ گیا تھا

آخر وہ سردار کی کزن تھی اس ناطے اسکا پریشان ہونا بنتا تھا۔

وہ آگے بڑھا تھا جب وہ اسکا ہاتھ تھام گئی۔۔

وہ حیرت سے اپنی کلائی کو دیکھنے لگا جو اسکی کلائی ہاتھ میں پکڑے اس وارننگ دیتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

بات سنو میری دھیان سے کیا تم جانتے ہو میرے پاس میرے خود کی پسٹل بھی ہے اور اس میں چھے کی چھے گولیاں پڑی ہوئیں ہیں بتانے کا مطلب یہ ہے اگر تمہارے منہ سے میرے لیے سر دار یا کسی اور کے سامنے کچھ بھی نکلا تو پہلی گولی تمہارے نام اس دھمکی مت سمجھنا میں جو کہتی ہوں وہ کرتی بھی ہوں۔

غصے سے کہتی بال جھٹکتی وہ وہاں سے نکل گئی۔۔

جبکہ وہ پریشانی سے وہی کھڑا رہ گیا۔

کیا اسے اس لڑکی کی حرکات کا اسے سردار کو بتانا چاہیئے تھا ہاں اسے بتانا چاہیئے تھا بعد میں جو ہو گا وہ دیکھا جائے گا اسکا فرض بنتا تھا سردار کو بتانا

--

کچھ سوچتا ہوا وہ بارش میں ہی نکل چکا تھا گھر کے لیے کہ اسکی آپی گھر میں اکیلی ہوں گئی۔۔

—

تم ٹھیک ہو جاو گئی پلیز ڈونٹ ٹو کرائے۔

اس سے نرمی سے کہتا وہ نجانے کیوں اس لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھ گیا تھا

۔

اسکا ہاتھ اپنے سر پر محسوس کرتی وہ ساکت ہوئی تھی۔۔

آنکھیں کھول کر خود پر جھکے سردار کو وہ بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔

کیا کہی درد ہے۔

وہ بہت ہی نرم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

اس نے فقط سر نفی میں ہلا دیا۔

اپنا خیال رکھو لڑکی جو لوگ اپنی زات کے لیے سٹینڈ نہیں لیتے لوگ انہیں پاوں کے نیچے کچل دیتے ہیں تم کھاو پیو اور جان بناو تب ہی تم زمانے کا سامنا کرنے کے قابل بنو گئی ورنہ تمہاری زات مٹی میں کب کیسے مل جائے گئی تمہیں پتا بھی نہیں چلے گا۔

اسکے سر پر ہاتھ رکھے وہ ہنوز جھکے ہوئے اسے سمجھا رہا تھا۔

وہ آنکھیں کھولے اسے دیکھتی رہی۔

اللہ خافظ۔

اسکا سرانگلیوں سے تھپکتا وہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔

جبکہ وہ اسکے نرم لہجے کے سحر میں گم ہونے لگی تھی۔

آنکھوں میں ٹھہرے آنسو اپنی جگہ رک سے گئے تھے جیسے سردار کی بات کے ادب میں رک گئے ہوں وہ لڑکی بھی عجیب تھی جانتی تھی اسکا ان سے کوئی جوڑ نہیں، لیکن پھر بھی دل انہیں دیکھ کر ٹھہر سا جاتا تھا بلکہ اسے زمانے انکے سامنے رکے سے لگتے تھے وہ پاگل تھی آسمان سے دل لگانے چلی تھی کیا جانتی نہیں تھی یہ ناممکن سا ہے۔۔

اس راہ میں اسے کیا کیا سہنا پڑے گا ابھی جانتی جو نہیں تھی۔

خیام کے پوچھنے پر اس نے اسے بتادیا تھا وہ بارش کی وجہ سے سیڑیوں سے سلپ ہو گئی تھی وہ ساری رات بہن کے سراہنے بیٹھا رہا کہ اسے بہت تیز بخار چڑھ چکا تھا شاید سردلگ گئی تھی اسے۔

کیا جانا ضروری ہے۔

اسے سامان پیک کرتا دیکھ کر وہ پریشانی سے بولے تھے۔

یس ڈیڈ۔

کالی شرٹ پر براون کوٹ پہنتا وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

مت جاو یار دل نہیں لگے تمہارے باپ کا۔

وہ پریشانی سے بولے تھے۔

کم آون ڈیڈ آپکا دل بہلانے کے لیے یہاں بہت کچھ ہے لیکن میری موم کا دل صرف مجھ سے ہی بہلتا ہے ناکہ کسی اور وجود سے۔

وہ واچ پہنتا اُن پر ہلکا سا طنز کر گیا تھا۔

تیمور خانم نے اسے سلگتی نظروں سے دیکھا۔

تمہاری ماں نے میرے بارے میں تم سے کچھ زیادہ ہی غلط بیانی کی ہے۔

وہ کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔

میری موم جھوٹ نہیں بولتی ڈیڈ۔

ہلکی مسکان سے کہتا وہ باپ کو تپا گیا تھا۔

تو کیا تمہارا باپ جھوٹ بول رہا ہے۔

وہ دانت پیس کر بولے۔

ایسا میں نے کب کہا۔

وہ آئی بر واچکا کر شرارت سے بولا تھا جس پر وہ اسے غصے سے گھورتے

کمرے سے ہی چلے گئے وہ جواباً سنجیدگی سے سر جھٹک کر رہ گیا۔

آپ کتنے دن وہاں رہے گئے۔

مہرینہ اسے کافی پیش کرتی احترام سے پوچھ رہی تھی۔

جلد آجاوں گا تم نے کسی کو تنگ نہیں کرنا اور ناہی مجھے کوئی تمہاری شکایت ملے۔

کافی کا سپ لیتا وہ سنجیدگی سے اسے سمجھا رہا تھا جبکہ وہ سر جھکائے کسی شریف بچے کی طرح بس سر ہلاۓ جا رہی تھی۔۔

ہمم گڈ گرل۔۔

اسکی فرمانبرداری پر وہ مسکرایا تھا۔

وہ بھی جواباً مسکرائی۔

مجھے آپ کو یہ دینا ہے۔

وہ ایک پرچی اسکی طرف بڑھاتی ہوئی بولی تھی۔

Zubi Novels Zone

کپ اسے تھماتا وہ پرچی اسکے ہاتھ سے لے کر ایک نظر دوڑانے لگا تھا پھر اسکی فرمانبرداری کی سمجھ آچکی تھی اس نے کافی لمبی لسٹ اسے تھمائی تھی جن میں صرف میک اپ کے کاسمیٹکس کا نام درج تھا۔

پُرچی لے کر وہ سر ہلا گیا تھا۔

سب سے ملتا خادم کو کچھ خاص ہدایت دیتا وہ مصر کے لیے روانہ ہو چکا تھا

۔

سردار جا چکا ہے اب اس لڑکی کا کیا کرنا ہے۔

ریاض نے خشام اور تیمور سے خاصے غصے میں پوچھا تھا اسکے آدمیوں کی جو حالت سردار نے کی تھی وہ اسے بھول نہیں رہی تھی اب اسکی سزا وہ

اس لڑکی کو دینا چاہتا تھا آخر اسی لڑکی کی وجہ سے وہ اسکی بیٹی سے بھاگ رہا تھا۔۔

کرنا کیا ہے مار دیتے ہیں نا رہے گا سانپ نا بجے کی بین۔۔۔

سہیر عالم نے انکے پاس آتے ہوئے نفرت سے کہا۔

ریاض صاحب کو انکی بات بہت بھائی تھی۔

سہیر بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے اب اس لڑکی کا کام تمام کر دینا چاہئیے۔

ریاض نے بھی سنجیدگی سے کہا۔

جبکہ تیمور خانم نے ہونٹ بھینچے۔

میرے خیال میں اسے کچھ پیسے دے کر یہاں سے چلتا کر دینا چاہئیے۔

تیمور نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

تیمور خانم تم کیا چاہتے ہو تمہارا بیٹا اسے ڈھونڈتا پھرے اسکا کام تمام کرو اور میری بیٹی کو اس گھر کی بڑی بہو بنانے کی تیاری کرو آخر کب تک میں اپنے بہن بھائیوں کو صفائیاں پیش کرتا رہوں گا۔

ریاض کے ترش لہجے پر وہ سر ہلا گیا۔۔

دروازے کے ساتھ کان لگائے مہرینہ نے پریشانی سے کچھ سوچا پھر وہاں سے بھاگنے لگے تھی جب اسے کرسی سے زور سے ٹھوکر لگی تھی گھٹنا پکڑے وہ وہی بیٹھ گئی تھی۔

سسی۔

وہ کراہ کر گئی لیکن ٹھٹھکی تب جب دروازے پر سب کو کھڑا پایا۔۔

گھٹنے کا درد بھول کر وہ ان کو لرزتے دل سے دیکھنے لگی۔

تم یہاں کیا کر رہی تھی۔

سہیر خانم اسکی کلائی کو سخت ہاتھوں میں جھکڑتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھ رہے تھے۔

میں یہاں سے گزرتی۔۔۔۔

چٹاخ۔۔۔

اسکا بہانہ سننے سے پہلے ہی وہ اسے زور سے تھپڑ مار چکے تھے۔

تم مردوں والے حصے میں کر کیا رہی تھی بہت شکایتیں مل رہیں مجھے تمہاری مجھے لگتا ہے تمہاری ٹانگیں کاٹنی پڑیں گئیں۔۔

اسے دوسرے حصے کی طرف کھینچ کر لے جاتے وہ سرد لہجے میں بول رہے تھے کہ بیٹیاں انہیں اچھی لگتی ہی نہیں تھیں خاص کر مہرینہ سہیر خانم۔۔۔

وہ چپ چاپ انکے ساتھ کھینچتی گئی تھی اب اسے پتا تھا مار پڑنے والی ہے اور کوئی بچانے والا بھی نہیں تھا اگر سردار ہوتے تو وہ بچا لیتے لیکن بد قسمتی اب اسے دو تین دن کمرے میں ہی رہنا تھا۔۔

کیسی ہیں آپ۔

انکا سر چومتا وہ بہت محبت سے پوچھ رہا تھا۔

کیسی ہو سکتی ہوں تمہارے بنا۔۔

وہ مسکراتے ہوِے جواباً اُس سے پوچھ رہیں تھیں وہ انتہا سے زیادہ خوبصورت تھیں آخر کو وہ ایک مصری تھیں۔

وہ اپنی ماں کی شکل کا تھا بس بال اور قد باپ پر تھا باقی وہ خوبخو رائنہ نوشیرواں پر تھا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

آئی مس ہم آلاوٹ مائے سن۔۔

وہ بھی جواباً اسکا سر چومتیں شدت سے بولیں تھیں۔

وہ مسکرایا تھا۔

باقی لوگ کہاں ہیں۔

گھر میں چھائی خاموشی اسے کھٹکی تھی۔

کسی کو تمہارے آنے کی خبر نہیں تھی سب اپنے اپنے کام پر ہیں رات کو سب لوٹ آئیں گئے۔

اس اندر لے جاتی وہ بتا رہیں تھیں۔۔

یہ ایک بہت بڑا اور خوبصورت سا گھر تھا جس میں کمرے ایک گول قطار کی شکل میں تھے کیونکہ گھر کا کوئی پورشن نہیں تھا اوپر چھت تھا جس پر بڑا اس لاون بنایا گیا تھا انکا گھر چوڑی گلی میں تھا جہاں ہر قسم کی دکان تھی یہ گھر ایک ائیڈیل تھا۔

یہ گھرانہ خوبصورتی کی مثال تھا کہ یہاں اس گھر میں ایک سے بھر ایک حسین تھا۔

رائنہ اس سے باتیں کرتیں اسے اسکے کمرے میں لے گئی تھی جو کافی وسیع اور خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔

کمرہ دیکھتا وہ مسکرایا کہ اسکی ماں نے اسکے جانے کے بعد بھی اسکے کمرے کی صفائی ترک نہیں کی تھی۔۔

یہ سردار فون کیوں نہیں اٹھا رہے۔۔

فون پٹختے ہوئے وہ پریشان ہوئی تھی۔

وائس میسج چھوڑ دیتی ہوں۔

اچانک ہی خیال آنے پر وہ میسج کرکے فون بند کر چکی تھی۔

گال اسکے سوجے ہوئے تھے۔

دو دن اس نے کمرے میں ہی رہنا تھا یہ اسکی سزا تھی۔۔

دیکھتی ہوں کیسے مارتے ہیں آپ لوگ اسے۔

فون انگلیوں میں لہراتی ہوئی وہ طنز سے کہتی مسکرائی تھی گال درد کیے

تھے لیکن پرواکسے تھے۔۔

—

خیام نے اچھے سے سرسوں کے تیل سے اسکے سر کا مساج کیا تھا۔

وہ نیچے بیٹھی مسکرا رہی تھی۔

وہ اسکی ڈھیلی ڈھالی چوٹی کرتا ہوا ہاتھ ٹشو سے صاف کرنے لگا۔

اب سر کا درد کیسا ہے۔

اس نے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اس سے پوچھا۔

وہ مسکرائی۔

تم مالش کرواور سر درد رہ جائے ایسا ممکن ہے کیا۔

وہ اسکی طرف چہرہ کرتی محبت سے پوچھ رہی تھی۔

خیام بازار سے کچھ سبزیاں وغیرہ لے آورات کو سالن بھی بنانا ہے۔

وہ نیچے سے اٹھتی ہوئی بولی۔

اوکے میں لے آتا ہوں زرا کپڑے چینج کرلوں۔

شرٹ پر تیل کے قطرے گر گئے تھے، براون شرٹ پر داغ دیکھتا وہ کہہ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔

ایک منٹ آپی۔

اسے کچن کی طرف جاتا دیکھ کر وہ کچھ خیال آنے پر اسے پکار گیا۔

ہاں۔

وہ پلٹی تھی۔

آپ بھی چلیں میرے ساتھ آپکی تھوڑی واک بھی ہو جائے گئی اور میں آپکو آئس کریم بھی کھلالاوں گا۔

وہ کہتا ہوا آخر میں اسے لالچ دینے لگا تھا۔

! آئس کریم

وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

آئس کریم کھائے تو اسے صدیاں بیت چکیں تھیں۔

ہاں اب آپکے لیے میں روز آئس کریم لایا کروں گا۔

اسکی طرف آتا وہ سب کچھ سمجھتا ہوا بولا تھا۔

ہیر کی آنکھیں بھرنے لگیں تھیں۔

خیام نے اسکا سر اپنے سینے پر رکھ کر چوما۔

آپی اب اچھے دن آئیں گے میں پڑھتا بھی ہوں اور جاب بھی کرتا ہوں تو آپکو رونے کی ضرورت نہیں آپ بس جلدی سے مکمل صحت یاب ہو جائیں پلیز ز۔

وہ اسے بانہوں میں لیتا پریشانی سے بول رہا تھا۔

وہ مسکرائی لیکن مسکراہٹ اوپری سی تھی۔۔

دونوں آئس کریم کھاتے ہاتھوں میں بھاری شاپر اٹھائے وہ باتیں کرتے گھر والے راستے پر تھے جب ایک تیز رفتار گاڑی کو اپنی طرف آتے دیکھا۔

خیام اگر اسے کھینچتا نہیں تو وہ گاڑی کب کی اسے کچل کر گزر گئی ہوتی۔

یو باسٹرڈ اندھے ہو گاڑی میں بیٹھ کر کیا انسان دیکھنا بند ہو جاتے ہیں۔

وہ غصے سے اس گاڑی والے پر چلایا تھا لیکن گاڑی جا چکی تھی۔

جبکہ ہیر سہم سی گئی تھی۔

! خیام

خیام. کو پاس دیکھ کر وہ اسکا ہاتھ تھام چکی تھی۔

اسکی ائس کریم بھی نیچے گر چکی تھی جس سے اس نے ابھی ایک دو

بائیٹ ہی لیں تھیں۔

! بچ گئی وہ

گاڑی والے نے کسی کو تیزی سے میسج کیا تھا۔

تم سے کبھی کوئی کام ہوا ہے میں ہی پاگل تھا جو تمہیں ایک اہم کام سونپ چکا تھا۔

کسی نے جواباً غصے سے کہہ کر فون بند کر دیا تھا۔

باہر لان میں بیٹھی وہ دھاگے میں سرخ وسفید پھول پرو رہی تھی سردار کو گئے آج چار دن ہو چکے تھے خیام کالج چلا گیا تھا موسم کافی ٹھنڈا سا تھا وہ نہا کر نیلے رنگ کا کاٹن کا سوٹ پہنے اوپر گلابی کریب کا دوپٹہ اوڑھے وہ لاون میں بیٹھی کافی سارے پھول توڑ کر انہیں ایک موٹے سے دھاگے میں سوئی کی مدد سے پرو رہی تھی۔

اسی وقت تین چار گاڑیاں سردار غاذان کے لان میں رکیں تھیں۔

اتنی گاڑیاں دیکھ کر وہ ایک دم سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔

تیمور خانم، سہیر، ریاض خانم وہ تینوں اس کمزور لڑکی کی طرف بڑھے تھے۔

کتنے پیسے چاہیئے۔۔

تیمور نے چیک بک پر سائن کرتے ہوئے اس سے سرد لہجے میں پوچھا۔

جی۔

وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

اپنی قیمت بتا بازارو عورت۔

ریاض کے پھنکارتے لہجے پر وہ دبک سی گئی تھی سہمی سی وہ لڑکی تین چار قدم پیچھے ہوئی تھی۔

ہمارے بیٹے کو چھوڑنے کی قیمت بتا اور پیسے لے کر اپنے اسے بے غیرت بھائی کو لے اور یہاں سے دفع ہو جاو۔

سہیر خانم سرد لہجے میں کہہ کر اسکی طرف بڑھا تھا۔

میرا بھائی بے غیرت نہیں ہے۔

اسے یہ گالی بہت چبی تھی پتا نہیں وہ کیسے بول گئی تھی۔

لیکن اگلے ہی لمحے ریاض کا تھپڑ اسے دن میں تارے دیکھا گیا تھا۔

گال پر ہاتھ رکھے وہ پشت کے بل نیچے گری تھی۔۔

وہ روئی چلائی نہیں

میں تو کہتا ہوں اسے مار کر یہی دفنا دو کسی کو پتا بھی نہیں چلتے گا عزت بھی رہی رہے گی

ریاض کے بے حس لہجے پر وہ لرز کر پیچھے کی طرف سرکی تھی۔

تو تم میرے بیٹے کا پیچھا نہیں چھوڑوں گئی۔۔

تیمور خانم آخری بار سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے۔

بنا کچھ بولے وہ انہیں حیرت سے دیکھتی رہی اسے کچھ سمجھ میں ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بولے۔۔

دلاور۔۔

ریاض کے کہنے پر دلاور اس پر پسٹل تان گیا تھا۔

وہ کیسے بے حس لوگ تھے جو اس معصوم کو مارنے پر تیار تھے۔

ایک منٹ دلاور۔۔

پیچھے سے آتی سرد آواز پر سب کے حواس گم ہوئے تھے۔

وہ سب حیرت سے پیچھے کی طرف پلٹے تھے۔

جہاں وہ وائٹ شرٹ براون پینٹ پہنے سرد نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا دلاور کے ہاتھ سے پسٹل چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔

جبکہ وہ ہیر کو دیکھ رہا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

جس کی نظروں میں بے یقینی تھی وہ تو سمجھی تھی شاید اب وہ کبھی اسے دیکھ نہیں سکے گئ

تیمور خانم بیٹے کو دیکھ کر بھوکھلا سے گئے تھے اچانک سے اسے سامنے دیکھ کر، وہ تو تین چار دن میں آنے والا تھا پھر تین دن میں ہی کیسے یہاں آگیا تھا۔۔

دلاور کے ہاتھ کانپ رہے تھے وہ جھٹ سے ریاض خانم کے پیچھے ہوا تھا ۔

جبکہ باقی سب بھی حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے جو اچانک ہی کہی سے آگیا تھا۔

ہیر کی آنکھوں میں واضع بے یقنی تھی وہ کہی خیال تو نہیں دیکھ رہی،

سردار اسے دیکھتا متوازن چال چلتا ہوا اسکے قریب آیا تھا، بنا اپنے گھر والوں کو دیکھے۔

وہ دونوں ہاتھ کوٹ کی جیب میں گھسائے ہیر کو ہی دیکھ رہا تھا۔

ہر بار قسمت ساتھ نہیں دیتی ہیر رضا انسان میں اتنی ہمت تو ہونی چاہئیے کہ وہ اپنی طرف اٹھنے والی انگلی کو توڑ نہیں تو پکڑ سکے لیکن تم میں تو زرا بھی ہمت نہیں وہ تمہیں مارنا چاہ رہے ہیں اور تم تیار ہو مرنے کے لیے آنکھیں بند کیے انہیں دعوت دے رہی ہو وہ تمہیں آسانی سے ماردیں تمہارا کام فنش کردیں،

کیسی لڑکی ہو تم کس زمانے میں رہی ہو تم آج کل کی لڑکیوں جیسی کوئی بات ہے ہی نہیں تم میں بھلے ہی انکا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی لیکن بندا چلاتا ہے بھاگتا ہے تم تو مرنے کے لیے چپ چاپ کھڑی ہوا گر مرنے کا شوق ہے تو مجھے کہہ دیتی میں ماردیتا۔۔۔۔

اسکے درشت سرد لہجے پر ہیر سمیت سب حیرت سے اپنے سردار کو دیکھ رہے تھے۔

ہیر کی آنکھوں میں حیرت تھی کیا وہ اس سے اتنے غصے میں مخاطب تھا۔

وہ کم ہمت لڑکی تھی وہ نہیں چلا سکی کہ اسکی یہاں کوئی نہیں سنتا لیکن وہ خدا سے مدد کی طلب گار تھی اور خدا نے اسکی سن بھی تھی اسکے مسیحا کو بھیج دیا تھا، اور اسے کیا چاہیئے تھا اور وہ تھا کہ کہہ رہا تھا تمہیں مرنے کا شوق تھا تو مجھ سے کہتی کیا میں انہیں کہتی تو یہ سچ میں مجھے مار دیتے۔۔

دوپٹے کا پلو ہاتھ میں بھینچے وہ سر جھکائے سوچ رہی تھی۔

گلے میں جیسے آنسو کا گولا سا پھنسنے لگا تھا۔۔

وہ اسے دیکھتا اب اپنے گھر والوں کی طرف پلٹا تھا۔

کیوں مارنا چاہتے ہیں اس کمزور لڑکی کو؟

اب وہ اپنے گھر والوں سے سپاٹ لہجے میں مخاطب تھا۔

یہ لڑکی تمہارے قابل نہیں سردار۔

ریاض آگے آتا ہوا بولا۔

وہ طنزیا مسکرایا۔

میرے قابل صرف آپکی بیٹی شائنہ ہے ہے نا ریاض خانم

وہ طنز سے پوچھ رہا تھا۔

ہاں اسکے علاوہ سردار غاذان میں تمہاری زندگی میں کسی کو نہیں آنے دوں گا یہ میرا وعدہ ہے۔

ریاض بہت غصے سے بولتا اسکے سامنے آیا تھا۔

اس نے مسکراتے ہوئے آئی برو آچکاتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

لیکن میرا سوال وہی ہے کیوں مارنا چاہتے ہیں اسے۔

بیر ڈ کھچا تا وہ تیمور صاحب سے اس بار مخاطب تھا۔

تا کہ اس لڑکی کا تمہاری زندگی میں کوئی وجود نا رہے۔

تیمور صاحب نے سنجیدگی سے جواب دیا کہ اب چھپانے کا کوئی خاص فائدہ نہیں تھا۔

تو کیا آپ اسے مار دیں گئے تو اس کا وجود میری زندگی سے مٹ جائے گا، جب میں راضی نہیں تھا تو زبردستی اس سے میرا نکاح پڑھوایا گیا پھر اس کا کیا قصور یہ میری زندگی میں نہیں آئی تھی آپ لوگ لے کر آئے تھے اسے مت ماریں بلکہ خود کو ماریں کیونکہ وجہ آپ لوگ تھے خبر دار اگر ائندہ اس لڑکی کو کسی نے نقصان پہنچایا میں معاف نہیں کروں گا کسی کو بھی یہ معصوم آپ لوگوں کو کیا کہتی ہے کچھ نہیں یہ میرے نکاح میں ہے اور خود سے جوڑی چیزوں کی خفاظت کرنا غاذان تیمور کو اچھے سے آتی ہے آئندہ یاد رہے۔

سرد وسپاٹ لہجے میں بولتا وہ پھر اس بت بنی لڑکی کی طرف پلٹا تھا جو آنکھوں میں حیرانی لیے اسے اپنی طرف آتا دیکھ رہی تھی۔

اسکی کلائی ہاتھ میں جکڑتا وہ بنا کسی کو دیکھے انکے بیچ سے نکلا تھا وہ سب آنکھیں منہ کھولے اسے جاتا دیکھتے رہے۔

سردار کو کس نے بتایا ہوگا۔

ریاض نے سنجیدگی سے پوچھا۔

جس پر تیمور اور خشام نے سہیر خانم کو دیکھا تھا وہ سمجھ گیا اسکی بیٹی اپنا کام انجام دے چکی ہے کہ اس کے علاوہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں تھی یہ ان چاروں کا منصوبہ تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا سوائے انکی بیٹی کہ جو شاید اس دن انکے منصوبے سے آگاہ ہو چکی تھی۔۔

سہیر نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھیں اب انکے قہر سے مہرینہ کو کون بچاتا وہ تو بے خبر سو رہی ہے بنا آنے والے وقت کی آگاہی سے۔

اسکے نکلتے ہی گارڈز کی گاڑیاں بھی سکے پیچھے نکلیں تھیں۔

ٹھوڑی پر ہاتھ کی مٹھی بنائے رکھے وہ سخت غصے میں تھا۔

تب ہی اسکا فون بجا تھا۔

میں پہنچ چکا ہوں موم۔

اس نے سنجیدگی سے انہیں جواب دیا تھا۔

وہ لڑکی ٹھیک ہے اور میرے ساتھ ہے۔

اس نے انکے سوال کے جواب میں کہا تھا۔

موم وہ بہت شرمیلی ہے کسی سے بات نہیں کرتی آپ سے بھی نہیں کرے گئی۔

اس نے پھر سے انکے کسی سوال کے جواب میں کہا تھا۔

Zubi Novels Zone

اوکے میں پہنچ کر اس سے آپکی بات کروا دوں گا ابھی فلحال وہ صدمے ہے شاید۔

اسے اپنی طرف ٹکر ٹکر تکتا دیکھ کر وہ بولا تھا۔

ہیر نے سرعت سے اس سے دھیان ہٹا کر باہر کی طرف دیکھنا شروع کر دیا کیا وہ اسکی بات کر رہا تھا لیکن کس سے کیا اس نے کسی کو بتایا تھا اسکے بارے میں کیا وہ اتنی اہم تھی کہ اسکا ذکر وہ کسی سے کرتا۔۔

ناخن منہ میں دیئے وہ پریشانی سے سوچ رہی تھی۔۔

اونہہ بیٹ ہیبٹ۔۔

وہ بنا اسے دیکھے موبائیل پر تیزی سے انگلیاں چلاتا ہوا بولا تھا۔

ہیر نے سرعت سے ناخن منہ سے باہر نکالے۔۔

گاڑی ایک بہت بڑے ہوٹل کے سامنے رکی تھی۔۔

جس کی پارکنگ ہی کافی وسیع و عریض تھی ہوٹل بہت بڑا تھا۔

اسکے پیچھے آنکھوں میں بے انتہا حیرانی لیے وہ چل رہی تھی۔

اسے دیکھتے ہی سب اپنی جگہ ساکت ہوئے تھے یہ ہوٹل اسکے دادا نے بنوایا تھا بعد میں اس نے نئے سرے سے اس میں چینجنگ کروائیں تھیں۔

گڈ ایوننگ سردار غاذان تیمور خانم۔

ہوٹل کا مینجر بھاگتا ہوا اسکے قریب آتا ہوا ادب سے بولا تھا اس نے سر ہلا کر ہوٹل پر ایک طرائنہ نظر ڈالی ورکرز سمیت بہت سے لوگ اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

سردار جی اتنے دنوں بعد چکر لگایا۔

مینجر اور تین چار لوگ اسکے پیچھے اتے ہوئے بولے تھے۔

بڑی تھا تھوڑا، تھرڈ فلور پر میرا جو کمرہ تھا وہ کھلواؤ۔

لفٹ کی طرف بڑھتا وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

لفٹ سے ہیر کو کتنا ڈر لگتا تھا وہ بتا نہیں سکتی تھی کہ اس تنگ چیزوں سے فوبیا تھا اسے سانس آنا بند ہو جاتا تھا، وہ تو سردیوں میں بھی منہ ڈھک کر نہیں سوتی تھی کہ اسے ایسے لگتا جیسے اسکا سانس بند ہو جائے گا

۔

وہ لفٹ سے باہر ہی کھڑی رہی۔

آو۔۔

اسے وہی جمع دیکھ کر وہ بولا تھا۔

سردار کو ایک نظر دیکھتی وہ سر جھکا گئی لیکن اندر کی طرف قدم نہیں بڑھائے۔

ہیر کیا پرابلم ہے تم اندر کیوں نہیں آ رہی۔

اس نے ہیر کے نزدیک آتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

تنگ اور بند چیزوں سے میرا سانس بند ہو جاتا ہے میں نہیں آ سکتی اندر۔

وہ بھرائے لہجے میں بولی تھی۔

غاذان نے ٹھٹھک کر اس کم عمر لڑکی کو دیکھا۔

تو اسے فوبیا تھا۔

اوکے ہم سیڑیوں سے چلے جاتے ہیں آو۔

وہ باہر آتا سیڑیوں کی طرف بڑھتا ہوا بولا تھا باقی سب حیران ہوئے تھے

۔

ہیر نے پریشانی و حیرت سے اسے دیکھا۔

آپ لفٹ سے جائیں میں سیڑیوں سے آجاوں گئی پلیز سردار آپ لفٹ سے جائیں۔

وہ لب کاٹتی ہوئی بولی۔

اونہہ بیٹ ہیبٹ۔

وہ پھر اسے ٹوک گیا تھا ہیر نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

آو ہم سیڑیوں سے جائیں گئے اچھا ہے تھوڑی واک بھی ہو جائے گئی۔

وہ کہتا ہوا سیڑیوں کی طرف بڑھا تھا باقی سب بھی حیرانی سے ہیر کو دیکھتے سیڑیوں کی طرف بڑھے تھے۔

ہیر حیرانی سے اسکی پشت دیکھتی ہوئی اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔

ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ سی بے ساختہ آئی تھی۔

کہی میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی

وہ پریشانی سے بڑبڑائی تھی۔

تھرڈ فلور پر پہنچ کر وہ کچھ دیر سانس درست کرتی پھر تیز قدموں سے چلتے سردار کی پیچھے چلنے لگے۔

ہیر بہت تھک چکی تھی وہ اتنی سیڑیاں اتر چڑ نہیں سکتی تھی لیکن یہ سردار غاذان کو کون بتاتا۔

وہ کمرہ نمبر 44 کے آگے رکا تھا۔

پیچھے کھڑی عوام کو جانے کا اشارا کرتا ہوا وہ ہیر کو اندر لا یا تھا۔

کمرہ دیکھ کر ہیر کی آنکھیں کھولی کی کھولی رہ گئیں۔

گول وسیع کمرہ تھا جس کی دو دیواروں پر گلاس لگ ہوا تھا۔

گول ہی وائٹ بیڈ شیٹ والا بیڈ، وائٹ ریشمی پردے ایسا کمرہ تو اس نے ٹی وی میں بھی نہیں دیکھا تھا۔

یہ کس کا کمرہ ہے۔

وہ بے ساختہ حیرانی سے بولی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تمہارا۔

اسکی طرف آتا ہوا وہ بولا تھا۔

میرا۔۔

وہ حیرت سے پریشانی سے بولی تھی۔

وہ سر ہلا گیا۔

لیکن یہ میرا کیسے ہو سکتا ہے۔

وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

وہ فون پاکٹ میں ڈالتا اسکے نزدیک آیا

ہیر آج سے تم اسی ہوٹل میں رہو گئی تم سمجھو یہ تمہارا اپنا ذاتی روم ہے

اسے تم جیسے مرضی رکھو تمہاری مرضی تمہارا جو دل کرے وہ کرو یہاں

تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا کوئی بھی نہیں اس لیے تم یہاں آزاد

ہو باہر گارڈن میں جاو گھوموں پھرو کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا اپنی لائف کو اپنے حساب سے سٹارٹ کرو ہیر۔

وہ اسکے چہرے جو دیکھتا ہوا بول رہا تھا۔

سچ!

وہ بے ساختہ پوچھ رہی تھی۔

ہمم۔

وہ فقط یہی بولا تھا۔

لیکن خیام پریشان ہو گا وہ میرے بغیر نہیں رہتا۔

وہ پریشان ہوئی تھی کہ اسکا بھائی پریشان ہو گا اب تک تو وہ گھر آ چکا ہو گا۔

وہ بھی یہی تمہارے ساتھ والے روم میں رہے گا

۔

وہ گلاس ونڈو کے پاس آتا ہوا بولا۔

یہ اتنے اچھے کیوں ہیں۔

وہ پریشانی سے انگلیاں مڑوڑتے ہوئے بڑبڑائی تھی۔۔

بیٹ ہیبٹ۔۔

اسے ایک نظر دیکھتا وہ بولا تھا۔

ہیر نے سرعت سے ہاتھ کی انگلیاں مڑوڑنا ترک کیں۔

! کون سی کلاس میں تھی تم

وہ اسکے سامنے آتا ہوا بولا تھا۔

وہ قد میں ہیر سے کافی اونچا تھا وہ سر اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھنے لگی

.جواباً اس نے سوالیہ آئی بروا چکائے تھے

10th میں

وہ پریشانی سے بولی۔

کونسے سبجیکٹ تھے تمہارے۔

وہ صوفے پر بیٹھتا ہوا مزید بولا۔

وہ حیران ہوئی تھی اسکے سوالوں سے۔

آرٹس رکھے تھے مطلب سمپل تھے۔

وہ سر جھکاِے ہی بولی۔

تمہیں سائنس کے ساتھ پڑھنا چاہئیے تھا۔

وہ افسوس سے بولا۔

جبکہ وہ خوامخواہ ہی شرمندہ ہوئی تھی۔

زہین تھی یا نالاق تھی یا ایورج۔

اسکے سوالوں نے ہیر کو بہت پریشان کر دیا تھا۔

وہ اب کیا کہتی وہ اسی سوچ میں تھی۔

تم ایور تیج تھی ہے نا۔

وہ یقین سے پوچھ رہا تھا۔

وہ شرمندگی سے سر ہلا گئی۔

اوکے تم سائنس کے سبجیکٹ پڑھ سکو گئی نو ایشو تمہارا ایڈمیشن کروا رہا ہوں کالج میں تیار رہنا میں چلتا ہوں تھوڑی دیر میں خیام بھی پہنچ جائے گا اسے میرا میسج پہنچ چکا ہو گا اللہ خافظ اینڈ بی بریو۔۔

سنجیدگی سے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتا وہ وہاں سے تیزی سے نکلا تھا۔

ہیر کسی آفسوں میں قید ہوئی تھی وہ اسے کیسے بتاتی اسکا سر پر ہاتھ رکھنا ہیر کو کس جہاں میں پہنچا دیتا ہے اسے ایسے لگا وہ اکیلی نہیں کوئی ہے اسکے سر پر ہاتھ رکھنے والا۔

سر پر اسی جگہ ہاتھ رکھا جہاں کچھ دیر پہلے اسکا بھاری ہاتھ ٹھہرا تھا وہ مسکرا دی دل سے مسکرا دی۔

اللہ۔۔

اللہ کو دل سے پکارتی وہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔

یہ کہی کوئی خواب تو نہیں۔

وہ مسکرا کر اللہ سے پوچھ رہی تھی۔

.یہ کیا سچ میں مجھے پڑھائیں گے

وہ لب کاٹتی ہوئی خود سے بول رہی تھی

Zubi Novels Zone

مہرینہ سو رہی تھی جب کسی نے جھٹکے سے اسکے منہ سے بلینکٹ کھینچا تھا

۔

کیا ہے سونے دو ایک تو مجھے یہاں کوئی سونے نہیں دیتا۔

وہ بنا آنکھیں کھولے غصہ ہوئی تھی۔

چٹاخ!

لیکن اگلا لمحہ اسے دن میں تارے دیکھا گیا تھا۔

منہ پر ہاتھ رکھے وہ اپنے باپ اور بھائی کو دیکھ رہی تھی دروازے میں

اسکی ماں پریشان صورت لیے کھڑی تھی۔

کہا تھا نا اپنی حرکتوں سے باز آجاو لیکن تم باز نہیں آئی کیوں بتایا سردار کو

۔

اسکی کلائی جھکڑتے وہ آنکھوں میں قہر لیے بولے تھے۔

وہ انہیں حیرت سے دیکھتی رہی۔

تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔

دوسرا تھپڑ اسکے منہ پر برساتے وہ چلائے تھے۔

میں نے تو سردار کو کچھ نہیں بتایا کیا کچھ بتانا تھا سردار کو

وہ بنا ڈرتے ہوئے بولی تھی۔

بابا جھوٹ بول رہی ہے یہ بہت زیادہ جھوٹ بولنا سٹارٹ کر چکی ہے۔

داور کے کہنے پر سہیر خانم نے اسکی کلائی کھینچ کر اسے کھڑا کیا تھا۔

اس دن سب سن چکی تھی نا تم، تم نے بتایا ہے ناسر درا کو۔

.اس بار بال کھینچ کر پوچھا گیا

نہیں میں نے تو کچھ نہیں بتایا اور نا ہی میں کچھ جانتی تھی۔

بنا بال چھڑائے وہ دھیمی آواز میں بولی تھی۔

باز آجاو ورنہ کاٹ کر پھینک دوں گا یہ تربیعت کی ہے تم نے اسکی۔

اب تو یوں کا رخ نوشین کی طرف ہوا تھا۔

وہ سر جھکا گئیں۔۔

نوشین پورے دو دن کچن کے سارے کام یہ کر ئے گئ اور اگر اس نے

منع کیا تو پھر نتیجے کی زمہ دار بھی یہ ہو گئ۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اسے بیڈ پر دھکا دیتے وہ باہر نکل گئے۔

اسکا چہرہ سائیڈ ٹیبل پر بہت زور سے لگا تھا۔

ہونٹوں سے خون کی لکیر پھوٹنے لگی تھی۔

نوشین لپک کر اسکی طرف آئی۔

کیوں تنگ کرتی ہو انہیں۔

اسے سیدھا کرتی وہ پریشانی سے اسکا چہرہ دیکھتی ہوئیں بولی تھیں۔

لیکن میں نے تو کچھ نہیں کیا۔

بنا در د پر دھیان دیئے وہ کندھے اچکا کر بولی تھی۔

مہرینہ تم کس سمت نکلی جا رہی ہو باز آجاؤ ورنہ انہیں چار دیواروں مِن بھٹکتی مر جاؤ گئی۔

نوشین اسے گلے سے لگاتی ہوئیں بھرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

اس لیے تو کہتی ہوں میری شادی کر دیں۔

وہ آنکھوں کی نمی پیتی ہوئی بولی تھی۔

نوشین نے تاسف سے اسے دیکھا تھا وہ باز نہیں آسکتی تھی شاید مار کھا کھا کر وہ ڈیٹھ ہو چکی تھی اسے کسی کا ڈر خوف نہیں رہا تھا دوسری لڑکیاں بھی تو تھیں آج تک کسی نے انکی آواز تک نہیں سنی تھی پھر یہ کیوں اپنی موت کو خود دعوت دے رہی تھی۔۔

وہ ابھی یہاں کے بے حس لوگوں سے ٹھیک سے آگاہ نہیں ہو سکی تھی شاید۔

خیام مجھے یقین نہیں ہو رہا وہ خود یہاں لے کر آئے اور کہا میں اب پڑھوں گی خیام کیا سچ میں ایسا ہو سکتا ہے۔

وہ اشتیاق سے اس سے پوچھ رہی تھی۔جو مسکراتے چہرے سے ہیر کو دیکھ رہا تھا۔

اگر سردار نے کہا ہے تو ان شاءاللہ سچ ہو گا آپ پڑھ سکیں گئیں۔

وہ جوس والا گلاس اٹھاتا ہوا بولا۔

وہ مسکرا دی۔

خیام نے کتنے عرصے بعد اسکے چہرے پر سچی مسکان دیکھی تھی۔

وہ دونوں روم میں ہی ڈینر کر رہے تھے،بہت سے کھانے ان دونوں کے آگے پڑے ہوئے تھے جو انہوں نے شاید دیکھے ہوئے بھی نہیں تھے۔

ہیر ہر کھانے سے چمچ بھر بھر کر کھا رہی تھی کہ وہ آج بہت خوش تھی

--

سردار نے چونک کر مہرینہ کو دیکھا جس کے چہرے پر نیل پڑے ہوئے تھے۔

مہرینہ کیا ہوا ہے تمہیں۔

وہ تشویش سے پوچھ رہا تھا انداز میں بے انتہا فکر تھی اس کے لیے جسے محسوس کرتی وہ مسکرائی۔

سردار صبح سیڑیاں اترتی سلپ ہو گئی اور گر گئی۔

وہ منہ بسورے بتا رہی تھی وہ گہرا سانس لیتا اسکا چہرہ دیکھنے لگا۔

اب بہتر ہو یا ڈاکٹر کو بلا لوں۔

وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔

دوا لگائی ہے آپ میرا میک اپ کا سامان دے دیں نا۔

وہ ہاتھ اسکی طرف بڑھاتی ہوئی اشتیاق سے بولی۔

وہ ہونٹ بھینچ کر ہلکا سا مسکرایا۔

کیا مطلب آپ نہیں لاِے۔

وہ اسکی مشکوک مسکراہٹ کو دیکھتی ہوئی پریشانی سے بولی۔

تم نے کل میسج کیا اور آج میں آگیا کچھ لینے کا وقت ہی نہیں ملا لیکن ڈونٹ وری میں تمہاری چھوٹی سی لسٹ موم کو دے آیا ہوں وہ بھیج دیں گئ۔

اس سے کہتا وہ مسلسل بجتے ہوئے فون کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

وہ ریلکس ہوئی۔

مہرا گر کمفرٹیبل ہو تو سٹر ونگ سی کافی بنا کر بھیج دو اور ہاں ایک .ب.ت تم جس کالج میں پڑھتی ہو وہاں کا ماحول سٹڈی اور سٹاف کیسا ہے کیا تم وہاں کمفرٹیبل ہو۔

وہ کچھ یاد آنے پر اس سے پوچھ رہا تھا۔

مہرینہ اسے حیرت سے دیکھتی ہاں میں سر ہلا گئی آج کیسے پوچھنے کا خیال آ گیا۔

او کے یہی کنفرم کرنا تھا۔

عجلت سے کہتا وہ فون کان سے لگا کر تھوڑا دور کھڑا ہو گیا۔

مہرینہ نا سمجھی سے اسے دیکھتی اسکے کمرے سے جانے کے لیے پلٹ گئی۔

جبکہ اس نے پلٹ کر مہرینہ کی پشت کو جانچتی نظروں سے دیکھا تھا۔

مہرینہ خیام کو بھیجو دینا۔

فون پر کسی سے بات کرتا وہ اس سے کہہ گیا تھا.

مرینہ رکی پھر سر ہلاتی ہوئی وہ تیزی سے سیڑیوں کی طرف بڑھ گئی۔

—

جاو سردار بلا رہے ہیں۔

وہ سٹڈی روم میں بیٹھا کمپیوٹر پر تیزی سے کوئی فائل بنا رہا تھا جب اسکی آواز پر اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔

وہ چونک کر پلٹا پھر چونکا اسکے سوجے ہوئے چہرے کو دیکھ کر۔

کیا ہے ایسے کیوں دیکھ رہے ہو سیڑیوں سے گر گئی تھی۔

بال پیچھے کرتی وہ اسکی نظریں چہرے پر محسوس کر کے تنگ کر بولی تھی۔

وہ سر جھٹکتا ہوا فائل سیو کرتا ہوا اٹھا۔

بات سنو تمہاری اتنی کیا ہے۔

اسکے سامنے آتی وہ پوچھ رہی تھی۔

16 --

وہ بولتا ہوا جانے لگا تھا جب اس نے اسے رکنے کا کہا۔

میں اس گھر کی مالکن ہوں اور تم نوکر تو جب تک میں نا کہوں ہلا بھی مت کرو سمجھے۔

وی اسکی عجلت پر غصہ ہوئی تھی۔

آپکو مجھ سے کچھ کام ہے۔

وہ پوچھ رہا تھا انداز میں جیسے بے بسی سی تھی۔

تم سے کیا کام ہو گا مجھے، میں تمہیں بس مالکن اور نوکر کے اداب سکھا رہی تھی۔

وہ نخوت سے ناک چڑھا کر بولی تھی۔

آو کے آئندہ خیال رکھوں گا اب جاوں میں مس مالکن جی۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا اس نے سر ہلا کر اسے جانے کا اشارا کیا۔

اسکے جانے کے بعد وہ کچن کی طرف جاتی راہدری کی طرف بڑھی تھی

جب شائنہ ایک دم سے اسکے سامنے آئی تھی۔

مہرینہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

ہائے شائنہ کیسی ہو تم۔

وہ مسکرا کر پوچھ رہی تھی۔

جواباً وہ اسکے چہرے کو دیکھتی طنز سے ہنسی۔

میں تو ٹھیک ہوں لگتا ہے تمہارے حالات ٹائٹ ہیں کیا کہی گر گئی تھی۔

وہ مسکرا کر طنز سے پوچھ رہی تھی۔

ارے نہیں گریں میرے دشمن مجھے تو بابا نے مارا تھا وہ سردار کی بیوی کو جو بچایا تھا۔

وہ بالوں کو پیچھے کی طرف جھٹکتی ہوئی جواباً مسکراہت سے بولی۔

شائنہ کے ہونٹ سکڑے تھے۔

کیا ہوا مائے ڈیئر برا لگا کیا۔

وہ ہونٹ باہر کو لٹکاتی ہوئی بولی تھی انداز بچوں سا چڑایا تھا۔

لگتا ہے ہماری مہرینہ کو زندگی سے پیار نہیں۔

شائنہ نے اسکے سوجے ہوئے گال دیکھ کر مصنوعی تاسف سے کہا۔

ارے نہیں زندگی مجھے بہت پیاری ہے لیکن تمہارے منصوبے کامیاب نہیں ہونے گئی یہ مہرینہ، پھر چاہے جان جائے یا رہے پرواہ کسے ہے۔

وہ اسکے نزدیک آتی ہوئی بھرپور طنز سے بولی

مہرینہ تم جانتی ہو ماموں کتنی محبت کرتے ہیں مجھ سے آئندہ اگر میرے راستے میں آئی تو نجام برا ہو گا۔

شائنہ نے اسے دھمکانا اپنا پرانا فرض سمجھا تھا۔

شائنی تم جسکی مرضی پیاری بنتی پھرو آئی ڈونٹ کیئر لیکن سردار کی پیاری یہ مہرینہ تمہیں کبھی نہیں بننے دے گئی ویسے تم ہو بہت ڈیٹھ جاتے وقت تو ایسے گئی تھی جیسے اب سردار محل میں قدم نہیں رکھو گئی لیکن پھر چلی آئی ایک بات تو طے ہے تم میں نانام کی کوئی چیز نہیں خیال رکھنا اپنا، مجھے زرا دیر ہو رہی ہے سراد کے لیے چائے بھی تو بنانی ہے۔

اس پر طنز کے تیر برساتی بالوں کو جان بوجھ کر لہراتی ہوئی وہ وہاں سے چلی گئی۔۔

—

خیام کالج چلا گیا تھا وہ کل سے روم سے باہر نہیں نکلی تھی سردار نے اسے نیچے والے روم میں شفٹ کروا دیا تھا کہ وہ اتنی سیڑھیاں اتر چڑھ نہیں سکتی تھی نیچے والا کمرہ بھی بہت خوبصورت تھا۔

وہ بور ہوتی باہر نکل آئی تھی گارڈن بہت وسیع و عریض تھا ہوٹل کی لوکیشن بہت زبردست تھی یہ ہوٹل کافی نیچے بنا ہوا تھا چاروں طرف پہاڑ خوبصورت جنگلات، ندی، یہ ایک آئیڈیل ہوٹل تھا اسی لیے تو اس ہوٹل میں سارا سال رش ہی رہتا تھا یہاں بہت مشکل سے کمرہ ملتا تھا۔۔ زیادہ تر یہاں کپلز تھے جو ایک دوسرے کے ساتھ مستیوں میں مصروف تھے۔

اسے شرم سی آرہی تھی پتا نہیں کیوں۔

تب ہی وہ چونکی تھی۔

اپنے سامنے سردار کے خاص ملازم خادم کو دیکھ کر۔

میم سردار باہر گاڑی میں آپکا ویٹ کر رہے ہیں انکا آرڈر ہے آپ اچھا سا تیار ہو کر آئیں میں تب تک آپکا یہی ویٹ کر رہا ہوں۔

وہ پریشانی سے اسے دیکھتی ہوئی کھڑی ہوئی۔

تیار۔

وہ حیرت سے بڑبڑائی تھی۔

جی جلدی کرلیں زرا ہمارے سردار کو ویٹ کرنا پسند نہیں۔

اسے وہی جمع دیکھ کر خادم نے سر جھکائے ہی کہا۔

وہ لب کاٹتی ہوئی اندر کی طرف بڑھ گئی۔

میرے پاس تو اچھے کپڑے ہے ہی نہیں۔

کل چار جوڑوں کو دیکھتی وہ پریشان ہوئی تھی۔

پھر ان میں سے جو قدرے بہتر حالت میں تھا وہ اٹھا کر واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

سکن چادر کو اچھے سے اوپر اوڑھتی ہوئی وہ باہر نکل آئی سر جھکا ہوا ہی تھا

۔

.خادم نے اسے آگے بڑھنے کا اشارا کیا

وہ آگے بڑھتی ہوئی دھیمے قدموں سے چل رہی تھی۔

سردار گاڑی میں بیٹھا کسی سے فون میں بات کرنے میں بزی تھا۔

خادم نے سردار کی بائیں سائیڈ والا دروازہ اسکے لیے کھولا تھا۔

وہ جھجھکتی ہوئی اندر بیٹھی تھی۔

چکر لگاؤں گا فری ہو کر تم تب تک کام کو اچھے سے ہینڈل کرواور ہاں مہرینہ کی پک بھیجی ہے دیکھ لو اور اگر پسند آتی ہے تو اپنے پیرینٹس کو

بھی دیکھا دو پھر ہی میں یہاں بات کروں گا رکھتا ہوں رات کو فری ہو کر بات کروں گا۔

اسیر سے کہتا وہ فون بند کر کے بنا اسے دیکھے موبائیل پر پھر سے تیزی سے انگلیاں چلانے لگا تھا۔

وہ شاید بہت بزی تھا۔

ہیر نے کانی نظروں سے اسکی مضبوط کلائی میں بندھی براون قیمتی واچ دیکھی تھی بازوں پر بروان ہی چھوٹے چھوٹے بال اسکی مردانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھے۔

ہیر تم اچھے سے تیار کیوں نہیں ہوئی۔

وہ ہنوز موبائیل میں مصروف اس سے پوچھ رہا تھا۔

ہیر نے پریشانی سے ہونٹ بھینچے۔

میں تیار ہوں۔

وہ اسکی اپنی طرف اٹھتی سوالیہ نظروں کے جواب میں بولی تھی۔

وہ آئی بروا چکا کر اسکی تیاری دیکھتا سر جھٹک کر رہ گیا کہ اس لڑکی کی سلیوز میں چھوٹا سا سوراخ تھا۔

لیکن وہ لڑکی شاید جانتی نہیں تھی یا پھر جان کر بھی انجان تھی۔

وہ شاید اب فارغ تھا۔

ہاں !

اور خیام نے؟

وہ لگتا تھا اب کچھ زیادہ ہی فارغ تھا۔

اس نے بھی کیا تھا۔

وہ حیرت سے بولی تھی حیرت اسے اپنی اور خیام کی فکر پر تھی۔

کیا کھایا۔

وہ شاید پوچھتے وقت زیرے لب مسکرایا تھا۔

ہیر ساکت ہوئی تھی کیا اسکے پاس یہ سب پوچھنے کا وقت تھا۔

ہیر سحر زدہ سی ہو گئی تھی اسکی کیئر پر۔

میں نے چائے کے ساتھ بسکٹ کھائے تھے اور خیام نے پراٹھا۔

وہ سر جھکائے دھیمے سے بول رہی تھی وہ سر ہلا گیا۔

ہیر تم جانتی ہو ہم کہاں جا رہے ہیں۔

اس نے بنا اسے دیکھے پوچھا تھا۔

وہ جواباً سر نفی میں ہلا گئی۔

تمہارا ایڈمشن ہو گیا ہے ہیر تمہیں مہر کے حوالے کر کے میں آوٹ آف سٹی جاوں گا تم اچھے سے اپنی یونی دیکھ لو لوگوں سے مل۔ لو اور ہاں مہر اور شائنہ بھی یہی پڑھتیں ہیں لیکن تم مہر کے ساتھ رہنا۔

وہ اسے سمجھا رہا تھا یا بتا رہا تھا ہیر سمجھ نا سکی۔

مہر کون ہے؟

وہ پتا نہیں کیسے پوچھ گئی تھی۔

مائے سوئٹ کزن۔

وہ دھیمے سے بولا تھا۔

یونی کے باہر اس نے گاڑی روکنے کو کہا کہ اگر اندر جاتا تو اسے سب گھیر لیتے اسکے پاس ٹائم نہیں تھا اسکی آدھے گھنٹے میں فلائٹ تھی کراچی کی۔

مہرینہ باہر ہی کھڑی تھی جیسے ہی سردار کی گاڑی دیکھی سرعت سے ہاتھ ہلاتی وہ انکے قریب آئی تھی۔

مہرینہ یہ ہیر ہے اسکا خیال رکھنا۔

اس سے کہتا وہ ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا اشارا کر گیا۔

انکی گاڑیوں کے جانے کے بعد مہرینہ نے گھوم پھر کر اسکا جائزہ لیا۔

ہیر سخت نروس ہوئی تھی مہرینہ کے ٹکر ٹکر دیکھنے سے۔

کونسی کلاس میں ہو۔

وہ پوچھ رہی تھی۔

دسویں میں۔

وہ اسے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

مہرینہ بلیک ٹروزر پر بلیک ہی شارٹ فراک پہنے ہوئے تھے اونچی پونی گلے میں سکن مفرل منہ میں چیونگم وہ لڑکی بہت خاص لگی تھی ہیر کو۔

ویسے لگتی تم ساتویں کلاس کی طلبہ ہو۔

مہرینہ نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ویسے تم کوئی جادو کرتی ہو۔

اسے اپنے ساتھ آنے کا کہتی وہ کچھ سوچتی ہوئی بولی تھی۔

نہیں تو آپ ایسے کیوں کہہ رہیں ہیں۔

وہ حیرت سے بولی۔

یہ تم نہیں سمجھو گئی جانے دو میں تم سے دو کلاس آگے ہوں تمہارے ساتھ والا میرا کلاس روم ہے اکیلے مت جانا کہی بھی اوکے۔

آو تمہیں ساری یونی دیکھاوں تاکہ تم اپنی یونی سے اچھے سے واقف ہو جاو۔

مہرینی آگے آگے چلتی بول رہی تھی جبکہ وہ اس سے دو تین قدم پیچھے تھی۔۔

یہاں پر اگر اچھے لوگ ہیں تو برے زیادہ ہیں سو کسی سے بات وات مت کرنا۔

وہ آتی جاتی لڑکیوں سے ہائے ہیلو کرتی اسے سمجھا بھی رہی تھی۔

ہیر صرف سر ہی ہلا رہی تھی۔۔۔

کچھ کھاو گئی۔

وہ اسے ساری یونی گھمانے کے بعد اسکے تھکے سے چہرے کو دیکھتی ہوئی بولی۔

وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

مہرینہ مسکرائی۔

آو کافی پلاتی ہوں۔

وہ اسکا ہاتھ تھامتی ہوئی بولی تھی آخر کو وہ اسکے سردار کی پہلی بیوی تھی اسے اچھی تو لگنی ہی تھی نا۔

اسے بٹھانے کے بعد وہ اندر آتی شخصیت کو دیکھ کر مسکرائی۔

شائنہ بھی ساکت ہوئی تھی مہرینہ کے ساتھ بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر وہ اسکا چہرہ کیسے بھول سکتی تھی یہی تو چڑیل تھی جس نے پتا نہیں کیسے اسکے سردار کو اس سے چھین لیا تھا وہ ابھی تک حیران تھی اور یہ لڑکی اب پھر سے آگئی تھی۔

وہ غصے سے ان کی طرف بڑھی تھی پیچھے اسکی تین چار فرینڈز تھی جو خلیے سے کافی امیر لگ رہیں تھیں۔

ہائے مائے دیئر کزن کیسی ہو کافی دنوں بعد آئی کالج سب خیریت تو تھی نا۔

مہرینہ اس سے مصنوعی مسکان سے پوچھ رہی تھی۔

جبکہ اسکی نظریں اپنی طرف دیکھتی ہیر پر تھیں جسکا چہرہ سکن چادر کے ہالے میں تھا وہ لڑکی شکل سے ہی معصوم لگتی تھی لیکن شائنہ کو وہ شاطر اور چالاک لگی تھی وہ چاہتی تو ابھی اس دھکے مار کر یہاں سے نکال دیتی لیکن باپ کا پڑھایا ہوا سبق یاد تھا کہ سردار کے سامنے اچھا ہی بننا ہے برا نہیں۔

او مہرینہ تم نے یہ کسے دوست بنالیا ہے جو شکل سے ہی غریب لگ رہی ہے کیا دوستوں کا کال پڑ گیا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

شائنہ نے اسکا مزاق اوڑانا اپنا فرض سمجھا تھا آخر اور کچھ نہیں تو اس لڑکی سے ایسے ہی بدلا لیا جا سکتا تھا۔

ہیر نے ہونٹ بھینچ کر اس چمکتی رنگت والی خوبصورت لڑکی کو دیکھا تھا۔

ارے نہیں شائنی، یہ غریب نہیں ہے اسکا شوہر بہت امیر ترین ہے یار، کیا اسکا نام جاننا چاہو گئی۔

مہرینہ کھڑی ہوتی ہوئی طنز سے مسکرا کر پوچھ رہی تھی۔

شائنہ کے مسکراتے ہونٹ سکڑے تھے ہونٹ بھینچے وہ ہیر کو گھورتی ہوئی وہاں سے تیزی سے نکلی تھی۔

ہیر تم نا اسکا مائنڈ مت کرنا اصل میں تھوڑی پاگل مغروری اور ایک نمبر کی لمبی زبان والی ہے سو اس سے بچ کر رہنا ہے ہمیں۔

مہرینہ نے اسے پریشان دیکھ کر سمجھایا۔

یہ کون ہیں۔

ہیر نے پوچھا تھا۔

یہ ایک خوبصورت چڑیل ہے۔

وہ بڑے آرام سے ہیر کے چھکے چھڑا گئی تھی۔

کیا۔۔۔

ہاہاہاہا

یار مزاق کر رہی تھی انسان ہی ہے۔

ہیر کا فق ہوتا چہرہ دیکھ کر وہ بولی تھی۔

ہیر بھی پہلی بار مسکرائی تھی.

تم مسکراتی رہا کرو تم بہت اچھی لگتی ہو مسکراتے ہوئے۔

مہرینہ نے اسکے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہیر شرماسی گئی تھی۔

سر جھکائے وہ اورنج جوس کی طرف ہاتھ بڑھا گئی تھی۔۔۔

سردار کے بعد اسے کوئی اچھا لگا تھا تو وہ تھی؛مہرینہ سہیر خانم؛

Zubi Novels Zone

داور نے رانا کو دیکھا جو پرسنل فلیٹ میں بیٹھا شاید کسی گہری سوچ میں تھا

۔

کیا سوچا ہے پھر اس سردار کی نقلی بیوی کے بارے میں۔

وائن کا گلاس پکڑتا وہ اس سے بولا تھا.

جواباً وہ اسے ایک نظر دیکھتا پھر سے کسی گہری سوچ میں مبتلا ہو گیا تھا۔

اس لڑکی کی معصوم آنکھیں اسکا مجھ سے ڈرنا اسکے کانپتے ہونٹ مجھے کچھ بھی نہیں بھول رہا اور میرا پہلی بار کسی پر دل آیا تھا اور ہر بار کی طرح وہ پھر سے آگیا کباب میں ہڈی بننے لیکن اب اسے بہت مہنگا پڑنے والا ہے کباب میں ہڈی بننا۔

وہ سگریٹ کے کش پر کش لگاتا ہوا سرد لہجے میں بولا تھا.

کیا مطلب اس پر حملہ مت کروانا اب سیکورٹی چاچو نے سخت کی ہوئی ہے اسکے ارد گرد کچھ ایسے بھی بندے ہیں جو دور سے اسکی گاڑی کو فالو کرتے ہیں ایسے میں ہماری کوئی بھی غلطی ہمیں لے ڈوبے گی

انتظار کرو صحیح وقت کا۔

داور نے اسے سمجھاتے ہوئے ریلکس کرنا چاہا۔

اس نے جواباً اسے گھورا۔

اتنی آسانی سے مارنا بھی نہیں ہے مجھے اسے اسے توتڑ پاتڑپا کر ماروں گا جیسے اس نے میرے بھائی کو مارا تھا۔

وہ زہریلے لہجے میں بولا تھا.

داور مسکرایا۔

سردار کے بہت دشمن تھے اسے چپ ہی رہنا چاہئیے تھا نجانے کب وہ اس دنیا سے اٹھ جائے۔

مسکراتے ہوئے وہ وائن کا گلاس منہ سے لگا گیا۔

—

.

ریاض نے طنز سے ثمرینہ کو دیکھا۔

جاواپنے بھائیوں کے گھرتاکہ انہیں بھی پتا چلے بہن بیٹی کی کیا تکلیف ہوتی ہے۔

ریاض نے اسکے ہاتھ سے چائے چھین کر نیچے مارتے ہوئے سرد لہجے میں اسے مخاطب کیا تھا۔

کتنے دنوں سے تو وہ اس سے کلام ہی نہیں کر رہا تھا اور آج وہ اس پر چڑھ دوڑا تھا۔

ثمرینہ نے زخمی نظروں سے انہیں دیکھا۔

خانم اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں پھر آپ اور آپکی بیٹی مجھے کیوں برا بھلا کہتے ہیں۔

وہ آج بول ہی پڑی تھی۔

کیونکہ تم اسی لائق ہو تم کیا جانو اولاد کی تکلیف کیا ہوتی ہے تمہاری کوئی اولاد جو نہیں کیسے پتا چلے گا تمہیں۔

وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا اس پر چڑ دوڑا تھا۔

ثمی نے انہیں زخمی نظروں سے دیکھا۔

پھر وہاں سے چلی گئی دل ایک دم پھٹنے لگا تھا۔

ریاض نے اسکی پشت کو دیکھ کر زور سے مکہ ٹیبل پر برسایا تھا۔

—

خیام اور وہ دونوں بہت دیر باتیں کر کے اپنے اپنے کمرے میں سونے چلے گئے تھے کہ خیام آج بہت تھک گیا تھا کالج کا بوجھ پھر ٹیوشن پڑھانا اور پھر چار بجے سردار کے گھر جا کر کمپیوٹر پر کام کرنا اسکی آنکھوں میں ہلکا ہلکا سا پین ہونے لگا تھا لیکن ہیر کو اس نے نا بتایا کہ وہ پریشان جلدی ہو جایا کرتی تھی۔

کچھ مہرینہ بی بی نے اسے خوب تنگ کیا ہوا تھا وہ کل اسکی شکایت سردار سے لگانے والا تھا۔

ہیر کو نیند نہیں آ رہی تھی کیونکہ وہ کالج سے آکر سوتی رہی تھی شام کو تو اٹھی تھی پھر نیند کیسے آتی،

کالج سے اسے خادم نے پک کیا تھا۔

آنکھیں جیسے ہی بند کرتی سردار کا سراپا چھم سے آنکھوں کے پردوں پر لہرانے لگتا۔

وہ اکتا کر اٹھتی کھڑکی میں آگئی۔

اس وقت رات کا دو بج رہا تھا ہوٹل میں اب جا کر خاموشی چھائی تھی ورنہ تو ساری رات یہاں دن سا ہی سماں رہتا تھا۔

وہ چونک کر کھڑکی کے نزدیک آئی تھی۔

گاڑی سے کوئی اور نہیں سردار نکل رہا تھا وہ اور خادم ہی تھے۔

ہیر اور آگے جھکی تھی کہ سردار کی اچانک ہی نظریں اسکی کھڑکی پڑ پڑیں تھیں۔

وہ بھوکھلا کر ایک دم پیچھے ہوئی کہ وہ سیدھا نیچے ہی جا گری تھی۔

وہ بھوکھلا کر کھڑی ہوئی بکھرے بالوں کو سنوارا چادر بھی ٹھیک سے لی

۔

منہ دھو لیتی ہوں۔

کچھ سوچ کر وہ واش روم کی طرف دوڑی تھی۔

منہ دھو کر باہر آئی تھی تب ہی اسکے ڈور پر ہلکا سا نوک ہوا تھا۔

کون؟

وہ دھڑکتے دل سے بولی تھی۔

میں خادم۔ سردار نے آپکو ڈائنی ہال میں بلایا ہے۔

خادم اسے پیغام دے کر چل گیا تھا۔

وہ کچھ دیر تک تو کھڑی رہی پھر دھڑکتے دل سے ڈائنی ہال پہنچی۔

وہ ساکت ہوئی۔

وہ بڑے سے ٹیبل کے گرد بیٹھا ہوا تھا اسکے آگے ویٹر بہت سے کھانے رکھ رہا تھا۔

اس نے اسے دیکھ کر ہاتھ سے اندر آنے کا اشارہ کیا تھا۔

اور ویٹر کو جانے کا۔

ویٹر ادب سے سر جھکا کر چلا گیا۔

خادم ہاتھ باندھے سردار کی چیئر کے پیچھے کھڑا تھا۔

ہیر تم ابھی تک سوئی کیوں نہیں۔

چائنیز رائس کا چمچ منہ میں رکھتا وہ اس سے بولا تھا۔

وہ چپ رہی اسکے سامنے اس سے کوئی بات بن ہی نہیں پاتی تھی۔

ہیر بھوک لگی ہے۔

اسے کھانے کی طرف دیکھتا دیکھ کر وہ زیرے لب مسکان لیے بولا تھا

خادم نے چونک کر اپنے سردار کو دیکھا تھا مزاق اور سردار امپوسیبل

لیکن وہ نہیں جانتا تھا ابھی کیا امپوسیبل سے پوسیبل ہو گا۔۔

نہیں تو !

وہ بھوکھلا کر شرمندگی سے بولی تھی۔

لیکن بھوک تو تھی اسے یہ سردار اچھے سے جانتا تھا کہ اس لڑکی کا چہرہ

ایک کھلی کتاب کی مانند تھا۔

—

ہیر نے جھکی جھکی نظروں سے ہی اسے نفاست سے کھانا کھاتے دیکھا۔

اس نے صاف پلیٹ ہیر کی طرف بڑھائی۔

جو کھانا ہے ڈال لو۔

اسکی بھاری سنجیدہ سی آواز پر وہ دبک سی گئی تھی۔

نہیں مجھے بھوک نہیں میں نے شام کو کھانا کھایا تھا۔

وہ بھوکھلاتے ہوئے بولی تھی۔

اس نے کھاتے ہوئے فقط سر ہلا دیا۔

نیپکن سے منہ ہاتھ اچھے سے صاف کرتا ہوا وہ اٹھا تھا۔

ہیر میرے ساتھ آو !

اس سے کہتا وہ ایک مخالف سمت جاتے کوریڈور کی طرف بڑھا تھا۔

ہیر سر ہلاتی اٹھ کر کھڑی ہوئی خادم بھی اسکے پیچھے ہی بڑھا تھا۔

وہ اسکی پلیٹ کی طرف ڈرتے ڈرتے بڑھی تھی۔

اسکی پلیٹ میں پڑا اسکا آخری نوالہ وہ مٹھیوں میں بھینچ گئی تھی۔

خادم جو اسے آگے آنے کا کہنے والا تھا اسکی اس حرکت پر وہ ساکت رہ گیا تھا۔

وہ سرعت سے سر آگے کر گیا تا کہ وہ لڑکی شرمندہ نا ہو اپنی حرکت پر۔

ہیر بھی تیزی سے انکے پیچھے بڑھی تھی۔

خادم جالی کے بڑے سے دروازے کے پاس رک گیا تھا۔

وہ اسے لیے کھلے اسمان تلے آیا تھا بیٹھو۔

سامنے پڑی چیئر کی طرف اشارا کرتا وہ بولا تھا۔

ہیر جھجھکتے ہوئے بیٹھی۔

خادم میرے روم سے سامان لے آو۔

اسے سے کہتا وہ ہیر کو دیکھنے لگا۔

جسکی سیدھی نکلی مانگ آج بھی بہت واضع تھی۔

ہیر آج یونی میں انجوائے کیا۔

وہ نرم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

ہیر نے تھوڑا سا سر اٹھا کر اسے دیکھا جو بلیو تنگ شرٹ جسکے اوپر والے تین چار بٹن کھلے ہوئے تھے مضبوط سینا واضع تھا،

ہاف وائٹ پینٹ میں وہ ہیر کو ایک سحر زدہ سا لگا تھا جورج کے خوبصورت ہونے کے ساتھ ایک نرم دل کا مالک بھی تھا تو وہ کس طرح نا اس پر دل ہارتی جو قدم قدم پر اسکا مخافظ بنا تھا۔

ہیر کہاں گھم ہو۔

اس نے اسے ویٹر کی طرف متوجہ کیا جو کب سے اسکی طرف دودھ بڑھائے کھڑا تھا۔

دودھ۔

اسکا کافی کا مگ دیکھ کر اس نے اچنبے سے دودھ کا گلاس دیکھا تھا۔

کیا تمھیں چائے پسند ہے۔

وہ کافی کا سپ لیتا ہوا اس سے ہو چھ رہا تھا۔

وہ دودھ پر نظریں جمائے سرہاں میں ہلا گئی تب تک خادم بھی ڈھیڑ سارے بیگز پکڑے سردار کے پاس آ کھڑا ہوا تھا۔

آج سے تم چائے نہیں دو ٹائم دودھ پیو گئی تم پہلے ہی کمزور ہو ہیر، تم نے اب سے اپنے کھانے پینے کا خاص خیال رکھنا ہے تمہیں خون کی کمی ہے اور چائے خون ہی جلاتی ہے سو یہ تمہارے لیے سوٹ ایبل نہیں ہے اب سے تم صرف دودھ اور جوس وغیرہ ہی لیا کرو گی نو چائے۔

وہ قطیعت سے کہتا خادم کی طرف متوجہ ہوا،

رکھ دو ادھر اور جاو سو جاو جا کر تم بھی تھک گئے ہو گئے۔

خادم سے کہتا وہ کافی کے سپ لینے لگا جبکہ ہیر اسے کیسے بتاتی اسے دودھ نہیں پسند وہ تو چائے نا پیئے تو اسکا گزارا ہی نہیں لیکن چپ رہی اور خاموشی سی دودھ کا گلاس تھام گئی۔

سر دار میں تھکا نہیں ہوں گاڑی میں سوتا رہا تھا میں۔

خادم نے احترام سے کہہ کر اپنی طرف آتے ویٹر کی ٹرے سے چائے کا کپ اٹھایا۔

ہیران بیگز میں تمہارے لیے کچھ چیزیں ہیں کمرے میں جا کر دیکھ لو اور جو کمی بیشی رہ گئی ہو تو بتا دینا بنا شرمائے او کے۔

اسکی بھاری آواز پر وہ اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

کیا وہ کوئی خواب دیکھ رہی تھی ریاست کا سب سے خوبصورت شہزادہ اسکے لیے کچھ لایا تھا اس سے مخاطب تھا اسے لگتا تھا وہ خواب میں ہو کیونکہ حقیقت اتنی خوبصورت کب ہوتی ہے۔

دودھ فنش کر کے جاو۔

اس اٹھتا دیکھ کر وہ ٹوک گیا تھا اسے ،اسکا دودھ کا گلاس ہنوز بھرا ہوا تھا۔

ہیر نے آنکھیں بند کیں اور دودھ کا بھرا گلاس ایک ہی گھونٹ میں پینے لگی بنا سانس لیے

وہ دودھ ختم کر گئی تھی۔

گڈ گرل۔

وہ کھانستا ہوا بولا تھا شاید اسکا گلہ خراب تھا کہ اسکی آواز آج کافی بھاری لگی تھی اسے۔

وہ تشویش سے انہیں دیکھتی وہاں سے چلی گئی خادم بھی پیچھے ہی تھا اسکے بیگز والے شاپرز پکڑے۔

اسکے جانے کے بعد وہ موبائل میں آئے میسج ریڈ کرنے لگ گیا تھا۔

اس نے ہیر کے لیے اپنی سیکرٹری سے شاپنگ کروائی تھی اس نے کہا تھا اگر سائز میں مسلہ ہوا تو وہ چینج کروا لے گئی۔

آج صبح اسکے پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر وہ کافی پریشان ہوا اٹھا تھا۔

وہ اس لڑکی کی مدد، ہمدردی اور اپنے سردار ہونے کا فرض سمجھ کر رہا تھا

اس کے لیے اور کوئی جزبہ نہیں رکھتا تھا وہ۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا اسکی ہمدردی ہیر کو کس راہ پے لے جائے گئ۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

مینوں عشقے دا لگیا روگ"

!میرے بچنے دی نئیوں کوئی امید

وہ پلے باندھے اسکے آخری نوالے کو کھول کر ہتھیلی پر رکھ چکی تھی۔

نوالہ تڑمڑا گیا تھا لیکن ہیر سے کوئی پوچھتا اسکی ہتھیلی پر تو جیسے اسکی جان

پڑی تھی یہ وہ کس راہ پر چل نکلی تھی جسکی کوئی منزل ہی نہیں تھی۔

دوسرے ہی لمحے وہ نوالہ منہ میں ڈال چکی تھی آنکھوں میں نمی سی چمکنے لگی تھی۔

شوں شوں کرتی وہ بیڈ پر پڑے بیگز اپنی طرف کھینچ گئی تھی۔

اس بیگ میں کوئی سات آٹھ سوٹ تھے وہ بھی ڈیزائنر وہ حیرت سے دوسرے بیگز کھولنے لگی تھی۔

دوسرے میں سات آٹھ ہی سینڈلز، تیسرے میں پرفیومز، کاسمیٹکس کا سامان، رنگ برنگے ہیئر بینڈز ہیئر کیچر زپینز، کالج بیگ دھوپ والے شیڈز آخر کیا کچھ نہیں تھا ان بیگز میں،

وہ حیرت سے ان چیزوں کو دیکھ رہی تھی اس نے تو ان چیزوں کی تمنا ہی کرنا چھوڑ دی تھی۔

منہ پر ہاتھ رکھے وہ ان چیزوں کو شاک سے دیکھے جا رہی تھی۔

—

مہرینہ نے لب بھینچ کر اس میسنے شکل والے کو دیکھا جو اپنا کام کر چکا تھا۔

سردار نے مہرینہ کو تیکھی نظروں سے دیکھا۔

کیوں تنگ کرتی ہو تم خیام کو۔

اس نے کھڑے ہوتے ہوئے آئی بر واچکا کر پوچھا۔

سردار میں تنگ نہیں کرتی یہ شاید جھوٹ بول رہا ہے۔

اس نے سر جھکائے ہی ہی منمنا کر اپنی صفائی پیش کی تھی۔

شاید سے کیا مطلب ہے تمہارا !

وہ تیکھے چتونوں سے باز پرس کر رہا تھا۔

خیام ہاتھ پشت پر باندھے وائٹ شرٹ بلیو پینٹ میں کم سن وہ لڑکا کافی خوبرو تھا وہ سر جھکائے کھڑا تھا ایک بار بھی مہرینہ کو نہیں دیکھا جو کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

شاید سے میرا مطلب تھا شاید اسے صفا تنگ کرتی ہو وہ ہے بھی کافی لڑاکی وہ تو مجھے بھی تنگ کرتی ہے اور گھر کے سب ملازموں کو تو تگنی کا ناچ نچاتی ہے میں تو اسکی شکایت آپ سے ایک دو دن میں کرنے والی تھی کہ س کھجور کے منہ میرا مطلب ہے اس نے آپ سے پہلے کر دی دی۔۔

وہ کہتی ہوئی پٹڑی سے اترنے لگی تھی لیکن سردار کی گھورتی نظروں نے اسے دوبارہ پٹڑی پر چڑھایا تھا۔

خیام تمہاری نظر کمزور ہے۔

سردار کے اچانک سے پوچھنے پر وہ حیرت سے سر نفی میں ہلا گیا۔

خیام الجھ سا گیا تھا۔

تو کیا مہرینہ ہی تمہاری ناک میں دم کرتی ہے۔

اس نے پوچھا تھا

جی سردار یہ مجھے ہی نہیں باقی کے ورکرز کو بھی بہت پریشان کرتیں ہیں

کل انہوں نے ایک ملازم کو مرغا بنایا ہوا تھا۔

اس نے تفصیل سے بتایا تھا کہ اس لڑکی نے اسکے ساتھ ساتھ باقیوں کا

بھی جینا حرام کرر کھا تھا۔

مہرینہ نے لب بھینچ کر اسے دھمکی دیتی نظروں سے دیکھا تھا۔

مہرینہ کیا سن رہا ہوں میں تم کالج میں یہ سب پڑھنے جاتی ہو اگر چاچا

جان کو پتا چلتا تو لگ تمہیں بھی پتا جاتا اب سے میں نا سنوں تم بے

چارے ملازموں کو تنگ کرتی پھرتی ہو اپنے حصے کے کام نا سے کرواتی

ہو انڈرسٹینڈ۔

وہ اسکے قریب آتا ہوا سرد لہجے میں اسے ڈانٹ رہا تھا۔

سوری سردار۔

وہ سر جھکائے ہی بولی۔

جاواب اور شریف بچی بن کر رہنا ہے اوکے۔

اس نے جاتی مہرینہ کو وارنگ دینا ضروری سمجھا تھا۔

جی!

کہتے ہی وہ جھپاک سے کمرے سے نکل گئی۔۔

مہرینہ کے جانے کے بعد اس نے خیام سے کچھ بات چیت کر کے اسے بھی جانے کا اشارا کر دیا۔

خود آکر کھڑکی میں کھڑا ہو گیا۔

خیام بیگ کندھے پر رکھتا خارجی دروازے کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

جب مہرینہ کی ٹانگ اچانک ہی اسکی ٹانگ میں الجھی تھی وہ تیار نہیں تھا جس کے نتیجے میں وہ زور سے نیچے گرا تھا۔

اب آیا مزہ مہرینہ کو کوئی سیدھا نہیں کر سکا اور ناہی وہ کبھی ہو گئی سمجھے ابھی تو تم میرے گھر ہو باہر ملنا زرا پھر تمہیں بتاوں گئی مہرینہ سے الجھنے کا انجام۔۔

اسکے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھتی وہ دانت پیس کر اسے دھمکا رہی تھی۔

وہ سپاٹ نظروں سے اسے دیکھتا اٹھ کر بیٹھا۔

ابھی تو شکر کریں میں نے آپکا سموکنگ نہیں بتایا اگر بتا دیا ہوتا تو جانتی ہے نا کیا ہوتا آپکے ساتھ۔

وہ شرٹ جھاڑتا اٹھ کر کھڑا ہوتا طنز سے بولا تھا۔

مہرینہ نے اسے حیرت سے دیکھا مطلب کہ لومڑی کے بھی پر نکل آئے تھے۔

اللہ حافظ۔۔

اسے حیرت میں ہی چھوڑے وہ تیز قدموں سے وہاں سے نکل تھا۔

اوپر کھڑا وہ مسکرا دیا کہ یہ لڑکی شاید ہی کبھی سدھرے ابھی اس نے سمجھایا تھا اور اس نے فرمانبرداری سے سن کر دوسرے کان سے نکال بھی دیا تھا کیا کرتا وہ آخر اسکا۔

اسیر کو مہرینہ پسند آگئی تھی وہ ایک دو دن میں گھر والوں سے بات کرنے والا تھا اسے اسیر اسکے لیے بیسٹ لگا تھا وہ میچور تھا مہرینہ کو سنبھال سکتا تھا زندگی کے ہر قدم پر۔۔۔

—

بلیک قمیض جسکی فل سلیوز تھی اور قمیض کے دامن میں ہلکاہلکا کٹ ورک کا کام تھاوائٹ کیپری بلیک وائٹ بارڈر والا دوپٹہ کندھے پر رکھے وہ لمبے بالوں کی چوٹی بنارہی تھی۔۔

سچ کہتے ہیں کپڑے انسان کی شخصیت پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں وہ اس برینڈڈ سوٹ میں پرانی ہیر سے کافی مختلف لگ رہی تھی۔

نیچے بلیک سینڈل تھی وہ بہت یونیک سی لگ رہی تھی۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ میری آپی کو کسی کی نظر نا لگے۔

خیام نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر محبت سے کہا۔

وہ سرخ چہرے سے سر جھکا گئی اسے پتا نہیں کیوں اپنے سے کافی چھوٹے بھائی سے شرم سی محسوس ہوئی تھی۔

چلیں !

وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

خیام میرا دل نہیں کر رہا جانے کا وہاں عجیب عجیب لوگ ہیں جو دیکھ کر عجیب سا مسکراتے ہیں۔

وہ اندر سی ڈری ہوئی تھی شاید۔

آپی آگے بڑھنے کے لیے ہمیں لوگوں کی نظریں اور باتیں نظر انداز کرنی ہوں گئ آپ نے دل لگا کر سٹڈی کرنی ہے اور ہاں سردار بتار ہے تھے مہرینہ آپکے ساتھ ہوں گئ آپی پلیز اس سے تھوڑا دور رہیئے گا۔

اس نے سنجیدگی سے اسے سمجھایا تھا۔

لیکن وہ تو بہت اچھی ہے۔

ہیر نے الجھتے ہوئے کہا۔

اچھا چھوڑیں اور چلیں خادم باہر ویٹ کر رہا ہو گا۔

اسے کندھوں سے تھامے وہ اسے لیے باہر کی طرف بڑھا تھا۔

کالج چھوڑنے اور لے کر جانے کی ڈیوٹی سردر نے خادم کو دے دی تھی

۔

وہ ہیر کو یونی کے اندر چھوڑ کر گیا تھا۔

سامنے ہی مہرینہ جوس کا کین پکڑے شاید اسی کے انتظار میں تھی۔۔۔

! السلام علیکم

وہ اسکے قریب آتی دھیمی مسکان ہونٹوں پر سجاتی ہوئی بولی تھی۔

جبکہ وہ حیرت سے اسے پاوں سے لے کر سر تک دیکھ رہی تھی۔

اسکے غور سے دیکھنے پر ہیر نے سرخ چہرے سے ارد گرد دیکھا۔

واوا آج بہت لشکارے مار رہی ہو کہی یہ سوٹ سردار غاذان نے تو گفت

نہیں کیا۔

اسکے درست اندازے نے ہیر کو شرم سے سر جھکانے پر مجبور کر دیا تھا۔

ارے یار ایک تو تم شرماتی بہت ہو۔

اسکے سرخ گال کھینچتی وہ شرارت سے بولی تھی۔

سیڑیاں اترتی شائنی نے اسکے سراپے کو قاتل نظروں سے دیکھا تھا۔

شرمالو جتنا شرمانا ہے بہت برا انجام ہو گا تمہارا دیکھنا تم، تم ابھی شائنہ خانم کو جانتی نہیں جس دن جان گئی اس دن اس دنیا میں رہو گی بھی نہیں۔

وہ دل میں نفرت سے سوچتی ان کی طرف آئی تھی۔

مہرینہ آج تو تمہاری غریب دوست اچھے خلیے میں ہے لگتا ہے کسی سے مانگ کر گزارا گزارا کیا ہے بے چاری نے اگر مزید کی ضرورت ہوئی تو مجھ سے بولنا میری کبڈ تو پرانے کپڑوں سے بھری پڑی ہے۔

اپنی دوستوں کے ہاتھوں پر تالیاں مارتی وہ اسکا مزاق اوڑا رہی تھی۔

ہیر نے لب بھینچ کر اسے دیکھا پھر ارد گرد دیکھا بہت سے سٹوڈینٹ انکی ہی طرف متوجہ تھے۔

مہرینہ مسکرائی۔

یار تم بھی نا لگتا ہے تمہاری یادداشت بہت کمزور ہو چکی ہے بادام کھایا کرو اس سے عقل بھی آئے گئی اور شکل بھی،

کل بتایا تھا نا اسکا شوہر بہت امیر ہے وہ تمہاری جیسی اپنے گھر ملازمہ رکھ سکتا ہے اور تم کپڑوں کی باتیں کر رہی ہو یار بڑی ہو جاو اب۔

مہرینہ نے بھرپور طریقے سے اسکے وار کا جواب دیا تھا۔

ہیر نے اسے مشکور نظروں سے دیکھا جبکہ شائنی نے قہر سے اس پر نظر ڈالی۔

وہ جل بھن چکی تھی۔

مہرینہ میرے راستے میں مت آو ورنہ جلا کر راکھ کا ڈھیر بنادوں گئی میرا فرض تھا تمہیں وارن کرنا آگے تمہاری مرضی یاد رکھنا شائنہ کسی کو معاف نہیں کرتی۔

اس سے سپاٹ لہجے میں کہتی وہ ہیر کی طرف متوجہ ہوئی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

ہمیں تمہاری معافی چاہیئے بھی نہیں۔۔

مہرینہ نے اسکی بات ایسے سنی جیسے ناک سے مکھی اوڑائی ہو۔۔

وہ جاتے جاتے ہیر کا نازک پیر اپنی ہیل سے کچل گئی تھی۔

آہ۔۔

ہیر کی چیخ بے ساختہ تھی جس پر مہر نے چونک کر اسے دیکھا تب تک شائنہ جاچکی تھی۔

کیا ہوا۔

مہر نے الجھ کر پوچھا۔

میرا پیر۔۔

اس نے پیر کی طرف اشارا کیا جس پر سرخ نشان واضع تھا۔

آو تمہیں یہاں کے ڈاکٹر کے پاس لے چلوں۔

مہرینہ نے تشویش سے اسکا سرخ ہوتا پیر دیکھ کر کہا۔

نہیں ٹھیک ہو جائے گا آپ پریشان نا ہوں۔

وہ زبردستی سی مسکان ہونٹوں پر سجاتے ہوئے بولی تھی۔

مہرینہ نے ترس سے اس معصوم لڑکی کو دیکھا۔

آپ مجھے میری کلاس تک چھوڑ دیں گئ۔

وہ درد کو اندر ہی کہی دباتی مہرینہ سے بولی تھی۔

چلو آو۔۔

مہرینہ اسکا ہاتھ تھام کر سیڑیوں کی طرف بڑھی تھی۔

—

کھڑکی میں کھڑی وہ اداس سی تھی، سردار اس دن کے بعد سے پھر نہیں آئے تھے پتا نہیں کیوں۔

وہ کہیں مجھے بھول تو نہیں گے۔

وہ بھرائی ہوِے لہجے میں خود سے بڑبڑائی تھی۔

تب ہی وہ چونکی تھی برستی بارش میں کوئی اور نہیں گاڑی سے اسکا سردار ہی باہر نکل رہا تھا ایک ملازم نے بھاگ کر اس پر چھتری تانی تھی لیکن اس نے اشارے سے منع کر دیا تھا۔

وہ بھیگے بالوں کو ماتھے سے انگلیوں سے پیچھے کرتا اندر کی طرف تیز قدموں سے بڑھا تھا۔

ہیر کا دل زور سے دھڑک اٹھا تھا۔

یہ آ گئے اس کا مطلب یہ مجھے بھولے نہیں۔

وہ گلابی پیلے گوٹے والا دوپٹہ سر پر ٹھیک سے جماتی باہر کی طرف دوڑی تھی یہ حرکت اسکی بے ساختہ تھی۔۔

وہ بھاگتی ہوئی کوریڈور کا موڑ مڑتے سردار سے زور سے ٹکرائی تھی کہ وہ انہیں دیکھ ہی نہیں سکی شاید خوشی نے اسے اندھا کر دیا تھا۔

ہیر سنبھل کے۔۔

اس نے سرعت سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے گرنے سے بچایا تھا۔

ہیر نے چونک کر انہیں دیکھا جو اسے قدموں پر ٹھیک سے کھڑا کرتے ہوئے کافی نرمی سے بولا تھا۔

! السلام علیکم

ہیر پھولی ہوئی سانسوں سے اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

وعلیکم السلام کیسی ہو۔

وہ سامنے کی طرف چلتا ہوا اس سے مخاطب تھا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔

وہ اسکے پیچھے چلتی ہوئی بولی تھی۔

کالج کیسا جا رہا ہے۔

وہ سلیوز کے بٹن کھولتا اس سے بہت نرم لہجے میں مخاطب تھا۔۔

اچھا جا رہا ہے۔

وہ بہت دھیمے لہجے میں بولی تھی وہ سر ہلا کر اپنے روم میں چلا گیا۔

وہ وہی کھڑی اسے جاتا دیکھتی رہی رگوں میں خون کی گردش جیسے روان سی ہو گئی تھی ہونٹوں پر ایک مسکان نے ڈیرہ بہت چپکے سے جمایا تھا وہ لڑکی شاید خود کو بھولنے لگی تھی۔

مما میں اسے اسکے قدموں پر مضبوطی سے جمانا چاہتا ہوں مجھے ایسے لگتا ہے اسکا محافظ مجھے بنایا گیا مجھے اسکی زمہ داری اللہ نے سونپی ہے موم اور میں اپنی زمہ داری نبھانا چاہتا ہوں۔

بلیوٹوتھ کان میں فٹ کیے گریبان کے بٹن بند کرتا وہ ماں سے مخاطب تھا۔

وہ کچھ بھی اپنی ماں سے چھپا نہیں سکتا تھا اسکی پہلی دوست اسکی ماں تھی۔۔

Zubi Novels Zone

اور جب وہ اپنے قدموں پر کھڑی ہو گئی تو پھر۔۔

رائنہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

تو اسے اس رشتے سے آزاد کر دوں گا وہ کافی چھوٹی ہے مجھ سے اور معصوم بھی،

اسے زندگی کے ہر قدم پر گائیڈنس کی ضرورت ہو گئی اسکا بھائی چھوٹا ہے اور ناسمجھ بھی وہ پڑھ لکھ کر کچھ بن جائے گئی تو اسے خاموشی سے اس بے نام رشتے سے آزاد کر دوں گا میں۔

Zubi Novels Zone

گرم کافی کا سپ لیتا وہ اپنا سارا اپلین ماں سے شیئر کر رہا تھا۔

غاذان ہیر کو مصر بھیج دو ہم اسے اپنے کالج میں ایڈمٹ کروائیں گئے میں اسکی ہر قدم پر رہنمائی کروں گئی وہاں تم اتنے بزی ہوتے ہو اور ہر

وقت اسکے ساتھ نہیں رہ سکتے میں نہیں چاہتی تمہارا کوئی دشمن اس معصوم کو کوئی نقصان پہنچائے۔

رائنہ نے بستر پر دراز ہوتے ہوئے کچھ سوچ کر کہا۔

غاذان نے چونک کر انکی بات سنی یہ اس نے پہلے کیوں نہیں سوشکریہ موم میں کرتا ہوں کچھ اللہ حفظ۔

گہری سانس لے کر کہتے اس نے فون بند کر دیا۔

پھر مسکرایا۔

خوبصورت مسکان آنکھوں میں بھی نظر آنے لگی تھی جب وہ مسکراتا تو اسکی آنکھیں چھوٹی ہو جاتیں تھیں جس سے وہ اور زیادہ پیارا لگتا تھا۔

رات کو ڈیز پر سب خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے مرد الگ سے کھاتے تھے اور عورتیں الگ،

اس لیے ٹیبل پر صرف مرد حضرات ہی تھے۔

چاچو اسیر کیسا لگا آپکو مہرینہ کے لیے۔

آرام سے چکن روسٹ کا ٹکڑا کانٹے سے منہ میں رکھتا وہ ان سے سنجیدگی سے مخاطب تھا.

سہیر، نے تیمور اور خشام کو دیکھا۔

لڑکا ٹھیک ہے اپنا کاروبار ہے اسکا اور شریف فیملی سے ہے، باقی تم ایک بار سوچ سمجھ لو پھر ہی اسے بلائیں گے یہاں۔۔

تیمور صاحب کھانا کھاتے سہیر کی نگاہوں کا مطلب سمجھتے ہوئے بولے

۔

نہیں اگر آپکو اور غاذان کو پسند ہے تو میری طرف سے بھی اوکے ہے

غاذان آپ بلالو اسے تاکہ رشتہ فائنل کر لیں۔

سہیر نے سنجیدگی سے کہا۔

چاچو ایک بار مہرینہ سے پوچھ لیں۔

اس نے ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے انہیں نرمی سے سمجھایا۔

سردار غاذان مہرینہ کا باپ ابھی زندہ ہے فیصلہ کرنے والا اور پھر اسکی حرکتوں سے میں سخت پریشان ہوں اچھا ہے جلد اپنے گھر بار والی ہو جائے گئی تو میری اور نوشین کی ٹینشن بھی ختم ہو جائے گئی۔

انکے سنجیدگی بھرے لہجے پر غاذان نے سپاٹ نظروں سے انہیں دیکھا۔

پانی کا جگ اس طرف لے کر آتی مہرینہ وہی کھڑی رہ گئی۔

تو مہرینہ آپکی بیٹی آپکے لیے ٹینشن ہے پہلے تو میں ٹینشن نہیں تھی بابا لیکن اب آپکو ٹینشن بن کر دیکھاوں گئی ویٹ اینڈ واچ۔۔

سپاٹ لہجے میں خود سے بڑبڑاتی ہوئی وہ واپس پلٹ گئی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

چاچو معاف کیجئے گا لیکن اس میں کوئی ایسی ویسی برائی نہیں ہاں تھوڑی شرارتی ہے لیکن اسکی عمر کی لڑکیوں میں یہ سب ہوتا ہے اس گھر میں وہ اپنی مرضی سے نہیں رہے گئی تو کیا اگلے گھر جا کر رہے گئی جب آپ لوگ اسکی شرارتیں برداشت نہیں کر سکے تو اگلے کیونکر کریں گئے۔

انہیں دیکھتا وہ بہت سنجیدگی سے ان سے مخاطب تھا۔

تیمور نے اسے چپ رہنے کا اشارا کیا تھا۔

سہیر خانم اسے ایک نظر دیکھتے پھر سے کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

جس پر غازان نے لب بھیچے۔

وہ ایک دم اٹھتا ایکسیوزمی کہتا ہوا وہاں سے نکل گیا تھا،

پیچھے تیمور سمیت سب اسکی پشت کو دیکھتے رہ گئے تھے۔۔۔

—

ہیر کالج سے آکر سونے کے لیے لیٹ گئی تھی لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی آج جس طرح شائنہ نے اس پر جوس اور سوس گرا کر بے عزتی کی تھی وہ اسے رولا گئی تھی مہرینہ آج نہیں آئی تھی تو شائنہ کو موقع مل چکا تھا اپنی بھڑاس نکالنے کا۔۔

تکیے پر سر رکھے وہ سامنے لگی آرٹ پینٹنگ کو دیکھنے لگی۔۔

جس میں ایک لڑکی ننگے پاوں ننگے سر ایک سحرا میں چل رہی تھی دھوپ بھی شدید تھی لیکن وہ لڑکی سر جھکائے بس چل رہی تھی۔

نجانے کیوں اسے اس لڑکی میں اپنا آپ کیوں دیکھا تھا۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

واش روم جا کر دوسرے کپڑے پہنے گیلے بالوں پر ایک چھوٹا سا کیچر لگایا وجود کے گرد کالی چادر اوڑھ کر باہر نکل آئی۔

بچے فٹ بال کھیل رہے تھے وہ بڑے سے پتھر پر بیٹھ کر انہیں دیکھنے لگی تھی اس نے بچپن بہت کم انجوائے کیا تھا آنکھوں میں ایک حسرت سے جاگنے لگی تھی ان بچوں کو بے فکری سے کھیلتے دیکھ کر۔

آپی آپ کھیلیں گئیں۔

ایک بچے نے اسے آفر کی تھی۔

وہ مسکرا کر سر نفی میں ہلا گئی۔

کیوں !

وہ بچے مایوسی سے بولے۔

کیونکہ مجھے کھیلنا نہیں آتا۔

وہ لب بھینچ کر انہیں دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

اس گیند کو صرف ایک کک ہی تو مارنی ہے آپ ماریں ہم لے کر آئیں گئے ٹھیک ہے۔

ہیر مسکرا کر سر ہلاتی ہوئی اٹھی۔

اور پھر ایک زور سے کک مار گئی تھی کک کافی زور سے ماری تھی اس نے،

گاڑی سے نکلتے تیمور خانم کی ٹانگ پر بال بہت زور سے لگی تھی۔

ہیر نے منہ پر ہاتھ رکھ کر انہیں دیکھا تھا جبکہ تیمور خانم نے بال مارنے والے کو سر گھما کر قہر و غضب سے دیکھنا چاہا۔

دوسری طرف سے نکلتے غاذان نے باپ کو دیکھا جو غصے سے ان بچوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔

کس نے مارا ہے یہ گیند۔۔

انہوں نے غصے سے بچوں سے پوچھا تھا۔

بچوں نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

انکی نظروں کا مطلب سمجھتے وہ ہیر کی طرف غصے سے بڑھے تھے۔

انہیں اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ ایک دم بھاگی ہے تھی پھر اس طرف آتے غاذان کی پشت سے وہ خوف سے چمٹی تھی۔۔

اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑتی وہ اسکی پشت میں چہرہ چھپانے لگی تھی۔

سردار سمیت تیمور اور خادم نے بھی حیرانی سے ہیر کا ردعمل دیکھا تھا۔

یہ کیا تماشا ہے غاذان تم اسے یہاں کیوں لے آئے ہو یہ ہمارا ہوٹل ہے کوئی یتیم خانہ نہیں۔۔

تیمور خانم اس لڑکی کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے چلائے تھے۔

سردار نے سنجیدگی سے ڈر سے کانپتی لڑکی کو دیکھا تھا۔

اور پھر باپ کو جو اسے مارنے کے لیے ہاتھ تک اٹھا گئے تھے۔

ڈیڈ انف از انف۔

وہ سرعت سے اسے اپنی طرف کھینچتا سرد لہجے میں باپ سے مخاطب تھا

۔

وہ بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھتی اسکے کندھے کے پیچھے ہوئی تھی

اسے تیمور صاحب سے اس دن سے بہت ڈر لگنے لگا تھا جب انہوں نے اسے مارنے کی بات کی تھی۔

اسے لگا تھا وہ اسے گولی سے مار دیں گئے۔

تم اس بھکارن لڑکی کے لیے باپ کے سامنے بولو گئے۔

انہوں نے درشت لہجے میں بیٹے سے بازپرس کی۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ڈیڈ وہ بچی ہے، ہو گئی غلطی اس سے، اس نے جان بوجھ کر تو آپکو نہیں مارا تھا۔

وہ غصے سے بولا۔

وہ پہلی دفع باپ کے سامنے آیا تھا وہ بھی اس معمولی لڑکی کے لیے۔

تیمور خانم اسکے قریب آئے۔

اس لڑکی کو جتنا جلدی ہوتا ہے خود سے دور کرو میں مزید برداشت نہیں کروں گا اور ویسے بھی میں ریاض کو شادی کی ڈیٹ دینے والا ہوں۔۔

تیمور اس سے سرد لہجے میں میں کہہ کر آنکھوں پر گلاسز لگا کر اندر کی طرف تیز قدموں سے بڑھے تھے انکے پیچھے انکے خاص آدمی بھی بڑھے تھے۔

اس نے گہری سانس لی اور اسکا ہاتھ پکڑا۔

ہیر وہ چلے گئے ہیں.

اسے سختی سے آنکھیں میچے دیکھ کر وہ بولا تھا۔

ہیر نے آہستہ سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

اسے دیکھتی آنکھوں سے ٹپ ٹپ ک ئی آنسو گالوں پر گرے تھے۔

اونہہ اچھے بچے روتے نہیں ہیں ہیر۔

اس نے سنجیدگی سے اسے ٹوکا۔

"وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اندر کی طرف بڑھا تھا ہیر نے حیرانگی سے اپنی پتلے

سے ہاتھ کو مضبوط ہاتھ میں قید ہوتے دیکھا تھا۔

وہ ہاتھ کو دیکھتی انکے ساتھ تقریباً کھینچتی چلی جا رہی تھی۔۔

جاو اپنا آئی ڈی کارڈ لے کر آو۔

وہ اسے کمرے میں لاتا ہوا بولا تھا اب وہ اسے یہاں رہنے نہیں دینا چاہتا

تھا وہ اس لڑکی کو مضبوط دیکھنا چاہتا تھا اگر وہ یہاں رہی تو اسے کوئی

مضبوط نہیں بننے دے گا ہیر کو وہ مصر بھیج کر ہی سکھ کی سانس لینا چاہتا تھا۔

ہیر میں کیا کہہ رہا ہوں۔

.اسے ہنوز سر جھکائے اپنی جگہ پر کھڑا دیکھ کر وہ دانت پیس کر بولا تھا

کیا۔؟

اس نے شاید سنا ہی نہیں تھا کہ سردار نے کیا کہا ہے۔

اپنا آئی ڈی کارڈ مطلب شناختی کارڈ لے کر آو۔۔۔۔

وہ گہرا سانس لیتا ہوا بولا تھا اس لڑکی کے لیے پتا نہیں ابھی اسے کیا کیا سہنا تھا خدا ہی بہتر جانے۔۔

لیکن وہ تو میں نے بنوایا ہی نہیں ہے۔

وہ شرمندگی سے بولی۔

سردار نے آنکھیں میچ کر خود کو ٹھنڈا رکھنے کے لیے کمپوز کیا۔

اوکے نو پرابلم جاؤ جا کر برتھ سرٹیفیکٹ لے کر آو وہ تو ہیں نا۔

اس نے پوچھا۔

ہاں۔

وہ سر ہلا گئی۔

جاو شاباش جلدی سے لے آو۔

اس سے کہتا وہ لمبے سے صوفے پر بیٹھا تھا وہ اس لڑکی کا آئی ڈی کارڈ اپنے نام پر بنونے والا تھا جو ہو رہا تھا وہ قدرت کی طرف سے ہو رہا تھا اس میں کسی کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔

وہ جانتا تھا اسے اس کا آئی ڈی کارڈ ایک دو دن میں مل جانا تھا آخر وہ ریاست کا سردار تھا۔

موم ہیر کے ڈاکومینٹس کی ضرورت پڑے گئی داخلے کے لیے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ ماں سے پوچھ رہا تھا۔

اگر ہیں تو بھیج دو اور اگر نہیں ہیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا میں اسکا آسانی سے یہاں ایڈ مشن کروا دوں گئی۔

رائنہ نے فائیل بند کر کے بیٹے کو ریلکس کیا۔

موم وہ تقریباً دو دن میں آپکے پاس ہو گی اب وہ آپکے حوالے ہو گئی آپ نے جس طرح میری تربیعت کی ہے میں چاہتا ہوں آپ اسکی ایک بیٹی کی طرح پروش کریں۔

وہ سنجیدگی سے ماں سے مخاطب تھا پتا نہیں کیوں لیکن وہ لڑکی اسکی اہم زمے داری بن چکی تھی۔

غاذان یہ کہنے کی ضرورت نہیں تھی بیٹا۔

رائنہ نے مسکرا کر بیٹے کو جواب دیا۔

وہ بھی ریلکس ہوتا مسکرا دیا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

—

باتھ روم میں کافی دیر سگریٹ پی کر وہ باہر آئی تھی منہ پر سپرے کر کے وہ باہر نکلی وہ جب ڈپریشن میں ہوتی تو خوب سموکنگ کرتی تھی۔۔

سامنے سے ہی صفا اور مہدیہ ہنستی مسکراتی ہوں آ رہی تھی۔

وہ بھی مسکرائی۔

کیا بات ہے ایسے مسکرا کیوں رہی ہو۔

وہ کمر پر ہاتھ رکھے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

کل ہم سب پاس والے گاوں میں جائیں گئے تیمور تایا کے بیٹے کی شادی ہے نوشین چچی کہہ رہی تھی ہم بھی جائیں گئے کتنا مزہ آئے گا نا۔

وہ اس سے پرجوش انداز میں پوچھ رہیں تھیں جبکہ اس نے ناک چڑھایا۔

تم لوگ ہمیشہ کنویں کے مینڈک ہی رہنا۔

انکو دیکھتی وہ سوچ کر رہ گئی۔

میں نہیں جاوں گئی تم لوگ چلی جانا۔

بے تاثر لہجے میں کہتی وہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔

یہ کیوں جائے گئی کالج کے بہانے گھوم پھر جو آتی ہے

صفا اور مہدیہ غصے بڑبڑاتیں ہوئیں سفینہ کے کمرے کی طرف دوڑیں

آخر کو انہوں نے کپڑے بھی تو سلیکٹ کرنے تھے۔

وہ گیلری میں کھڑی چائے پی رہی تھی جب خیام کو سفید شرٹ میں

نیچے سے گزرتے دیکھا۔

وہ مسکرا دی۔

بچو مہرینہ سے پنگا ناٹ چنگا۔

چائے گرم نہیں تھی ٹھنڈی ہو چکی تھی آرام سے چائے کا کپ وہ نیچے کی طرف الٹ چکی تھی۔

خیام اپنے دھیان میں چلتا چونک کر اوچھلا تھا چائے اسکے سر سے ہوتی اسکے منہ اور کندھوں پر گری تھی۔

وہ ارد گرد دیکھتا اوپر کی طرف دیکھنے لگا۔

سامنے ہی وہ فل مسکان چہرے پر سجائے اسے ہاتھ ہلا رہی تھی۔

ڈونٹ وری برائٹ سب رائٹ کر دے گا۔

ہونٹ دانتوں تلے دباتی وہ شرارت سے بولی تھی۔

خیام کا دل کیا اسکی گردن پکڑ کر اسے نیچے گرا دے یہ لڑکی تھی یا شیطان کی خالہ جب دیکھو دماغ میں کوئی نا کوئی کھچڑی پک ہی رہی ہوتی تھی۔

کیا ہے جاو جہاں جا رہے تھے۔

اسے اپنی طرف غصے سے دیکھتا دیکھ کر وہ بولی تھی۔

آپکو تو دیکھ لوں گا میں

غصے سے بڑبڑآتا وہ خارجی ڈور کی طرف بڑھا تھا۔

اسکے جانے کے بعد وہ گہرا سانس لیتی ہوئی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

___""""________""""________""""__________""""___

—

وہ دونوں بہن بھائی رات کا کھانا کھا کر کافی دیر بیٹھ کر باتیں کرتے رہے تھے خیام کی تو ہر بات میں سردار غاذان کا زکر لازمی تھا اور وہ دونوں ہاتھ گالوں پر رکھے بہت دھیان سے سردار کا زکر سن رہی تھی۔

خیام بات سنو سردار تمہیں اپنے روم میں یاد کر رہے ہیں۔

خادم کے دروازہ کھٹکانے پر وہ دونوں چونک کر سیدھے ہوئے۔

سردار کب آئے۔

خیام نے حیرانی سے ہیر سے پوچھا اس نے بھی حیرت کا اظہار کیا تھا۔

اوکے میں سن کر آتا ہوں آپ آرام کریں اپنے روم میں جا کر۔

خیام چپل پہن کر اس سے کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا تھا۔

پیچھے وہ حیران تھی وہ دل میں انہیں دیکھنے کی خواں تھی کہ وہ آج تین دن بعد آئے تھے۔

وہ بھی چپل پہن کر خیام کے پیچھے ہی اسکے روم سے نکل چکی تھی۔۔

جی سردار۔۔

وہ صوفے پر بیٹھے کافی پیتے غاذان سے ادب واخترام سے مخاطب تھا۔

وہ اسکی وقت براون شرٹ جس کے اوپر والے بلیک بٹن کھلے ہوئے تھے نیچے بلیک ہی پینٹ میں وہ بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا۔

بیٹھو خیام !

کافی لو گئے یا چائے۔

وہ کافی کا سپ لیتا اس سے پوچھ رہا تھا۔

نتھنگ سردار ابھی چائے پی ہے میں نے اور آپی نے۔

وہ بیٹھتا ہوا ادب سے بولا۔

آپی نے بھی چائے پی۔

اس نے آئی برو اچکا کر پوچھا۔

جی سردار۔

اس نے جواب دیا۔

ہمم اصل میں مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔

وہ مگ ٹیبل پر رکھتا ہوا بولا۔

جی حکم سردار۔

خیام کے انداز میں اسکے لیے عقیدت ہی عقیدت تھی۔

ہیر کو میں مصر بھیجنا چاہ رہا ہوں فرد ر سٹڈی کے لیے تم کیا کہتے ہو۔

اسکے چہرے کو غور سے دیکھتا ہوا وہ بولا تھا۔

خیام نے حیرت سے انہیں دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہے تھے وہ سر جھکا گیا

۔

لیکن سردار وہ یہاں بھی تو پڑھ سکتیں ہیں۔

وہ پریشانی سے بولا تھا۔

خیام یہ تمہاری آپی کی سیوٹی کے لیے ہے آگے تم خود سمجھدار ہو سمجھ گئے ہو گئے میری بات کا مطلب اور ہاں وہاں وہ آزادی سے اپنی سٹڈی

کمپلیٹ کر ئے گئی آ گے بڑھے گی بنا ڈرے سہمے اور تمہارا جب دل کرئے گا تمہیں ہیر سے ملنے بھیج دیا کروں گا ڈونٹ وری۔

وہ دوبارہ کافی کا مگ اٹھاتا ہوا سنجید گی سے بولا۔

پریشانی خیام کے چہرے سے واضع دیکھی جاسکتی تھی۔

کل پاسپورٹ کے لیے لے کر جانے والا ہوں میں اسے،

خیام اسی میں تمہاری آپی کی بہتری ہے۔

وہ گہری سانس لیتا ہوا بولا۔

خیام نے ہلکی مسکان سے سر ہلا دیا۔

سردار جانتا تھا اسکی زبردستی مسکان کی وجہ لیکن یہی ان دونوں کے لیے بہتر تھا۔۔

تم جا سکتے ہو خیام۔

وہ مسلسل بجتے فون کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

کھڑکی میں کھڑا وجود اپنی جگہ ساکت ہو گیا تھا۔

نہیں مجھے کہی نہیں جانا۔

وہ خوف سے بڑبڑائی تھی۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

ثمرینہ کہاں ہے۔۔

اپنے آگے ملازمہ کو کھانا رکھتے دیکھ وہ سرد لہجے میں سے بولا تھا۔

جی وہ اپنے کمرے میں ہیں۔

ملازمہ نے گلاس میں جوس ڈال کر انہیں جواب دیا۔

ریاض خانم نے غصے سے ہونٹ بھینچے۔۔

جاواسے بلا کر لاؤ۔۔

وہ بنا ناشتے کو ہاتھ لگائے بولا تھا۔

ملازمہ سر ہلا کر ثمی کے کمرے کی طرف چلیں گئیں۔۔

کچھ دیر بعد ملازمہ آتی ہوئی دیکھائی دی۔

جی وہ کہہ رہیں ہیں انہیں بھوک نہیں۔

ملازمہ ان سے کہتی کچن کی طرف چلی گئی جبکہ وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا اسکے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

ایک جھٹکے سے اسکے کمرے کا دروازہ کھول کر وہ اندر آیا تھا۔

ثمرینہ نے چونک کر انہیں دیکھا۔

یہ نخرے تم کسے دیکھا رہی ہو، یاد رکھو تم تمہارے نخرے دیکھنے کے لیے نہیں بیاہ کر لایا تھا میں تمہیں

وہ جارخانہ قدموں سے اسکی طرف بڑھتا ہوا بولا تھا۔

میں کوئی نخرے نہیں دیکھا رہی آپکو مجھے بھوک نہیں تھی تو کہہ دیا مجھے بھوک نہیں۔

وہ ان سے نظریں چراتی ہوئی بولی۔

میرے کھانے پینے کی زمے داری تمہاری ہے ثمرینہ خانم۔

اسکی کلائی ہاتھ میں جھکڑتا وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔

آپ نے ہی تو کہا تھا کہ آپکے سامنے نا آوں۔

'___انہیں دیکھتی وہ سپاٹ لہجے میں بولی تھی

ریاض خانم ساکت ہوا تھا وہ ایک جھٹکے سے اسکی کلائی چھوڑتا ہوا پیچھے ہوا تھا۔ ثمرینہ انہیں دیکھتی رہی۔

وہ ایک جھٹکے سے پلٹ کر باہر کی طرف بڑھ تھا۔

ڈائننگ ٹیبل کے قریب سے گزرتا وہ ہاتھ مار کر ٹیبل سے چیزیں گرانا نہیں بھولا تھا۔۔

ثمرینہ واپس بیڈ پر بیٹھ گئی پھر اذیت سے مسکرا دی۔

اسکا تو کوئی گھر ہی نہیں تھا نا شوہر کا نا بھائیوں کا۔۔

''''''''''''

—

ھیر گلابی سوٹ میں تھی وہ خاموش نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی وہ

پاسپورٹ بنوا کر واپس آرہے تھے۔

ھیر نے اسے دیکھا،

وہ فون کان سے لگائے کسی سے بات کرتا مسکرایا۔

ھیر نظریں پھیر گئی۔

وہ فون رکھتا اسے ایک نظر دیکھ کر سامنے دیکھنے لگا۔

سڑک پر پولیس وین سے باہر نکلتا اسید رانا اسے دیکھ کر حیرت زدہ ہوا۔

وہ سردار کی گاڑی میں اسکے ساتھ تھی۔

وہ ہونٹ بھینچ گیا تھا۔

ہیر کچھ کھانا ہے؟

وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

وہ اسے خالی خالی نظروں سے دیکھتی سر ہاں میں ہلا گئی۔۔

اس نے رات سے کچھ نہیں کھایا تھا اب دن کے چار بج رہے تھے

بھوک تو لگنی ہی تھی نا۔۔

وہ سر ہلاتا ہوا باہر کے مناظر دیکھنے لگا

تب ہی انکی گاڑی جھٹکا کھاتی ہوئی ڈولنے لگی تھی۔

ہیر ایک دم سے اسکے اوپر گری تھی۔

گاڑی کو کیا ہوا ہے اسد۔

وہ ہیر کو ایک بازو میں لیتا ہوا بولا تھا۔

سر گاڑی کے ٹائر پر سائلنس فائر ہوا ہے اور ایسا لگ رہا ہے گاڑی کی بریکس بھی فیل کر دیں گئیں یہ رک نہیں رہی۔

اسد نے چہرہ پیچھے کی موڑتے ہوئے جواب دیا۔

اس نے پریشانی سے ہیر کو دیکھا پیچھے گاڑیوں میں موجود گارڈز حرکت میں آچکے تھے۔

ہیر تم ڈر رہی ہو۔

اس نے اسکی آنسو سے بھری آنکھیں دیکھ کر نرمی سے پوچھا۔

وہ جلدی سے سر نفی میں ہلا گئی۔

نہیں تو آپ ہیں نا۔

وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی وہ اسکی آستین مٹھیوں میں جھکڑے ہوئے تھی۔

ڈونٹ وری اوکے۔۔

وہ اسکا سر تھپکتا اسد کو گائیڈنس دینے لگا تھا۔

خادم اور گارڈز نے پریشانی سے ختم ہوتی سڑک دیکھی۔

سردار باہر کودیں۔۔

خادم نے پریشانی سے اسے مخاطب کیا۔

وہ سر ہلاتا ہوا انہیں ریلیکس کرتا اسد کو ڈرائیونگ سیٹ سے ہٹا کر خود

اسکی سیٹ پر آیا تھا۔

ہیر نے فق ہوتے چہرے سے اپنے خالی پہلو کو دیکھا تھا۔

وہ مسلسل جھکا کچھ کر رہا تھا لیکن پتا نہیں کیا کر رہا تھا جبکہ باہر سے سب

پریشانی سے انہیں باہر آنے کا کہہ رہے تھے۔۔

سردار !

ھیر نے کانپتے ہاتھوں سے اسکی سیٹ کو پکڑا تھا۔

گاڑی آہستہ آہستہ ہچکولے کھاتی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔

اسد نے حیرت سے اسے دیکھا یہ اسنے کیسے کیا تھا۔

سبھی گاڑیاں اسکی گاڑی کے رکتے ہی رکی تھیں۔

ل

خادم نے بھاگ کر اسکی گاڑی کا ڈور کھولا تھا وہ باہر آتا سب کو ریلکس

رہنے کا کہہ رہا تھا۔

ھیر باہر آو۔

سب نے حیرت سے اسے دیکھا اسکی گاڑی کھولنے کے لیے ک ئی

ملازم تھے اور وہ ایک معمولی لڑکی کا ڈور کھولے تھوڑا سا جھکا اسے بایر

آنے کا کہہ رہا تھا۔

وہ پیلے چہرے سے اسے دیکھتی باہر آئی۔

ہیر آر یو اوکے۔۔

اسکی سیدھی نکلی مانگ پر ہاتھ رکھے وہ بہت ہی نرم لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

وہ بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھتی سر ہلا گئی۔

اسکا ہاتھ پکڑے وہ دوسری گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔

اسے مارنے کی کوشش تو کسی دشمن نے پوری کی تھی لیکن کہتے ہیں نا مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔۔

—

خیام کے گلے سے لگے وہ کافی دیر سے رو رہی تھی وہ نہیں جانا چاہتی تھی لیکن سردار غاذان سارا بندوبست کر چکا تھا اسکے سامنے وہ کیسے کہتی وہ

نہیں جانا چاہتی وہ دل پر چپ کے تالے لگا کر چابی کہی دور گہرے سمندر میں پھینک چکی تھی۔

اور آج وہ تینوں ایئرپورٹ پر تھے اور اسے بھیجنے والے کا کل سے کچھ پتا نہیں تھا۔

خادم پیچھے ہاتھ باندھے کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا جو ایسے رو رہے تھے جیسے صدیوں کے لیے بچھڑ رہے ہوں۔

آپی سردار نے کہا تھا میرا جب دل کرے گا آپ سے ملنے کا وہ آپکو مجھ سے ملنے لے آیا کریں گئے ڈونٹ وری اب ہمت دیکھانی ہے آپی فلائٹ کی انونسمینٹ ہو رہی ہے۔

اسے خود سے الگ کرتا وہ ضبط سے اسے سمجھا رہا تھا۔

جائیں۔۔

اس سے تھوڑا پیچھے ہوتا وہ بولا تھا۔

جبکہ اسکی نظریں خارجی دروازے پر تھیں۔

وہ اس سے ملنے نہیں آئے تھے چھوڑنے نہیں آئے تھے کیا وہ انکے لیے کچھ بھی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔

لب بھینچ کر وہ بیگ پر پکڑ مضبوط کرتی ہوئی پیچھے پیچھے ہونے لگی تھی۔

" اپکو اللہ اور اسکے رسول کی امان میں دیا آپی"

خیام الودعی ہاتھ کھڑا کر گیا تھا۔

وہ روتی ہوئی جھٹکے سے پلٹی تھی۔۔

! ہیر

بھاگتے قدم ساکت ہوئے تھے۔

وہ حیرت سے پلٹی تھی۔۔

وہ پھول ہاتھ میں پکڑے اسکی طرف آرہا تھا فل بلیک سوٹ پہنے کندھوں پر براون چادر رکھے وہ کوئی جاگیر دار ہی لگ رہا تھا۔

وہ تیز قدموں سے اسکی طرف آتا اسکے سامنے آرکا تھا۔

ہیر حیرت کی زیادتی سے آنکھ تک نہیں جھپک رہی تھی۔

تمہارے لیے میری طرف سے۔

اسکی طرف سفید پھولوں کا خوبصورت گلدستہ بڑھائے وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

اسے دیکھ کر اسکی آنکھیں پھر سے برسنا شروع ہو چکیں تھیں۔

اونہہ ہیر بری بات میں ہیر کو مضبوط دیکھنا چاہتا ہوں۔

ہمیشہ کی طرح اسکے سر پر ہاتھ رکھے وہ نرمی سے بولا تھا۔

مجھے نہیں جانا سردار مجھے یہی رہنا ہے۔

انکا ہاتھ تھامے وہ ہچکیوں سے روتی یوئی بولی تھی۔

ہیر۔

وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

ہیر لب کاٹتی ہوئی انہیں دیکھنے لگی آنکھوں میں آس سی تھی۔

ہیر بات سنو کیا تم نہیں چاہتی تم اعلیٰ تعلیم حاصل کرو ایک کامیاب شہری بنو ایسا کرو گئی تو کیسے آگے بڑھو گئی کیسے تمہاری زندگی ایک نیا ٹرن لے گئی تم جانتی ہو میں کتنی اہم میٹنگ ادھوری چھوڑ کر آیا ہوں جانتا تھا تم اور خیام پریشان ہو گئے ہیر میرے لیے خیام کے لیے آگے بڑھو ہمیں کچھ بن کر دیکھاو۔

ہنوز اسکے سر پر ہاتھ رکھے سر جھکائے وہ دھیمے سے اسے سمجھا رہا تھا ہی۔۔۔۔۔۔ر۔۔۔

اسکی آنکھوں میں آنسوں کی روانی دیکھ وہ اسے ٹوک گیا تھا۔

اس نے جلدی سے ہتھلیوں سے آنسو صاف کیے اور انہیں دیکھا۔

وہ لب بھینچے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

نہیں جانا۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

خیام نے پریشانی سے ہی ــــــ رکو دیکھا۔

جانا ہے لیکن جہاز کی اوڑان سے ڈر لگتا ہے میں نہیں سفر کر سکوں گئ

مجھے اکیلے ڈر لگے گا۔

شوں شوں کرتی وہ پریشانی سے اپنے دو واحد رشتوں کو دیکھتی بے بسی

سے بولی تھی۔

خیام ہلکی مسکان سے بہن کی پریشانی پر تھوڑا سا ہنس دیا تھا۔

جبکہ سردار نے سنجیدگی سے اسکے پتلے لمبے ہاتھوں کو ہاتھ میں پکڑا۔

ہیر کا دل اسکے ہاتھ پر دھریں اپنی ہتھیلیوں میں دھڑکنے لگا تھا۔

دھک دھک دل سے نظریں چڑاتی وہ ایسے سر جھکا گئی جیسے رکوع میں چلی گئی ہو۔۔

خیام بہن کی کنڈیشن پر مسکرایا کہ وہ جانتا تھا اپنی بہن کی بدلتی حالت اسکی آنکھوں میں جو دیپ سردار غاذان کو دیکھ کر جلتے تھے وہ اس سے پوشیدہ تو نہیں تھے وہ بھلے ہی ــــــــ ر سے عمر میں چھوٹا تھا لیکن قد اور سمجھداری میں وہ اس سے بڑا ہی لگتا تھا۔

دونوں ہاتھ پاکٹ میں ڈالتا وہ دو تین قدم پیچھے ہوتا بہن کو دیکھنے لگا۔۔۔

ٹرسٹ می کچھ نہیں ہوگا ہلکا سا فیل ہوگا پھر سب نارمل ہوگا پتا بھی نہیں چلے گا اور ہیر مصر کے ایئرپورٹ پر لینڈ کر جائے گئی تم بہت انجوائے

کرو گئی اور ہاں موم جو کہیں انکی بات ماننا ہے ورنہ انہیں اگر غصہ آجائے
ناتو پھر ڈانٹتی بھی ہیں اور مارتی بھی ہیں۔

۔

وہ بہت سنجیدگی سے اسے سمجھا رہا تھا جیسے کوئی بڑا کسی بچے کو سمجھاتا ہے

۔

ہیر مار اور ڈانٹ والی بات پر حیرت سے انہیں دیکھنے لگی۔

وہ پریشان ہوئی۔

آپ وہاں نہیں ہوں گئے تو مجھے انکی ڈانٹ اور مار سے کون بچائے گا۔

وہ سخت پریشانی سے بولی تھی۔

ڈونٹ وری مزاق کر رہا تھا اب جاو اور کنفیڈنس سے قدم اٹھاو۔۔

الودع !

اسکے سر پر ہاتھ پھیرتا وہ تھوڑا پیچھے ہوتا ہو بولا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہی۔۔۔۔۔۔۔۔راسے دیکھتی اسکی تصویر اپنے دل کے ہر کونے میں سجانے لگی تھی بلکہ وہ اپنا وجود ہی اس مغرور لیکن نرم دل سردار کے پاس چھوڑ کر جارہی تھی۔

خیام کو الوداع ہاتھ ہلاتی وہ لب بھینچتی ہوئی اپنے پاس کھڑی ایئر ہوسٹس کے ساتھ آگے بڑھی تھی خیام اور ہی۔۔۔۔۔۔۔۔ر کی آنکھیں بیک وقت بھیگی تھیں۔

وہ داخلی دروازے کے پاس آتی اچانک ہی پلٹی تھی۔۔

سردار نے ہلکا سا ہاتھ ہلایا تھا جوابا اُسنے بھی ہلکی مسکان سے سردار کو ہاتھ ہلا کر خیام کو دیکھا۔

خیام کو دیکھ کر آنکھیں بھیگنے لگیں تھیں جب ایئر ہوسٹس اسکی کلائی پکڑتی اسے اندر لے گئی اور ڈور بند ہو گیا۔

سردار نے انگلی سے آنسو پونچھتے خیام کو دیکھا۔

خیام بی بریو یار۔

سردار غاذان اب میرا دھیان کون رکھے گا انکا دھیان کون رکھے گا ہم تو ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے کیسے رہیں گے ہم ایک دوسرے کو دیکھے۔

بچوں کی طرح روتا وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

سردار نے گہری سانس لے کر اسکا کندھا تھپکا تھا۔۔

بعض وقات بہتری کے لیے ہمیں درد اور دوریاں برداشت کرنی پڑتیں ہیں خیام اپنا دل مضبوط بناو اور اس سے روز ویڈیو کال پر بات کرنا ایسے میں تم دونوں کو دوری محسوس نہیں ہو گئی۔

اسے باہر لے کر جاتا وہ اسے سمجھا رہا تھا وہ شخص ان دو وجود کے لیے اللہ کا سہارا ہی تھا جس نے اسے انکی زمے داری سونپی تھی اور وہ اپنی زمے داری نبھا رہا تھا بنا ماتھے پر بل لیے اسکے اندر اسکی ماں کی تربیت نظر آتی تھی ورنہ سردار محل کے مرد کتنے کٹھور دل تھے یہ کسی سے بھولا ہوا تو نہیں تھا۔

سردار کچھ دیر کے لیے رک جاوں تب تک جب تک فلائٹ فلائے نہیں کر جاتی۔

وہ اسکے آگے سر جھکائے اجازت لے رہا تھا۔

او کے آجانا میں پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکا ہوں اللہ خافظ۔

وہ نرمی سے کہتا ہوا تیزی سے گاڑی کے کھلے ڈور سے اندر بیٹھا تھا۔

Zubi Novels Zone

اسکے بیٹھتے ہی چاروں گاڑیاں وہاں سے قطار کی صورت میں نکلی تھیں۔

وہ وہی بینچ پر بیٹھا فلائٹ کے اوڑنے کے انتظار میں تھا۔

تب ہی جہاز آہستہ آہستہ رینگتا اوپر کی طرف اوٹھنے لگا تھا اور خیام کا دل پریشان ہوا تھا۔

جہاز کی بلندی آسمان کو چھونے لگی تھی۔

اللہ اور رسول کی مان میں آپی۔۔

ہاتھ کھڑا کرتا وہ جہاز پر نظریں جمائے ہوئے بولا تھا۔۔۔

—

! کیسے ہو تم

ثمرینہ بھتیجے کے قریب آتی ہوئی بولی تھی۔

وہ بہت چھوٹی تھی جب ماں باپ کا انتقال ہو گیا تو اسکی پھپھو اسے لے گئی تھی انہوں نے ہی پالا پوسا اور جب وہ جوان ہوئی تو اسکی بہن ثمینہ کا انتقال ہو گیا جو اس سے بارہ سال بڑی تھیں اور انکی ایک دس سال کی بیٹی بھی تھی۔

سب بڑوں نے بنا ثمرینہ کی کوئی مرضی جانے اسے ریاض خانم سے بیاہ دیا وہ جو روتی چلاتی اس گھر سے گئی تو پھر کبھی نہیں آئی اس لیے غاذان اور اسے ایک دوسرے سے زیادہ آشنائی نا تھی کہ وہ جب اس گھر میں آئی تھی تو وہ اپنی ماں کے ساتھ مصر سیٹل ہو چکا تھا۔

وہ گلاسز اتارتا حیرت سے انہیں دیکھنے لگا وہ اسے اپنے دادا کی کاپی لگیں تھیں۔

وہ محبت سے اسے دیکھتی ہوئیں پوچھ رہیں تھیں۔۔

وہ گلاسز گریبان میں اٹکاتا ہوا جھٹ سے انکے قریب آیا تھا۔

میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں اور اتنے عرصے بعد ادھر کا چکر لگانے کا کیسے خیال آیا۔

اسکے ہاتھ تھامتا آنکھوں سے لگاتا ہوا وہ بولا تھا۔

ثمرینہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

میں کبھی نہیں آئی تو تم بھی تو نہیں آئے تمہیں زرا خیال نہیں آیا غازان کہ تمہاری کوئی پھپھو بھی ہے۔

وہ اسکا چہرہ محبت سے دیکھتی ہوئی شکوہ کر رہی تھی۔

میں معذرت خواں ہوں پھپھو اسکے لیے آپکی ہر سزا سر آنکھوں پر۔

اسکے اتنی محبت سے کہنے پر وہ اسکے سینے سے لگیں تھیں۔

وہ اس سے چھوٹا تھا لیکن پتا نہیں کیوں ثمی کو اس میں اپنا باپ دیکھا تھا

--

آپ رو رہی ہیں۔

وہ حیرت سے پوچھ رہا تھا آپ ٹھیک تو ہیں وہاں۔

وہ اب کے پریشانی سے بولا تھا

..وہ مسکرا دی

ہاں الحمداللہ میں ٹھیک ہوں بس تمہیں دیکھا تو خود پر قابو نہیں پا سکی

خوش رہو آباد رہو۔

اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتی وہ دل سے بولیں تھیں۔۔

! آئیں اندر

انکے کندھوں پر ہاتھ رکھے وہ بہت محبت و احترام سے بولا تھا۔

ثمرینہ سر ہلاتی اسکے ساتھ چلنے لگی اور اسکی ماں کے طبعیت کے بارے میں پوچھنے لگیں۔

ہال میں بیٹھے سب کی نظر بیک وقت ثمی پر پڑی تھی۔

تیمور اور خشام کھڑے یوتے اسکی طرف تیزی سے آئے تھے۔

کیسی ہو ثمی۔

تیمور کے گلے لگا کر پوچھنے پر وہ آنسوں آنکھوں میں روکتی سر ہاں میں ہلا گئی وہ باری باری سب سے مل رہی تھی وہ آج کتنے عرصے بعد اپنے محل آئی تھی ریاض نے اسے نکالا تو نہیں تھا لیکن شائنہ کا رویہ اس سے بہت برا تھا صبح ناشتے پر اس نے یہ بھی خیال نا کیا کہ یہ میری خالہ ہیں اور میری ماں بھی ہیں اس نے کافی بے عزتی کر دی تھی اسکی جبکہ ریاض خاموش بیٹھے رہے بیٹی کو ٹوکا بھی نا کہ چلو ماں سمجھ کر نہیں خالہ سمجھ کر ہی اسکی عزت کر لو وہ جب سے اُس گھر بیاہ کر گئی تھی وہاں کسی کا رویہ

اس سے اچھا نہیں تھا وجہ تھی ثمرینہ کی ایک غلطی جو اسکے ددھیال والوں نے شائنہ کے کانوں میں ڈال رکھی تھی۔۔

وہ ریاض کے جانے کے بعد محل کے لیے نکل آئی کہ دل ہی نہیں کیا آج وہاں ٹھہرنے کا۔۔

ثمرینہ سب سے ملتی ملاتی اب خاموش بیٹھی بھائیوں کو دیکھ رہی تھی جو تشویش سے اسے ہی دیکھ رہے تھے انہیں لگا تھا کہ شاید ریاض نے اسے نکال دیا ہو

—

فلائٹ میں اسکے ساتھ والی سیٹ پر ایک بزرگ بیٹھے تھے جو کافی نیک لگ رہے تھے وہ موبائیل میں تلاوتِ قرآن پاک سن رہے تھے۔

وہ ڈرتی ہوئی آنکھیں میچ گئی کہ فلائٹ آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے لگی تھی۔

اللہ رحم،

ہینڈل پر ہاتھ کی پکڑ مضبوط کرتی وہ بڑبڑائی تھی۔۔

وہ بزرگ اسے دیکھتے مسکرائے۔

بچے ڈر لگ رہا ہے۔

وہ موبائل کوٹ کی جیب میں ڈالتے اس سے پوچھ رہے تھے۔

وہ سر نفی میں ہلا گئی جس پر وہ اور مسکرائے۔۔

جب دل پریشان ہو تو اللہ کا ذکر کرنے سے دل کو راحت ملتی ہے آنکھیں بند کرو اور اللہ کا ذکر کرنا شروع کر دو اس سے تمہیں ڈر بھی نہیں لگے گا اور سفر بھی اچھا گزرے گا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

انہوں نے ایسے ہی ہاتھ اسکے سر پر رکھ کر کہا تھا جیسے سردار اغاذان اسکے سر ہاتھ رکھتا تھا اسکی یاد اسکی آنکھوں میں پھر سے نمی لے آئی تھی۔

وہ انہیں دیکھتی درود پاک زیرِ لب پڑھنے لگی۔۔

کچھ وقت ہی گزرا تھا اسے ایسے لگا جسے وہ کمرے میں ہو اب وہ ریلکس تھی

آپ کہاں جارہے ہیں۔

وہ ان سے پوچھ رہی تھی۔

وہ مسکرادیئے۔

بیٹا یہ فلائٹ مصر کی ہے کوئی سٹے نہیں راستے میں تو مطلب مصر جارہا ہوں۔

وہ ہلکی مسکان سے بولتے ہیر کو شرمندہ کر گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ہی انہیں چائے سروکی گئی۔۔

چائے کی طرف بڑھتا ہاتھ کسی کی بات پر ٹکا تھا۔

(ہی ــــــــــرنو چائے نو کافی آج سے تم صرف دودھ پیا کرو گئی)

وہ ہاتھ کھینچ گئی۔

دودھ۔۔

وہ دھیمے سے ان سے کہہ گئی وہ سر ہلاتی ہوئیں چلیں گئی۔

وہ بزرگ مسکرائے۔

کہاں جانا ہے بچے میرا مطلب ہے کسی ریلٹیو یا سٹڈی کے لیے کیونکہ تم مصر کی تو نہیں ہو اور فرسٹ ٹائم تم فلائٹ کا سفر کر رہی ہو ہے نا۔

وہ پورے یقین سے پوچھ رہے تھے۔

ہاں جی پہلی دفعہ ہے اور میں ریلٹیو کے گھر جا رہی ہوں سٹڈی کے لیے۔

وہ دودھ کا گلاس پکڑتی ہوئی تفصیل سے بولی تھی۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی جب فلائیٹ لینڈ نگ کی انو نسمینٹ ہونے لگی تھی۔

جیسے جیسے پلین نیچے آرہا آرہا تھا اسکا دل پھر سے دھڑ کنے لگا تھا ہینڈل پر پکڑ مضبوط ہو چکی تھی۔

اللہ ہو اکبر۔۔

بزرگ جی بولے تھے انہیں دیکھتی وہ بھی دل میں بولنے لگی تھی۔

لینڈ نگ ہوتے ہی سب پسینجر باری باری اترنے لگے تھے۔

اللہ خافظ بیٹا اگر اس مولا نے چاہا تو پھر ملاقات ہو گ ی۔

اپنا سفری چھوٹا سا بیگ کندھے پر ڈالتے وہ اس سے شفقت سے کہتے جہاز کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ہیر بھی بیگ لیتی انکے پیچھے ہی باہر نکلی تھی۔

وہ بڑے سے ہال میں کھڑی کسی کے انتظار میں تھی۔

Cairo .. ویلکم

ایک لڑکا اسکی طرف پھول بڑھاتے ہوئے بولا تھا۔

آپ۔۔۔

وہ حیرت سے دنگ نظروں سے سامنے کھڑے وجود کو دیکھ رہی تھی۔

وہ مسکرایا۔

تم پہچان گئی مجھے۔۔

ہیر کی آنکھوں میں مچلتی حیرت اسے خوشی سے دوچار کر گئی تھی۔

سر آپ یہاں کیسے ؟

شہنام صدیقی کو دیکھتی وہ سخت حیرت میں تھی۔

جیسے تم یہاں آگئی ویسے ہی میں اپنے شہر آگیا کیوں کوئی پریشانی ہے اگر کہتی ہو تو چلا جاتا ہوں۔

وہ اپنے مخصوص لہجے میں بولتا اسے پریشان کر گیا تھا۔۔

نہیں سر میرا یہ مطلب نہیں تھا۔

وہ جلدی سے بولتی ارد گرد دیکھنے لگی۔

سردار غاذان میرے پھوپھی کی بیٹے ہیں اور میں انکا ماوں کا بیٹا شہنام وہاں میں تھوڑا تجربہ حاصل کرنے گیا تھا جب سمجھ نہیں آئی تو واپس آگیا۔۔

وہ اسکے ساتھ چلتا ہوا بول رہا تھا۔

جبکہ ہیر متحیر سی اسکے ساتھ چل رہی تھی

وہ بہت حیرت زدہ تھی اسے دیکھ کر۔۔

وہ اسکا سامان گاڑی میں رکھتا مسکرایا تھا اسکی پوری کھلی آنکھوں اور کھلے ہونٹوں پر وہ شاید منہ بند کرنا بھول چکی تھی۔

مس ہیر آپ نا اتنا حیران نا ہوں میں بزنس کلاس کا سٹوڈینٹ ہوں چھٹیاں تھیں تو سوچا بزنس کا عملی تجربہ کیا جائے اور میں چلا گیا اپنے کزن کا بزبس دیکھنے کے وہ مجھے کہہ بھی رہے تھے۔۔

وہ گاڑی ڈرائیو کرتا بہت خوش اخلاقی سے اسے بتا رہا تھا۔

شکر ہے ہیر نے آنکھیں اور منہ تو بند کیا تھا۔

وہ بہت اشتیاق سے باہر دوڑتے مناظر دیکھ رہی تھی۔۔

اونچے اونچے کھجور کے درخت بڑے بڑے ٹیلے وہ بہت محویت سے دیکھ رہی تھی اس نے تو کبھی سوچا بھی نا تھا وہ شہر سے باہر جائے گی لیکن قسمت اسے ایک خوبصورت ملک لے آئی تھی۔۔

کولڈ کافی لو گئی۔

وہ گاڑی روکتا اس سے پوچھ رہا تھا۔

کولڈ کافی۔

وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

ہمم بیٹھو لے کر آتا ہوں ویٹ ٹو منٹ۔۔

اس سے کہتا وہ ایک بہت بڑے ہوٹل کے اندر چلا گیا تھا۔

وہ وہاں کے خوبصورت لوگوں کو بہت اشتیاق سے دیکھ رہی تھی۔

لیکن سردار غاذان تو سب سے الگ ہیں ان جیسا تو یہاں کیا پورے پاکستان میں نہیں ہو گا۔

دوپٹہ سر پر ٹھیک سے لیتی وہ سنجیدگی سے خود سے بولی تھی۔

اففف اب میں کب انہیں دیکھوں گئی۔

وہ پریشان ہوئی تھی۔

تمہاری کولڈ کافی۔

وہ گاڑی میں بیٹھتا اسکی طرف بڑا سا پلاسٹک کا مگ بڑھائے ہوئے بولا تھا۔

وہ چونک کر اسے دیکھتی ہوئی اسکے ہاتھ سے کافی پکڑ گئی۔

اسے اسکی موجودگی کا پتا ہی نہیں چلا تھا۔۔

وہ مصر کے مشہور شہر cairo میں رہتے تھے وہاں کی ہی یونی میں اسکا ایڈمشن ہوا تھا۔۔

گاڑی ایک بہت خوبصورت سے بڑے سے گھر کے آگے رکی تھی۔

وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی اسکی تقلید میں گاڑی سے اتری تھی۔

یہ ہے ہمارا سویٹ ہوم۔

وہ اسے ایک بڑے سے سفید دروازے کی جانب لے کر چلتا ہوا بتا رہا تھا

۔

وہ نروس سی انگلیاں مروڑتی ہوئی چل رہی تھی۔

ٹن ٹن۔۔۔

وہ شاید گھنٹی پر ہاتھ رکھ کر ہٹانا بھول چکا تھا۔۔

وہ ارد گرد دیکھ رہی تھی بہت رونق تھی انکے سوسائٹی میں، بازار لگے ہوئے تھے ایک ساتھ جڑے گھر وہ بہت اشتیاق سے دیکھ رہی تھی۔۔

کیا ہے تم بہرے ہو تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ سب بہرے ہی ہوں گئے۔

ایک خوبصورت سی اونچی لمبی لڑکی اس پر چڑ دوڑی تھی۔

میں تو بہرہ ہوں لیکن تم بہری ہونے کے ساتھ اندھی بھی ہو دیکھ نہیں رہی میرے ساتھ مہمان ہیں لیکن تم نابنا ادھر ادھر دیکھے بس شروع ہو جایا کرو۔

وہ اس پر مصنوعی غصہ جھاڑتا اسے اندر لے آیا تھا۔۔

وہ لڑکی اسے غور سے دیکھتی اسکی طرف ہاتھ بڑھا گئی۔

ہائے ایم فبیہا اور تم۔۔

وہ لڑکی مسکرا کر اپنا تعارف کرواتی اب اس سے اسکا نام جاننا چاہ رہی تھی

پھپھو نے بتایا تو تھا لیکن وہ بھول چکی تھی۔

ہیر رضا۔

اسکا ہاتھ تھامتی وہ شرمیلے لہجے میں بولی تھی۔

واوا بہت خوبصورت نیم ہے آپکا۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

وہ اسے ایک بہت بڑے گول ہال میں لے آئے تھے وہاں اتنے سارے

لوگوں کو بیٹھا دیکھ کر وہ سخت نروس ہوئی تھی۔

وہاں تین عورتیں ایک لڑکی تھی۔۔

وہ اب اپنی باتیں ترک کیے اسے بہت غور سے دیکھ رہے تھے۔۔

رائنہ ایک دم سے اسکی طرف آئی تھی۔

اس نے ہیر کو غور سے دیکھا۔

جو ریڈ لمبی قمیض کے نیچے سلور کلر کا تنگ پجامہ پہنے ریڈ سلور گوٹے والا دوپٹہ بہت اچھے سے اوڑھے سر جھکائے کھڑی تھی۔

انہیں وہ بہت الگ سی لگی تھی۔

کیس ہو بیٹا کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی سفر میں۔۔۔

رائنہ اسکے ہاتھ تھامتی خوش اخلاقی سے پوچھ رہی تھی۔

وہ جواباً نہیں دیکھتی سر نفی میں ہلا گئی۔

سب سے تعارف میں تمہارا رات کے کھانے پر کرواؤں گئی پہلے فریش ہو جاؤ اور تھوڑا آرام کر لو بیٹا۔

رائنہ نے اسکے تھکے سے چہرے کو دیکھ کر کہا۔

وہ سر ہلا گئی۔

رائنہ اسکا ہاتھ تھامتی اسے لیے بڑے سے کوریڈور کی طرف بڑھ گئی تھی۔

ان دو عورتوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

جگہ کہاں تھی گھر میں جو رائنہ نے وہاں سے کسی کو بلاوالیا۔

عاجلہ خاتون نے عائفہ خاتون سے تیکھے لہجے میں کہا۔

وہ غاذان کے کمرے میں ٹھہرے گئی۔

عائفہ نے دوبارہ سے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے انہیں ٹھنڈا کیا۔

غاذان کے کمرے میں ارے وہ کب کسی کو اپنے کمرے میں ٹھہرنے دیتا ہے۔

عاجلہ نے حیرت سے پوچھا۔

رائنہ پھپھو کہہ رہیں تھیں کہ اسے غاذان کے کمرے میں ہی ٹھہرائیں گئی کہ وہ زیادہ عرصہ رہے گئی تو کپ

وئی مہمان آگیا تو تکلیف نا ہو۔

شہنام نے ماں کے پاس بیٹھتے ہوئے انہیں بتایا۔

اور جب غاذان آئے گا پھر وہ تو چکر لگاتا رہتا ہے نا۔

عاجلہ کو شاید اس لڑکی کی موجودگی بھائی نہیں تھی۔

تو پھر کچھ اور بندوبست ہو جائے آپ پریشان نا ہوں۔۔

فبیہا نے کانوں میں ہینڈ فری ٹھونستے ہوئے انہیں بتایا۔

لو بھلا میں تو کبھی کسی کو غاذان کے کمرے میں قدم نہیں رکھنے دیتی اور رائنہ نے غاذان کا کمرہ ہی اٹھا کر اس پرائی لڑکی کو دے دیا پتا ہے کتنا کانشنش رہتا ہے اپنی چیزوں کو لے کر۔۔

عاجلہ کو تو اس لڑکی کا غاذان کے کمرے میں ٹھہرنا کسی صورت نہیں بھایا تھا کہ غاذان انہیں بہت لاڈلا تھا وہ اسے شہنام سے بھر کر محبت دیتی تھیں وہ تو شہنام کو نہیں گھسنے دیتی تھی پھر یہ کہاں سے آگئی تھی۔

یہ کمرہ آج سے تمہارا ہے وہ واش روم ہے وہ سٹڈی روم اور وہ ڈریسنگ روم۔۔

اسے اچھی طرح سے کمرے کے بارے میں گائیڈ کرتی وہ آخر میں اسکا سر چوم گئیں آخر کو وہ ان کے بیٹے سے منسوب تھی تو پھر وہ کیوں نا انہیں اچھی لگتی۔

Zubi Novels Zone

ہیر نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

نہالو اور چینج کر کے سو جاو اس سے ذہن اور جسم ریلکس ہو گا شام کو ملتے ہیں۔

اسکے گال پر ہاتھ رکھ کر کہتی وہ کمرے سے نکل گئیں۔

پیچھے وہ حیرت زدہ تھی اسے یقین نا تھا کہ وہ اتنی اچھی ہوں گئ۔

وہ ایک نظر پورے کمرے میں دوڑاتی ہوئی ٹھٹھکی تھی۔

سامنے ہی بڑی سے دیوار پر اسکی ان لارج پک لگی ہوئی تھی۔

وی تصویر شاید یونی کے زمانے کی تھی تب اسا چہرہ کلین شیو تھا اب تو اسکی بیئرڈ تھی،

وہ گاڑی کے ساتھ کھڑا کان سے فون لگائے کھڑا تھا وہ شاید اپنے دھیان میں تھا یہ تصویر شاید کسی نے اسکی بے خبری میں کھینچی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہونٹوں پر ہلکی مسکان فل بلیک سوٹ میں کف کہنیوں تک موڑے،
مضبوط کلائی پر وہی براون واچ وہ واچ شاید خاص تھی کیونکہ وہ واچ
ہمیشہ اسکی کلائی میں سجی رہی تھی۔

وہ تصویر انتہا سے زیادہ خوبصورت تھی اسے اس کمرے میں وہ نایاب
لگی تھی بے ساختہ وہ بیڈ پر چڑھ کر اس تصویر کے پاس آئی تھی۔

وہ دھڑکتے دل سرخ چہرے سے اب بہت پاس سے اسکا چہرہ دیکھ رہی
تھی لیکن چھونے کی جرات نہیں ہوئی تھی اسکی۔

سرخ چہرے سے وہ واش روم کی طرف بھاگ گئی تھی۔

مہرینہ سوئمنگ پول میں پیر ڈبوئے بیٹھی ہوئی تھی۔

چہرے پر بوریت والے تاثرات تھے کہ آج سب ساتھ والے گاوں میں شادی پر گئے تھے کہ وہاں سہیر خانم کے جگری دوست کی بیٹی کی شادی تھی سوائے تیمور، غاذان اور داور کے سب ہی گئے ہوئے تھے۔

تیمور داور اور سردار غاذان کسی اہم جلسے میں گئے تھے وہاں انکی پریس کانفرنس بھی تھی۔

اس وقت تو اس نے کہہ دیا کہ اسکا من نہیں جانے کا لیکن اب سوچ رہی تھی چلی جاتی تو بوریت تو نا سہنی پڑتی۔

سامنے سے آتے خیام کو دیکھتی وہ چونکی اب چہرے پر بیزاری کی بجائے شرارت والے تاثرات رقم ہو چکے تھے۔

آج ہوٹل جانے کو دل نہیں کر رہا تھا کہ پہلے تو وہاں بیٹھا عزیز وجود اسکی راہ تک رہا ہوتا تھا،

لیکن آج کون تھا جو اسکے انتظار میں ہوا سکے لیے کھانا سامنے رکھے اسکا انتظار کر رہا ہو۔

وہ خقیقتاً بہت اداس ہو چکا تھا ہیر کو مصر بھیج کر۔۔

افففف میں کیسے رہوں گا۔

وہ پریشانی سے سوچتا رکا تھا۔

جب ایک بازو سرعت سے اسکے سامنے آیا تھا۔

وہ اسے دیکھتا دوسری سائیڈ سے گزرنے لگا تھا جب اس نے شرارت سے پیر اسکے پیر کے آگے کیا تھا وہ اس سب کے لیے تیار نہیں تھا وہ ٹھوکر کھاتا ایک دم سے سوئمنگ پول کے پانی میں گرا تھا یہ سب اچانک سے ہوا تھا۔۔

وہ اسے پانی میں گرتا دیکھ کر زور سے کھلکھلائی تھی۔

اب آیا مزہ اور شکایت لگاو میری سردار سے۔۔

وہ بہت مزے سے اسے ہاتھ پاوں مارتا دیکھ کر چلائی تھی۔

وہ شاید جانتی نہیں تھی کہ اسے تیرنا نہیں آتا تھا جبکہ وہ پول کافی گہرا اور بڑا تھا۔

پانی اسکی آنکھوں ناک اور منہ میں گھسنے لگا تھا۔

وہ ہاتھ پیر مارتا ہوا تیرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

لیکن وہ ہنوز نیچے ہی جا رہا تھا۔

اسے پانی میں گھم ہوتا دیکھ کر اسکی مسکراہٹ کو بریک لگا تھا۔

کیا اسے تیرنا نہیں آتا تھا۔

وہ پانی کی طرف جھکتی ہوئی پریشانی سے بڑبڑائی تھی۔

وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی لیکن جب وہ پوری طرح پانی میں ڈوب گیا، تو

وہ ایک دم سے پانی میں چھلانگ لگا چکی تھی۔

وہ کتنی اچھی تیرک تھی یہ اسکے تیرنے سے پتا لگ رہا تھا۔

وہ پانی کے اندر جاتی اسے ڈھونڈنے لگی تھی لیکن وہ نہیں مل رہا تھا۔

وہ تیزی سے اس سمت آئی تھی جہاں پانی کی لہریں سی بہہ رہیں تھیں وہ پانی کی نیچلی سطح سے لگتا جارہا تھا جب مہرینہ نے تیزی سے اسکی شرٹ کھینچی تھی۔

وہ چاہے عمر سے اس سے چھوٹا تھا لیکن تھا تو ایک مرد وہ اس سے سنبھالے نہیں جارہا تھا بہت مشکل سے اس نے اسے کمر سے پکڑ کر اوپر کھینچا تھا وہ گہرے گہرے سانس لیتی اسے لیے تیرنے لگی تھی اسکا پلین اسی پر ہیطبھاری پڑنے لگا تھا،

یہ عاجلہ بھابھی ہیں میری بڑی بھابھی یہ عائفہ ہیں میری چھوٹی بھابھی عاجلہ بھابھی کے دو بچے ہیں بیٹا شہنام، اور بیٹی عمائمہ، عائفہ بھابھی کی بھی ایک بیٹی ہے فبیہا اور چھوٹا شایان ہے میرے دونوں بھائی یونس اور یوسف اپنا کاربور کرتے ہیں اور ہم بہت اچھی خوش حال زندگی گزار رہے ہیں میں یونی میں لیکچرار ہوں وہی پر تمہارا ایڈمشن کروایا ہے۔۔

وہ سب کا کھانے پر اس سے تعارف کروا رہیں تھیں۔

وہ سب سے دھیمی مسکان سے ملتی ہوئی چیئر پر بیٹھی تھی۔

وہ اس وقت نیلے سوٹ میں تھی چادر بہت مضبوطی سے اپنے گرد اوڑھے ہوئے تھی۔

وہ اسکی پلیٹ میں چکن بریانی ڈالتی اسے کھانے کا اشارا کرتی خود بھی کھانے لگیں تھیں۔

اسے شرم آرہی تھی سب کے سامنے یوں کھانے میں لیکن کھانا تو تھانا ورنہ وہ پتا نہیں کیا سوچتے۔

وہ آہستہ آہستہ لقمے لینے لگی تھی۔

باقی سب خاموشی سے کھانا سے کھا رہے تھے کہ کھانے کے دوران باتیں نہیں کی جاتیں تھیں۔

وہ بہت مشکل سے اسے کنارے پر لائی تھی وہ کنارے پر ہاتھ جمائے زور زور سے بکھانس رہا تھا وہ اگر خود بھی زرا ہاتھ پیر نا چلاتا تو مہرینہ اسے کبھی باہر نہیں نکال سکتی تھی۔

مہرینہ اسکی پیٹھ پر تھپر مار رہی تھی وہ سر جھکائے کھانس رہا تھا۔۔

کالے لمبے بالوں کو سفید پونی میں جھکڑے سفید ہی سوٹ پر بلیک کوٹ پہنے وہ یونی داخل ہوئی تھی۔

یونی کئی حاطوں پر تھی۔

وہ حیرے سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی چہرہ پر د باد باجوش سا تھا کالی آنکھوں میں چمک لیے وہ شہنام کے ساتھ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھنے لگی تھی۔

شہنام کی کافی لڑکے لڑکوں سے دوستی تھی سب سے ہاتھ ملاتا وہ آگے بڑھ رہا تھا کئی نے واسے ہیر کے ساتھ فیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں معنی خیز اشارے بھی کیے تھے۔

جنہیں وہ سرعت سے اگنور کر گیا۔۔

ہیر کو اسکی کلاس میں چھوڑ کر وہ اپنے بزنس ڈیپارٹمنٹ کی طرف چلا گیا

--

ہیر کا سب کلاس نے خوش امدید کیا تھا۔

وہ دھیمی مسکان سجائے سب سے ہاتھ ملا کر ملی تھی۔۔

یونی میں اسکا بہت دل لگ گیا تھا وہاں کوئی اس طنز سے نہیں دیکھتا تھا کوئی اسکی غریبی کا مزاق اوڑانے والا نہیں تھا۔

اسے یہاں آئے دس دن ہو چکے تھے خیام سے وہ روز بات کرتی تھی

لیکن سردار سے وہ نا بات کر سکی نا اسے دیکھ سکی۔۔

موبائیل اسے رائنہ نے لا کر دیا تھا اقرسم بھی ڈال دی تھی وہ اسکا بہت خیال رکھتی تھیں انہیں دیکھ کر اسے اپنی ف اپنے کام سے مطلب رکھتے تھے بس عاجلہ کا رویہ تھا اس سے اکھڑا پتا نہیں کیوں وہ سمجھ نا سکی تھی۔۔اکھڑا

ریاض خانم نے چونک کر بی◌َٹی کو دیکھا۔۔

کہاں گئی ہے تمہاری خالہ۔

اس نے چائے کا کپ رکھتے ہوئے دوبارہ سے پوچھا۔

اپنے میکے۔۔

وہ موبائل ہر انگلی چلاتی انہیں لاپرواہی سے جواب دے گئی۔

وہ ہونٹ بھینچے ساکت بیٹھے رہ گئے۔

کیا ہوا ڈیڈ برا لگ رہا ہے آپ کا دل نہیں لگ رہا اپنی سیکنڈ بیوی کے بغیر۔

وہ انہیں خاموش بیٹھا دیکھ کر طنز سے پوچھ رہی تھی۔

جواباً وہ اسے سپاٹ نظروں سے دیکھتے اٹھ کر کمرے کی طرف چلے گئے

۔

وہ موبائیل گود میں رکھے انہیں جاتا دیکھتی رہی۔

نع ڈیڈ آپکے دل میں کسی دوسری عورت کے لیے فلنگ میں نیں جاگنے

دوں گئی سمجھے آپ وہ اب میکے میں ہی رہے تو یہی بہتر ہو گا اسکے لیے۔

وہ تیکھے لب و لہجے میں سوچتی ہوئی اٹھی تھی۔

ایک اس دن سے اسے یہی ٹینشن تھی کہ وہ ہیر چلی کہاں گئی مہرینہ نے

طھی اسے نہیں بتایا تھا کیا اسے کہی سردار نے چھپا دیا ہے۔

وہ کمرے کی طرف جاتی سوچ رہی تھی۔

کچھ بھی ہو مجھے پتا لگانا ہے وہ ہیر کہاں ہے۔

سپاٹ نظروں سے اپنے کمرے میں سجی سردر غاذان کی تصویر دیکھتی وہ خود سے بولی تھی۔

پورا کمرہ سرد

تم ٹھیک ہو۔۔

پول کے اوپر چھلانگ لگا کر چڑتے خیام سے وہ پریشانی سے بولی تھی۔

وہ جواباً ہونٹ بھینچے شرٹ نچوڑنے لگا۔

مہرینہ نے ہونٹ بھینچے۔۔

دیکھو میرا کوئی قصور نہیں مجھے کیا پتا تھا تمہیں تیرنا نہیں آتا،

اور خبردار! اگر سردار کو بتایا تو مار مار کر بینگن کا بھرتا بنا دوں گئی سمجھے میسنے کہی کے۔۔

وہ اسکے سامنے آتی تیکھے لب و لہجے میں اس وارن کر رہی تھی۔

وہ سپاٹ نظروں سے اسے دیکھتا آگے بڑھا تھا۔

یہ تم ایٹیوڈ کسے دیکھا رہے ہو میں مالکن ہوں اور تم ملازم پھر یہ آنکھوں میں غصہ لیے مجھے گھور کیوں رہے ہو تمہیں تو میرا لاکھ کروڑ بار شکریہ ادا کرنا چاہیے میں نے تمہیں پانی سے باہر نکالا ہے ورنہ اب تک تو تمہاری روح بھی پرواز کر چکی ہوتی اور تم ہو کہ آنکھیں دیکھا رہے ہو کہ تمہاری موٹی آنکھیں ہیں اور مہرینہ بے چادری کی تو چھوٹی ہیں۔۔

وہ دونوں ہاتھ کمر پر جمائے بہت تیکھے لہجے میں اس سے لڑائی کے موڈ میں تھی۔

شکریہ ادا کیسا دھکا بھی تو مالکن نے دیا تھا نا۔

خاموش نظروں سے اسے دیکھتا وہ سپاٹ لہجے میں کہتا وہاں رکا نہیں تھا۔

اکڑ دیکھو زرا آیا بڑا نواب کہی کا نا ہی نکالتی تو اچھا تھا کونسا کسی کو پتا لگنا تھا

ایویں بچا لیا۔

وہ پانی سے شرابور کپڑے دیکھتی ہوئی تاسف سے بولی تھی۔

—

لمبے کالے بالوں کو سفید پونی میں جھکڑے سفید ہی سوٹ پر بلیک کوٹ

پہنے وہ یونی داخل ہوئی تھی۔

یونی کئی حاطوں پر مشتمل تھی۔

وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی چہرہ پر د باد باسا جوش تھا کالی آنکھوں میں چمک لیے وہ شہنام کے ساتھ اپنے ڈیپارمنٹ کی طرف بڑھنے لگی تھی۔

شہنام کی کافی لڑکے لڑکیوں سے دوستی تھی سب سے ہاتھ ملاتا وہ آگے بڑھ رہا تھا کئی نے تو اسے ہیر کے ساتھ دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں معنی خیز اشارے بھی کر دیئے تھے۔

جنہیں وہ سرعت سے اگنور کر گیا تھا۔

ہیر کو اسکی کلاس میں چھوڑ کر وہ اپنے بزنس ڈیپارٹمنٹ کی طرف چلا گیا
--

ہیر کا سب کلاس نے خوش امدید کیا تھا۔

وہ دھیمی مسکان سجائے سب سے ہاتھ ملا کر ملی تھی۔۔

یونی میں اسکا بہت دل لگ گیا تھا وہاں کوئی اسے طنز سے نہیں دیکھتا تھا کوئی اسکی غریبی کا مزاق اوڑانے والا نہیں تھا۔

اسے یہاں آئے دس دن ہو چکے تھے خیام سے وہ روز بات کرتی تھی لیکن سردار سے وہ نا بات کر سکی نا انہیں دیکھ سکی دل میں انہیں دیکھنے کی حسرت ززور پکڑ چکی تھی۔۔

رائنہ نے اسے موبائیل لا کر دیا تھا اور سم بھی ڈال دی تھی وہ اسکا بہت خیال رکھتی تھیں انہیں دیکھ کر اسے اپنی نائلہ چچی یاد آجاتی تھی۔

باقی لوگ اپنے کام سے مطلب رکھتے تھے بس عاجلہ کا رویہ اس سے کچھ اکھڑا اسا تھا۔

ریاض خانم نے چونک کر بی ٹی کو دیکھا۔۔

جو انکی بات کا جواب دے کر دوبارہ موبائل کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

کہاں گئی ہے تمہاری خالہ۔

اس نے چائے کا کپ رکھتے ہوئے دوبارہ سے پوچھا۔

اپنے میکے۔۔۔۔۔۔

وہ موبائل پر انگلی چلاتی انہیں لاپرواہی سے جواب دے گئی تھی۔۔

وہ ہونٹ بھینچے ساکت بیٹھے رہ گئے۔

کیا ہوا ڈیڈ برا لگ رہا ہے آپ کا دل نہیں لگ رہا اپنی سیکنڈ وائف کے بغیر۔

وہ انہیں خاموش بیٹھا دیکھ کر طنز سے پوچھ رہی تھی۔

جواباً وہ اسے سپاٹ نظروں سے دیکھتے اٹھ کر کمرے کی طرف چلے گئے

۔

وہ موو بائیل گود میں رکھے انہیں جاتا دیکھتی رہی۔

نو ڈیڈ آپکے دل میں کسی دوسری عورت کے لیے فلنگ نہیں جاگنے

دوں گئی سمجھے آپ وہ اب میکے میں ہی رہے تو یہی بہتر ہو گا اسکے لیے۔

وہ تیکھے لب و لہجے میں سوچتی ہوئی اٹھی تھی۔

ایک اس دن سے اسے یہی ٹینشن تھی کہ وہ ہیر آخر چلی کہاں گئی ہے

مہرینہ نے ابھی اسے نہیں بتایا تھا کیا اسے کہی سردار نے چھپا دیا تھا۔

وہ کمرے کی طرف جاتی سوچ رہی تھی۔

کچھ بھی ہو مجھے پتا لگانا ہے وہ ہیر کہاں ہے۔

سپاٹ نظروں سے اپنے کمرے میں سجی سردار غازان کی تصویر دیکھتی وہ خود سے بولی تھی۔

پورا کمرہ سردار غازان کی پکس سے سجا ہوا تھا۔

وہ اسے جنون کی حد تک چاہتی تھی وہ اسے کسی اور کو آسانی سے چھیننے تو دینے والی نہیں تھی۔

—

مہرینہ کو گلابی سوٹ پہنا کر کندھوں سے نیچے آتے بالوں کا ڈ فرنٹ سا سٹائل بنوایا گیا تھا کہ اسیر اپنے والدین کے ساتھ اسے دیکھنے آنے والا تھا

۔

وہ ہونٹ بھینچے ہوئے تھی غصہ تو اتنا آرہا تھا کہ بس،

لیکن کچھ کر نہیں سکتی تھی کہ آج سہیر خانم اور سردراغاذان گھر پر ہی تھے۔۔

میں کوئی جانور ہوں جسے جہاں دل کیا ہانک دیا میری تو مرضی ہی نہیں پوچھی گئی میں کیوں کروں اس سے شادی۔۔

وہ غصے سے سوچ رہی تھی وہ خوبصورت بہت لگ رہی تھی کہ وہ عموماً گھر پر رف سے خلیے میں ہی رہتی تھی۔۔

اور کل بھی تو فنکشن تھا سردارا اور شائنہ کی رنگیجمنٹ تقریب تھی۔۔

سہیر کے آتے ہی گھر میں چہل قدمی کی لہر سی دوڑ گئی تھی۔۔
اسکی آو بھگت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی گئی تھی۔

وہ ایک خوبرو نوجوان تھا جو شاید غاذان سے دو تین سال چھوٹا ہی تھا لیکن دونوں کی دوستی میں کوئی کمی نہیں تھی۔۔

تھوڑی ہی دیر بعد مہرینہ کو اسکے سامنے لایا گیا تھا۔

سہیر خانم اور دوسرے مرد اٹھ کر ایک طرف چلے گئے تھے۔۔

اب صرف خواتین، اسیر کی والدہ، اسیر اور سردار غاذان وہاں موجود تھے۔

اسیر نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

وہ اسکے دیکھنے پر جوابا گورے دانتوں کی نمائش کر گئی تھی۔

اسیر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

جو سردار کے دیکھنے پر پھر سے سر جھکا گ ٙی تھی۔

اسکے دانت کافی بڑے تھے تصویر میں تو وہ اندر تھے اب اونچے دانت کہاں سے آگئے تھے اسکے۔

اسیر حیرت زدہ تھا نقلی کی طرف تو اسکا دھیان ہی نہیں گیا تھا۔

بیٹا پڑھائی کیسی جا رہی ہے۔

اسیر کی والدہ نے شفیق مسکان سے اس سے پوچھا تھا۔

جی بہت اچھی جا رہی ہے۔

نہایت باریک آواز میں وہ بولی تھی سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔۔

مسز عیسیٰ نے چونک کر اسے دیکھا نہیں وہ کچھ خاص اچھی نہیں لگی تھی شاید پک میں فلٹر زیوز کیے ہوئے تھے اس نے۔۔

انہوں نے بیٹے سے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارا کیا تھا گھر والے انجان تھے اس کے کارنامے کے بارے میں اگر پتا ہوتا تو سہیر خانم اسکی چمڑی ناا ڈھیڑ دیتے۔۔

اسیر نے انہیں ریلکس رہنے کا اشارا کیا تھا۔۔

آپکی ہابیز کیا کیا ہیں۔

وہ اسکے جھکے سر کو دیکھتا ہوا بولا تھا۔

جی لیٹنا سونا کھانا پینا اور روز شاپنگ پر جانا دوستوں سے گھنٹوں باتیں کرنا سارا دن موبائل یوز کرنا اور لوگوں سے جیلس ہونا میری کوئی زیادہ ہابیز نہیں ہیں۔۔

وہ دونوں ماں بیٹا اسکے کافی قریب بیٹھے ہوئے تھے جبکہ باقی سامنے والے صوفے پر تھے فاصلہ زیادہ تھا اور وہ کچھ بول بھی باریک سی آواز میں رہی تھی تو انہیں کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ انکی بیٹی کیا بول رہی ہے

انہیں یہی لگ رہا تھا کہ انکی بیٹی شرما شرما کر انکی باتوں کے جواب دے رہی ہے۔

اسکی ہابیز ان ماں بیٹے کے چھکے چھڑا گئیں تھیں۔
گردن پر خارش کرتی وہ مسکرا دی۔
باقی وقت وہ دونوں ماں بیٹا خاموش ہی رہے جبکہ اسیر کی شکایتی نظریں سردار غاذان پر تھیں جو کسی فائیل پر سائن کر کے پاس کھڑے ملازم کو پکڑا رہا تھا۔
وہ ان سے بات کر رہا تھا جب اسکا فون رنگ ہوا تھا۔
نمبر دیکھ کر ان سے ایکسیوز کرتا وہ تھوڑا دور کھڑا ہوا تھا گلے بندے کی بات سنتا وہ چونکا تھا۔۔
آئی ول کم،

اس نے کہتے ہی فون بند کر دیا تھا۔۔

لفٹ میں کھڑی وہ گہرے گہرے سانس لینے لگے تھے تین چار لوگ تھے جو تیسری منزل پر اتر چکے تھے اب وہ اکیلی تھی۔

کیونکہ اسے پانچویں منزل پر جانا تھا سیڑیاں چڑنا مشکل تھیں تو وہ خود میں ہمت مجتمع کرتی آج لفٹ میں داخل ہو ہی گئی تھی۔

چہرہ پسینے کے قطروں سے چمکنے لگا تھا۔

اس نے سرعت سے دیوار تھامنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ گر چکی تھی نیچے شاید لفٹ میں کوئی مسلہ ہو گیا تھا کہ وہ ایک جھٹکے سے رک چکی تھی۔

خیام۔۔۔

وہ ہانپتے ہوئے چلائی تھی۔۔

سردار !

وہ نیچے گری کھینچ کھینچ کر سانس لیتی اسے پکارنے لگی تھی۔

سردار غازان۔

دھیمے سے اسکا نام اسکے لبوں سے نکلا تھا اسکے بعد اسکے منہ سے کچھ نہیں نکلا تھا وہ بے ہوش ہو چکی تھی لیکن ہونٹ ابھی بھی کانپ رہے تھے۔

—

کیا !

شہنام سنتا ہی سیڑیوں کی طرف بھاگا تھا۔

انتظامیہ نے لفٹ ٹھیک کرنے والے کو اسی وقت بلوالیا تھا۔

لفٹ ٹھیک ہوتے ہی چوتھی منزل پر کھول لی گئی تھی۔

اس سب میں آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت لگ چکا تھا۔

لفٹ جب کھلی تو شہنام ایک دم ساکت ہوا تھا۔

وہ نیم واہونٹوں لیے ہوش و خرد سے بیگانہ تھی۔۔

ہیر،۔۔۔

وہ سرعت سے اسکی طرف لپکا تھا۔

باہر کافی بھیڑ جمع تھی۔

وہ اسے بانہوں میں لیتا لفٹ کا بٹن دبا گیا اب لفٹ تیزی سے نیچے آنے لگی تھی۔۔

وہ ہیر کو پاس ہی بہت بڑے ہسپٹل لے آیا تھا۔

جنہوں نے فوراً اسے ایمرجنسی وارڈ میں داخل کیا تھا۔۔

ہیر کو ایکسیجن ماسک لگا دیا گیا تھا ڈاکٹر اسکی کنڈیشن سیریس بتا رہے تھے۔۔

شہنام نے پھپھو اور سردار غاذان کو فون کر دیا تھا۔

رائنہ تو اسی وقت بھاگتی چلی آئیں تھیں۔

وہ ہیر کے لیے پریشان تھی اور دل سے اسکے لیے دعا گو بھی تھیں۔

—

وہ اپنے پرائیوٹ ہیلی کاپٹر سے ڈیڑھ گھنٹے میں مصر تھا۔

دو آدمی اسکے پیچھے اسکے قدموں کا ساتھ دینے کی کوشش کر رہے تھے

لیکن ناکام ثابت ہو رہے تھے اسکے قدموں میں بجلی سی تیزی تھی۔۔

ہسپتال پہنچنے میں اسے آدھا گھنٹہ لگا تھا۔۔

وہ ایک لمبی راہداری کی طرف بڑھا تھا لوگ مڑ مڑ کر اس شاندار شخص کو

دیکھ رہے تھے،

جو بلیک شلوار قمیض پر ہاف وائٹ چادر کندھے پر رکھے واقعی کسی

ریاست کا شہزادہ لگتا تھا۔

شہنام اسے دیکھتا بھاگ کر اسکے قریب آتا اسے ساری بات بتانے لگا تھا

۔

شہنام میں نے اسکی زمے داری تمہیں سونپی تھی۔

وہ اسے سنجیدگی سے دیکھتا فقط یہی بولا تھا۔

شہنام نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا تھا۔

! بھائی وہ

اسکے سنگین تاثرات دیکھ کر وہ ہکلا کر رہ گیا تھا۔

رائنہ نے اسکے ہاتھ تھام کر اسے ریلیکس رہنے کا اشارا کیا تھا۔

جبکہ اسکی نظریں شیشے کے پار اس وجود پر تھیں وہ لڑکی زندگی کو کب صحیح طریقے سے سروائیو کر سکے گئی اس نے اسے یہاں بھیجا ہی تو اس لیے تھا کہ وہ لڑکی سکیور رہے گئی اپنی زندگی کو اپنے حساب سے جیئے گئی

لیکن جو مشکلات انسان کے مقدر میں لکھیں ہیں وہ تو مل کر رہیں گئی نا وہ کیا جانے ابھی اس نازک وجود نے کیا کیا سہنا تھا۔

ہیر !

اس نے جیسے ہی آنکھیں کھولیں اپنے سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر وہ خیال کا ہی گھما کرتی پھر سے آنکھیں موندنے لگی تھی جب سردار کی آواز اسے گماں سے یقین میں لے آئی تھی۔

ہیر کی آنکھیں حیرت سے اس شخص کو دیکھ رہیں تھی جو اسے اس لفٹ میں سب سے زیادہ یاد آیا تھا جسے وہ یہاں ایکسیپٹ نہیں کر سکتی تھی۔
اسے خود پر جھکا دیکھ کر اسکی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔

ہیر تم ٹھیک ہو۔

کرسی اسکے بیڈ کے قریب کھینچتا وہ نرم لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

وہ آنسوں بھری آنکھوں سے سر تیزی سے نفی میں ہلا گئی۔

کہی درد ہے۔

وہ پوچھ رہا تھا۔

نہیں !

وہ سر نفی میں ہلا گئی۔

ڈر لگ رہا ہے۔

اسکے دھیمے گھمبیر لہجے پر وہ سر ہاں میں ہلا گئی کہ اسے وہ بند لفٹ پھر سے یاد آنے لگی تھی ایسا لگ رہا تھا اسکی سانسیں پھر سے بند ہو جائیں گئیں۔

ہیر ڈر کیسا میں ہوں نا یہاں اور اس لفٹ سے تم باہر بھی تو آ گئی ہو۔

وہ اسکے ہاتھ کی پشت تھپکتا ہوا اسے ریلکس کر رہا تھا۔

آپ چلیں جائیں گئے۔

وہ بھرائے لہجے میں اپنے ڈر کو زبان دے رہی تھی۔

ہمم !

اس نے سر ہلا یا۔

آنکھوں میں تیرتے آنسو بن پار کر آئے تھے۔

وہ گہری سانس لیتا ہوا اسے دیکھنے لگا۔

یہاں دل نہیں لگ رہا۔

وہ یقین سے پوچھ رہا تھا۔

وہ زور زور سے سر ثبات میں ہلانے لگی تھی جس پر وہ مسکرا دیا۔

اسکے خوبصورت دانت آج بہت واضع دیکھے تھے اس نے وہ ساکت نظروں سے اسے دیکھنے لگی کہ پلکیں جھپکنے سے وہ کہی غائب نا ہو جائے۔۔

ہیر دل تو لگانا پڑے گا نا دوستیں بناو گھومو پھرو لائف کو انجوائے کرو،

ہیر یہی عمر ہے ہنسنے کھیلنے کی۔

وہ بہت سنجیدگی سے اسے سمجھا رہا تھا۔

مجھے یہاں کی مقامی زبان نہیں آتی تو پھر میں کیسے کسی کو اپنی دوست

بناوں۔

وہ بے بسی سے بولی تھی۔

کیا شہنام نے تمہارا لنگویج کورس میں ایڈمشن نہیں کروایا۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

وہ سر نفی میں ہلا گئی۔

آپ چلیں جائیں گئے۔

وہ پھر سے پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

وہ جواباً خاموشی سے اسے دیکھتا رہا جیسے اسکے چہرے پر کچھ کھوجنا چاہ رہا ہو۔۔

ہیر کا دل اسکی محویت پر لرزنے لگا تھا۔

ہیر تمہیں یہاں دو سال اپنی سٹڈی کمپلیٹ کرنی پڑے گی اپنی پرسنلٹی گروم کرنی ہوگئی خود میں ہمت پیدا کرنی ہوگئی پھر ہی تم دنیا کا مقابلہ کر سکو گئی۔

اسکے بکھرے بالوں کو الجھن سے دیکھتا وہ بولا تھا۔

جب تمہاری چھٹیاں ہوا کریں گئی تم پاکستان آنا کرنا اپنے دن خیام کے ساتھ ہنسی خوشی سے گزارانا۔

وہ اسے سمجھاتا ہوا اٹھا تھا کہ اسے واپس جانا تھا آج اسکی منگنی کی تقریب تھی لیکن وہ لڑکی تھی کہ بچہ بنی ہوئی تھی۔

شہنام آج سے تمہارا بہت خیال رکھے گا ہیر اور تمہیں خود بھی اپنا خیال رکھنا ہے انڈرسٹینڈ اب مجھے چلنا ہو گا اٹس امپورٹنٹ او کے اللہ حافظ۔

اسکے سر پر پیار دے کر وہ کہتا ہوا تیزی سے وہاں سے نکلا تھا جبکہ اسکی خالی ویران آنکھیں مایوس سی خالی کمرے کو دیکھنے لگیں تھیں کچھ دیر پہلے اسے اس کمرے میں زندگی سی دوڑتی نظر آئی تھی لیکن اب زندگی بھی ایک کونے میں کھڑی ویران سی تھی۔۔

یار موم اسکا خیال رکھئے گا،

آج انگیجمنٹ سیرمنی ہے ڈیڈ نے الگ سے سیاپا ڈالا ہے کرنی پڑے گئی،

انکا ماتھا چومتا وہ کہتا ہوا تیز قدموں سے وہاں سے نکلا تھا جبکہ رائنہ بیٹے کو اللہ کی مان میں دیتی ہیر کے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھیں۔۔

بابا وہ مصر چلی گئی زرا سوچیں وہاں جا کر وہ پڑھ لکھ کر کچھ بن گئی تو ہمارے مقابلے آجائے گئی بابا کچھ کریں ورنہ میں اپنی جان لے لوں گئیں۔۔

وہ بھاری فینسی سوٹ پر ہلکی سی جیولری پہنے بہت خوبصورت لگ رہی تھی ابھی اسے پتا چلا تھا کہ سردار نے ہیر کو مصر بھیج دیا ہے یہی بات اسے جلا کر رکھ گئی تھی آج تک وہ انہیں اپنے مصر والے گھر نہیں لے کر گیا تھا اور وہ لڑکی اتنی اہم تھی کہ اس مصر بھیج دیا۔۔

ریاض کی تسلی پر بھی وہ انگاروں پر لوٹتی رہی پیسہ اسکے پاس بے انتہا تھا ایک آدمی کو وہ مصر بھیج چکی تھی ہیر کے پیچھے آخر وہ کب تک اس کمزور لڑکی کو اپنے مقابل دیکھ سکتی تھی۔

ہیر اپنی زندگی کے الٹے دن گننا شروع کردو تم ابھی جانتی کہاں تھی شائنی کو لیکن اب جان جاؤ گئی۔۔

دوبارہ سے تیار ہوتی وہ زہریلی سوچ میں گھم تھی۔۔

اوئے۔

خیام حیرت سے پیچھے پلٹا تھا۔

وہ وائٹ فراک کے نیچے ہائی بلیک ہیل پہنے ہوئے تھے بالوں کو کھلا چھوڑ کر آگے ڈالا ہوا تھا۔

کیسی لگ رہی ہوں۔

اسکے سامنے گھومتی وہ آئی بروا چکا کر اس سے سوالیہ پوچھ رہی تھی۔

جی۔۔۔

وہ حیرت سے بولا تھا۔

کیا ہے بٹن بٹن جتنی آنکھیں ہیں اگر بتا دو گئے تو میری تسلی ہو جائے گئی اصل میں میرا ابھی کوئی بوائے فرینڈ نہیں ہے نا بتانے والا خیر تم بتا دو۔

۔

وہ بالوں کو ایک ادا سے پیچھے کرتی ہوئی بولی تھی۔

استغفر اللہ!

وہ بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھا تھا جب مہرینہ نے سرعت سے اسکی کلائی ہاتھ میں پکڑی۔

بتائے بغیر جانے نہیں دوں گئی سمجھے آخر تم بھول کیوں جاتے ہو میں تمہاری مالکن ہوں میری تو عزت ہی نہیں اس گھر میں۔

وہ اس بار خاصے غصے سے بولی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

جبکہ خیام نے حیرت سے اپنی کلائی کو دیکھا جو وہ پکڑے اسے گھور رہی تھی۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔۔
سہیر عالم کی پاٹ دار آواز مہرینہ کے چھکے چھڑا گئی تھی وہ بجلی سی تیزی سے اسکی کلائی کو ہاتھ سے آزاد کر چکی تھی۔۔

ہیر چلتی ہوئی ایک دم سے کسی سے ٹکرائی تھی یا شاید کوئی اس سے جان بوجھ کر ٹکرایا تھا وہ جان نا سکی۔
وہ ایک لڑکا تھا جو بلیک ہڈی پہنے اسے دیکھ رہا تھا آنکھوں میں سرد تاثر لیے وہ ہیر کو دیکھ رہا تھا۔

ہیر سر جھٹکے اسکے قریب سے گزر گئی۔

زندگی تو اب شروع ہوئی ہے ہیر رضا۔

وہ طنز سے مسکراتا ہوا بولا تھا۔

"

باباوہ۔۔۔۔

اسکے بولنے سے پہلے ہی تھپڑ اسکے گال کی زینت بن چکا تھا۔

خیام نے ٹھٹھک کر انہیں دیکھا۔

شرم نہیں آتی تمہیں یا سب بھول چکی ہو ایک ملازم کا ہاتھ ہاتھوں میں لیے کیا کر رہی تھی گھر میں تمہیں پسند کرنے لڑکے والے آئے ہوئے ہیں، اور تم یہ مشکوک حرکتیں کر رہی ہو اور تم لڑکے ملازم ہو تو ملازم جیسے ہی خواب دیکھنا ورنہ انجام سے آگاہ نہیں ہو تم اپنے۔

آخر میں اسے سپاٹ لہجے میں وارننگ دیتے وہ مہرینہ کی کلائی ہاتھ میں جھکڑتے وہاں سے نکل گئے تھے۔

مہرینہ سپاٹ نظروں سے باپ کو دیکھتی چلنے لگی تھی پلٹ کر اسے بھی خاموش نظروں سے دیکھا۔

جبکہ خیام کی ساکت نظریں اس پر تھیں۔۔

اسکی سمجھ سے باہر تھے اس محل میں بسنے والے لوگ۔۔

جو اپنی بیٹیوں کے سگے نہیں تھے وہ کسی اور کی بیٹی کی کیا خفاظت کریں گئے اسے ہیر کی بھی ٹینشن لگ گئی تھی۔۔

مہرینہ کی گال پر سرخ نشان اسے بھول نہیں رہا تھا وہ اتنا بیزار ہوا کہ محل سے ہی نکل گیا اسے یہ بھی پوچھنے کا یاد نہیں رہا کہ محل میں فنکشن کیسا ہے آج،

'

ہائے ایم ساریا اینڈریو۔۔

ہیر نے حیرت سے ایک خوبصورت لڑکی کو دیکھا جو اسکی طرف ہاتھ بڑھائے ہوئے تھی وہ لڑکی پاکستان سے تھی آج ہی یہاں آئی تھی اور آج ہی اس سے دوستی کی خواں تھی۔

ہیر علی رضا،

ہیر نے مسکراتے ہوئے اسکا ہاتھ تھام کر اپنا تعارف کروایا۔

واوا بیوٹیل فل نیم۔

ساریا خوش اخلاقی سے بولی تھی۔

ہیر مسکرا دی۔

کوئی غور سے دیکھتا تو پتا چلتا اسکے مسکرانے سے اسکی بائیں گال پر چھوٹا سا ایک گھڑا نمایا ہوتا تھا۔

ساریا اسکے ساتھ چلتی ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہی اس دن ہیر کالج میں بور نہیں ہوئی تھی شہنام نے اسے لنچ کروایا بعد میں ایک بڑے سائز کی آئس کریم دلا کر اپنے دوستوں کے پاس چلا گیا۔۔۔

یہ تمہارا کیا لگتا ہے۔

ساریا نے لاپرواہی سے پوچھا۔

ریلٹیو ہیں انہی کے گھر ٹھہری ہوئی ہوں میں۔

آئس کریم شوق سے کھاتی وہ ساریا سے بولی تھی۔

ساریا کی تیز نظریں شہنام کی پشت پر گئیں تھیں۔

وہ سر ہلا گئی۔۔

انٹی چائے۔

ہیر یہ کیا بات ہوئی ابھی تم یونی سے آئی ہو اور ابھی چائے بنانے لگ گئی بیٹا آرام کرتی بن جاتی چائے بھی۔

رائنہ نے خفگی سے اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے ٹوکا۔

پلیز انٹی اس وقت کی چائے آپکے لیے میں بنایا کروں گئی اور میں کوئی تھکتی نہیں گاڑی سے آتی ہوں گاڑی پر جاتی ہوں اور وہاں بھی بیٹھی رہتی ہوں تو تھکوں گئی کیسے اور آپکو ایک بات بتاوں آج نا میری ایک بہت پیاری لڑکی سے دوستی ہوئی ہے۔

وہ انکے پاس بیٹھتی ہوئی انہیں اشتیاق سے بتا رہی تھی۔

واوا ڈیٹس گریٹ، دوست بنانا لیکن اس پر اتنی جلدی اعتماد مت کرنا یہاں کون کس بھیس میں ہے ہیر کوئی پتا نہیں چلتا اس لیے تم بھی اختیاط کرنا۔

چائے ایک سائیڈ پر رکھتی وہ اسے سمجھانے لگیں تھیں۔

انٹی میں اختیاط کروں ڈونٹ وری آپ چائے تو پیئیں ناٹھنڈی ہو جاِے گئی۔

وہ منہ بسورے ان سے بولی تھی۔

اوکے مائے ڈیئر۔۔

وہ کپ دوبارہ اٹھاتی ہوئیں مسکراتی ہوئی بولیں تھیں۔

اچھا ایک گھنٹہ ریسٹ کرلو پھر فبیہا کے ساتھ چلی جانا شاپنگ پر آج اسکا ہاف ہے ورنہ وہ فارغ کم ہی ملتی ہے گھر پر۔۔

انہوں نے محبت سے اسکے سر پر پیار دیتے ہوئے کہا۔

جبکہ انکے پیار دینے پر ہیر کا دل زوروں سے دھڑ کا تھا کسی کے دلکش نقوش آنکھوں کے آگے لہرائے تھے۔

وہ نظریں جھکاتیں سرہاں میں ہلا گئی۔۔

—

وہ بلیک سوٹ پر ہاف وائٹ واسکٹ کوٹ پہنے ہوئے تھا وجیہہ نقوش پر سنجیدگی سی تھی دل پتا نہیں کیوں ڈوب سارہا تھا۔

بیٹا رنگ پہناو۔

تیمور خانم کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ انہیں ایک نظر دیکھتا اپنے پہلو میں بیٹھی شائنہ کو دیکھنے لگا وہ چونکا اور ٹھٹھکا تھا،

اسے اسکے چہرے میں کسی اور کی پرچھائی نظر آئے تھی وہ سر جھکائے آنسو کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ہیر تم ٹھیک ہو!

اسکے ایک دم فکر مندی سے پوچھنے پر سب اسکی طرف متوجہ ہوئے تھے تیمور ساکت ہوئے تھے جبکہ شائنہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

تینور خانم نے لب بھینچتے ہوئے بیٹے کو تنگڑی گھوڑی سے نوازا تھا لیکن وہ انہیں نہیں شائنہ کو دیکھ رہا تھا۔

غاذان تیمور۔۔

تیمور کی سرد آواز پر وہ چونک کر انہیں دیکھتا ایک بار پھر شائنہ کی طرف دیکھنے لگا تھا لیکن شائنہ کو خود کو دیکھتا دیکھ وہ گہری سانس خارج کر گیا تھا

۔

ریاض صاحب شدید غصے میں آچکے تھے

لیکن اس وقت کچھ کر نہیں سکتے تھے کہ انکے بھائی بہن بھی موجود تھے

الٹا بے عزتی انکی ہی ہوتی۔۔

شائنہ ریاض،۔۔

شائنہ سنجیدگی سے بولتی سردار کی طرف ہاتھ بڑھا گئی تھی۔

سردار نے لب بھینچ کر اسکی انگلی میں رنگ پہنادی تھی۔

اسیر نے چونک کر دور کھڑی مہرینہ کو دیکھا۔

وہ لڑکی اُس دن سے کافی مختلف لگی تھی اسے وہ بے ساختہ اسکی طرف بڑھا تھا جو غصے بھری نظروں سے شائنہ کو دیکھ رہی تھی۔

ہیلو مہرینہ۔

وہ سنجیدگی بھری آواز پر انکی طرف متوجہ ہوئی تھی سامنے وہی خوبرو نوجوان کھڑا اسکی طرف بہت غوّر سے دیکھ رہا تھا۔

ہائے۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھتی سنجیدگی سے بولی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ اسکے دانتوں کو دیکھتا حیران ہوا وہ تو درمیانے تھے لیکن کل تو کافی بڑے تھے۔

وہ دانت میرے اصلی ہیں یہ نقلی ہیں یو نو آج مہمان آنے والے تھے نا تو کتنا بری لگتی یوں انکو بڑے بڑے دانت نکال کر ویلکم کرتی

وہ اسکی نظروں کا مطلب سمجھتی سنجیدگی سے کہہ کر آگے بڑھ گئی۔

جبکہ وہ پیچھے کھڑا ہنس دیا تھا۔

وہ لڑکی انوکھی سی تھی جو اسے بھایا بھی تھی۔

ہیر کی کافی اچھی دوستی ہوگئی تھی ساریا سے وہ کافی کیئر کرتی تھی ہیر کی اسکی پسند ناپسند کا دھیان بھی خوب رکھتی تھی۔

ساریا نے مسکرا کر اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

میں نے تو اپنے سب گھر والوں کو بتا دیا ہے کہ میری یہاں بہت اچھی ایک دوست بھی بن چکی ہے۔

ہیر مسکرائی۔۔

تم خود بہت اچھی ہو ساری،

وہ نوٹ بک پر کچھ لکھتی ہوئی مسکرا کر بولی تھی۔

ساریا مسکرا دی۔۔

ہیر آگے بڑھ گئی تھی وہ اب واقعی ہی کچھ بن کر ہی جانا جاتی تھی۔

ہیر جیسے ہی اندر آئی سامنے بیٹھے وجود کو دیکھ کر وہ حیرت کی زیادتی سے دنگ ہوئی تھی۔

آنکھیں مسلتی وہ اپنے وہم کے گمان میں تھی لیکن وہ حقیقت ہینا سامنے بیٹھا چائے پیتا اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا تھا۔

وہ ایک دم سے اسکی طرف آئی تھی۔

آپ سچ میں آئے ہیں۔

وہ بے یقینی سے پوچھ رہی تھی۔

ہیر !

اسکی تنبیہہ پر وہ مسکرائی تھی۔

آپ کب آئے اور چائے کس نے بنا کر دی گھر میں تو کوئی نہیں تھا آپ ویٹ کر لیتے میں خود بنا دیتی آپ نے ملازمہ سے کیوں بنوائی۔

وہ اسکے قدموں میں بیٹھی ایک ہی سانس میں بولتی جا رہی تھی۔

جبکہ وہ حیرت سے ہیر کو دیکھ رہا تھا ہیر میں واضع تبدیلی آئی تھی۔

وہ کپ رکھتا ہیر کو سامنے والے صوفے پر بیٹھنے کا کہہ رہا تھا۔

وہ اسکے قدموں میں بیٹھی تھی اسکے سامنے اشارا کرنے پر بھی وہ وہی بیٹھی رہی۔

ہیر نیچے نہیں اوپر بیٹھو۔

وہ سنجیدگی سے اسے ٹوک گیا تھا۔

وہ ابھی آدھا گھنٹہ پہلے آیا تھا باقی سب اپنے اپنے کاموں پر تھے رائنہ عاجلہ اور عائفہ کسی کی فوتگی پر گئی ہوئیں تھیں۔

وہ اچانک ہی آیا تھا اسکی موجودگی سے کوئی اگاہ نہیں تھا۔

ہیر سرعت سے اوپر بیٹھی تھی۔۔

وہ چائے پیتا ہیر سے ادھر ادھر کی باتیں کرتا اٹھا تھا ہیر بھی ایک دم سے اٹھی تھی۔۔۔۔۔

ہیر یہاں کوئی پرابلم تو نہیں تمہیں یا کسی نے تنگ کیا ہو یا کوئی اور پریشانی۔

وہ اپنے خواب سے پریشان تھا جو اس نے ہیر کے بارے میں دیکھا تھا۔

نہیں تو یہاں سب اچھا ہے آپکے لیے کھانا بناوں۔۔

وہ چہکتے لہجے میں بولتی سردار کو ریلکس کر گئی تھی۔

نوابھی مجھے آدھے گھنٹے تک واپس بھی جانا ہے تم چینج کر آو تمہیں لنچ کروا کر جاوں گا میں۔

پاکٹ میں ہاتھ ڈالے وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

ہیر نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔

ہیر گو۔۔

وہ اسکی محویت پر پریشان ہوا تھا۔

وہ بھاگتی ہوئی وہاں سے غائب ہوئی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ مسکرادیا اسکی عجلت پر پتا نہیں وہ کیسے یہاں چلا آیا تھا وہ حیران تھا خود پر کہ کیسے ایک برے خواب کو لے کر وہ پریشان ہوتا یہاں چلا یا تھا اپنی لاکھوں کی میٹنگ چھوڑے وہ جانتا تھا تیمور صاحب بہت غصہ ہوں گئے۔

چلیں سردار!

وہ اسکے سامنے آتی ہوں پوچھ رہی تھی یہاں پر اس میں جو نکھار آیا تھا وہ تھا اعتماد۔

چلو۔۔

کہتا ہوا وہ آگے بڑھا تھا۔

ہیر بھی اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگی تھی۔

وہ بلیک سوٹ پر بلیک ہی ویلوٹ کی کامدار چادر اوڑھے ہوئے تھی۔

وہ اسے ایک خوبصورت ہوٹل لایا تھا جو اوپن تھا وہاں ٹیبل چیئر وسیع گارڈن میں لگیں ہوئیں تھی۔

وہ اشتیاق سے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

وہاں بیٹھی کافی لڑکیوں کی نظر اس کے سردار پر تھی۔

اس نے تیوری چڑھائی تھی۔۔

کیا کھاؤ گئی۔

وہ موبائیل پر سنجیدگی سے کوئی وائس میسج بھیجتا ہیر سے مخاطب تھا۔

کچھ بھی۔

وہ اسے نگاہوں میں سماتی ہوئی بولی تھی۔

ہیر وہ سامنے مینیو کارڈ ہے اس پر اپنی پسند کی ڈش دیکھ کر آرڈر کرو۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ سنجیدگی سے اسے گھورتا ہوا بولا تھا۔

ہیر نے جلدی سے مینیو کارڈ پکڑا ایک دو ڈش اسنے پاس کھڑے ویٹر کو لکھوا دیں۔

میرے لیے اونلی بلیک کافی ود آوٹ شوگر۔

وہ موبائیل رکھتا اپنی طرف سوالیہ دیکھتے ویٹر سے بولا تھا۔

ویٹر سر ہال کر چلا گیا۔۔

آپ اتنی دور سے آئیں ہیں اور صرف کافی ہی پیئیں گئے۔۔

وہ پریشانی سے بولی تھی۔

وہ آنکھیں چھوٹی کیے مسکرایا۔

ہیر میں اس وقت صرف کافی ہی لیتا ہوں ڈونٹ وری تم سٹارٹ کرو۔

وہ ویٹر کی رکھی کافی اٹھاتا دھیمے لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

وہ میکرونی کھاتی اسے بھی دیکھ لیتی۔

ہیر شاپنگ کی تھی اس دن۔

وہ پوچھ رہا تھا تو رائنہ بیگم سے اس نے کہا تھا۔

ہاں کی تھی فبیہا آپی نے کافی ساری شاپنگ کروادی تھی آپ کو پتا ہے میں صبح چار بجے اٹھتی ہوں اپنے کاموں سے فارغ ہوتی میں صبح کی چائے بناتی ہوں دونوں ماموں کو بہت پسند آتی ہے،

اور اوپر جو لاون میں سبزیاں لگائی گیں ہیں انہیں پانی دیتی ہوں پھر پکی ہوئی سبزیاں تارتی ہوں پھر فرش ہو کر چینج کرتی ہوں یونی کے لیے تیار ہوتی ہوں یونی جاتی ہوں وہاں پڑھتی ہوں لنچ کرتی ہوں اور گھر آتی ہوں پھر سوتی ہوں شام کو چائے پیتی ہوں عاجلہ انٹی کا ہاتھ بٹاتی ہوں پھر کھانا کھاتی ہوں دودھ پیتی ہوں اور سو جاتی ہوں بہت بزی روٹین

چل رہی ہے آپ پریشان ناہوناور خیام سے بھی کہہ دیجئیے گا کہ پریشان ناہو۔۔

وہ ایسی سٹارٹ ہوئی تھی کہ پھر رکی نہیں تھی وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا جو شاید زندگی میں پہلی بار شاید اتنا بولی تھی۔۔۔

وہ سر ہلا گیا لیکن ہیر چپ نہیں ہوئی۔

آپ چلیں جائیں گئے پھر کب آئیں گئے۔

والٹ سے پیسے نکالتے ہاتھ تھمے تھے۔۔

وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتا ہوا بہت ساری کرنسی اسکی طرف بڑھا گیا تھا۔

یہ کس لیے؟؟

وہ لینے سے ہچکچا رہی تھی شاید۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تمہاری ضرورتوں کے لیے تمہارا بینک کاونٹ کھلواوں گا جب اگلی بار آوں گا تب تک لیے یہ رکھ لو تمہارے کام آئیں گئے۔۔

پیسے زبردستی اسکے ہاتھ میں دیتا وہ نرم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

ہیر نے کرنسی کا بنڈل ہاتھ میں پکڑے اسے دیکھا۔

آج ہی کھلوا دیں نا یہ کہی مجھ سے گھم ناہو جائیں۔

وہ شاید اسکے ساتھ کچھ اور وقت گزرانے کی خواں تھی۔

ہیر اگلی بار جلد آوں گا اور ساتھ خیام کو لاوں گا اب خوش۔

ہمیشہ کی طرح اسکے سرپر ہاتھ رکھے وہ نرم لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

ہیر کی آنکھوں میں نمی سی چمکنے لگی تھی۔

اورہاں گھر میں کسی کو نہیں بتانا میں آیا تھا ورنہ سب نا ملنے کی شکایت کریں گئے اوکے۔

وہ ہنوز اسکے سر پر ہاتھ رکھے بول رہا تھا۔

ہیر سر ہلا گئی۔

آ و۔

اس سے کہتا وہ بل کارڈ میں رکھتا ہوا آگے بڑھا تھا۔۔۔

ہیر بیگ لیتی اسکے پیچھے چلنے لگی کہ وہ اسکے ساتھ چلنے کی نہیں اسکے پیچھے چلنے کی خواں تھی۔۔

اسے گھر چھوڑ کر وہ روانہ ہو چکا تھا اپنی منزل کی طرف لیکن دشمن بھی تاک میں تھے۔

مصر میں وہ اس پر حملہ نہیں کر سکتے تھے لیکن اپنی سرزمین میں آج وہ اسے گولیوں سے بھون دینا چاہتے تھے۔

ہیر کا دل گھبرانے لگا تھا کسی چیز میں اسکا دل نہیں لگ رہا تھا عجیب سی گھبراہٹ تھی جو پتا نہیں کیوں تھی۔۔

وہ سونے کا ارادہ ترک کیے باہر نکل آئی۔

فبیہا کے کمرے کی دم جلتی لائٹ دیکھ کر وہ اسکے کمرے کی طرف بڑھی تھی کہ اس اسے اسکی کافی دوستی ہو چکی تھی۔

ڈینی جاو یہاں سے اگر کسی نے دیکھ لیا تو بہت برا ہو گا۔۔

جان آج رات یہی رکنے دو نا وعدہ رہا سب کے اٹھنے سے پہلے ہی یہاں سے چلا جاوں گا۔۔

کسی مرد کی آواز پر وہ رکی تھی لیکن وہ اسکی لینگویج سمجھ نہیں سکی تھی۔۔

—

ایئرپورٹ سے وہ تھوڑا ہی آگے آیا تھا جب ایک گاڑی سے نکلتے تین چار ہٹے کٹے مرد اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر گئے تھے۔

اسے سنبھلنے کا موقع نہیں ملا تھا ڈرائیور تو شدید زخمی تھا جب کے وہ خون سے لت پت آنکھیں موند گیا تھا۔

وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے وہاں سے نکلے تھے۔

اسے فوراً ایمرجنسی وارڈ کی طرف لے جایا گیا تھا۔

پولیس اور ساری میڈیا فوراً سے وہاں پہنچ چکی تھی۔

لیکن وہ بے ہوش تھا کیسے کسی کو کوئی بیان وزغیرہ دیتا۔

تیمور خانم، سہیر خانم،، خشام خانم ریاض سب وہی تھے عورتیں گھر میں تھیں پریشان اور فکر مند سیں۔

ڈاکٹر نے بتایا تھا اسے تین گولیاں لگیں تھیں ایک کندھے پر ایک سینے پر اور ایک دائیں بازو پر۔۔

ڈاکٹر کا دوسری بار انکشاف انہیں ڈھے گیا تھا کہ وہ کوما میں جاچکا ہے دعا کریں آپ لوگ،

ڈاکٹر کی بات پر سب کو جیسے سانپ سونگ گیا تھا۔۔

تیمور نے لڑکھڑا کر دیوار کا سہارا لیا تھا۔

رانا ٹو وی پر چلتی نیوز کو طنزیہ مسکان سے دیکھتا ساتھ ساتھ بیر سے بھی انصاف کر رہا تھا۔

داور اسے دیکھتا مسکرایا۔

تمہیں کہا تھا کچھ دن صبر کر لو لیکن تم نہیں مانے اب بچ کر رہنا پورے شہر میں پولیس کتوں کی طرح پھیل گئی ہے۔

داور نے سنجیدگی سے سے سمجھایا،

ہاہاہا داور تم شاید بھول رہے ہو کہ میں ایک پولیس والا ہوں وہ مجھے کبھی نہیں ڈھونڈ سکتے وہ گاڑی جس میں اس سردار پر حملہ کیا گیا تھا نا وہ کب کی اپنی آخری سانس بھی لے چکی ہے اور آدمیوں کو میں گاؤں والی حویلی بجھوا چکا ہوں کوئی کیسے پتا لگا سکے گا اور میں خود ڈھونڈ رہا ہوں اب میں اپنے خلاف تھوڑے نا ثبوت اکھٹا کروں گا۔

وہ سر جھٹکتا ہوا تمسخر سے بولا تھا۔

پورا کمینہ ہے تو۔۔

داور نے کمینگی مسکان سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

آگے آگے دیکھو اس سردار کا حشر میں کیا کرتا ہوں ابھی تو شروعات

ہے جانی۔

تیسرا گلاس خالی کرتا وہ اس بار سرد لہجے میں بولا تھا۔

داور سر ہلا گیا۔۔

بھاگتی آئے گئی وہ مصر سے۔

وہ سرد لہجے میں بڑبڑایا تھا۔۔

سردار کی کنڈیشن میں کوئی سدھار نہیں آیا تھا۔

کالے بکروں کا صدقہ دیا گیا کئی غریبوں کے چولہے جلائے گئے لیکن سردار کی حالت میں کوئی سدھار نہیں آیا۔۔

مصر میں مقیم اسکی پوری فیملی آچکی تھی آخر اتنی بڑی خبر کیسے چھپی رہ سکتی تھی۔۔

تیمور فون کان سے لگائے راہدری سے گزر رہے تھے جب رائنہ سے ان کا سامنا اچانک ہوا تھا۔

رائنہ اور وہ ٹھٹھک کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تھے۔

تیمور خانم ساکت ہوئے تھے برسوں بعد اپنی محبت کا چہرہ دیکھ کر۔۔

رائنہ نے ہونٹ بھینچے۔

چڑھا دیا میرے بیٹے کو موت کی سولی پر کان کھول کر سنو لو تیمور خانم میرے بیٹے کو اگر کچھ ہوا نا تو بخشوں گئی نہیں تمہیں یاد رکھنا تم۔

نفرت سے پ انہیں دیکھتی وہ کہہ کر رکی نہیں تھی۔

تیمور نے سنجید گی سے اسکی پشت دیکھی پھر فون دوبارہ سے کسی کو ملاتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

سفید چادر سر پر مضبوطی سے اوڑھے وہ سجدے میں تھی۔۔

آنکھیں متورم تھیں تو ستواں ناک سرخ۔۔

اللہ سے اپنے محافظ کی زندگی کی دعا کرتی وہ بیڈ پر لیٹ گئی۔

سب اسے اور فبیہا کو وہی چھوڑ آئے ۰ پ تھے کہ فبیہا تو دوسرے شہر کسی کام کے سلسلے میں تھی اور ہیر کے مڈٹرم چل رہے تھے تو سب نے

اسے ساتھ لے جانا بہتر نہیں سمجھا تھا وہ بھی کچھ نہیں بولی بس خالی خالی آنکھوں سے کمرے میں بند اسکی تصویر پر نظریں جمائے بیٹھی رہی تھی۔

وہ اکیلی تھی گھر پر تب ہی وہ ٹھٹھکی تھی لاونج میں کسی چیز کی گرنے کی آواز آئی تھی۔

شاید فبیہا آپی آگئی ہوں۔۔

وہ چپل پہنتی دروازے کی طرف بڑھی تھی۔

لاونج میں تو کوئی نہیں تھا۔

وہ چاروں طرف نظر دوڑاتی ہوئی اپنا وہم سمجھتی ہوئی واپس کمرے کی طرف بڑھی تھی جب کسی نے درشتگی سے اسکی کلائی کھینچ کر اسے دیوار سے الگایا تھا

ہیر کی چیخ بے ساختہ تھی۔

—

مہرینہ رات کے اندھیرے میں پلر سے ٹیک لگائے بیٹھی سگریٹ کے کش پر کش لگا رہی تھی وہ سخت ٹینشن میں تھی۔

سردار اسے دل و جان سے عزیز تھا اس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا۔

گھر کی خواتین اندر تھیں وہ باہر ہی بیٹھی ہوئی تھی۔

براون بالوں کی ڈھیلی سی پونی کیے کھلے ٹروزر پر وہ کھلی سے بلیک شرٹ پہنے کافی رف سی لگ رہی تھی۔

خیام !

اسے اندر آتا دیکھ کر وہ بے ساختہ اسے پکار بیٹھی تھی۔

خیام کی آنکھیں بھی سوجی ہوئیں تھیں شاید وہ بھی ساری رات جاگتا رہا تھا۔

سرداراب کیسے ہیں۔

وہ سگریٹ پیر سے مسلتی ہوئی اسکے قریب آئی تھی۔

ٹھیک ہیں وہ!

وہ اسکے ننگے پیر تاسف سے دیکھتا ہوا بولا تھا کہ وہ چاہے غریب تھا لیکن نفاست اس میں بہت تھی وہ کوئی بھی بے ترتیب چیز برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

تم نامیرا نمبر نوٹ کرو سردار کی پکس بنا کر مجھے سینڈ کر دینا پلیز ز۔

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

وہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جبکہ وہ دوبارہ وہی بیٹھ گئ۔

ماحول میں سوگواریت سی رچی ہوئی تھی۔

ہیر نے مچل کر اپنا آپ چھڑانا چاہا تھا۔

لیکن بے سود رہا تھا۔

وہ جو کوئی بھی تھا مضبوط جسامت کا تھا وہ ہیر کو لاونج میں پڑے صوفے پر پھینک کر اس پر جھپٹا تھا۔

ایک دم چپ لڑکی آواز آئی تو گلہ کاٹ دوں گا۔۔

وہ ہیر کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے دھاڑا تھا۔

ہیر ساکت آنکھوں سے اسے دیکھتی ہلنے کے قابل بھی نہیں رہی تھی۔

وہ اسکی لینگوائج سے انجان تھی۔

ہیر نے پورا زور لگا لیا لیکن وہ آدمی اس پر قابض رہا۔

اللہ۔۔

وہ دل میں خدا سے فریاد کناں تھی۔

فبیہا کا بدلہ میں تم سے لوں گا وہ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی۔

وہ شاید اسے فبیہا کی بہن سمجھا تھا۔

ہیر کی آستین اڈھیڑتا وہ چلایا تھا۔

ہیر نے پورے زور سے اپنے واحد ہتھیار کا استعمال کیا تھا۔

اسکی گردن پر اپنے دانتوں کا استعمال اس نے شدت سے کیا تھا۔

وہ بلبلاتا ہوا ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوا تھا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہیر موقعے کا فائدہ اٹھاتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف دوڑی تھی وہ بھی گالیاں بکتا اسکے پیچھے دوڑا تھا لیکن تب تک وہ کمرے کا دروازہ لاک کر چکی تھی۔۔

دروازہ کھولو بچ گرل۔

وہ دروازے پر ٹھوکر مارتا ہوا چلا رہا تھا۔

ہیر دروازے سے پراں ہٹتی سردار کا نمبر ملانے لگی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ وہ ہوش کی دنیا میں نہیں ہے لیکن وہ پھر بھی اسی کا نمبر ملا رہی تھی، تھی نا بے وقوف۔

خادم نے چونک کر اسکے بجتے فون کو دیکھا تھا کہ سردار کا فون اسی کے پاس تھا۔

کالنگ پر ہیر رضا لکھا آرہا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

خادم نے ہونٹ کاٹ کر سردار کو دیکھا پھر وہ چونکا تھا سردار کی انگلی میں جنبش سی ہوئی تھی۔۔

ڈاکٹر،

فون پاکٹ میں ڈالتا ہوا وہ باہر کی طرف

دوڑا تھا۔

ہیر باتھ روم میں کافی دیر چھپ کر بیٹھی رہی جب باہر بالکل خاموشی چھاگئی تو وہ واش روم سے باہر نکلتی بیڈ پر بیٹھ گ ی دل سوکھے پتے کی طرح لرزنے لگا تھا۔

کیا وہ مجھے مارنا چاہتا تھا لیکن کیوں میں نے اسکا کیا بیگاڑا تھا۔

وہ خوف زدہ نظروں سے ارد گرد دیکھتی ہوئی بڑبڑا رہی تھی۔

....
....

....
....

سردار غاذان کی مومینٹ پر ڈاکٹرز حیران تھے۔

اسکی حالت میں تیزی سے بہتری آرہی تھی۔

اسے ڈاکٹر نے آئی سیو سے وی آئی پی روم میں میں شفٹ کر دیا تھا۔

رائنہ اسکے پاس بیٹھی مسلسل اس پر کچھ نا کچھ پڑھ کر پھونک رہی تھی۔

اس نے صبح جا کر دھیرے سے آنکھیں کھولیں تھیں۔

ماں کو دیکھتا وہ دھیرے سے مسکرایا تھا جیسے خواب میں ہو۔

نئ زندگی میرے بیٹے کو مبارک ہو۔

اسکے سر پر ہونٹ رکھتی وہ بھرائے ہوئے لب و لہجے میں بولیں تھیں۔

وہ چونک کر ماں کو دیکھنے لگا تھا۔

آپ یہاں،

وہ حیرت سے آہستگی سے پوچھ رہا تھا۔

کیا اب بھی نا آتی۔

وہ نم زدہ لہجے میں بولیں تھیں۔

وہ گہری سانس لیتا تکلیف سے آنکھیں موند گیا تھا۔

غاذان کہی تکلیف ہے بیٹا۔

وہ ماں تھی بیٹے کے چہرے پر چھائے درد والے تاثرات انہیں پریشان کر گے تھے۔

موم بیٹر ہوں کہی تکلیف نہیں ڈونٹ وری آپ ریسٹ کریں جا کر آئی نو آپ نے اریسٹ نہیں کیا ہو گا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ انکا ستا ہوا چہرہ دیکھتا پریشانی سے بولا تھا۔

وہ اسکا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگاتی سر نفی میں ہلا گئی۔

موم ہیر۔۔۔۔؟

وہ ان سے پوچھ رہا تھا خود وہ تکلیف کی انتہا پر تھا لیکن پھر بھی اسے ہیر کی فکر تھی۔۔

وہ مصر ہی ہے ڈونٹ وری فبیہا اسکے ساتھ ہے باقی سب ابھی گے ہیں ہوٹل آرام کرنے تم بھی آرام کرو۔۔

اس سے کہتیں وہ دور پڑے صوفے پر دراز ہوئیں تھیں۔

تب ہی تیمور خانم اندر آئے تھے۔

وہ انہیں دیکھتا مسکرایا اسکا ہمیشہ ٹور میں رہنے والا باپ آج وہ بھی رف سے خلیے میں تھا۔۔

! کیسے ہو

شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ بولے تھے۔

وہ مسکرا کر سر ہاں میں ہلا گیا۔

رائنہ انکی بھاری آواز پر منہ سامنے دیوار کی طرف موڑ گئیں۔۔

—

مجھے پاکستان جانا ہے۔

وہ فبیہا سے ضد بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

لیکن ہیر تمہارے پیپرز چل رہے ہیں نا۔

وہ فکر مندی سے بولی۔

مجھے نہیں دینے پیپرز آپ مجھے واپس بھیجوادیں پلیز زورنہ میں خود ہی بندوبست کرلوں گئی۔

وہ قطعیت بھرے لہجے میں کہتی ہوئی کمرے کی طرف بڑھی تھی۔

کہاں جارہی ہو؟

فبیہا نے حیرت سے پوچھا۔

پیکنگ کرنے آپ میری پہلی جو بھی فلائٹ ملتی ہے سیٹ کروادیں آپ کے تو کافی دوست ہیں نا اس لائن میں۔

وہ کہتی ہوئی کمرے کی طرف چلی گئی۔

فبیہا پیچھے ہکا بکا رہ گئی،

پھر نا چاہتے ہوئے بھی اپنے فرینڈ سے کہہ کر اسے فلائٹ میں جگہ دلوا دی تھی اسنے وہ خود بھی ہیر کو منظر سے غائب کرنا چاہتی تھی کہ وہ سارا سارا دن گھر سے غائب رہتی تھی اور جان پر اسے کوئی خاص بھروسہ نہیں تھا۔

آپی آپ !

وہ حیرت سے اسے دیکھتا ہوا اسکی طرف دوڑا تھا۔

خیام!

وہ اسکے سینے سے لگتی بے ساختہ رو دی تھی۔

آپی کیا ہوا ہے یوں اچانک کیسے آگئی آپ۔

وہ اسے خود سے الگ کرتا ہوا پریشانی سے بولا تھا۔

خیام میں وہاں نہیں رہ سکتی پلیز مجھے اپنے پاس رکھ لو میں یہی دل لگا کر پڑھوں گئی تمہیں یا سردار کو کوئی شکایت کا موقع نہیں دوں گئی۔

اسکے ہاتھ تھامتی وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

خِیام نے پریشانی سے اسے دیکھا کیا وہاں آپی کے ساتھ کچھ ہوا ہے۔

وہ اسکی حالت دیکھتا ہوا پریشان ہو اٹھا تھا۔۔

وہ اسے لیے اندر کی طرف بڑھ گیا تھا چہرے پر پریشانی چھا گئی تھی،

وہ گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے اس خوفناک رات کے بارے میں سوچنے لگی تھی اسے یہی لگ رہا تھا کہ وہ آدمی اسے مارنا چاہتا تھا اسکا کم سن دماغ کچھ اور سوچ ہی نہیں سکا تھا۔۔

میں سردار کو کہہ دوں گئی مجھے نہیں جانا وہاں چاہے کچھ بھی ہو،

یہاں خیام ہے وہ ہیں جنہیں جب دل کرے دیکھ تو لیتی ہوں وہاں کون ہے میرا میں نہیں رہ سکتی وہاں۔

وہ ڈرے سہمے لہجے میں خود سے بولتی ایسے ہی بیڈ سے ٹیک لگائے سو گئی کہ وہ تین راتوں سے جاگ رہی تھی۔۔

ایک سردار کی ٹینشن پھر اس آدمی کا خوف۔

وہ کیسے سو سکتی تھی وہاں یہاں کی فضا میں اسے تحفظ کا احساس ہوا تھا کسی کے ملنے کی امید برقرار تھی پھر وہاں دل کیسے لگتا اسکا۔۔

سردار کو تین چار دن بعد ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔

اسے ٹھیک سلامت دیکھ کر رائنہ نا چاہتے ہوئے بھی واپس لوٹ گئی کہ اس محل میں وہ نہیں جانا چاہتیں تھیں ہیر کا کسی کو پتا نہیں تھا کہ وہ

پرسوں سے واپس آچکی ہے ناہی خیام نے بتایا وہ کب اپنی آپی کو نگاہوں سے دور کر سکتا تھا۔۔۔

اسکے محل میں اینٹر ہوتے ہی اس پر پھولوں کی بارش برسا دی گئی تھی کئی لاکھ اس پر سے وار کر غریبوں مسکینوں کو دیئے گئے تھے۔

محل میں صبح سے دیگیں پک رہیں تھی ملنے ملانے والوں کا نا ختم ہونے والا سلسلہ چل نکلا تھا۔

وہ کسی سے نہیں ملا تھا وہ بیزار ہو چکا تھا اس ماحول سے۔

سب آنے والوں سے تیمور اور سہیر خانم ہی ملتے اور اسکی خیریت سے آگاہ کرتے رہے تھے۔۔

مہر ٹھیک ہوں میں رو کیوں رہی تھی۔

اسکی آنکھیں پونچھتا وہ ازلی نرمی سے بولا تھا جو اسے مہر سے محسوس ہوتی تھی۔

آپکو اگر کچھ ہو جاتا تو۔

وہ نم زدہ لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

کچھ نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی جاتا تو اسی میں بہتری ہوتی ہماری اور ہاں مہر

سب سے زیادہ تمہاری بلیک ہاٹ کافی کو مس کیا ہے میں نے جاو شاباش

جلدی سے جاکر میرے لیے بنا و لاو۔

وہ شفقت سے اسکا سر تھپکتا ہوا بولا تھا۔

مہرینہ آنسو صاف کرتی ہوئی مسکرا دی۔

ایک منٹ مہرینہ،

اسنے کچھ یاد آنے پر اسے روکا تھا

جی!

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کیا تمہیں اسیر عالم پسند ہے۔

وہ اسکا چہرہ غور سے دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

مہرینہ نے سر جھکا لیا۔

مہرینہ اسے میں کیا سمجھوں۔

وہ نرم لہجے میں ناسمجھی سے پوچھ رہا تھا۔

اگر آپکو پسند ہے تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وہ دھیمے لہجے میں کہہ کر وہ وہاں رکی نہیں تھی خیر اعتراض تو اسے بہت سارے تھے لیکن ابھی خاموشی ہی بہتر تھی۔۔

جبکہ وہ سر جھٹکتا ہوا مسکرا دیا تھا،

؛؛

؛

شائنہ اسی دن سے سردار محل تھی وہ ہر کام میں آگے آگے تھی اسے سردار کی نظروں میں آنا تھا اپنا مقام بنانا تھا اسکے کھانے پینے کا سارا دھیان وہی رکھ رہی تھی۔۔

خیام کے پیپرز چل رہے تھے تو سردار نے اسے تب تک چھٹیاں دے رکھیں تھیں۔۔

مہرینہ اور اسیر عالم کا نکاح طے پایا گیا تھا سردار کے ٹھیک ہونے کے بعد۔۔

Zubi Novels Zone

مہرینہ نے تیکھی نظروں سے سب سے پیار لیتے اسیر کو دیکھا تھا پتا نہیں کیوں دل اسے اپنا ہمسفر بنانے پر رضامند نہیں تھا وہ سمجھ نہیں پارہی تھی۔۔

ہیر بھاگنے لگی تھی جب رانا سرعت سے اسکے آگے آیا تھا وہ ایک دم سے ساکت ہوئی تھی اسکی آنکھوں میں جلتے شعلے دیکھ کر،

ہیر علی رضا اتنی جلدی بھول گئی مجھے ناٹ فیئر احسان کیا تھا میں نے تم پر کیا بھول گئی یا پھر وہ کیس کی فائل ری اوپن کرواو۔

وہ اسکے قریب آتا سرد لہجے میں بولا تھا،

ہیر نے تھوک نگلتے ہوئے اسے دیکھا اسکی سمجھ سے باہر تھا بار بار اپنے راستے میں اسکا آنا پھر دھمکی وہ کچھ بھی نہیں سمجھ پارہی تھی۔

آپ پلیز مجھے بخش دیں میں کوئی چور وور نہیں ہوں۔

وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی منمنائی تھی۔

واو اہیر رضا کو تو مصر جا کر بولنا بھی آچکا ہے۔

وہ بھرپور طنز سے بولا تھا۔

اسکے مصر کہنے پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی کہ بھلا اسے کیسے پتا لگا تھا

مصر کے بارے میں۔

کیوں پریشان کیوں ہو گئی تمہاری پل پل کی خبر رکھتا ہوں میں۔

وہ اسے پیچھے ہٹتا دیکھ کر خاصے غصے سے بولا تھا۔

آپ کیا چاہتے ہیں۔

وہ پریشانی سے بولی تھی۔

وقت آنے پر بتاوں گا ابھی تو میں صرف تمہیں ملنے آیا تھا جلد ملاقات

ہو گئی گڈ بائے۔

سرد لہجے میں کہتا وہ وہاں سے عجلت میں نکلا تھا کہ تین گاڑیاں ہوٹل میں بیک وقت داخل ہوئیں تھیں اور وہ جانتا تھا یہ گاڑیاں کس کی ہیں۔

ہیر وہاں سے بھاگتی اندر ہال میں آئی تھی۔

یہ آخر کیا چاہتے ہیں مجھ سے۔

وہ لب کچلتی ہوئی پریشان ہوئی تھی۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

ہیر !

ہوا کا ٹھنڈا جھونکا کسے کہتے ہیں کوئی اس وقت ہیر سے پوچھتا،

وہ اپنی سماعتوں پر وہم کرتی ایک جھٹکے سے پلٹی تھی،

وہ ہاف وائٹ شرٹ، بلیک پینٹ میں ملبوس انتہا کا ہینڈسم لگ رہا تھا،

چار گارڈز تھے اسکے پیچھے جنہیں پیچھے ہی رکنے کا کہتا وہ اسکے پاس سے گزر گیا تھا،

ہیر جھٹکے سے اس سمت مڑی جہاں وہ گیا تھا،

وہ کچھ دیر اسکی پشت دیکھتی وہی کھڑی رہی۔۔

ہیر!

اسکی تنبیہی آواز پر وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں اسکے پیچھے بڑھی تھی۔

وہ ایک گول سے بنے روم میں آیا تھا۔

ہیر کی نظریں اسکے بازو پر تھیں جس پر سفید پٹی بندھی ہوئی تھی آج آٹھ دن ہو چکے تھے اس پر حملہ ہوئے آج صبح ہی رائنہ نے بتایا تھا کہ ہیر کو تو تین دن ہو چکے ہیں پاکستان آئے وہ حیران رہ گیا تھا اسے خبر تک نہیں تھی اور اسکے ایگزام بھی تو چل رہے تھے تو پھر وہ کیسے آسکتی تھی۔

مصر سے کب آئی۔

وہ اسکی طرف پلٹتا سرد لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

وہ پریشان ہوتی انگلیاں مروڑنے لگی تھی۔

ہیر میں کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے کہ کب آئی تم مصر سے؟

وہ اسکے قریب آتا ہوا بے لچک لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

تین دن پہلے،

وہ ڈرے سہمے لہجے میں سر جھکائے بولی تھی۔

وہ لب بھینچتا تندہی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

کیوں !

وہ صوفے پر بیٹھتا ہنوز سرد لہجہ اپنائے ہوئے تھا۔

ہیر کیوں آئی تم مصر سے جب تمہارے ایگزام چل رہے تھے کیا وجہ تھی آخر بتانا پسند کرو گئی تم،

اسکے درشت لہجے پر وہ ڈر کے مارے اچھل کر رہ گئی تھی،

آنکھیں تیزی سے بھیگنے لگیں تھیں،

ہیر کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔

وہ زچ ہوا تھا اسکی خاموشی پر۔

مجھے نہیں جانا وہاں مجھے یہی رہ کر پڑھنا ہے میں نہیں جاوں گئی وہاں۔

وہ شوں شوں کرتی ہوں بولی تھی،

آنسو گالوں پر لڑکھ آئے تھے۔

وہ تیکھی نظروں سے اس بے وقوف لڑکی کو دیکھنے لگا انداز میں تیکھا پن سا تھا۔

کیوں نہیں جانا وہاں، وجہ بتانا پسند کریں گئیں ہیر رضا۔

وہ بھرپور طنز سے بولا تھا۔

وہ وہ وہاں میرا دل نہیں لگتا خیام بھی نہیں ہوتا آپ بھی نہیں ہوت۔

۔۔۔۔

وہ بے ساختہ بولتی ہوئی زبان دانتوں تلے دبا گئی تھی جبکہ سردار غاذان نے چونک کر اسے دیکھا۔

اس نے آئی برو اچکائے پھر اسکے قریب آیا۔

سامان پیک کروا اپنے پرائیوٹ طیارے سے چھوڑ کر آوں گا میں تمہیں۔

اسکے قریب رکتا وہ اسکے جھکے سر کو دیکھتا ہوا درشت لہجے میں بولا تھا۔

یر کا دل ڈوبنے لگا تھا،

وہ کیا کرے کہ اسکے پاس ہمیشہ اسکے قدموں میں پڑی رہے آخر وہ کیا کرے۔۔

وہ ہچکیوں سے رونے لگی تھی کہ وہ رونے پر قابو نہیں پا سکی تھی۔

ہیر!

وہ لب بھینچتا حیرت سے اسے پکار گیا تھا۔

مجھے یہی رہنا ہے اپنے وطن اپنوں کے پاس مجھے وہاں مت بھیجیں۔

وہ روتے ہوئے بولی تھی چہرہ ہنوز جھکا ہوا تھا کمزور وجود رونے سے ہل رہا تھا۔

وہ پریشانی سے اسکے لرزتے وجود کو دیکھتا رہا وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا ہیر کی کنڈیشن اسکی ضد۔۔

ہیر کیا وہاں کچھ ہوا جس سے تم خوف زدہ ہو۔۔

وہ لب بھینچتے ہوئے یقین سے پوچھتا ہیر کا دل ساکت کر گیا،

اس نے پہلی بار سر اٹھ کر اپنے سے کافی اونچے قد کے حامل شخص کو دیکھا جو قد میں ہی نہیں رتبے اور خیثیت میں بھی اس سے بہت اونچا تھا

۔

ہیر میں کچھ پوچھ رہا ہوں ناو ٹیل می کیا ہوا ہے وہاں۔

وہ اسکے قریب آتا ہوا اس بار دھیمے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

کچھ نہیں ہوا بس مجھے وہاں نہیں جانا،

وہ پہلی بار سراسیمگی لیکن اٹل لہجے میں بولی تھی اب اسے کیا بتاتی کہ مجھے آپ کے پاس رہنا ہے یہاں تو پھر تین چار دن بعد آپکا چہرہ دیکھنے کو مل جاتا ہے وہاں تو امید ہی نہیں ہوتی دو چہرے دیکھنے کی۔

ہیر !

وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا تھا یہ ضد کرنا کہاں سے سیکھ لی تھی آخر اس نے۔

ہیر ارد گرد دیکھتی نظریں پھر سے فرش پر جما گئی۔

سامان پیک کر کے لاو میں یہی ویٹ کر رہا ہوں۔

وہ سامنے کرسی کی طرف بڑھتا ہوا قطعیت سے بولا۔

ہیر کا دل کرلا یا۔

اس کے چہرے کے دلکش نقوش کو دیکھتی وہ بھاگ کر اسکے قدموں میں بیٹھی تھی۔

غازان نے ساکت نظروں سے اسے اپنے گھٹنے تھامتے دیکھا تھا۔

آپ کو اللہ کا واسطہ ہے مجھے یہی رہنے دیں مت بھیجے دور میں وہاں خوش نہیں ہوں میں یہی پڑھ لکھ کر آپکا خواب پورا کروں گئی کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گئی چائے نہیں پیئیوں گئی دودھ دن میں تین بار پیئوں

گئی کپڑے بھی فیشن ایبل پہنوں گئی یونی سے آپکو سٹڈی کے حوالے سے میری کوئی شکایت نہیں ملے گئی میں اچھی بچی بن کر رہوں گئی جو آپ کہیں گئے وہ کروں گئی آپکو ایک اچھی پائیلٹ بن کر دیکھاوں گئی آپکا یہی چاہتے ہیں نا۔۔

اسکا گھٹنہ تھامے آنکھوں میں ڈھیروں آنسوں لیے وہ پگلی لڑکی بولے جارہی تھی جبکہ وہ ساکت سا بیٹھا اسکے جھکے سر کو دیکھ رہا تھا جس کی سیدھی نکلی مانگ آج کچھ ٹیڑی میڑی سی تھی۔۔

ہیر !

اسکے سنجیدگی سے پکارنے پر وہ چونک کر اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی جو ابھی بھی اسکے گھٹنوں پر تھے۔۔

اسنے ایک جھٹکے سے اپنے ہاتھ غاذان کے گھٹنوں سے ہٹائے تھے۔۔

جی!

وہ اسکے چہرے کو دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

پیچھے ہٹو مجھے دیر ہو رہی ہے۔

وہ اسکے بلکل قدموں کے درمیان میں تھی وہ ایسے اٹھ نہیں سکتا تھا

اسے ہیر کا ایسے اپنے قدموں میں بیٹھنا بلکل پسند نہیں ایا تھا اور کچھ اسکی

ضد پر وہ غصہ تھا۔۔

ہیر اٹھی نہیں بس تھوڑا سا پیچھے کی جانب سرک تھی۔۔

وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوتا باہر کی طرف چلا گیا۔

دروازے کے ساتھ کھڑے باڈی گارڈ بھی سرعت سے اسکے پیچھے

چوکنا چلنے لگے تھے۔

وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھتی ہوئی رونے لگی تھی۔۔

اسنے اپنے سردار کو ناراض کر دیا تھا! وہ خود نہیں جانتی اس نے اتنا کچھ کیسے کہہ دیا وہ خود پر حیران سے زیادہ پریشان تھی اسنے انکی بات نہیں مانی تھی وہی تو دونوں کا سہارا تھے اور وہ انہیں ناراض کر چکی تھی۔۔

وہ رونے لگی تھی ہونٹوں پر ہاتھ رکھے وہ گھٹی گھٹی آواز میں سسکنے لگی تھی۔

خادم نے تاسف سے اسکے وجود کو دیکھا تھا اسے اس پر بہت ترس آیا تھا

۔۔

سرادر کے مکمل صحت یاب ہوتے ہی محل میں مہرینہ کے نکاح کی تیاریاں شروع کر دی گئیں تھیں۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

مہرینہ نے اپنی مرضی سے نکاح کی ساری شاپنگ کی تھی۔

سردار کو ہیر سے ملے ہفتہ ہو چکا تھا وہ شاید اس سے ناراض تھا لیکن آج صبح اس نے بہت سارے پیپرز بھیجے تھے خیام کے ہاتھوں ہیر کے لیے، ایڈمشن پیپرز تھے اس نے اسکی پچھلی یونی میں ہی ایڈمشن کروا دیا تھا، سردار غاذان کروایا تھا تو ہو گیا ورنہ اسے ایک سال تک کا ویٹ کرنا پڑتا

--

وہ ساکت سی بیٹھی رہ گئی وہ تو سمجھی تھی کہ شاید ہی وہ انہیں کبھی دیکھ سکے، لیکن انہیں اِسکا احساس تھا اسکا وہ ڈھیرے سے ان بے جان کاغذ پر انگلیاں پھیرتی مسکرا دی۔

صبح وہ چھ بجے ہی اٹھ گئی۔

پہلے شاور لیا کپڑے پریس کیے کھانا اس نے اور خیام نے اکھٹے ہی کھایا تھا خیام ریلکس تھا اسے اپنے سامنے دیکھ کر ورنہ وہ پہلے خود کو بہت اکیلا محسوس کرنے لگا تھا ہیر کے وجود سے اسے اپنے اکیلے ہونے کا احساس نہیں ہوتا تھا۔

بلیک کیپری پر بلیک ہی گھٹنوں تک آتی قمیض پرپل کا دوپٹہ بالوں کو ایسے ہی پونی میں قید کر لیا بلیک لیدر کا بڑا سا بیگ جس میں اسکے کورس کی کتابیں تھیں۔

کالی سینڈل پہنتی وہ باہر بھاگی تھی خیام نے قسطوں پر بائیک لی تھی تو وہ آج اسی کے ساتھ جا رہی تھی۔۔

بائیک پر بیٹھنے کا تجربہ پہلی بار کیا تھا اس نے۔

خیام مجھے صحیح سے بیٹھنا نہیں آ رہا اور اگر تم نے مجھے گرا دیا تو۔

وہ پریشان ہوئی تھی۔

ٹرسٹ می آپی نہیں گرواوں گا آپ بس ٹھیک سے پیچھے بیٹھے اور میرے کندھے کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔

اس نے بائیک کو سٹارٹ کرتے ہوئے مدھم مسکان سے اسے ہدایت دی۔۔

وہ اسکے کندھے کو جھکڑتی اللہ رسول کا نام لیتی ہوئی بیٹھ گئی۔

خیام نے بائیک کی سپیڈ سلو ہی رکھی تھی۔

ہیر میں بہت اعتماد آچکا تھا شاید یہ اعتماد اس میں اچانک سے آنا اس شخص کے نرمی کا نتیجہ تھا۔۔

بائیک پر اسے مزہ بھی بہت آرہا تھا۔

آپی وہ دن بھی آئے گا جب میں کار لوں گا اور آپ اس میں میرے ساتھ دور تک سفر کیا کریں گیئں۔

وہ آنکھوں میں امید کے جگنو لیے اپنی بہن سے مخاطب تھا۔

ہیر کی آنکھیں جھلملا گیئں تھیں کاش آج چاچی امی ساتھ ہو تیں تو کتنی خوش ہو تیں انہیں دنیا کے ساتھ آگے بڑھتا دیکھ کر۔۔

وہ انہیں سوچوں میں تھی جب ٹریفک جام ہوا تھا۔

! آپی سردار غاذان کی گاڑی

خیام کے اچانک سے کہنے پر وہ بے ساختہ پاگلوں کی طرح چاروں طرف دیکھنے لگی تھی چار پانچ گاڑیاں آگے پیچھے چل رہیں تھیں۔

اوتوس لیے ٹریفک جام ہوا تھا۔۔

وہ پیچھے بیٹھا فون کان سے لگائے ہوئے تھا ساتھ تیمور خانم بھی تھے،

ہیر کا دل دھڑک اٹھا تھا۔

وہ فون کال میں بزی تھا لیکن ہیر اور خیام کو وہ ایک نظر دیکھ چکا تھا۔۔

انکی گاڑیاں گزرتے ہی ٹریفک کھل چکا تھا۔

آپی چلیں۔

وہ مسکراتے لہجے میں ہیر کو ٹھوکا مار گیا تھا۔

ہاں چ چ چلو۔۔

بھوکھلا کر کہتی وہ سرعت سے اسکے پیچھے دوبارہ سے بیٹھی تھی۔

خیام مسکرا دیا،

اسکے یونی کے دروازے کے سامنے ابھی رکا ہی تھا جب خیام کا فون

دھیمی آواز میں بجنے لگا تھا۔

سردار ہیں،

خیام نے موبائیل نکالتے ہوئے اسے بتایا۔

ہیر دھڑکتے دل کے شور سے گھبراتی سر جھکا گئی۔۔

جی سردار ابھی پہنچا ہوں او کے جیسے آپکو مناسب لگے،

وہ آخر میں کہتا فون بند کر گیا تھا۔

ہیر نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

سردار کا فون تھا وہ کہہ رہے ہیں آپکو لینے اور چھوڑنے خادم آیا کرے گا۔۔

اسنے اسکی سوالیہ نظروں کو پڑھتے ہوئے اسے بتایا۔

وہ سرخ چہرے سے اسے اللہ خافظ کہتی اندر کی طرف بڑھ گئی تھی،

مہرینہ کے نکاح کی تیاریاں عروج پر تھیں بہت ساری خاص جگہوں پر دعوت نامے بجھوائے گئے تھے۔

پورے محل کو لائٹوں اور قمقموں سے سجایا گیا تھا۔۔

وہ ہاف وائٹ لہنگے پر ڈارک گلابی کامدار چنری اوڑھے ہلکے ہلکے میک اپ میں فل جیولری پہنے کسی ریاست کی شہزادی ہی لگ رہی تھی۔۔۔

اسیر بھی اس سے کم نہیں لگ رہا تھا ہاف وائٹ سوٹ پر براون واسکٹ پہنے وہ بھی بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔

ماحول میں بہت رونق تھی۔

وہ اب خوش تھی اچھا تھا اس قید خانے سے آزادی تو ملتی، وہ کھل کر جیتی بنا کسی روک ٹوک کے۔

اسکے چہرے پر ایک مدھم سی حسین مسکراہٹ تھی۔۔

ہیر نے ساری جگہیں دیکھ لیں لیکن مہرینہ اسے کہی نہیں ملی تھی۔

وہ مایوس ہو کر اپنی کلاس میں چلی گئی۔

وہ پھر سٹڈی میں ایسی مصروف ہوئی کہ لنچ کا بھی ٹائم نہیں ملا اسے۔

چھٹی ٹائم وہ باہر آئی تو وہاں خادم محمد پہلے سے ہی کھڑا اسکے انتظار میں تھا۔

وہ جھجھکتی ہوئی اسے اسلام کرتی اسکے کھولے ہوئے ڈور سے اندر بیٹھ گئی۔

وہ یہاں آکر خوش تھی لیکن ایک خلش بھی تھی کہ وہ سردار کو ناراض کر چکی ہے لیکن وہ دل کے ہاتھوں مجبور تھی۔

رانا نے مسکرا کر اسکی جاتی گاڑی کو دیکھا۔

ہیر بس کچھ دن اور اسکے بعد تم اُس سردار کی گاڑی میں نہیں میری گاڑی میں بیٹھا کرو گئی۔۔

گاڑی کو وہاں سے نکالتا رانا طنزیہ مسکان سے بولا تھا۔

اسے اب ہیر حاصل کرنی تھی اسے سردار کو نیچا دیکھانا تھا اور اس سے بہتر اور بھلا کیا طریقہ تھا کہ سردار کی بیوی ایک دن اسکی بیوی بنے۔۔

واوا

کیا پلین تھا اسکا۔

مہرینہ اور اسیر کا جیسے ہی نکاح ہوا سماں میں مبارک سلامت کی آوازیں ایک ساتھ گونجنے لگیں تھیں۔

نکاح کے بعد مہرینہ کو اسیر کے ساتھ بٹھایا گیا تھا۔

مہرینہ کے ہونٹوں پر ایک مدھم سی مسکان تھی۔

وہ جب سٹیج پر آئی تو اسیر عالم نے اسکا اٹھ کر استقبال کیا۔

اسکا ہاتھ تھام کر سردار غاذان نے اس کی سٹیج پر چڑنے میں مدد کی تھی۔

اسکا ہاتھ تھامے ہی وہ اسے اسیر کے ساتھ والے صوفے پر بٹھا چکا تھا۔

Zubi Novels Zone

مہرینہ ہاف وائٹ سوٹ میں کمال کی لگ رہی تھی کچھ آج اسکے چہرے پر شرمیلی سی مسکان بھی تو تھی،

وہ واقعے ہی آج پہچانی نہیں جا رہی تھی نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

شائنہ بھی اسکے ساتھ آکر کھڑی ہوئی تھی۔

وہ وائٹ سوٹ پر گرین کامدار دوپٹہ لیے انتہا کی حسین لگ رہی تھی،

سردار نے ایک نظر اسے دیکھ کر مروت سے مسکراہٹ پاس کی تھی۔

شائنہ کے لیے یہ بھی بہت تھا وہ کھل اٹھی تھی۔

ریاض خانم کی نظریں ثمرینہ پر تھیں جو اس دن سے محل میں آئی واپس نہیں گئی تھی انہیں اِس پر غصہ تو بہت تھا لیکن کیا کرتے وہ اس پر یہاں چلا نہیں سکتے تھے۔۔

شاید وہ اسکے وجود کا عادی ہو چکا تھا کہ اسے اب وہ گھر ثمرینہ کے بغیر ادھورا سا لگ رہا تھا۔

ثمرینہ باخوبی خود پر ریاض خانم کی نظریں محسوس کر سکتی تھیں۔۔

لیکن جان کر بھی انجان بنی رہی۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سردار غاذان نے بھاری نوٹوں کی گدی ان دونوں پر سے وار کر غریبوں میں تقسیم کیے تھے۔

شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے۔

اسیر کا گھمبیر لہجہ پہلی بار اسکے دل میں کوئی کلی کھلا پایا تھا۔

وہ دھیمے سے مسکرا دی۔

کیا تم کچھ نہیں بولو گئ۔

وہ شاید اسکی آواز سننا چاہ رہا تھا۔

جبکہ وہ شرارت سے سر نفی میں ہلا گئ۔

یار میرا اب دل نہیں لگے مصر میں تمہارے بنا اب جاتے ہی سب سے پہلے میں رخصتی کی بات کروں گا غاذان سے۔

وہ دھیمے دھیمے بولتا مہرینہ کا دل دھڑکا رہا تھا۔

وہ سر جھکا گئی شرمیلے پن سے چہرے پر سرخی سی چھا گئی تھی۔

,مجھے یاد کرو گئی نا

اسکے گھمبیر لہجے میں پوچھنے جانے پر وہ آہستہ سے سر نفی میں ہلا گئی۔

جبکہ اسیر آسودگی سے مسکرادیا کہ مہرینہ سے اسے پہلی نظر میں محبت ہوئی تھی اور وہ اسے اچھی بھی تو بہت لگی تھی باقی لڑکیوں سے تھوڑی مختلف تھی وہ۔۔۔۔

سردار غاذان نے آسودہ سی مسکان سے مہرینہ کے ہونٹوں پر سجی مسکان دیکھی تھی۔

ایسے ہی تو نہیں اس نے اسیر کا انتخاب کیا تھا اپنی مہرینہ کے لیے،

وہ ایک بہت اچھا انسان تھا وہ مہرینہ کو ہمیشہ خوش رکھتا وہ جانتا تھا لیکن انسان کی تدابیر نہیں چلتی ہوتا وہی ہے جو خدا کی مرضی ہو کون جانے اس کی قسمت میں کیا لکھا تھا اور کیا نہیں رب ہی جانے ہم انسان تو صرف منصوبے ہی بنا سکتے ہیں۔۔۔

—

ہیر کو یونی جاتے مسلسل چار دن ہو گئے تھے پانچویں دن جا کر اسے مہرینہ ملی تھی۔

مہرینہ چونک گئی تھی اسے یونی میں دیکھ کر آج تو شائنہ بھی یونی آچکی تھی۔

ہیر کو دیکھ کر وہ لب بھینچ کر رہ گئی پھر کچھ سوچتے ہوئے وہ مسکرا دی اب آئے گا مزہ۔

وہ کمینگی سے بڑبڑا کر رہ گئی تھی۔

مہرینہ کو ہیر نے بتا دیا تھا کہ وہ مصر سے لوٹ آئی ہے اور اب یہی پڑھے گئی۔

مہرینہ اور ہیر میں کافی اچھی دوستی ہو گئی تھی،

Zubi Novels Zone

ہائے !

وہ نوٹ بنا رہی تھی جب جانی پہچانی آواز پر اس نے حیرت سے چہرہ سامنے والی کی طرف اٹھایا تھا۔

سامنے ہی سرخ سوٹ میں ملبوس کوئی اور نہیں ساریا ہی تھی۔

سارِیا تم یہاں کیسے۔

وہ دنگ نظروں سے اسے دیکھتی حیرت سے کھڑی ہوتی پوچھ رہی تھی

۔

بس وہاں دل نہیں لگا تو تمہاری طرح واپس آگئی اور یہی اپنے شہر ایڈ مشن لے لیا پہلے میں دوسری یونی میں تھی لیکن اس بار شاید ہمیں ملنا تھا اس لیے میں نے ضد کر کے یہی پر ایڈ مشن لے لیا۔

وہ اسکے ساتھ بیٹھتی خوش اخلاقی سے بولی تھی۔

ہیر دل سے مسکرادی۔۔۔

ساریا بھی کھل کر مسکرائی تھی۔

اب وہ دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرنا سٹارٹ کر چکیں تھیں۔۔

۔

سردار کو دیکھے آج ایک ہفتے سے اوپر ہو گیا تھا دل کے دیپ بجھ سے گئے تھے بنا انہیں دیکھے۔

کیا وہ اب مجھ سے کبھی بات نہیں کریں گئے۔

گاڑی میں بیٹھی وہ آفسردگی سے سوچ رہی تھی جب گاڑی ایک دم سے روکی تھی۔

ہیر میم آپ یہی بیٹھیں مجھے کچھ اہم فائلز سردار کو دینی ہیں جو میں گھر سے لے کر آیا تھا آپ پانچ منٹ ویٹ کریں میں ابھی آتا ہوں انہیں دے کر۔

وہ عجلت سے کہتا تین چار فائلز ہاتھ میں لیے ایک اونچی بلڈنگ کی طرف بڑھ گیا تھا۔

وہ حیرت سے اس ایریے کو پہلی بار دیکھ رہی تھی اس نے پہلی بار سردار غاذان کا دفتر دیکھا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کافی سخت سکیورٹی تھی وہاں اونچی شاندار عمارت دیکھنے والوں رشک میں ڈال دیتی۔

وہ عمارت کو محبت کی نگاہ سے دیکھتی ایسے ہی گاڑی سے بار نکل آئی تھی۔۔

وہ بلیک شال سر پر اچھے سے لیے ہوئے تھی بلیک ہی سادہ سا سوٹ پہنے وہ عام سی ہی لگ رہی تھی۔

Zubi Novels Zone

سردار آپکی فائلز۔

خادم نے مصروف سے سرادر کو ادب سے مخاطب کیا وہ شاید کسی بہت اہم فائل میں بزی تھا کہ اسے کافی پینے کا بھی ہوش نہیں رہا تھا۔

سردار نے سر اٹھ کر اسے دیکھا۔

رکھ دو اور وہاں ہیر کو چھوڑ آئے ہوٹل۔

وہ فائل میں کچھ لکھتا مصروف سے انداز میں اس سے پوچھ رہا تھا ٹائی کی
نوٹ کافی ڈھیلی ہو چکی تھی سلیوز کہنیوں سے اوپر تک موڑ رکھیں تھیں
شاید وہ واقعے بہت بڑی تھا۔

نہیں سر دار وہ ساتھ ہی ہیں میں نے سوچا پہلے آپکو فائل دیتا چلوں۔

خادم کے سر جھکا کر کہنے پر اسکی کشادہ پیشانی پر کئی بل اچانک ہی نمودار
ہوئے تھے۔

گاڑی تم ڈرائیو کرتے ہو۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں سر دار ڈرائیور ہی کرتا ہے۔

اس نے مستعدی سے جواب دیا۔

تو گاڑی میں پٹرول تم ڈلواتے ہو گئے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

فائل بند کرتا کرسی سے ٹیک لگاتا وہ سپاٹ سے انداز میں پوچھ رہا تھا۔

خادم نے حیرت سے سر نفی میں ہلایا تھا۔

تو پھر تمہیں کیا پرابلم تھی جب میں نے کہا تھا کہ ہیر کو پہلے چھوڑ کر آنا پھر مجھے فائلز دینے آنا تو کیا مسلہ تھا کیا تمہیں پیدل چل کر آنا تھا جو ایک ساتھ دو دو کام نمٹا رہے تھے۔

وہ سرد لہجے میں اس سے بازپرس کر رہا تھا۔

خادم خوف سے سر جھکا گیا۔

وہ اسے گھورتا دراز گلاس وال کے قریب آیا تھا۔

وہ چونکا تھا۔

وہ بے وقوف لڑکی گاڑی سے باہر کھڑی ارد گرد بے وقوفوں کی طرح دیکھ رہی تھی۔

جاؤ ہیر کو بلا کر لاؤ اور آئندہ ایسی غلطی کی تو پھر اپنی سزا بھی سوچ لینا۔

اسکے سنجیدگی سے کہنے پر وہ انہیں دیکھتا سرعت سے کمرے سے بھاگا تھا

۔

کیا ضرورت تھی گاڑی سے نکلنے کی سلی گرل لگتا ہے اوپر والا خانہ خالی

ہے اسکا۔

وہ غصے سے سوچتا واپس آکر اپنی جگہ پر بیٹھا تھا۔

ھیر نے حیرت سے خادم کو دیکھا۔

کیا وہ بہت غصے میں ہیں۔

اسکے پیچھے آتی وہ پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

ہاں غصے میں تو بہت لگ رہے ہیں۔

وہ سنجیدگی سے جواب دیتا سیڑیوں کی طرف بڑھا۔

اب اسے ھیر کے لیے سیڑیاں چڑنا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ بیس منٹ میں تیسرے فلور پر آئے تھے ہیر ہانپنے لگی تھی گہرے گہرے سانس لیتی اسکے بتائے ہوئے روم پر کانپتے ہاتھوں سے نوک کرنے لگی تھی۔۔

یس کم ان !

اندر سے آتی گھمبیر آواز پر اسکا دل زوروں سے رفتار پکڑ چکا تھا۔
ہیر جھجھکتے ہوئے اندر آئی تھی۔

وہ لیپ ٹاپ سامنے رکھے اسے پر مہارت سے انگلیاں چلاتا ہوا اسے کھڑا دیکھ کر اسکی طرف متوجہ ہوا تھا۔

آؤ!

وہ سیکٹری کا دوبارہ سے رکھا کافی کا کپ پکڑتا ہوا بولا تھا۔

وہ لرزتے قدموں سے اس کی طرف بڑھی تھی۔

بیٹھو!

سامنے پڑی چیئر کی طرف اشارا کرتا ہوا وہ بولا تھا۔

ہیر سر جھکائے بیٹھ گئی۔

ہاتھوں کی انگیاں مڑوڑتی ہوئی وہ سخت نروس تھی۔

ہیر انگلیاں مت چٹخایا کرو یہ بیڈ ہیبٹ ہے اور گناہ بھی ہے۔

وہ ٹوک گیا تھا۔

سرعت سے انگلیاں جہاں تھیں وہ وہی ساکت کر گئی تھی۔

کچھ کھاؤ گئی۔

اس بار وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں!

سر نفی میں وہ ہلا گئی۔

کینٹین سے لنچ کرتی ہو۔

وہ ایسے سوال پوچھ رہا تھا جیسے کسی بچے سے مخاطب ہو اور سچ ہی تھا ہیر اسکے لیے ایک بچی ہی تو تھی۔

جی کرتی ہوں۔

وہ دھیمی آواز میں بولی۔

کیا !

کافی پیتا جیسے اب وہ فارغ تھا کوئی کام نہیں تھا شاید اسے کیونکہ وہ فرصت سے ہیر سے مخاطب تھا۔

چاٹ یا پھر سموسے وغیرہ۔

وہ گہری سانس لیتی ہوئی بولی۔

ہیر تم جانتی ہو ایسی تیکھی چیزوں سے ہی معدہ خراب ہوتا ہے اور چہرے پر پیمپلز وغیرہ بھی اتے ہیں ہیلدی چیزیں کھایا کرو اور صحت کا خاص خیال رکھا کرو۔

وہ سنجیدگی سے اسے سمجھا رہا تھا۔

ہیر سر اٹھائے اب اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

پڑھائی کیسی جا رہی ہے۔

وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتا ہوا بولا تھا۔

ہیر کو ایسے لگا جیسے وہ انٹرویو دینے آئی ہو۔

اچھی جا رہی ہے۔

وہ اردگرد نظریں دوڑاتی ہوئی بولی تھی۔

ہمم!

وہ ہنکار بھرتا فون کی طرف متوجہ ہوا تھا جہاں اسیر کالنگ لکھا آرہا تھا۔

ہاہاہا کوئی حال نہیں تمہارا چلو پریشان نا ہو کرتا ہوں میں بات آج گھر والوں سے۔

وہ پہلی بار اسے یوں قہقہ لگاتے دیکھ رہی تھی۔

اوکے آئی ول کال یو لیٹر ابھی تھوڑا بزی ہوں۔

کہتے ہی اس نے کال بند کی اور کپ ٹیبل پر رکھا۔

ہیر جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اسکے یوں ایک دم سے دیکھنے پر وہ سر سرعت سے جھکا گئی۔

ہیر کسی چیز کی ضرورت ہے۔

وہ بیئرڈ کھجاتا اس سے نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

ہیر کا سر میکانکی انداز میں ہاں میں ہلا تھا۔

کیااا۔

وہ آئی برو اچکائے نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

آپ مجھ سے ناراض تھے نا۔۔۔

ابھی فقرا اسکے منہ میں ہی تھا جب دروازہ کھولتے عجلت سے تیمور خانم اور سہیر خانم اندر آئے تھے۔

ہیر کو دیکھ کر وہ دونوں ہی ٹھٹھک کر رکے تھے۔

ہیر ساکت ہوئی تھی اسکے ٹانگیں کانپنے لگیں تھی وہی منظر اسکی آنکھوں میں پھر سے چھانے لگا تھا خود پر ہسٹل تاننے والا، بالوں سے گھسیٹ کر باہر دھکا مارنا۔

وہ ڈر کے مارے سر جھکا گئی تھی،

! یہ یہاں کیا کر رہی ہے

تیمور خانم نے درشت لہجے سے بیٹے سے پوچھا۔

کچھ نہیں کر رہی آپ دونوں کو کوئی کام تھا۔

وہ چی ◌ٓر سے کھڑا ہوتا ہوا باپ سے بولا تھا۔

غاذان تم باز نہیں آرہے آخر کیوں تم نے اس لڑکی کو خود پر سوار کرر کھا ہے کیوں نہیں اسے چھوڑ دیتے تمہاری شادی ہو گئی تو صرف شائنہ سے سمجھے۔

وہ درشت لہجے میں بیٹے سے مخاطب تھے۔

سمجھ گیا اور کچھ۔

وہ انکی طرف آتا ہوا ریلکس بھرے لہجے میں بولتا ان دونوں بھائیوں کو غصے سے لال پیلا کر گیا تھا۔

غاذان ابھی اسی وقت اس لڑکی کو طلاق دو تاکہ اسکا منحوس وجود ہمارے خاندان سے غائب ہو۔

اس بار سہیر خانم اس سے سرد لہجے میں مخاطب تھے۔

ہیر کا دل وحشت سے سکڑا تھا۔

او سیر یسلی چاچو اینڈ ڈیڈ۔

وہ بے ساختہ ہنس دیا تھا جیسے کسی کے بے تکے جوک پر ہنس دیا جاتا ہے۔

جبکہ ہیر نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا۔

ہم تم سے سنجیدگی سے مخاطب ہیں اور تم نان سیریس بیہیو کر رہے ہو

ریاست کے سردار سے ہمیں یہ امید نہیں تھی۔

سہیر خانم کافی غصے سے بھتیجے سے مخاطب تھے۔

او پلیز چاچو کیا ریاست کے سردار سے آپ یہ امید کرتے ہیں وہ آپکی

انگلیوں پر ناچے تو غلط امید رکھتے ہیں سردار پر،

اس لڑکی کو آپ لوگوں کے کہنے پر ہی اپنایا تھا اب آپکے کہنے پر میں

اسے نہیں چھوڑوں گا ہر گز نہیں یہ امید تو رکھیں ہی مت ریاست کے

سردار سے۔

وہ دونوں ہاتھ پاکٹ میں گھسائے بہت سنجیدگی سے انہیں دیکھتا ہوا بولا تھا انداز میں لاپرواہی سی تھی۔

! غاذان

تیمور صاحب کے درشت لہجے پر وہ مسکرا دیا جوان دو بھائیوں کو تپانے کے لیے کافی تھا۔

آخر کیوں نہیں چھوڑ سکتے اسے کہاں سے میچ کرتی ہے یہ تمہارے ساتھ، اسے دیکھو ذرا اور خود کو دیکھو اپنے رتبے کے حساب سے اپنا پارٹنر چنو غاذان تاکہ تمہیں اور لوگوں کو تم پر رشک آئے۔

تیمور ایک جھٹکے سے ہیر کی کلائی ہاتھ میں جھکڑتے اسے اسکے ساتھ کھڑا کرتے تیکھے لہجے میں مخاطب تھے۔

ہیر نے بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھا جس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔

پلیز ڈیڈ ڈونٹ ٹو دس آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کسی کو اس طرح ڈی گریڈ کرنے کا۔

اسکی کلائی زبردستی انکے ہاتھ سے چھڑاتا وہ اب غصہ ہوا تھا۔

اسکے تیکھے نقوش تن گئے تھے۔

تم ہوش میں تو ہو غاذان تم اس دو ٹکے کی لڑکی کے لیے باپ کو جواب دے رہے ہو شرم کہی بیچ کھائے ہو کیا۔

سہیر خانم کے درشت لہجے پر وہ طنز سے مسکرایا۔

یہ دو ٹکے کی لڑکی میری بیوی ہے چاچو آپ اسے اس طرح نہیں کہہ سکتے اور نا ہی آپکا بھتیجا یہ سب آئندہ برداشت کرے گا۔

وہ ہنوز سرد لہجے میں ان دونوں کو دیکھتا ہوا مخاطب تھا۔

ہیر کا پورا وجود خوف سے کانپنے لگا تھا۔

وہ اسکے پیچھے تقریباً چھپی ہوئی تھی۔

چلیں بھائی صاحب اس سے آج رات گھر کی پنچائت میں ہی نمٹا جائے گا۔

سہیر خانم غصے سے بھتیجے کو دیکھتے تیمور سے مخاطب ہوتے وہاں سے نکل گئے۔

بھینچے ہوئے ہونٹوں سے بیٹے کو گھورتے وہ وہاں سے جا چکے تھے۔۔

ہیر وہ جا چکے ہیں۔

وہ اسکی طرف پلٹتا ہوا بولا تھا لیکن وہ حواس کھوتی اسکی بانہوں میں ہی جھول گئی تھی۔

! ہیر

وہ سرعت سے اسے تھامتا ہوا بولا تھا۔

اسکا سر سردار غاذان کے کشادہ سینے پر آیا تھا۔

وہ لب بھینچے اس چڑیا کے دل والی لڑکی کو تاسف سے دیکھنے لگا آخر یہ لڑکی کب حالات کو فیس کرنا سیکھے گئی۔

وہ اسے بانہوں میں لیتا اپنے پرسنل روم کی طرف بڑھتا ہوا ہریشانی سے بڑبڑا رہا تھا۔۔

اب وہ کیا جانے اس چڑیا جیسے دل والی لڑکی ابھی کیا کیا دیکھنا تھا۔

مہرینہ نے ساکت نظروں سے ماں کو روتے دیکھا پھر دوسروں کو دیکھا جو منہ پر دوپٹہ رکھے رونے میں مصروف تھیں۔

کیا ہوا ہے سب خیریت تو ہے۔

وہ بیگ ٹیبل پر رکھتی پریشانی سے سب کو دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

نوشین نے بیٹی کو کرلاتے دل سے دیکھا تھا۔

وہ نیلے جوڑے میں بالوں کی اونچی پونی بناِے کافی دلکش لگ رہی تھی کلائی میں سونے کی دو موٹیاں موٹیاں چوڑیاں تھیں، جو اسکی ساس نے نکاح والے دن تحفے میں پہنائیں تھیں اسے۔

کیا ہوا آپ لوگ کیوں سوگ کی حالت میں ہیں سردار تو ٹھیک ہیں نا۔

اس نے جھنجھلا کر پوچھا تھا۔

تب ہی مہدیہ بھاگ کر بہن کے گلے لگتی رونے لگی تھی۔

وہ پریشان ہوا ٹھی تھی۔۔

مہدیہ کے گلے لگنے سے وہ اور زیادہ پریشان ہوئی تھی۔۔

کیا ہوا ہے آپ سب لوگ مجھے بتاتے کیوں نہیں ہیں۔۔

وہ مہدیہ کو پیچھے کرتی وحشت سے چلائی تھی۔۔

آج صبح اسیر کا کار ایکسیڈینٹ میں انتقال ہو گیا ہے مہرینہ تو سہاگن بننے

سے پہلے ہی بیوہ ہو گئی ہے ارے بدبخت نکلی توں۔۔

نوشین سینے پیٹتی واویلا کرتی ہوئی چلاِے جا رہی تھی۔۔

وہ آنکھوں میں وحشت لیے انہیں ساکت وجود لیے دیکھ رہی تھی۔

آج صبح اسیر کا کار ایکسیڈینٹ میں انتقال انتقال۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کانوں میں یہ الفاظ پگلا سیسہ بنا کر گونجنے لگے تھے۔

وہ سر نفی میں ہلاتی دو تین قدم پیچھے ہوئی تھی۔

مہدیہ اور سفینہ نے اسے بے ساختہ تھاما تھا۔۔

نہیں یہ جھوٹ ہے صبح انکا گڈ مارننگ کا میسج آیا تھا یہ جھوٹ ہے،

آپ لوگ مزاق کرنے سے پہلے سوچ تو لیا کریں نا ایسے کون مزاق کرتا ہے بھلا۔۔۔

Zubi Novels Zone

وہ وخشت سے اتنی زور سے چلائی تھی کہ گلے میں خراشیں سی پڑتی محسوس ہوئیں تھیں اسے۔۔

نوشین اور مہدیہ نے دہل کر اسے دیکھا تھا جس کا رنگ ہلدی کی طرح پیلا پڑنے لگا تھا۔

"مہرینہ بہت جلد میں تمہیں وہاں سے لے آوں گا یار میرا اب دل نہیں لگتا یہاں آپکو دیکھنے کو دل کرتا ہے،اور تم ویڈیو کال پر بھی تو نہیں آتی قسم سے بہت ظالم ہو یار "

اسکے رات کو کہے فقرے اسکے کانوں میں چکرانے لگے تھے۔

نہیں !

وہ کانوں پر ہاتھ رکھتی نیچے گری تھی۔۔

سب گھر والے پریشانی سے اسکے پیچھے بھاگے تھے۔

سنا نہیں آپ لوگوں نے وہ کہی نہیں گئے یہ فقط ایک مزاق ہے آپ لوگوں کو شرم آنی چاہئیے۔

ماں اور بہن کی گرفت میں مچلتی وہ درد سے چلائی تھی۔

وہ اسے اچھا لگنے لگا تھا جینے کی امید اس میں نظر آنے لگی تھی اسکی معنی خیز باتیں اسکا دل دھڑکانے لگیں تھیں ابھی تو اسنے اس رشتے کی خوبصورتی کو محوس کیا تھا اور اتنی جلدی وہ اس سے چھین بھی گیا تھا کیسے یقین کرتی وہ۔۔۔

بال نوچنے لگی تھی وہ۔۔

بہت مشکل سے سب نے اسے قابو کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔

انکی ول پاور بہت ویک ہے سردار جی انکے نروسز زیادہ دباو یا پریشانی برداشت نہیں کر سکتے آپ کوشش کیا کریں کہ انہیں ٹینشن وغیرہ سے دور رکھیں۔۔

ڈاکٹر نے اسے چیک اپ کرتے ہوئے اسے تفصیل سے بتایا تھا۔

وہ پریشانی سے لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔۔

تب ہی اسکا فون بجا تھا فون تو کافی دیر سے بج رہا تھا لیکن اس نے اٹھایا اب تھا اور جو خبر اسے سننے کو ملی تھی وہ اسکے پیروں سے زمین کسکانے کے لیے کافی تھی۔۔

وہ پریشانی سے خادم کو کچھ اہم ہدایت دیتا وہ وہاں سے پریشانی سے بھاگا تھا۔۔

ہیر نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو خود کو ایک بہت ہی خوبصورت کمرے میں اکیلا پایا وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی بیڈ سے اٹھی تھی تب ہی اسے کمزوری سے زور سے چکر آیا تھا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ سرعت سے بیڈ کی پائنتی تھام گئی ورنہ نیچے گر جاتی۔۔

میم آپ ٹھیک ہیں۔

خادم نے اندر آتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا۔

وہ کھڑی ہوتی سر ہلا گئی نظریں ارد گرد کسی کی تلاش میں تھیں لیکن وہ تھا ہی نہیں تو نظروں کو بھی مایوس ہی لوٹنا تھا نا۔۔

آپ اگر ٹھیک ہیں تو چلیں۔

وہ سر جھکائے ہی پوچھ رہا تھا۔

وہ سر ہلاتی اپنا بیگ پکڑتی ہوئی اسکے پیچھے چلنے لگی۔

انہیں میری فکر ہوتی تو میرے پاس رکتے نا, میں کہاں اور وہ کہاں شاید اس لیے ہی میں انکی نظروں میں ہی نہیں آتی۔

وہ لب کچلتی دلگرفتی سے سوچ رہی تھی۔۔

اب وہ کیا جانے وہ اسے بے ہوش دیکھ کر کتنا پریشان ہوا تھا وہ کیا جانے اسکے ہوش میں آنے سے پانچ منٹ پہلے ہی وہ وہاں سے نکلا تھا۔۔

غاذان پہلی فرصت میں ہی مصر روانہ ہو چکا تھا وہ اسکی آخری رسومات کو مس نہیں کرنا چاہتا تھا اپنے دوست کا آخری بار چہرہ دیکھنا چاہتا تھا۔۔
اسکی قبر کی تازی مٹی کو دیکھتیں اسکی آنکھیں نم ہو چکیں تھی وہ بہت مضبوطی سے جب سے وہاں آیا تھا اسکے خاندان کو صبر کی تلقین کر رہا تھا اس وقت سے وہی بھاگ دوڑ کر رہا تھا۔
سفید سوٹ میں ہاتھ پیچھے باندھے اپنے اکلوتے دوست کی موت اسکی آنکھوں میں آنسو لے آئی تھی وہ نہیں جانتا کہ وہ کبھی رویا ہو لیکن آج دل کر رہا تھا رونے کو۔۔

کتنی کم عمر لکھوا کر آئے تھے تم اسیر کتنا نیک دل تھا تمہارا تم ہمیشہ
میرے دل میں رہو گئے اسیر تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا خدا
تمہارے درجات بلند کرِے آمین۔۔!

آہستہ سے اسکی قبر کی مٹی پر ہاتھ پھیرتا ہوا وہ بڑبڑا رہا تھا۔
وہاں سے نکل کر وہ موم کے پاس چلا گیا وہ بھی صبح سے اسیر کے گھر پر
ہی تھیں اِسکے آخری رسومات کے بعد ہی وہ گھر لوٹیں تھیں۔
انکے پاس کچھ دیر بیٹھ کر وہ پاکستان کے لیے روانہ ہو گیا کہ ابھی اسے
مہرینہ کو سنبھالنا تھا پتا نہیں اسکی کیا حالت ہو گئی۔
وہ پریشانی سے ماتھا مسلتا ہوا سوچ رہا تھا۔

مہرینہ کو سفید جوڑا پہنا دیا گیا تھا۔

اسنے جو جو زیور پہنا ہوا تھا اسب اتر والیا گیا تھا۔

وہ حیرت سے سب کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔

لیکن چپ رہی !

صبح سے گہری رات ہو گئی تھی اس نے نا پانی کا گھونٹ پیا اور نا ہی کھانے کا لقمہ زبان پر رکھا۔۔

ہاتھ گھٹنوں کے گرد باندھے بازوں پر سر رکھے وہ روئی روئی آنکھوں سے پہلے والی مہرینہ نہیں لگ رہی تھی۔

مہر!

نرم آواز پر وہ چونک کر سر اٹھاتی سامنے دروازے کے فریم میں کھڑے وجود کو دیکھ کر اسکی طرف دوڑی تھی۔

اسکے کندھے سے لگتی وہ بے ساختہ رو دی تھی۔

اسنے نرمی سے اسے خود سے الگ کیا۔

مہر خود کو سنبھالو آنے والا اتنی ہی عمر لکھوا کر آیا تھا صبر کرو اسکے لیے مغفرت کی دعا کرو۔

وہ اسکے گالوں پر ہاتھ رکھے نرمی سے وہ سمجھانے لگا تھا۔

نفی میں سر ہلاتی وہ اور زور سے رونے لگی تھی۔

مہر پلیز تمہارے آنسو ہم سب کو تکلیف دیتے ہیں کیا تم چاہتی ہو تمہاری وجہ سے ہم سب بھی پریشانی میں رہیں کچھ کھائیں پیئے بھی نا اگر بھوکا رہنے سے کوئی واپس آجاتا یا غم و پریشانیاں کم ہو جائیں تو یقین کرو سب لوگ بھوکا ہی رہنا پسند کرتے لیکن آفسوس ایسا ممکن نہیں ہے ہمیں خود

کو مضبوط رکھنے کے لیے کھانا کھانا پڑتا ہے حالات چاہے جیسے بھی ہوں کھانا کھائے بغیر گزارا ممکن نہیں ہے۔۔۔

اسے بیڈ پر بٹھاتا وہ نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔

اگر وہ تھوڑی عمر لکھوا کر آئے تھے تو میری زندگی میں کیوں چلے آئے۔

وہ شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

وہ گہرا سانس لیتا اسے دیکھتا دانی (ملازمہ) کو کھانا لانے کا اشارا کر گیا تھا۔

وہ اب دھیرے دھیرے اسکا سر تھپکتا اسے کچھ کہہ رہا تھا۔

اسے سمجھا رہا تھا کہ مرنے والے کے ساتھ مرا نہیں جاتا۔

وہ اذیت سے مسکرا دی۔

آپ اپنی اس ریاست سے ابھی آگاہ نہیں سردار یہاں مرنے والے کے ساتھ اسکی جیتی جاگتی بیوی کو بھی مرنا پڑتا ہے وہ تو چلا جاتا ہے لیکن سہنا ایک بیوی کو پڑتا ہے جس پر باہر کی زندگی حرام کر دی جاتی ہے رنگوں کو

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اسکے وجود سے نوچ کر کسی کمرے اندھرے میں پھینک دیئے جاتے ہیں اس پر خوشیاں حرام کر دی جاتیں ہیں وہ بس ایک زندہ لاش ہوتی ہے جو زمین کے نیچے نہیں زمین کے اوپر دفنائی جاتی ہے آپ کیا جانے یہ لوگ اب مجھے پر کیا کیا ستم ڈھائیں گئے مجھے دیکھیں زرا مجھے یہ سفید سوٹ پہنا دیا گیا اور تلقین کی ہے کہ چار ماہ تک کمرے سے نا نکلوں لیکن چار ماہ کے بعد بس اتنا فرق آئے گا کہ میں اس گھر میں تو چل پھر سکتی ہوں لیکن باہر کی دنیا اب میں نہیں دیکھ سکتی یا پھر کسی رنڈوے یا بوڑھے سے بیاہ دیں گئے،

آپکی ریاست میں ایک بیوہ اور طلاق یافتہ کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے سردار میں بچپن سے یہ سب دیکھتی آئی ہوں۔۔

وہ تو ایک دم سے پھٹ پڑی تھی درد سے رو دی تھی۔۔۔

سردار نے ساکت نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

کسی اور کا مجھے نہیں پتا لیکن مہر تم پر یہ عدت اور چار دیواریاں لاگو نہیں کی جائیں گئ تم پہلے جیسے ہی جی سکو گئ۔

وہ دانی کے ہاتھ سے کھانا پکڑتا ہوا بولا تھا۔

وہ مہر کو ایسے نہیں دیکھ سکتا تھا اسکا دل پھٹ رہا تھا لیکن کیا کرتا وہ مجبور تھا یہ دکھ تو اسے برداشت ہی کرنا تھا۔

اسکا بڑھایا ہو لقمہ منہ میں لیتی وہ طنز سے ہنس دی تھی

آپ شاید ابھی پوری طرح میرے باپ سے آگاہ نہیں۔

وہ اسکے ہاتھ سے کھانے کے لقمے زبردستی خلق میں اتارتی طنز سے سوچ کر رہ گئ۔

سفید سوٹ بکھرے بال بنا کوئی زیور کے وہ مہرینہ تو نہیں لگ رہی تھی
جو فیشن کی دلدہ تھی جو ہر وقت ٹین شن سی رہتی تھی۔

خیام کے پیپرز ہو گے تھے تو اس نے واپس اپنی ڈیوٹی جوائن کر لی تھی
پیپرز اسکے بہت اچھے ہوئے تھے اسی خوشی میں وہ ہیر کے لیے اسکی پسند
کی آئس کریم لایا تھا۔
ہیر نے آدھی آئس کرم خود کھائی اور آدھی اسے کھلائی۔
دن بے کیف سے گزر رہے تھے۔
وہ اکیڈمی سے سیدھا سردار محل آیا تھا۔

شام کے چھ بج رہے تھے سردار نے اسے لیپ ٹاپ سے کچھ فائلز کو ریکور کرنے لے لیے بلایا تھا جو اسکے لیپ ٹاپ سے اڑ چکیں تھی اور خیام ان کاموں میں بہت ماہر تھا۔

وہ ایک گھنٹے کی محنت سے فائلز دوبارہ اسکے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر چکا تھا۔

راہدری سے ہوتا ہوا وہ برامدے میں آیا تھا جہاں ایک لوہے کا بھاری جالیوں والا دروازہ لگا ہوا تھا۔

وہ رکا تھا کہ اس طرف عموماً کوئی نہیں آتا تھا۔

اسکے روکنے کی وجہ سفید دوپٹہ تھا جو سیڑیوں پر بیٹھے وجود کے کندھے پر جھول رہا تھا۔۔

Zubi Novels Zone

وہ تاسف سے شیشے کی پلیٹ کو دیکھ رہا تھا جو سگریٹوں سے بھری ہوئی تھی۔

اتنی سموکنگ وہ بھی لڑکی ہو کر آپ کیسے کر سکتی ہیں۔

وہ بے ساختہ اس سے پوچھ بیٹھا تھا۔

وہ چونک گئی تھی۔

پھر پلٹ کر اسے دیکھتی طنز سے مسکرا دی۔

جب اندر آگ لگی ہو نا تو آگ ہی اس آگ کو بجھا سکتی ہے پانی سے تو وہ اور بھڑ کتی ہے۔

وہ سنجیدگی سے کش پر کش لگاتی ہوئی بولی تھی۔

خیام نے ناک چڑھا کر اسے دیکھا مانا کہ اس کا دکھ بڑا تھا لیکن کیا یہ دھواں اس دکھ کو کم کر سکتا تھا۔

وہ تاسف سے اسکے الجھے بکھرے بال دیکھتا ہوا بڑبڑایا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

جس کا سفید سوٹ میلا سا ہو گیا تھا آج پانچ دن سے اس نے وہی سفید سوٹ پہنا ہوا تھا۔۔

وہ اس دن سے صرف سموکنگ پر گزارا کر رہی تھی خوراک بہت کم کر گئی تھی لوگوں کی ترحم زدہ نظریں اسے اندر تک جلا دیتیں تھیں اور آج صبح ہی تو ایک عورت اسکی ماں کو کہہ رہی تھی اب کوئی کنوارا تو ملنے سے رہا کسی رنڈوے سے کر دینا اسکا نکاح گھر بٹھا کر مت رکھنا۔۔

وہ تو کسی کی بات برداشت نہیں کرتی تھی لیکن اس عورت کو وہ خالی خالی نظروں سے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

پلیز انکا استعمال ترک کر دیں یہ صحت پر بہت بری طرح اثر کرتے ہیں

۔

وہ اسکے نڈھال چہرے کو دیکھتا ہوا بولا تھا۔۔

وہ جواباً سر جھٹکتی ہوئی دوبارہ سے کش پر کش لگانے لگی تھی۔۔

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر لب بھینچتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

—

!ہی۔۔۔ر

ہی۔۔۔۔۔۔۔۔ر ساکت ہوئی تھی انہیں یوں اپنے سامنے دیکھ کر۔۔

کیسی ہو ہیر،

وہ گلاسز اتارتا مسکرا کر اس سے پوچھ رہا تھا۔

ہیر سے کتاب چھوٹتے چھوٹتے بچی تھی۔

شام کے ہلکے سرمئی اندھیرے میں اسے کوئی چمکتا ہوا روشن ستارا لگا تھا

وہ۔

جو وائٹ شرٹ بلیک تنگ جینز میں کافی سے زیادہ ہینڈسم لگ رہا تھا جبکہ

وہ نیلے سوٹ میں لمبے بالوں کا رف سا جوڑا بنائے سبق رٹ رہی تھی

جب اسکی آواز اسکے ویران دل میں کہکشاں سی کھلا گیا تھا۔

آپ کیسے ہیں اور مہرینہ کیسیں ہیں؟

کتاب بند کرتی اپنے احساست کو قابو میں رکھے وہ دھیمی مسکان سے سر

جھکائے ہی پوچھ رہی تھی۔

وہ لڑکی شرمیلی بہت تھی یہ غاذان تیمور جانتا تھا۔

وہ ٹھیک ہے آو تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔

وہ دور لگی کرسیوں کی طرف اشارا کرتا ہوا اس سے بولتا ہوا آگے بڑھا۔

"وہ بھی جلدی سے اسکے پیچھے اسکے قدموں کے نشان پر پیر رکھتی ہوئی چلنے لگی تھی۔

یہ لو تمہارے لیے۔

وہ بیٹھتا ہوا پاکٹ سے کچھ نکالتا اسکی طرف بڑھاتا ہوا بولا تھا۔

وہ کل دس دن بعد دبئی سے آیا تھا اور شاید اسکے لیے گفٹ تھا چھوٹے سے ریپر میں لپٹا۔

وہ گفٹ ریپر حیرت سے پکڑ گئی۔

کیا وہ اسکے لیے کچھ لائے تھے۔

وہ دھڑکتے دل سے سوچنے لگی تھی۔

ہیر بیٹھ جاو اور کھول کر بتاو کیسا لگا تمہیں تمہارا گفٹ۔

وہ ریلکس ہو کر بیٹھتا دھیمے لہجے میں اس سے بولا تھا۔

"وہ لمبے سے باکس پر چڑھائے ریپر کو کھولنے لگی تھی،اندر ویلوٹ کا عنابی کلر کا کیس تھا۔

وہ انجان تھی کہ اس میں کیا ہے۔

اسے کھولتی وہ حیرت سے دوچار ہوئی تھی اندر ایک وائٹ گولڈ کا لاکٹ سیٹ تھا۔

چھوٹے چھوٹے ٹاپس باریک سی نازک چین جس میں ہیر لکھا ہوا تھا۔

کیسا ہے۔

وہ حیرت سے دنگ بیٹھی لڑکی سے بولا تھا۔

یہ میرے لیے ہے۔۔

وہ حیرت کی زیادتی سے بمشکل بول پائی تھی۔

ہممم۔۔

وہ کافی کا کپ اٹھاتا ہوا بولا تھا جو ابھی ہوٹل کا ملازم رکھ کر گیا تھا۔

ہیر کا دل ٹرین کی رفتار سے دوڑنے لگا تھا۔

وہ حیرت کے سمندر میں ڈبکیاں کھانے لگی تھی کیا سچ میں ریاست کے سردار نے ایک ادنٰی سی لڑکی کے لیے اتنا مہنگا تحفہ لیا تھا وہ یقین نہیں کر پا رہی تھی۔

کیا آپ سچ میں لائیں ہیں یہ۔۔

وہ بے یقینی سے بھولپن سے پوچھ بیٹھی تھی۔

لیکن اپنی بات پر جانتی نہیں تھی ایسا نظارا دیکھنے کو ملے گا۔

ہاہاہا۔۔۔۔

وہ بے ساختہ قہقہ لگا بیٹھا تھا کہ اس لڑکی کے چہرے کے تاثرات بڑے مزاحیہ تھے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

نہیں یہ ایک بھوت لایا ہے۔

وہ دھیمے سے بولا تھا۔

وہ بھی مسکرائی بلکہ ہنسی تھی۔۔

ہی ـــــــــــ ر یہ نقلی ٹاپس اتار کر پھینک دو اور اس سیٹ کو پہنے رکھنا

، کبھی مت اتارنا میں اسی لیے ہلکا سا لایا ہوں۔۔

وہ اسکے نقلی ٹاپس کو دیکھتا ہوا بولا تھا جو کالے پڑ چکے تھے شاید وہ اسکے ان

ٹاپس کو دیکھ کر ہی لایا تھا کیونکہ ہی ـــــــــــ ر کو شوق تھا جیولری کا لیکن

وہ کبھی خرید نہیں سکی تھی۔

دبئی کے بہت بڑے شاپنگ مال سے اپنے لیے کچھ شاپنگ کرتے اسے

ہیر کے لیے جانے کیوں کچھ لینے کا خیال آیا تھا پھر اسکے کانوں میں

پڑے نقلی جیولری یاد آئی تو وہ لے آیا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

لیکن چین پر نام وہ لکھ کر دیتے تھے تو اس نے ہیر کا نام بھی لکھوالیا۔۔

ہی۔۔۔۔۔۔ر بھرے بھرے ہونٹوں میں دھیمی مسکان سجائے سر ہلا گئی۔

پاوں لگ رہا تھا زمین پر نا ہو جیسے ہواؤں پر ہوں۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

میں ابھی آئی۔

وہ کہتے ہی اندر کی طرف بھاگی تھی۔

! ہیر سنبھل کے

اسے ٹھوکر کھاتے دیکھ کر وہ بے ساختہ بولا تھا۔

سر اسکی طرف گھماتی پھر سر ہاں میں ہلاتی وہ اندر کی طرف دوڑ گئی تھی۔

وہ سر جھٹکتا کافی کے سپ لے رہا تھا جب وہ تین چار منٹ میں مٹھی میں کچھ پکڑے اسکے سامنے آئی تھی۔

ہیر چادر سر پر لو۔۔۔۔

اس نے نرمی سے ٹوکا تھا اسے۔۔

ہیر کا نیلا دوپٹہ سر سے کندھوں پر آگیا تھا دو تین لڑکے دور کھڑے ہیر کی طرف متوجہ ہوئے تھے اس لیے وہ اسے ٹوک گیا تھا۔

وہ جلدی سے دوپٹہ کندھوں سے سر پر اوڑھ گئی۔
یہ آپ کے لیے میں پرسوں لائی تھی۔
وہ اسکی طرف بڑھاتی ہوئی بولی تھی۔

وہ حیرت سے کپ ٹیبل پر رکھے اسکے ہاتھ میں ریڈ کلر کے پین کو دیکھ رہا تھا۔

جو کافی خوبصورت تھا۔

وہ اسے دیکھتا مسکرا دیا۔

ہیر بھی کھل کر مسکرائی۔

یہ کیوں !

وہ پین پکڑتا نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

آپ کی پاکٹ میں ہمیشہ پنسل لگی ہوتی ہے تو اس لیے لیا کیا آپ اسے بھی پاکٹ میں لگا سکتے ہیں؟

وہ جھجھکتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

وہ سنجیدگی سے سر ہلا گیا۔

دور بیٹھا ریاض کا آدمی ان دونوں کی پکس بنا کر ریاض کو سینڈ بھی کر چکا تھا۔۔۔

وہ رات کی کافی اپنی بالکنی میں بیٹھ کر پیتا تھا آج سارا دن وہ بہت بزی رہا تھا لوگوں کے مسلے نمٹاتے اسے شام ہو گئی تھی۔۔
کچھ تیمور صاحب بار بار اسے شائنہ سے نکاح کے لیے فورس کر رہے تھے وہ زینی طور پر تیار نہیں تھا شائنہ سے نکاح کے لیے وہ اسے ابھی جانچنا پڑتنا چاہتا تھا لیکن تیمور صاحب کی جلد بازی۔۔
وہ گہرا سانس لیتا کافی کے گھونٹ گھونٹ بھرتا فائل پر رکھا ہیر کا پین دیکھنے لگا۔۔

وہ غیر ارادی طور پر اسے دیکھتا جا رہا تھا جب تیمور صاحب نے اسکی نظروں کا تعاقب کیا۔

کیا سوچا ہے پھر۔۔

وہ اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے بولے تھے۔

وہ چونک کر انہیں دیکھتا ہنوز کافی کے سپ لیتا رہا۔۔

کس بارے میں؟

وہ سوالیہ آئی برو اچکا کر لاپرواہی سے بولا تھا۔

شائنہ کے بارے میں کب اس سے شادی کرو گے ڈیٹ دو فائنل کرنی ہے سردار غازان تیمور۔۔

وہ ایک ایک لفظ دانت پیس کر بولے تھے۔

وہ مسکرایا تھا انکے تپے چہرے کو دیکھ کر۔۔

ڈیڈ میں نہیں کرنا چاہتا شادی اتنی جلدی، یار آپ سمجھو جلد بازی میں

،میں کچھ خراب نہیں کرنا چاہتا۔

وہ کپ ٹیبل پر رکھتا ہوا سنجیدگی سے بولا۔

جس پر تیمور صاحب لب بھینچے بیٹے کو گھورنے لگے۔۔

تمہیں کہی وہ لڑکی پسند تو نہیں آ گئی۔

وہ طنز سے پوچھ رہے تھے۔

وہ جواباً حیرت سے انہیں دیکھنے لگا۔

! نو ڈیڈ آپ کو ایسا کیوں لگا

وہ حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

تو تیار ہو جاو میں نے طلاق نامہ بنوا لیا ہے ایک دو دن تک تمہیں مل

جائے گا تو سائن کر دینا اس غریب لڑکی کو میں اور تمہارے ساتھ نہیں

دیکھنا چاہتا سمجھے اور ہاں تم میرے بیٹے ہو اور میں تمہارا باپ ہمیشہ سے

Zubi Novels Zone

تمہاری ہی مان رہا ہوں تم نے کہا میں یہاں نہیں رہنا چاہتا مصر جانا چاہتا ہوں میں نے خود پر جبر کر کے تمہیں مصر بھیجوا دیا تم نے جو جو کہا وہ تمہاری پسند سے ہوا اب شادی تو کم از کم میری پسند سے کر لو تا کہ مجھے بھی لگے کے میرا بیٹا میرا فرمانبردار ہے نا کہ نافرمان۔

وہ چہرے پر غم زدہ تاثرات لاتے ہوئے غمگیں لب و لہجے میں بولتے سچ میں بیٹے کو اینو شنل کر گئے کہ وہ ان سے بہت محبت کرتا تھا وہ انکی ہی خاطر یہاں رہ رہا تھا ورنہ اسکا کب دل لگتا تھا یہاں۔۔۔۔

اوکے جو مرضی ہے کریں لیکن پلیز ایندا اسے میرے سامنے رویئے گا مت۔۔

سنجیدگی سے کہتا وہ وہاں سے سرعت سے اٹھتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

پیچھے وہ اپنی ایکٹنگ پر مسکرا دیئے۔۔

سردار تین دن کے لیے مصر چلے گئے تھے رائنہ سے ملنے کیونکہ نہیں موسمی بخار اسا تھا اور وہ ماں کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔

مہرینہ نے چونک کر لاونج میں بیٹھی عورت کو دیکھا۔

اسکا کالج جانا باہر نکلنا سب بند تھا وہ سردار سے آج کل میں ان سب کی شکایت لگانے والی تھی لیکن وہ مصر کے لیے نکل چکے تھے۔

وہ عورت اسے دیکھنے آئی تھی اپنے پنتیس سالہ بھائی کے لیے جس کے پہلے سے دو بچے تھے لیکن بیوی کو طلاق دے کر بچے بھی بیوی کو ہی لکھ دیئے تھے۔

وہ عورت اسے ناقادانہ نظروں دیکھتی رہی وہ شاید خاص مطمئن نہیں ہوئی تھی اسے سے کہ وہ کافی ملگجے سے خلیے میں تھی،

وہ عورت کافی امیر ترین لگ رہی تھی جاہلوں کی طرح سونے سے لدی ہوئی تھی جیسے لوگوں پر اپنے امیر ہونے کی ڈھاک بٹھانا چاہ رہی ہو۔۔

بہن مجھے اسکی کوئی تصویر دے دیں تاکہ میں اپنے بھائی کو دیکھادوں اسے پسند آئی تو تو ہی بات آگے بڑھے گئی۔

وہ عورت مغرور تاثرات سے بولی جیسے انکا بھائی کنوارا اور بیس سال کا ہو

۔

لب بھینچتی ہوئی وہ کھڑی ہوتی

اس عورت کی طرف آئی تھی۔

کھڑی ہوں۔

اسکے تیکھے لہجے پر نوشین سمیت سب ہی بھوکھلا گئے تھے۔

وہ عورت نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

میں نے کہا کھڑی ہوں یا اونچا سنتی ہیں آپ۔

۔

وہ اس بار چلائی تھی۔

وہ عورت چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتی ہوئی اٹھی تھی۔۔

وہ دروازہ ہے اس گھر کا شرافت سے چلیں جائیں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔

مہرینہ۔۔۔

نوشین نے اسکا بازو دبوچتے ہوئے اسے تنبیہی لہجے میں پکارا۔۔

چھوڑیں مجھے شرم آنی چاہیئے آپ لوگوں کو۔

وہ خلق کے بل چلائی تھی۔

اور آپ ابھی تک یہی کھڑیں ہیں کوئی عزت وزت ہے یا وہ بھی بیچ کر گہنے ہی خرید چکیں ہیں آپ۔

سینے پر ہاتھ باندھتی وہ اس بار طنز سے بولی۔

ارے کتنی بدزبان ہے تمہاری بیٹی اسکی شادی مت کرواسے گھر پر ہی بٹھا کر رکھو کے اس جیسی لڑکیوں کی شادی نہیں ہوتی۔

وہ عورت اپنا بیگ اٹھاتی ہوئی تیکھے لہجے میں پھنکاڑی۔

میں یہی ٹھیک ہوں آپ جائیں جاکر اپنے کنوارے کم سن بھائی کے لیے کوئی دودھ پیتی بچی ڈھونڈیں اور آئندہ ادھر کارخ کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔

وہ سپاٹ لہجے میں مسکراتی ہوئی بولی تھی۔

ارے چل دفع ہو تجھے تو کوئی طلاق یافتہ تو کیا رنڈوا بھی منہ نا لگائے آئی بڑی بڑ بڑ کرنے والی وہ عورت تیکھے لہجے میں کہتی اسے دھکا مار کر چلتی بنی ارے بہن میری بات تو سنیں۔

نوشین اور شرمین بھوکھلاتے ہوئے اس عورت کے پیچھے بھاگیں تھیں جبکہ وہ تاسف سے ماں اور چاچی کو دیکھتی رہ گئی۔

کیا ضرورت تھی یہ سب بکواس کرنے کی۔

نوشین اسکا رخ اپنی طرف کرتی ہوئی غصہ ہوئی تھی اس پر۔۔۔

وہ ہنسی۔۔

امی مجھے بیوہ ہوئے ایک ماہ ہوا ہے اور آپ مجھے اس گھر سے نکالنے کے درپے ہو گئی کیا میں بوجھ بن چکی ہوں آپ پر۔

وہ درد بھرے لہجے میں بولتی نوشین کا دل دہلا گئی۔۔

نہیں میری بیٹی ایسا نہیں ہے میں نہیں چاہتی تم ہمیشہ اس محل کے چار دیواروں میں بھٹکتی رہ جاو،

ہم تمہیں تمہارے گھر کا ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں پھر تمہاری بہن کا بھی تو سوچنا ہے وہ تم سے بڑی ہے مہرینہ۔

نوشین اسے سینے سے لگاتی ہارے ہوئے لہجے میں بولیں۔

وہ لب بھینچے ان سے اپنا آپ چھڑاتی ہوئی سیڑیوں کی طرف بڑھ گئی۔

شرمین نے طنز سے نوشین کو دیکھا تھا۔

"بہت اتراتی پھرتیں تھی اپنے بیٹے اور بیٹوں پر اب بھگتو۔۔

وہ دل میں کمینگی سے سوچ کر رہ گئیں۔

تیمور صاحب نے شادی کی تاریخ دے دی تھی ریاض صاحب کو وہ خوش ہوتے ثمرینہ کو لے گئے تھے ثمرینہ جانا تو نہیں چاہتی تھی لیکن بھائیوں کی وجہ سے چلی گئی کہ وہ اپنی وجہ سے سب کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

شائنہ کے پاوں زمین پر پڑنے سے انکاری تھے۔

فائنلی سردار غاذان اسکا ہونے والا تھا وہ ہیر کو اسکی زندگی سے جلد نکالنے والی تھی آخر وہ کب تک اسکے ہونے والے شوہر پر قابض رہتی۔۔۔

خیام نے ساکت نظروں سے گھر کی سجاوٹ کو دیکھا۔۔

تو کیا سردار اسکی بہن کو چھوڑنے والا تھا یہ خیال ہی اسکا دل چیر گیا تھا۔۔

وہ اپنی بہن کی رگ رگ سے واقف تھا کیا وہ نہیں جانتا تھا اسکی بہن انکے لیے کس قدر پاگل تھی انکا نام ہی اسکے چہرے پر قوس وقزاح کے رنگ بکھیڑ دیتے تھے وہ ہیر سے کیا کہے گا۔

وہ لب بھینچتا ہوا وہاں سے برے دل سے نکل گیا تھا۔

محل کو دس دن پہلے ہی سجایا جا رہا تھا آخر کو ریاست کے سردار کی شادی تھی۔۔۔۔

وہ بازار میں اپنے لیے بکس وغیرہ لینے آئی تھی پھر خیام کے لیے دو تین شرٹس لینے مال چلی آئی۔

اسکے لیے اچھی سی دو شرٹ لیتی وہ وہاں سے پلٹ رہی تھی جب اسکی نظر

ہینگر پر لٹکتی ایک نیوی بلیو کلر کی شرٹ پر پڑی جس پر سفید بٹن لگے ہوئے تھے شرٹ اچھی خاصی مہنگی تھی۔

اسکی قینحمنت سن کر وہ مایوس ہوئی اس کے پاس تو صرف پانچ سو تھا جبکہ سیلز مین پندرا سو کی شرٹ بتا رہا تھا۔

وہ لب بھینچے حسرت سے اس شرٹ پر نظریں جمائے کھڑی رہ گئی۔۔

آنکھوں میں آنسوں سے چمکنے لگے تھے۔

بکس کو دیکھ کر اسے اچانک ہی ایک خیال سرعت سے آیا تھا۔

بکس لے کر وہ جلدی سے بکس والی دکان کی طرف دوبارہ سے بھاگی۔۔

وہ بکس واپس کر چکی تھی۔

بھائی میں پھر لے لوں گئی۔

ان سے پیسے لے کر وہ عجلت میں کہتی ہوئی اسی شاپ میں گئی شرٹ خریدی اور ہوٹل چلی آئی وہ شرٹ چپکے سے کبڈ کی تہ میں رکھ دی۔۔

مہرینہ کا رشتہ سہیر خانم نے پاس کے گاؤں میں بہت بڑے جاگیر دار سے طے کر دیا تھا بنا گھر میں سے کسی سے پوچھے بس بھائیوں سے صلاح مشورہ کیا اور ایک شادی شدہ آدمی سے کر دی اسکی بات پکی اس سے جس کی پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہیں تھی۔

شبیر جاگیر دار کو مہرینہ پسند آئی تھی اسکی یونی کی پکس دیکھ کر اس نے ہاں کر دی اور پھر ایسے میں آنا فانا رشتہ بھی طے ہو گیا بنا مہرینہ سے پوچھے

--

وہ لاونج میں بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی سارے گھر کی خوب صفائی ہو رہی تھی آج ,

وہ نا سمجھی سے سب دیکھتی رہی--

لیکن چونکی تب جب بار بار نوشین نے اسے تیار ہونے کو کہا---

لیکن وہ ہر بار سر جھٹک گئی--

وہ ٹھٹھکی--

لاونج میں چار پانچ خواتین آئیں تھی دو مرد بھی پیچھے تھے--

مہرینہ صبح سے بیٹھو یا کمرے میں چلی جاو--

مہدیہ نے ڈھیٹ بنی بیٹھی مہرینہ کو ٹھوکا مارا لیکن وہ آنے والوں کو نا سمجھی سے دیکھتی ٹھس سے بیٹھی رہی جواب اسکے قریب آچکے تھے اور باری باری سب اسے پیار دینے لگے تھے۔

بہت پیاری بچی ہے آپکی نوشین۔۔

ایک عورت نے اسے محبت سے دیکھتے ہوئے ان سے کہا۔۔

وہ ابھی ابھی نہا کر بیٹھی تھی وائٹ سوٹ اوپر بلیک وائٹ کڑھائی والی چادر لیے وہ آج اچھی لگ رہی تھی۔

وہ آنے والوں کا مطلب سمجھ چکی تھی۔

تو کیا اب میرے گھر والے مجھے اس گھر میں نہیں رہنے دینا چاہتے۔

وہ دلگرفتی سے سوچتی اٹھی تھی وہاں سے جب ایک بزرگ خاتون نے اسے واپس بٹھالیا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

زبیدہ جب بچی پسند ہے تو چھوٹی سی رسم کر لیتے ہیں۔

بڑی عمر کی عورت شاید اپنہ بہو سے بولی تھی۔

نوشین اور سب گھر والے صرف مہرینہ کو ہی دیکھ رہے تھے۔۔

وہ زبردستی اسکی انگلی میں بھاری سونے کی انگوٹھی پہنا چکے تھے۔

سب لوگ منہ میٹھا کرنے لگے تھے۔

وہ بت بنی سب کو پتھرائی نظروں سے دیکھتی رہی۔۔۔

! سردار آپ کہاں ہیں

وہ آنکھوں میں آئی نمی پیتی ہوئی اس شخص کو یاد کرنے لگی جو اس گھر میں

سب سے زیادہ اس سے محبت کرتا تھا جو کہتا تھا مہر میں تمہارے ساتھ

کوئی ناانصافی نہیں ہونے دوں گا۔

ـــــــــــــــــــــــــــــــــ

کس کی اجازت سے آپ لوگوں نے میرا رشتہ طے کیا ہے بھاڑ میں گیا یہ رشتہ میری جوتی کرتی ہے اس سے شادی سمجھے آپ لوگ۔۔

انکے جانے کے بعد وہ ایک دم سے پھٹی تھی محل والوں کی بے حسی پر۔۔

آہستہ بولو تمہارے بابا بیٹھک میں ہیں۔

نوشین نے ترلے سے اسے چپ کروانا چاہا۔

تو کیا کروں سنتے ہیں تو سن لیں یہ لیں اپنی سوہنی انگوٹھی۔

ایک دم سے مشتعل ہوتی انگوٹھی انگلی سے اتار کر وہ زور سے فرش پر پٹخ چکی تھی۔

لیکن براہوا وہ رنگ جاکر سہیر خانم کے قدموں میں آکر گری تھی۔

وہ قہر بھری نظروں سے بیٹی کے مشتعل وجود کو دیکھ رہے تھے ساتھ

خشام خانم بھی تھے اور داود بھی تھا جو بہن کو بہت غصے سے دیکھ رہا تھا۔

مہرینہ نے بے تاثر نظروں سے باپ بھائی کو دیکھا۔۔

کیا حرکت ہے یہ۔۔

وہ بیٹی کے نزدیک آتے ہوئے اس پر چلائے۔

وہ انکی آنکھوں میں دیکھتی رہی بنا ڈرے۔

نوشین نے ہولتے ہوئے بیٹی اور شوہر کو دیکھا جو آج آمنے سامنے تھے۔

نظریں نیچی کرو بے شرم لڑکی۔

وہ مشتعل ہوتے پوری قوت سے چلائے تھے۔۔

سب اپنی اپنی جگہ کانپ کر رہ گئے۔

سوائے مہرینہ کے۔

بے شرم کیوں کہا آپ نے کونسے میں نے باہر عاشق پال رکھے تھے کونسا میں اپنے لیے یار پسند کر بیٹھی ہوں گھر سے بھاگی نہیں ہوں تو بے شرم کیسے اگر اپنے حق کے لیے بولنا بے شرمی ہے تو ہاں مہرینہ سہیر خانم دنیا کی سب سے بے شرم لڑکی ہے نہیں کرے گئ وہ آپ لوگوں کے پسند کیے بوڑھے سے شادی اپنی پسند سے کرو۔۔۔۔۔

چٹاخ, چٹاخ، چٹاخ، چٹاخ۔

اگلا فقرہ منہ میں ہی رہ گیا تھا پے در پے تھپڑوں نے اسے فرش کی دھول چٹادی تھی۔

معاف کر دیں اسے بچی ہے نا سمجھ ہے۔

نوشین بیٹی کے اوپر گرتے ہوئے بے بسی سے روئی۔

بکواس بند کرو تم نے ہی اسے سر چڑیار کھا ہے دیکھتا ہوں کیسے نہیں کرتی تم شادی کل ہی ہو گا تمہارا نکاح بتا چکا ہوں میں انہیں اور اب اگر تمہارے منہ سے ایک لفظ بھی نکلا تو ہمشہ کے لیے تمہیں گونگا کرنے میں مجھے زرا آفسوس نہیں ہو گا۔۔

وہ ایک دم سے چلائے تھے۔

سب لڑکیاں کونوں میں سہمی سی کھڑیں تھیں۔۔

چلو یار بس کر دو ابھی بچی ہے سمجھ جاے گئ آہستہ آہستہ۔

خشام صاحب نے بھائی کو آرام کرنا چاہا۔

نہیں چاچو بابا کا رویہ اس سے ٹھیک ہے یہ کچھ زیادہ ہی سر چڑھ چکی ہے۔

داور بھی اس پر غصہ تھا بہت۔۔۔۔۔

وہ خون آلود چہرہ اوپر اٹھائے انہیں سپاٹ نظروں سے دیکھتی رہی۔۔

چہرہ زور سے فرش پر لگنے سے دانتوں سے خون رسنے لگا تھا اسکا۔۔

اب اس لڑکی کو میں زرا اس گھر میں برداشت نہیں کروں گا۔۔

وہ غصہ سے کہتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔

پیچھے خشام اور داور بھی بڑھے۔

نوشین نے ساکت بیٹھی بیٹی کو سیدھا کیا۔

وہ خالی ویران آنکھیں لیے مہدیہ کے ساتھ کسی بے جان گڑیا کی طرح کھینچتی چلی گئی۔

نوشین صوفے پر بیٹھتی رونے لگی تھی اور شرمین انہیں چپ کروا رہی تھی اوپر اوپر سے۔۔۔

—

ہیر نے ساکت نظروں سے ساریا کو دیکھا۔

ساریا یہ تم نے کیا کیا۔

اپنے بالوں کو دیکھتی وہ وحشت سے بولی۔۔

اسکے لمبے سیدھے خوبصورت بال اب بمشکل کندھوں سے نیچے تک آرہے تھے۔۔

یونی سے ساریا اسے زبردستی پارلر لے آئی کہ تمہارے بالوں کی نیچے سے کٹنگ کرواوں گئی تو زیادہ بڑھیں گئے۔
وہ منع کرتی رہی لیکن ساریا نے کہا ایک انچ ہی تو کٹیں گئے اس سے کچھ فرق نہیں پڑے گا لیکن وہ تو اسکے سارے بال کٹوا چکی تھی۔

ارے یار یہ فیشن ہے تم تو صدا مائی جی ہی بنی رہتی اب دیکھو تم پر یہ ہیئر کٹ کتنا سوٹ کر رہا ہے۔
ساریا اسکے بالوں کو ہلاتی ہوئی لاپرواہی سے بولی۔

جبکہ وہ نیچے گرے بالوں کو دیکھتی او نچا و نچا رونے لگی تھی ساریا سمیت وہاں سب لوگوں نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

یہ تم نے کیا کر دیا ساریا تم جانتی تھی مجھے اپنے بالوں سے کتنی محبت تھی ۔

وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

ارے یار ریلکس پھر سے بڑے ہو جائیں گئے اس میں اتنا اوور ریئیکٹ کی کیا ضرورت ہے بھلا۔

ساریا نے اپنے لمبے بالوں کو انگلیوں سے لہراتے ہوئے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا۔

وہ اسے زخمی نظروں سے دیکھتی وہاں سے غصے سے بھاگی تھی۔

ساریا بھی اپنا سٹائلش بیگ پکڑتی اسکے پیچھے پیچھے بھاگی۔

اسکے ساکت بیٹھے وجود کو زبردستی سجایا سنوارا جا رہا تھا۔۔

وہ بنا کوئی حرکت کیے پتھرائی ہوئی نظروں اپنے اپنوں کو دیکھتی رہی۔

اسے ریڈ کلر کی بہت بھاری اور خوبصورت فراک پہنائی گئی تھی گولڈ کی بھاری جیولری بنا میک کے وہ دلہن بنی عجیب ہی لگ رہی تھی کہ اس نے سختی سے میک اپ کرنے سے منع کردیا تھا جس پر سب نے اسے بہت سمجھایا ترلے کیے لیکن وہ نا مانی۔۔

سردار آپ بھی انھی کے جیسے ہیں آپ کی ہی وجہ سے آج میری یہ حالت ہے۔

وہ نکاح نامے پر سائن کرنے کو جھکتی ہوئی درد بھرے دل سے سوچ رہی تھی۔

شبیر بہت چاہ سے اپنی نئ نویلی دلہن کو دیکھ رہا تھا۔۔

۔۔

! ایک منٹ

مہری۔۔۔

وہ اپنا نام ابھی آدھا ہی لکھ سکی تھی جب بھاری سنجیدہ آواز پر اسکا ہاتھ ساکت ہوا تھا۔۔

وہ ایک دم سے سر اٹھاتی ہوئی اس طرف دیکھنے لگی،

وہ غصے سے قریب آیا تھا۔

اسکے آگے سے پیپرز جھپٹتا وہ ایک دم سے سارے پھاڑ کر سب کے منہ پر پھینک چکا تھا۔

سب کھڑے ہوتے سردار کو غصہ حیرت سے دیکھنے لگے۔

سوچ بھی کیسے لیا آپ لوگوں نے کہ مہر کی شادی میرے بنا کسی بھی ارے غیرے سے کر دیں گئے زندہ ہوں میں ابھی مرا نہیں۔

وہ وخشت سے سب پر چلایا تھا۔۔

تم سردار ہو تو تمہارا لحاظ کر دیا ہے ورنہ کوئی اور ہوتا تو اب تک اپنی آخری سانسیں گن رہا ہوتا۔۔

شبیر جاگیر دار غصے سے چلایا۔

آواز نیچی!

اپنے آگے اونچی آواز سننا مجھے پسند نہیں سمجھے تم،

اور چاچو آپ اسکے باپ ہیں یا کوئی غیر مجھے نہیں لگتا یہ آپکی بیٹی ہے۔

وہ اپنی طرف قہر سے دیکھتے سہیر خانم پر پھنکارا تھا۔

تم ہوتے کون ہو؟ وہ میری بیٹی ہے میں جس سے چاہوں اسکی شادی کر دوں تم ہوتے کون ہو یہ حرکت کرنے والے سردار اپنے رتبے پر ہی رہو تو بہتر ہو گا ورنہ تم مجھے اچھے سے جانتے ہو سمجھے۔۔

سہیر خانم قہر بھری نظروں سے اسے دیکھتے ایک ایک لفظ چبا کر بولے تھے۔

Zubi Novels Zone

غازان تم اندر چلو۔۔۔

تیمور صاحب بولے تھے جب وہ ہاتھ سے انہیں اشارا کر گیا لیکن دیکھتا سہیر خانم کو رہا۔

چاچو اگر وہ آپکی بیٹی ہے تو میں بھی خدا کی قسم اسے اپنی بیٹی ہی مانتا ہوں مجھے تو وہ اتنی عزیز ہے کہ میری جان نکل رہی اسے اس طرح دیکھ کر اور

آپ کہہ رہے ہیں میرا اس سے کیا تعلق ہے اپنے جیتے جی یہ سردار مہر
, سے کوئی زیادتی نہیں ہونے دے گا یہ میرا وعدہ تھا مہرینہ سے
اور وعدے نبھانا غازان تیمور کو اچھے سے آتے ہیں۔۔۔
اسکی سرد آواز پر سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔۔

_

سردار غازان اس سے پہلے میں بھول جاوں تم ایک سردار اور میرے
بھتیجے _ ہو نکل جاو یہاں سے یہ میری بیٹی ہے جس سے چاہوں بیاہ
دوں تم ہوتے کون ہو بیچ میں بولنے والے کہنے سے کوئی کسی کا باپ
نہیں بن جاتا۔
وہ بھی سیر تھے کسی کی نا سننے والے۔
سردار مسکرایا۔

آپ بھتیجے کو تو یہاں سے بھیج سکتے ہیں لیکن ریاست کے سردار کو یہاں سے جانے کے لیے آپ نہیں کہہ سکتے بہتری اسی میں ہے میری بات مان لی جائے ورنہ جیل میں ڈلوا سکتا ہوں لڑکی کی زبردستی شادی کروانے کے جرم میں اور یہ کرتے مجھے زرا بھر افسوس نہیں ہو گا۔۔

وہ آرام سے ہاتھ پشت پر باندھتا ہوا سرد سے لہجے میں بولا تھا۔

سب نے پریشانی سے اسے دیکھا آخر وہ چاہتا کیا تھا کیوں بنی بنائی بات بھگارنے پر تلا ہوا تھا۔

سہیر نے طنزیہ نظروں سے بھائی کو دیکھا۔۔۔

تیمور نے نظروں ہی نظروں میں اسے تسلی دی تھی۔

غاذان تم تھک گئے ہو گئے جاو اپنے روم میں آرام کرو۔

تیمور خانم کی غصیلی آواز پر وہ انکی طرف مڑا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

مہرینہ سر جھکائے ساکت بیٹھی تھی جیسے وہ وہاں ہو ہی نا اسکا دل اچاٹ ہو گیا تھا ان رشتوں سے جو صرف دنیا کے لیے ہی جیتے تھے اپنوں کی تکلیف انہیں نظر نہیں آتی تھی اگر آتی بھی تھی تو وہ آسانی سے نظر انداز کر دیتے کیسے رشتے تھے یہ کیا یہ صرف نام کے ہی رشتے تھے بناوٹی۔

ڈیڈ پلیز آپ بیچ میں مت بولیں تو بہتر ہو گا یہ مت بھولیں میں آپ سب کا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ سردار سے اونچے لہجے میں بات کرنے والے کی کیا سزا ہوتی ہے آپ لوگ اچھے سے جانتے ہیں میری نرمی کا ناجائز فائدہ مت اٹھائیں آپ سب۔

اسکے سخت و ترش لہجے پر تینوں بھائیوں نے اسے پریشانی سے دیکھا تھا۔

ٹھیک ہے نہیں کرتے اسکی شادی کسی ایسے ویسے مرد سے اگر تم ابھی کنوارا لے آو تو میں یہ رشتہ توڑ دوں گا۔

سہیر خانم اسکے سامنے آتے ہوئے طنز سے بولے کہ وہ جانتے تھے کوئی کنوارا لڑکا اسے نہیں ملے گا اور اتنی جلدی تو ہر گز نہیں۔۔

غاذان نے ٹھٹھک کر انہیں دیکھا۔

تیمور نے بھی کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا کہ اب آیا اوّنٹ پہاڑ کے نیچے

۔

وہ ان بھائیوں کو کچھ دیر سنجیدگی سے دیکھتا رہا۔

اوکے تو پھر ڈن ہوا آپ لوگ ایک دو دن کا وقت دیں مجھے۔

وہ بھی کندھے اچکاتا سنجیدگی سے بولا تھا۔

نہیں سردار جی ابھی اسی وقت ہو گا نکاح کیا کہتے ہو پھر۔

سہیر خانم فل موڈ میں میدان میں اتر چکے تھے جانتے جو تھے بات نا ممکن سی ہے۔

لیکن اتنی جلدی کیسے ارینج ہو سکتا ہے آپ لوگ کم از کم کچھ دن کا وقت تو دیں مجھے۔۔

وہ کافی غصے سے بولا۔

نکاح ابھی ہو گا ورنہ پھر کبھی نہیں ہو گا۔۔

تیمور خانم بھی سنجیدگی سے بولے۔

وہ ہونٹ بھینچے انہیں دیکھتا رہا۔

ایک گھنٹہ کا وقت دیں مجھے۔

وہ اس بار خاصے روعب سے بولا۔

دیا گھنٹے کا وقت لیکن لڑکا کنوارا ہو پڑھا لکھا ہو اچھے اور امیر خاندان سے ہو۔۔

سہیر خانم کی شرط سن کر اسکے کشادہ پیشانی پر کافی بل نمودار ہوئے تھے ۔

جاو بیٹا رشتہ ڈھونڈو تمہارے وقت میں دو منٹ بیت بھی چکے ہیں۔

خشام نے بھی اس بار گفتگو میں حصہ لیا۔

وہ لب بھینچے وہاں سے تیزی سے نکلا تھا پیچھے گارڈز کی فوج بھی لپکی تھی ۔

مہرینہ طنز سے مسکرادی۔

سردار بھی بھولے ہیں بھلا انکی ریاست میں ایک بیوہ کو اچھا اور کنوارا لڑکا کیسے مل سکتا تھا۔

شبیر جاگیر دار نے غصے بھری نظروں سے سہیر کو دیکھا جنہوں نے اسے ریلیکس رہنے کا کہا اور اسکے پاس آئے۔

ڈونٹ وری سردار کو کہی سے رشتہ نہیں ملے گا میری بیٹی کا نکاح صرف تم سے ہی ہو گا۔

انہوں نے اسکا کندھا تھپکتے ہوئے اسے تسلی دی۔۔

جبکہ مہرینہ نے غصے سے اپنے باپ کو دیکھا تھا۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

ہیر نے سرخ آنکھوں سے اپنے بالوں کو دیکھا۔

اسکے بال کمر سے نیچے تک جاتے تھے، کتنی محنت سے اسکی چچی امی نے تیل لگا لگا کر اسکے بال بڑھائے تھے اور ایک جھٹکے سے اسکے بال کیسے

اتنے چھوٹے ہو گئے افف میں کیا کروں گئی کیسے رہوں گئی اپنے بالوں کے بغیر۔

وہ بیڈ پر بیٹھتی دونوں ہاتھوں میں منہ چھپاتی رونے لگی تھی اسکی معصومیت کا لوگ ایسے ہی تو فائدہ اٹھاتے تھے۔۔

آپی ایسے رونے سے کیا ہو گا جو ہونا تھا وہ ہو گیا نا اب بس کر دیں رونا، پھر سے بڑھ جائیں گئے بال۔

خیام نے ہیر کو صبح سے روتے دیکھ کر اب پریشانی سے اسے ٹوکا تھا۔۔

خیام چچی امی کی نشانی تھے میرے بال انہوں نے کتنی محنت کی تھی میرے بالوں پر پتا نہیں کیسے اتنی جلدی میرے بال کاٹ دیئے انہوں نے خ اور مجھے پتا بھی نہیں چلا۔

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

چپ بس اب آپ نے نہیں رونا جو ہوتا تھا وہ ہو گیا اب رونے کا کیا فائدہ

ہے۔

اس نے ہی ــــر کا سر تھپکتے ہوئے تسلی دی۔

وہ آنکھوں میں آئی نمی پیتے ہوئے سر جھکا گئی۔

تب ہی وہ چونکی تھی جانی پہچانی خوشبو کی دلفریب مہک پر،

تب ہی دروازہ کھلا تھا اور وہ عجلت سے اندر آیا تھا۔

وہ دونوں اسے دیکھتے بیڈ سے کھڑے ہوئے تھے۔

ہی ــــر کی آنکھیں جل تھل ہوئیں تھیں اپنے مسیحا کو سامنے دیکھ کر۔

وہ جلدی سے چادر سر پر اوڑھ گئی وہ انہیں اپنے چھوٹے چھوٹے بال

نہیں دیکھانا چاہتی تھی۔

ہی ــــر کیسی ہو تم۔

وہ اتنی پریشانی میں بھی اسکی خیر خیریت پوچھنا نہیں بھولا تھا۔

وہ سر ہلا گئی بولی نہیں کہ گلہ بیٹھ چکا تھا رو رو کر۔۔

گڈ۔۔

خیام باہر آو تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔

وہ ہیر کی سرخ آنکھیں غور سے دیکھتا ہوا خیام سے بولا تھا۔

خیام سرعت سے سر ادب سے جھکا گیا۔۔

وہ انہی قدموں سے باہر نکل گیا۔

خیام اسے ریلکس رہنے کا اشارا کرتا ہوا انکے پیچھے بڑھا تھا۔

ہیر کا دل خالی ہوا۔

سردار تھوڑی دیر رکے بھی نہیں تھے۔

اب وہ کیا جانے ریاست کے سردار کو کتنی پریشانیوں سے سامنا تھا۔

خیام مجھے کچھ کام ہے تم سے کیا تمہاری نظر میں کوئی اچھا لڑکا ہے جسکا خاندان بھی اچھا کھاتا پیتا ہو اور شادی کے خواں ہوں مجھے یہاں سیٹل ہوئے زیافہ عرصہ نہیں ہوا تو میں پرسنلی کسی کو اتنے اچھے سے جانتا نہیں ہوں شہنام بھی یہاں نہیں ورنہ مجھے کوئی پریشانی نا ہوتی۔

وہ چاہتا تو کسی کو بھی شادی کے لیے لے جاتا کہ اسکے کہنے کی دیر تھی کونسا کسی نے اسکی بات کا انکار کرنا تھا۔

لیکن وہ جلد بازی میں مہرینہ کی زندگی خراب نہیں کرنا چاہتا تھا وہ نہیں چاہتا تھا وہ ایک عذاب سے نکل کر کسی دوسرے عذاب سے دوچار ہو اور وہ بھی اسکی جلد بازی کی وجہ سے وہ حقیقت مہرینہ سے بہت پیار کرتا تھا کہ یہ اسکے چہرے سے پتا چل رہا تھا۔۔

خیام نے حیرت سے انہیں دیکھا پھر کچھ سوچتا ہوا مایوسی سے سر انکار میں ہلا گیا۔

وہ گہرا سانس لیتا ادھر ادھر چکر لگانے لگا آدھا گھنٹہ رہ گیا تھا۔

کہاں سے ڈھونڈو مہرینہ کے لائق لڑکا۔

وہ پریشان ہوا اٹھا تھا۔

پھر اسکی نظرِیں اچانک سے خیام پر ٹھہریں تھیں۔۔

جو بلیو تنگ جینز پر وائٹ شرٹ پہنے ہوا تھا سلیقے سے بال جمائے خوبصورت نقوش والا سلجھا سا لڑکا اور ذہانت تو اسکی ایکسٹرا کوالٹی تھی وہ لڑکا کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل ہو سکتا تھا لیکن تھا کم عمر۔

سردار پریشان ہوا تھا کہ وہ مہرینہ سے کافی چھوٹا تھا،

لیکن وہ جانتا تھا ایک ڈیڑھ سال میں وہ لڑکا مہرینہ جتنا ہی لگنے لگ جاتا مجبوری تھی ورنہ وہ مہرینہ کے لیے شہنام صدیقی کو ہی چنتا۔

وہ پڑھتا تھا ٹیوشن پڑھاتا پھر وہاں سے اسکے ہاں جاتا اسکے کمپیوٹر وغیرہ کا سارا کام وہی تو سنبھالے ہوئے تھا۔۔

خیام کو دیکھتے اسکے زہن میں اسرعت سے بہت سے خیال آ جا رہے تھا۔۔

پھر وہ اسے دیکھتا ہلکا سا مسکرا دیا بھلا مہرینہ کے لیے اس سے بہتر لڑکا اسے کہاں مل سکتا تھا ہر گز نہیں ہاں وہ غریب تھا لیکن اسے یقین تھا وہ لڑکا اپنی محنت سے ایک دن بہت آگے جائے گا۔

پھر کچھ سوچتا ہوا باہر کی طرف لپکا تھا خیام کو پیچھے آنے کا اشارا بھی کر گیا تھا۔

خیام انکی نظروں سے پریشان ہوتا انکے پیچھے جلدی سے دوڑا تھا۔

نکاح شروع کیا جائے مولوی جی۔

سہیر خانم کی آواز پر مہرینہ نے لب کاٹ کر خود پر جبر کیا۔

بیٹا کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔۔

مولوی نے پریشانی سے تیسری بار ساکت بیٹھی دلہن کو مخاطب کیا تھا۔

نوشین نے بیٹی کو فکر مندی سے دیکھا لڑکیاں خاموشی سے بس سر جھکائے ایک کونے میں کھڑیں تھیں۔۔

مہرینہ!

سہیر خانم کی تنبیہی آواز پر وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی تھی۔۔

سب نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا جسکے چہرے پر وہی ضدی تاثرات بھر آئے تھے جو اسکی شخصیت کا خاصا تھے۔

جب تک سردار نہیں آئیں گئے میں اس نکاح کے لیے ہاں نہیں کروں گئی انہوں نے مجھے بیٹی کہا ہے تو ایک بیٹی کا فرض ہے وہ اپنے باپ کی موجودگی میں ہاں کہے۔

وہ کھڑی ہوتی سپاٹ لہجے میں بولی تھی سہیر خانم لب بھینچ کر اسکی طرف غصے سے بڑھے تھے۔

شائنہ نے سینے پر ہاتھ باندھ کر مسکراتی آنکھوں سے مہرینہ کو دیکھا کوئی اور خوش تھا یا نہیں لیکن شائنہ بہت خوش تھی۔

اسے اسکا ہار اوجود کتنی خوشی دیتا تھا کوئی پوچھتا تو وہ بتاتی کہ وہ انتہا سے زیادہ خوش تھی آج۔

تمہارا باپ ابھی زندہ ہے مرا نہیں سمجھی۔۔

سہیر خانم نے اسکے بازو پر گرفت سخت کر کے غصے سے بھینچے ہوئے لہجے میں دھیمے سے کہا۔

وہ انہیں دیکھتی رہی۔

چاہے آپ لوگ مجھے مار دیں یا جو کرنا ہے کر لیں لیکن مہرینہ سہیر خانم انکے بغیر ہاں نہیں کرے گئ پھر چاہے وہ جو بھی لے آئیں رنڈوا بوڑھا جوان امیر غریب مہرینہ انکار نہیں کرے گئ۔

بھرایا ہوا انداز لیے ہوئے سپاٹ و بے لچک لہجے میں وہ بولی تھی۔

ہال میں گہری خاموشی چھا گئ تھی۔۔

کیا ہونے جا رہا تھا آخر کیسا نکاح تھا یہ،

سب حیران وپریشان تھے سردار کو گئے ایک گھنٹہ اور دس منٹ ہو چکے تھے۔

ہاں بولو ورنہ زندہ جلادوں گا۔

سہیر خانم آہستہ آواز میں ضدی بیٹی پر برسے تھے۔

جو کرنا ہے کرلیں میں بھی تو دیکھوں آخر آپ کس حد تک جاسکتے ہیں

ویسے بھی مہرینہ کو آپ سے کبھی کوئی اچھی امید تھی بھی نہیں۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھتی مسکرا کر بولی تھی۔

داور نے درشتگی سے اسکا کندھا ڈبوچ کر اسے بٹھانا چاہا تھا۔

ایک منٹ داور اتنی جلدی بھی کیا ہے۔

اسکی سرد غصے والی آواز پر سب حیرانی سے پیچھے کی طرف مڑے تھے۔

جہاں وہ خیام خادم اور اپنے چند خاص گارڈز کے ساتھ کھڑا تھا۔

وہ سنجیدگی سے سٹیج پر چڑھا۔

جبکہ باقی سب کی نظریں ارد گرد متلاشی تھیں جیسے نئے دلہے کی تلاش میں ہوں۔۔

مہرینہ دوڑ کر اسکے بازو سے لگی تھی۔

شائنہ کو سخت تیش آیا اسکے سردار سے چمٹنے کا تو بہانہ چاہیئے تھا اسے۔

داور آئندہ اگر تم نے مہرینہ سے سختی برتی تو سوچ رکھنا انجام اپنا پہلی اور آخری وارننگ سمجھنا اسے میری،

داور خوف سے باپ کے پیچھے ہوا تھا کہ سردار غاذان کا سخت لہجہ کسی بھی رشتے سے عاری تھا،

تمہیں دیا ہوا وقت پورا ہو گیا ہے بہتر ہو گا اب چپ رہنا اور نکاح کی تقریب کو خاموشی سے دیکھو۔

سہیر خانم مسکراتے لہجے میں بھتیجے سے مخاطب تھے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ مسکرایا۔

بلکل خاموشی سے ہی دیکھوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ آپ بھی خاموشی سے میرے ساتھ کھڑا ہوا کر دیکھیں۔

وہ خیام کو اوپر آنے اشارا کرتا ہوا کندھے اچکا کر بولا تھا۔

خیام گہری سانس لیتا ہوا اوپر آیا تھا۔

سردار اسے بتا چکا تھا اپنا مقصد اس نے انکار نہیں کیا کہ ان پر بہت احسان تھے سردار غاذان کے وہ ہیر کو بھی بتا چکا تھا۔۔

ہیر فقط خاموش رہی بولی کچھ نہیں بس اتنا کہا جو تمہیں ٹھیک لگتا ہے وہ کرو۔۔

اٹھو یہاں سے۔

وہ اب شبیر سے مخاطب تھا۔

کیوں اٹھوں جی نکاح کروا کر ہی اٹھوں گا سردار جی۔

وہ طنز سے لیکن ادب سے ہی بولا۔

وہ مسکرایا۔

خواب میں کروالینا اپنے جیسی کسی سے لیکن یہاں سے اٹھو تاکہ میری

مہرینہ کا ہونے والا دلہا بیٹھ سکے۔۔

اب سب حیرت سے سردار کو دیکھنے لگے تھے۔

دلہا کہاں تھا گھر والوں سمیت سب کی نظریں ارد گرد دلہے کی تلاش

میں تھیں کچھ کی نظروں میں تجسس تھا تو کچھ کیں میں غصہ۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔۔

سہیر خانم تیش سے بولے۔

وہ مسکرایا۔۔

مطلب یہ کہ مجھے دلہا مل چکا ہے اور دیر اس لیے لگی کہ دلہا ڈھونڈنا تھا کوئی سوٹ نہیں سو مجھے میری مہر کے لیے کوئی اچھا نیک اور سب سے بڑی بات ایماندار دلہا مل چکا ہے جو مہرینہ کا خیال اپنی جان سے بھر کر رکھے گا۔۔

اسکے سردار مضبوط لہجے پر خیام نے پریشانی سے انہیں دیکھا وہ کچھ زیادہ امیدیں باندھ رہے تھے اس سے۔۔۔

کتنا اعتماد تھا سردار کو اسکی ذات پر وہ شرمندہ سا ہوا تھا خود پر۔

مہرینہ حیرت سے سردار کو دیکھ رہی تھی۔۔

کون ہے وہ؟

تیمور خانم سنجیدگی سے سوالیہ لہجے میں بولے۔

وہ لب بھینچ کر سر ہلاتا شبیر کا ہاتھ پکڑ کر اسے ٹو سیٹر صوفے سے اٹھا چکا تھا۔

شبیر نے کافی غصے سے اسے دیکھا لیکن بولا کچھ نہیں۔

اسے اٹھا کر وہ خیام کا کندھا پکڑتا اسے بٹھا چکا تھا مہرینہ سمیت سب کی نظریں اس پر تھیں جو لب بھینچے سر جھکا گیا تھا۔

کیا مزاق ہے یہ!

سہیر مشتعل ہوتے چلائے۔

کب سے خاموش بیٹھا ریاض بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

وہ بنا ان پر توجہ دیئے ساکت کھڑی مہرینہ کی کلائی تھام کر اسے خیام کے ساتھ بٹھا چکا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی کہ تم ایک کمی کمین کو میری بیٹی کے ساتھ بٹھاؤ کہاں مر گئی ہے تمہاری غیرت کہ سب کچھ گھول کر پی گئے ہو۔

سہیر خانم تیش سے چلا پڑے تھے اس پر،

داور بھی بہت غصے سے اسے دیکھ رہا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ ابھی گولی سے اسکا بھیجا اوڑا دیتا۔۔۔

تیمور نے آنکھیں میچیں کہ اس نے خقیقتاً انہیں بہت پریشان کر رکھا تھا ۔

چاچو وہ کوئی کم ذات والا نہیں ہاں غریب ضرور ہے لیکن ایک دن وہ اپنے بل بوتے پر بہت آگے جائے گا بہت لڑکے دیکھے لیکن مجھے مہرینہ کے لیے کوئی سوٹ ایبل نہیں لگا سوائے خیام کے وہ بہت اچھا لڑکا ہے اور مہرینہ کو خوش بھی رکھے گا خوشیاں پیسوں سے نہیں سکون سے ملتیں ہیں۔۔۔

وہ دونوں ہاتھ پاکٹ میں گھسائے بہت سنجیدگی سے بولا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

یہ لوجیک کسی اور کو سناو مجھے نہیں میں مہرینہ کی شادی کسی کم خیثت لڑکے سے ہر گز نہیں کروں گا میٹری بیٹی ہے وہ اسے کسی امیر کھاتے پیتے گھر میں بھیجنا چاہتا ہوں اور تم ایک نوکر کو میری بیٹی کے مقابل لے آئے ہو واواسر دار جی آپکی لوجیک کو تو اسلام ہے بھائی صاحب دیکھ رہیں آپ اپنے سر دار بیٹے کو،

اسلیے کہتا تھا مت بھیجو پرائے ملک۔۔

وہ چلا کر بولتے آخر میں خاموش کھڑے بھائی کی طرف مڑے تھے۔۔

غاذان اور کتنا شر مندہ کرواگئے مجھے میرے بھائیوں کے سامنے۔۔

وہ تیکھے لہجے میں بیٹے سے مخاطب تھے۔۔

وہ مسکرایا۔۔

ڈیڈ ایسا کیا کر دیا ہے میں نے جو آپ سب لوگ اتنا ہائپر ہو رہے ہیں مولوی صاحب آپ تو نکاح شروع کریں۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ لاپرواہی سے کہتا آخر میں مولوی سے مخاطب ہوا۔

جو حیرانی سے محل کے لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔۔

مولوی جی سر ہلاتے رجسٹر کھولنے لگے اور کچھ لکھنے لگے۔

مہرینہ نے ہونٹ بھینچ کر سردار کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

میرے لیے۔

وہ آہستگی سے بڑبڑایا تھا۔

مہرینہ سر جھکا گئی،

اسے ان لوگوں سے مہرینہ کو بچانا تھا ان لوگوں کیا بھروسہ اسکے منظر سے ہٹتے ہی اگر انہوں نے اسکا نکاح شبیر سے پڑھوا دیا تو وہ رسک نہیں لینا چاہتا تھا اس لیے سب کچھ آناً فاناً کر رہا تھا۔

تم خود تو اس نوکرانی سے نکاح کر کے بیٹھے ہو اب اس گھر کی لڑکی کی شادی بھی ملازم سے کرنا چاہتے ہو لیکن ہم ایسا نہیں ہونے دیں گئے۔

خیام نے سرد نظروں سے ریاض کو دیکھا اسکی بہن کو نوکرانی بولنا اسے اچھا نہیں لگا تھا لیکن موقع کی نزاکت کو سمجھتا وہ چپ رہا۔۔۔

سردار تیکھی نظروں سے انہیں دیکھتا انکے قریب آیا۔۔

میری بیوی کو نوکرانی بولنے پر میں آپکو سزا بھی دے سکتا ہوں سو نیکسٹ ٹائم بی کئیر فل ہر بار میں آپکا لحاظ نہیں کروں گا سمجھے آپ اس لیے اب چپ رہیئے گا اسی میں بہتری ہے آپ سب کی۔

وہ انکے قریب آتا خاصے غصے سے بولا تھا۔

شائنہ نے زخمی نظروں سے اسے دیکھا اسے زرا اچھا نہیں لگا تھا سردار کا ہی ــــــــــــر کی سائیڈ لینا۔۔

اسے تو میں ایسی جگہ بھیجنے کی تیاری کر رہی ہوں آپ تو اسکی خاک بھی نہیں پا سکو گئے سردار جی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بہت زہریلے لہجے میں بڑبڑائی تھی۔

ریاض خانم غصے سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گئے۔۔

مولوی صاحب ڈر رہے تھے وہ نکاح کے الفاظ بھی بول نہیں پا رہے تھے لیکن ریاست کے سردار کا حکم وہ ٹال نہیں سکتے تھے۔

نِکاح شروع کریں مولوی جی کتنی بار آپ سے کہنا پڑے گا۔

وہ اس بار درشت لہجے میں بولا تھا۔

تب ہی سہیر خانم نے پسٹل نکال کر اس پر تانی تھی سب نے شاکس سے سہیر کو دیکھا تھا۔

جو پسٹل کا رخ اسکے سر کی طرف کیے ہوئے تھے انکھوں میں قہرو غضب تھا۔

وہ مسکرایا۔

چاچو اس کھلونے سے غاذان تیمور اگر ڈرتا تو سردار کی پگڑی سر پر سجائے نا پھر رہا ہوتا اس کھلونے سے کسی اور کو ڈرائیں مجھے نہیں مولوی جی پلیززز۔۔

اب اس کی توپوں کا رخ مولوی کی طرف مڑا تھا۔۔

اسکے گارڈز بھی سرعت سے اپنی اپنی پسٹل کا رخ سہیر خانم کی طرف کر گئے تھے جس پر اس نے انہیں پسٹل نیچے کرنے کا اشارا کیا تھا۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

مولوی جی ہڑبڑاتے ہوئے نکاح کے کلمات دوڑانے لگے تھے۔۔

مہرینہ اگر نکاح کے لیے ہاں بولا تو تمہیں اپنی بیٹی کے رتبے سے فارغ کردوں گا۔

انکے کرخت لہجے پر مہرینہ کا دل اچھل کر رہ گیا۔

نوشین اور مہدیہ نے ہول کر انہیں دیکھا۔

جبکہ سردار نے طنز سے۔

مہرینہ ہاں بولو۔

وہ انہیں دیکھتا سرد لہجے میں بولا تھا۔

ایک منٹ یہ نکاح ایک صورت میں ہی ہو گا۔

تیمور صاحب بھی میدان میں آئے تھے۔

سہیر۔ریاض،خشام،اور سردار نے انہیں سرعت سے دیکھا۔

بھائی صاحب۔۔

سہیر صاحب چلائے تھے۔

ایک منٹ سہیر میری بات سن لو پہلے۔

وہ سہیر کو ہاتھ سے اشارا کرتے اپنے بیٹے کے مقابل آئے۔۔۔

یہ نکاح تب ہی ہو گا جب سردار اس لڑکی کو طلاق دے تب ہی یہ نکاح ہو گا اور وائز کوئی چانس نہیں بیٹے۔۔

تیمور صاحب نے مسکراتے لہجے میں بیٹے کو دیکھتے ہوئے کہا کہ وہ جانتے تھے وہ ایسا نہیں کرے گا اور نا ہی خیام ایسا چاہے گا،
بھلا ایک بھائی بہن کی طلاق دلوا کر خود کیسے اسی گھر میں شادی کر سکتا تھا ناممکن تھا یہ تو۔۔۔

ہیر کا دل پریشان سا تھا۔۔

وہ کچھ سوچتی ہوئی بڑی سی چادر اپنے ارد گرد اچھے سے اوڑھتی ہوئی باہر نکل آئی۔۔

رکشا رکوا کر اس میں بیٹھتی وہ محل کی طرف روانہ تھی چہرہ کو نقاب سے کور کر رکھا تھا۔۔

دل پریشان سا تھا پتا نہیں کیوں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نا ممکن !

سردار مسکرایا تھا۔۔

جبکہ خیام اپنی جگہ سے بے ساختہ کھڑا ہوا تھا۔
مہرینہ کی نظریں اپنے ہاتھوں کی لکیروں پر تھیں دل خالی تھا اس میں کوئی جذبہ نہیں تھا۔

ڈیڈ پلیز بچوں جیسی باتیں مت کریں ہونے دیں نکاح پھر تفصیل سے بات ہو گئی آپ سے۔۔
وہ تمسخرانہ لب و لہجے میں بولا تھا۔

خیام لب بھینچے کھڑا تھا لیکن سردار کے اشارا کرنے پر وہ دوبارہ ناچاہتے ہوئے بھی بیٹھ گیا۔

واٹ ربش اب تم اپنے باپ سے ایسے لہجے میں بات کرو گئے۔

وہ پھنکارے تھے آخر یہ کیوں ہمیشہ انکے الٹ ہی کرتا تھا۔

ڈیڈا اگر آپ نے نکاح نہیں ہونے دیا تو آئی سویئر میں پہلی فلائٹ سے مصر چلا جاوں گا کبھی نا آنے کے لیے اور آپ جانتے ہیں سردار غاذان بات کا کتنا پکا ہے۔

وہ عجیب سے سرد لہجے میں بولا تھا۔

جبکہ تیمور، سہیر، خشام حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔

تب ہی مولوی صاحب نکاح کے کلمات پھر سے دوڑانے لگے تھے۔

مہرینہ کا دل زرا بھی اس نکاح کے لیے رضامند نہیں تھا لیکن اسے اسکے سوا کہاں کوئی راستہ دیکھائی دے رہا تھا،

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اسے آزادی کے لیے اس نکاح پر سائن کرنے تھے ورنہ اسکا باپ اسے وہاں پھینکتا جہاں سے اسے خود کو اپنا آپ نا دیکھتا۔

وہ قبول ہے کہتی خیام کو خود کو دیکھنے پر مجبور کر گئی تھی۔

خیام نے بھی گہری سانس لیتے ہوئے نکاح کے لیے حامی بھر ہی لی اسکے پاس بھی کوئی اچارہ نہیں تھا اس نکاح کو کرنے کے علاوہ وہ لب بھینچے سائن کرنے لگا جبکہ سہیر خانم مٹھیاں بھینچے وہاں سے نکلے تھے پیچھے پیچھے تیمور داور اور ریاض بھی لپکے تھے بس خشام اور باقی سب وہاں کھڑے رہ گئے۔

,سردار کا اخترام لازم تھا ریاست کے ہر فرد پر

لیکن انکے گھر والے شاید انکے مقام کی قدر نہیں کرنا چاہتے تھے کچھ وہ اپنے رشتوں کو لے کر احساس بھی تو بہت تھا وہ چاہتا تو سب کو اس سے الجھنے کی سزا دے ڈالتا لیکن وہی بات وہ اپنے سے جڑ ے ہر رشتے سے

بے پناہ محبت کرتا تھا وہ یہ بھی جانتا تھا اِس گھر میں کون اسکا سگا ہے اور کون نہیں لیکن وہ پھر بھی انہیں دل میں رکھتا تھا کہ وہ غازان تیمور تھا جسکی تربیت اسکے باپ نے نہیں اسکی ماں نے کی تھی۔

اس نے خالی خالی نظروں سے جاتے باپ کی پشت دیکھی تھی۔

خیام کو آگے بڑھ کر سردار اور دوسرے لوگوں نے گلے لگایا تھا آخر کار اتنی مشکلوں کے باوجود وہ یہ نکاح کروانے میں کامیاب رہا تھا۔

اسے پتا بھی نا چلتا اور نکاح ہو چکا ہوتا اگر مہدیہ اسے فون کر کے سب نا بتاتی اسے مہرینہ نے کہا تھا بتانے کے لیے جسے سن کر وہ اگلے دن ٹھیک نکاح کے وقت وہاں پہنچ چکا تھا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہیر کو اندر گھسنے نہیں دیا گیا تھا آخر محل میں ہر کسی کو تو اندر آنے کی اجازت نہیں تھی جب تک اسکے پاس اجازت نامہ نا ہو۔۔

وہ لب بھینچے وہاں سے پلٹ آئی۔۔

آنکھوں میں در آئی نمی صاف کرتی وہ چلتی جا رہی تھی۔۔

ہوٹل وہ پیدل ہی آئی تھی کمرے میں آکر وہ بیڈ پر گر سی گئی تھی تھکن سے وجود چور چور ہو گیا تھا۔۔

! سردار غاذان

انکا نام نیند کی وادیوں میں جانے سے پہلے اسکے ہونٹوں پر مدھم سا تھرتھرایا تھا۔

---------------- ----------------------

سردار نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اسے لگا جیسے ہیر نے اسکے کان میں سرگوشی سی کی ہو لیکن ارد گرد تو کوئی نہیں تھا وہ یہاں کیسے ہو سکتی بھلا۔۔

وہ پریشان ہوا اٹھا تھا نظریں ادھر ادھر ہجوم میں گھوم رہیں تھیں جیسے کسی نادیدہ وجود کی تلاش میں ہوں۔۔

مہرینہ اسکے ساتھ گاڑی میں پیچھے بیٹھی تھی سردار غاذان نے مہرینہ کو ریتی رواج سے رخصت کیا تھا۔

نوشین مہدیہ باقی گھر والے اسے خیام کے ساتھ نہیں بھیجنا چاہتے تھے لیکن سردار نے اسے وداع کر کے ہی سکھ کا سانس لیا کہ وہ بعد میں کوئی نیا تماشا نہیں چاہتا تھا۔۔

گاڑی میں جامد سکوت تھا۔

خیام شیشے سے باہر دیکھ رہا تھا جبکہ مہرینہ سامنے کی طرف دیکھ رہی تھی خالی ویران آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ چکیں تھیں۔

! شادی

وہ شادی کے لفظ کو اپنی زندگی میں ابھی ایڈ نہیں کرنا چاہتا تھا جب تک کچھ بن نا جاتا اسکی آپی اپنے گھر والی نا ہو جاتی ابھی تو اسے داڑھی مونچھ

آئی تھی اور شادی بھی ہوگئی وہ کہتے ہیں نا ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہمارے چاہنے نا چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

ہوٹل میں جب گاڑی رکی تو وہ کتنی دیر اس ہوٹل کی دراز عمارت کو دیکھتا رہا۔

کیا مہرینہ کو اس ہوٹل میں رکھنا ٹھیک تھا یقیناً نہیں وہ خود دار خاندان کا بیٹا تھا اسے جلد کسی نئے گھر کا بندوبست کرنا تھا۔۔

وہ اپنی سائیڈ سے نکلتا مہرینہ کی طرف کا ڈور کھولے اسکے باہر آنے کا منتظر تھا۔

وہ گہری سانس لیتی اپنی بھاری کامدار فراک کو چٹکیوں سے تھامتی باہر نکلی۔

خیام اسکے آگے چلنے کا منتظر تھا جبکہ وہ خیام کو بے تاثر نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

آپ مجھے کیوں گھور رہیں ہیں گھورنا تو آپکو وہاں چاہئیے تھا۔

وہ بھی خیام تھا بات جو دل میں ہوتی ہونٹوں پر بھی وہی ہوتی۔

تم زیادہ خوش مت ہونا کہ مہرینہ سہیر خانم تمہاری بیوی بن گئی ہے تو جو چاہو گئے کرو گئے میں کہاں اور تم کہاں اپنی اوقات کبھی مت بھولنا۔

وہ شاید اتنے دنوں کا غصہ بھی خیام پر اتارنا چاہ رہی تھی۔

ایکسیوزمی مجھے آپکے ساتھ کچھ بھی کرنے کا کوئی شوق نہیں مائنڈ یو مس مہرینہ سہیر آپ تو ویسے بھی میرے لائیک نہیں۔

وہ بھی اسکے قریب آتا ہوا جوابا گویا تھا۔

مہرینہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

میں تو آپکے ساتھ روم بھی شیئر نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن سردار کا حکم ہے

جو میں مرتے دم تک ٹال نہیں سکتا۔

وہ غصے کا کافی تیز لگتا تھا۔

مہرینہ نے دانت پیسے پھر ایک جھٹکے سے اینٹرس کی طرف بڑھی تھی۔

وہ کچھ دیر اسکی پشت دیکھتا رہا پھر اسکے پیچھے بڑھا تھا۔

مہرینہ نے اسے دیکھا کہ کونسا روم ہے وہ دونوں بہن بھائی فرسٹ فلور

پر رہ رہے تھے کیونکہ ہیر کو اونچائی فوبیا تھا۔۔

وہ بنا اسکی کسی بات کا جواب دیئے روم نمبر ۱۱ کی طرف بڑھا تھا۔

وہ دروازہ کھول کر اسکے اندر آنے کا منتظر کر تھا۔

وچہرے پر غصہ سجائے وہ اندر آئی تھی۔

مہرینہ نے اپنے کپڑوں کا بیگ بھی نہیں لیا تھا نجانے کیوں اب اسکی سیاست تو وہی سمجھ سکتی تھی نا۔

مجھے شرم آتی ہے تمہیں اپنا بیٹا کہتے ہوئے۔

وہ شرٹ بدل رہا تھا جب تیمور خانم اندر آتے ہی اس پر برسے تھے۔

وہ انہیں ایک نظر دیکھتا کف لنکس لگانے لگا۔

تم سے مخاطب ہوں آخر کس پر چلے گئے ہو تم ہمارے خاندان میں تو دور دور تک تم جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا تھا۔۔*

وہ جھنجھلائے تھے اس پر۔

انکے تپے چہرے کو دیکھ کر وہ مسکرایا تھا۔

مسکراو مت ورنہ دانت توڑ دوں گا میں تمہارے۔

وہ اسکی مسکراہٹ دیکھ کر شدید تپے تھے۔

میری تو کوئی بات تم مانتے ہی نہیں ہو۔۔

وہ کہتے ہی اسکے کمرے سے غصے سے نکل گئے۔

پیچھے وہ گہری سانس لیتا گھڑی پہنتا ہوا باہر نکل گیا۔

اسکا آج ایک دو یونی میں دورہ تھا تو اسے جلد نکلنا تھا۔۔

ہیر کافی دیر مہرینہ کو بے یقینی سے دیکھتی رہی وہ لڑکی اسے بہت پسند تھی اور قسمت نے اسے اسکی بھابھی بنا دیا تھا وا قسمت کے کھیل ہمیشہ انوکھے ہی ہوتے ہیں۔۔

کیسی ہو ہیر۔

خیام باہر چلا گیا تھا ہیر کو بتا کر ہیر تب سے اسکے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔

میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں۔

وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

ہیر تمہارے بالوں کو کیا ہوا ہے۔

ہوا سے اسکے سر سے چادر سر کی تھی جب مہرینہ نے اسکے چھوٹے سے بال حیرت سے دیکھے تھے،

جو کندھوں پر لاپرواہی سے بکھرے ہوئے تھے اگر دیکھا جاتا تو ہیر کو چھوٹے بال بہت زیادہ سوٹ کر رہے تھے لیکن وہ بڑے بالوں کی عادی تھی اسے تو اپنے بڑے بال بھول ہی نہیں رہے تھے۔۔

Zubi Novels Zone

کٹوا دیئے ہیں اصل میں نیچے سے خراب ہو گئے تھے تو مجبوراً کٹوانے پڑے۔

ہیر نے سر جھکا کر دھیمے سے اسے بتایا تھا۔

او مائی گاڈ تمہیں کتنے سوٹ کر رہے ہے یہ شارٹ ہیر کٹ یار پلیز دوپٹہ مت لیا کرو۔

وہ ابھی بھی اسی فراک میں تھی ہیر بے بسی سے مسکرا دی آنکھیں جھلملانے لگیں تھیں۔

ساریا اس سے کافی بار معافی مانگ چکی تھی اسنے معاف کر دیا تھا کہ شاید اس پارلر والوں کی غلطی تھی بھلا ساریا کا کیا قصور تھا اس سب میں۔

وہ صاف اور معصوم دل کی تھی تو اسے دوسرے لوگ بھی اپنے جیسے ہی لگتے تھے، اچھے۔

وہ جب کمرے میں آیا تو وہ بال کھولے بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی سامنے والی دیوار پر ایل ڈی چل رہی تھی اسکی نظریں تو سکرین پر تھیں لیکن دھیان کہی اور تھا یہ خیام کو پتا لگ گیا تھا۔

آپکے لیے!

ایک شاپر اسکی طرف بڑھاتا ہوا وہ بولا تھا۔

وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

پھر کچھ سوچ کر شاپر تھام لیا۔

وہ سلیز کہینوں تک موڑتا ہوا واش روم کی طرف چلا گیا۔

وہ کچھ دیر اس شاپر کو دیکھتی رہی پھر تجسس سے مجبور ہو کر وہ اس شاپر کو کھول چکی تھی۔

اندر ریڈی میڈ دو نارمل سے سوٹ تھے۔

ایسے کپڑے شاید انکے گھر والی کام والیوں کے ہوتے تھے سستے اور سادہ سے،

ایسے کپڑے پہننے کی عادی نہیں تھی وہ لیکن اب شاید اسے انہی کپڑوں سے خود کو ڈھانپنا تھا لیکن کب تک اسکا انداز نہیں تھا اسے۔

میں ایسے کپڑے نہیں پہنتی۔

اسکے باہر آنے پر وہ غصے سے بولی تھی۔

لیکن اب آپکو ایسے ہی کپڑے پہننے ہیں کیونکہ آپکا شوہر غریب ہے اور وہ اپنی خیثیت کے مطابق ہی آپکو ڈھانپے اور کھلائے گا اور یہاں سے ہم تین چار دن میں شفٹ کر جائیں گئے کیونکہ میری غیرت گوارہ نہیں کرتی اب میں یہاں رہوں۔

کہتے ہی وہ لمبے سے صوفے پر آنکھوں پر بازو رکھتا دراز ہوا تھا۔

دل تو کر رہا تھا شاپر اسکے منہ پر دے مارے لیکن خود پر جبر کرتی اس میں ایک سوٹ پکڑتی وہ واش روم چلی گئی کہ وہ اتنے ہیوی سوٹ میں سو نہیں سکتی تھی۔۔

گلابی کلر کی قمیض تھی جس کے گلے پر سکن کلر کے بٹن لگے ہوئے تھے سکن ہی ٹروزر تھا۔

وہ سوٹ اسے تھوڑا سا کھلا تھا لیکن مجبوری تھی اسی میں گزارا کرنا تھا اسے۔

پلیز لائٹس آف کر دیں۔

اسے بنا لائٹ آف کیے دراز ہوتا دیکھ کر وہ سنجیدگی سے بولا۔

سوری میں لائٹ جلا کر ہی سوتی ہوں کیونکہ مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے۔

وہ ڈھیٹ پن لیے ہوئے بولی۔

جبکہ وہ چہرے سے بازو پیچھے کرتا اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

بچو تمہیں اتنا تنگ کروں گئی کہ یاد رکھو گے سردار کو بھی میرے لیے یہی غریب ملا تھا۔

وہ غصے سے سوچ رہی تھی لیکن جلتی لائٹ میں وہ بھی نہیں سو سکتی تھی۔

وہ گہری سانس لیتا بالکنی میں چلا گیا تھا۔۔۔

اسکے جانے کے بعد منہ بناتی ہوئی وہ تکیے پر سر گرا گئی تھی۔

لیکن نیند اسے کہاں آنی تھی وہ جانتی تھی رات آنکھوں میں ہی کٹے گئی

--

ہیر جیسے ہی یونی آئی راستے میں ہی اسے ساریا مل گی اُس سے ہائے ہیلو کرتی وہ لائبریری چلی گئی کہ اسے ایک بک واپس کرنی تھی۔

لائبریری میں اسے ایک گھنٹہ لگ گیا تھا۔

لابریری سے نکل کر وہ کوریڈور سے گزر رہی تھی جب بہت ساری گاڑیاں بیک وقت یونی کی پارکنگ میں اینٹر ہوئی تھیں۔۔

گرل کے پاس کھڑی وہ دھڑکتے دل سے گاڑی سے نکلتی شخصیت کو دیکھ رہی تھی۔

جو وائٹ کاٹن کے سوٹ پر بلیک جیکٹ پہنے بلیک ہی چمشہ لگائے ہوئے باہر نکلا تھا لڑکیوں اور لڑکوں کا ہجوم اکٹھا ہو چکا تھا اسکے ارد گرد۔

بروان رولکس کی واچ دھوپ میں خوب چمک رہی تھی۔

وہ ساکت وجود لیے نظریں بھی اسی پر ساکت کر گئی تھی۔

وہ ہاتھ اٹھائے ان سے سوال جواب کر رہا تھا۔

شائنہ تو جلدی سے اسکے ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔

خادم ہیر آئی ہے آج۔

وہ ارد گرد متلاشی نظروں سے دیکھتا ہوا تھوڑی دیر بعد خادم سے بولا تھا۔

خادم نے چونک کر اپنے سردار کو دیکھا۔

جی میں خود چھوڑ کر گیا تھا نہیں۔

خادم نے سر جھکا کر تعظیم سے جواب دیا۔

شائنہ اسکی مدھم گفتگو سلگتے وجود سے سن چکی تھی وہ اسکے ہوتے ہوئے اس عام سی لڑکی کے بارے میں کیسے پوچھ سکتے تھے آخرانہیں میں نظر کیوں نہیں آتی وہ ہیر تو میرے مقابل کچھ بھی نہیں ہے پھر کیوں یہ مجھ پراس عام لڑکی کو فوقیت دے رہے ہیں۔۔

لب بھینچے انکے چہرے کو دیکھتی ہوئی وہ تلخی سے سوچ رہی تھی۔۔

وہ اب یوتھ سے یونی کے سسٹم کے بارے میں سوال وجواب کررہا تھا۔۔

ہیر چل نادیکھ کتنا خوبصورت شخص ہماری یونی میں آیا ہے۔۔

ساریا اسکی کلائی کھینچ کر اسے باہر لاتی ہوئی بولی وہ شاید سردار غاذان کو جانتی نہیں تھی وہ بس اسکی شخصیت سے بری طرح متاثر ہو چکی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہیر اسے دیکھنے لگی اب اسکا چہرہ تھوڑا دور تھا لیکن ہیر اسکی آواز باآسانی سن سکتی تھی۔

آپ لوگوں کو جو بھی شکایت ہے اس یونی سے تو پلیز ٹیل می تا کہ میں اسے خود دیکھوں اور آپکے مسلے سولو کروا سکوں۔

وہ چشمہ دوبارہ لگاتا ہوا بولا۔

کچھ سٹوڈینٹ اس سے ضروری مسلے ڈسکس کرنے لگے تھے۔

وہ سر ہلاتا سنتا رہا پھر انہیں سولو کرنے کا کہتا وہ واپس اپنی گاڑی کی طرف مڑا تھا۔

ہیر کا دل لرزا۔۔

وہ پھر پلٹ تھا ہجوم پر ایک طرائنہ نظر ڈالی لیکن اس بار نظر خالی نہیں لوٹی تھی۔

درخت کے ارد گرد بنی اونچی منڈیر پر کھڑی وہ اسے نظر آ گئی تھی۔

وہ گلابی چادر ارد گرد اوڑھے ہوئے تھی نیچے لینن کا فیروزی سوٹ پہنا ہوا تھا۔

اسکے ہونٹ بے ساختہ دھیمی مسکان میں ڈھلے تھے۔۔

شائنہ نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو وہ جل کر راکھ ہوئی تھی
۔

کم ہیئر !

کیا وہ اسے اشارا کر رہا تھا۔

اسکے اشارا کرنے پر بہت سے سٹوڈینٹ پیچھے مڑے تھے۔۔

ہیر کا سانس اوپر کا اوپر نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔

وہ ساکت کھڑی رہی تو وہ خود آگے بڑھا تھا۔

اسے راستہ خود بخود سٹوڈینٹ دیتے چلے گئے تھے۔

وہ آخر اس تک پہنچ چکا تھا،

آنکھوں میں نرمی لیے وہ اسکا جھکا سر دیکھ رہا تھا وہ لڑکی سادگی کی مثال تھی کوئی بناوٹی چیز آج تک اسنے اسکے چہرے میں نہیں دیکھی تھی،

پڑھائی کیسی جا رہی ہے ہیر کی۔

وہ زیر لب تبسم لیے اس سے بولا تھا۔

جی اچھی جا رہی ہے بس ایک دو سبجیکٹ میں تھوڑی کمزور ہوں۔۔۔۔۔

وہ سر جھکائے مدھم آواز میں بولی چہرے پر سرخی سے چھا گئی تھی اسکی اتنی سی توجہ پر ہی۔۔

وہ سر ہلا گیا رات کو فری ہوں میں ملاقات ہو گئی تم سے تفصیل۔

وہ دوبارہ چشمہ لگاتا دھیرے سے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوا پلٹ گیا تھا۔

ہیر کا پورا وجود دنگ رہ گیا تھا،

اسکا سر پر ہاتھ رکھنا ہیر کو کیسا لگتا تھا اگر وہ جان جاتا تو شاید بونچکا رہ جاتا

۔

سب لوگ حیرانی و تجسس سے ہیر کو دیکھ رہے تھے اتنے لوگوں کی خود پر جمی نظریں اسے بھوکھلائے دے رہیں تھیں۔

ہیر تم کیسے سردار غاذان کو جانتی ہو۔

اسکی کلاس میٹ وردہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔۔

حیرت میں تو ساریا بھی تھی،

ZNZ
Zubi Novels Zone

میں بتاتی ہوں۔۔

ہیر کے بولنے سے پہلے ہی شائنہ ہجوم میں سے بولی تھی سب پیچھے مڑ کر اسے دیکھنے لگے۔

ہیر نے بھی آنکھوں میں الجھن لیے اسے دیکھا۔۔

یہ ہمارے گھر میڈ ہے مطلب نوکرانی ہے اس پر ہمارے سردار نے ترس کھا کر ایڈ مشن دلوایا ہے اس یونی میں وہ غریبوں کا بہت خیال رکھتے ہیں اسکے تو بھائی کو بھی ملازمت پر رکھا ہوا ہے ہمارے سردار نے یونوانکا دل بہت رحم دل ہے۔

وہ اسکے قریب آتے ہوئے زہر میں بجھے تیر اس پر برسانے لگی تھی۔۔
ہیر نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا۔
چہرے پر دباد باسا غصہ جھلکنے لگ تھا اس کے۔
ارے واوا سردار تو بہت رحم دل ہیں یار۔

ایک لڑکی کافی امپریس تھی سردار سے۔
شائنہ نے ہیر کی آنکھوں میں جمع ہوتی نمی مسکرا کر دیکھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

پھر کسی کو درشتگی سے اشارا کرتی وہ وہاں سے نکل گی۔

ہیر آو آج میں تمہیں اپنے گھر لے کر چلوں۔۔

ساریا نے اچانک ہی اسکے پاس آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

نہیں یار مجھے آج گھر جلدی جانا ہے اسائمنٹ بھی بنانا ہے پرسوں

لاسٹ ڈیٹ ہے۔

وہ گہری سانس لے کر خود کو ریلکس کرتی ہوئی بولی۔

نہیں یار میں نے خالہ کو بولا ہے کہ آج میں اپنی اکلوتی فرینڈ کو آپ سے

ملوانے لاوں گئی اگر تم نا گئی تو سوچو میری کتنی بے عزتی ہو گئی۔

وہ منہ بسور کر بولی۔

ہیر نے بے چارگی سے اسے دیکھا پھر سر ہلا گئی۔

اوکے لیکن پھر میں آدھا گھنٹہ ہی وہاں رکوں گئی اور تم واپسی میں مجھے

یونی چھوڑنے خود آو گئی۔

وہ اسکے ساتھ چلتی ہوئی بولی۔

فکر نا کرو تمہیں چھوڑ کر ہی جاوں گی ڈونٹ وری۔۔

وہ گاڑی کو سڑک پر لاتی ہوئی بولی۔

اس نے سات قسم کے کلرز سے بال رنگوائے ہوئے تھے جو اس پر بہت سوٹ کر رہے تھے۔

وہ مختلف سڑکوں سے گاڑی گزارتی ہوئی

گاڑی ایک کھلی سڑک پر روک گئی۔

چلو یار گاڑی آگے نہیں جائے گئی گلی تنگ ہے۔

وہ باہر نکلتی ہوئی بولی۔

ہیر چادر کو مضبوطی سے اپنے ارد گرد اوڑھے اسکے ساتھ چل رہی تھی۔

پرانے طرز کے بنے مکان، منڈھیروں پر لٹکتی لڑکیاں جو ہر آتے جاتے مرد کو عجیب سے انداز میں اشارا کر رہیں تھیں۔

ہیرا الجھن سے اپنی طرف دیکھتی لڑکیوں کو دیکھتی ساریا کے ساتھ چل رہی تھی۔۔۔

—

وہ ساری رات سو نہیں پایا تھا کہ باہر بالکنی میں بہت مچھر تھے۔۔

وہ اندر آیا تو مہارانی صاحبہ پورے بیڈ پر پسارے سو رہی تھی۔

وہ رکا سامنے ہی شیشے کی کٹوری میں چار پانچ سگریٹ پڑے ہوئے تھے۔

توکیا وہ ساری رات سگریٹ پیتی رہی تھی اور اسے سگریٹ لا کر کس نے دیئے تھے۔۔

وہ پریشانی سے سوچتا ہوا واش روم میں چلا گیا۔۔

شاور لے کر جب وہ باہر آیا تو ٹھٹھکا وہ اتنی گہری نیند میں تھی کی مسلسل کھڑاک سے بھی اسکی آنکھ نہیں کھلی تھی۔

وہ پریشانی سے اسکے بیڈ کے پاس آیا سگریٹ کو پکڑ کر ناک کے قریب کیا سگریٹ چھوٹ کر اسکے ہاتھوں سے نیچے جا گرا تھا وہ بس سگریٹ ہی نہیں ڈرگز بھی لیتی تھی آنکھوں کے گرد سیاہ خلقے سیاہ پڑتے ہونٹ اوتو وہ لڑکی نشے کی اس حد تک عادی ہو چکی تھی کہ اسے نشہ کیے بغیر شاید نیند بھی نہیں آتی تھی۔

''

ساریا واپس چلتے ہیں مجھے اسائمنٹ بھی بنانا ہے دیر ہو جائے گئ۔

وہ ایک دم سے رک کر اسکی کلائی پکڑتی ہوئی بولی تھی انداز میں پریشانی سی تھی۔

ساریا نے اسے مسکرا کر دیکھا۔

یار بات کو سمجھو اب تم خالہ کے دروازے سے لوٹو گئ تو کیسا لگے گا انہیں سوچو زرا چائے پی کر میں تمہیں تمہارے ہوٹل خود چھوڑ آوں گئ اب چلو۔

وہ اسکا گال کھینچ کر بہت محبت سے بولتی ہیر کا بازو پکڑ کر تقریباً اسے کھینچ کر ایک سرخ رنگ کے بنے مکان کے اندر لے آئی تھی۔۔

ہیر نے پریشانی سے ارد گرد دیکھا بہت سے مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے ساتھ بے تکلفی سے کھڑے باتیں کر رہے تھے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس نے پہلی بار ایسا ماحول دیکھا تھا اسے عجیب سی الجھن ہو رہی تھی۔

انٹی دیکھیں میں کسے لائی ہوں اپنی دوست ہیر کو۔۔

یہ ایک بہت ہی بڑا اور کھلا سا ہال تھا جہاں چاروں طرف صوفے پڑے ہوۓ تھے ریشمی پردے ہر جگہ لگے ہوئے تھے فرش پر سرخ رنگ کی دریاں بچھی ہوئیں تھیں جہاں بہت ساری لڑکیاں بیٹھی اُسے دیکھ کر معنی خیزی سے کانوں میں سرگوشیاں کررہیں تھیں انکے تنگ چست لباس دیکھ ہیر کو پریشانی ہوئی تھی۔
پیشانی پسینے کے قطروں سے چمکنے لگی تھی۔

ارے کیا بات ہے آج تو تم نے آخر ہمارا کام کر ہی دیا شاباش۔۔

وہ لمبی سے درمیانی عمر کی عورت ہیر کو دیکھ کر خوش ہوتے ہوئے بولی تھی۔

ہیر نے الجھن سے ساریا کو دیکھا۔

ارے خالہ کو تم سے ملنے کا بہت شوق تھا تو اس لیے بول رہیں ہیں۔

وہ ہیر کی الجھن لیے آنکھیں دیکھ کر بولی تھی۔

ساریا مجھے گھر جانا ہے تم بعد میں آجانا چاے میں پھر کبھی پی لوں گئ۔

وہ دھڑکتے دل سے بنا ساریا اور اسکی خالہ کو دیکھے خارجی دروازے کی طرف بڑھی تھی جب ساریا کی خالہ نے لپک کر اسکی کلائی تھامی تھی۔

وہ حیرت سے پلٹتی انہیں دیکھنے لگی۔۔

میری بچی یہاں لوگ آتے اپنی مرضی سے ہیں لیکن جاتے دلنشین بیگم کی مرضی سے ہیں۔۔

اسے زبردستی ہال کے بیچ و بیچ لاتیں ہوئیں وہ بولی تھیں۔

کیا مطلب !

وہ پریشانی سے ساریا کو دیکھتی ہوئی بولی تھی۔۔

مطلب یہ کہ چائے پیئے بغیر میں تمہیں یہاں سے جانے نہیں دوں گئی۔

وہ اسے زبردستی صوفے پر بٹھاتیں ہوئی بولی اسی وقت ملازمہ ایک بڑے سے سٹیل کے ٹرے میں تین کپ چائے لے آئی ہیر کا کپ سفید جبکہ ان دونوں کے کالے تھے۔

ہیر نے زبردستی چائے کو ہونٹوں سے خلق میں اتارا۔

چہرے پر پسینہ سا چمکنے لگا تھا، جبکہ دل دھک دھک کر رہا تھا نجانے کیوں شاید کسی انہونی کے احساس سے۔

دلنشیں اور ساریا اسے دیکھتی چائے کے سپ لینے لگیں تھیں۔

او لگتا ہے کوئی نیا مال آیا ہے۔۔

ایک موٹا سا آدمی بلا جھجھک اندر آتا ہوا ہیر کو دیکھ کر معنی خیزی سے بولتا ہیر کو ٹھٹھکا گیا تھا۔

ہیر کپ رکھتی ایک دم سے کھڑی ہوتی بنا کسی کو دیکھے بڑے سے خارجی دروازے کی طرف بڑھی تھی۔

Zubi Novels Zone

کالی چادر سے بالوں کی لٹیں چہرے پر جھول رہی تھی تو پیشانی پسینے کے ننھے ننھے قطروں سے چمکنے لگی تھی۔۔

وہ رکی تھی سر ایک دم سے چکرایا تھا چلتے قدم بری طرح لڑکھڑائے تھے،

بیگ چھوٹ کر اسکے ہاتھ سے گر کر زمین بوس ہوا تھا کچھ ہی پل میں اسکی آنکھوں کے آگے گہرا اندھیرا چھایا تھا وہ دھڑم سے چکنے فرش پر گرتی ہوئی اپنے ہوش و حواس کھو چکی تھی۔۔

وہ تینوں مسکراتے ہوئے اسکے وجود کے پاس آئے تھے۔

لڑکی کنواری ہے نا۔

دلنشین نے تصدیق چاہی۔

ہاں بالکل کنواری بس ایک چھوٹا بھائی ہے اور رہتے بھی ہوٹل میں ہیں مطلب غریب ہیں اور کوئی آگے پیچھے بھی نہیں تو ہمیں ڈرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔۔۔

ساریا نے اسکے وجود کے پاس بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے انہیں اس لڑکی کے بارے میں بتایا۔

اسے روم میں لے جا پرسوں تک اسے ٹرین کے کر چوہدری صاحب کے آگے پیش کریں گے انہیں ہی بند کلی چاہیئے تھی اور منہ مانگا پیسہ وصولیں گئے۔

وہ عورت اپنی بڑی بڑی سرمہ لگیں آنکھیں اسکے معصوم چہرے پر جمائے ہوئے بولی سفاکی سے تھی۔

وہ آدمی اسکے وجود کو اٹھا کر اندر کی طرف بڑھ گیا پیچھے پیچھے ساریا بھی تھی۔

کوئی لڑکی سڑک پر روتی ہوئی بھاگ رہی تھی سفید سوٹ کھلے لمبے بال

پیچھے بہت سے آدمی تھے اس لڑکی کے،

کالی چادر کندھوں پر سے ہوتی زمین پر جھاڑو دے رہی تھی۔۔

وہ تیز تیز دوڑتی ہوئی پیچھے کی طرف پلٹی تھی۔

ہیر!

وہ بے ساختہ اسے پکارتا ہوا اٹھ کر بیٹھا تھا شرٹ کے بغیر سینہ پسینے سے

تر تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ گہرے گہرے سانس لیتا پاس پڑے پانی کے جگ سے گلاس میں پانی ڈال کر وہ ایک ہی سانس میں پانی چڑھا گیا تھا۔

ہیر ٹھیک تو ہے نا۔

اسے اسکے بارے میں کبھی کوئی خواب جھوٹا کب آتا تھا۔

وہ چپل پہنتا ہوا اٹھا تھا تب ہی اسکا فون رنگ کرنے لگا تھا رات کے نو بج رہے تھے اسے ہیر سے آج ملنا تھا لیکن وہ صبح کا نکلا گھر لیٹ آیا تھا تو تھک چکا تھا شاور لے کر وہ ایسے ہی لیٹا تو نیند آ گئی۔۔

خیام کالنگ۔۔

غاذان تیمور سپیکنگ۔

وہ فون اٹھاتا ہوا اپنا مخصوص جملہ بولا تھا لیکن آگے سے جو اسے سننے کو ملا تھا وہ اسکے پیروں کے نیچے سے زمین کھسکا گیا تھا۔

وہ شرٹ پکڑتا عجلت سے باہر کی طرف دوڑا تھا۔

غازان بات سنو۔۔

تیمور صاحب نے اسے پکارا لیکن وہ بنا انہیں دیکھے اور انکی سنے باہر کی طرف تیزی سے دوڑا تھا گارڈز نے اسے گاڑی کی طرف آتا دیکھ جلدی سے گاڑی کا ڈور کھولا ساتھ خادم بھی بیٹھا تھا۔

خادم کو دیکھ کر اس نے غصے سے لب بھینچے۔

ہیر کو یونی سے پک کیا۔

وہ سپاٹ لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا۔

خادم نے چونک کر اپنے سردار کو دیکھا

جی میں گیا تھا پک کرنے، لیکن وہاں سے مجھے پتا چلا وہ چھٹی سے پہلے ہی گھر چلی گئی تھیں تو میں بھی وہاں سے آگیا سردار سب ٹھیک تو ہے ناوہ ٹھیک ہیں نا۔۔

وہ سنجیدگی سے بولتا ہوا آخر میں پریشانی سے سردار سے پوچھنے لگا تھا۔

جبکہ وہ لب بھینچے باہر کی طرف دیکھنے لگا تھا۔۔

چہرے پر سپاٹ تاثرات رقم تھے جسکے باعث خادم خاموشی سے سامنے دیکھنے لگا تھا۔

گاڑی ہوٹل کی پارکنگ میں رکی تھی وہ نکلتا ہوا اندر کی طرف بڑھا تھا جب سامنے سے ہی اسے خیام آتا دیکھائی دیا۔

ہیر جب یونی سے گھر نہیں آئی تو تم نے تب مجھے کیوں نہیں بتایا۔

وہ غصے سے پوچھ رہا تھا۔

خیام رو پڑا۔

میں کالج سے سیدھا ٹویشن دینے چلا گیا تھا پھر وہاں سے آپکے آفس آ گیا، بہت سا کام پینڈنگ میں تھا وہی دیر یو گئی جب ہوٹل آیا تو رات کے آٹھ بج رہے تھے میں سیدھا انہی کے روم میں گیا تھا لیکن وہ وہاں نہیں تھیں انتظامہ سے پوچھا مہرینہ جی سے پوچھا کسی نے بھی انہیں صبح سے نہیں دیکھا،

پھر یونی چلا گیا وہاں پتا کیا انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اسکی ایک ہی دوست تھی وہاں گیا اسکے فلیٹ پر تالہ لگا ہوا ہے میں بہت ہریشان ہو گیا تھا پھر آپکو فون کیا۔۔

وہ آنسو صاف کرتا ہوا ساری بات اسے تفصیل سے بتا گیا۔۔۔

سردار لب بھینچے فون نکال کر اپنے نئے بنے دوست کو کال کر گیا جو حال میں ہی پولیس کی فورس میں اعلیٰ پوسٹ پر تعین ہوا تھا۔

وہ ارد گرد چکر لگاتا سخت پتھریلے تاثرات لیے اب یونی کے پرنسپل سے بات کر رہا تھا۔

جنہوں نے فوٹیج دیکھ کر بتایا کہ وہ یونی سے ساڑھے بارہ بجے کے قریب نکلی تھی ایک لڑکی ساریا کے ساتھ۔۔

خیام اور مہرینہ ایک طرف کھڑے سردار کو ہی دیکھ رہے تھے مہرینہ بھی اب پریشان دیکھنے لگی تھی اسکی کونسا ہیر سے کوئی دشمنی تھی جبکہ خیام کی تو آنکھیں ہی نہیں سوکھ رہیں تھیں دل میں کئی بُرے بُرے وسوسے آنے لگے تھے۔۔

کچھ ہی دیر میں پولیس کی کئی گاڑیاں وہاں آرکیں تھیں۔۔

وہ بڑے آفسرز سے سنجیدگی سے کچھ کہہ رہا تھا ساری پولیس فورس اسکے ارد ارد اکٹھی ہو چکی تھی۔۔

وہ انکے ساتھ ہی وہاں سے نکل چکا تھا۔

خیام گہری سانس لیتا سر ہاتھوں میں تھام گیا۔
اگر انہیں کچھ ہو گیا تو میں امی کو کیا جواب دوں گا۔۔
پریشانی سے سوچتا وہ بھی باہر کی طرف بھاگا تھا کہ وہ ایسے ہاتھ پر ہاتھ رکھ نہیں بیٹھ سکتا تھا۔
مہرینہ اسکے جانے کے بعد خود بھی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
چال میں اسکی واضع لڑکھراہٹ تھی۔
شاید نشے کی کمی کے باعث۔۔

سجنا ہے مجھے سجنا کے لیے۔۔۔۔

وہ مرر کے آگے کھڑی خود پر فیوم کا بے دریغ استعمال کر رہی تھی
چہرے پر واضع مسکراہٹ تھی۔
بلیک نائٹی میں لمبے بال کھولے وہ قیامت ہی لگ رہی تھی۔۔
اپنے کمرے میں لگی اسکی انلارج پک کو دیکھتی رہی بے ساختہ قدم اسکی
تصویر کی طرف اٹھنے لگے تھے اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرے وہ دھیرے
دھیرے کچھ بڑبڑانے لگی تھی۔

بس کچھ دن اور پھر سردار شائنہ خانم کے ہوں گئے آپ صرف اور صرف میرا مقدر ہیں اُس ملازمہ کا نہیں اگر ایسا ہوا تو سردار آپ کو شائنی کے قہر سے کوئی بچا نہیں سکے گا کوئی نہیں آپ میرے نہیں تو کسی کے نہیں۔۔

وہ زہریلی مسکان ہونٹوں پر لیے عجیب جنون بھرے لہجے میں بول رہی تھی۔

یونی کی فوٹیج وہ دوبارہ دیکھ رہا تھا لڑکی کا چہرہ وہ واضع دیکھ چکے تھے۔
وہاں سے ہوتے وہ لوگ درمیانہ درجے کی بلڈنگ میں آئے جہاں وہ کرائے پر رہ رہی تھی۔۔

لاک کھلوا کر وہ اندر آئے اندر اتنا گند تھا کہ سردار غاذان نے بے ساختہ منہ پر ماسک چڑھایا تھا،

وہ پولیس کے ساتھ ساتھ تھا آخر وہ اسکی بیوی تھی وہ کیسے کسی اور پر اسکے ڈھونڈنے کی زمے داری چھوڑ دیتا۔

ساری کبڑ وغیرہ چیک کرلیں کوئی نیا جوڑا کبڑ میں نہیں تھا سارے پرانے سے پرانے کپڑے بیڈ پر صوفوں پر فرش پر بکھڑے پڑے تھے

کچن میں گندے برتنوں کا ڈھیر تھا۔۔

بیڈروم مں شراب کی بوتلیں سگریٹ کی ڈبیاں اور تو اور مردانہ شرٹ وغیرہ پھٹی پڑیں ہوئیں تھیں۔

وہ معاملہ سمجھ گئے کہ لڑکی کردار کی کیسی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سردار غاذان کو جی بھر کر اپنی بھولی بیوی پر غصہ چڑھا کیسی دوست بنا رکھی ہوئی تھی اس نے۔۔

وہاں سے صرف انہیں صرف اس لڑکی کی بولڈ پکس ہی ملیں تھیں وہ اس لڑکی کی تصاویر مختلف جگہوں پر بھیج چکے تھے۔

سردار غاذان گاڑی میں بیٹھا سخت پریشان ہو چکا تھا کشادہ پیشانی پر بہت سی سلوٹیں نمودار تھیں ہونٹ بھینچے وہ کھڑکی سے باہر کے دوڑتے مناظر دیکھ رہا تھا انہیں چار گھنٹے ہو چکے تھے ہیر کی تلاش میں لیکن ابھی تک کوئی سراغ انکے ہاتھ نہیں لگا تھا جس سے وہ ہیر تک پہنچ پاتے اپنے خواب کا سوچتا وہ خون کے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔۔۔

ہیر کہاں ڈھونڈوں میں تمہیں۔

وہ مٹھیاں بھینچے خود پر بھی غصہ ہوا تھا۔

،،،،،،،،،،،،،

—

وہ آنکھیں مسلتی اٹھ کر بیٹھی بالوں کو چہرے سے پیچھے کرتی وہ پھر سے آنکھیں مسلنے لگیں تھیں جو کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہیں تھیں۔

آنکھیں مسل کر وہ ارد گرد لاپرواہی سے دیکھنے لگی سر ایک دم سے پھوڑے کی طرح دکھنے لگا تھا۔

ارد گرد دیکھتی وہ چونکی تھی یہ کمرہ اسکا تو نہیں تھا یہ چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی اکلوتی کھڑکی پر بھاری تالا لگا ہوا۔

ارد گرد ے پڑے بھڑکیلے کپڑے میک اپ کا سامان اسکے پاس بیڈ پر بے ترتیب سے پڑے ہوئے تھے،!

اسکی کالی چادر نیچے فرش پر گری ہوئی تھی اسکی قمیض کا گلا گہرہ تھا وہ اٹھ کر سرعت سے چادر پکڑ کر اپنے ارد گرد اوڑھ کر حیرت سے دروازے کی طرف بڑھی۔۔

لیکن یہ کیا دروازہ تو باہر سے بند تھا، کمرے میں باہر سے کسی شوخ گانے کی آواز آرہی تھی۔۔

کوئی ہے۔۔

دروازے پر زور سے ہاتھ مارتی وہ زور سے بولی تھی

لیکن کوئی نہیں آیا۔۔

وہ دھڑکتے دل سے اپنے بیگ کی تلاش کے لیے نظریں دوڑانے لگی

لیکن بیگ ہوتا تو ملتا نا۔۔

کھلے بالوں پر اس نے چھوٹا سا کیچر لگا یا ہوا تھا کیونکہ پونی کی قید میں تو وہ اب آنے سے رہے پورا وجود پسینے سے شرابور ہو چکا تھا کمرے میں لگے گندے پوسٹر دیکھ کر۔۔

کوئی ہے ساریا تم کہاں ہو پلیز مجھے یہاں سے نکالو۔

وہ پھر سے دروازہ پیٹتی ہوئی بولی تھی لیکن اسکی بھرائی آواز پر کوئی نہیں آیا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا یہ اسکے ساتھ کیا ہوا ہے وہ خود صاف اور نیک دل کی تھی تو اسے سب اپنے جیسے ہی لگتے تھے وہ کیسے کسی کو برا جانتی جب وہ خود بری نہیں تھی تو کیسے کسی کی بری نیت بھانتی وہ۔۔

فرش پر بیٹھتی وہ رونے لگی تھی وہ ابھی تک نہیں سمجھی تھی کہ یہ ہوا ہے کیا ہوا ہے اسکے ساتھ۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

خیام کتنا پریشان ہو گا اور سردار انہوں نے کہا تھا وہ آج مجھ سے ملنے آئیں گئے کیا وہ آئیں ہوں گئے۔

گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے وہ شوں شوں کرتی خود سے بول رہی تھی۔

آخر یہ لوگ کیا چاہتے ہیں مجھ سے۔

وہ پریشان تھی بہت لیکن کچھ کر نہیں سکتی تھی رونے اور پریشان ہونے کے علاوہ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے دو گھنٹے سے زیادہ وقت ہو چلا تھا وہ ایسے ہی بیٹھی رہی جب دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تھا۔

وہ چونک کر دروازے کو دیکھنے لگی،

پھر

سار یا کو دیکھ کر وہ جلدی سے اٹھ کر اسکے قریب آئی تھی ٹانگیں چلنے سے انکاری تھیں کہ وہ ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے اکڑ گئی تھی۔

اچھا ہوا تم آگئی ان لوگوں نے مجھے کمرے میں بند کر رکھا ہے سار یا پلیز مجھے میرے بھائی کے پاس چھوڑ آو وہ پریشان ہو گا میں خود ہی چلی جاتی ہوں۔

وہ تیز تیز بولتی باہر کی طرف لپکی تھی جب سار یا نے اسکی کلائی پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے دوبارہ اپنے سامنے کیا تھا۔

ہیر نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا تھا۔

سار یا مجھے جانا ہے تم جانتی ہو میرا بھائی پریشان ہو گا۔

وہ اسے حیرت سے دیکھتی منمنائی تھی۔

میری پیاری اور بھولی ہیر اب یہاں سے صرف تمہاری لاش تمہارے بھائی کو مل سکتی ہے تم یہاں سے کہی نہیں جا سکتی مائے ڈیئر فرینڈ۔۔

اسکے چہرے کو چھوتی وہ کمینی مسکان سے بولی تھی۔

ہیر نے حیرت سے اسے دیکھا پھر اسکا ہاتھ غصے سے جھٹکا۔

کیا مطلب ہے تمہارا آخر یہ سب کیا ہے کیوں بند کیا ہے مجھے یہاں۔

وہ اس بار خاصے غصے سے بولی تھی جو ہیر کی طبیعت ک خاصا نہیں تھا۔۔

Zubi Novels Zone

آئی سویئر تمہیں کوٹھے کا نہیں پتا ہوگا اور ان ہی مرد عورت کے ریلیشن شیپ کا کیونکہ تم معصوم ہی اتنی ہو کیونکہ نا تم ٹی وی دیکھتی ہو نا تمہارے پاس نیٹ ہے تم تو آج کل کی لڑکی لگتی ہی نہیں ہو خیر دوسری بات کوٹھا اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں برے کام ہوتے ہیں یہاں دن کو

لوگ سوتے ہیں اور رات کو جاگتے ہیں مجرہ کرتے ہیں مردوں کو خوش کر کے ان سے پیسے لیے جاتے ہیں اب تمہیں بھی اپنی اس معصوم شکل سے لوگوں کو خوش کر کے ہمیں بہت سا۔پیسہ کما کر دینا ہو گا۔

ساریا نے اسکے پاس آتے ہوئے بہت تفصیل سے اسے سمجھایا تھا۔
ہیر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتی تین چار قدم پیچھے ہوئی تھی۔
وجود لرز اٹھا تھا کوٹھے کی کہانی ایک بار اسکی ایک کلاس میٹ نے بتائی تھی لیکن کوٹھے کی اصلیت آج پتا چلی تھی وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی یہ اسکے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔۔

تم تو میری واحد دوست تھی نا۔
اس نے ساکت لبوں سے بامشکل یہ چند الفاظ بولے تھے۔۔

دوست تو میں کسی کی نہیں سوائے پیسے کی اور ہاں یہاں میں دوست بن کر بہت سی لڑکیاں لا چکیں ہوں سویٹ وہ لڑکیاں آج بہت خوش ہیں یہاں دن رات عیش کرتیں ہیں تم بھی پیچھے کی زندگی بھول جاو کیا رکھ ہے عام زندگی میں بھوک دکھ غم بھول جاو وہ سب اور اپنی جوانی کو کیش کرواو۔

وہ اسکے سٹیپ کٹنگ بالوں کو چھوتی ہوئی خالصاً کمینگی سے بولی تھی۔

چٹاخ۔۔۔۔

ہیر نے ناآو دیکھا ناتاو تھپڑ اسکے گال پر دے مارا تھا۔

ساریا نے گال پر ہاتھ رکھ کر حیرت سے اسے دیکھا اسے بھلا اس چیونٹی سے ایسی امید کب تھی۔

تم ایک بہت بری لڑکی ہو مجھے سردار کی بات مان لینی چاہیے تھی لیکن میں نے تمہیں دوست مانا تم پر بے انتہا بھروسہ کیا اپنا مانا اور تم نے میرے ساتھ کیا کیا ہاں میرا دل کر رہا تمہیں جان سے مار دوں تم اس دو دن کی زندگی میں تو عیش کر سکتی ہو لیکن آخرت میں تمہارے یہ عیش تمہارے ناپاک وجود پر مار دیئے جائیں گے پھر کیا کرو گئی،
تم مجھے یہاں نہیں رکھ سکتی سمجھی میں شادی شدہ ہوں میرا شوہر تمہیں جان سے مار دے گا سمجھی تم بہتری اسی میں ہے مجھے جانے دو۔

اسکے نزدیک آتی نفرت سے اسکا مکرو چہرہ دیکھتی ہوئی وہ غصے سے چلائی تھی۔
جبکہ ساریا اسکی ہمت پر حیرانی سے زیادہ شاک میں تھی وہ تو سمجھی تھی وہ رو دے گئی یا چیخے گئی چلائے گئی پھر چپ کر کے انکا کہنا مان جائے گئی

لیکن اس نے تو اسے تھپڑ ہی دے مارا تھا جو آج تک کسی کی ہمت نہیں ہوئی اور غصہ بھی تو بہت کر رہی تھی۔۔۔

تمہاری یہ ہمت تم ساریا پر ہاتھ اٹھاو۔۔

دلنشین بیگم اچانک ہی کہی سے نمودار ہوتی اسکا چہرہ اپنے سخت ہاتھ میں دبوچتے ہوئے چلائی تھی۔۔

وہ کب سے دروازے میں کھڑی اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی اب اسکی ہمت جواب دے گئی تھی اسکی ہمت کہ وہ ساریا پر ہاتھ اٹھائے۔۔

ہیر نے اسکا ہاتھ جھٹکنا چاہا لیکن ناکام یاب رہی۔۔

جبکہ ساریا اسکی شادی شدہ لفظ پر اٹکی ہوئی تھی۔۔

کون ہے تمہارا شوہر۔

ساریانے اسکے بال پکڑ میں لیتے ہوئے غصے سے پوچھا۔

اسکے شوہر کا پوچھنے پر اتنی تکلیف پر بھی ہیر کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

سردار غاذان تیمور ہیں میرے شوہر میری ڈھال میرے محافظ وہ تم لوگوں کو چھوڑیں گئے نہیں انہوں آج تک مجھے کوئی خراش نہیں آنے دی تواب کیوں آنے دیں گئے۔

اسکے مضبوط لہجے پر وہ دونوں ہی ٹھٹھک کر اسکا سانولا چہرہ دیکھنے لگیں۔

جھوٹ بولتی ہے کمبخت بغیرت لڑکی تجھے تو دو دن بھوکا رکھوں گئی پھر ہی ہوش ٹھکانے آئیں گئے تمہارے۔

دلنشین نے سنبھلتے ہوئے زور سے اسکے نرم گال پر اپنا بھاری ہاتھ مارا۔

وہ چیختی ہوئی زمین پر گری تھی گال پر اسکے سخت ہاتھوں کی چھاپ چھپ چکی تھی۔۔

—

تیمور صاحب کو پتا لگ چکا تھا کہ انکا بیٹا رات سے کس کے لیے خوار ہو رہا ہے۔

اچھا ہے کہی مر کھپ گئی ہو وہ۔

سہیر خانم نے غصے سے کہا۔

ہاں وہ تو ٹھیک ہے لیکن سردار کی دیونگی دیکھ رہے ہو کل رات سے وہ گھر سے غائب ہے پولیس کو اس نے سولی پر ٹنگا ہوا ہے آرمی اسکے ساتھ ہے خادم کہہ رہا تھا سردار نے کل سے کچھ کھایا نہیں سوائے پانی کے چند

گھونٹ کے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا میرا بیٹا ایک غریب کم زات لڑکی کے لیے اتنا خوار ہو سکتا ہے۔

تیمور صاحب سنگار پیتے ہوئے سخت غصہ تھے بیٹے پر اور حیران بھی تھے۔

سہیر خانم نے سمجھ کر سر ہلایا۔

بات تو سچ ہے آپکی، مجھے لگتا ہے اس لڑکی کو غائب کروانے میں ریاض کا ہاتھ ہے۔

سہیر چائے کا سپ لیتا ہوا یقین سے بولا۔

جس پر تیمور نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔

........ـ

کیسا پولیس ڈیپارٹمنٹ ہے یہ تم لوگوں سے ایک لڑکی تک توڈھونڈی نہیں جارہی یہ کردار ادا کرتے ہو تم لوگ۔۔

وہ غصے سے پولیس پر چڑھ دوڑ تھا۔
جوابا شرمندگی سے سب سر جھکا گئے۔
سردار ایک دو دن تو لگ ہی جائے گا۔
جواب رانا کی طرف سے آیا تھا۔
شٹ اپ مجھے میری وائف آج چاہیئے کل سے وہ غائب ہے اور تم لوگوں کو کوئی سراغ نہیں ملا سلیوٹ ہے تم سب پر جو بھی ہے مجھے

میری وائف آج کے قت میں ہی چاہیئے ورنہ ایک ایک کو اس نوکری سے نکال باہر کروں گا۔۔

غصے سے کہتا آنکھوں پر براون شیڈز کا چشمہ لگاتا وہ تیزی سے باہر کی طرف بڑھا تھا۔

رانا نے چونک کر سردار کا مشتعل روپ دیکھا تھا۔

کہی سردار کو اس سے پیار تو نہیں ہو گیا اتنی فکر ایسے ہی تو کوئی کسی کی نہیں کرتا۔

وہ لب بھینچے بہت پریشانی سے بڑبڑایا تھا۔۔

آپی ٹھیک تو ہوں گئی نا سردار،

خیام نے فکر مندی سے پوچھا اس سے پوچھا تھا جسکے ماتھے پر تفکر کی لکیریں بڑی واضع دیکھی جا سکتیں تھیں۔

ان شاءاللہ تمہاری آپی ٹھیک ہوں گئی تم گھر جاو مہرینہ اکیلی ہو گئی میں ہوں نا تمہاری آپی کو صحیح سلامت لاوں گا بھروسہ رکھو مجھ پر۔۔

اسکا شانہ تھپکتا وہ نرم لہجے میں بولا تھا۔

سردار میں آپکے ساتھ رہ کر انہیں ڈھونڈنا چاہتا ہوں۔

خیام نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

خیام تم تھک گئے ہو جاو آرام کرو میں پھر تمہیں بلوالوں گا ڈونٹ وری تمہاری آپی کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔

اس سے نرم لہجے میں کہتا وہ گاڑی میں بیٹھا تھا۔

خیام نے لب بھینچ کر آنکھوں سے اوجھل ہوتی گاڑی کو دیکھا۔۔۔

اس لڑکی کے فلیٹ میں چلو !

وہ موبائیل کان سے لگاتا ڈرائیور سے بولا تھا۔

خادم نے حیرانگی سے انہیں دیکھا۔

اس لڑکی ساریا کے فلیٹ پر۔

خادم نے حیرانگی سے پوچھا۔

جس پر سرادر نے تندہی سے اسے دیکھا تھا۔۔

وہ جلدی سے سر ہلاتا آگے کی طرف دیکھنے لگا۔

سردار غاذان سپیکنگ کیا خبر ہے۔

وہ سرد لہجے میں اب فون میں کسی سے مخاطب تھا۔

سردار وہ لڑکی کافی شاطر تھی اس نے اپنے پیچھے کوئی ثبوت چھوڑا ہی نہیں کوئی اس لڑکی کو جانتا ہی نہیں مجھے لگ رہا ہے وہ لڑکی کسی اور شہر میں رہتی ہے۔

وہ لڑکا کافی معدب انداز میں سردار کو بتارہا تھا۔

سردار نے چونک کر اسکی بات سنی پھر بنا کچھ کہے فون بند کر دیا۔

اس لڑکی کے فلیٹ کی طرف جاتے وہ خاصے غصے میں تھا۔

سب لوگ حیرانی سے اپنے اپنے فلیٹوں سے باہر نکلے ریاست کے شاندار سردار کو دیکھ رہے تھے کھڑی ناک والا وہ شخص جیسے بنا ہی سرداری کرنے کے لیے تھا اسکے غصے کو دیکھ کر کوئی آگے نہیں آیا تھا۔

Zubi Novels Zone

بلڈینگ کے مینجر نے سرعت سے لاک کھولا تھا داد کے فلیٹ کا۔۔

وہ اکیلا اندر آتا دروازہ بند کرچکا تھا باقی سب حیرانی سے باہر ہی کھڑے رہ گئے۔۔

دونوں ہاتھ کمر پر رکھے وہ پورے ہال کو طرائنہ نظروں سے دیکھ رہا تھا ۔۔

اس نے دونوں کمرے چھان مارے لیکن کچھ نا ملا وہ کچھ سوچتا سرعت سے کچن کی طرف آیا تھا۔

کچن میں پڑے گندے برتنوں پر مکھیاں بھنبھنا رہی تھی برتنوں میں رکھے کھانے میں سے بہت بری بو آرہی تھی۔۔

ناک سکوڑتا وہ منہ پر ماسک چڑھا چکا تھا۔

پورے کچن میں عجیب گندی سمیل پھیلی ہوئی تھی۔

وہ بند کبنٹ کھول کھول کر اندر پڑے جاڑ بر تن باہر پھینکتا جا رہا تھا۔

سارے کیبنٹ چھان مارے لیکن وہاں سے کچھ نا ملا۔

وہ کرسی کو ٹھوکر مارتا ہوا باہر نکلنے لگا تھا جب کرسے کے نیچے پڑے

موٹے خاکی لفافے پر اسکی نظر ٹھہری تھی۔

وہ بیٹھ کر اس لفافے کو اٹھا چکا تھا۔۔

کرسی پر بیٹھ کر اسنے بنا عجلت دیکھائے وہ لفافہ چاک کیا۔۔

اندر سے بہت سارے پیسے میز پر گرے تھے پھر ایک اور چھوٹا سا کارڈ

... T, R تھا جس پر

لکھا ہوا تھا۔

RT..

وہ سنجیدگی سے بڑبڑاتا ہوا اسی چیٹ کو پکڑے باہر کی طرف بڑھا تھا۔

اسکے باہر آنے پر جتنے لوگ دروازے کے آگے کھڑے تھے وہ ایک دم سے پیچھے پیچھے ہوئے تھے۔

تم اس بلڈینگ کے مینجر ہو۔

اس نے کالے کوٹ والے شخص سے سنجیدگی سے پوچھا۔

جی سردار۔۔

اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر ادب سے جواب دیا۔

خادم ایک گھنٹے تک مجھے یہ بلڈنگ سیل چاہیئے۔

وہ سرد لہجے میں کہتا آگے بڑھا تھا۔

لیکن سردار اس میں ہماری غلطی کیا ہے۔

مینجر اسکے پیچھے دوڑتا ہوا گڑگڑایا تھا۔

تم لوگوں کی غلطی یہ ہے کہ تم لوگ بنا تحقیق کیے کسی کو بھی کرائے پر فلیٹ دے دیتے ہو ایک نظر میں جان گیا ہوں یہاں زیادہ تر کیسے لوگ رہتے ہیں مجھے اپنی ریاست میں ایسے بیہودہ ہوٹلز نہیں چاہیئے۔۔

سرد لہجے میں کہتا وہ ایک شان سے وہاں سے نکلا تھا۔

"

بات سنو ایک کارڈ کی پک بھیج رہا ہوں دیکھ کر بتاو یہ کیا ہے۔

کہتے ہی اس نے چند بٹن دبائے اور پھر فون ساتھ پڑی خالی سیٹ پر پھینکا تھا۔۔

ہیر بیڈ کی پائنتی سے سر ٹکائے خاموش تھی آنکھیں اور ناک رو رو کر سرخ پڑ چکے تھے،

پیاس اور بھوک سے بے حال تھی وہ۔

تب ہی دروازہ کھولتی سار یااور ایک خوش شکل سا آدمی اندر آیا تھا۔۔

یہ ہے لڑکی دیکھ لو غور سے بالکل منہ بند کلی ہے جیسی تمہیں چاہیئے تھی۔

وہ مسکراتے ہوئے ایک جیتے جاگتے وجود کا سودا کر رہی تھی۔

ہیر نے اس آدمی کو دیکھ کر خود کو چادر میں اچھے سے قید کیا تھا۔

اسکی گندی نظریں اپنے وجود پر جمے دیکھ کر وہ حقارت سے منہ دوسری طرف پھیر گئی تھی۔۔

ٹھیک ہے لڑکی آج رات اسی کو بک کر دو آج میں ہوں بھی فری۔
چوہدری صاحب کہتے ہوئے پلٹ گئے جبکہ ساریا اسکی طرف آئی۔
ساریا مجھے جانے دو ورنہ ٹھیک نہیں ہو گا تمہارے لیے۔
وہ بیڈ کا سہارا لے کر کھڑی ہوتی ہوئی غصے سے پھنکاری تھی۔

کیا کر لو گئی مائے ڈیئر یہاں کی لوکیشن تمہارے فرشتوں کو بھی پتا نہیں لگ سکتی کیونکہ ساریا کوئی کام کچا کرتی ہی نہیں۔۔
اسکے گال چھوتی وہ تمسخرانہ بولی تھی۔

ہیر نے غصے سے اسکا ہاتھ جھٹکا۔

ارے اتنا غصہ ننھی سی جان میں کہاں سے آگیا ہے بھئی۔

ساریا نے مسکراتے ہوئے مصنوعی حیرت سے پوچھا۔

ساریا اگر تم مجھے یہاں سے جانے دو گئی تو میں وعدہ کرتی ہوں کسی کو تمہارے بارے میں نہیں بتاؤں گئی میں نے زندگی میں بہت کچھ سہا ہے اب اور ہمت نہیں مجھ میں کچھ سہنے کی پلیز مجھے میرے گھر جانے دو تمہیں اللہ کا واسطے ہے۔۔

اسکے سامنے ہاتھ جوڑے روتے ہوئے بے بسی سے وہ بولی تھی۔

وہ کمینگی سے مسکرائی۔۔

مجھے تم سے پوری ہمدردی ہے ہیر لیکن اگر تمہیں یہاں سے جانے دیا نا تو میں کہی کی نہیں رہوں گئی یہ جو آدمی یہاں سے گیا ہے نا اسے آج

رات تم نے خوش کرنا ہے اسکے بدلے وہ تمہیں پیسوں میں تول دے گا

بڑی تگڑی اسامی ہے اسے ہاتھ سے مت جانے دینا۔

وہ بے باکی سے بولتی ہوئی پلٹی تھی۔

کیا مطلب۔۔

ہیر نے نا سمجھی سے پوچھا۔

وہ بنا پلٹے مسکرائی۔

وہ جو سامنے کپڑے پڑے ہیں نا پہن لو اور ہاں کھانا بھی بھجوا رہی ہوں

کھا لینا اور کوئی ہنگامہ کیے تیار ہو جانا ورنہ دلنشین بیگم کو تم نہیں جانتی

چمڑی ادھیڑنے میں اس وقت نہیں لگتا۔

وہ کہتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

ہیر نے لرزتے وجود سے کھلے دروازے کو دیکھا وہ اسکی ذومعنی باتوں کا مطلب سمجھ نہیں سکی تھی۔

بیڈ پر بیٹھی وہ ہاتھوں کی لکیروں پر نظریں جما گئی۔۔

کچھ ہی دیر گزری تھی ایک کالا سا موٹا چھوٹے قد کا آدمی ٹرے میں اسکے لیے کھانا لیے چلا آیا تھا۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

وہ اسے دیکھ کر سہم سی گئی تھی۔

وہ آدمی اسے مسکراتی نظروں سے دیکھتا کھانا اسکے سامنے رکھ کر چلا گیا۔
وہ خوف سے کھانے پر نظریں جما گئی پانی کو دیکھ کر اسکی آنکھیں چمکیں تھیں جلدی سے دو گلاس پانی وہ حلق میں فٹافٹ چڑھا گئی۔

ہونٹ صاف کر کے وہ گہرے گہرے سانس لیتی بیڈ پر ٹھیک سے بیٹھی

ے

وہ اب کھانے کو بے بسی سے دیکھ رہی تھی۔

دو سوکھی روٹیاں دال سبزی اور ایک طرف چھوٹی سی کٹوری میں ابلے

ہوئے چاول رکھے ہوئے تھے۔

ایک دم سے بہت سے آنسو آنکھوں میں جمع ہونے لگے تھے جو اب

گالوں پر لڑھک آئے تھے۔

ایسے ہی روٹی کو پکڑ کر وہ کھانے لگی تھی دل تو نہیں کر رہا تھا لیکن اسے

ان لوگوں کا مقابلہ کرنا تھا تو کھانا کھانا لازمی تھا۔۔

ایک سوکھی روٹی کھا کر وہ اب ابلے چاول کھانے لگی تھی۔

کھانا کھا کر وہ کچھ دیر ایسے ہی بیٹھی رہی پھر باہر سے قہقہوں کی آواز سن کر اسکے قدم بے ساختہ باہر کی طرف لپکے تھے۔۔

''''''''''''''''______________''''''''''''''''______________

'

سردار یہ کسی علاقے کا نام لگتا ہے مجھے۔۔

مطلب؛

وہ آئی برو اچکا کر بولا۔

مطلب ریڈ ٹون۔۔ RT مطلب یہ کہ

وہ لڑکا کچھ سوچتا ہوا بولا۔

واٹ ڈڈیو مین،،۔

وہ تیوری چڑھاتا ہوا بولا۔۔

مطلب ریڈ ٹون طوائفوں کا محلہ۔۔

وہ لڑکا سر جھکاتا ہوا بولا تھا جبکہ اسکے پیروں کے نیچے سے زمین سر کی تھی۔

وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا تھا۔

تم یقین ہو اسکا یہی مطلب ہے۔

وہ آخری بار پوچھ رہا تھا۔

جی !

وہ بھی کھڑا ہوتا ہوا ادب سے بولا۔

وہ ایک دم سے وہاں سے بھاگا تھا چہرے پر پسینے کے قطرے سے چمکنے لگا تھا۔

وہ بدحواسی سے کسی کو فون ملانے لگا تھا۔

ہیر ایک لمبی سے راہدری سے ہوتی ہوئی گول ہال میں چلی آئی۔

وہاں ڈھولکی کی تھاپ پر لڑکیاں لڑکے ناچ رہے تھے لڑکیوں کے بیہودہ لباس دیکھ کر ہیر کے وجود میں سنسنی خیز لہر دوڑ گئی تھی۔۔

وہ لڑکے لڑکیوں کے جسم پر جگہ جگہ ہاتھ لگا رہے تھے اور وہ خوش ہوتیں رقص اور تیز کردیتیں۔

وہ گھبرا کر وہاں سے دوڑ گئی تھی۔

بیڈ پر بیٹھتے ہی اسکا سر ایک دم سے بھاری ہونے لگا تھا۔

گھبراہٹ اس پر حد سے زیادہ سوار ہو چکی تھی۔

وہ بیڈ پر لیٹ چکی تھی کچھ ہی دیر میں وہ گہری نیند کی وادیوں میں تھی۔

تب ہی دلنشین بیگم اور ساریا اندر آئیں۔

لگتا ہے دوا کا اثر ہو چکا ہے۔

دلنشین بیگم نے اسکے چہرے کو چھوتے ہوئے کہا۔

ہاں اگر دوا نا دیتے تو اس نے ماننا نہیں تھا یہ کرنا لازمی تھا۔

ساریا نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

ہمم اس نے پیسے بھجوا دیئے۔

دلنشین بیگم کچھ یاد آنے پر اس سے پوچھنے لگی۔

ہاں اسی دن دے دیئے تھے،

ساریا بول رہی تھی جب اسکا موبائیل شور مچانے لگا تھا۔

جی میں دلربا بول رہی ہوں۔

کیاااا۔

وہ حیرت سے کہتی دلنشین بیگم کی طرف پلٹی۔

پولیس کا چھاپا پڑنے والا ہے جلدی سے یہاں سے نکلنا ہوگا۔

ساریا کہتی ہی جلدی سے باہر کی طرف دوڑی تھی۔۔

دلنشین بیگم بھی حواس باختہ ہوتی ہوئی اسکے پیچھے تیزی سے دوڑی۔۔

وہ سب جلدی جلدی وہاں سے سب کچھ سمیٹ کر نکل چکیں تھیں۔

انکے نکلنے کے ٹھیک پندراں منٹ بعد ہی ڈھیروں پولیس کی گاڑیاں اس ایریے میں آئیں تھیں۔۔

سب لوگ بدحواس ہوتے جدھر راستہ مل رہا تھا دوڑ رہے تھے۔۔

پولیس ہر کسی کو اٹھا کر گاڑیوں میں ڈال رہی تھی آگے بھاگتا کوئی اور نہیں سردار غاذان تیمور تھا جو ہاف وائٹ پینٹ پر بلیک شرٹ پہنے ہوئے تھا وہ جو دن میں دو تین بار تو لازمی کپڑے بدلتا تھا کل سے اسی سوٹ میں بنا کھانے پینے کا ہوش رکھے بس اس عام سے لڑکی کے لیے وہ خوار ہو رہا تھا۔

لیکن ہیر کی بدقسمتی یا پھر سردار غاذان کی کہ وہ سب وہاں سے سب کچھ سمیٹ کر نکل چکے تھے کہ ایسے لوگوں کے کئی ٹھکانے ہوتے تھے اور آشنا بھی کئی ہوتے ہیں جو انہیں خبر کر دیتے۔

غاذان اندر آتا پاگلوں کی طرح ادھر ادھر اپنی بیوی کو ڈھونڈرہا تھا کوٹھے کا ہر کونا اسنے خود دیکھا تھا لیکن ہیر کا کہی وجود نا ملا۔۔

وہ لب بھینچے اس چھوٹے سے کمرے سے پلٹا تھا جب وہ بیڈ پر پڑی کالی چادر دیکھ کر ٹھٹھکا تھا۔

وہ آہستہ قدموں سے بیڈ پر پڑی چادر کسی متاع حیات کی طرح اٹھا چکا تھا

۔

Zubi Novels Zone

اس دن یونی میں اس نے یہی چادر بہت اچھے سے خود پر اوڑھی ہوئی تھی

۔

سر جھکائے، وہ سر ہلا کر بات مانتی اسے بری شدت سے یاد آئی تھی۔

ہیر !!!!

وہ چادر پکڑتا خلق کے بل چیخا تھا۔

ساری فورس سردار کا یہ روپ دیکھ کر حیران تھی پریشان تھی۔۔

جلدی چلو وہ لوگ یہاں سے ابھی اتنی دور نہیں گئے ہوں گئے۔

اسکا دوست آفسر اپنے ماتختوں سے بولا تھا جبکہ رانا نے کمینگی سی مسکان سے سردار کے چہرے پر اذیت دیکھی تھی۔

وہ اب کیسے بتاتا اسے سردار کو ایسے دیکھ کر کتنی خوشی ہو رہی تھی۔

اللہ کرئے تمہیں کبھی ہیر نا ملے سردار اور تم اسکی راہ میں پاگل ہو کر مر جاو تو میرے دل کو کتنا سکون ملے گا میں تمہیں بتا نہیں سکتا۔۔

وہ مسکراتا ہوا دل سے اسے بد عادے رہا تھا۔۔

وہ سب وہاں سے نکلتے ہی دائیں طرف جاتے روڈ کی طرف گئے تھے۔۔

غازان اسکی چادر گود میں رکھے اس معصوم لڑکی بارے میں بے انتہا فکر مند تھا چہرے پر اذیت سی رقم تھی۔۔

—

کچھ پتا چلا ہیر کا۔۔

مہرینہ نے اسے تھکا ہارا اندر آتے دیکھ کر فکر مندی سے پوچھا۔

وہ سر نفی میں ہلاتا ہوا صوفے پر بے حال گرا تھا۔

مہرینہ نے تاسف سے اسے دیکھا تھا۔

وہ رف سے کھلے ٹروزر پر لمبی گھٹنوں تک آتی فیروزی قمیض پہنے ہوئے تھی بالوں کا اونچا جوڑا بنائے وہ اسے دیکھ رہی تھی وہ حقیقتاً خود اس لڑکی کے لیے بہت پریشان تھی۔

آپی آپ کہاں؟

وہ آنکھیں موندے دلگرفتی سے بڑبڑایا تھا۔۔

جبکہ وہ پریشانی سے لب کاٹتی ہوئی بیڈ پر بیٹھی۔

پتا نہیں کیسے پولیس ہمارے مین اڈے پر پہنچ گئی پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا

۔۔

دلنشین بیگم پریشانی سے اِدھر اُدھر چکر لگاتی ہوئی بولی تھی۔

وہ جی بِلو کہہ رہا تھا وہ کسی لڑکی کی تلاش میں ہیں مجھے لگتا ہے یہ جو لڑکی نئ آئی ہے اسکی تلاش میں ہوں گئے۔

ان کے خاص ملازم (خواجہ سر) نے پاندان سے پان بنا کر دلنشین کو دیتے ہوِے پتے کی بات بتائی۔

دلنشین اور ساریا نے ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھا تھا۔

اتنی پولیس اس عام سی لڑکی کے لیے نہیں آسکتی۔

دلنشین نے سر جھٹکتے ہوئے یقین سے کہا۔

جبکہ ساریا لب بھینچے کسی سوچ میں گھم ہو چکی تھی۔

تم کس مراقبے میں چلی گئی ہو۔

وہ اسے ٹھوکا مارتی ہوئی نخوت سے بولی۔

Zubi Novels Zone

خالہ مجھے لگتا ہے شینو ٹھیک کہہ رہی ہے اس ہیر میں کچھ بات تو ہے آپکو پتا ہے وہ سردار کی خاص ملازمہ ہے اس دن یونی میں وہ سب کو پیچھے چھوڑے خود اسکے پاس آئے تھے۔

ساریا سیدھی ہو کر بیٹھتی ایک دم سے یاد آنے پر بولی تھی۔

دلنشین بیگم نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

تو یہ تُواب بتا رہی ہے کم بخت وہ لڑکی ہمارے لیے کہی کوئی مصیبت کھڑی کر دے گئی۔

دلنشین نے اسے جھانپر مارتے ہوئے غصے سے کہا۔

اسے چھوڑ بھی تو نہیں سکتے وہ ہمیں چھوڑے گی؟ اسے اگر چھوڑ دیا تو۔

ساریا نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

جس پر دل بیگم نے سر ہلایا۔

اسے تیار کروادیا ہے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

دل نے پان منہ میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

ہاں تیار کروادیا ہے چوہدری اسے دیکھ کر اپنے ہوش وحواس گھم کر بیٹھے گا اور منہ مانگے پیسے دے گا یارانہ سے تیار کروایا ہے آپکو تو پتا ہے وہ اگلے بندے کی ایسی لک چینج کرتی ہے کہ پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔

اپنے کمرے کی طرف جاتی ہوئی بولی۔

وہ پلنگ پر پڑی ہوش وحواس کی دنیا سے بیگانی تھی۔

کچھ ہی دیر بعد اسکی آنکھوں اور ہاتھوں میں ہلکی سی حرکت ہوئی تھی۔

وہ ادھ کھلی آنکھیں کھولے سرعت سے اٹھ کر بیٹھی۔۔

یہ ایک درمیانے درجے کا کمرہ تھا جسکے چاروں طرف ریشمی پردے تھے جو ہوا سے آہستہ آہستہ ہل رہے تھے،

وہ گلا تر کرتی بیڈ سے کھڑی ہوئی تھی تب ہی فضا میں چوڑیوں اور پائل کی گونج بہت زور سے ہوئی تھی۔

وہ چونک کر ارد گرد دیکھنے لگی تھی۔
پر اسکی نظر گھوم پھر کر خود پر ہی آئی تھی،
وہ خود کو حیرت و بے یقینی سے دیکھنے لگی تھی۔
دونوں ہاتھوں میں ہری اور سرخ چوڑیاں تھیں جو خوب بھر بھر کا پہنائیں گئی تھیں۔
سبز ریشمی لہنگا سرخ کا مدار کرتی جس میں اسکا پیٹ بہت مشکل سے کور تھا ریشمی دوپٹہ جو کندھے پر بہت مہارت سے سیٹ کیا گیا تھا لیئر میں کٹے بالوں کی سیدھی مانگ نکال کر دونوں طرف سے پھلے ہوئے رول بنائے ہوئے تھے گہرا میک اپ۔۔

وہ ٹھٹھک کر خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔

نہیں یہ میں نہیں ہوں۔۔

وہ پیچھے ہوتی ہوئی جیسے خود سے بولی تھی۔

پھر اس نے وحشت سے اپنا گلا ٹٹولا تھا جس میں ہیر والا پینڈنٹ غائب تھا کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاپس بھی نہیں تھے انکی جگہ بھاری ارٹیفیشل بڑے بڑے جھمکے تھے۔۔

میرا لاکٹ سیٹ کہاں گیا سردار کیا سوچیں گے انکی ہیر انکے دیئے ہوئے تحفے کی خفاظت بھی نہیں کر سکی۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

وہ گال پر تھپڑ مارتی چیخی تھی وہ پاگل ہونے لگی تھی۔۔۔

یہ میں نہیں ہوں ہیر رضا ایسی بیہودہ نہیں ہے وہ ایسے کپڑے نہیں پہنتی وہ اتنا سجتی نہیں ہے وہ اتنی خوبصورت نہیں ہے یہ میں نہیں ہوں۔اور میرا لاکٹ سیٹ کہاں گیا۔

وہ چیخی تھی۔

ہال میں بیٹھی ساریا ایک دم سے ہڑ بڑاتی ہوئی ہیر کے کمرے کی طرف دوڑی تھی۔

کیا تکلیف ہے کیوں چلا رہی ہو تم بہرہ سمجھا ہوا ہے کیا ہمیں، جو یوں ہمارے کان کے پردے پھاڑ رہی ہو۔

تمہاری ہمت کیسی ہوئی مجھے یہ بیہودہ کپڑے پہنانے کی اور یوں میری بے ہوشی پر مجھے ہاتھ لگانے کی۔

کیا تم جانتی نہیں ہو ایک عورت کا ایک عورت سے اتنا ہی پردہ ہے جتنا ایک مرد کے سے پھر تم مجھے ہاتھ کیسے لگا سکتی ہو مجھے نہیں رہنا یہاں اور ہاں میں اپنا لاکٹ سیٹ تم سے لے لوں گئی اپنے سردار سے کہلوا کر

۔۔۔

وہ بے پناہ غصے سے کہتی ہوئی باہر کی طرف دوڑی تھی پیچھے ساریا بھی حیرت سے نکلتی ہوائی دوڑی۔۔

ہال میں آتے آدمی سے وہ زور سے ٹکراتی ہوئی نیچے جا گری تھی۔۔

سامنے کوئی لمبا تڑنگا آدمی کھڑا اسے ہوس زدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ خوف سے ارد گرد دیکھتی ہوئی پیچھے کی طرف سرکی تھی۔

کون ہے یہ لڑکی۔

وہ لمبا آدمی اسکے قریب بیٹھتا ہوا ساریا سے بولا۔۔

ساریا نے اسے دیکھ کر تھوک نگلا تھا۔

یہ نئی آئی ہے اور اسکا سودا ہم نے چوہدری جی سے کر دیا ہے یہ آج رات انہی کے لیے تیار کروائی ہے۔

وہ ہیر کو دیکھتی ہوئی بولی جو بے ہوش ہونے کے قریب تھی کہ وہ بہت مشکل سے کھڑا ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

بھاڑ میں گیا چوہدری اس سے تین گنا زیادہ رقم دوں گا بس یہ لڑکی آج رات میری ہے۔

وہ ایک جھٹکے سے دکھوں کی ماری لڑکی کی کلائی ہاتھ میں جکڑتا ہوا بولا تھا

۔

ہیر نے حیرت سے اپنی کلائی اس آدمی کی گرفت میں دیکھی۔

اس وہ پل یاد آیا جب سردار نے کتنی نرمی سے اسکی کلائی تھام کر بٹھایا تھا

Zubi Novels Zone

ایک بار اسکا نرمی سے ہاتھ تھپکا تھا۔

انکے زیر لب مسکراتے ہونٹ اس سے کچھ کہہ رہے تھے۔

"ہیر رات کو فری ہوں میں تم سے ملاقات ہو گئی تفصیل سے "

"ہیر رات کو فری ہوں میں تم سے ملاقات ہوگئی تفصیل سے"

سردار غاذان کا نرم لہجہ سماعتوں میں جیسے چکرانے لگا تھا۔۔۔۔۔

وہ اس آدمی کو دیکھتی ہوئی کچھ بول بھی رہی تھی۔

جب اس آدمی نے کھینچ کر اسے گلے لگانے کی کوشش کرنی چاہی تھی۔

یہ خوشبو اسکے سردار کی تو نہیں تھی پھر یہ بھلا کون تھا؟

وہ ایک جھٹکے سے اس آدمی کی گرفت سے نکلتی تین چار قدم پیچھے ہوتی اس آدمی کے مکرو چہرے کو دیکھنے لگی۔

بہت دم ہے بھئی لڑکی میں بس دیکھنے میں ہی کمزور لگتی ہے۔

وہ آدمی قہقہ لگا گیا تھا سارا یا اور دلنشین بھی ہنس دیں پیسے جو نظر آرہے تھے دونوں کو۔

ہیر کی آنکھوں سے آنسو قطار کی صورت نکلتے اسکا چہرہ بھیگونے لگے تھے۔۔

وہ آنسو صاف کرتی ہوئی سردار کو پکار رہی تھی۔

آپ کہاں ہیں؟

کیوں نہیں ڈھونڈ رہے آپ ہیر کو؟

وہ سر جھکائے دھیمے لہجے میں اسے فریاد کناں تھی جو بہت دور تھا لیکن پھر بھی قریب ہی تھا۔۔

—

یہ کیا طریقہ ہے تم خود کو بھول چکے ہو،

ایک سردار کو بھول چکے ہو،

کیا تم جانتے نہیں تم ایک سردار ہو تمہارے کندھوں پر اِس ریاست کی بہت سیں زمہ داریاں ہیں لیکن تم شاید اس غریب لڑکی کے پیچھے سب بھول بیٹھے ہو آخر کیا ہے اس عام سی لڑکی میں ایسا۔۔

تیمور صاحب اسے راستے میں ہی پکڑ چکے تھے کہ گھر تو وہ اس دن سے گھسا نہیں تھا۔

اور اب وہ بہت غصے سے اپنے سر پھرے بیٹے سے مخاطب تھے۔

ZNZ Zubi Novels Zone

کیا چاہتے ہیں آپ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاوں اس لڑکی کو ناڈھونڈو جو میری بیوی ہے جس کا اس دنیا میں میرے علاوہ اور کوئی سہارا نہیں ہے آخر چاہتے کیا ہیں آپ۔

وہ آج بہت تیکھے لہجے میں باپ سے مخاطب تھا۔

سردار غاذان اگر اس لڑکی کو ڈھونڈنا اتنا ہی ضروری ہے تو اس لڑکی کو ساری پولیس ڈھونڈ رہی ہے مل جائے گئی وہ، تم اپنی ریاست کو سنبھالو تو یہ بہتر ہو گا۔

وہ دونوں باپ بیٹا سڑک کے بیچ و بیچ آمنے سامنے کھڑے تھے۔۔

نو ڈیڈ اس لڑکی کی زمے داری میرے رب نے مجھے سونپی ہے میں اپنی زمے داری کسی دوسرے پر نہیں ڈال سکتا کل کو میں اس رب کو کیا جواب دوں گا میری غیرت یہ گوارہ نہیں کرتی کہ میری بیوی غائب رہے اور میں گھر بیٹھ کر کھانا کھاوں، کپڑے بدلوں لوگوں کے مسلے دیکھوں جبکہ میرا اپنا مسلہ بہت بڑا ہے وہ غائب ہے ڈیڈ اور لڑکی ہے سمجھیں آپ، مجھے دیر ہو رہی ہے اور ہاں میرے ساتھ والا جو روم بند

رہتا ہے اسے اچھے صاف کروا دیجئے گا پردے اور بیڈ شیٹ بدلوا دیجئے گا۔

وہ گاڑی کی طرف بڑھتا سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔

! کیوں

انہوں نے غصے سے زیادہ حیرت سے پوچھا تھا۔

ابھی ٹائم نہیں ہے میرے پاس بتانے کے لیے دیر ہو رہی ہے مجھے اللہ حافظ۔۔

کہتے ہی وہ گاڑی میں بیٹھا چار پانچ گاڑیاں تھیں اسکے ساتھ،
دو اسکے آگے اور تین اسکی گاڑی کے پیچھے تھیں۔

تیمور صاحب نے زور سے مکہ گاڑی پر مارا انکا بیٹا شیو کرنا بھی بھول چکا تھا

دو دن سے وہی کالی شرٹ۔

اس غریب لڑکی نے میرے بیٹے پر کیا پڑھ کر پھونک دیا ہے آخر۔۔

وہ شدید جھنجھلاہٹ میں تھے ادھر ریاض نے الگ ہنگامہ برپا کیا ہوا تھا۔

کیا کریں آخر وہ اپنے خود سر بیٹے کا۔

وہ غصے سے چشمہ لگاتے گاڑی میں بیٹھے تھے۔۔

اس بار ریڈ بہت ہی رازداری سے ہونی چاہیئے پچھلی بار کسی نے انہیں

خبر کر دی تھی تب ہی وہ لوگ ہمارے آنے سے پہلے وہاں سے نکل گئے

تھے ورنہ انہیں کیا پتا کہ پولیس آ رہی ہے یا نہیں۔

وہ گاڑی کی جانب بڑھتا ہوا سرد لہجے میں بول رہا تھا۔

!ایسا ہی ہو گا سردار جی

اسکے آفسر دوست نے سر ہلا دیا تھا۔

جبکہ وہ گاڑی میں بیٹھتا ابھی تھوڑا ہی آگے بڑھا تھا جب اسکا فون رنگ ہوا تھا۔

سرعت سے فون اٹھایا تھا اس نے۔

سردار غاذان سپیکنگ۔

سردار ایک اچھی خبر ہے مجھے لوکیشن مل چکی ہے اس لڑکی (ساریا) کے ایک گاہک نے ہی مجھے لوکیشن دی ہے آپ جلدی سے وہاں پہنچنے کی تیار کریں کہ خبر یہ ہے آج رات بہت سی لڑکیوں کا سودا ہوا ہے وہاں اور۔ سینڈ می اڈریس۔۔

وہ ابھی بول رہا تھا جب سردار کی سپاٹ اور درشت آواز پر اس نے سر ہلایا اور اسکے نمبر پر پورا ایڈریس ڈیٹیل کے ساتھ سینڈ کر دیا۔
ڈریس دیکھ کر اسکے آنکھوں میں ایک سرد پن سا اتر آیا تھا۔۔

کیسا سردار ہے یہ ایک لڑکی کے لیے دو دن سے کھجل خوار ہو رہا ہے تیمور صاحب معاف کریئے گا لیکن ایک سردار کو یہ سب سوٹ نہیں کرتا۔۔

ریاض کے ساتھ آئے ایک آدمی نے بہت غصے سے کہا تھا جبکہ تیمور صاحب خاموش ہی رہے۔۔

خیر آج سے پندراں دن بعد کی ڈیٹ رکھی ہے ہم بڑوں نے سردار اور ریاض کی بیٹی کی شادی کی،

آپ لوگوں کو کوئی اعتراض تو نہیں۔

پنچائت کے ایک بڑے نے سنجیدگی سے غاذان کے گھر والوں سے پوچھا

۔

سہیر نے اسے کچھ بھی کہنے سے منع کیا کہ وہ انکی بات سے انکار کر کے کوئی مصیبت نہیں مول لینا چاہتے تھے۔

ریاض نے خوشی سے چمکتے چہرے سے تینوں بھائیوں کو طنزیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

—

پیاس کے مارے اسکے گلے میں کانٹے اُگ آگے تھے۔

دونوں ہاتھ گھٹنوں کے گرد باندھے وہ بس روئے جا رہی تھی اب تو آنسوں بھی خشک ہو چکے تھے۔

آنکھیں سوج چکیں تھی سر الگ سے رو رو کر بے انتہا درد کر رہا تھا کہ اس سے درد اب سہنا مشکل ہو رہا تھا۔۔

سمجھ نہیں آ رہا میں کہاں ہوں کوئی مجھے ڈھونڈ کیوں نہیں رہا کیا میں اس بدنام جگہ پر ہی مر جاوں گئی اور کسی کو ہیر کی لاش تک نہیں ملے گئی یہی سزا ہونی چاہئے ہیر تمہاری۔۔۔

بھرائے ہوئے لہجے میں وہ خود ترسی میں مبتلا تھی سے۔

یا اللہ ہیر کو موت دے دے میں یہاں ایک ایک پل بہت مشکل سے گزار رہی ہوں۔۔۔

وہ اب اللہ سے اپنی موت کی دعا کر رہی تھی کہ جب دروازے پر زور سے دستک ہوئی کہ اس نے ڈر کر اندر سے دروازہ لاک کر رکھا تھا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

! دروازہ کھولو

ساریا نے غصے سے دروازہ کھٹکا یا تھا۔

اس نے کنڈی چڑھائی ہوئی تھی یہ پرانے دور کا دروازہ تھا اس میں کوئی جدید لاک نہیں لگے ہوئے تھے اسکی باہر بھی موٹی سی کنڈی تھی اور اندر بھی۔

دروازہ کھولو ہی۔۔۔۔۔۔ ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔

سارایا کی دھمکی پر وہ کھڑی ہوتی ارد گرد دیکھنے لگی یہ تو طے تھا ہیر نے دروازہ آج کی تاریخ میں نہیں کھولنا تھا۔

شینو جاؤ جا کر بخشو کو بلاؤ اور کہو دو تین لڑکے لے آئے ساتھ دروازہ توڑنا پڑے گا اور ہی________ ریا در کھنا دروازہ توڑ کر تمہیں تیر کی طرح سیدھا کر دوں گئی میں۔۔

ساریا نے غصے سے اسے دھمکی دی۔

ہی______ رلب کاٹتی بند کھڑکیوں کو درزیدہ نظروں سے دیکھنے لگی پھر وہ چونکی تینوں کھڑکیوں پر بھاری تالے تھے جبکہ ایک کھڑکی پر تالہ نہیں تھا۔

باہر سے اب دھڑ دھڑ دروازہ توڑنے کی کوشش کی جارہی تھی۔

وہ آنسو صاف کرتی ہوئی اس کھڑکی کی طرف آئی کھڑکی پر بہت زنگ لگ چکا تھا شاید برسوں سے بند تھی۔۔

اسکے بہت زور لگانے پر بھی کھڑکی نہیں کھلی تھی۔

یااللہ میری مدد کر۔۔

وہ لب بھینچے بڑبڑائی تھی لیکن وہ بھولی جانتی نہیں تھی کہ اس کھڑکی کو باہر سے لاک لگایا گیا ہے کہ وہ کھڑکی لمبی سی راہدری میں کھلتی تھی وہ لوگ کچا کام نہیں کرتے تھے۔

دروازہ دھڑ دھڑا کھاڑنے کی کوشش کی جا رہی تھی اس نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا۔۔

تب ہی دروازہ ٹوٹ کر اندر کی طرف گرا تھا ہیر کے پیر پر دروازے کا تھوڑا سا حصہ لگا تھا۔

جس سے اسکی چیخ بڑی بے ساختہ تھی۔

وہ پیر پکڑ کر چیختی ہوئی نیچے بیٹھی تھی۔

Zubi Novels Zone

سردار غاذان آپ کہاں ہیں۔۔

فون میں ریاست کا کوئی بڑا آدمی بول رہا تھا۔۔

میں مصر ہوں کل سے۔

وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

او مجھے تو آپ سے بہت ضروری کام تھا۔

وہ آدمی تاسف سے بولا۔

کوئی نہیں مصر سے آ کر سب سے پہلے آپ سے ہی میٹنگ ہو گئی ڈونٹ وری ابھی رکھتا ہوں جلدی میں ہوں۔

سنجیدگی سے کہتا وہ فون رکھ چکا تھا۔

جبکہ خادم نے حیرانی سے اسے دیکھا کتنی آسانی سے جھوٹ بول گیا تھا وہ خلانکہ جانتا تھا ملک صاحب جانتے ہیں وہ پاکستان میں ہی ہیں۔۔

سردار کہاں چلیں۔۔

خادم نے پیچھے کی طرف رخ کرتے ہوئے پوچھا۔

گرین ٹون۔۔

وہ سامنے دیکھتے ہوئے بولا تھا آنکھوں میں بے پناہ غصہ تھا جیسے آج آڑ یا
پار کرنے کا ارداہ ہو۔۔۔

کیوں رے بہت پر نکل آئے ہیں تمہارے۔۔
ساریا نے اسکا بازو مڑوڑتے ہوئے تیکھے لہجے میں پوچھا۔
ہی۔۔۔۔۔ر تکلیف سے سی کر کے رہ گئی۔۔۔
تمہیں کیا لگا تھا تم دروازہ نہیں کھولو گئی تو بچ جاو گئی ہاں۔۔

ساریا نے پوچھنے کے ساتھ ہی غصے سے اسے زور سے تھپڑ مارا تھا کہ اسکا
نازک گال سرخ ہو گیا تھا۔۔

وہ جواباً آنکھوں میں ڈھیروں نمی لیے لب بھینچے اسے دیکھے گئی بنا کچھ بولے بنا آنسو بہائے۔۔

چلو اسے لے کر جوزف کے پاس۔
ساریا نے اسے کھینچ کر اٹھاتے ہوئے غصے سے کہا۔
وہ اسے گھسیٹ کر بائیں طرف بنے کوریڈور کی طرف لے کر جا رہے تھے جہاں قطار میں بہت سے روم بنے ہوئے تھے۔۔۔

وہ اسے ایک روم میں لے آئے اس روم میں صرف ایک بیڈ تھا اور سامنے دیوار پر ایک بڑے سائز کا مرر لگا ہوا تھا۔۔

"وہ لوگ ہی ــــــــــــ ر کو بیڈ پر پھینک کر باہر سے دروازہ بند کر کے جا چکے تھے۔۔

وہ چونک کر اٹھتی ارد گرد حیرت سے دیکھنے لگی۔۔
کہ کمرے میں بہت گندے گندے پوسٹر لگے ہوئے تھے۔۔

وہ بامشکل بیڈ سے کھڑی ہوتی دروازے کی جانب بڑھی تھی جب زور سے دروازہ کھلا تھا۔۔
اور کوئی اندر آیا تھا۔
ہیر انجان آدمی کو دیکھ کر بے ساختہ خوف سے پیچھے ہوئی۔
وہ آدمی کمینگی مسکان ہونٹوں میں لیے اس معصوم لڑکی کی طرف بڑھا تھا۔

ہیر نے لرز کر اسکی نظروں کو اپنے جسم کے آر پار ہوتے دیکھا تھا۔

وہ جلدی سے کامدار ریشمی دوپٹہ اپنے ارد گرد لپیٹ گئی۔۔

کوئی فائدہ نہیں دوپٹہ لینے کا ڈارلنگ۔

وہ آدمی جلدی سے شرٹ کے بٹن کھول کر اسکے قریب آتا ہوا بولا۔

ہیر کا دل رک سا گیا تھا۔

وہ اسکے قریب سے ہوتی باہر بھاگنے لگی تھی جب وہ آدمی اسے پکڑ کر بیڈ پر دھکیل چکا تھا۔

بھاگنا نہیں پاس آنا ہے جانے من۔

ہی۔۔۔۔۔۔ر نے چیخ مارنی چاہی جب وہ اسکے ہونٹوں پر سخت ہاتھ مضبوطی سے جما گیا تھا۔

وہ ہوس کا مارا انسان اسے بیڈ پر جھکڑ چکا تھا جب باہر سے ٹھاہ ٹھاہ کی دو تین آوازآئیں تھیں۔۔۔۔۔

وہ آدمی بھوکھلاتا ہوا سیدھا ہوا پھر شرٹ ہاتھ میں پکڑتا وہ باہر بھاگا تھا اسے لگا شاید پولیس نے ریڈ ماردی ہے۔۔

ہی۔۔۔۔۔۔ر بامشکل نیچے گرا دوپٹہ اٹھاتی ہوئی باہر جانے لگی تھی جب وہ پیر کی تکلیف سے وہی دوہری ہوتی بیٹھ گئی تھی۔

اور وہی بیٹھ کر زور وشور سے رونے لگی تھی۔۔

وہ سر چھت کی طرف اٹھائے لوب چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔۔

Zubi Novels Zone

لمبے سے ہال میں وہ دونوں بیٹھیں پیسے گن رہیں تھی آس پاس اور بھی لڑکیاں بیٹھیں ہوئیں تھیں جو مردوں کو اپنے قابو میں کرنے کے طریقے ایک دوسرے کو بتا رہیں تھیں۔

اس لڑکی کو اب چوہدری صاحب کو دیتے ہیں ایسے ہی تیار کروانا پھر دیکھنا وہ بھی منہ مانگا پیسہ دے گا۔

دلنشین بیگم پیسوں کو سونگ سونگ کر جھولی میں رکھتی شرشار سے لہجے میں بول رہی تھی جب ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا تھا اور بہت سارے مرد اور لیڈی پولیس آفسرز اندر آئیں تھیں۔۔

وہ سب بھوکھلاتیں ہوئیں کھڑی ہوئیں تھیں چہروں پر دم بخود خردہ تاثرات رقم ہو چکے تھے انہوں نے تو ایسا خوابوں خیالوں میں بھی نہیں سوچ تھا۔

آگے آگے تیز تیز قدموں سے چلتا سردار غاذان تیمور تھا اسی سلوٹوں زدہ سوٹ میں چہرے پر غضب ناک تاثرات لیے ماتھوں پر ڈھیوں بل ڈالے اس کے ہاتھ میں جدید دور کی پسٹل تھی اس نے آتے ہی چمکیلا لباس پہنی ساریا پر کھینچ کر تین چار تھپڑ برسائے تھے وہ عورتوں پر ہاتھ اٹھانے کا قائل نہیں تھا لیکن یہ عورتیں نہیں معاشرے کا ناسور تھیں جنہیں ختم کر دینا ہی بہتر ہوتا ہے جنھں برے کاموں سے حرام کھانے کی لت پڑ چکی ہو وہ بھلا کب سدھرتے ہیں۔۔

ساریا اسکے بھاری تھپڑوں کی تاب نا سہتے ہوئے دور جا گری تھی مہ سے خون چھوٹ گیا تھا۔۔

جبکہ دلنشین بیگم تو آنکھیں پھاڑیں انہیں دیکھ رہیں تھیں بھلا ایسا کب سوچا تھا اس نے ایسا تو وہ خواب میں بھی نا دیکھتی جو حقیقت بنا اسکے سامنے ہو رہا تھا۔

ہی۔۔۔۔۔۔ر کہاں ہے۔۔

وہ اسکے بال پکڑتا بولا نہیں تھا بلکہ پھنکاڑا تھا۔

دل بیگم اور ساریا نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔

ہی۔۔۔۔۔۔ر؟

وہ لرز کر اسکا نام بڑبڑائی تھی اسکے ہونٹوں سے خون بہنے لگا تھا۔۔

کہاں ہے ہی ـــــــــر۔۔

وہ درشت لہجے میں چلایا تھا۔۔۔

پولیس انکو چاروں طرف سے گھیرے کھڑی تھی اور اب حیرت سے سردار کا مشتعل روپ دیکھ رہے تھے۔۔

کون ہی ـــــــــر ہم کسی ہیر کو نہیں جانتے آپ لوگ کہی اور جا کر ڈھونڈیں اپنی ہی ـــــــر بی بی کو۔

دلنشین بیگم بڑے مضبوط لہجے میں کہتی میدان میں اتری تھی۔

تب ہی سردار غاذان نے ہوا میں دو تین فائر بلند کیے تھے۔۔

دلنشین اور ساریا کی تو سٹی ہی گھم ہو چکی تھی۔

وووہ اس طرف۔۔۔

ساریا سہمے لہجے میں لڑکھراتے ہوئے بولی تھی۔

سردار غاذان بائیں سائیڈ کوریڈور کی طرف بھاگا تھا پیچھے اسکا دوست بھی تھا جو حال میں ہی اسکا بہت اچھا دوست بن چکا تھا۔

!جبکہ رانا لب بھینچے کھڑا تھا اگر سردار کو ہی ۔۔۔۔ر مل گئی تو

وہ شدید پریشان ہوا تھا۔۔

اسے پتا نہیں تھا کس جگہ ریڈ پڑنی ہے ورنہ کسی طرح ان لوگوں کو خبر کر دیتا کیونکہ نئے آفسر نے انہیں بس چلنے کو کہا تھا پر یہ نہیں بتایا تھا کہ کس جگہ جارہے ہیں اس نے پوچھا بھی لیکن ڈی ایس پی درید مل نے بات آئی گئی کر دی تھی۔۔

وہ بھاگتا ہوا کوریڈور کی طرف آیا تھا سامنے سے آتے مرد کو وہ درشتگی سے پکڑ کر پیچھے آتے خادم کو پکڑا گیا تھا اور خود
وہ تیزی سے آگے بڑھا تھا لیکن قدم بے ساختہ آگے جا کر رکے تھے۔۔

وہ تیزی سے الٹے قدم پیچھے آیا تھا۔۔۔

کھلے دروازے سے اندر بیٹھے وجود کو دیکھ کر پہلی بار سردار غاذان کا دل دھڑکا تھا اس عام سی لڑکی کے لیے جس کے لیے وہ کھانا پینا سونا جاگنا حتیٰ کے دنیا کا ہر کام بھولا بیٹھا تھا۔

وہ لڑکی سبز لہنگے میں سر جھکائے بیٹھی بس اپنے پیر کی طرف متوجہ تھی بال بکھرے ہوئے تھے ہیئر سٹائل خراب ہو چکا تھا سیدھی نکلی مانگ میں پہنی بندیا بائیں کان کی طرف جھول رہی تھی۔۔۔۔

ہی۔۔۔۔۔ر!

وہ جو پاوں پکڑے چھلے ہوئے ماس پر پھونکیں مار رہی تھی گھمبیر دھیمی آواز پر ہی۔۔۔۔۔ر کا دل رک سا گیا تھا۔۔۔

وہ ہنوز سر جھکائے اسکی آواز کی باز گشت اپنے ارد گرد محسوس کرنے لگی تھی۔

! ہی ــــــــر

وہ اندر آتا ہوا بولا تھا۔

ہی ــــــر نے ایک جھٹکے سے سر اوپر اٹھایا تھا،

اپنے سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر ہی ــــــــر کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا تھا،

وہ زور زور سے آنکھوں کو مسلنے لگی تھی۔۔

لیکن اسکا وجود حقیقت ینا اسکے سامنے کھڑا تھا بھینچے ہوئے ہونٹ سرد آنکھیں اسکی روئی روئی آنکھوں پر جمائے وہ حقیقت ینا اسکے سامنے کھڑا تھا۔

آپ سچ میں ہیں۔

وہ کھڑا ہونے کی کوشش کرتی ہوئی بھولپن سے بولی تھی۔

ہی ــــــــ ر مجھے معاف کردو میں تمہیں اتنے دن تکلیف میں رہنے سے روک نہیں پایا۔

پسٹل پاکٹ میں اڑستا وہ بے ساختہ اسے کندھوں سے تھام گیا تھا۔

Zubi Novels Zone

ہی ــــــــــــ رہونٹوں پر ہاتھ رکھے گھٹی گھٹی آواز میں رونے لگی تھی

وجود ہچکولے کھانے لگا تھا، اب شاید موت بھی آجاتی تو ہی ــــــــــــ ر

کو غم نا ہوتا۔

سردار غاذان نے تاسف سے اسے دیکھا تھا۔۔

پھر وہ چونکا اسکی نظر اچانک ہی ہی ــــــــــــ رکے سراپے پر گئی تھی۔

لمبا لہنگا اوپر پہنی چولی سے جھانکتا جسم چھوٹے سے لیئر میں کٹے بال

بازوں آدھی سے زیادہ ننگی تھیں۔

اسکا حلیہ دیکھ کر اسکی آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑنے لگا تھے اور پھر

نظر اسکے وجود سے سرعت سے ہٹا گیا تھا۔۔

وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔۔

ہی۔۔۔۔۔۔۔ر نے بہتی آنکھوں سے اسے دیکھا لیکن پھر وہ بھی ٹھٹھکی اسکی نظریں اپنے سراپے پر دیکھ کر وہ خود شرم سے خود میں سمٹ کر رہ گئی تھی۔۔

ان لوگوں نے زبردستی پہنایا ہے۔۔

وہ بمشکل بول پائی تھی۔

میں جانتا ہوں ہی۔۔۔۔۔۔ر۔۔

وہ کہتے ہی صوفے پر پڑی سفید چادر کی طرف بڑھا تھا جو شاید باہر جانے کے لیے استعمال کی جاتی تھی کہ چادر بہت بڑی تھی۔

وہ چادر کو پکڑ کر اسکے سر سے لے کر پاوں کر اس چادر میں اچھے سے چھپا گیا تھا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہی۔۔۔۔۔۔ر کا دل کیسے نا اسکا روگ لیتا وہ شخص تھا ہی بہار کی پہلی ہوا"

جیسا تپتی دھوپ میں ٹھنڈی چھاؤں جیسا زخم سے مسیحا جیسا، تپتے صحرا

"میں ساون جیسا وہ ہی۔۔۔۔۔۔ر کو اپنا دیوانہ ایسے تو نہیں کر گیا تھا۔

سردار باہر آئیں وہ عورت دست برداری پر اتر آئی ہے۔

ایک حوالدار اندر آتا ہوا اس سے مخاطب تھا۔

وہ پلٹ کر اسے دیکھتا سر ہلا گیا تھا۔

! میرا پیر

وہ اسکا ہاتھ پکڑا اسے لے جانے لگا تھا جب ہی۔۔۔۔۔۔ر نے پیر کی طرف

اشارا کیا تھا۔۔

اس نے چونک کر اسکے پیر کی طرف دیکھا جہاں پیر کے اوپر کی جلد اچھی

خاصی اتر گ◌ی تھی اور وہاں خون جمع ہوا تھا۔

ہی۔۔۔۔۔۔ر یہ کیسے ہوا؟

وہ غصے سے بولا۔

وہ سر جھکائے بس رو دی۔

شوں شوں کرتی وہ سردار کو لب بھینچنے پر مجبور کر گئی۔

پھر وہ ہوا جو ہی۔۔۔۔۔۔ر کبھی نہیں سوچ سکتی تھی جو اسکے وہم و گماں میں بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔

اور پھر سُردار غاذان تیمور اسکے قدموں دو زانو بیٹھا۔۔

ہی۔۔۔۔۔۔ر کا وجود دنگ رہ گیا تھا،

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اسکا ننھا سا دل لرز کر رہ گیا تھا۔۔

وہ دنگ نظروں اور ساکت وجود سے بہت عظیم انسان کو اپنے قدموں میں بیٹھا دیکھ رہی تھی۔۔

وہ اب پاکٹ سے سفید رومال نکال کر اسکے چھلے ہوئے پاؤں میں باندھنے لگا تھا۔

ہی________ر کے وجود میں ایک کرنٹ سا دوڑا تھا اسکے نرم اور تحفظ بھرے لمس پر۔۔

اس نے پیر پیچھے کرنا چاہا تھا،

لیکن وہ اسکا پاوں نرم لیکن مضبوط گرفت میں لیے ہوِے تھے،

وہ اب اپنا سفید رومال اسکے داہنے پاوں پر نرمی سے باندھ رہا تھا،

ہی ـــــــــر کے پاوں کا درد اسکے لمس اور توجہ پر جاتا رہا تھا،
اسکی نرمی اور توجہ پر وہ ایسے ہزاروں زخم کھا سکتی تھی بنا اف کرے
، کاش وہ اسے اپنے دل کا درد بھی بتا سکتی۔۔۔

ہی ـــــــــر حیران تھی کوئی بھلا کب اتنا اچھا ہوتا ہے،
وہ کتنا اچھا شخص تھا کاش کوئی ہی ـــــــــر سے پوچھتا۔۔۔
اس شخص نے ہمیشہ اس غریب لڑکی کو تھاما تھا کبھی گرنے نہیں دیا تھا،

وہ رومال باندھ کر اٹھا تھا،
وہ اس سے قد اور رتبے میں بہت بڑا تھا،
وہ اب نرم نظروں سے اسکے لرزتے وجود کو دیکھ رہا تھا،
اسکے التفات پر آنکھیں پھر سے برسنے لگی تھیں۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

پھر وہ ہونٹوں پر انگلیاں رکھتی گھٹی گھٹی آواز میں رونے لگی تھی۔

وہ بنا کچھ بولے ہونٹ بھینچے اسے دیکھتا رہا،

نظروں سے نرمی جاتی رہی تھی اسکے سانولے گال پر سرخ انگلیوں کے نشان دیکھ کر۔۔۔۔

اسکا ہاتھ تھام کر اسے باہر لے کر چلنے لگے تھا، ہی۔۔۔۔ اسکے ساتھ چلنے لگی تھی لیکن سسکیاں ابھی جاریں تھیں۔۔

باہر نکلتے ہوئے اسنے ٹوٹے ہوِے ایک طرف پڑے دروزے کو سنجیدگی سے دیکھا تھا۔۔

پیچھے دو گارڈ بھی تھے جو دروازے سے تھوڑا دور کھڑے تھے۔۔

ہیر اسکے ساتھ کسی ٹرانس سی کیفیت میں چل رہی پاؤں کا درد کہی دور چلا گیا تھا جیسے وہ تھا ہی نہیں اسکے لمس نے ہی۔۔۔۔ رپر کسی جادو سا اثر کیا تھا۔

وہ اسے لیے ہال میں چلا آیا تھا،

جہاں دل بیگم نے خوب شور مچا ہوا تھا وہ لڑ رہی تھی ہتھکڑیاں کھولنے کے لیے مچل رہی تھی جب سردار ہیـــــــر کو اسکے سامنے لایا۔

دل بیگم ہیر کو دیکھ کر پریشان ہوئی تھی۔

ہیـــــر کی سوکھی آنکھیں پھر سے بہنے لگیں تھیں۔

ہیـــــــــر جتنا زور کا تھپڑ تم مار سکتی ہو اس عورت کے منہ پر مارو۔

اسکے سرد بے لچک لہجے پر ہیـــــــــر نے چونک کر اپنے ساتھ کھڑے ڈھال بنے وجود کو دیکھا۔

سردار غاذان تیمور نے اسکے دیکھنے پر نرمی سے سر ہلایا۔

غاذان کو بے انتہا غصہ آرہا تھا دل کر رہا تھا کہ ان دو عورتوں کو آگ لگا دے جنہوں نے ہیر پر ظلم کے پہاڑ توڑ ڈالے تھے۔

دل بیگم تھوڑا پیچھے ہوئی جبکہ ساریا کی حیران نظریں ہی ـــــــ ر پر تھیں اس نے اسے کیا سمجھا تھا اور وہ کیا نکلی تھی وہ پریشان تھی اور حیران بھی بہت تھی۔۔

ہی ـــــــ ر!

اسنے اسے مارنے کو اشارا کیا تھا۔

میں کیسے مار سکتی ہوں میں تو کمزور ہوں۔

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں اسے بتانے لگی تھی۔

ہی۔۔۔۔۔۔۔۔ر میں چاہتا ہوں تم ان دو عورتوں کے منہ پر تھپڑ مارو تاکہ تمہارے ساتھ جو انہوں نے سلوک کیا ہے اسکی کچھ سزا تو تم اپنے ہاتھوں سے انہیں دو۔۔

وہ سرد لہجے میں ہیر سے مخاطب تھا وہاں کھڑے سب سردار اور اس لڑکی پر نظریں جمائے ہوئے کھڑے تھے جبکہ رانا پریشان تھا اور سردار غاذان کو قہر بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ ہیر کو دوبارہ سردار غاذان سے چھین کر اسے بے چین پھر سے کر دے اور خود سکون سے اسکی بے چینی دیکھے۔۔

ہیر کیا کہہ رہا ہوں میں۔

اب کی بار وہ خاصے غصے سے بولا تھا۔

ہیر ڈر سی گئی تھی اسکے تیز لہجے پر۔

وہ ہمت مجتمع کرتی ہوئی

,آگے بڑھی اور دل بیگم کے منہ پر تھپڑ مار دیا تھا اسنے

لیکن تھپڑ ایسا تھا جیسے کسی چھوٹے بچے کو مارا جاتا ہے اسکی چھوٹی سی غلطی

پر۔

ہیــــــــر جتنا کھایا ہے نا زندگی میں اتنا زور لگا کر ان دو عورتوں کو مزہ

چکھاؤ تا کہ غاذان تیمور کے دل میں ٹھنڈک پڑے وہ سکون میں آئے

۔۔۔

اسکے چلانے پر ہیــــــــر نے ڈر کے مارے اس بار واقعے اتنا زور کا تھپڑ

مارا تھا کہ تھپڑ کی گونج پورے ہال میں گونجی تھی۔۔

لوگ سانس روکے اس لڑکی اور سردار غاذان کو دیکھنے لگے تھے۔

ہی۔۔۔۔۔۔رمارتی جاوا نہیں دل کا بوجھ ہلکا کر دو۔۔۔

وہ اس بار نرم لہجے میں ہی۔۔۔۔۔۔ر سے مخاطب تھا۔۔

ساریا نے خوف سے ہی۔۔۔۔۔۔ر کو دیکھا جو اسکے سامنے آر کی تھی۔۔

میں نے تمہیں اپنی واحد دوست کہا تھا ساریا تم پر یقین اور اعتبار کیا میرا بھی پہلی بار کسی کو دوست بنانے کو دل چاہا تھا کہ سکول میں تو کوئی مجھے دوست بناتا ہی نہیں تھا لیکن تم نے جب میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تو مجھے بہت اچھا لگا مجھے لگا میری بھی کوئی دوست ہو گئی جسکے ساتھ میں ہنسوں گئی کھیلوں گئی اور شرارتیں کروں گئی۔

تم نے پہلے میرے سارے بال کٹوا کر بیچ دیئے پھر تم نے معافی مانگی تو میں نے معاف کر دیا خلانکہ میں پورے تین دن روتی رہی تھی اپنے بالوں کے غم میں لیکن پھر بھی تمہیں معاف کیا تمہارے ساتھ تمہاری خالہ کے گھر آئی اور تم نے میرے ساتھ کیا کیا سار یا کوئی ایسا کرتا ہے کسی کے ساتھ جیسا تم نے میرے ساتھ کیا۔۔

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں اس سے پوچھ رہی تھی۔۔

جبکہ سردار نے ٹھٹھک کر اسکے بالوں کو دیکھا تو ہی ــــــ ر کے چھوٹے بالوں کی وجہ یہ لڑکی تھی۔۔

وہ اسی لنگے میں تھی لیکن اب فرق یہ تھا کہ اسنے سردار کی دی ہوئی بھاری چادر اپنے ارد گرد اچھے سے لی ہوئی تھی وجود جو عیاں تھا وہ اب مخفی تھا۔

بال کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے آنکھوں سے کاجل بہہ کر اسکے گالوں پر آچکا تھا۔

ساریا نے ارد گرد دیکھ کر سر جھکایا لیکن اسکے چہرے پر شرمندگی دیکھنے سے وہ قاصر تھی۔۔

سردار نے ہونٹ بھینچ کر ہیر کو دیکھا جو غصہ تھا اس لڑکی پر اب وہ ختم ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

لیکن اگلا جھٹکا ساریا کے لیے شدید تھا جب ہی۔۔۔۔۔۔رکا زوردار تھپڑ اسکے چودہ طبق روشن کر گیا تھا اسنے واقعے جو کھایا پیا تھا ساریا کو تھپڑ مارنے میں دکھا دیا تھا کہ ساریا تھپڑ کے وار کو نا سہتے ہوئے پیچھے صوفے پر جا گری تھی۔

تم بہت ہی گھٹیا لڑکی ہو۔۔

وہ نفرت سے چلائی تھی۔

ہی۔۔۔۔۔۔ر چلو یہاں سے۔۔۔

اسکا بازو پکڑ کر وہ اسے ساتھ لے جاتا ہوا بولا تھا۔

ہیر نے اسکے ساتھ چلتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا ساریا اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

رانا نے شدید غصے سے سردار کے ساتھ چلتی ہوئی اس لڑکی کو دیکھا تھا جس میں پتا نہیں اتنی ہمت اور چیلنج کہاں سے آگیا تھا۔۔

, سردار غاذان اسکا ہاتھ تھامے اس وسیع ہال سے لے جانے لگا تھا

ہیر کا وجود بہت ہلکا پھلکا ہو گیا تھا،
اور دل میں اسکے لیے محبت اب شدت کرنے لگی تھی اسکا دل چاہ رہا تھا ساری دنیا کہی غائب ہو جائے اور وہ اپنے سرادر غاذان کو دیکھتی رہے تا عمر بنا اپنا ہوش سنبھالے وہ اس مہربان شخص پر پنی زندگی کی آخری سانس بھی وار دے۔۔

ہی______رمیری واچ اندر ہی کہی گر گئی ہے میں ابھی آتا ہوں تم بیٹھو آرام سے ڈرنے کی ضرورت نہیں گارڈز یہی ہیں۔۔

ہیر کو گاڑی کے اندر بٹھانے کے بعد وہ اچانک ہی بولتا اندر کی طرف دوڑا تھا۔۔

۔

ہ____یر نے تیز قدموں سے چلتے سردار کو حیرت سے دیکھا تھا کہ بروان وان اسکی مضبوط کلائی پر طاندھی نظر آرہی تھی پھر انہوں نے ایسا کیوں کہا بھلا۔۔

وہ سر جھٹکتی اسکی پشت کو دیکھتی رہی اسکی پشت نظروں سے اوجھل ہونے کے بعد وہ ٹھیک سے بیٹھی تھی خادم اور ڈرائیور آگے بیٹھے ہوئے

تھے جبکہ کچھ گارڈز اسکے پیچھے ہی دوڑے تھے وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑتے تھے اسکے کہنے پر بھی نہیں کہ یہ انکے سردار کی زندگی کا سوال تھا۔۔

____ 🍁🍁🍁🍁 _____ 🍁🍁🍁🍁🍁

!وہ جب واپس ہال میں آیا تو

Zubi Novels Zone

سارا پولیس والوں کو گالیاں بک رہی تھی جبکہ دلنشین بیگم ہاتھ پاوں چھڑانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ انہیں رشوت کا لالچ دینے کی کوشش کر رہی تھی جو کہ بیکار کوشش تھی۔۔

!!!چپ ایک دم چپ

غاذان کی سرد آواز ان دونوں کی حرکات کو ایک دم بریک لگا گئی تھی۔

وہ دونوں ساکت سی اسے دیکھنے لگیں تھیں جو دوبارہ وہاں آچکا تھا اور اب ان دونوں کو لہو رنگ ہوتی نظروں سے دیکھ رہا تھا انکی خوش قسمتی تھی جو وہ عورتیں تھیں ورنہ اب تک وہ زمین کے اندر ہوتیں۔

خیر سزا تو انہیں ملنی تھی آخر کو انہوں نے سردار غاذان کی عزت کی طرف نا صرف دیکھا تھا بالکہ اسے پریشان بھی کیا تھا تو پھر وہ کیسے وہاں سے جاسکتا تھا بنا انہیں کوئی معمولی سزا دیئے۔۔

وہ تیز قدموں سے چلتا اس آدمی کی طرف آیا تھا جسنے ہیر پر ہاتھ ڈالنا چاہا تھا اور اسکی سلیوز پھاڑیں تھیں۔

وہ آدمی سردار غاذان کی سرد نظروں سے پسینہ پسینہ ہو چکا تھا۔

مجھے معاف کر دیں سر دار مجھے نہیں پتا تھا وہ آپکی رشتہ دار ہے۔

وہ آدمی ہاتھ جوڑتا گڑ گڑا یا تھا۔

سر دار غاذان نے آنکھ سے خادم کو کوئی اشارا کیا تھا خادم سر ہلاتا جھٹ سے اس آدمی کا گریبان جھٹکتا ہوا اسکی گردن نیچے جھکا گیا تھا۔

دوسرا لمحہ سب کے لیے حیرت سے زیادہ کسی شاک سے کم نہیں تھا

کیونکہ سرادر غاذان کا پسٹل اسکا دماغ اڑا گیا تھا۔

سر دار غاذان نے ہاتھ تک نہیں لگایا تھا اس آدمی کو۔۔

ساریا اور دلنشین کی چیخیں سردار غاذان کے بھینچے ہوئے ہونٹوں میں سرد سی مسکراہٹ لے آئی تھی۔۔

یہ اسکی سزا تھی اور میری نظر میں معمولی ہے کیونکہ میری عزت کی طرف ہاتھ ڈالنے کی اسے گندی نظر سے دیکھنے والے کے تو جسم سے ریشہ ریشہ الگ کر دینا چاہیئے تھا، خیر
تم دونوں سوچ لو تم دونوں کے ساتھ کیا ہوگا۔

اسکے مسکراتے لہجے پر ان دونوں کی ریڑ کی ہڈی میں سنسنی خیز لہر دوڑ گئی تھی۔

ہمیں معاف کر دیں سردار۔

وہ دونوں خوف سے اسکے قدموں میں گریں تھیں باقی سب خاموشی سے کھڑے نظریں ان دونوں پر جمائے ہوئے تھے ایک صرف رانا تھا جسکا موبائل آن تھا اور ہونٹوں پر دھمی سی مسکان تھی۔

تم دونوں کو ہاتھ لگانا میں اپنی توہین سمجھتا ہوں ماریا۔

اسنے کہتے ہی لیڈی آفسر کو آواز لگائی تھی۔

ماریا ہاتھ پیچھے باندھے جھٹ سے آگے آئی تھی۔

جی سردار۔۔

احترام سے سر جھکائے وہ پوچھ رہی تھی۔

ان دونوں کے ساتھ جو کرنا ہے تم جانتی ہو اور ہاں میں انہیں دیکھنے ضرور آوں گا اور ایک بات جو سزا لازمی اس لڑکی کو ملنی چاہیئے وہ ہے

اس لڑکی کے جڑ سے لے کر سارے بال کاٹ دینا اور اگر یہ کام آج کے وقت میں نا ہوا تو یاد رکھنا تم بھی۔۔

سرد لہجے میں کہتا وہ کوئی نرم دل سردار غازان تو نہیں لگ رہا تھا، یہ اسکا کوئی اور ہی روپ تھا،

جی سردار جیسے آپکا حکم۔

وہ مودبانہ انداز میں بولتی پیچھے ہوئی تھی۔

جبکہ نیچے گری ساریا کا رنگ اسکی بات سن کر فق ہوا تھا نہیں یہ نہیں ہو سکتا تھا، اسے تو اپنے بال بہت پسند تھے انہی زلفوں سے تو ہی وہ بڑے بڑے زاہدوں کو اپنے آگے جھکا دیتی تھی اسکا حسن ہی اسکے بال تھے۔

وہ کانپ اٹھی تھی پہلی بار اسکی آنکھوں سے آنسو ٹپکے تھے،

ان دو عورتوں کو قہر بھری نظروں سے دیکھتا وہ وہاں سے پلٹا تھا،

اسے ایک بہت ضروری میٹنگ میں بھی جانا تھا آج۔

پیچھے ان دونوں کے منت ترلے جاری تھے جو اسنے سنا گوارہ نہیں کیے

تھے م؟۔۔

آنکھوں پر گاگلز لگائے وہ ایک شان سے چلتا وہاں سے نکلا تھا پیچھے پیچھے

گارڈ پولیس آفسر وغیرہ بھی تھے۔

جبکہ رانا داڑھی کھجاتا ہوا کچھ سوچتا ہوا آرام سے چل رہا تھا۔۔

پیچھے ان دونوں کی چیخیں باخوبی سنائی دے رہیں تھیں جس سے اسکے

چہرے کے اعضا میں سکون سا آیا تھا۔

گاڑی میں بیٹھی وہ باہر ہی دیکھ رہی تھی۔

پھر اسکی آنکھوں میں چمک آئی تھی اسے سیڑیاں اترتا دیکھ کر۔

وہ پیچھے آتے آفسر سے کچھ کہہ رہا تھا۔

چال میں اسکی تیزی تھی وہ رف سے خلیے میں بھی شاندار ہی لگتا تھا۔

پھر الوداعی کلام کہتا وہ اپنی شاندار بلیک گاڑی کی جانب بڑھنے لگا تھا جسکے اندر بیٹھا وجود اسکی راہ تک رہا تھا۔

ہیر ایک دم سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔

وہ اسکے ساتھ بیٹھتا اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگا تھا۔

جسکے بال چادر سے باہر جھانک رہے تھے۔

وہ سر جھکا گئی۔

گاڑی سٹارٹ ہوتی تیزی سے وہاں سے نکلی تھی۔

تب ہی اسکے فون میں رنگ ہوئی تھی۔

۔

ریلکس وہ میرے ساتھ ہے اور ہم محل جارہے ہیں آج سے وہ میرے گھر رہے گئی ڈونٹ وری یار باقی باتیں کل ابھی بہت تھک گیا ہوں۔
آہستہ سے کہتا وہ فون بند کر چکا تھا۔

ہی۔۔۔۔۔۔۔ر کو پتا تھا وہ کس سے مخاطب تھا۔

خیام کی تکلیف پر اسکی آنکھ سے ایک آنسو گرا تھا۔

سردار نے چونک کر اپنے ہاتھ کی پشت دیکھی جہاں اسے نمی سی محسوس ہوئی تھی وہاں ایک چھوٹا سا پانی کا قطرہ تھا۔

سردار غاذان تیمور نے ہونٹ بھینچے تھے پتا نہیں کیوں لیکن اسے ہیر کے آنسو زرا اچھے نہیں لگے تھے۔۔

وہ ہیر کو سنجیدگی سے دیکھنے لگا تھا جسکے سر سے چادر تھوڑی سی کسکی ہوئی تھی۔

اگلے ہی پل ہیر کا وجود دنگ ہوا تھا جب اسنے اسکے سر پر چادر اپنی انگلیوں سے درست کر کے اسکی چھوٹی چھوٹی لٹیں چادر کے اندر کیں تھیں۔

وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا اور فون پر آئی ضروری کال سننے لگا تھا جو کہ بہت ضروری تھی،

اور وہ تو جیسے اسی پل میں ہی کہی ٹھہر گئی تھی،

سر پر ابھی بھی اسکا لمس محسوس ہو رہا تھا۔

گاڑی میں پھیلی بھنی بھنی خوشبو ہیر کو بہت اچھی لگی۔

بھرے بھرے ہونٹ بڑے برسوں بعد ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے، وہ زندگی میں پہلی بار دل سے مسکرادی تھی۔

اور کسی نے چونک کر اسکی بلاوجہ مسکراہٹ دیکھی،

Zubi Novels Zone

—

خیام۔۔۔

محل کے دروازے کے باہر اسے خیام نظر آیا تھا۔

گاڑی رکی تھی سردار کے اشارے پر۔۔

وہ عجلت سے گاڑی سے نکلتی بھاگ کر اسکے سینے سے لگتی بلک اٹھی تھی
۔

ارد گرد کا ہوش اسے نہیں رہا تھا۔

اسکے سینے میں سر دیئے وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی کہ اسکا بھائی اسکے سامنے تھا اسکا واحد رشتہ۔

Zubi Novels Zone

آپی پلیز مجھے تکلیف ہوتی ہے آپکو اس طرح روتا دیکھ کر۔

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں اسکا سر تھپکنے لگا تھا۔

سردار غاذان نے گلاسز اتار کر سنجیدگی سے ان دونوں کو دیکھا تھا۔۔

خیام۔

اسکی سنجیدہ آواز پر وہ دونوں ایک دم سے ایک دوسرے سے الگ ہوئے تھے۔

ہی۔۔۔۔۔۔ر نے ایک نظر سنجیدہ چہرہ لیے سردار کو دیکھا پھر بے ساختہ اپنے بھائی کا ماتھا چوم گئی تھی۔

خیام آنکھوں میں نمی لیے مسکرایا تھا بڑی بہن جو ٹھیک سلامت تھی اور یہ ایک وجود کی ہی مرہونِ منت تھا۔

وہ اللہ کا جتنا شکر کرتا کم تھا اسنے اسکی بہن اسے لوٹادی تھی شکر کے نوافل پڑھنا تو اس پر واجب ہو گیا تھا،

اور پھر اس شخص کا جسنے انکی زندگی میں آکر انکی تکلیفیں کافی حد تک کم کر دیں تھیں۔

خیام نے تشکر لیے آنکھوں سے سردار غاذان کو دیکھا تھا۔

جو گاڑی سے ٹیک لگائے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ بار بار واچ بھی دیکھ رہا تھا شاید اسے کہی اور بھی جانا تھا۔

خیام گھر جاو شام ہونے والی ہے کل ان شاءاللہ ملاقات ہو گئی۔۔

وہ سنجیدگی سے کہتا ہوا دوبارہ گاڑی کے اندر بیٹھا تھا۔

اسکے لہجے میں پتا نہیں کیا تھا کہ خیام بنا کچھ کہے سر ہلاتا اپنی بائیک کی طرف بڑھا تھا۔

خیام اپنا خیال رکھنا۔

وہ خیام کی پشت دیکھ کر بے ساختہ بولی تھی۔

وہ پلٹ کر سر ہلاتا پھر سے بائیک کی طرف بڑھا تھا۔

ہی ـــــــر۔

وہ موبائل میں کچھ دیکھتا اسے پکار گیا تھا جو ہنوز وہی کھڑی تھی۔

اللہ کی پناہ میں خیام۔

وہ اسکی بائیک کو دیکھتی ہوئی بولی تھی جو نظروں سے اوجھل ہونے کو تھا۔

اور اب سردار کی پکار پر اسکا وجود پھر سے منجمد ہونے لگا تھا آخر کیا تھا وہ شخص،

جس پر سردار نے بائیاں آئی برو اچکا کر اس کمزور سی لڑکی کو دیکھا تھا جو
کہ ہنوز وہی کھڑی تھی۔
,ہیر کم ان خیام چلا گیا ہے

اسکی تنبیہ پر وہ جلدی سے گاڑی کی طرف بڑھی تھی،

وہ اودھ کھلے دروازے سے اندر بیٹھی تھی بنا سردار کی جانب دیکھے،
اور گاڑی کھلے گیٹ سے اندر بڑے سے پورچ کی طرف دوڑ گئی تھی اس
میں سات آٹھ گاڑیاں پہلے سے ہی کھڑیں تھیں۔

گاڑی کے رکتے ہی خادم نے بھاگ کر سردار کی طرف کا دروازہ کھولا تھا
۔

وہ آگے بڑھا تھا دھیان فون میں تھا لیکن وہ رکا تھا اپنے پیچھے اسکی غیر موجودگی محسوس کر کے۔

!ہی ــــــــــــر

وہ پلٹا تھا اور اسے پکار بھی گیا تھا جو گاڑی کے پاس ہی کھڑی انگلیاں مڑور رہی رہی تھی نظریں نیچے تھی تو نچلا ہونٹ اوپر والے ہونٹ میں دبائے وہ سخت پریشان تھی وہ یہاں نہیں آنا چاہتی تھی یہاں کے لوگ ظالم تھے اور وہ جانتی تھی۔

اسکی سنجیدہ سی پکار پر وہ ایک نظر سردار غاذان کو دیکھ کر پھر سے نظریں جھکا گئی تھی۔

اندر آؤ۔

وہ وہی کھڑا نرمی سے بولا تھا۔

مجھے نہیں آنا آپ پلیز مجھے ہوٹل چھوڑ آئیں۔

وہ کچھ جھجک کر بولی تھی لہجے میں خوف اور ڈر نمایا تھا،

اسکے ڈرے سہمے لہجے پر وہ ہونٹ بھینچ گیا تھا،

پھر اسکی طرف تیزی سے بڑھا تھا۔

بنا اسے کچھ کہے وہ اسکا ہاتھ تھام کر اندر کی طرف بڑھا تھا قدموں کی رفتار بہت تیز تھی۔

ہی ـــــــ ر اسکے ساتھ کھینچتی چلی گئی تھی۔

سر سے چادر اتر چکی تھی چھوٹے لیئر میں کٹے بال دیکھنے لگے تھے۔

خادم ہاتھ پیچھے باندھے آہستہ سے چل رہا تھا نظریں جھکی ہوئیں تھیں

لیکن وہ پریشان تھا کہ حالات اب کس رخ کروٹ بدل لیں گئے یہ

سردار غاذان تو شاید حالات سے انجان تھا جو آنے والے تھے یا پھر جان کر بھی انجان بنا بیٹھا تھا۔

______

بڑے سے گول ہال میں سفید صوفوں پر بیٹھے وہ ساتھ والے گاوں میں ہونے والے جلسے کو لے کر بتاتیں کر رہے تھے جب سردار پر سہیر خانم کی اچانک ہی نظر پڑی تھی پھر ہٹنے سے انکاری ہوئی تھی اسکے ساتھ اس لڑکی کو دیکھ کر وہ ایک دم سے اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے انکی دیکھا دیکھی سب ہی اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے انکی نظروں کے تعاقب میں دیکھنے لگے تھے اور ساکت رہ گئے تھے۔۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

تیمور خانم کو چار سو چالیس واٹ کا جھٹکا لگا تھا انہوں نے آنکھیں میچیں پھر کھولیں لیکن وہ حقیقت ینا انکے سامنے تھا اور اب دونوں ہاتھ پاکٹس میں ڈالے ان سے کچھ فاصلے پر کھڑا ان تینوں کو سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔

ہی ـــــــ ر سر پر چادر جماتی جھٹ سے اسکی پشت کے پیچھے ہوئی تھی۔

وہ بری طرح سہم چکی تھی ان سب کو خود کو گھورتا پا کر کیا وہ اسے ماریں گے یا پھر اس گھر سے دھکے دے کر نکالیں گئے اس خوف سے ہی ـــــــ رکا بی پی اپ ڈون ہونے لگا تھا۔

اسے کیوں ساتھ لے آئے ہو غاذان یہ گھر ہے ہوٹل نہیں شاید تم بھول چکے ہو یہ بات۔

تیمور صاحب آگے بڑھتے ہوئے بھینچے ہِوے لہجے میں بیٹے پر برسے تھے۔

وہ بھی جواباً تھوڑا آگے بڑھا۔

ایک بیوی اپنے شوہر کے گھر میں رہتی ہے نا کہ ہوٹل میں،

سو میں نے وہی کیا جو مجھے کرنا چاہیئے تھا ٹھیک کہہ رہا ہوں نا ڈیڈ،

وہ کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے بولا تھا۔

! بیوی

بیوی!

ہیر کو ایسے لگا جیسے ہر طرف اس خوبصورت لفظ کی سماعت اسکے ارد گرد رقص کرنے لگی ہو۔

اسکا ننھا سا دل صرف اس لفظ پر ہی دھڑکنے لگا تھا چہرہ زرد رنگ سے سرخ رنگ میں ڈھلنے لگا تھا،

واٹ ربش یہ کیا تماشا ہے، کیا سر ادر ہو تو کچھ بھی کرتے پھر و گئے،

مت بھولو تم اس ریاست کے سردار ہو یہ بھکارن اس لائق ہے کہ اسے اس سردار محل میں رکھا جائے بیوی تو دور کی بات ہے سردار صاحب یہ تو تمہاری ملازمہ بننے کا درجہ بھی نہیں رکھتی۔

سہیر خانم درشتگی سے اتنا اونچا بولے تھے کہ گھر کے سارے افراد بھاگ کر لاونج میں آئے تھے اور اب نا سمجھی سے اس لڑکی اور سردار کو دیکھ رہے تھے،

جسکی آنکھوں میں بھکاری لفظ کے نام پر تلخی سی چھائی تھی۔

انکی اونچی آواز سے سہمتی وہ سردار غاذان کی شرٹ پشت سے تھام گئی تھی دل سوکھے پتے کی طرح لرزنے لگا تھا قدم جسم کا بوجھ سہنے سے

انکاری تھے لیکن وہ کھڑی رہی تھی کہ اسے ایک شخص کا سہارا حاصل تھا وہ اسکی شرٹ کو تھامے ہوئے تھی مضبوطی سے کبھی نا چھوڑنے کے لیے۔۔۔

چاچو پلیز میں بہت بار آپکا لحاظ کر چکا ہوں لیکن آپ ہیں کہ باز نہیں آتے مجھے اس حد تک مت لائیں کہ میں آپکا اور اپنا رشتہ بھول جاوں اور ایک بات اور ملازمہ کا درجہ دیا بھی نہیں ہے اسے کیونکہ بیوی ملازمہ نہیں ہوتی لیکن آپ لوگ یہ نہیں سمجھ سکتے خیر باقی باتیں بعد میں نوراں،

سرد اور سپاٹ لہجے میں ان سے کہہ کر وہ آخر میں گھر کی پرانی ملامہ کو پُکار گیا تھا جو پیچھے ہی کھڑی تھی۔

جی سردار حکم !

ملازمہ جھٹ سے آگے آئی۔

جو کمرہ صاف کروایا تھا بی بی کو اس کمرے میں چھوڑ آو۔

روعب دار لہجے میں کہتا وہ سب کو حیرت میں ڈال گیا تھا۔

گھر کی خواتین کی نظریں ہی ــــ رضا پر تھیں جو کافی ڈری سی تھی۔

ہی ـــــــــ ر جاو۔

اس سے اپنی شرٹ بمشکل چھڑاتا ہوا وہ بولا تھا۔

ہیر نے التجائی و بھرائی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

ڈونٹ وری ہی ـــــــ ر میں ہوں یہاں۔

اسکے آدھے چادر میں ڈھکے سر پر ہاتھ رکھے وہ بہت نرم لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

باقی سب حیرت ورطہ میں تھے آخر یہ کونسا روپ تھا سردار غاذان کا۔

ہیر کا ہاتھ تھام کر نوراں اسے زبردستی اپنے ساتھ لے گئی تھی۔

لیکن وہ مڑ مڑ کر سردار کو ہی دیکھ رہی تھی جیسے اسکے چلے جانے کا ڈر ہو۔۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

نوشین اور شرمین نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر اپنے شوہروں کو جو خود غصے میں تھے لیکن بے بس تھے۔

مجھے افسوس ہے تمہیں سردار کی گدی پر بٹھانے کا۔

تیمور خانم کے غصیلے لہجے پر وہ پہلی دفعہ اتنے عرصے میں مسکرایا تھا۔

اسکی طنزیہ مسکان پر وہ تینوں بھائی جی جان سے سلگے تھے۔

بھتیجے میں بھی دیکھتا ہوں تم اس کمتر لڑکی کو کتنے دن اس گھر میں رکھو گئے تمہاری اور ہماری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہے وہ لڑکی اور ہم اس لڑکی کو اس گھر میں زیادہ عرصہ ٹھہرنے نہیں دیں گے یاد رکھنا یہ تم ۔

سہیر خانم کے لہجے میں پتا نہیں کیا تھا کہ غاذان نے ہونٹ بھینچے پھر انکے قریب آیا۔

جب تک میں ہوں ہیر کو آپ تو کیا کوئی بھی اس گھر سے نکال نہیں سکتا آپ بھی یاد رکھیئے گا یہ۔

سپاٹ لہجے میں کہتا وہ وہاں رکا نہیں تھا باہر کی طرف بڑھ گیا کہ آج اسکی بہت اہم میٹنگ تھی جو سے ہر حال میں اٹینڈ کرنی تھی چینج وغیرہ وہ اپنے آفس میں بھی کر سکتا تھا کہ وہاں بھی اسکے سوٹ اور باقی چیزیں ہمیشہ رہتیں تھیں۔۔

خادم بھی سردار کے پیچھے بڑھ گیا تھا۔۔

تیمور دیکھ رہے ہو اپنے بیٹے کو یہ تمہاری ہی دی ہوئی ڈھیل کا نتیجہ ہے کتنی دفعہ کہا تھا وہ اہل نہیں ہے سردار کی پگڑی کا لیکن تم سمجھتے کب ہو۔

۔

سہیر خانم درشتگی سے کہتے وہاں رکے نہیں تھے۔

خشام بھی سر جھٹکتے سہیر خانم کے پیچھے چلے گئے۔

تیمور صاحب ہونٹ بھینچے غصے کی انتہا پر تھے انکا بس نہیں چل رہا تھا کہ کیا کر دیں وہ اس بیٹے کا جس نے انہیں سب کے سامنے شرمدہ کرر کھا تھا۔

وہ غصے سے اسکے پیچھے ہی لپکے تھے۔

لو بھلا کر لو بات بھابھی اب یہ ہمارے ساتھ رہے گئ جسکی خیثیت ہمارے گھر میں کام کرنے والی ملازمہ سے بھی کم ہے۔

نوشین نے غصے سے شرمین سے کہا تھا

شرمین نے بھی سر ہلا دیا انہیں بھی وہ لڑکی اپنے اس گھر میں بھائی نہیں تھی لیکن کچھ کر نہیں سکتی تھیں ہاں وہ یہ بھی جانتیں تھیں وہ لڑکی زیادہ عرصہ اس گھر میں نہیں رہ سکتی تھی۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

'

کمرے کے بیچ و بیچ کھڑی وہ تذبذب میں تھی۔

کمرہ اتنا کشادہ تھا کہ اس کمرے جتنے انکے دو کمرے تھے۔

چادر اب پوری سر سے اتر چکی تھی وہ چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھ رہی تھی۔

نوراں اسے چھوڑ کر جا چکی تھی۔

وہ دھیرے سے شیشے کی بڑی سی کھڑکی کی طرف بے ساختہ آئی تھی۔

کھڑکیاں اسے کتنی پسند تھی یہ کوئی نہیں جانتا تھا،

اپنے کمرے کی چھوٹی سے کھڑکی جو گلی میں کھلتی تھی وہ گھنٹوں اسکے آگے بیٹھی رہتی لیکن یہاں تو پوری وال جتنی کھڑکی تھی جو ڈر تھا خوف تھا وہ کھڑکی کو دیکھ کر کہی پس منظر میں چلا گیا تھا۔۔

کھڑکی پر نیلے کلر کے ریشمی پردے پڑے ہوئے تھے۔

کہی یہ خواب تو نہیں میں اس محل میں کیسے آسکتی ہوں جس کی خوبصورتی کے بارے میں امی بتایا کرتی تھی آج میں یہاں ہوں کیا یہ سچ ہے۔

وہ ہوا سے اڑتے پردوں کو تھامتی ہوئی بڑبڑائی تھی۔

وہ اسی لہنگے چولی میں تھی ہاں چادر تھی تو اسکا وجود کور تھا اس میں۔

کاش میں آپکو بتا سکتی سردار کے آپکا میرے سر پر ہاتھ رکھ کر بولنا مجھے کس جہاں میں پہنچا دیتا ہے دل کرتا ہے میں ساکت ہو جاوں اور آپکو

دیکھتی رہی اور آپ تا عمر ایسے ہی میرے سامنے کھڑے بولتے رہیں

--

وہ حیرت سے پردے کو تھامے بڑبڑا رہی تھی جب ایک جھٹکے سے اسکے کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔

وہ پلٹی تھی۔

کالی قمیض شلوار میں کوئی اور نہیں شائنہ خانم کھڑی تھی اجڑی ہوئی حالت لیے وہ شائنہ نہیں لگ رہی تھی جو وہ لگتی تھی۔

وہ آنکھوں میں غیض و غضب لیے ہی ـــــ ر کی طرف آئی تھی۔۔

کون ہو تم؟

اسکے قریب آتی وہ انداز میں وخشت لیے ہوئے بولی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہی۔۔۔۔۔۔۔۔ر حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ
شائنہ کا اس گھر سے کوئی تعلق ہوگا۔

جی !
وہ پریشانی سے بولی تھی۔
یہی جی جی کر کے تم نے میرے سردار کو مجھ سے چھینا ہے نا،
شائنہ درشتگی سے اونچا بولی تھی۔
ہیر حیرت و ناسمجھی سے اسے دیکھے گئی۔

تم جانتی ہو میرا اور سردار کا کیا رشتہ ہے؟
اسکے قریب آتی وہ اس بار سرد لہجے میں اس سے پوچھنے لگی تھی۔

ہی ـــــــــــ ر نے الجھن لیے نظروں سے اسے دیکھا اور دو قدم پیچھے کی طرف سرکی تھی۔

منگ ہوں میں سردار غاذان کی اور کچھ ہی دن میں ہمارا نکاح ہونے والا تھا لیکن تم پتا نہیں کہاں سے بیچ میں آگئی ہو،

ہیر ساکت وجود سے اسکے نقوش کو دیکھ رہی تھی جن میں اسکے لیے نفرت کے شعلے تھے جو اسکی طرف لپکتے اسے جلا دینے کے درپے تھے۔

انہوں نے ترس کھا کر تمہیں سہارا کیا دیا تم تو جونک کی طرح انکی جان سے ہی چمٹ گئی ہو۔

شائنہ کا پھنکارتا لہجہ ہی ـــــــــ رضا کے پیروں سے زمین سر کا گیا تھا وہ فق ہوتے چہرے سے شائنہ کو دیکھ رہی تھی۔

اسنے پردے کا کمزور سا سہارا لیا تھا جس پر شائنہ کے خوبصورت ہونٹوں پر مسکراہٹ سی چمکی تھی۔

تم جیسیوں کو تو ہم لوگ گھر پر ملازمہ نا رکھیں اور کہاں تم پنچ زات کی لڑکی ہماری برابری میں آنے کے خواب دیکھ رہی ہو میں تمہاری آنکھیں نا نوچ لوں گئی جن سے تم انہیں دیکھتی ہو۔

شائنہ کا خوبصورت چہرہ عجیب سے نقوش میں ڈھل چکا تھا وہ اس وقت کہی سے بھی خوبصورت نہیں لگی تھی ہیر کو۔

ہی ـــــــــ رکا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔

اگر اپنی اور اپنے اس بھائی کی زندگی پیاری ہے تو نکل جاو میرے سر در کی زندگی سے۔

اسکا بازو درشتگی سے تھامتی وہ ضبط کی انتہا پر تھی۔

ہیر نے ایک جھٹکے سے بازو چھڑایا تھا۔

شائنی نے حیرت سے اسکا غصہ دیکھا۔

اوقات میں رہنا سیکھو اور جلد اگر تمہیں سر دار اور اس گھر سے چلتا نا کیا تو شائنہ ریاض نام نہیں میرا آخر کب تک تمہاری قسمت تمہارا ساتھ دے گئی۔۔

وہ زرد چہرے سے اسے دیکھے گئی تھی۔

اور ہاں میرے سردار سے دور رہنا ورنہ تم سوچ بھی نہیں سکتی میں کیا کروں گی تمہارے ساتھ۔

شائنہ تمسخر سے اسکے پیلے پڑتے چہرے کو دیکھ کر کہتی ٹک ٹک کرتی وہاں سے جا چکی تھی۔

وہ خالی خالی نظروں سے اودھ کھلے دروازے کو دیکھنے لگی تھی۔

چہرے سے پسینہ صاف کرتی وہ دھڑم سے بیڈ پر بیٹھی تھی۔

کیا میری زندگی ایسی ہی مشکلوں میں گری رہے گئ کیا میں کبھی سکون کا سانس نہیں لے پاوں گئ کیوں ہر بار ہمارے ساتھ ایسا ہوتا ہے آخر کب ختم ہوں گئ یہ پریشانیاں اور تکلیفیں میں تھک چکی ہوں اب اور نہیں سہا جاتا اب۔

ہونٹوں پر ہاتھ رکھے وہ لرزتے لہجے میں اپنے رب سے مخاطب تھی۔

اور یہ سچ ہی ہے اللہ اپنے بندوں کو ہی آزماتا ہے یہ تو وہی جانتا تھا کہ ابھی اور کتنی تکلیفیں اس لڑکی نے سہنی تھیں اور یا پھر اسے خوشیاں نصیب ہونی تھیں یا پھر ہونی بھی تھیں یا نہیں؟

۔

—

مہرینہ تم ہوش میں تو ہو،

وہ اسکا بازو پکڑتا بھینچے ہوئے لہجے میں بولا تھا وہ کچھ لڑکوں سے لڑنے میں مصروف تھی۔

مہرینہ نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

اچھا ہوا تم آگے ان لڑکوں کو دیکھو زرا میں یہاں سے گزر رہی تھی تو گانا گنگنا شروع کر دیا کیا ان کے گھر میں ماں بہن نہیں ہیں۔

وہ ان دونوں لڑکوں کو گھورتی ہوئی غصے سے بولی تھی۔

وہ لڑکے حیران پریشان سے کھڑے تھے۔

خیام نے ان لڑکوں کو دیکھا تھا، جیسے وضاحت چاہ رہا ہو۔

خیام بھائی ہم تو انکے آنے سے پہلے ہی گانا گا رہے تھے۔

وہ لڑکے منمنائے تھے،،

تم دونوں جانتے نہیں مجھے سردار غاذان کی بہن ہوں اور اس ہوٹل کی مالکن یہاں تم دونوں رہ رہے ہو ایک چٹکی بجانے کی دیر ہے اور تم دونوں اس ہوٹل سے تو کیا اس سٹی سے بھی باہر ہو گئے سمجھے۔

مہرینہ تیوری چڑھائے ان پر پھر سے چڑ دوڑی تھی پتا نہیں اسے کس بات کا اتنا غصہ تھا جو وہ ان بے چاروں پر نکال رہی تھی۔

خیام نے تاسف سے مہرینہ کو دیکھا پھر ان لڑکوں کو جو حقیقتاً پریشان ہو چکے تھے۔

میم کیا آپ چٹکی بجا کر ہمیں آوٹ آف کنڑی بھجوا سکتیں ہیں کیونکہ ہمیں وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔

پہلی رو میں کھڑا شرارتی لڑکا اچانک سے ہی بولا تھا۔

Zubi Novels Zone

مہرینہ کو چڑ غصہ گیا تھا۔

تمہیں تو ابھی میں بھیجتی ہوں ٹھہر و زرا۔

وہ انکی طرف لپکی تھی جب خیام نے اسکا باز و تھاما تھا اور ان تینوں کو جانے کا اشارا کیا تھا،
وہ دونوں اسی کی عمر کے تھے اور اس ہوٹل میں انہیں آئے کچھ دن ہی ہوئے تھے خیام سے انکی اچھی اسلام دعا تھی وہ جانتا تھا وہ شرارتی تھے لیکن نظر باز نہیں۔

وہ تینوں وہاں سے سرعت سے وہاں سے بھاگے تھے۔

تمہاری ہمت کیسی ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے کی وہ مجھ پر گانا گا رہے تھے اور تم انکی سائیڈ لے رہے تھے افرین ہے تم پر!۔۔

وہ بازو چھڑاتی غصے سے پھنکاری تھی۔

بائے داوے کونسا گانا گنگنا رہے تھے وہ دونوں۔

وہ اسکی بات بیچ میں ہی کاٹتا ہوا نرم لہجے میں بولا تھا۔

کیا تھا ہاں دل مانگے موڑ۔

پہلے تو اسکی بات پر اسنے تیوری چڑھائی تھی لیکن بعد میں سینے پر ہاتھ باندھتی ہوئی وہ تیکھے لب ولہجے میں بولی تھی۔

خیام نے تاسف سے سر دائیں بائیں ہلایا تھا کہ اس لڑکی کا اللہ ہی خافظ تھا ۔

تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے وہ آپکو چھیڑ رہے تھے۔

وہ پہلی دفعہ ہلکی مسکان سے بولا تھاوہ آج کچھ زیادہ ہی ریلکس تھا روح پر لگے زخم ایک دم سے منجمد ہوئے تھے اسکی بہن ٹھیک تھی اور سب سے بڑی بات سردار غاذان کی پناہ میں تھی اس سے بھر کیا بات ہو سکتی تھی بھلا اسکے لیے۔

میں خوبصورت ہوں اور خوبصورت لڑکی پر لڑکے لائنیں مارتے ہیں وہ پہلے خاموش تھے مجھے دیکھ کر گنگنائے تھے وہ تو تم نے انہیں بھاگا دیا خیر پکڑ تو میں انہیں لوں گئ مجھ سے پنگا لیا ہے نجام تو بھگتنا ہو گا انہیں۔

غصے سے چبا چبا کر کہتی وہ ہوٹل کے اندر کی طرف بڑھی تھی۔

وہ آئی بر واچکا تا پہلے تو حیران ہوا پھر ہولے سے ہنس دیا۔

اتنے دن بعد وہ ہنسا تھا بڑھی ہوئی شیو اسے اسکی عمر سے زیادہ ہی بتا رہی تھی۔

وہ ریلکس فیل کرتا اسکے پیچھے پیچھے آہستہ قدموں سے بڑھا تھا۔

کہ ایک اور فیصلہ اسے ابھی سنانا تھا یقیناً وہ ہنگامہ لازمی کرے گئ لیکن اب اور نہیں۔

وہ سوچتا ہوا لفٹ میں اسکے ساتھ ہی اینٹر ہوا تھا۔

ڈیل ڈن۔

وہ پیپرز پر سائن کرتا ہوا ریلکس سے انداز میں چیئر سے ٹیک لگا گیا تھا۔

ڈیلرز اس سے الوداعی مصافحہ کرتے ہوئے وہاں سے نکل گئے تھے

بڑے سے لمبے کمرے میں وہ کیلا رہ گیا تھا۔

آنکھیں میچے وہ خود کو ریلکس کر رہا تھا تھکن حد سے زیادہ تھی اور مشکلوں کے انبار تھے جن کا کوئی حک نظر نہیں آ رہا تھا

وہ تین چار دن کا تھکا ہوا تھا، نیند میں چلا جاتا یوں بیٹھے بیٹھے ہی لیکن زور دار آواز میں کھلتے دروازے نے اسکی نیند سے بند ہوتی آنکھ ایک دم سے کھول دی تھی۔

سامنے ہی اسکی عزیز ترین ہستی کھڑی تھی۔

تیمور خانم کو خوفناک تاثرات لیے دیکھ وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

ہائے ڈیڈ گڈ ایوننگ۔

وہ آنکھیں مسلتا ہوا نیند سے بوجھل آواز میں بولا تھا۔

تمہاری اتنی جرات کہ تم اس لڑکی کو ہمارے مقابل لاو غاذان میری دی ہوئی ڈھیل کو تم نے کچھ زیادہ ہی سر پر سوار کر لیا ہے اب دیکھو میں کرتا کیا ہوں تمہارے ساتھ۔

وہ اسکے قریب آتے بلند آواز میں دھاڑے تھے۔

"وہ سنجیدہ ہوتا کھڑا ہوا تھا۔

ڈیڈ جیسے آپکو ٹھیک لگتا ہے آپ کریں جیسے مجھے ٹھیک لگے میں کروں گا ڈیٹس اٹ۔

وہ گرے کوٹ کے بٹن بند کرتا سنجیدگی سے بولا تھا۔

تیمور صاحب نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھی اگر کوئی اور ہوتا تو وہ اس زمین سے اٹھ چکا ہوتا انہیں آفسوس تھا وہ انکا بیٹا تھا لیکن ان جیسا نہیں تھا۔

غاذان مجھے مجبور مت کرو کہ میں تم سے اپنے بیٹے ہونے کا حق چھین لوں اپنی حد میں رہو تو بہتر ہو گا تمہارے لیے صبح اس لڑکی کو ہمارے گھر سے چلتا کرو تو بہتر ہو گا اس لڑکی کے لیے۔

وہ اسے سنجیدگی سے وارننگ دے کر وہاں رکے نہیں تھے۔
انکے جانے کے بعد وہ اس راہ کو دیکھتا رہا جہاں سے وہ گئے تھے۔
دونوں ہاتھ پاکٹس میں اڑسے وہ دھیمے قدموں سے باہر کی طرف بڑھا تھا چہرے پر کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں تھی۔
خادم جو دروازے کے پاس کھڑا تھا جھٹ سے اندر آیا اسکا لیپ ٹاپ کا بیگ اٹھا کر اسکے پیچھے لپکا تھا وہ خقیقتاً اپنے سردار کے لیے پریشان ہو چکا تھا کہ آنے والا وقت آسان نہیں تھا کسی کے لیے بھی،

اسے اس محل میں آئے کافی دیر ہو چکی تھی لیکن شائنہ کے بعد سے اسکے کمرے میں کوئی نہیں آیا تھا۔

کھانا بھی وہی جوں کا توں پڑا تھا جو سردار غاذان نے گھر سے نکلتے وقت نوراں کو ہدایت دی تھی اسے دینے کی۔

ہلکی سی روشنی تھی جو کھڑکی کھلی ہونے کی وجہ سے باہر سے نمودار ہو رہی تھی۔

کیا سردار غاذان مجھے شائنہ جی کہ کہنے پر چھوڑ دیں گئے۔

لب کاٹتی وہ پریشان سی یہی ایک بات سوچے جا رہی تھی۔

تب ہی باہر بہت سی گاڑیاں رکنے کی آواز تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ چونک کر بے ساختہ اٹھتی کھڑکی میں آئی تھی۔

جہاں چار گاڑیاں رکیں تھیں اور دو گارڈز نے بھاگ کا دوسری بلیک پراڈو کا دروازہ سرعت سے کھولا تھا۔

ہیر کا دل رک کر دھڑک اٹھا تھا۔

وہ وائٹ شرٹ کی سلیز کو کہنیوں تک موڑے کوٹ ملازم کو پکڑاتا پلٹا تھا۔

کھڑکی میں کھڑی لڑکی پتھر کا مجسمہ بن چکی تھی وہ تھا ہی شاندار پھر مسکراتا تو اگلے بندے پر قیامت ڈھاتا تھا،

اب بھی وہ کان میں بلیوتوتھ لگائے کسی سے بات کرتا کھل کر مسکرایا تھا۔

اندر کی طرف بڑھتے اسکی اچانک ہی اچٹتی سی نگاہ کھڑکی میں کھڑی لڑکی پر پڑی تھی۔

وہ چونکا پھر بنا کوئی تاثرات چہرے پر لائے اندر کی طرف بڑھ گیا۔

ہیر مر جا کہی جا کر تجھے شرم تو آئے گئی نہیں۔

سر پر ہلکی سی چپت لگاتی وہ تاسف سے خود سے مخاطب تھی۔

سردار کیا سوچیں گے میرے بارے میں کہ یہ لڑکی اتنی رات میں کھڑکی میں کیوں کھڑی تھی برا لگتا ہے ایسے نا۔

اب وہ خود کو سمجھا رہی تھی۔

اسے بیڈ پر بیٹھے پندراں منٹ ہوئے تھے جب دروازہ ہلکا سا نوک ہوا تھا

۔

وہ چونک کر دروازے کو دیکھنے لگی۔

کون ہے؟

چادر سر پر جماتی وہ دھیمی آواز میں پوچھ رہی تھی۔

بی بی میں نوراں ہوں۔

ملازمہ کی آواز پر وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

اور مجھے لگا وہ ہوں گئے۔

وہ تاسف سے بڑبڑائی تھی۔

اجاو۔

اسکی دھیمی آواز پر ملازمہ سر جھکِاے اندر آئی۔

بی بی آپکو سردار غاذان بلا رہے ہیں۔

ملازمہ کہ کہنے کی دیر تھی ہی ــــــــ رضا ایک دم سے بیڈ سے کھڑی ہوئی تھی۔

وہ آنکھیں پھاڑے ملازمہ کو دیکھنے لگی تھی۔

کیوں !

وہ گھبرائی تھی کہ شاید وہ اسے کھڑکی میں کھڑا ہونے پر ڈانٹیں۔

وہ تھوک نگلتی ہوئی ہلکا سا منمنائی تھی۔

جی پتا نہیں آپ آئیں میرے ساتھ سردار جی کو زیادہ انتظار نہیں کروایا جاسکتا۔

ملازمہ نے اسے اپنی جگہ پر جمے دیکھ کر بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔

سر ہلاتی،

کانپتے ہاتھوں سے پونی سے نکلی لٹوں کو جلدی سے کانوں کے پیچھے کیا چادر کو ٹھیک سے سر پر جمایا سوکھے ہونٹ تر کیے اور ملازمہ کے پیچھے چلنے لگی۔

اونچی اونچی خوبصورت نقش و نگار سے سجی دیواریں کوریڈور میں بہت سی فینسی لائٹ جل رہیں تھیں جن سے رات کا پتا نہیں چل رہا تھا، قیمتی قیمتی سامان قیمتی پینٹنگ وہ حیرت سے دیکھتی ہوئی چل رہی تھی۔

! جائیں

ملازمہ سردار کے دروازے کے سامنے آتی ہی ــــــــــــ رسے بولی تھی۔

اسنے سفید دروازے کو دھک دھک کرتے دل سے دیکھا،

باریک نقش و نگار سے سجا بھاری دروازہ اپنی مثال آپ تھا،

وہ ملازمہ کو دیکھتی دھک دھک دل سے پریشان ہوتی ہلکی نوک سے دروازہ نوک کرنے لگی تھی۔

یس کم ان۔

اندر سے آتی گھمبیر بھاری آواز جیسے ہیر کے جسم کا سارا خون چہرے پر لے آئی تھی۔

چہرہ انتہا سے زیادہ سرخ پڑ چکا تھا۔

افففف یہ کیا ہو گیا ہے مجھے میں کیوں انکے سامنے ایسی ہو جاتی ہوں تف ہے ہیر ــــــــ تم پر اپنی حرکتیں دیکھو زرا، ڈھوب مرو کہی جا کر وہ کیا سوچیں گئے میرے بارے میں۔

وہ اپنی غیر ہوتی حالت پر جیسے خوب برسی تھی اور دل ہی دل میں خود کو سرزنش بھی کر رہی تھی۔ ملازمہ کب کی جا چکی تھی۔

ہیر کم ان۔

اندر سے پھر سے آواز آئی تھی لیکن اس بار آواز ہلکی سی تنبیہ لیے ہوئے تھی۔

ہڑبڑا کر کانپتے ہاتھوں سے دروازے کے ہینڈل پر دباو ڈال کر وہ اندر آئی تھی۔

وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔
بلیک بٹن والی سکن شرٹ، اوپر والے دو بٹن کھلے ہوئے تھے سلیوز کہنیوں تک موڑے وہ اپنا مخصوص کافی کا مگ پکڑے سامنے کھلے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ تھا۔

اسلام علیکم۔

چادر کو پیشانی تک کھینچتی وہ لرزتی آواز میں بولی تھی۔

وعلیکم السلام بیٹھو!

وہ بنا اسے دیکھے سامنے والے صوفے کی جانب اشارا کر رہا تھا۔

ہیر سر جھکائے ہی اسکے سامنے پڑے صوفے پر تھوڑا سا ٹکی تھی جیسے حکم ملتے ہی بھاگ جانا چاہتی ہو۔۔

کیسی ہو اب۔

وہ کافی کا سپ لیتا، اس بار ہیر کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

جی ٹھیک ہوں۔

وہ بس اتنا ہی بول پائی تھی،

نظریں اب غاذان تیمور کے پیروں پر تھیں سفید خوبصورت پاوں اس وقت براون ایزی چپل میں مقید تھے۔

وہ شخص انتہا سے زیادہ خوبصورت تھا یہ ہیر کو ابھی ابھی خیال آیا تھا۔

ہمم، !

وہ ہنکار بھرتا ہیر کو غور سے دیکھ رہا تھا جس پر اسکی دل کی ڈھڑکنیں منتشر ہوتیں ایک لاگ ہی ساز چھیڑے ہوئیں تھیں۔

کھانا کھایا۔

اب کے وہ مگ رکھتا موبائیل پر آیا میسج پڑھتا ہوا بولا تھا۔

نہیں۔

وہ جلدی سے بولی تھی۔

کیوں۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اسکے جواب پر وہ سرزنش کرتی نظروں سے اسے دیکھتا سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔

بھوک نہیں تھیں۔

ہیر نے سر جیسے نا اٹھانے کی قسم کھائی ہوئی تھی۔

اور اب۔

وہ بھاری آواز میں بولا۔

اب بھوک ہے۔

وہ منمنائی تھی جیسے۔

دوپٹہ سر سے سر کا تھا اور سرادر کی نظریں اسکے شارٹ کٹے ہوئے بالوں پر پڑیں تھیں۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ اسکے کندھوں تک آتے بالوں کو دیکھ کر ہونٹ بھینچ گیا تھا۔۔

اسکی نظروں میں چانک ہی ناگواری چھائی تھی۔۔

جب ساریا نے تمہارے بال کٹوائے تھے تو آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا

۔

وہ بے حد سرد لہجے میں اس سے مخاطب تھا کہ ہیر کی ہتھیلیاں پسینہ

چھوڑنے لگیں تھیں، وجود لرزنے لگا تھا۔

ہیر میں کچھ پوچھ رہا ہوں مجھے جواب چاہیئے۔

وہ اس بار تھوڑا اونچا بولا تھا کہ وہ بے ساختہ صوفے سے کھڑی ہوئی تھی

۔

وجود سوکھے پتے کی طرح لرزنے لگ اتھا خلق الگ خشک ہو گیا تھا۔

, بیٹھ کر جواب دو مجھے

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ درشتگی سے بولا۔

وہ پھر سے بے ساختہ بیٹھی تھی،

ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑتی وہ آنسو باہر آنے سے روکنے کی تگ ودو میں تھی۔

ہیر کیا میں نے تمھیں وارن نہیں کیا تھا کہ یونی میں دوست بنانا لیکن ان پر بھروسہ مت کرنا ہم ہر کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتے اور کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ چھوٹی سے چھوٹی ہر غیر معمولی بات تم نے مجھے یا خادم کو بتانی ہے پھر بھی تم نے مجھے انجان رکھا تم سوچ سکتی ہو اگر آج میں وہاں ٹائم پر نا پہنچتا تو کیا ہوتا تمہارے ساتھ آخر کب تم بڑی ہو گی اگر تم کچھ سمجھدار ہوتی تو مجھے اتنی ٹینشن نا ہوتی،

اب کہ وہ سپاٹ لہجے میں لرزتے وجود سے مخاطب تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ چپ رہی لیکن اب یہ ہوا کہ وہ رونے لگی تھی چادر پھر سے سلکی بالوں سے سرک گئی تھی۔

ہاتھ کی مٹھی بنائے سختی سے ہونٹوں پر جمائے وہ سنجیدگی سے اسکے ہلتے وجود کو دیکھ رہا تھا۔

!ہی ـــــــــــ ر

اسکی بھاری آواز پر لرزتا وجود ساکت ہوا تھا۔

مجھے لگا اس سے غلطی ہوئی ہے میرے بال وہ جان بوجھ کر کیوں کٹوائیں گئی وہ تو میری دوست تھی نا پھر میں کیسے اس پر شک کرتی،
اور میں شاک میں تھی لیکن آپکو نہیں بتا پائی اب آپکو کتنا پریشان کرتی اپنی وجہ سے اور پھر ساریا نے معافی مانگی تھی کہ اسنے جان بوجھ کر نہیں کٹوائے تھے میں مان گئی تھی۔

لیکن اس دن وہ زبردستی مجھے خالہ کے گھر کا کہہ کر یونی سے لے گئی پتا نہیں میں کیوں چلی گئی شاید میں اس پر بہت بھروسہ کرنے لگی تھی یا پھر وہ تکلیفیں جو میں نے وہاں سہیں وہ میرے نصیب میں تھیں۔۔

آنسو لیے دھیمے لہجے میں وہ بولتی جارہی تھی،

اور وہ اب سامنے دیکھ رہا تھا،

مجھے معاف کردیں آئندہ میں کچھ بھی آپکو بتائے بنا نہیں کروں گی،

وہ بونچکار کر رہ گیا تھا کہ ہیر صوفے سے اٹھ کر اچانک ہی اسکے قدموں میں بیٹھ گئی تھی وہ اسکی خاموشی کو اسکی ناراضگی قرار دے رہی تھی۔

ہیر اٹھو نیچے سے۔

وہ ایک دم اونچے لہجے میں بولا تھا۔

وہ اٹھی نہیں لیکن پریشان بہت ہوئی تھی اسکے سخت لہجے پر۔

ہیر کا ہاتھ اسکے پاوں پر تھا،

وہ گہری سانس لے کر اچانک ہی جھکا تھا اسی پل ہیر نے بھی نظریں اٹھائیں تھیں،

نظروں کا تصادم بڑا شدید تھا بھوری اور روئی روئی کالی آنکھیں دونوں جیسے خود میں بندھنے لگیں تھیں۔

ہیر سرعت سے سر جھکا گئی تھی۔

وہ اسی لہنگا چولی میں تھی۔

وہ اسے کندھوں سے تھام کر اسے کھڑا کر چکا تھا اور اب اپنے پورے قد سے کھڑا جھکے سر والی لڑکی کو بغور دیکھ رہا تھا۔

ہیر بہادر بنو دوسروں کو منہ توڑ جواب دینا سیکھو مضبوط بنو میں کب تک تمہیں بچاتا پھروں گا اگر کل کو میں نا ہوا تو؟

وہ اب تھوڑا پیچھے ہوتا اسے سمجھا رہا تھا

اسکا دلفریب گھمبیر لہجہ ہیر کے کانوں میں رس گھلنے لگا تھا کندھوں پر اسکا محسوس ہوتا لمس ارد گرد پھول سا کھلانے لگا تھا،

لیکن اسکے آخری الفاظ پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی تھی،

اس لڑکی کو سمجھانا مشکل تھا تو پھر طے تھا ہیر نے ڈرنا بھی تھا اور بے وقوفی بھی نہیں چھوڑنی تھی۔

کپڑے کیوں نہیں چینج کیے۔

وہ اس بار بہت ہی نرم لہجے میں ڈری سہمی لڑکی سے مخاطب تھا۔

وہ وہ می میرے پاس دوسرا جوڑا نہیں تھا۔

وہ اٹک اٹک کر بولی تھی۔

سر شاید جھکائے ہی رکھنا تھا اسنے۔

ہمم۔

چلو میرے ساتھ،

وہ کچھ سوچتا ہوا آگے چلا تھا،

اور وہ اس بہار کے موسم جیسے شخص کے پیچھے بے ساختگی سے بڑھی تھی

۔۔

محل میں گہری خاموشی تھی،

وہ ناک کی سیدھ میں ایک ہاتھ پاکٹ میں گھسائے بے فکری سے چل رہا تھا اور وہ اسکی پشت کو دیکھتی ہوئی چل رہی تھی۔

وہ دائیں سائیڈ بنے کوریڈور کی طرف مڑا تھا اور پہلی رو میں بنے کمرے کے ہینڈل پر دباو ڈال کر کھولتا اندر چلا آیا تھا۔

ہیر بھی نا سمجھی سے کمرے کو دیکھتی اب انہیں دیکھ رہی تھی۔

جو دیوار میں بنے کبڈ کو کھولے طرائنہ نظر اندر دوڑا رہا تھا۔

اخف سردار کو اس لڑکی کے لیے کیا کیا کرنے پڑے گا یہ تو وقت نے ہی بتانا تھا شاید۔

وہ ایک ہینگر باہر نکال لایا تھا گلابی رنگ کا سادہ سوٹ اس پر لٹک رہا تھا جو وہ ہیر کی طرف بڑھا رہا تھا۔

مہرینہ کا ہے اسنے ابھی پہنا نہیں ہے تم اسے پہن سکتی ہو اور ابھی جب دل کر یہاں سے لے سکتی ہو جب تک تمہاری شاپنگ نہیں ہو جاتی کل یا پرسوں تم مہرینہ کے ساتھ اپنی شاپنگ کر لینا ٹھیک ہے۔

وہ اسے سوٹ تھمانے کے بعد باہر کی سمت بڑھا تھا۔

وہ بھی سوٹ تھامے اسکے پیچھے پیچھے تھی۔

وہ اچانک رکا تھا اور اسکے تعاقب میں آتی لڑکی بھی رکی تھی۔

ہیر میں باہر جا رہا ہوں تم اپنے روم میں جاو کھانا بھیجواتا ہوں وہ کھا کر سونا۔

وہ کہتے ہی لوہے کا بنا دروازہ کھولتا عقب میں بنے لان کی طرف جانے لگا تھا لیکن ہیر کا وجود وہی رکا ہوا تھا۔

ہیر کچھ کہنا ہے۔

وہ وہی کھڑا پوچھ رہا تھا یقیناً وہ اسکا وہی رکا ہوا محسوس کر گیا تھا۔

ک کمرہ بھول گیا ہے مجھے اپنا۔

شرمندگی سے چور لہجہ تھا ہیر کا۔

وہ بجائے ناراض ہونے کے سر ہلاتا پھر سے اندر آتا اسلیے اگے بڑھا تھا۔
اگر ہیرا اسکی دیوانی تھی تو اسکا کوئی قصور نہیں تھا وہ شخص چاہنے کے ہی قابل تھا یا پھر عشق کرنے کے قابل تھا کہ وہ سراپا رہنما تھا ہی ـــــــر رضا کے لیے یا پھر سردار غاذان تیمور نے اس لڑکی کی زمے داری جیسے خود پر فرض کر لی تھی۔۔۔۔

! یہ کیا ہے

وہ چیخ ہی تو پڑی تھی۔

! گھر

وہ بیگ اندر لاتا بڑے آرام سے بولا تھا۔

واٹ یہ گھر ہے یا مرغی کا ڈربہ میں اتنی تنگ جگہ پر ہرگز نہیں رہوں گئ مجھے واپس ہوٹل چھوڑ دو تو بہتر ہو گا تمہارے لیے اور میرے لیے بھی۔

اسکے نخوت بھرے لہجے پر وہ سنجدگی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

مہرینہ آپ کو ایڈجیسٹ تو یہی کرنا ہو گا آپ جانتی ہیں میں بڑا گھر افورڈ نہیں کر سکتا دوسرا ہوٹل میں، میں زیادہ عرصہ نہیں رک سکتا تھا جو رہ لیے وہی بہت تھا،

وہ واپس اس تک آتا سنجیدگی سے بول رہا تھا انداز اسے سمجھانے والا تھا۔

لیکن وہ تو چھوٹے اور تنگ سے گھر کو دیکھ کر پریشان ہوا ٹھی تھی اگر سردار کی سختی لیے ہدایت نا ہوتی تو وہ ایک منٹ خیام کے ساتھ نا رہتی لیکن مجبوری تھی لیکن یہ تنگ حبس زدہ خانہ جسے وہ گھر کہہ رہا تھا وہ کیسے یہاں رہ سکتی تھی وہ تو محل میں پلی بڑی تھی پھر اتنا بڑا سمجھوتا وہ کیسے کرتی آخر

دو کمرے تھے درمیانے درجے کے، چھوٹا سالاونج اوپن کچن بس یہ تھا مہرینہ کا گھر وہ محلوں میں رہنے والی اس چھوٹے سے مکان کو دیکھ کر حقیقتاً پریشان ہوا ٹھی تھی۔

مجھے واپس ہوٹل جانا ہے۔

سینے پر بازو باندھتی وہ ضد بھرے لہجے میں بولی تھی۔

خیام نے سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔

میں سردار غازان کو فون کرتا ہوں آپ ان سے اجازت لے لیں اگر وہ اجازت دیں تو آپ شوق سے ہوٹل رہ سکتیں ہیں۔

وہ سامان دوبارہ اٹھاتا ہوا کندھے اچکا کر بے فکری سے بولا تھا۔

مہرینہ نے دانت پیسے۔

کرسی کو غصے سے ٹھوکر مارتی وہ لاونج میں ہی بیٹھ گئی تھی آخر کار سردار کی دھمکی کار آمد ثابت ہوئی تھی۔

وہ سامان بیڈ پر رکھتا بے ساختہ مسکرایا تھا۔

جبکہ وہ اب ناک منہ چڑھائے کچن میں بڑی سی ونڈو کو دیکھ رہی تھی، جہاں سے چھوٹا سا ویران میدان نظر آرہا تھا اونچے اونچے درخت گھنی جھاڑیاں، خوفناک سا ماحول تھا اس ویران میدان کا۔

میں زیادہ عرصہ یہاں نہیں رہوں گی خیام کے بچے دیکھ لینا تم۔

صبح کی روپیلی روشنی پردوں سے جھانک کر اندر آتی اسکے چہرے سے ہلکی ہلکی مس ہونے لگی تھی۔

اسکی گہری نیند میں سوئی آنکھیں ایک دم سے کھلیں تھیں۔

اففف میں اتنا زیادہ سوئی ہوں،

سات بج کر بیس منٹ ہو چکے تھے صبح کی نماز بھی نکل چکی تھی،

جس کا ہیر رضا کو بہت افسوس ہوا تھا۔

کمرے کو اجنبی نظروں سے دیکھتی وہ ملائم گداز بیڈ سے آہستہ سے اٹھی تھی۔

گلابی شارٹ قمیض سکن تنگ ٹروزر گلابی دوپٹہ اسکی جسامت پر خوب جچ رہا تھا،

بالوں کو چھوٹے سے کیچر میں قید کیے وہ واش روم کی طرف بڑھی تھی

۔

وہ تو واش روم دیکھ کر ہی مبہوت رہ گئی تھی سفید اور نیلا ماربلز جدید ٹیپ واٹرز بڑا سا نیلا باتھ ٹب ,

وہ حیران سی دیکھ رہی تھی۔

Zubi Novels Zone

وہ لب بھینچے اب ٹیپ کھولنے کی کوشش میں تھی جو کہ کھل ہی نہیں رہی تھی۔

وہ جھنجھلائی سے باپر آچکی تھی دباد باغصہ تھا جو چہرے سے جھلک رہا تھا۔

مجھے تو کچھ بھی نہیں آتا کتنا برے لگے گا جب کسی کو پتا چلے گا کہ ہیر کو پانی والی ٹونٹی نہیں کھلنی آتی۔

بیڈ پر بیٹھی وہ پریشان تھی جب دروازہ ہلکا سا نوک ہوا تھا اور ساتھ ہی کھل بھی چکا تھا۔

وہ حیران پریشان سی سامنے کھڑے دلکش شخص کو دیکھ رہی تھی وہ رف سے بلیک ٹروزر شرٹ میں تھا چہرے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے تھے جو سفید رنگت پر خوب چمک رہے تھے۔۔

گڈ مارننگ۔

وہ بھاری آواز سے ساکت وجود سے مخاطب تھا۔

وہ آہستہ سے جواب دے سکی تھی اسکی وش کا۔

ہیر نیند ٹھیک سے آئی اور ہاں اگر کچھ چاہیئے روز مرہ کی چیزیں تو مجھے بتا دینا اگر مجھے نہیں بتا سکتی تو نوراں کو بتا دینا ٹھیک ہے۔

وہ بہت نرمی سے اس سے مخاطب تھا۔

سردار غاذان صرف دو کمروں میں آج تک گیا تھا ایک اپنے کمرے اور آج ہیر رضا کے کمرے میں،

قسمت کے کھیل بھی عجیب ہوتے ہیں محلوں میں رہنے والوں کو جھونپڑی میں لے آتی ہے اور جھونپڑی میں رہنے والی کو محل میں لے آتی ہے،

اس میں کسی انسان کا تو کوئی دخل نہیں ہوتا یہ سب وار تو قسمت کے ہوتے ہیں۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

فریش ہو کر اور ناشتہ کر کے باہر لون میں آجانا یونی میں تمہیں خود چھوڑنے جاوں گا،

سنیں

وہ اس سے کہتا پلٹا تھا جب وہ پریشان سی ہوتی اسے پکار گئی تھی۔

کچھ کہنا ہے۔

وہ بے انتہا نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

وہ ٹیپ واٹر شاید خراب ہے کھل نہیں رہی مجھ سے۔

شرمندگی سے چور لہجہ تھا اسکا۔

بغور اسکا سرخ چہرہ دیکھتا اسے اپنے ساتھ آنے کا کہتا وہ واش روم کی طرف بڑھا تھا۔

دیکھو اسے ایسے کھولنا ہے اور اسے ایسے۔

وہ باتھ شاور ٹیپ واٹر اسے کھول کھول کر بتا رہا تھا۔

اور ہاں اس میں شرمندہ ہونے والی کوئی بات نہیں تھی ہر چیز میں

شرمندہ ہونا چھوڑ دو آدھے گھنٹے میں باہر آو ہری اپ۔

سنجیدگی سے کہتا وہ وہاں رکا نہیں تھا۔

جبکہ وہ اسکی مہک کو ناک کے نتھوں میں کھینچی بے ساختہ مسکرائی تھی۔

تیمور صاحب کی خشمگیں نظروں پر وہ مسکراتا ہوا اندر آیا تھا۔

افسوس ہے مجھے اپنے سردار بیٹے پر غاذان آخر کیا نظر آتا ہے تمہیں اس

عام سی لڑکی میں مجھے آج بتا دو زرا تم، میں سننا چاہتا ہوں تم سے۔

وہ شدید جھنجھلائے ہوئے تھے کہ وہ بیٹے کو اسکے کمرے میں جاتا دیکھ چکے تھے اور حیران بھی بہت ہوئے تھے۔

گہری سانس لیتا وہ بڑی سی گلاس ونڈو کے پاس آیا تھا بولا کچھ نہیں تھا۔

سردار غاذان!

باپ تم سے مخاطب ہے، کیا اب باپ کی بات کا جواب دینا بھی تم پر فرض نہیں ہے۔

وہ اس بار سخت لہجے میں بولے تھے۔

ڈیڈ وہ زمے داری ہے میری۔

وہ بس اتنا ہی بولا تھا جبکہ خادم اب اسکے کپڑے کبڈ سے نکال کر واش روم میں رکھ آیا تھا وہ اسکے ساتھ ہی رہتا تھا اسکے کھانے پینے کپڑوں تک کا خیال اسے ہی رکھنا ہوتا تھا۔

زمے داری ہے نا تو ٹھیک ہے اسے کسی ہوسٹل میں شفٹ کر دو پڑھاو لکھاو اسے جتنے مرضی پیسے دینے ہیں دو میں کچھ نہیں بولوں گا بس اسے اس گھر سے اور اپنے اس بے معنی رشتے سے آزاد کر دو۔

وہ بھی بیٹے کے ساتھ آکر کھڑے ہوتے ہوئے بولے تھے۔

دونوں باپ بیٹے کا قد برابر تھا بس تھوڑا سا فرق تھا غاذان کا قد دو تین انچ بڑا تھا باپ سے،

نقوش خوبخوماں جیسے بے انتہا باریک پر تیکھی ناک تو باپ پر ہی تھی جو اسکے حسن کو چار چاند لگاتی تھی دودھیا رنگت سنہری آنکھیں سنہری بال وہ واقعے ہی حکمرانی کرنے کے لیے پیدا ہوا لگتا تھا وہ سچ کہتے تھے ہیر تو اسکے برابر کچھ بھی نہیں تھی لیکن وہ شخص خوبصورتی پر مرٹنے والا نہیں

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تھاوہ انسان میں اچھی صفات کا قائل تھا کہ اسکی تربیت اسکی ماں نے کی تھی جو مصر کی مشہور یونی میں لیکچرار تھی جو خود دار تھی،

ڈیڈ ایک بات کہوں میں جب اس لڑکی سے ملا نہیں تھا، اسے جانتا تک نہیں تھا، وہ میرے خواب میں آتی تھی روتی ہوئی مدد کے لیے التجا کرتی ہوئی اسکی روئی رئی آنکھیں آج بھی میرے زہن میں نقش ہیں میں اس لڑکی کو کسی قیمت پر دنیا کے رحم کرم پر نہیں چھوڑ سکتا

چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہے گئ ڈیڈ۔

اسکا لہجہ بڑا مطمئن اور مضبوط تھا کہ تیمور صاحب شاک سے بیٹے کو دیکھنے لگے تھے۔

باپ کے حیرت زدہ تاثرات پر وہ مسکرایا تھا۔

مجھے تیار ہونا ہے شام کو ملتے ہیں کیا کہتے ہیں آج لنچ پر نا چلیں اگر آپ فارغ ہیں تو۔

واش روم کی طرف جاتا وہ بت بنے باپ سے مخاطب تھا،

انہوں نے گہری سانس لی خود کو پر سکون کیا اور بیٹے کو خشمگیں نظروں سے دیکھ کر اسکے کمرے سے چلے گئے لیکن وہ جانتا تھا دوپہر کا لنچ اسکا باپ چاہے کچھ بھی ہو وہ اسی کے ساتھ ہی کریں گئے۔۔

وہ ہنوز صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ وہ کچن میں کچھ بنانے میں مصروف تھا سفید ٹی شرٹ پہنے وہ بڑی مہارت سے سبزی کاٹ رہا تھا۔

وہ ایک دو گھوری سے اسے نواز لیتی لیکن وہ جناب کوکنگ میں مصروف اسے بری طرح اگنور کر رہے تھے۔

ٹھیک پندراں منٹ بعد وہ اسکے سامنے ویجیٹیبل نوڈلز رکھ رہا تھا، بھاپ اڑاتے نوڈلز کی خوشبو اسکے منہ میں پانی لے آئی تھی۔

کھا کر بتائیں کیسے بنے ہیں میری آپی کہتی ہیں میں صرف ایک چیز ہی اچھی بنا سکتا ہوں صرف نوڈلز وہ تو بہت شوق سے کھاتیں تھیں خیر آپ شروع کریں۔

بہن کا ذکر اسے ہمیشہ ہی ارد گرد سے بیگانہ کر دیتا تھا۔

وہ جو اسے بولتا دیکھ رہی تھی اسکے خاموش ہونے پر سر جھٹک کر رہ گئی۔

مجھے نہیں کھانا یہ سستی ڈشیز مجھے کسی بڑے ہوٹل سے لارج سائز پیزا منگوا کر دو ابھی ورنہ میں کچھ نہیں کھاوں گئی۔

وہ تیکھے لہجے میں بولی تھی اور ناک تو بات کرتے وقت اپنے سردار بھائی کی طرح ہی چڑھاتی تھی۔

وہ بھنویں اچکائے اسے دیکھ رہا تھا۔

سوری آپکا شوہر ابھی اتنا امیر نہیں ہوا کھانا ہے تو یہی کھالیں کیونکہ میں پیزا افورڈ نہیں کر سکتا ہاں مستقبل میں آپکو ضرور کھلا سکتا ہوں جب میرے پاس اچھی جاب ہو گئی۔

وہ سنجیدگی سے بولتا بنا اسکے چہرے کے تاثرات پر غور کیے محویت سے کھانا شروع کر چکا تھا۔

وہ غصے سے پاوں پٹختی منہ میں اونچا اونچا بڑبڑاتی ہوئی بیڈروم میں جا چکی تھی اور دھاڑ سے دروازہ بھی بند کر چکی تھی۔

وہ تاسف سے بند دروازے کو دیکھتا رہ گیا۔

سر جھٹکتا وہ پھر سے اپنی پلیٹ پر جھک گیا تھا۔

اسکی پلیٹ اٹھا کر وہ کچن کی طرف چلا گیا۔

جبکہ وہ تکیے پر سر رکھے رونے میں مشغول تھی۔

ٹھیک ایک گھنٹے پر اسکے روم کا دروازہ کھلا تھا اسکے پاس پلیٹ رکھ کر وہ

جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا بھی گیا تھا۔

وہ چونک کر بیٹھی پھر حیرت سے آنکھوں کی پتلیاں سکیڑے درمیانے

سائز کے پیزے کو دیکھنے لگی تھی۔

پھر مغروریت سے مسکرا دی۔

وہ چھوڑی اٹھا کر پیزے کا ایک ٹکڑا کاٹ کر منہ میں رکھ چکی تھی لیکن

اتنا بدمزہ پیزا کون سے رسٹورینٹ میں بنتا تھا بھلا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ بے پناہ حیرت سے سوچ رہی تھی۔

براون شیڈز کے گلاسز لگائے وہ سامنے دیکھ رہا تھا اور وہ اسکے ساتھ بیٹھی تھی خوش قسمت تھی وہ لڑکی۔

ہیر مہرینہ کے ساتھ رہنا ہے دوست بناو تو سوچ سمجھ کر بنانا اور ہاں یونی سے چھٹی ہوتے ہی مجھ رنگ کرنا میں تمہارا ایڈمشن جوڈو کراٹے سکول میں کرواوں گا وہاں اپنے ڈیفینس کے لیے لڑنا سیکھایا جاتا ہے آپکو پوراٹرین کیا جاتا ہے وہاں بہت کچھ سیکھنے کے لیے ہو گا جو آپ کو سیکھنا ہے۔

وہ بولتا جارہا تھا اور ہیر خوف زدہ ہوتی اسے دیکھ رہی تھی۔

تم سن رہی ہو۔

وہ اسکی خاموشی پر بولا تھا۔

جی۔

خوف زدہ لہجہ گاڑی میں گونجا تھا، لیکن اسنے کوئی تاثر نہیں لیا وہ اب اس لڑکی کو مضبوط بنا کر ہی سکھ کا سانس لینا چاہتا تھا۔

گاڑی یونی کے دروازے پر رکی تھی آگے والی گاڑی بھی رکی تھی اور پیچھے والی تین گاڑیاں بھی رکیں تھیں گارڈز اسکی گاڑی کے ارد گرد بندوقیں سنبھالیں کھڑے ہوگئے تھے۔

Zubi Novels Zone

وہ بہت دقت سے گاڑی سے اتری تھی۔

وہ بھی اترا تھا۔

ہیر!

جاتی لڑکی کو پکارا گیا تھا۔

جی۔

سہما سا لہجہ سردار کو مسکرانے پر مجبور کر رہا تھا۔

یہ کارڈ رکھو شام کو شاپنگ کرنی ہے اور ہاں اکیلے کرنی ہے لیکن دو گارڈز تمہارے ساتھ ہوں گ ے ڈونٹ وری۔

وہ کریڈٹ کارڈ اسکی طرف بڑھاتا ہوا بول رہا تھا۔

فیروزی قمیض وائٹ چکن والا تنگ ٹروزر وائٹ ہی چکن کی بڑی سی چادر جسکے کناروں پر باریک چکن لیس لگی ہوئی تھی،

براون بیگ لیے وائٹ ہی نازک سی سینڈل وہ لڑکی بہت اچھی لگ رہی تھی شفاف گندمی رنگت چہرے پر کالی لٹیں جھول رہی تھیں اور آنکھوں میں خوف نمایا تھا۔

اللہ خافظ۔

وہ جا چکا تھا کہہ کر وہ مرے مرے قدموں سے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

کلاس میں وہ سارا دن پریشان ہی رہی تھی۔

فری پریڈ میں وہ آنکھوں میں آنسو لیے بیٹھی تھی۔
اونچی سیڑیوں پر بیٹھی وہ سہمی سی ہرنی ہی لگتی تھی۔
مجھے نہیں کہی جانا۔
وہ خود سی منمائی تھی۔
ہائے آئی ایم شہنام صدیقی نام تو سنا ہو گا آپ نے۔
وہ چونک کر اٹھی تھی سامنے ہی اسکا بوس کھڑا تھا۔
وہ آنکھوں میں شرارت لیے ہیر کو دیکھ رہا تھا جو اسے بہت اچھے سے پہچان گئی تھی۔

سردار غاذان کو اس لڑکی کا کتنا خیال تھا یہ شہنام جان گیا تھا اسنے شارٹ نوٹس پر اسے یہاں بلایا تھا اور اب یہاں ہی اسکا ایڈ مشن کروا دیا تھا کیوں صرف ایک معصوم لڑکی کے لیے جو شاید خوف زدہ رہنا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

, پھر وہ کہتی تھی انہیں اسکا کیوں خیال آئے گا پگلی تھی ناوہ پوری

نوراں اسے پائیں باغ چھوڑ گئی تھی جو محل کے پچھلی طرف تھا۔

وہ وہی ساکت سی مسمرائز سی کھڑی رہ گئی تھی۔
تاروں بھرا کالا آسمان ہلکی ہلکی ٹھنڈی میٹھی چلتی ہوا۔۔

تمام فینسی لائٹس آن تھی پھولوں کی کافی کثرت تھی یہاں خاص کر رات کی رانی کی چاروں طرف پھیلی مہک بہت بھلی لگی رہی تھی۔

اور خاص کر وہ دلفریب شخص جو بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس براون گھنے بال ماتھے پر بکھیڑے نیلگوں پانی میں تیرتی مچھلیوں کو دیکھ رہا تھا

--

افففف پائیں باغ اتنا خوبصورت تھا اسے آج پتا چلا تھا،

ہیر کم ہیئر۔

وہ اب ہیر کی طرف متوجہ تھا۔

وہ دھیرے دھیرے قدم اسکی طرف بڑھاتی شیشے کے کالے میز کے پاس آرکی تھی جہاں مختلف ڈشز ڈھکی ہوئیں تھیں۔

بیٹھو۔

ہیر کیا مجھے اب ہر چیز تمہیں بتانی ہو گئی بیٹھ جاو اب۔

وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

وہ اسکا غصہ محسوس کرتی جھٹ سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھی تھی۔

کھانا شروع کرو۔

وہ اپنی پلیٹ میں چکن رائس ڈالتا اس سے کہہ رہا تھا۔

جبکہ وہ ناراض تھی اس سے۔

مجھے بھوک نہیں ہے۔

دھیما احتجاج کرتا لہجہ ہیر کا ہی ہو سکتا تھا۔

کیوں بھوک نہیں ہے۔

وہ اب اسکے زرد چہرے کو دیکھتا پھر سے سنجیدگی سے بولا تھا۔

میں نے کھالیا تھا کینٹین اور پھر سکول میں بھی جوس خرید کر پیا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سر جھکا کر بولتی وہ سردار غاذان کو خود کو دیکھنے پر مجبور کر رہی تھی ننھی سی ناک چڑھا رکھی تھی تو بھرے بھرے ہونٹ جیسے اسکی ناراضگی کا واضع پتا دے رہے تھے۔

وہ دن میں دوسری بار مسکرایا تھا،

اوکے جیسے تمہاری مرضی۔

وہ کندھے اچکا کر کہتا اپنا کھانا شروع کر چکا تھا۔

ہیر کی آنکھوں میں مایوسی در آئی تھی، جبکہ نظریں اب اسکے سفید متحرک ہاتھ پر تھیں۔

وہ بہت توجہ سے کھانا کھا رہا تھا،

میں نے کینٹین میں صرف چاٹ اور کولڈرنکس ہی پی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ دھیمے نرم لہجے میں انہیں بتا رہی تھی۔

جبکہ وہ سر ہلا گیا تھا۔

اور سکول کی کینٹین سے صرف جوس خرید کر پیا تھا۔

ہمممم۔

اسکے بتانے پر وہ پھر سے سر ہلا گیا،

ہیر پھر سے مایوس ہوئی وہ ایک سردار سے کیا ایکسپیٹ کر رہی تھی کہ وہ اسے منائے بہت پگلی تھی ہیر بھی۔۔

مجھے نیند آرہی ہے میں سونے جاوں کیا۔۔

نہیں۔۔

اسکے پوچھنے پر جھٹ سے انکار آیا تھا۔

تو کیا مجھے یہاں انہوں نے اپنے نوالے گننے کے لیے بلایا تھا،

وہ نروٹھے پن سے سوچ رہی تھی۔

وہ اب بڑی سے پلیٹ میں دو کباب تھوڑا سا سالاد, چکن رائس ڈال کر

وہ بڑی سی سفید پلیٹ ہیر کے آگے کھسکا گیا تھا۔

ہیر نے حیران نظروں سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا تھا۔

کھانا کھاو ہیر ناراضگی مجھ سے ہے نا کھانے سے تو نہیں, کھانا کھاو صبح پھر

بھاگنا ہے نا توانرجی کھانے سے ہی آئے گئ۔

دور کھڑے خادم نے دنگ نظروں سے سردار کا دلکش روپ دیکھا تھا۔

خوبصورت دھیمی مسکان،اور آنکھوں میں نرم تاثرات صرف اس لڑکی

کے لیے ہی تھے،

کتنی خوش نصیب تھی ناوہ لڑکی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

خادم کو رشک آیا تھا ہیر رضا پر وہ زندگی میں پہلی بار کسی کو خود کھانا نکال کر دے رہا تھا۔

ہیر کی آنکھیں جھلملائیں تھیں۔
پھر پلیٹ اپنے قریب کرتی کھانا کھانے لگی تھی۔
جبکہ وہ کرسی کی بیک سے ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ رکھے ہونٹوں پر ہاتھ کی مٹھی بنا کر رکھے اسکے جھکے سر کو نرمی سے دیکھ رہا تھا۔
اسے محویت سے کھانا کھاتے دیکھ جانے کیوں سر اور کو سکون سا آیا تھا۔

کھانا ختم کر کے وہ پانی پیتی کھڑی ہوئی تھی کیونکہ وہ بھی تو کھڑا ہو چکا تھا

--

جاوجاکرایک اچھی نیندلو ہمیں خود کو فریش رکھنے اور صحت مندر کھنے کے لیے اچھی نیبد کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

اسکی موجودگی اپنے پیچھے محسوس کرتا وہ انتہائی نرم لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

وہ سر ہلاتی جانے کے لیے پلٹ گئی تھی۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

○○○○

وہ لمبی سی راہدری میں آئی تھی ساری خوشگواری،

خونخوار تاثرات چہرے پر سجائے شائنہ خانم کو دیکھ کر بھک سے اڑ گئی تھی .

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ سفید ریشمی سوٹ میں تھی دوپٹہ کندھے پر جھول رہا تھا۔

وہ سر جھکا کر پاس سے گزر جانا چاہتی تھی لیکن شائنہ نے اسکی کوشش کو ناکام بنا دیا تھا۔

اسکا بازو دبوچتی وہ اسے ایک سنسان گوشے میں لے آئی تھی۔۔

ہیر نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

تم مجھے بہت ہلکا لے رہی ہو، لیکن شائنہ خانم کو ہلکا لینے والے کبھی خوش نہیں رہ سکتے یاد رکھنا۔

تم نے میرے سردار کو چھیننے کی پوری پلیننگ کر رکھی ہے پر اب تم دیکھو میں کرتی کیا ہوں تمہارے ساتھ بدتر سے بدتر نا بنا دی تمہاری زندگی تو میرا نام شائنہ نہیں۔

سرخ آنکھیں غصے سے تنے تاثرات لیے وہ ہیر پر غرا رہی تھی۔۔

ہیر پریشانی سے اسکے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

ہیر چلی جاو یہاں سے میں تمہیں بخش دوں گئی۔

اب کی دفع وہ سرد لہجے میں اس سے مخاطب تھی۔

ہیر اسے دیکھتی رہی بولی کچھ نہیں۔۔

تو تم نہیں جاو گئی۔

وہ پھر سے نفرت سے پوچھ رہی تھی۔

جس پر ہیر نے بے چارگی سے سر نفی میں ہلا دیا تھا۔

تو پھر تم خود کی دشمن ہو تمہیں اپنی زندگی اپنی خوشیاں پیاری نہیں تو میں کیا کہہ سکتی ہوں۔

اسے دیوار کی طرف ہلکا سا دھکا دیتی وہ شدید غصے میں کہتی چلی گئی تھی۔

ہیر نے سرعت سے سر کی پچھلی جگہ ہاتھ رکھا کہ سر دیوار سے زور سے ٹکرایا تھا۔

ہونٹ بھینچے وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

○○○○○○○●●●●●●●●●●●●●●●●●○○○○○○○○○○○○○○○○○

○○○○○○○○○

آخر کب تک وہ لڑکی ہمارے گھر ہمارے بیچ میں رہے گئ۔

سہیر خانم غصے سے بڑے بھائی سے مخاطب تھے۔

وہ خود پریشان تھے بھائی سے کیا کہتے۔

وہ کچھ سننے کو تیار ہی نہیں ہے میں اس سے بار بار کہہ چکا ہوں لیکن وہ اپنی ضد پر قائم ہے۔

تیمور خانم نے سپاٹ سے انداز میں انہیں بتایا۔

کیا مطلب کہ تیار نہیں ہے کیا اب ہم اسکی مانے گئے مجھے وہ لڑکی اپنے گھر میں نہیں چاہئے سمجھے تیمور خانم اور دوسرا ریاض اور پنچائیت کے بڑے لوگوں نے تاریخ کے لیے الگ سے رٹ لگا رکھی ہے کیا کرنا ہے اسکا سوچو جلدی۔

سہیر خانم غصے سے کھولتے ہوئے بولے آخر میں پریشانی سے انہیں بتانے لگے تھے۔

جبکہ اختشام صاحب خاموش تھے وہ زیادہ تر دونوں بھائیوں کے مسلوں میں نہیں پڑتے تھے کہ کرنی انہوں نے اپنی ہی مرضی ہوتی تھی۔

تیمور ہمیں کچھ ایسا کرنا ہو گا جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نا ٹوٹے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سہیر کے زہریلے لہجے پر تیمور خانم اور اختشام خانم چونک کر اسے دیکھنے لگے تھے۔

جبکہ دروازے میں کھڑا داور بھی مسکرا دیا تھا۔

کیا مطلب۔

اختشام تجسس سے بولا تھا۔

مطلب یہ کہ اس عام زات کی لڑکی کو سرادر کے راستے سے ہٹانا ہو گا

--

صاف بات کرو سہیر۔

تیمور خانم بولے تھے۔

مطلب اسکی موت،

سہیر خانم کا پھنکارتا لہجہ دونوں بھائیوں کو حیران کر گیا تھا۔

Zubi Novels Zone

مہرینہ کا سر بہت بھاری ہو رہا تھا۔اتنے دن سے اپنی اسپیشل ڈوز جو نہیں لی تھی۔

رات کا دوسرا پہر شروع ہو چکا تھا۔

نینداسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی اور گھبراہٹ حد سے سوا تھی۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

نشہ چاہئے تھا اسے جو کہ اسکے پاس نہیں تھا۔

وہ چکراتے سر کو تھامے باہر لاونج میں چلی آئی تھی۔

, لاونج کی ہلکی روشنی میں وہ اسے نظر آیا تھا

موٹی دری پر وہ چت لیٹا سو رہا تھا کتاب سینے پر رکھے وہ گہری نیند میں تھا

۔

وہ صبح پانچ بجے اٹھتا تھا پھر نماز، ہلکی پھلکی واک، ناشتہ بنانا، کالج جانا،

وہاں سے مختلف گھروں میں جاکر ٹیوشن دینا،

پھر اب اسنے کل سے اکیڈمی جوائن کرلی تھی جس میں اسنے دو گھنٹے

9/10 کلاس کو میتھ پڑھانا تھا،

وہاں سے دو گھنٹہ سردار کے ساتھ کام کرنا پھر گھر آکر فریش ہو کر کھانا

کھانا جو وہ بازار سے لے کر آتا تھا اپنی پڑھائی کرنا،،۔

وہ کم سن لڑکا کتنا تھک جاتا تھا مہرینہ تصور بھی نہیں کرسکتی تھی۔

وہ بمشکل اسکے پاس چلتی ہوئی آکر بیٹھی تھی۔

خیام !

خیام !

وہ اسکا کندھا ہلارہی تھی۔

اسکی دوسری پکار پر وہ اودھ کھلی آنکھوں سے اپنے پاس بیٹھی مہرینہ کو نا سمجھی سے دیکھنے لگا تھا۔

کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں۔

کتاب سینے سے ہٹا کر اپنے پاس رکھتا وہ اٹھ کر بیٹھا تھا۔

خیام میں بہت تکلیف میں ہوں مجھے وہ چاہیئے ورنہ میں مر جاوں گئ۔

وہ کہتے ہی گھٹے گھٹے لہجے میں رونے لگی تھی۔

مہرینہ آپ ٹھیک نہیں ہیں میں پانی لاتا ہوں آپکے لیے۔

وہ پریشانی سے کہتا اٹھا تھا جب وہ اسکی کلائی تھام گئ تھی۔

مجھے پانی نہیں میرا ڈوز (نشہ) چاہیئے۔

وہ اب کہ تھوڑے غصے سے بولی تھی۔

وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا جسکے بال بکھڑے ہوئے تھے حلیہ بھی کافی ابتر تھا،

سرخ روئی آنکھوں میں واضع نشے کی طلب تھی۔

وہ سمجھ گیا تھا وہ بے چین کیوں ہیں۔

مہرینہ یہ عادت آپکو کب لگی تھی۔

اسکے پاس دو زانو بیٹھتا وہ نرم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

وہ کچھ نہیں بولی بس غصے سے اسے دیکھے گئی۔

تم نہیں لا کر دو گ ے۔

وہ غصے سے پوچھ رہی تھی جس پر اسنے بے چارگی سے سر نفی میں ہلایا تھا

۔

کیااا۔

وہ کھڑی ہوتی ہوئی شدت سے چلا ئی تھی۔

پھر ادھر ادھر غصے سے دیکھتی وہ صوفے پر رکھے کشن فرش پر پھینکنے لگی تھی چھوٹا موٹا سارا سامان وہ فرش پر پھینک کر اب کچن کی طرف گئی تھی کچن میں رکھے سارے برتن بھی وہ نیچے پھینکتی جارہی تھی ,

جبکہ وہ سینے پر ہاتھ باندھے اسکا مشتعل روپ دیکھ رہا تھا۔۔

وہ بھاگ کر اسکے قریب آتا اسے کندھوں سے تھام گیا تھا۔

وحشت بھری نظروں سے وہ اسے دیکھ رہی تھی۔

خیام کو بہت دکھ پہنچا تھا اس لڑکی کی حالت سے وہ قابل رحم لگ رہی تھی۔

آپکو کو چاہیئے میں دیتا ہوں آپ آئیں میرے ساتھ۔

بہت ہی نرم لہجے میں کہتا وہ اسے روم میں زبردستی لے آیا تھا۔

آپ یہاں بیٹھیں میں آتا ہوں۔

Zubi Novels Zone

اسے بیڈ پر بٹھا کر کہتا وہ کمرے سے نکل گیا تھا۔

وہ خالی خالی نظروں سے کھلے دروازے کو دیکھے گئی۔

پانچ منٹ بعد وہ اندر آیا تھا اور اسکے ہاتھ میں کافی کا مگ تھا۔

یہ لیں۔

وہ اسکی طرف کافی بڑھا رہا تھا۔

مہرینہ نے اسے غصے سے دیکھا۔

مجھے کافی نہیں چاہیئے سمجھے تم مجھے میرا نشہ چاہیئے۔

وہ چلائی تھی۔

او کے لا دوں گا بس کافی پی کر بتائیں کیسی بنی ہے پھر وعدہ لا دوں گا۔

اسکے ساتھ بیٹھتا وہ پر یقین لہجے میں بولا تھا۔

تم پاگل ہو مجھے کافی نہیں میرا اسپیشل ڈوز چاہیئے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ چلائی تھی۔

کھانا لا کر دوں لیکن پہلے آپکو کافی پینی ہو گئی۔۔

مگ بڑھاتا وہ بولا تھا۔

وہ اسے دیکھتی رہی کافی کا مگ نہیں پکڑا تھا اس نے،

اسکی طلب جو تھی وہ خیام کے پاس نہیں تھی۔

اس نے خود ہی وہ کافی کا مگ اسکے ہونٹوں سے لگا دیا تھا۔

وہ اسکے ہاتھ سے لے کر پینے لگی تھی۔

کافی بہت اچھی تھی۔

وہ پی ہی گئی تھی۔

لیٹ جائیں۔

اسے ہنوز بیٹھا دیکھ کر وہ بولا تھا۔

مہرینہ چہرہ چھپا کر رو دی۔

مہرینہ۔

وہ پریشانی سے اسے خود سے لگا گیا تھا۔

خیام مجھے میرا ڈوز چاہئیے ورنہ میں مر جاوں گئ۔

اسکے سینے میں منہ دیئے وہ بھرائے ہوِے لہجے میں بول رہی تھی۔

پانچ منٹ بعد وہ نیند میں تھی۔

اسے احتیاط سے بیڈ پر لٹا کر اور کمبل ڈال کر وہ خود باہر نکل آیا تھا۔

اسنے ایک نشے کو مارنے کے لیے اسے دوسرا نشہ دیا تھا جو ضروری تھا

اسے نیند کی ضرورت تھی۔

مجھے سردار کو مہرینہ کی کنڈیشن بتانی ہو گئی کہی دیر نا ہو جائے۔

وہ ادھر ادھر ٹہلتا ہوا پریشانی سے بولا تھا۔

پھر ایک نظر بکھرے لاونج اور کچن کو دیکھنے لگا کافی محنت درکار تھی یہ سب سمیٹنے میں۔

نہانے سے ہیر کی جان جاتی تھی وہ ان لوگوں پر رشک کرتی تھی جو لوگ روز نہا لیتے تھے چاہے گرمیاں ہوں یا سردیاں اسے نہانے سے موت ہی پڑتی تھی۔

اس لیے بنا نہائے ہاتھ منہ اچھے سے دھو کر سفید قمیض بلیک ٹروزر سفید ہی لیس والا کریب کا دوپٹہ، بالوں کی منی سی پونی بنائے وہ یونی جانے جانے کے لیے ریڈی تھی۔

ڈرتے ڈرتے قدم کمرے سے باہر نکالا تھا،

کوریڈور سنسان تھا۔

Zubi Novels Zone

گہرا سانس لیتی وہ چوڑی بڑی سی سیڑیاں اترنے لگی۔

لیکن پھر رکنا پڑا تھا اسے۔

سہیر خانم کی نگاہوں میں اچانک ہی شدید ناگواری در آئی تھی۔

ٹیبل پر جوس کا جگ رکھتی مہدیہ بھی ٹھٹھک کر رکی تھی۔

ہیر خوف سے مٹھیوں میں دوپٹہ بھینچتی سر جھکا گئی تھی۔۔

تمہاری جرات کیسے ہوئی ہمارے سامنے آنی کی بدزات لڑکی۔

وہ بہت غصے سے غرائے تھے سہمی سی لڑکی پر۔

ہیر کا رنگ اڑا تھا انکے غصے پر۔

دفع ہو جاو ہماری نظروں کے سامنے سے۔

وہ چلائے تھے۔

انکے چلانے پر وہ سرعت سی وہاں سے بھاگتی باہر کی طرف دوڑ گئی تھی۔

سوئمنگ پول کے قریب رکتی وہ سانسیں درست کرتی بے پناہ خوف میں تھی۔

اہانت کے احساس سے آنکھوں میں نمی سی جھلکنے لگی تھی،
وہاں سب تھے نوشین شاہین اختشام گھر کی لڑکیاں انہوں نے انکے سامنے اسکی بلاوجہ انسلٹ کر کے رکھ دی تھی۔
شوں شوں کرتی وہ چوڑے درخت سے ٹیک لگائے خود کو ریلکس کر رہی تھی۔
ہیر بی بی سردار آپکا کھانے پر انتظار کر رہے ہیں۔
نوراں نے اچانک ہی کہی سے آکر اس سے کہا تھا۔

سرعت سے آنکھیں صاف کرتی وہ اسکی طرف حیران سی پلٹی تھی۔

میں تو کھا چکی ہوں صبح سویرے ہی تم سردار صاحب کو بتادو جا کر۔

دوبارہ ان سب کا سامنا وہ نہیں کر سکتی تھی غریب تھی تو کیا اس میں عزت نفس نہیں تھی اس میں بھی عزتِ نفس تھی جب کوئی اسکی انسلٹ کرتا تھا اسے بھی بہت برا لگتا تھا لیکن وہ کمزور لڑکی صرف دل میں ہی اس انسان کو برا بھلا کہہ سکتی تھی۔

Zubi Novels Zone

آپکو خود جا کر بتانا ہونا ہوگا بی بی ہماری یہ جرات کہاں۔

نوراں بے بسی سے بولی کہ اسے اس معصوم سی لڑکی پر ترس بھی آیا تھا۔

ہیر پریشان ہوئی۔

لیکن اندر تو جانا ہی تھانا۔

سر ہلاتی وہ اندر جانے کے لیے ہمت مجتمع کرنے لگی تھی۔

نوراں کے پیچھے پیچھے وہ بہت دقت سے خود کو دوبارہ اس ہال میں جانے کے لیے مجبور کر رہی تھی۔

بہت بڑا گول سا ہال تھا ہال سے بہت سی راہداریاں نکلتی تھی ایک طرف بڑی سی چمکتی ٹائلز والی سیڑیاں ہال کے وسط میں بے پناہ خوبصورت جھومر تھا جو دیکھنے والے کی ساری توجہ اپنی طرف کھینچ لے جاتا تھا۔

بائیں طرف چوکور سائیڈ ڈائننگ ہال تھا جہاں بیٹھے لوگوں کے چہروں پر ہمہ وقت ناگواری چھائی تھی اسے دیکھ کر۔

لیکن سربراہی کرسی پر بیٹھا شخص اسکے انتظار میں تھا۔

سبز رنگ کے سوٹ پر آتشی گلابی گوٹے والا دوپٹہ لیے شائنہ غصے سے پیچ وتاب کھارہی تھی لیکن بولنے سے قاصر تھی۔

اسے اس معمولی سی لڑکی پر بے پناہ رشک بھی آیا تھا۔

سفید شرٹ، براون پینٹ میں ملبوس سردار غاذان اورنج جوس کا گلاس اٹھاچکا تھا اسے آتادیکھ کر۔

بیٹھواور ناشتہ کرو۔

پوچھا نہیں گیا تھا حکم دیا گیا تھا ناچار اسے بیٹھنا ہی پڑا تھا۔

لیکن یہ کیا اسکے بیٹھتے ہی سب بڑے چھوٹے اٹھ کر وہاں سے چلتے بنے تھے۔

زلت کا گہرا احساس جاگا تھا ہیر کو۔

چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور سر مزید جھک گیا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اب ٹیبل پر بس مہدیہ اور شائنہ ہی تھیں۔

شائنہ کی آنکھیں مسکرائیں تھیں جبکہ مہدیہ کو ہمدردی ہوئی تھی اس سے۔۔

ہیر کیا کھاو گئی۔

اسنے ملائم سے لہجے میں پوچھا تھا۔

بھوک نہیں ہے ابھی۔

وہ ایسے ماحول میں کھانا کیسے کھا سکتی تھی بھلا۔

Zubi Novels Zone

نوراں ہیر کو اورنج جوس سرو کرو۔

حکم بھرا لہجہ پھر سے گونجا تھا۔

جوس کا گلاس بہت مشکل سے خلق سے اتار کر وہ سردار کے پیچھے پیچھے ہی نکلی تھی۔

شائنی نے ایک جھٹکے سے اپنی پلیٹ دور کھسکائی تھی۔

مجھے یہاں نہیں رہنا۔

گاڑی میں سہما سا لہجہ گونجا تھا۔

اسنے چونک کر اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی کو دیکھا۔

جو ہاتھ کی انگلیاں مروڑتی پتا نہیں کتنی مشکل سے یہ چار الفاظ بول پائی تھی۔

وہ جواباً کچھ نہیں بولا تھا۔

ہیر نے انہیں دیکھا۔

جو ناک کی سیدھ میں دیکھ رہے تھے۔

ہیر لوگوں کے ڈر سے جینا نہیں چھوڑ جاتا تم نے ہمت نہیں ہارنی انڈرسٹینڈ۔۔۔۔۔،

کچھ دیر بعد سنجیدگی بھرا لہجہ گاڑی میں پھر سے گونجا تھا۔

مجھے ڈر لگتا ہے وہاں کے لوگوں سے۔

نم زدہ لہجہ تھا اسکا۔

جس پر سردار غاذان نے سر گھما کر اس لڑکی کو دیکھا تھا۔

اسنے بھی اسی وقت بہت مشکل سے انہیں دیکھا تھا۔

اسکے کانوں میں پڑے سلور کلر کے ٹوکری والے جھمکے ہلے تھے جنکے نیچے لگے ننھے ننھے موتی اِدھر اُدھر ہوئے تھے۔

سردار کی نظران جھمکوں پر اچانک ہی تھی۔

یہ جھمکے ہیر نے خود خریدے تھے اسکے سامان میں تھے یہ جھمکے جو اسے ہوٹل سے مل چکا تھا خیام دے گیا تھا۔

سردار غاذان نے پہلی بار اتنے قریب سے کسی لڑکی کے کانوں میں پڑے جھمکوں کو بغور دیکھا تھا۔

اسے بہت اچھے لگے تھے ہیر کے کانوں میں پڑے وہ بھاری ہلتے جھمکے۔

ہیر تم ڈرنا چھوڑو گئی تو آگے بڑھو گ ی خیر اب تم ڈرو یا نا ڈرو لیکن انہی لوگوں کا سامنا تم نے کرنا ہے اور بار بار کرنا ہے۔

سختی بھرا لہجہ ہیر کو سر جھکانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

یونی میں شہنام سے اسکی ہائے ہیلوا چھی ہو گئی تھی وہ اسکا بہت خیال رکھتا تھا کلاس کے بعد ہر وقت وہ اسکے ساتھ کسی سائے کی طرح رہتا جوڈو کراٹے سکول میں بہت مشکل ٹرینگ تھی۔

بھاگ بھاگ کر اسکی ٹانگیں رات کو اتنی دکھتی تھی کہ اسے ساری رات نیند بھی بمشکل آتی تھی۔

شہنام کو کوئی کام تھا تو وہ چلا گیا تھا تھوڑی دیر کے لیے کینٹین میں وہ اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔

ہیلو مسز سردار !

سنجیدہ بھرے لہجے پر وہ سر اٹھا کر ساتھ کھڑے آدمی کو دیکھنے لگی تھی۔

رانا مسکرایا تھا اسکے ساکت وجود کو دیکھ کر۔

بنا اسکی اجازت لیے وہ بیٹھ چکا تھا اسکے سامنے والی کرسی پر۔

بیٹھو تم بھی ضروری بات کرنی ہے ورنہ تمہارے سردار محل بھی آسکتا ہوں وہاں کافی میرے جاننے والے بھی ہیں۔

اسے کھڑا ہوتے دیکھ کر وہ تمسخرانہ لہجے میں بولا تھا۔

, وہ پھر سے بیٹھ گئی تھی

تمہیں یاد ہوگا تم نے چوری کی تھی اور میں۔

میں نے چوری نہیں کی تھی۔

اسکی بات کاٹتی ہوئی وہ بولی تھی۔

خیر یہ تم بھی جانتی ہو تمہارے پاس اسکا کوئی ثبوت نہیں تھا،

وہ پھر سے تمسخر سے بولتا ہیر کو پریشان کر گیا تھا۔

اور آزاد ہونے کے لیے تم نے کچھ پیپرز بھی تو سائن کیے تھے۔

وہ اس بار مکرو ہنسی ہنسا تھا۔

لیکن میں غریب ہوں میرے نام تو کوئی جائیداد بھی نہیں ہے آپ ان پیپرز کا کیا کریں گئے۔

وہ پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

وہ پھر سے کمینگی مسکان سے اسے دیکھتا سر ہلا گیا تھا۔

تمہارے پاس تو وہ ہے جو کسی اور کے پاس نہیں ہے پاگل لڑکی۔۔

وہ ابھی بول رہا تھا جب ہیر کا فون رنگ ہوا تھا۔

°میرا سوہنا خیام

کالنگ لکھا آرہا تھا۔

فون اور بیگ پکڑ کر وہ وہاں سے خوف سے بھاگی تھی اسے اس مقرو شخص سے خوف سا آیا تھا۔۔

پیچھے وہ زور سے ہنسا تھا۔

آخر کب تک بھاگو گی مسز غاذان۔

وہ بولتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

ZNZ Zubi Novels Zone

کیسے ہو تم۔۔

خیام پارکنگ میں کھڑا اسکا ویٹ کر رہا تھا وہاں پہنچتے ہی وہ بے تابی سے بولی تھی۔

میں ٹھیک ہوں آپی آپ کیسی ہیں۔

اسکا ماتھا چومتا وہ شفقت سے بولتا ہیر کو بڑا پیارا لگا تھا۔

بھائی کی محبت پر آنکھوں میں پانی جمع ہونا شروع ہو گیا تھا لیکن وہ پلکیں جھپکتی نمی اندر ہی کہیں روک گئی تھی۔

آج مجھے سیلری ملی ہے تو سوچا آپ کو لنچ کروا دوں۔

وہ محبت سے بولتا بائیک سٹارٹ کرنے لگا تھا۔

ہیر مسکراتی ہوئی اسکے پیچھے بیٹھی تھی وہ بھی اسکے ساتھ پرسکون وقت گزارنا چاہتی تھی۔۔

پتا ہے مجھے بھوک بھی لگی ہے ارے ہاں مہرینہ جی کیوں نہیں آرہی یونی ۔

اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہوئی اچانک سے یاد آنے پر وہ بولی تھی۔

انہیں کولڈ تھا اس لیے، لیکن کل سے ان شاءاللہ وہ آئیں گی۔

بائیک کو سڑک پر لاتا وہ فکرمندی سے بولا تھا۔

! او

ہیر بھی فکر مند ہوئی ہی تھی۔۔

وہ دلفریب سا ہنسا تھا،

جس پر وہ چونک سی گئی تھی۔۔

تھکن زدہ وجود حیرت میں تھا بہت سارے شاپنگ بیگ پکڑے وہ اسکے قریب ہی آرہا تھا۔۔

وہ دلفریبی سے ہنستا اسکے قریب آرکا تھا،

جبکہ وہ حیرت میں تھی۔

یس ابھی آپکی چھوٹی سی فرینڈ کے پاس آیا ہوں اور سامان بھی میرے پاس ہے آپ بات کر سکتیں ہیں اس سے پاس ہی ہے۔

ہیر کو پیچھے آنے کا کہتا وہ کسی سے بڑے خوش اخلاقی سے مخاطب تھا۔

وہ حیرت سے اسکے پیچھے چلی آئی تھی۔

صبح والے کپڑے ہی تھے وہ ابھی آئی تھی سکول سے رات نو بجے چھوٹی ہوتی تھی آتے ساڑھے نو بج جاتے تھے تو کسی سے خاص سامنا نہیں ہوتا تھا اسکا۔

وہ تین چار بلیک پلاسٹک کے بیگز ٹیبل پر رکھ چکا تھا اور فون اسکی طرف بڑھا رہا تھا۔

خادم نے اسکے لیے فوراً سے فریش جوس آرڈر کیا تھا۔

وہ حیرانی سے فون اسکے ہاتھ سے لیتی کان سے لگا گئی تھی۔

ہیر بچے کیسی ہو۔

شفیق، مترنم سی آواز صرف رانیہ تیمور کی ہی ہو سکتی تھی۔

وہ مسکرا دی۔

میں ٹھیک ہوں انٹی آپ کیسی ہیں گھر میں سب ٹھیک ہیں۔

وہ ادب سے دھیمے لہجے میں پوچھ رہی تھی جبکہ وہ اب خادم سی کچھ بات چیت کر رہا تھا۔

یہاں کب چکر لگاؤ گئ، میں تمہیں اور اپنے بیٹے کو بہت مس کر رہی ہوں۔

وہ بہت محبت سے بول رہیں تھیں۔

جبکہ اسکی نظریں بے ساختہ ان پر گئیں تھیں۔

وہ دھک سے رہ گئی تھی، وہ جوس کا گلاس پکڑے ہیر کو ہی بغور دیکھ رہے تھے۔

وہ بے ساختہ انکی طرف سے اپنی پشت کر گئی تھی۔

کہی کوئی غلطی تو نہیں کر دی میں نے جو یہ ایسے دیکھ رہے ہیں۔

وہ دھک دھک کرتے دل سے سوچ رہی تھی۔

کچھ دن پہلے شاپنگ پر گئی تھی تمہارے لیے کچھ چیزیں خریدے تھیں تم دیکھ لینا، غاذان کہہ رہا تھا ہیر ایسے ڈریسز نہیں پہنتی میں نے کہا تمہیں بڑا پتا ہے تو ہنس دیا تھا تم دیکھ لو اگر پسند نہیں تو نیکسٹ ٹائم تم سے پوچھ کر خریدوں گئی اچھا بیٹا پھر بات ہو گئی ابھی زرا باہر جانا ہے مجھے۔

انہوں نے کہتے ہی فون رکھ دیا تھا۔

ہیر کو پیچھے پلٹنے کے لیے ہمت چاہیے تھی جو کہ ناپید تھی۔

ہیر سیل فون پاس رکھنے کا ارادہ ہے کیا؟

سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا گیا تھا۔

وہ شرمندہ ہوئی تھی۔

ہمت سے واپس پلٹتی وہ بنا انہیں دیکھے موبائل انکی طرف بڑھا رہی تھی

۔

Zubi Novels Zone

شاپنگ دیکھ لو اپنی موم نے بھیجوائے ہیں۔

وہ فون لیتا نرمی سے بولا تھا۔

سر جھکا کر بیگز پکڑے اور وہاں سے سرعت سے دور گئی تھی۔

خادم نے اپنے سردار کو دیکھا،

پھر گہرا سانس لیا کہ وہ ابھی تک وہی دیکھ رہے تھے جہاں سے وہ گئی تھی۔

ہیر کی ٹرینر نے کچھ بتایا ہیر کے بارے میں۔

وہ اب خادم کی طرف متوجہ تھا۔

جی انہوں نے کہا ہے میم پر محنت کی اشد ضرورت ہے وہ ابھی بھاگ بھی ٹھیک سے نہیں رہیں وہ زیادہ نہیں بھاگ پاتیں انہیں ٹرین کرنے میں وقت لگے گا۔

خادم آج علینہ سے اسکی کارکردگی کے بارے میں جاننے گیا تھا۔

علینہ کی کہی بات وہ انہیں بتاتا سیدھا ہو کر کھڑا ہوا تھا۔

ہمم،

سر ہلاتے اسکی نظر ہیر کی کھڑکی پر پڑی تھی جو کہ کھلی ہوئی تھی لیکن اندر اندھیرا تھا۔

تب ہی سردار کا فون رنگ ہوا تھا اور وہ فون کی طرف متوجہ ہو گیا۔

پھر اگلے بندے کی بات سن کر وہ پریشان ہوا تھا۔۔

وہ سر جھکائے بیٹھی تھی، چہرے پر ڈرے سہمے تاثرات شدید تھے۔

مہرینہ جواب دو کب سے ہو تم اس نشے میں مبتلا۔

وہ بہت غصے سے پوچھ رہا تھا۔

خیام ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔

مہرینہ !

اس بار وہ ضبط سے چلایا تھا جس پر وہ ہڑ بڑا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

سال ہو گیا ہے۔

وہ جلدی سے بولی تھی۔

مجھے یقین نہیں آرہا مہرینہ مجھے اگر کوئی کہتا تمہارے بارے میں تو میں اسے تھپڑ دے مارتا مہر تم لڑکی ہو سردار محل میں تو لڑکوں کو سگریٹ پینے کی پرمیشن نہیں اور تم نشے پر لگ گئی شرم آرہی ہے مجھے خود سے۔

سردار غاذان کا لہجہ دکھ سے چور تھا۔

مہرینہ چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی رو دی تھی۔

کس نے لگایا تمہیں اس مرض میں۔

وہ بھینچے بھینچے لہجے میں پوچھنے لگا۔

جواباً کچھ سیکنڈ کے لیے گہری خاموشی چھا گئی تھی۔

مہر تم نہیں بتاؤ گئی تو پھر بھی مجھے پتا چل جائے گا آج سے تمھارا یونی جانا تب تک بند رہے گا جب تک تم سروائیو کرنے نہیں لگ جاتی تمہارا ٹریٹمنٹ کرواوں گا، خیام مہر کو کوئی رقم نہیں دینی اور جہاں کہے اسکے ساتھ جانا باقی ان لوگوں کو عبرت کی سزا دوں گا جنہوں نے میری مہر کو نشے پر لگایا ہے۔

وہ گہرا سانس لیتا بولتا پھر سے مہر کو دیکھنے لگا۔

مہر تمہیں اس کنڈیشن سے باہر آنا ہے نا۔

وہ اب نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

ہاں مجھے سروائیو کرنا ہے آپکے لیے خود کے لیے میں ایسے نہیں جی سکتی سردار۔

وہ روتے ہوئے بولتی اسکے بازو پر سر ٹکا گئی تھی۔

سر ہلاتا وہ کسی کو فون کرنے لگا تھا،

مہرینہ کی کنڈیشن شاید کسی کو بتا رہا تھا۔

جبکہ خیام کی نظریں ابتر حال میں بیٹھی مہر پر تھیں۔

وہ لڑکی دو ہی دن میں کیا سے کیا ہو گئی تھی وہ تو بڑی نک سک سی فیشن ایبل لڑکی تھی۔

خیام کو بہت افسوس ہوا تھا۔

خیام مہر کا خیال رکھنا ڈاکٹر آنے والے ہیں تم انہیں دروازے سے پک کر لینا اور جیسے وہ کہے وہی کرنا مجھے ابھی چلنا ہو گا ڈاکٹر سے میں صبح نل لوں گا اور مہرینہ تم نے خیام کو تنگ نہیں کرنا انڈرسٹینڈ۔

وہ خیام سے بولتا آخر میں مہر کو تنبیہ کر گیا تھا نرمی سے۔

وہ خیام کو خشمگیں نظروں سے دیکھ کر سر ہلا گئی تھی۔

چار پانچ ڈریس تھے، دو سٹائلش بیگ، میک اپ کا سامان، ہیئر سٹریٹر
، ہیئر ڈرائے، دو سینڈلز ایک براون اور ایک بلیک تھی جو ہیل والی تھی
,
شارٹ گھٹنوں تک آتیں فراکیں تھیں اور نیچے تنگ کیپریز۔

وہ حیران پریشان تھی اتنا کچھ دیکھ کر۔

کیا یہ سب واقعے میں میرا لیے خریدا گیا ہے۔

سب چیزوں کو اشتیاق سے چھوتی وہ بے یقینی سی تھی۔

صبح یہ والا پہنوں گئی۔

ایک پنک سوٹ ہاتھ میں لیتی وہ کہتے ہوئے جیسے کھلکھلائی تھی۔

oooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

ooooo

باباوہ مجھے دیکھتا تک نہیں ہے اسے صرف اس لڑکی کی ٹینشن رہتی ہے اسنے کھانا کھایایا نہیں اسے یونی سے پک کیایا نہیں ہر وقت سردار کو اسی غریب سی عام سی لڑکی کی ٹینشن رہتی ہے میں تو کہی نظر ہی نہیں آتی اسے۔

وہ ریاض خانم کے سینے سے لگی بلک رہی تھی جبکہ وہ بیٹی کے غم میں شدید پریشان اور غصہ تھے۔

باباوہ اسے نہیں چھوڑے گا مجھے پتالگ گیا ہے۔

وہ سر باپ کے سینے سے اٹھاتی رو دی تھی۔

ریاض خانم کے پاس بیٹی کو تسلی دینے کے لیے کچھ نہیں تھا۔

شائنی تم حوصلہ رکھو کرتا ہوں میں کچھ پریشان مت ہونا تمہارا باپ ہے ابھی تم رونا نہیں اب۔

اسکے آنسو صاف کرتا ریاض جیسے بیٹی سے زیادہ خود کو باور کروا رہا تھا۔

فجر کی نماز کے بعد وہ چپکے سے اپنے کمرے سے نکلی تھی چاروں طرف خاموشی اور مدھم سا اندھیرا تھا۔

ڈم لائٹس جل رہی تھی جو آنکھوں کو بہت بھلی لگ رہیں تھیں۔

ارد گرد دیکھتی دھیمے قدموں سے چل رہی تھی وہ ننگے پاوں تھی دوپٹہ نماز کے سٹائل میں باندھ رکھا تھا۔

سفید مضبوط دروازے بند تھے، قطار میں بہت سے کمرے تھے جو بند ہی تھے وہ اب ہال میں آچکی تھی جہاں کی سجاوٹ دیکھنے لائیک تھی وہ کونسی قیمتی چیز تھی جو اس ہال میں نہیں تھی سفید گولڈن صوفے سفید فانونس، گولڈ ڈیکوریشن سب چیزوں نے مل کر بہت خوبصورت سا ہال کو بنادیا تھا۔

وہ مبہوت سی ہر چیز کو چھو کر دیکھ رہی تھی،

چیزوں کو اچھے سے دیکھ کر وہ صوفے پر بیٹھی تھی نرم گداز صوفہ جیسے خود میں اسے گھم کرنے لگا تھا، وہ خوش ہوتی ایک بار پھر اچھل کر بیٹھی تھی وہ لڑکی بہت پرجوش سی نظر آرہی تھی۔

اوپر کھڑا وجود شدید حیرت میں تھا،

افففف کتنا مزہ آرہا ہے ایسے لگ رہا ہے جیسے میں اس محل کی مالکن ہوں

۔

صوفے پر پاوں رکھتی وہ دھیمے سے بڑبڑائی تھی۔۔

ہیر !

ہیر کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے وہ سہم کر ایک دم سے صوفے سے کھڑی ہوئی تھی۔

وہ مسکراتی نظروں سے اسکا ہونق چہرہ دیکھ رہا تھا۔

کیا کر رہی تھی۔

وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

کچھ نہیں،

آواز شرمندگی سے چور تھی وہ سر اٹھانے کے لائیک نہیں رہی تھی۔

ہیر تمہارے شوز کہاں ہیں۔

اسکی نظر بے ساختہ اسکے ننگے پاوں پر پڑی تھی تو پوچھ بیٹھا تھا۔۔

اففف۔

ہیر بڑی شرمندہ ہوئی تھی۔

پھر پاوں پیچھے کیے لیکن کیا فائدہ اب۔۔

وہ مجھے یاد نہیں رہا پہننے کا۔

اب کچھ تو کہنا ہی تھا نا۔۔

ہمم ایندہ یہ بے اختیاطی مت کرنا، کافی بنانی آتی ہے۔

سنجیدگی سے تنبیہ کر کے وہ اب نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

ہیر نے زرا سی نظریں اٹھائی پھر جھکا لیں کہ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ براون نائٹ سوٹ میں ملبوس تھا۔

نہیں !

شرمندہ سا لہجہ تھا ہیر کا۔

اوکے آؤ میرے ساتھ۔

وہ کہتے ہی کچن کی طرف بڑھا تھا۔

.وہ بھی پیچھے پیچھے تھی

مصر میں ملازموں کے باوجود موم کچن کا کام خود کرتیں تھیں انہیں کوکنگ سے بے حد لگاؤ ہے تو انکو دیکھا دیکھی بچپن سے کافی چائے میں خود بنالیتا تھا بس اتنا ہی کرلیتا ہوں اور موم کو تو میرے ہاتھ کی کافی سے عشق ہے اور مزے کی بات ڈیڈ کو بھی بہت پسند ہے۔

Zubi Novels Zone

وہ مہارت سے کافی بناتا اس سے اپنے دل کی باتیں شیٔر کررہا تھا جو بہت غور سے سنتی انکے چہرے کو چوری چوری دیکھ رہی تھی سفید ہاتھ متحرک سے چل رہے تھے اپنے لیے بلیک ود آؤٹ ملک کافی جبکہ اسکے لیے ملک والی کافی بناتا وہ اسے کپ پکڑا رہا تھا۔

ہیر مسمرائز سی ہوئی تھی ریاست کا سردار جسکے ارد گرد ڈھیروں ملازموں کی فوج ہوا کرتی ہے وہ اس عام سی لڑکی کے لیے کافی بنا کر اسے تھما رہے ہیں۔

ہیر مت پکڑنا یہ خواب ہے حقیقت.کا اس سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے۔

انکے چہرے کو ہونقوں کی طرح دیکھتی منہ ہی منہ میں بڑبڑائی تھی وہ۔

ہیر کافی لو۔۔

وہ اسے متوجہ کر رہا تھا۔

جاؤ روم میں جا کر پیو میں واک پر جا رہا ہوں۔

وہ کافی ساتھ لے جاتا اس سے مخاطب ہوتا باہر نکل گیا تھا۔

اور ہاں کچھ کھانے کو بھی لے لینا۔

وہ جاتا جاتا بھی اسے تلقین کرنا نہیں بھولا تھا۔

اللہ اللہ یہ کیا تھا یہ سچ تھا۔کیا۔۔۔

کافی کی مہک کو سانسوں میں اتارتی وہ حیران سے زیادہ پریشان تھی۔

تم نے کیوں بتایا نہیں۔

سینے پر ہاتھ باندھے وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔نوٹس پر لکھتا ہاتھ تھما تھا

اسکی سپاٹ آواز پر۔

تو کیا آپکو ایسے ہی تکلیف میں چھوڑ دیتا۔

وہ دوبارہ ہاتھ کو حرکت دیتا بنا اسے دیکھے بولا تھا۔

جان سے مار دوں گئی میں تمہیں تم جانتے ہو جب وہ مجھ سے پوچھ رہے تھے تو میرا کیا دل کر رہا تھا میرا دل کر رہا تھا میں مر جاوں انکی نظروں سے چھپ جاوں کبھی دوبارہ نظر نا آوں انہیں۔۔۔

وہ کہتے ہی اسکے ہاتھ سے نوٹس چھینتی دور پھینک چکی تھی۔

خیام نے اسے سنجیدگی سے دیکھا تھا۔

اسکی اب طبیعت کچھ بہتر نظر آرہی تھی۔

آئی ایم سوری وہ آپکے بھائی ہیں انہیں آپکے بارے میں جاننے کا حق ہے وہ تو مجھے ڈانٹ رہے تھے کہ میں نے پہلے کیوں نہیں بتا انہیں۔

وہ کھڑا ہوتا سنجیدگی سے بولا تھا۔

مہرینہ نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

مجھے صبح یونی جانا ہے۔

سینے پر ہاتھ باندھتی ہوئی وہ بولی تھی۔

اپ ان سے اجازت لے لیں اگر وہ دیں تو آپ جا سکتیں ہیں۔

وہ گہری سانس لیتا ہوا بولا تھا۔

مہر نے غصے سے اسے دیکھا۔

ان سے اجازت لینا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے سمجھے تم۔

موبائل جھپٹتی ہوئی وہ انکا نمبر ملاتی کان سے لگا گئی تھی۔

خیام مسکرا دیا تھا۔

اسکے چہرے کے بدلتے تاثرات پر۔

مل گئی اجازت۔

اسے واپس آتا دیکھ کر پشت پر ہاتھ باندھتا ہوا وہ شرارت سے بولا تھا۔

مہرینہ کے تاثرات بدلے۔

نہیں وہ ابھی بزی ہیں بعد میں بات کریں گے۔

وہ شرارتی مسکان ہونٹوں پر لاتا سر ہلا گیا۔

آپکی میڈیسن کا وقت ہو چکا ہے۔

وہ اسکے چہرے کو دیکھتا ہوا بولا تھا۔

تم کھالو اور جان چھوڑو میری۔

وہ تپی تھی اسکی شرارت بھری مسکان پر۔

لیکن ضرورت تو آپکو ہے نا۔

وہ اسکے ساتھ چلتا ہوا بولا تھا۔

خیام میرے ہاتھ مت کھلاو سمجھے تم لحاظ نہیں کروں گئ میں اب اور ہاں میں اپنچ منٹ میں آرہی ہوں مجھے باہر لے کر چلو انکار تو مجھے سننا ہی نہیں ہے۔

غصے سے کہتی وہ پیر پٹختی ہوئی کمرے میں چلی گئ تھی۔

پیچھے وہ بے چارگی سے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر رہ گیا،

بڑی غصے والی تھی وہ۔

ٹرپ پر۔

وہ حیرت سے شہنام کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

ہاں سب جارہے ہیں تمہاری تو ساری کلاس جا رہی ہے۔

وہ کندھے اچکاتا ہوا لاپرواہی سے بولا تھا جو اسکا خاصا تھی۔

ہیر نے لب بھینچے۔

تم بھی چل رہی ہو نا۔

وہ اسکے ساتھ بیٹھتا پر یقین لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

وہ اجازت نہیں دیں گئے۔

وہ سر جھکاتی ہوئی بولی تھی۔

وہ کون؟

وہ حیرت سے بولا تھا۔

ہیر نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

وہ کون کیا خیام تمہارا بھائی۔

وہ اسکی طرف دیکھتا آئی برو اچکا کر بولا۔

ہیر نے ہونٹ بھینچے۔

میں سردار کی بات کر رہی ہوں میرا بھائی مجھ سے چھوٹا ہے اور وہ مجھے کبھی نہیں روکے گا۔

وہ اس بار تھوڑا غصے سے بولی تھی،

جبکہ وہ حیران ہوا۔

سردار تو کہتے تھے ہیر کو زرا غصہ نہیں آتا مجھ پر تو ہر وقت غصہ کرتی ہے

۔

وہ اسکے غصے سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر حیرت سے سوچ رہا تھا۔۔

وہ اجازت نہیں دیتے بلا وجہ باہر جانے کی۔

وہ کتاب کا کور ناخن سے کھرچتی ہوئی مایوسی سے بولی تھی۔

شہنام صدیقی مسکرایا۔

کیا میں بات کروں؟

نہیں ہر گز نہیں،

وہ دہل کر بولی تھی۔

جبکہ شہنام نے اسے گھورا تھا۔

تم بات کرنا وہ منع نہیں کریں گئے ہیر وہ بہت پولائٹ ہیں۔

وہ سیڑھی سے اٹھتا بولتا ہوا اپنی کلاس کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

وہ پیچھے اکیلی بیٹھی رہ گئی۔

میرا تو بچپن سے بہت دل ہے ٹرپ پر جانے کا لیکن کبھی جا نہیں سکی کیا ان سے بات کروں ایک دو دن کی تو بات ہے۔۔۔

پورے گراونڈ کا گول چکر لگاتی وہ ہانپتی ہوئی خود سے بولی تھی۔

ہیر تمہارا دھیان کہاں ہے۔

علینہ کی آواز پر وہ ایک دم سے سیدھی ہوئی تھی۔

علینہ کمر پر ہاتھ رکھے خشمگیں نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

خیر سردار آئیں ہیں کپڑے چینج کر کے آجاو، ویسے تم انکی کیا لگتی ہو بہت کیئر کرتے ہیں وہ تمہاری۔

وہ پلٹتی کچھ یاد آنے پر دوبارہ سے پلٹتی ہوئی بولی تھی۔

قوس وقزاع کے سارے رنگ بیک وقت ہیر رضا کے چہرے پر رقص کرنے آئے تھے۔

علینہ بھی حیران ہوئی تھی اسکے ریئکشن اور دھیمی مسکان پر۔۔

اسکے پاس سے سر جھکاتی وہ گزر گئی تھی جبکہ علینہ نے حیرت سے بھاگتی ہیر کو دیکھا تھا۔

ویسے بھاگنے میں جان جاتی ہے میڈیم کی اور اب ایسے بھاگی ہے جیسے ریس میں حصہ لے رکھا ہو۔

اسکے وہاں سے پل میں رفو چکر ہونے پر اسنے حیرت کا بے پناہ اظہار کیا تھا۔۔

oooooooooooo~~~~oooooooooo~~~~~~ooooo

پنک گھٹنوں تک آتی شارٹ فراک جسکی سلیوز بہت کھلی اور چونٹوں والی تھیں، نیلی کیپری پہنے بڑی سی سفید چادر لیے وہ اسکے نزدیک آ رہی تھی۔

ہیر پہلے سے تیز بھاگنے کی ریس میں شامل ہو چکی ہے ہم جلد ہی ہیر کی پوزیشن چینج کر دیں گئے بے فکر رہیں آپ۔۔

اس سکول کی اونر نے تعظیم سے سردار سے کہا تھا۔

جبکہ اسکی آنکھیں پاس رکتی ہیر پر تھیں۔

اوکے شکریہ مسز میری،

وہ ہلکی مسکان سے کہتا ہیر کو پیچھے آنے کا کہتا پلٹ گیا تھا۔

وہ اسکی پشت کو محبت سے دیکھتی ہوئی چل رہی تھی۔

ہیر !

گاڑی میں اسکا سنجیدہ لہجہ گونجا تھا۔

ڈینر کرنا ہے باہر۔

وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

جبکہ وہ حیران ہوئی تھی انکی آفر پر۔۔

OOOOOOOOOOOOOOOO

جی !

وہ حیران ہوئی تھی۔

جواباً وہ نرمی سے مسکرایا تھا۔

وہ بھی مسکرائی تھی اسکی دلکش مسکراہٹ دیکھ کر۔

افففف اللہ کسی کو اتنا خوبصورت بھی نہیں ہونا چاہیئے ناہیر ماشاءاللہ کہتے ہیں۔

Zubi Novels Zone

وہ شدید کمپلیکس کا شکار ہوئی تھی پھر خود کو غصے سے سرزنش بھی کر گئی تھی۔

گاڑیاں بہت بڑے ہوٹل کے سامنے رکیں تھیں رات کا سماں تھا تو کافی رش تھا ہوٹل کے باہر اور اندر بھی۔

بلیک پینٹ شرٹ ہاف وائٹ سلک کی ٹائی نوٹ ڈھیلی کر رکھی تھی۔

خادم دو قدم پیچھے جبکہ وہ اس سے ایک قدم پیچھے تھی پیچھے چار پانچ گارڈ تھے،

سب لوگ حیرانی سے کھانا ترک کیے سردار کو حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔

کچھ لڑکیاں تو پر جوش سی اپنی جگہ سے کھڑی ہوں گئ تھیں۔

وہ اسکی پشت کو محبت سے دیکھتی ہوئی چل رہی تھی وہ اسکے قدم سے قدم ملا کر بھی چل سکتی تھی لیکن وہ انسے ایک قدم پیچھے چلنا چاہتی تھی انکے قدموں پر اپنا قدم رکھنا چاہتی تھی۔

ہوٹل کا سفید ٹائلز لگا فرش رات کے وقت بھی چمچمار ہا تھا ہوٹل بے پناہ صاف ستھرا اور پر سکون تھا۔

ہوٹل کے مالک اور مینجر کو جیسے ہی پتا چلا کہ انکے ہوٹل میں سردار غاذان آئے ہیں وہ بھاگ کر انکے آگے آئے تھے۔

سردار غاذان ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ ہمارے اس غریب خانے میں آئے ہیں پلیز اس طرف آئیں۔

پول سائیڈ کی طرف اشارا کرتے وہ بے حد خوش تھے۔

وہ سر ہلاتا انکے ہم قدم ہوا تھا۔

ایک ٹیبل پر گارڈز اور خادم تھے جبکہ وہ دونوں ایک ٹیبل پر تھے۔

ہیر کسی خواب سی کیفیت میں تھی۔

وہ سرخ تمتماتا چہرہ لیے اسے دیکھ رہی تھی وہ اب آرڈر کر رہا تھا۔

آج صبح سے کچھ نہیں کھایا بزی ہی بہت رہا ہوں اب بھوک شدید ہے۔

جوس ک گلاس منہ کو لگاتا وہ حیران سی بیٹھی ہیر سے مخاطب تھا۔

وہ دھیمی سی مسکان سے انہیں دیکھتی سر ہلا گئی۔

یونی کیسی جا رہی ہے۔

اسے کھانا کھانے کا اشارا کرتا وہ بولا تھا۔

ٹھیک جا رہی ہے۔

وہ بس اتنا ہی بولی تھی۔

ہمم!

وہ سر ہلا گیا۔

ہیر نے بے چارگی سے اسے دیکھا۔

کیسے بات کروں! ایک بار کہتی ہوں بھلا کیا کہتے ہیں۔

دل ہی دل میں وہ خود سے مخاطب تھی۔

گہرا سانس لے کر تھوڑی ہمت جمع کی اور انہیں دیکھا جو بڑی محویت سے کھانے کی طرف متوجہ تھے۔

Zubi Novels Zone

وہ ہم ہماری۔۔

وہ بول نہیں پا رہی تھی نوالہ منہ میں ڈالتا وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

ہیر فقرہ کمپلیٹ کرو۔

پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگاتا وہ بولا تھا۔

ہماری یونی نادران ایریا ٹرپ پر جارہی ہے۔

وہ سر جھکا کر کہتی چپ ہو گئی تھی جبکہ اسنے ہیر کو سنجیدگی سے دیکھا تھا۔

! تو

نیپکن سے ہاتھ منہ پونچھتا وہ بولا تھا۔

ہیر پریشان ہوئی۔

بس ایسے ہی بتارہی تھی۔

وہ پھیکی سی مسکان سے بولی تھی۔

جبکہ اسنے اسکے جھکے چہرے کو غور سے دیکھا تھا۔

بہت خوب یہاں پر تو ڈیز ہو رہا ہے واوا لگتا ہے غلط وقت پر آگیا ہوں

میں۔

تیمور خانم کی سرد آواز پر ہیر کے ہاتھ کانپے تھے جبکہ وہ بنا شرمندہ ہوئے مسکرایا تھا۔

تو کیا اب ڈینر پر جانے کے لیے مجھے بتانا ہو گا ڈیڈ۔

وہ کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

تیمور خانم نے ایک نظر کمزور سی لڑکی کو دیکھا پھر ہلکی مسکان سے خود کو دیکھتے بیٹے کو گھورا تھا۔

Zubi Novels Zone

بیٹھیں ہمیں جوائن کریں پلیز۔

اسکے کہنے پر وہ بیٹھ گئے تھے جبکہ سر جھکا کر بیٹھی لڑکی کا وجود لرز اٹھا تھا
۔

کیا لیں گئے ڈیڈ۔

وہ اب اپنے باپ سے مخاطب تھا۔

کچھ نہیں یہاں میں اپنے دوستوں کے ساتھ آیا تھا تمہیں دیکھا تو چلا آیا یہاں۔

وہ سر جھکائے بیٹھی لڑکی کو غور سے دیکھتے ہوئے اسے بتانے لگے تھے۔

وہ سر ہلا گیا پھر ایک نظر ہیر کو دیکھا اسی وقت اسنے بھی اسے دیکھا تھا۔

ہیر کی آنکھوں میں ڈر دیکھ کر اسنے ہونٹ بھینچے تھے۔

خاوم ہیر کو گاڑی میں چھوڑ آو اسکا کھانا ہو چکا ہے۔

خادم کو اشارا کر کے کہتا وہ ہیر کی مشکل آسان کر گیا تھا۔

تشکر آمیز نگاہوں سے اسے دیکھ کر وہ چلی گئی تھی لیکن جلدی میں وہ اپنی نوٹ بک اٹھانا بھول چکی تھی۔

سردار غاذان میں حیران ہوں تم پر۔

وہ بیٹے سے بولے تھے جو باپ کو ہی دیکھ رہا تھا۔

اسنے جواباً سوالیہ آئی برو اچکائے تھے،

اس معمولی سی لڑکی کے لیے تم اتنی اہم میٹنگ چھوڑ کر اسے سکول لینے گئے پھر ڈینر پر لے آئے آخر کیوں غاذان کیا تم اس سے محبت کرنے لگے ہو۔۔

وہ سنجیدگی سے مخاطب تھے۔

وہ خاموش رہا لیکن سنجیدگی سے انہیں دیکھتا رہا تھا۔

غاذان تمہاری چپ کا کیا مطلب نکالوں میں آخر۔

وہ اس بار مسکرایا تھا۔

پوری بھلکڑ ہے یہ لڑکی دیکھیں اپنی نوٹ بک یہی چھوڑ گئی ہے کوئی امپورٹنٹ لیکچر نوٹ کیا ہوتا تو۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اسکی اچانک ہی نظر اسکے نیلے کور والی بک پر پڑی تھی اور وہ بک اٹھاتا بے ساختہ بولا تھا جس پر تیمور خانم حیرت زدہ ہوئے تھے وہ اب کچھ بولنے لائیک ہی نہیں رہے تھے۔

ڈیڈ آپ اسے ڈرانا چھوڑ دیں، کیوں ناپسند کرتے ہیں آپ سب اسے صرف کم خیثیت ہونے کی وجہ سے نا تو اگر میں اپنی آدھی جائیداد اسکے نام کر دوں تو مجھے مجبور مت کریں کہ میں کوئی اور قدم اٹھاوں باقیوں سے مجھے کوئی گلہ نہیں لیکن میں چاہتا ہوں آپ رشتوں کہ ترسی اس لڑکی کو پیار دیں کیونکہ وہ آپکے بیٹے کی بیوی ہے اتنا سوچ لیجئے گا اور دوسری بات اگر کسی نے اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو آپ سب میرا وہ روپ دیکھیں گئے جو میں آپ سب کو نہیں دیکھنا چاہتا سو

پلیز زہیر کو ٹارچر کرنا بند کر دیں آپ سب کیونکہ وہ وہی رہے گئی جہاں سردار غاذان تیمور رہے گا ڈیٹس اٹ۔

سنجیدگی سے کہتا بک ہاتھ میں لیے وہ وہاں رکا نہیں تھا۔

وہ صاف صاف بات کرنے کا قائل تھا سو آج کر گیا تھا۔

اور پیچھے تیمور صاحب پتھر بنے بیٹھے رہ گئے تھے انکا بیٹا انکی سوچ سے اگے نکل چک تھا آخر کس راہ پر چل نکلا تھا وہ۔۔

oooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

oooo

سردار غاذان آپ ابھی نکاح کر لیں شادی بعد میں دھوم دھام سے ہو گئی۔

گول بیٹھک نما کمرے میں دس پندراں افراد بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک نے خانوش بیٹھے سردار غاذان کے آگے ریاض خانم کا مطالبہ رکھا تھا۔۔

تیمور خانم نے بیٹے کو دیکھا تھا جس کی نگاہیں ریاض خانم پر تھیں۔

اور اگر میری طرف سے انکار ہو تو۔

وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

تو سردار غاذان صاحب ایک کمرہ اپنی پھوپھی بیگم کے لیے بھی ہمیشہ کے لیے صاف کروا لیجیئے گا۔

ریاض خانم ضبط سے بولے تھے۔

تیمور خانم اور سہیر خانم پریشان ہوئے تھے ریاض کی سفاک بات پر۔۔

Zubi Novels Zone

کمرہ کیا یہ محل انکا بھی ہے اگر آپ طلاق کی بات کرنا چاہتے ہیں تو ایک بات میری بھی سن لیں زرا آپ غور سے،

اگر میری پھوپھی کو طلاق دینا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اپنا محل خالی کر دیجئے گا جو یقیناً آپکے والد صاحب میری پھوپھو کے نام کر گئے تھے دوسری بات جائیداد میں انکا الگ حصہ بنتا ہے وہ بھی انکے نام ٹرانسفر ہو جانا چاہیئے تیسری بات جیل جانے کے لیے بھی تیار ہو جائے گ کیونکہ آپ ناحق میری پھوپھو کو طلاق دیں گئے تو جیل تو دو سال کے لیے آپکو جانا ہی پڑے گا چوتھی بات پھر ہمارا اور آپکا تعلق ہمیشہ کے لیے ختم آپ ہمیں بھول جایئے گا ہم آپ لوگوں کو منظور ہے نا آپکو۔۔

تھوڑا آگے جھکتے ہوئے جو جواسنے کہا تھا وہاں بیٹھے سب افراد کے چہروں کو فق کر گیا تھا ریلکس صرف اسی کا چہرہ تھا۔

سہیر خانم تیمور خانم ساکت چہرے سے سردار کو دیکھ رہے تھے۔

جبکہ ریاض خانم کی حالت تو ایسی تھی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

ہال میں موت سی خاموشی تھی۔

سوچ کر بتادیجیئے گا ہمیں کوئی جلدی نہیں چلتا ہوں ایک میٹنگ میں ارجنٹ پہنچنا ہے باقی باتیں ڈیڈ سے کرلیجئے گا وہ مجھ تک آپ سب کی بات پہنچادیں گئے ابھی کے لیے معذرت۔۔

اٹھ کر ایک ایک کے چہرے کو دیکھ کر کہتا وہ رکا نہیں تھا۔

ہال سے باہر آتے ہی اسکے لبوں پر زیرے لب مسکان در آئی تھی۔

مہدیہ بچے ادھر آؤ۔

مہدیہ کو سیڑیوں پر بیٹھا دیکھ وہ اسے پکار گیا تھا۔

جی سردار !

وہ بھاگتی ہوئی آئی تھی،

پڑھائی کیسی جا رہی ہے تمہاری۔

وہ پچھلے گارڈن کی طرف بڑھتا اس سے پوچھ رہا تھا۔

اچھی جا رہی ہے۔

وہ خوش ہوتی ہوِئی بولی تھی۔

بیٹھو تم سے خاص بات کرنے ہی ہے مجھے۔

اسے بیٹھنے کا اشارا کرتا وہ خود بھی بیٹھا تھا۔

جی۔

وہ حیران ہوئی کہ کیا بات کرنی ہو گئی انہیں چلو پڑھائی کا تو وہ پوچھتے رہتے تھے آتے جاتے لیکن آج کچھ خاص بات کرنی تھی شاید۔

ہیر اور تمہاری اتیج برابر ہی ہے مہدیہ میں جانتا ہوں تم باقی لڑکیوں کی طرح نہیں ہو۔

مہدیہ ہمہ تن گوش ہوئی تھی۔

وہ اس گھر میں نئی ہے کوئی اس سے بات چیت نہیں کرتا اور وہ تھوڑا سہمی سی رہتی ہے میں چاہتا ہوں تم اسکی دوست بنو اور اچھی والی دوست بنو اسکے ساتھ رہا کرو تا کہ اسے تنہائی اتنی فیل نا ہو۔

وہ کہتے ہوئے مہدیہ کو ہی دیکھ رہا تھا جبکہ مہدیہ حیران سی ان کی بات سن رہی تھی۔

تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں نا مہدیہ۔۔

اسکے سنجیدگی سے پوچھنے پر وہ جھٹ سے سر نفی میں ہلا گئی تھی۔

نہیں سردار وہ مجھے تو بہت پسند ہے لیکن ابو اور امی سے ڈر لگتا ہے۔

وہ اصل مسلہ انہیں بتا ہی گئی تھی۔

جس پر وہ مسکرا دیا تھا۔

انکی فکر مت کرو میں دیکھ لوں انہیں اگر انہوں نے تمہیں ڈانٹا تو۔

اسکے شرارت سے کہنے پر وہ بھی ہنسی تھی۔

مہر سے بات ہوتی ہے۔

وہ اب خادم کو پاس آتا دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔

جی کل ہوئی تھی۔

کرتی رہا کرو اس سے بات جا اب اپنی نئی فرینڈ کو امپریس کرو جا کر۔

وہ خادم کا پاس رکتا محسوس کر کے بولا تھا۔۔

وہ سر ہلاتی پل سے وہاں سے بھاگی تھی۔

کہو کیا بات ہے۔

وہ اب خادم سے مخاطب تھا۔

جبکہ خادم نے اسے کچھ بتایا تھا۔

جس پر اسنے سنجیدگی سے سر ہلادیا لیکن چہرے کے اعضلات تن سے گئے تھے۔۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

OOOO

آپی آپ ان سے بات کریں وہ مان جائیں گئے۔

خیام نے اسکے ساتھ چلتے ہوئے نرمی سے اسے سمجھایا۔

خیام وہ نہیں مانے گئے میں نے کہا تھا تو آگے سے کہتے ہیں تو! میں اتنا شرمندہ ہوئی نا پوچھو مت۔

وہ خیام کے ساتھ اسکے گھر میں آئی تھی اب لاونج میں ٹہلتی ہوئی وہ پریشانی سے بولی تھی۔

کیا آپکا جانے کا بہت دل ہے۔

وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

ہیر مسکرائی۔

ہاں نا میں نے ان جگہوں کے بارے میں بہت سنا ہے بہت پیاری ہیں بس دیکھنا چاہتی ہوں قدرت کے حسین مناظر کو۔

وہ واپس صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی تھی۔

جبکہ مہرینہ آج چائے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی اب اسکے ہوتے اسکے بھائی سے تھوڑی نا چائے بنواتی اتنی عقل اس میں تھی۔

میں بات کروں ان سے۔

.وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا جس پر ہیر نے اسے گھورا تھا

ہر گز نہیں۔

وہ ایک دم سے بولی تھی۔

تب ہی مہرینہ چائے لے آئی تھی چائے وہ بنا لیتی تھی وہاں بھی اپنی باری پر بنایا کرتی تھی۔

آپ نے کیوں بنائی میں بنا لاتی نا۔

ہیر شرمندہ سی ہوئی تھی۔

مہرینہ مسکرائی۔

ہیر چائے ہی تو بنائی ہے ویسے سردار غاذان کہتے ہیں مہر چائے اچھی بنا لیتی ہے تم بتاو وہ سچ کہتے ہیں یا میرا دل رکھتے ہیں۔

اسے کپ تھماتی ہوئی وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

سردار کا نام ہی ہیر کے لیے باعث سکون بن جایا کرتا تھا ابھی بھی وہ مسکرائی تھی انکے زکر پر۔

چائے کا سپ لیتے ہی اسے لگا تھا سردار اس لڑکی سے بہت محبت کرتے ہیں کیونکہ چائے صرف گزارے لائیک تھی۔۔

کیا سچ کہتے ہیں سردار۔

مہرینہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی جس پر اسنے سرعت سے سر ہاں میں ہلایا تھا۔

آج سنڈے تھا تو وہ صبح سویرے ہی خادم کے ساتھ اپنے بھائی کے گھر آگئی تھی۔

اب وہ گھر کو پریشانی سے دیکھ رہی تھی کہ گھر چھوٹا تھا لیکن گند بہت پھیلا ہوا تھا صوفوں میزوں پر دھول سی جمی ہوئی تھی سفید فرش بھی

میلا سا تھا اسے مہرینہ پر شکوہ نہیں تھا ظاہر ہے وہ کہاں یہ سب کرنا جانتی تھی لیکن وہ تو جانتی تھی نا۔

اس لیے وہ چائے ختم کر کے جت گئی تھی گھر کی صفائی پر مہر اور خیام نے اسے بہت منع کیا لیکن اس نے یہ کہہ کر انہیں خاموش کرا دیا کہ یہ گھر اس کا بھی تو ہے۔

دوپٹہ صوفے پر پھینکے وہ جھاڑو پکڑ کر دونوں کمروں لاونج کچن باتھروم سب کی صفائی کر رہی تھی جبکہ مہرینہ حیران سی اسے مہارت سے کام کرتا دیکھ رہی تھی۔

چھت سے جالے اتارتی پردوں کو واشنگ مشین میں ڈالتی وہ لڑکی ایک منٹ کے لیے بھی نہیں بیٹھی تھی۔

خیام اسکے لیے باہر سے اسپیشل سا لنچ لینے چلا گیا تھا جبکہ مہرینہ بھی اسکی ہیلپ کر رہی تھی ہیر نے منع کیا لیکن وہ بھی بنا سنے اسکے ساتھ

اب واشنگ مشین سے کپڑے نکال رہی تھی اور ہیر کپڑوں کو کھنگال کر باہر باندھی رسی پر ڈال رہی تھی۔۔

اسکی فیروزی فراک گیلی اور میلی ہو چکی تھی وائٹ تنگ ٹروزر اسکا تو اسنے حشر نشر ہی کر دیا تھا۔

اب وہ سارے ہال کو دھو رہی تھی اور مہرینہ پیچھے پیچھے وائپر لگا رہی تھی،

ZNZ
Zubi Novels Zone

ہیر کے ہاتھ سے جھاڑو ایک دم چھوٹ کر نیچے گرا تھا۔

وہ پوری آنکھیں کھولے ان میں بے پناہ حیرت سموئے اپنے سامنے کھڑے وجود کو دیکھ رہی تھی جو خود بھی حیرت سے میلی سی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

بالوں پر جالے لگے تھے تو ساری فراک بھیگوئے وہ صبح والی ہیر تو نہیں لگ رہی تھی۔۔

ہیر !

سردار غاذان حیرت زدہ سا اسے پکار گیا تھا۔

جی !

وہ حیران پریشان تھی۔

یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے۔

وہ سخت غصہ ہوا تھا اس پر۔

جاو چادر لو جا کر۔

اسکے سراپے سے نظر ہٹاتا وہ غصے سے بولا تھا۔

ہیر بھاگ کر لاونج کے صوفے سے چادر اٹھا کر اپنے ارد گرد اچھے سے لے چکی تھی۔

مہرینہ مسکراتی ہوئی انکے ہاتھ تھامے کھڑی تھی۔

آئیں نا اندر۔

انکا بازو پکڑے وہ اسے لاونج میں لے آئی تھی جبکہ ہیر واش روم میں بھاگ گئی تھی۔

افففف کتنی گندی لگ رہی ہوں وہ کیا سوچیں گئے میرے بارے میں۔
منہ ہاتھ اچھے سے دھوتی وہ سخت پریشانی سے بڑبڑائی تھی۔۔۔
کچھ دیر بعد وہ چاۓ لے آئی تھی انکے لیے تب تک خیام بھی آچکا تھا اور اب حیران تھا سردار کو دیکھ کر جو انکے چھوٹے سے لاونج میں بے تکلف سے بیٹھے ہوۓ تھے۔
چاۓ پی کر وہ چلے گئے تھے کہ وہ مہرینہ کی کنڈیشن چیک کرنے آیا تھا،، جبکہ ہیر تب سے ویسے ہی شرمندہ سی بیٹھی ہوئی تھی۔

~~~~~~~~•••••••~~~~~~~••••••••~~~~~~~
~~~~~~~~

وہ سخت ٹینشن میں تھی،

آج اس سے چھوٹے چھوٹے ڈمبل اٹھانے کی مشک کروائی جارہی تھی

جو کہ ہیر جیسی نازک لڑکی کے لیے اٹھانا بہت مشکل تھا۔

لیکن ٹینشن ڈمبل کی نہیں ٹینشن تھی ٹرپ کی کہ آج صبح شہنام نے بنا

ہیر سے پوچھے اسکا ٹرپ پر جانے والے سٹوڈینٹ میں نام لکھوا دیا تھا،

اففف اب ان سے کیا کہوں گئی میں،

ڈمبل تو اٹھائے نہیں جارہے تھے لیکن کوشش وہ جاری رکھے ہوئے

تھی ,

ہیر دھیان کہاں ہے تمہارا پیر پر لگ جائے گا ٹھیک سے پکڑنے کی

کوشش کرو۔

علینہ نے اسکی بے دھیانی پر اسے ٹوکا تھا۔

وہ ہونٹ بھینچے سر ہلا گئی تھی۔۔

رات کے دس بج رہے تھے لیکن اسے نیند نہیں آ رہی تھی کہ کل ٹرپ جانی تھی اور اس نے ابھی تک ان سے پرمشن نہیں لی تھی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی اجازت کیا خاک لیتی۔

اب تو سب سو گئے ہوں گے ٹرائے کرتی ہوں شاید میں بول دوں اور وہ مان جائیں۔

کہتے ہی جھپاک سے وہ کمرے سے نکلی تھی۔

محل میں سب جلدی سو جاتے تھے گہری خاموشی تھی کوریڈور میں۔

خود کو کمپوز کرتی وہ انکے دروازے کے سامنے تھی لائٹ تو بجھی ہوئی تھی ,

شاید وہ سو چکے تھے۔

! ہیر

وہ پلٹ رہی تھی جب دروازہ کھلا تھا اور غاذان نے جاتی ہیر کو حیرت سے آواز لگائی تھی۔

ہیر کے قدم ساکت ہوئے تھے دل کی دھڑکن سناٹے میں شور سی مچانے لگی تھی،

! جی

وہ آخر انکی طرف پلٹ ہی گئی تھی۔

کیا ہوا تم ٹھیک ہو،

وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔

انہیں کیسے پتا میں دروازے پر کھڑی تھی۔

کیمرہ لگا ہوا ہے اوپر دیکھو۔

وہ ہلکی مسکان سے دروازے کے اوپر اشارا کر کے کہتا کوریڈور کی بالکنی کی طرف بڑھا تھا۔

وہ بھی پیچھے پیچھے تھی۔

کالا گھور آسمان تھا آج کوئی کوئی تارا نظر آرہا تھا، گہری رات تھی چاند بھی نہیں تھا لیکن مدھم روشنی تھی ڈم لائٹ کی۔

وہ انکے پیچھے ہی کھڑی تھی کہ ساتھ کھڑا ہونے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔

ہیر تم کوئی بات کرنا چاہتی تھی۔

افف جب وہ ہیر کہتے تھے نا ہیر کو اپنا نام بہت ہی کوئی خوبصورت لگتا تھا اپنے نام پر رشک سا آتا تھا۔

ہیر کہاں گھم ہو۔

وہ اچانک ہی اسکی طرف پلٹا تھا۔

وہ وہ صبح ٹرپ جا رہی ہے ساری یونی جا رہی ہے شہنام بھائی نے میرا نام بھی لکھوا دیا تھا مجھے سے پوچھے بنا تو کیا میں چلی جاوں سب کے ساتھ۔

انگلیاں مڑوڑتی وہ سخت نروس تھی لیکن کہہ گئی تھی۔۔

نہیں !

گہری سانس لیتا وہ قطعیت سے بولا تھا۔

بس اسکے کے کہنے کی دیر تھی اور ہیر کی آنکھوں پانی بہنا شروع ہو گیا تھا

۔

ہیر تم رو رہی ہو۔۔

Zubi Novels Zone

وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں تو !

سرعت سے آنسو صاف کرتی وہ شوں شوں کرتی ہوئی بولی تھی۔

غاذان نے بغور سے اسکے چہرے کو دیکھا۔

ہیر یہاں میں ہوں خادم ہے خیام ہے وہاں کون ہو گا تمہارے ساتھ

صرف شہنام تم نہیں جانتی دنیا کو پھر کبھی چلی جانا بلکہ ایک دو ماہ میں

میں لے چلوں گا۔

بہت نرم لہجہ تھا جو ہیر کے ارد گرد چکرانے لگا تھا۔

وہ جواباً خاموش رہی۔

وہ سر نفی میں ہلاتا دور درختوں کے جھرمٹ کو دیکھنے لگا تھا۔

ٹھیک ہے چلی جانا لیکن بہت اختیاط۔۔

ابھی الفاظ اسکے ہونٹوں میں ہی تھے جب وہ دنگ ہوا تھا۔

وہ نم آنکھوں سے مسکراتی سرعت سے اسکے ہاتھ تھام کر آنکھوں سے لگا گئی تھی یہی تک نہیں بلکہ عقیدت سے اسکے ہاتھ کی پشت پر ہونٹ رکھتی وہ بھی ایک دم سے ساکت ہوئی تھی۔

یہ حرکت ہیر بے ساختگی میں کر گئی تھی۔۔

غازان تیمور ساکت نگاہوں سے ہیر کے سرخ چہرے کو دیکھتا ایک قدم پیچھے ہوا تھا ہاتھ ابھی بھی ہیر کے ہاتھوں میں قید تھے چھڑائے نہیں نجانے کیوں۔۔

ooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

ooooo

ہیر کے ہاتھ کانپے تھے۔

یہ وہ کیا کر گئی تھی بے حودی میں،

ہاتھ نہیں چھوڑے گئے اور ناہی سر اٹھایا گیا تھا وہ پتھر ہو گئی تھی۔۔

مدھم اندھیرے میں بھی وہ ہیر کا سرخ چہرہ اور نم ہوتے ہاتھ محسوس کر گیا تھا۔

ہیر !

وہ بھاری آواز میں اس سے بولا تھا۔

ہاتھ چھوڑتی وہ دو تین قدم پیچھے ہوئی تھی،

ریلکس کچھ نہیں ہوا۔

وہ بے ساختہ بولا تھا۔

ہیر سے سر اٹھایا ہی نہیں گیا تھا۔

Zubi Novels Zone

سردار نے چمکتی آنکھوں سے گندمی چہرے والی لڑکی کو غور سے دیکھا تھا

،

جھکا سر سیدھی نکلی مانگ پر آدھی ٹھہری براون چادر کان خالی تھے جو

، اسے پتا نہیں کیوں اچھے نہیں لگے تھے

ہیر بے دردی سے ہونٹ کاٹتی خود پر شرمندہ تھی۔

ہیر سو جاو اب جا کر صبح جلدی بھی تو اٹھنا ہے نا۔

وہ اسکے پاس آتا اسکی مشکل آسان کر گیا تھا۔

وہ سر ہلاتی الٹے قدموں سے دو تین قدم پیچھے ہوئی تھی پھر ایک دم

سے پلٹتی وہ وہاں سے بھاگ گئی تھی۔

اگر وہ ایک بار سر اٹھا کر دیکھتی تو مبہوت رہ جاتی کہ سردار غاذان کے کٹاو دار دلکش ہونٹوں پر دھیمی سی مسکان ٹھہری ہوئی تھی ہیر کی بے حودی پر اسکے شرمانے پر اسکی بدحواسی پر۔۔

وہ اب ہاتھ کی پشت دیکھ رہا تھا جہاں کچھ دیر پہلے نرم ہونٹوں کا لمس کچھ سینکڈ کے لیے ٹھہرا تھا۔

وہ اب خالی راہدری کو دیکھ رہا تھا جہاں سے وہ گئی تھی۔

پھر وہ سر جھٹکتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

اور پلر کے پیچھے کھڑے تیمور خانم دنگ ہوئے تھے بیٹے کے تاثرات پر

۔

تو کیا وہ اسے اپنی بیوی تسلیم کر چکا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اپنے کمرے کی طرف بڑھتے وہ جیسے اسکے نادیدہ وجود سے مخاطب تھے۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

○○○

ساری رات وہ سو نہیں سکی تھی۔
لیٹی بھی نہیں تھی بس بیٹھی رہی۔

افففف پتا نہیں کیا ہو گیا تھا مجھے وہ کیا سوچیں گے میرے بارے میں،
وہ شرمندگی سے سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی تھی۔
اب میں انکے سامنے کیسے جاوں گئی وہ کہیں گئے کتنی واہیات لڑکی ہے،
بیڈ سے کھڑی ہوتی ہوئی وی جیسے بہت بے چین تھی۔
آنکھوں سوجی ہوئیں تھیں شاید روتی رہی تھی وہ۔

صبح والے ہی کپڑے پہنے بالوں کو ہاف کیچر میں جھکڑے وہ بہت پریشان تھی۔۔۔

اللہ پلیز زا نکے دل میں میرے لیے کوئی بد گمانی نا آِے ورنہ میں مر جاوں گئی میں انکی آنکھوں میں اپنے لیے فخر دیکھنا چاہتی ہوں۔

محبت نہیں دیکھنا چاہتی میں کیونکہ میں جانتی ہوں میں انکے لائیک نہیں ہوں لیکن اللہ مجھے ان سے جدا مت کریئے گا بس باقی زندگی انکے قدموں میں ہی گزرے یہی میری تجھ سے التجا ہے میری یہ دعا قبول کر لینا اللہ۔

وہ بھرائے لہجے میں بولتی ایسے ہی نیچے بیٹھتی بیڈ کی پائنتی سے ٹیک لگا گئی تھی۔

پتا نہیں کب اسکی آنکھ لگی تھی وہ نہیں جانتی تھی۔۔

****

****

صبح سات بجے کا وقت تھا وہ ناشتہ کرتے بار بار اپنی واچ بھی دیکھ رہا تھا۔

ہیر کی ٹرپ ٹائمنگ کیا ہے۔

وہ خادم سے پوچھ رہا تھا۔

جس پر ناشتے کرتے افراد ناشتہ ترک کیے اسے حیرت سے دیکھنے لگے تھے وہ کب بھلا معمولی سی چیزوں کے بارے میں حساب رکھنے لگا تھا۔

سردار نو بجے۔

پاس کھڑے خادم نے ادب سے سرعت سے جواب دیا تھا۔

نوشین بیگم تو جل کر خاک ہوئیں تھیں۔

کاش انکی ہی کسی بیٹی سے وہ شادی کر لیتے تو کتنا اچھا ہوتا۔

وہ جلن سے سوچ رہیں تھیں دھیان اپنی بیٹی سفینہ پر تھا جو مہدیہ کے ساتھ بیٹھی پتا نہیں کیا بات کر رہی تھی انہیں اپنی بیٹی پر خوب غصہ چڑھا تھا وہ معمولی سی لڑکی سردار غاذان کو پھانس گئی تھی اور انکی بیٹی کو فیشن سے ہی فرصت نہیں تھی۔۔

میرا سامان گاڑی میں رکھواو میں آتا ہوں تھوڑی دیر میں۔

وہ کہتے ہوئے سیڑیوں کی طرف بڑھا تھا۔

نوراں ہیر کو ناشتہ دیا۔

وہ راستے میں کھڑی نوراں سے سنجیدگی سے مخاطب تھا۔

جی میں گئی تھی دوبار لیکن انہوں نے دروازہ ہی نہیں کھولا شاید وہ سو رہی ہیں۔

ملازمہ سر جھکائے ادب سے بتانے لگی تھی۔

جبکہ وہ لب بھینچتا اسکے کمرے کی طرف تیزی سے بڑھا تھا۔

باقی پیچھے سب دنگ بیٹھے رہ گئے تھے لیکن کچھ کہنے کی جرات کسی میں نہیں تھی سہیر خانم میں بھی نہیں جو صرف صبر کے گھونٹ ہی بھرتے رہ گئے تھے۔۔

🍁🍁🍁🍁🍁

ZNZ
Zubi Novels Zone

ہیر !

اسنے دو تین بار دستک دی تھی۔

لیکن دروازہ نہیں کھلا تھا۔

وہ گہری سانس لیتا دروازے کے ہینڈل پر دباؤ ڈال کر دروازہ کھولتا کمرے کی دہلیز پر آیا تھا۔

وہ پہلی ہی نظر میں دیکھ گئی تھی۔

میٹ پر بے فکر سی سوئی ہوئی اپنے حلیے سے لاپرواہ دونوں ہاتھ گال کے نیچے رکھے وہ گہری نیند میں تھی۔۔

غاذان پریشان ہوتا

سرعت سے اسکی طرف بڑھا تھا،

ہیر۔

اسکے پاس اکڑوں سٹائل میں بیٹھتا وہ فکرمندی سے اسے پکارنے لگا تھا۔

ہیر !

اب کی دفع اسنے اسکے کندھے کو نرمی سے ہلایا تھا۔۔

ہیر نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔

سردار غاذان کو اپنے اتنے قریب بیٹھا دیکھ کر وہ حیران ہوئی پھر پریشان ہوتی ایک دم سے سیدھی ہوئی تھی۔

آپ؟

وہ کہتے ہی جلدی سے بیڈ پر پڑی چادر اٹھا کر خود پر لے چکی تھی۔

جبکہ وہ کھڑا ہوتا بغور اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا جو ستا ہوا تھا۔

ہیر طبیعت ٹھیک ہے۔

وہ اسکے گال چھوتا ہوا بولا تھا وہ حرارت چیک کرنا چاہ رہا تھا لیکن ہیر کرنٹ کھا کے دو تین قدم پیچھے ہوئی تھی اسکے ٹھنڈے ہاتھ کا بھاری لمس ہیر جیسی نازک لڑکی کہاں برداشت کر سکتی تھی بھلا۔

سردار غاذان نے حیرت سے اسکے چہرے کو دیکھا تھا۔

ادھر بیٹھو اور بتاؤ کیا بات ہے۔

سنجیدگی سے اسے صوفے پر اشارا کرتا ہوا وہ بولا تھا۔

وہ سر جھکاتی ہوئی بیٹھ گئی تھی۔

ہیر بات بتاو میرے پاس وقت نہیں ہے اور تمہیں آج ٹرپ پر بھی تو جانا ہے نا۔

وہ چیئر گھسیٹ کر اسکے پاس بیٹھتا تھوڑے غصے سے بولا۔

آپ ناراض تو نہیں ہے نا مجھے سے۔
وہ پہلی بار سر اٹھاتی فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔
پاگل ہو تم میں کیوں ناراض ہوں گا تم سے۔
وہ حیرت سے بولا تھا۔
میں اچھی لڑکی ہوں شرم و حیا بھی ہے مجھ میں کل میں۔۔
ہیر میں جانتا ہوں تم ایک اچھی لڑکی ہو شرم و حیا ہے بھی ہے تم میں تمہارے کردار کا سرٹیفیکیٹ مجھے تم سے بھی نہیں چاہیئے،

وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگی تھی آنکھوں میں کھوئی ہوئی چمک لوٹنے لگی تھی،

ریلکس زرا سا ہاتھ ہی تو چوما تھا کیا ہو گیا ہے ہیر بریو بنو بس اسی بات نے تمہیں ساری رات سونے نہیں دیا حد ہے ہیر کیا میں نے تمہیں ڈانٹا جو تم پریشان رہی ہو،

وہ سنجیدگی سے بولتا آخر میں تاسف سے سر جھٹک کر رہ گیا تھا۔۔

جبکہ وہ حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی کیا یہ سردار غاذان ہی تھے نا۔

وہ بہت حیران تھی ان پر کتنے دوستانہ انداز میں بیٹھے وہ اسے سمجھا رہے تھے۔۔

ہیر منہمک سی انہیں دیکھنے لگی تھی وہ جب سامنے ہوتے تھے تو وہ خود سے غافل ہونے لگتی تھی۔

چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا پلکیں اٹھنے گرنے لگیں تھیں۔

سردار غاذان نے غور سے اسے دیکھا تھا،

اب اٹھو جلدی جلدی پیکنگ کرو فریش ہو کر نیچے آو میں ویٹ کر رہا ہوں۔

وہ کہتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

پیچھے وہ اب بھی حیران سی بیٹھی رہ گئی تھی۔

بچہ نہیں تھا اسکے محسوسات وہ جانچ گیا تھا، لیکن وہ اس لڑکی کو ٹوک نہیں پاتا تھا نجانے کیوں وہ اسے بہت عزیز ہو چکی تھی ایسے جیسے وہ شروع سے ہی اسکی زمے داری میں رہی ہو۔۔

○○○○○○

وہ تیار ہو کر پیکنگ کر رہی تھی جب نوک کرتی ہوئی مہدیہ اندر آئی تھی

۔

ہیر حیرانگی سے پہلی بار سردار کے سوا اپنے کمرے میں کسی اور کو دیکھ رہی تھی۔

اسکے ہاتھ میں ٹرے تھا، جس میں جوس کا گلاس اور دو بٹر لگے توس تھے

۔

گڈ مارننگ یہ رہا آپکا ناشتہ اب جلدی سے کرلیں سردار آپکا باہر گاڑی میں انتظار کر رہے ہیں، ویسے وہ کسی کا انتظار نہیں کرتے،

وہ خوش اخلاقی سے اندر آتی ہوئی بولی تھی۔

ہیر نے مسکرا کر خوبصورت سی لڑکی کو دیکھا تھا جسکے نقوش اپنی بہن سے بہت ملتے جلتے تھے جبکہ رنگ بہت سفید تھا مہدیہ کا،

پہلے ناشتہ کر لیں پھر میں آپکا خوبصورت سا سٹائل بناتی ہوں مجھے بڑا شوق ہے ہیئر سٹائل بنانے کا۔

مہدیہ جوس اسے پکڑاتی ہوئی بولی تھی۔

میں مہدیہ ہوں مہرینہ کی بہن میں تھرڈ ایئر کی سٹوڈینٹ ہوان شاءاللہ جلد اپکی یونی میں ایڈ مشن لوں گئی۔

وہ بہت باتونی تھی بولتی ہوئی اسکے بال بھی بنانے لگ گئی تھی۔

ہیر دل سے مسکرا رہی تھی شکر تھا کوئی تو اس محل میں اس سے بات کر رہا تھا یہ لڑکی تو اسے دل سے بہت پیاری لگی تھی۔

اسکے بالوں کو آگے سے مانگ نکال کر وہ پھولے ہوئے رول بنا رہی تھی

۔

کیا آج سے ہم۔دوست بن سکتیں ہیں۔

وہ ہاتھ بڑھاتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

ہیر کی انکھیں جھلملائی تھیں۔

سر جلدی سے ہاں میں ہلاتی وہ اسکے گلے سے لگی تھی۔

مہدیہ بھی مسکرائی تھی۔

چلو اچھی لڑکی ورنہ سردار بھائی ہمارقیمہ بنادیں گئے انہیں غصہ بہت کم آتا ہے زیادہ غصے میں نہیں آتے لیکن اگر آجائیں ناتو اگلے بندے کے ڈھیلے پیچ سیکنڈ میں کس دیتے ہیں۔

وہ سیڑیاں اترتی ہوئی ساتھ ساتھ خاموش چلتی لڑکی کو بتارہی تھی۔

اللہ حافظ بہت سارا انجوائے کرنا اور میرے لیے گفٹ بھی لانا۔

مہدیہ اسکے ہاتھ تھامتی ہوئی بولی تھی۔

اللہ حافظ میں اپنی نئی دوست کو مس کروں گئی اور گفٹ بھی لازمی لاوں گئی۔

وہ مسکراتی ہوئی بولتی ہال کا بڑا سا دروازہ پار کر گئی تھی۔

جبکہ مہدیہ وہی کھڑی اسے جاتا دیکھتی رہی تھی۔

وہ تیمور صاحب کے ساتھ کھڑا کچھ اہم بات چیت کر رہا تھا جب وہ اسے اس طرف آتی دیکھائی دی تھی۔۔

Zubi Novels Zone

یلو فراک جسکے کناروں پر شیشے لگے ہوئے تھے بازوں نیٹ کے تھے جن کے اگے چوڑی وائٹ نیٹ کی لیس لگی ہوئی تھی۔ وائٹ کڑھائی والا پجامہ یلو ہی دوپٹہ جس پر کہی کہی چھوٹے چھوٹے شیشے لگے ہوئے تھے بہترین سوٹ پہنا ہوا تھا اسنے جو اسکے دراز سراپے پر بہت بچ رہا تھا چہرہ

میک اپ سے پاک تھا سوائے کاجل کے جو موٹی آنکھوں میں ہلکا سا لگا نظر آ رہا تھا سچ میں اس پر یہ ہیئر سٹائل بہت زیادہ سوٹ کر رہا تھا۔

وہ تھوڑا دور ہی رک گئی تھی کہ تیمور صاحب کا سامنا اسکے لیے بہت مشکل ہوتا تھا۔

جبکہ غازان تیمور نے گہری نظروں سے اسکے سراپے کا جائزہ لیا تھا۔

تیمور صاحب الوداعی بات کرتے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے تھے۔

آ وہیر آئی ایم آلریڈی گیٹنگ لیٹ،،،،

وہ براون چشمہ لگاتا ہوا سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔

وہ سر ہلاتی جلدی سے اسکے ساتھ بیٹھی تھی۔

وہ خود نیوی بلیو شرٹ وائٹ تنگ پینٹ زیب تن کیے بے انتہا خوبرو لگ رہا تھا۔

کان میں بلیو توتھ فٹ کرتا وہ اب کسی سے کاروباری باتیں کر رہا تھا۔

ہم بعد میں بات ہوتی ہے۔

کہتے ہی اسنے ہیر کو دیکھا تھا جو ہاتھ مڑورتی نروس سی تھی۔

ہیر میری بات دھیان سے سنو تم سارا وقت شہنام کے ساتھ رہو گئ کچھ بھی کھانا پینا ہو شہنام سے کہنا ہے اکیلے کہی نہیں جانا چاہے کچھ بھی ہو جائے اور کچھ بھی غیر معمولی لگے تو مجھے فوراً کال کرنے ہے یا شہنام کو بتانا ہے

do you understand what i am saying u ..

وہ بھرپور سنجیدگی سے بولا تھا۔

جی میں سمجھ رہی ہوں۔

وہ سر اٹھا کر انہیں دیکھتی سر ہلا گئی تھی۔

اسکے سر ہلانے پر کانوں میں پہنے چھوٹے سے جھمکے بھرپور طریقے سے ہلے تھے۔

اسکا دھیان بھٹکا تھا, اسکی سیدھی شفاف نکلی مانگ ستواں ناک بھرے , بھرے عنابی ہونٹ

اففف سردار غاذان ہوش میں تو ہو تم۔

وہ خود کو سرزنش کرتا اس سے دھیان ہٹا گیا تھا۔

یہ لو کریڈٹ کارڈ دل کھول کر شاپنگ کرنا مجھے اچھا لگے گا۔

کریڈٹ کارڈ نکال کر اسکی بڑھاتا ہوا وہ بولا تھا۔

شہنام کو میسج اسنے کر دیا تھا وہ بھاگتا ہوا آرہا تھا۔

اسلام سردار غاذان صاحب۔

وہ زبردستی اسکے گلے لگنے کی کوشش کرتا ہوا بولا تھا۔

, شہنام بی سیریس

وہ ارد گرد لوگوں کو اکٹھا ہوتا دیکھ دھیمی آواز میں اسے ٹوک گیا تھا۔

جبکہ وہ حیرت سی انہیں دیکھ رہی تھی جو کافی سنجیدہ تھے۔

لیکن شہنام کو کیا پرواہ وہ زور کی جھپی اسے مار ہی چکا تھا۔

شہنام تھپڑ لگادوں گا اب کوئی فضول حرکت کی تو،

اسے پرے کرتا وہ خفا سا ہوا تھا،

شہنام نے منہ بسورا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اب دھیان سے بات سنو ٹائم نہیں ہے میرے پاس ہیر کا خیال رکھنا تمہارے زمے بھیج رہا ہوں یاد رکھنا میری بات۔

سنجیدگی سے کہتا وہ پھر ہیر کے سامنے آیا تھا۔

جو اسے ہی معصوم سا منہ بنائے دیکھ رہی تھی اسکے پاس آنے پر وہ سرعت سے سر جھکا گئی تھی۔۔

اللہ حافظ۔

سنجیدگی سے اسکے سر پر بھاری ہاتھ رکھ کر کہتا وہ جانے کے لیے پلٹ گیا تھا۔

ہیر نے ڈبڈبائی نظروں سے آنکھوں سے اوجھل ہوتی اسکی بلیک سوک دیکھی تھی دل ایک دم سے ویران ہوا تھا اسکا دل کیا انکار کر دے پر وہ اب ہاں کر چکی تھی نام لکھوا چکی تھی ایسے کیسے انکار کر دیتی۔

اللہ حافظ۔

دھیمے سروں میں وہ بڑبڑائی تھی۔

جبکہ شہنام نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

کیا یہاں سے سردار کی گاڑی گئی ہے وہ راستہ خافظ کر رہی ہو چلو دیر ہو رہی ہے ورنہ کھڑے ہو کر جانا پڑے گا۔

.اسکا کندھا ہلاتا وہ مصنوعی روعب سے بولا تھا

جبکہ وہ زبردستی کی مسکراہٹ سے اسکے ہم قدم ہوئی تھی۔۔

ویسے آج کوئی بہت لشکارے مار رہا ہے خیریت ہے نا کہیں مجھے امپریس کرنا تو نہیں چاہ رہی۔

وہ سنجیدگی سے ساتھ چلتی لڑکی سے بولا تھا۔

ابھی میرے اتنے برے دن بھی نہیں آئے۔

نک سکوڑ کر کہتی وہ بس کی سیڑیاں چڑ گئی تھی۔

ہیں۔۔

شہنام حیران ہوا تھا اسکے اٹیٹوڈ پر۔

؛؛؛؛؛؛؛؛؛:::::::::::::::::::::::::؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

؛؛؛؛؛؛

بس میں شائنہ کو بیٹھا دیکھ کر وہ پریشان ہوئی تھی۔
اگر اسے پتا ہوتا کہ شائنہ بھی چل رہی ہے تو پہلی فرصت میں انکار کر دیتی۔
شائنہ پہلی بار اسے دیکھ کر مسکراتی ہاتھ ہلا گئی تھی۔
وہ پریشان ہوئی تھی، کیا یہ شائنہ ہی تھی نا۔

جواباً وہ بھی ہاتھ ہلا گئی تھی آخر مروت بھی تو کسی چیز کا نام تھا نا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سارا راستہ ہنستے مسکراتے اور گانے گاتے گزرا تھا۔

جبکہ وہ دھیمی مسکان سے سب کو دیکھتی رہی تھی۔

ایک دو بار تو وہ سو بھی گئی تھی کھڑکی سے سر ٹکائے وہ سو گئی تھی شہنام کے ہلانے پر وہ اٹھ گئی تھی لیکن اسے گھورنا نہیں بھولی تھی۔

سب کچھ اچھا لگ رہا تھا دل پر سکون تھا اور کیا چاہیئے تھا اسے۔

گانے اسے نہیں آتے تھے کہ انکے گھر ٹی وی نہیں تھا نا ہی محل میں اسکے کمرے میں کوئی ایسا ویسا نظام تھا۔

موبائیل کا استعمال وہ صرف کال سننے کے لیے ہی کرتی تھی۔

چار گھنٹوں میں وہ کشمیر پوائنٹ پر پہنچ چکے تھے راستے میں انہوں نے ہیوی لنچ سا کیا تھا اور فریش وغیرہ بھی ہو گئے تھے۔

Zubi Novels Zone

شائنہ نے ہیر کو چپس کا بڑے سائز والا پیکٹ لے کر دیا تھا۔

اسنے بہت منع کیا لیکن وہ زبردستی اسکی گود میں رکھتی جا کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔

ہیر نے بے چارگی سے شہنام کو دیکھا۔

کھالو کنجوس سی ہے آج اگر دل کھولا ہے اسنے تو فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔

وہ پیکٹ کھولتا ہوا لاپرواہی سے بولا تھا۔

وہ فقط اسے دیکھ کر ہی رہ گئی تھی لیکن دل میں سو طرح کے خدشات پیدا ہونے لگے تھے۔

تب ہی اسکا فون بجا تھا۔

خیام کا تھا۔

وہ کال پک کرتی مسکرا دی تھی۔

جب تک وہ ہوٹل نہیں پہنچے وہ خیام سے باتیں کرتی رہی تھی اور مہرینہ سے بھی بات ہوئی تھی۔

آج کا اور کل کا دن تھا پرسوں انہوں نے رات کو واپس چلے جانا تھا۔

ایک کمرہ تین تین لڑکیاں شیئر کر رہی تھیں،
شائنہ ہیر اور ایک دوسری لڑکی تھی انکی روم میٹ شیزا،
ہیر تو شائنہ کو دیکھ کر پریشان تھی کہ کہی وہ سب کے سامنے اسکی بے عزتی نا کر دے اس سے اور امید بھی وہ کیا کر سکتی تھی۔

شائنی اور شیزا فریش ہو کر باہر نکل گئی تھیں اسے بھی کہا تھا شیزا نے لیکن اسنے منع کر دیا کہ وہ تھک گئی ہے اسنے زندگی میں پہلی بار اتنا سفر کیا تھا تھک تو وہ وقعے ہی گئی تھی۔

وہ نہا کر بالوں کو سلجھا کر کھڑکی میں کھڑی قدرت کے حسین مناظر سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔

انہیں کال کروں! انہوں نے کہا بھی تھا کہ پہنچ کر انہیں کال کر دوں۔

موبائل پکڑے وہ بولتی ان کا نمبر پریس کر گئی ہی تھی۔

ٹوں ٹوں۔

وہ قد آور مرر کے آگے کھڑا بال تولیے سے خشک کر رہا تھا جب موبائل بجا تھا۔

بال اچھے سے خشک کر کے وہ موبائل کی طرف بڑھا تھا۔

وہ اس وقت شرٹ لیس تھا سفید مضبوط، مضبوط کشادہ سینہ وہ ایک پرکشش مرد تھا،

موبائل اب بند ہو چکا تھا،

سارا دن بہت مصروف گزرا تھا اسکا تین میٹنگز جلسے پھر دعوت،

وہ بے پناہ تھک چکا تھا۔

سردار کافی۔

خادم کافی کا مگ اسکے پاس رکھ کر سر جھکا کر چلا گیا تھا۔

کافی کا مگ پکڑے وہ موبائل اٹھا گیا تھا۔

کال ہسٹری میں سب سے اوپر ہیر کا نمبر دیکھ کر وہ چونکا تھا۔

پھر کھڑکی میں آتا اسکا نمبر ڈائل کر چکا تھا۔

وہ جو مایوس ہو چکی تھی لیٹنے لگی تھی موبائل وائبریٹ کرنے پر وہ جلدی سے فون پکڑ چکی تھی۔

سردار کالنگ لکھا دیکھ کر وہ بے انتہا خوش ہوئی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھ کر وہ کال اٹینڈ کر چکی تھی۔

اسلام علیکم۔

دھیمے سروں کی سلامتی میلوں دور کھڑے انسان پر پہنچ چکی تھی۔

وعلیکم اسلام کیسی ہو ٹھیک سے پہنچ گئی نا راستے میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی نا۔

وہ مگ گرل میں رکھتا اس سے پوچھ رہا تھا۔

وہ دھک دھک کرتے دل کی پروانا کرتے مسکرائی تھی،

جی ٹھیک سے پہنچ گئی تھی اور مشکل بھی نہیں ہوئی ابھی ہم پہنچے ہیں تو سوچا آپ کو آگاہ کر دوں۔

میں جانتا تھا ہیر تم آدھا گھنٹہ پہلے پہنچ چکی تھی ابھی گھر پہنچا ہوں تو تم سے بات نہیں کر سکا اسکے لیے معذرت سویٹ گرل۔

اسکے دلکش گھمبیر لہجے پر ہیر کے ہاتھوں سے موبائل چھوٹتے چھوٹتے

بچا تھا۔

آنکھیں بند کر کے وہ وہی پہنچ چکی تھی جہاں وہ تھے،

ہیر تم سن رہی ہو۔

.وہ کافی کا سپ لیتا ہوا بولا تھا

جی۔

وہ بس یہی کہہ سکی۔

ہمم فون رکھتا ہوں تم تھوڑا آرام کرو پھر ہوٹل کے گارڈن میں گھومو

ساتھ شہنام کو بھی لے لینا اوکے۔

وہ بھاری آواز میں اس دیوانی لڑکی کو تاکید کر رہا تھا۔

جی۔

اسنے کہا تھا اور سردار غاذان نے فون رکھ دیا تھا۔

دروازے میں کھڑی شائنہ کا وجود جیسے جلتی آگ میں جلنے لگا تھا۔
صبر کے گھونٹ بھرتی وہ مسکراتی ہوئی اسکی طرف بڑھی تھی۔۔۔

ہیر!

وہ فون ٹھوڑی نیچے رکھے دھیمی سی مسکان ہونٹوں پر سجائے انہوں لمحوں کے سحر میں تھی جب انکی نرم آواز کانوں میں رس گھول رہی تھی کہ وہ چونک کر پیچھے مڑی جہاں شائنہ وائٹ سلک کے کھلے ٹروزر پر مہرون گھٹنوں تک آتی شرٹ پہنے لمبے بالوں کو ہاف باندھے اپنے خوبصورت دلکش چہرے پر مسکان سجائے اسی سے مخاطب تھی۔

ہیر بجائے خوش ہونے کے پریشان ہوئی تھی کہ یہ بھلا ایک دم سے کیسے اتنی بدل سکتی تھی۔۔

آؤ ہم سب نیچے واک پر جا رہے ہیں چلو گئی،

وہ اسکے قریب آتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

اس وقت۔

واچ پر آٹھ کا ہندسہ دیکھ کر وہ حیرت سے بولی۔

ارے یار ابھی تو مزہ آئے گا چلو شہنام بھی نیچے ہی ہے۔

وہ اپنا بیگ پکڑتی ہیر سے عجلت میں مخاطب تھی۔

ایک منٹ میں چادر لے لوں۔

چیئر پر پڑی چادر اٹھا کر وہ خود پر اچھے سے اوڑھتی ہوئی اسکے ہم قدم ہوئی تھی۔

ہوٹل بہت خوبصورت تھا۔وہ ہوٹل کی خوبصورتی دل میں سراہے بنا نہیں رہ سکی تھی۔

نیچے لابی میں واقعے سب سٹوڈینٹ واک کے لیے تیار تھے دو میل اور فی میل ٹیچر زانکے ساتھ جارہے تھے،

شہنام دو لڑکوں کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا جب ہیر کو دیکھ کر ہاتھ ہلا گیا تھا۔

وہ بنا جوابا ہاتھ ہلائے اسکے پاس آر کی تھی آخر سردار غاذان کا حکم جو تھا کہ شہنام صدیقی کے ساتھ ہی رہنا ہے۔

بے مروت عورت۔

وہ جل کر بولا تھا۔

شٹ اپ تم سے چھوٹی ہی ہوں۔

وہ ناک سکوڑ کر بولتی شہنام کو پریشان کر گئی۔

بات سنو سردار نے مجھے کہا تھا تم بہت معصوم ہو تمہارے منہ میں زبان نہیں ہے وغیرہ وغیرہ انکے سامنے تمہارے اندر کی خرانٹ عورت کہاں چلی جاتی ہے ہاں۔

وہ حیرت سے چلتے ہوئے اس لڑکی سے مخاطب تھا جو ہلکا سا مسکراتی ہوئی سامنے دیکھتی ہوئی چل رہی تھی۔

سردار غاذان جھوٹ نہیں بولتے میں واقعی معصوم سی ہوں تم خود چالاک ہو اسلیے تمہیں سب چالاک نظر آتے ہیں۔

ساتھ چلتی لڑکی تھوڑی شرارت سے بولتی شہنام کو غصہ چڑھا گئی تھی۔

نہیں رکھوں گا میں خیال تمہارا۔

وہ بھنا کر بولتا دو قدم آگے ہوا تھا۔

سردار پوچھ لیں گئے تم سے۔

وہ پھر سے شرارت پر آمادہ تھی۔

پوچھ لیں میں بھی کہہ دوں گا میرے کان بہرے کر دیئے ہیں انکی معصوم چڑیل نے۔

وہ جھلا کر بولتا اپنے دوستوں میں شامل ہو چکا تھا۔

انکی معصوم چڑیل۔۔۔۔

یہ فقرہ اسے بہت پسند آیا تھا۔

کاش میں ساری زندگی انکے ساتھ رہوں۔

وہ دل میں حسرت سے بڑبڑائی تھی۔

شیزا اور ایک دوسری لڑکی کے ساتھ چلتی شائنی انگاروں پر لوٹ رہی تھی۔

ہیر تم نے میری دنیا مجھ سے چھینی ہے سزا تو بہت بھیانک ملے گئ تمہیں یاد کرنے کے لیے تمہیں مہلت بھی نہیں ملے گئ۔

وہ جلتے دل سے سوچتی اسکی پشت کو نفرت آمیز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

وہ سب آدھا گھنٹہ گھوم پھر کر واپس آ چکے تھے،
آتے وقت سب کے ہاتھوں میں کون آئس کریم تھی۔
شہنام کے پاس چاکلیٹ فلور تھا جبکہ ہیر کے ہاتھ میں سٹرابری فلیور تھا اسے بہت پسند آیا تھا یہ فلیور اس لیے اسکے ہاتھ میں دو آئس کریم تھیں پیسے جلتے بھنتے شہنام نے ہی دیئے تھے۔
جا کر ایک ایک پیسہ سردار صاحب سے لوں گا کس بھوکی کو میرے ساتھ بھیج دیا ہے پورے دو سو خرچ کرا دیئے میرے۔
وہ جل کر بول رہا تھا جبکہ وہ بنا اسکی بات پر کان دھرے مسکراتی ہوئی باری باری دونوں آئس کرم کی بائٹ لے رہی تھی،،

شائنہ نے اچانک ہی پیچھے سے اسے دھکا مارا تھا اور وہ جو اپنے دھیان میں تھی دھکے کے لیے تیار نہیں تھی سنبھل نہیں سکی تھی لہرا کر گری تھی دونوں آدھی آدھی کھائی آئس کریم نیچے گھاس پر گر گئیں تھیں۔

او سو سوری مجھے پیچھے سے دھک لگ اور میں تم پر گر گئی تمہیں چوٹ تو نہیں لگی۔

اسے اٹھاتے ہوئے وہ پریشانی سے بولی تھی۔

نہیں چوٹ نہیں لگی ٹھیک ہوں میں۔

کھڑی ہو کر کپڑے جھاڑتی وہ بولی تھی۔

مجھے افسوس ہے تمہاری آئس کریمز گر گئیں۔

شائنہ کو افسوس ہوا تھا۔

کوئی بات نہیں میرے نصیب میں اتنی ہی کھانی لکھی تھی۔

وہ ہلکی سی مسکان سے بولتی

آگے بڑھ گئی تھی جبکہ شہنام تھوڑا اس سے آگے تھا ایک لڑکی کے ساتھ بڑا ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا،

شائنہ نے مسکراتی نظروں سے اسکی آئسکریم کو ملیامیٹ ہوتے دیکھا تھا۔

شہنام تمہاری نظر بہت بری ہے میری دونوں آئسکریم نیچے گر گئی ہیں۔

اسکے ہم قدم ہوتی وہ مایوسی سے بولی تھی۔

شہنام نے اپنی آئس کریم اسکی طرف بڑھ دی تھی بنا اس لڑکی سے نظر ہٹائے۔

جھوٹی نہیں کھاتی میں۔

وہ سنجیدگی سے کہتی آگے بڑھ گئی جبکہ وہ اس لڑکی کے سامنے شرمندہ ہو گیا تھا۔

Zubi Novels Zone

وہ غصے سے دانت پیس کر رہ گیا تھا۔

اسے لا کر میں نے غلطی ہی کی ہے لیکن اگر اسے نالاتا تو لارڈ صاحب نے مجھے کونسا آنے دینا تھا۔

وہ غصے سے کھول کر رہ گیا تھا۔

''''''''''''''

یہ ایک بہت خوبصورت جگہ تھی جسکے نام سے وہ انجان ادھر ادھر ٹہل رہا تھا وہ سفید سوٹ میں تھا حلانکہ سوٹ اسے زرا پسند نہیں تھے لیکن اس وقت وہ سفید سوٹ میں ہی تھا،

آسمان نیلا تھا لیکن کہی کہی سفید بادلوں کے ٹکڑے بھی اڑ رہے تھے،

بہت ہی پر سکون جگہ تھی،

وہ ٹہلتے ٹہلتے اچانک رکا تھا،

بہتے جھرنے کے پاس اسکی طرف پشت کیے ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی،

وہ بے ساختہ اس لڑکی کی طرف بڑھا تھا۔

اۓ کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہی ہو۔

وہ بھاری آواز میں پشت کیے بیٹھی لڑکی سے مخاطب تھا۔

پشت کیے بیٹھی لڑکی اچانک ہی اسکی طرف مڑی تھی۔

وہ لڑکی بھی سفید ریشمی سوٹ میں تھی سفید چادر سر پر لیے وہ اسے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

Zubi Novels Zone

جبکہ وہ ساکت رہ گیا تھا،

ہیر۔

وہ پریشان ہوا اٹھا تھا۔

اسکی آنکھوں سے لہو بہہ رہا تھا لیکن اسکے ہونٹ تو مسکراہٹ میں ڈھلے ہوۓ تھے۔

وہ اسکی طرف پریشانی سے بڑھا تھا لیکن خاموش بہتا جھرنا اچانک ہی اوپر اچھلا تھا اور اسکے وجود کو ساتھ بہہ لے گیا تھا۔

ہیر!

وہ دل خراش چیخ سے چیختا

اٹھ بیٹھا تھا،

شرٹ کے بغیر سینہ پسینے سے تر ہو ہو چکا تھا مدھم روشنی میں بیڈ پر بیٹھا

وہ گہرے گیرے سانس لے رہا تھا،

نہیں اب اسے کچھ نہیں ہو گا۔

خود کو کمپوز کرتا وہ فون کو جھپٹ کر شہنام کا نمبر ملا چکا تھا رات کے تین کا وقت تھا۔

چار پانچ بیل پر اسکا فون رسیو ہو چکا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہیر کیسی ہے وہ ٹھیک تو ہے نا تم اسکا خیال رکھ رہے ہو یا نہیں۔

وہ فون رسیو ہوتے ہی تیز تیز لہجے میں بولے گیا تھا۔

شہنام نے حیرت سے فون کو دیکھا۔

سردار صاحب رات کے تین کا وقت ہے اور وہ معصوم چڑیل کب کی سو چکی ہے آپ کو بڑا خیال رہتا ہے اس خرانٹ عورت کا کبھی میرے لیے تو فکر مندی کا اظہار نہیں کیا آپ نے۔۔۔۔۔۔

شٹ اپ ایڈیٹ مین

وہ تیکھے لہجے میں بول رہا تھا جب سردار کی غضب ناک آواز پر اسکی سٹی گھم ہوئی تھی۔

تمیز سے بات کرو اسکے بارے میں شرم آنی چاہیئے تمہیں اس معصوم لڑکی کے لیے ایسے الفاظ یوز کرتے ہوئے۔

وہ اس پر غصے سے برس تھا۔

شہنام حیران و پریشان ہوا تھا۔

جی معذرت چاہتا ہوں لیکن آپ کو اس وقت اس معصوم لڑکی کی حیرت کیوں مطلوب تھی۔

وہ اب کی دفعے ناک چڑھاتا نرم لیکن غصیلے لہجے میں مخاطب تھا۔

ہیر کا خیال رکھنا۔

کہتے ہی اسنے فون رکھ دیا تھا۔

گہری سانس لیتا وہ شیشے کا ڈور دھکیل کر کھلی سی بالکنی میں آچکا تھا۔

اس لڑکی کے حوالے سے مجھے ہمیشہ سچے خواب ہی آئے ہیں کیا کچھ ہونے والا ہے نہیں کچھ نہیں ہو گا بس ایسے ہی دھیان اسکی طرف تھا تو خواب میں چلی آئی شاید۔

خود کو ریلیکس کرتا وہ دونوں ہاتھ باونڈری پر جماتا سامنے گھرے اندھیرے میں ڈوبے گھنے جھنگل کو دیکھنے لگا تھا۔

پھر اچانک ہی نظریں اپنے ہاتھ کی پشت پر پڑیں تھیں جہاں اسکے نرم ہونٹوں کا لمس ابھی ابھی پھر سے محسوس ہوا تھا۔

''''''''''

آج کا سارا دن انہوں نے گھومنے پھرنے میں گزارا تھا وہ کافی خوش تھی ۔

یہاں کافی ٹھنڈ تھی تو اسنے سویٹر اور مہرون بھاری شال خود پر اچھے سے اوڑھے رکھی تھی پورا وجود اس بھاری چادر میں مقید سا تھا۔

شہنام اور اس میں کافی دوستی ہو چکی تھی شہنام ویسے تو بہت کنجوس تھا لیکن اسنے کسی بھی کھانے والی چیز کا بل اسے نہیں دینے دیا تھا، وہ جھنجھلا جاتی تھی لیکن وہ کون سا اسکی سنتا تھا۔۔۔

یہ ایک کافی رش والا بازار تھا سب سٹوڈینٹ ٹولیاں بنائے کچھ نا کچھ لے رہے تھے اپنے پیاروں کے لیے۔

وہ آئس کریم والا کپ پکڑے غور سے ہر چیز کو دیکھ رہی تھی خیام کے لیے بھاری گرے شال ایک سنہری خوبصورت پن، مہرینہ کے لیے اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا لے اور نا ہی مہدیہ کے لیے ان دونوں کی پسند کا اسے کچھ پتا نہیں تھا،

Zubi Novels Zone

وہ چلتی ہوئی ایک دم سے رکی تھی جہاں مردانہ ورائٹی کی شاپ میں شہنام اور بہت سے لڑے لڑکیاں گھوم۔ پھر رہی تھیں۔

وہ بھی شیشے کا گلاس ڈور دھکیل کر اندر چلی آئی تھی باہر کی نسبت اندر کا ماحول کافی گرم تھا جو جسم کو بہت بھلا لگا تھا۔
وہ ایسے ہی دیکھتی رہی جبکہ شہنام اسے مشکوک نظروں سے گھورتا رہا تھا۔
شائنہ بھی اسی شاپ میں چلی آئی تھی ساتھ تین چار لڑکیاں بھی تھیں۔

جیولری سٹال میں بلیک کلر کی ایک رنگ اسے بہت پسند آئی تھی بلیک بڑا سا سٹون رنگ پر لگا اسکی شان بڑھا رہا تھا باقی سلور کا باریک سا ڈیزائن کیا ہوا تھا۔۔

اسے وہ رنگ دیکھ کر نجانے کیوں سفید مضبوط ہاتھ یاد آئے تھے

شہادت کی انگلی پر ایک سنہری کلر کا چھلا اسنے ہمیشہ انکے ہاتھوں پر دیکھا

تھا۔

رنگ پکڑ کر وہ تصور میں انکے ہاتھ دیکھتی زیرے لب مسکرائی تھی۔

یہ کہی تم میرے لیے تو نہیں لے رہی۔

وہ خفگی سے رنگ کی طرف اشارا کرتا ہوا بولا تھا۔

جس پر وہ غصے سے اسے دیکھتی سر جھٹک کر رہ گئ تھی۔

اتنی خوش فہمی بھی صحت کے لیے اچھی نہیں ہوتی۔

وہ غصے سے بولی تھی۔

چالاک عورت!

وہ بڑ بڑایا تھا۔

***********"""""""""""""""""""""*******""""""""""

""""""""******

ایک ہاتھ سے ریلنگ تھامے دوسرے میں کافی کا سپ لیتا وہ مین

اینٹرس سے داخل ہوتی شخصیت کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔

جامنی رنگ کا سوٹ بلیک سینڈل دوپٹہ آدھے سر پر اٹکائے وہ ڈرتی

ڈرتی اندر آرہی تھی۔

ہال میں بیٹھی نوشین ایک دم سے اسے دیکھتی کھڑی ہوئی تھی پھر

بھاگ کر بیٹی کے گلے سے لگی تھیں۔

مہرینہ یہ تم ہو میری بچی کیا حال بنا رکھا ہے تم نے کتنی کمزور ہو چکی ہو۔

اسکا ماتھا سر چومتی وہ ممتا کے بھرپور لہجہ لیے بولیں تھیں۔

انکے ہاتھ تھامتی وہ مسکراتی دوبارہ ماں کے شفیق سینے سے لگی تھی۔۔

تمہاری جرات کیسے ہوئی اس گھر میں آنے کی۔

سہیر خانم سیڑیاں اترے درشت لہجے میں اس پر برسے تھے۔

داور بھی شرٹ کے بٹن بند کرتا اپنے کمرے سے نکلا تھا۔

شرمین مہدیہ سفینہ صفا سب ہال میں آچکیں تھیں۔

کیوں نا آوں یہ میرا بھی گھر ہے،اور روز آیا کروں گئی اتنے دن اس لیے نہیں آئی کہ میں ایڈجیسٹ ہونے میں وقت لینا چاہتی تھی ورنہ مجھے کون نکال سکتا تھا یہاں سے۔

وہ انکے قریب آتی لاپرواہی سے شانے اچکاتی ہوئی بولی تھی انداز میں کوئی ڈر ور نہیں تھا۔

داور اسکے قریب آیا تھا۔

باباکے آگے زبان چلاتی ہو شرم نہیں آتی۔

اسکے قریب آتا وہ پھنکارا تھا۔

زبان کہاں چلا رہی ہوں انکی بات کا جواب دیا ہے اور تم میرے معاملے سے سو فٹ کی دوری پر رہا کرو۔

وہ بھی اس بار خاصے غصے سے بولی تھی۔

اوپر کھڑا وجود آرام سے کافی کے گھونٹ بھرتا نیچے دیکھ رہا تھا چہرے کے اعضلات سنجیدگی میں ڈھلے ہوئے تھے۔

کیوں دل بھر گیا اس کنگلے شوہر سے آگئی اپنی اوقات میں چلی آئی اپنے اصلی ٹھکانے پر۔

داور استہزایہ لہجے میں بولتا طنز سے ہنستا تھا۔

مہرینہ نے ہونٹ بھینچ کر خاموش کھڑے ماں باپ کو دیکھا تھا۔

دل کیوں بھرے گا شوہر ہے وہ میرا شادی ہوئی تھی میری اس سے اور کنگلا وہ نہیں تم ہو جس کا دل نہایت غریب اور کدورت سے بھرا پڑا ہے

۔

وہ داور کو دیکھتی جو اباؑ سے اونچی آواز میں چیخی تھی جب غصے سے داور نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا مار دیتا اسکے چہرے پر اگر مضبوط ہاتھ نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں جھکڑ نا لیا ہوتا تو۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

داور نے پریشانی سے سردار کو دیکھا تھا۔

جبکہ مہرینہ نے دھندلائی نظروں سے انہیں دیکھا تھا۔

سفید سرخ چہرہ بے انتہا سنجیدہ تھا۔

اگلے پل داور زمین پر بے یقین سا پڑا

ہوا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی بہن پر ہاتھ اٹھانے کی اور تم نے سوچ کیسے لیا کہ تم سردار غاذان کے ہوتے ہوئے مہرینہ پر ہاتھ اٹھا سکو گئے میں تمہیں جان سے مار دوں گا کم ہمت انسان۔

اسکا گریبان سختی سے جھکڑے وہ سرد سے لہجے میں اس پر پھنکار رہا تھا، داور کی تو سٹی ہی گم ہو چکی تھی۔

نوشین نے ہول کر غاذان کو دیکھا جو پھر سے انکے بیٹے کو نیچے پٹخ چکا تھا۔

سردار غاذان معاف کر دیں اسے آئندہ یہ ایسی حرکت نہیں کرے گا بس اس بار اسے بخش دیں۔

ماں تھیں اکلوتے بیٹے کے منہ سے لہو چھوٹتا دیکھ برداشت نہیں کر سکیں تھیں۔

جبکہ سہیر خانم ہاتھ پشت پر باندھے سنجیدگی بھری نظروں سے بھتیجے کو دیکھ رہے تھے بولے کچھ نہیں نا ہی آگے بڑھے تھے۔

اگر اگلی بار اسنے کسی پر بھی ہاتھ اٹھایا تو پھر وہ ہاتھ اسکی تن سے علیحدہ کرنے میں مجھے زرا دکھ نہیں ہوگا تائی جان آپ سمجھا لیجئے گا اسے۔

مہرینہ تم آو بیٹھو کس کے ساتھ آئی تھی۔

تائی سے مخاطب ہو کر اب وہ مہرینہ سے شفقت سے پیش آرہا تھا۔

وہ جوداور کی بے عزتی اور کٹ پر خوش ہو رہی تھی سردار کے شفقت بھرے لہجے پر سرشار سی ہوتی انکے ساتھ آگے بڑھنے لگی تھی۔

سہیر خانم باہر بیٹھک میں چلے گئے تھے۔

مہدیہ اچانک ہی بہن کے گلے لگتی نم آنکھوں سے مسکرادی۔

سردار بھائی کیا اب مہرینہ یہاں آسکتی ہے۔

وہ مہرینہ کے لیے پانی لینے جاتی رک کر ان سے پوچھ رہی تھی۔

اسنے جواباً سر ہلا دیا تھا۔۔

مہرینہ کے گرد ساری لڑکیاں بیٹھ چکیں تھیں۔

مہرینہ خیام کے ساتھ آئی ہو۔

وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھتا اچانک ہی یاد آنے پر پھر سے پوچھنے لگا تھا۔

جی سردار وہ اکیڈمی جاتے مجھے یہاں اتار گیا تھا۔

وہ پانی کا گلاس پکڑتی انکو جواب دینے لگی تھی۔

وہ سنجیدگی سے سر ہلاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا، کہ ابھی اسے آوٹ آف کنٹری میٹنگ کے سلسلے میں جانا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سردار غاذان آج کی سبکی اور مار کا بدلہ تم سے بہت بھیانک لوں گا دیکھنا تم۔

سردار کی پشت کو دیکھتا وہ نفرت سے بڑ بڑایا تھا۔

************''''''''''''''''************''''''

''''''''''''''''

مہرینہ کے لیے دو خوبصورت نازک سی چپلیں اور ایک خوب صورت لونگ اوپن سکن سویٹر لے چکی تھی سویٹر بہت مہنگا اور نفاست سے بنایا گیا تھا جس کے سوراخوں میں کالے بڑے بڑے موتی پروئے ہوئے تھے،

سویٹر وہ لے چکی تھی اپنی بھابھی کے لیے،

مہدیہ کے لیے اسنے وہاں کی روایتی جیولری لی تھی۔

اۓ لڑکی سب کے لیے کچھ نا کچھ لے لیا اپنے لیے بھی لے لو کل ہم نے چلے جانا ہے۔

وہ اچانک ہی کہی پیچھے سے آتا ایک دم سے بولتا اسے ڈرا گیا تھا۔

سینے پر ہاتھ رکھ کر اسنے لمبے سے لڑکے کو گھورا تھا۔

ایسا کون ایک دم سے بات کرتا ہے۔

وہ غصہ ہوئی تھی اس پر۔

چلو جلدی سب لوگ آج وادی نیل کی سیر پر جا رہے ہیں۔

وہ غصے سے بولتا آگے بڑھا تھا۔

وہ بھی شاپرز کو مضبوطی سے ہاتھوں میں تھامے اسکے پیچھے پیچھے تھی۔

سامان واپس ہوٹل میں رکھ کر لنچ کرتے وہ اپنے اگلے ٹھکانے کی طرف نکل چکے تھے۔

شائنہ نے بس میں بیٹھتے ہیر کو دیکھا جو شہنام کی باتوں پر دھیما دھیما ہنس رہی تھی نیلی سفید بٹنوں والی جرسی پہنے نیلے ہی جاگرز پہنے وہ پہلے والی ہیر سے بہت مختلف لگتی تھی۔

اسکو دیکھ کر اسنے کسی کو میسج کیا تھا۔۔

مطمئن ہوتی وہ سیٹ سے سر ٹکا کر باہر کے دلکش مناظر دیکھنے لگی تھی۔

تم بہت کم کھاتی ہو۔

شہنام نے اسے ٹوکا تھا جو تھوڑا سا کھا کے ہی ہمیشہ پر اں ہو جایا کرتی تھی۔

زیادہ کھانا چاہتی ہوں لیکن کھا نہیں پاتی، شاید مجھے اتنا ہی کھانے کی عادت ہو چکی ہے زیادہ اب مجھ سے ہضم بھی نہیں ہوتا۔

وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔

شہنام کو سمجھ تو کچھ نہیں آیا تھا لیکن سر ہلا دیا کہ چلو کہہ رہی تو ٹھیک کہہ رہی ہو گئی۔

واو اکتنا پیارا منظر ہے نا،

چاروں طرف ہرا ابھرا جھنگل دور بہتا جھرنا پرندوں کی دلفریب بولیاں

رنگ برنگے پھول،

بہت سی لڑکیاں جھولے کی طرف بھاگیں تھیں۔

وہ بھی ایک جھولے پر اشتیاق سے بیٹھ چکی تھی۔

میں تمہیں جھولا دیتی ہوں۔

شیزا اچانک ہی پیچھے سے بولی تھی.

ہیر نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا وہ پر جوش سی جھولا لینے کے لیے تیار تھی۔

لڑکے سب فٹ بال کھیل رہے تھے شہنام سب سے آگے دوسرے لڑکوں کو پیچھے بھاگا رہا تھا اور ہاں انکی گالیاں بھی کھا رہا تھا کہ وہ انکو باری ہی نہیں دے رہا تھا۔

شیزا نے پہلے تو آہستہ آہستہ اسے جھولا دیا لیکن پھر آہستہ آہستہ بہت تیز کر دیا تھا۔

ہیر کا دل دھک سے رہ گیا۔

شیزا پلیز آہستہ میں گر جاوں گئی۔

لوہے کی زنجیروں کو مضبوطی سے تھامتی وہ کانپتی آواز میں بولی تھی۔

Zubi Novels Zone

ارے یار آہستہ کا وہ مزا کہاں جو تیز جھولا لینے میں ہے۔

کہتے ہی اسنے اسے پیچھے سے اسے زور سے جھولا دیا تھا جھولا بہت دور تک گیا تھا اسکے دھکا دینے سے وہ خود کو بیلنس نہیں کر سکی تھی جسکے نتیجے میں دل خراش چیخ سارے سبزے میں گونجی تھی۔

وہ ایک دم سے منہ کے بل نیچے گری تھی۔

ہاہاہا،

بہت سی لڑکیوں کے قہقے بیک وقت وادی میں گونجے تھے۔

وہ سسکی سے ایک دم سے نیچے سے اٹھی تھی چوٹ لگی تھی لیکن محسوس نہیں ہونا دیا کسی کو لیکن شکایتی نظروں سے وہ شیزا کو دیکھتی اپنی طرف آتے شہنام کی طرف چلی گئی تھی۔

شیزا نے مسکرا کر دور جھولا لیتی لڑکی کو دیکھا تھا جس نے جواباً وکٹری کا نشان بنایا تھا۔

ہیر تم ٹھیک ہو چوٹ تو نہیں لگی کہی۔

وہ فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں۔

دھیمے بھرائے لہجے میں کہتی وہ دور بہتی ندی کی طرف چلی گئی تھی۔

سب ٹیچرز ایک طرف بیٹھے کو کیز انجوائے کر رہے تھے۔

شہنام کو اسکے دوست دوبارہ سے کھینچ کر کھیل میں شامل کر چکے تھے

--

ندی کافی دور تھی اور ارد گرد جھاڑیاں بھی بہت تھیں۔۔

پاوں کے انگھوٹھے پر چوٹ شدید تھی۔

آنسوں بھی گالوں پر لڑکھ آئے تھے۔

میں ان جیسی نہیں بن سکتی یہ ہمیشہ میرا مزاق ہی اوڑائیں گئیں۔

ندی کے کنارے بیٹھی لڑکی دلگرفتی سے سوچتی پانی ہاتھوں کے پیالوں میں لیتی منہ دھونے لگی تھی کہ گالوں پر خشک مٹی لگ چکی تھی کپڑوں پر بھی لگی ہوئی تھی وہ ہاتھ گیلا کرتی کپڑے صاف کرنے لگی تھی سوِیٹر اتار کر وہ کہنیوں تک بازوں دھونے لگی تھی پانی یخ ٹھنڈ تھا لیکن اسکی کہنی پر گرنے سے رگڑ لگی تھی جس کی وجہ سے اس جگہ پر جلن سی ہو رہی تھی۔

بہتے سفید پانی کو دیکھتی وہ یہاں نہیں کہی اور ہی پہنچ چکی تھی جب اسکے ماں باپ زندہ تھے وہ آٹھ سال کی تھی وہ بہت خوش رہتی تھی،
اپنے بابا کی وہ پری ہوا کرتی تھی تو ماں کی رانی بیٹی تائی کی دلاری چچا کی شہزادی کیسے اللہ نے ایک ایک کر کے سب کو اپنے پاس بلا کر اسے تنہا کر دیا تھا لیکن اللہ اگر کچھ لیتا ہے تو دیتا بھی تو ہے اسے بھی تو اللہ نے دیا

تھا وہ کب کسی سے ناانصافی کرتا ہے بے شک وہ جو کرتا ہے بہترین کرتا ہے۔

کاش میں بھی انکے ساتھ اس جہاں سے اس جہاں میں چلی جاتی تو کتنا گپ۔اچھا ہوتا نا۔ ۹
بازوں گھٹنوں کے گرد باندھے وہ سوچ رہی تھی۔

شام کا نیلگوں اندھیرا ہر سمت پھیلنے لگا تھا۔
وہ کافی دیر اس پر سکون جگہ بیٹھی رہی تھی یہاں سے وہ سب نظر نہیں آتے تھے لیکن انکی آوازیں کچھ دیر پہلے آرہیں تھیں جو کہ اب نہیں آرہی تھیں۔
وہ کچھ سوچتی اچانک ہی پیچھے پلٹی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اور پھر وہ بھاگی تھی،

وہ دھک سے رہ گئی تھی سر پر دھماکے سے ہونے لگے تھے کہ کچھ دیر پہلے جو جگہ سب سٹوڈینٹ سے بھری مختلف بولیوں سے ماحول گرما گرما تھا اب وہ جگہ پر سکون تھی،

شہنام، شہنام۔

وہ چلاتی بھاگتی ہوئی آگے بڑھنے لگی تھے جب وہ رکی تھی۔

اچانک ہی کہی سے تین موٹے سانڈ اسکے سامنے آرکے تھے۔

وہ خوف سے اپنی جگہ تھمی تھی۔

ان تینوں کی غلیظ نظریں اسکے چھپے وجود کا جائزہ لینے لگیں تھیں۔

سوکھے خلق کو تر کرتی وہ وہاں سے جانے لگی تھی جب ایک نے لپک کر اسکی کلائی پکڑی تھی۔

ہیر کا وجود ساکت ہوا تھا خوف اور وخشت سے۔

کہاں جانے کی تیاری پر نسس۔

ایک جوان سے زرا پتلا تھا اس کے قریب آتا بھکے سے انداز میں بولا تھا۔

ہیر کو کوٹھے کا وہ دلخراش منظر یاد آیا تھا جب وہ وخشی انسان اس پر اپنا قبضہ کرنا چاہتا تھا۔

شہنام !

وہ اپنی پوری طاقت صرف کرتی ہوئی چلائی تھی۔

ہاہاہا جوابًا وہ تینوں ہنسے تھے۔

ہیر کے خوف سے رونگھٹے کھڑے ہو چکے تھے ٹانگیں جسم کا بوجھ سہنے سے انکاری تھیں۔

سردار !

وہ ان سے بازو چھڑاتی پیچھے کی طرف بھاگی تھی۔

پکڑ واسے اور بے ہوش کر کے جلدی سے نکلتے ہیں کہی وہ لوگ یہاں پہنچ نا جائیں۔

ان میں سے ایک ہیر کے پیچھے بھاگتا ہوا بولا تھا۔

بھاگنے کی پریکٹس ہیر نے خوب دیکھائی تھی۔

وہ بہت تیزی سے دکھتے پیر سے بھاگ رہی تھی،

کہ وہ اس بہتی ندی کے پاس پہنچ چکی تھی جسکا شفاف ٹھنڈا پانی پتا نہیں کہاں سے کہاں جا رہا تھا۔

وہ اسکی چادر کھینچ کر اسے نیچے گرا چکے تھے۔

تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ ہے مجھے جانے دو۔

وہ کانپتے ہاتھ جوڑتی شدت سے روتی ہوئی چلائی تھی۔

بے ہوش کرواسے ٹائم نہیں ہے ہمارے پاس جلدی ہری اپ۔

وہی آدمی پھر سے بولا تھا۔

ہیر نے دہشت سے اس ادمی کو دیکھا آنکھیں سے بہتا پانی خوف سے ایک دم ساکت ہوا تھا۔

یار کیا معصومیت سے دیکھتی ہے اسے تو میں تین چار دن اپنے پاس رکھ کر اگلے جہاں پہنچاو گا۔

ان میں سے موٹا آدمی اسے للچائی نظروں سے دیکھتا خباثت سے بولتا ہیر کو پتھر کا کر گیا تھا۔

مٹھیاں زمین پر مضبوطی سے جماتی ایک دم سے اٹھتی وی صاف شفاف پانی میں بنا انہیں کچھ بھی کرنے کا موقع دیئے اس پتھروں کی بنی ندی میں کود گئی تھی۔۔

وہ تینوں حق دق کھڑے رہ گئے تھے انہیں کہاں اس چھوٹی موئی لڑکی یہ توقع تھی۔۔

***************''''''''''''''''''''''**********''''

''''''''''''''''

براون جینز پر بلیک شرٹ کہنیوں تک سلیوز موڑر کھیں تھیں کسرتی جسم دراز قد میں وہ اپنے رف سے حلیے میں بھی جان لیوا الگ رہا تھا دو انگلیوں میں سگار پکڑے وہ شیشے کی بڑی سی وال کے آگے کھڑا تھا،

آج وہ آوٹ آف سٹی گیا تھا ابھی کچھ دیر پہلے ہی آیا تھا تو ہیر سے بات نہیں ہو سکی تھی۔

دل اچانک ہی ایک دم سے گھبرایا تھا۔

وہ موبائیل کے لیے اِدھر اُدھر نظریں دوڑانے لگا تھا کہ اسکی اچانک ہی نظر شیشے کی بلیک چکور نما میز پر پڑی تھی جہاں ایک نیلے کلر کی نوٹ بک کافی دنوں سے پڑی ہوئی تھی۔

وہ ہیر کا فولڈر تھا جو اسے دینے کا خیال نہیں آیا تھا۔

موبائیل سے دھیان ہٹا تھا قدم بے ساختہ اس نیلی ڈائری کی طرف بڑھے تھے۔

سگار ایش ٹرے میں پھینکتا وہ بھاری فولڈر اٹھا کر شیشے کی وال کے پاس آ کھڑا ہوا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

پہلا صفحہ کھولا تھا جہاں بڑے بڑے خروف میں ہیر رضا لکھا ہوا تھا نام کے نیچے چھوٹا سا پھول بنایا گیا تھا کاربن پنسل سے۔۔

وہ زیرے لب مسکرایا تھا۔

دوسرا صفحہ پلٹا گیا تھا۔۔

ہے ایک ایسا شخص؛

جو صبح کی ٹھنڈی ہوا جیسا ہے؛*

گرم دوپہر میں ٹھنڈی پھوار جیسا ہے؛*

کالی سیاہ رات میں چمکتے ستاروں جیسا ہے؛*

وہ عطر کی دلفریب مہک جیسا ہے؛*

ہے ایک ایسا شخص جو غیروں میں؛اپنے جیسا ہے؛*

بہت ہی خوبصورت لکھائی میں یہ لائنیں نیلی روشنائی سے لکھی گئیں تھیں کہ وہ ٹھٹھک سا گیا تھا۔

ہونٹ بھینچے وہ اگلا صفحہ پلٹ چکا تھا۔

افففف کیا کوئی ہے ان جیسا۔

اگلے ورق میں صرف ایک یہی چھوٹی سی لائن لکھی گئی تھی۔

کیا کسی کو بلیک کلر اتنا سوٹ کرتا ہے جتنا انہیں سوٹ کرتا ہے یقیناً نہیں بلیک کلر تو جیسے بنا ہی انکے لیے ہے۔

وہ ساکت سا یہ الفاظ پڑھ پایا تھا،

نظر اپنی بلیک شرٹ پر بے ساختہ گئی تھی۔

سختی سے ہونٹ بھینچے وہ ساکت سا تھا۔

اگلا صفحہ ہوا سے خود بخود اوڑ کر کھل چکا تھا۔

🌹ہی ــــــــــــــر غازان تیمور

چھوٹا سا نام لکھا ہوا تھا بہت ہی پیاری ہینڈ رائٹنگ میں آگے چھوٹا سا پھول بنا کر اس میں کلر کیا گیا ہوا تھا۔۔۔

اسکے سر پر دھماکا سا ہوا تھا۔

فولڈر اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔

اوپر والا گریبان لرزتی انگلیوں سے کھولتا وہ گہرے گہرے سانس لینے لگا تھا۔

خاموش ساکت فضا میں ایک دم سے فون کا شور بہت چبا تھا۔

خود کو کمپوز کرتا وہ لگاتار بجتے فون کی طرف تیز قدموں سے بڑھا تھا۔

سکرین پر شہنام کالنگ لکھا آرہا تھا۔

Zubi Novels Zone

شہنام کا نام دیکھ کر وہ کچھ ساعت کو بے دھیانی سے نمبر کو دیکھتا رہا،

پھر گہرا سانس خارج کرتا یس کا بٹن دبا کر وہ کان سے لگا گیا تھا۔

بولو شہنام۔

سردار غاذان ساکت ہوا تھا اسکی بات پر۔

تم کہاں تھے۔

بھینچے ہوئے لہجے میں وہ بہت مشکل سے بول پایا تھا۔

آگے سے پتا نہیں کیا کہا گیا تھا کہ وہ سختی سے ہونٹ بھینچ گیا تھا۔

Zubi Novels Zone

کہاں ہو تم اس وقت؟

انتہائی سرد لہجہ تھا اسکا میلوں دور کھڑا وجود اسکا سرد لہجہ محسوس کر کے

اور زیادہ پریشان ہو چکا تھا۔

فون بند کر کے وہ تیز قدموں سے باہر کی طرف دوڑا تھا۔

سارا محل رات کے اندھیرا میں ڈوبا ہوا تھا وہ دوڑتا ہوا سیڑیاں اتر رہا تھا۔

چہرے کے تاثرات سرد سے تھے پتا نہیں لگ رہا تھا کہ اسکے اندر کیا کیا چل رہا تھا۔

باہر والے لاونج میں سہیر اور تیمور صاحب بیٹھے ہوئے تھے انکے آگے چائے کے کپس اور فائلیں رکھیں ہوئیں تھیں۔

خادم جو لاونج کی چیئر پر بیٹھا ہوا تھا عجلت سے اسے باہر آتے دیکھ کر وہ چوکس سا کھڑا ہوا تھا۔

غازان کیا ہوا ہے کہاں جا رہے ہو اس وقت۔

تیمور صاحب نے اسے بھاگتے دیکھ کر پریشانی سے پوچھا تھا۔

وہ خود پر ضبط کرتا رکا تھا کہ باپ کی بات کی جواب دینا لازم تھا اس پر۔

ڈیڈ ایک ضروری کام آگیا ہے آوٹ آف سٹی جارہا ہوں بعد میں تفصیل سے بات ہو گئی اللہ خافظ۔۔

سنجیدگی سے کہتا وہ گاڑی کی طرف دوڑا تھا گارڈز اسے دیکھ کر پہلے سے ہی چوکنا کھڑے تھے،

اسکے بیٹھتے ہی گاڑیاں سٹارٹ ہو تیں رات کے وقت میں نکل چکیں تھی انجانی منزل کی طرف۔

بھائی صاحب بات کوئی بڑی ہے ورنہ سردار الیسار ئیکٹ کب کرتا ہے۔

سہیر خانم دوبارہ بیٹھتے ہوئے بولے تھے۔

ہاں ایسا ہی لگ رہا ہے مجھے بھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تیمور صاحب سہیر خانم کو کہہ نہیں سکے تھے کہ ایسی پریشانی تو تب ہی دیکھنے کو ملتی تھی جب اس لڑکی پر کوئی پریشانی نازل ہو چکی ہو تو کیا وہ اس وقت اس لڑکی کے پاس گیا تھا کیا وہ لڑکی کسی مصیبت میں تھی۔۔

چائے کے سپ لیتے وہ بے دھیانی میں اسی لڑکی کے بارے میں سوچ رہے تھے آخر باپ تھے بیٹے کو اچھے سے جانتے تھے۔

اپنے پرائیوٹ جیک سے وہ ایک گھنٹے میں مری میں تھا۔

شہنام جو بے حال سا کھڑا تھا اسی پارک کے مین اینٹرس سے گارڈ پیچھے لیے وہ ایک شان سے تیز قدموں سے چلتا شہنام کے قریب آچکا تھا۔

ہیر کہاں ہے؟

, اسکے قریب آتا وہ عجیب ٹھنڈے لہجے میں پوچھ رہا تھا

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کہ شہنام کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی خیز سی لہر دوڑ گئی تھی۔

وہ یہی تھی کہ۔۔۔۔

چٹاخ !

سردار کے بھاری تھپڑ پر آس پاس کھڑے سٹوڈینٹ سمیٹ ٹیچرز بھی حیرت سے دنگ ہوئے تھے۔

جبکہ شہنام گال پر ہاتھ رکھے حیرت سے سردار غاذان کا پہلی بار مشتعل سا روپ دیکھ رہا تھا۔

یہی تھی پھر کہاں گئی وہ تمہارے ساتھ بھیجا تھا نا پھر کیوں نہیں رکھا اسکا خیال، یاد رکھنا اگر اسے کچھ ہوا تو اپنا انجام بھی سوچ رکھنا تم،

ڈھونڈ تو میں لوں گا اسے لیکن اسکی ساری تکلیفوں کا حساب تم دو گئے تمہارے ساتھ تم پر بھروسہ کر کے اس معصوم کمزور لڑکی کو بھیجا تھا تم

نے اسکا نام بنا پوچھے لکھوا دیا تھا تم نے مجبور کیا وہ مجھ سے اجازت لے ورنہ وہ مجھ سے کبھی نا کہتی اور نا میں اسے اجازت دیتا۔

وہ بول نہیں چیخ رہا تھا۔

جبکہ شہنام گھم صم کھڑا اپنے کزن کا دیوانہ اور آگ برساتا روپ دیکھ رہا تھا۔

میری غلطی ہے سردار لیکن اتنی نہیں ہے وہ مجھے بتائے بنا اس ندی کی طرف چلی گئی تھی مجھے اسکا میسج آیا تھا کہ وہ کیفے جا رہی ہے تو ہم سب بھی چلے گئے مجھے کیا پتا تھا وہ یہی کہی تھی اسنے جھوٹ بولا تھا۔۔

وہ تیز قدموں سے چلتے سردار کے پیچھے دوڑتا ہوا اپنی صفائی دے رہا تھا۔
لیکن وہ کونسا اسکی سن رہا تھا۔۔

, سب سٹوڈینٹ پریشان تھے لڑکیوں کو ہوٹل بھیجوا دیا گیا تھا

ندی اندھیرے میں صاف شفاف خوبصورت لگ رہی تھی وہ اس ندی کو دیکھ کر چونکا تھا یہ وہی ندی تھی جیسی اسنے خواب میں دیکھی تھی۔

غاذان نے ضبط سے آنکھیں میچیں تھیں۔

افففف اس لڑکی کو کچھ نا ہو میرے خدا ورنہ میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا وہ میری زمے داری تھی میں کیسے اپنی زمے داری کسی اور کو .. سونپ گیا غلطی میری ہی تھی مجھے احتیاط کرنی چاہیئے تھی

بہتی ندی پر نظریں جمائے وہ ساکت تھا۔

سردار انکا میسج رسیو ہوا تھا شہنام کو کہ اوپر سڑک پر ٹی کیفے ہے وہ وہی جا رہیں تم سب بھی آجاو ہم چلے گئے لیکن وہ ہمیں وہاں نہیں ملی تھی بس میں بھی دیکھ لیا انکا فون ٹرائے کیا لیکن رسپونس صفر رہا سو ہم سب یہی

چلے آئے اسی پارک میں ہم سب گروپ کی شکل میں انکی تلاش میں تھے کہ کچھ سٹوڈینٹ کو ندی کے پاس انکی چادر اور گرا ہوا بیگ ملا تھا اور انکی چپل ندی کی جھاڑیوں میں پھنسی ہوئی ملی ہے وہ شاید سلپ ہو کہ ندی میں گر چکیں ہیں۔

ہم نے یہاں کی انتظامہ سے مدد لی ہے پتا چل جائے گا مس ہیر رضا کا۔

بڑی عمر کا ٹیچر پریشان حال کھڑے سردار کو تفصیل سے بتا رہا تھا۔

کہاں جاتا ہے اس ندی کا پانی۔

وہ وہاں کی انتظامیہ سے درشتگی سے مخاطب تھا۔

جی یہ پانی تو تین چار جگہوں پر جاتا ہے ہم ٹرائے کر رہے ہیں۔

مجھے تم لوگوں کا ٹرائے نہیں چاہیئے سمجھے مجھے میری ہیر چاہیئے۔

وہ ایک دم مشتعل سا چیخا تھا۔

جس پر سب حیرت سے اسے دیکھنے لگے تھے لیکن شہنام تو پتھر کا بن چکا تھا اسکے الفاظ سے میری ہیر تو کیا سردار ہیر کو لائیک کرتے ہیں۔

وہ حیرت سے بڑبڑایا تھا وہ انکے رشتے سے انجان تھا وہ تو صرف ہمدری کا رشتہ سمجھا تھا لیکن یہاں تو اسے کچھ اور ہی نظر آرہا تھا۔

ہم چل رہے ہیں تینوں جگہوں پر مین تو جنگل کی طرف ہے باقی دو دور ہیں لیکن زیادہ پانی جنگل کے پاس بہت بڑی نہر ہے وہی ہوتا ہے۔

انتظامیہ کا ایک خاص آدمی بہت سنبھل کر بولا تھا۔

نہر کی طرف چلو۔

وہ کہتے ہی بھاگا تھا پیچھے سب گارڈز بھی تھے۔

میرے پیچھے کوئی نا آئے صرف انتظامیہ اور میرے گارڈز الف از الف۔

وہ درشتگی سے کہتا اوپر سڑک پر کھڑی گاڑی کی سمت تیزی سے دوڑا تھا ۔

ہیر کو تیرنا نہیں آتا تو کیا نہیں نہیں یہ میں کیا سوچ رہا ہوں وہ ٹھیک ہو گئی۔

گاڑی کے شیشے سے باہر کی طرف دیکھتا وہ سوچ رہا تھا۔

خادم خود بہت پریشان تھا سردار غازان کو تسلی دیتا وہ ہیر کو مرا ہوا ہی سمجھ رہا تھا،

وہ بھی اُسی وقت سمجھ چکا تھا جب سردار غاذان عجلت میں گھر سے نکلا تھا

وہ جان گیا تھا کہ ضرور ہیر مشکل میں ہے۔

سردار وہ مل جائیں گئی نا۔

خادم نے پہلی بار لب کشائی کی تھی۔

ہاں۔

بنا اسے دیکھے وہ یقین سے بولا تھا کہ اسکے یقین پر خادم دنگ ہوا تھا

خلانکہ وہ بھی جانتا تھا اس لڑکی کو تیرنا نہیں آتا تھا اور پانی کے تیز بہاو

میں وہ بھلا کہاں زندہ رہ پائی ہو گئی۔

یہ شام کا وقت تھا جب ایک لڑکا جو کہ تقریباً بیس کا تھا اور ایک بوڑھی عورت جو کہ دیکھنے میں پچپن کی لگتی تھی سر پر لکڑیوں کی گٹھڑی رکھے ہاتھ میں دودھ کی بالٹی پکڑے غالباً گھر کی طرف رواں تھے۔

اماں اس بار تو فصل اچھی ہے اچھے داموں میں فروخت کروں گا۔

وہ لڑکا پر جوش سے لب و لہجے میں ماں سے مخاطب تھا اسکے ہاتھ میں کلہاڑی اور پرانی چادر تھی۔

بچے جب وقت آئے گا تو دیکھا جائے جو اس سوہنے رب کو منظور ہو گا وہی ہو گا تو پہلے سے کیوں سوچ رکھنا جب چلنی اسی واحد ذات کی ہے۔

وہ عورت دھیمی مسکان سے بیٹے کو سمجھا رہی تھی۔

بیٹے نے سر ہلا کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا لڑکے کے ساتھ ایک چھوٹا سا کتا تھا جو اسکے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

وہ ڈھلوان اترتے نیچے نہر کے قریب سے گزرتے گھر کی طرف جارہے تھے جب کتے نے اچانک ہی بھونکنا شروع کر دیا تھا۔

کیا ہوا شہزادے۔

وہ لڑکا لگاتار بھونکتے کتے سے مخاطب تھا۔

کتا بھاگتا ہوا پتھروں پر پڑے بے جان وجود کی طرف دوڑا تھا۔

رات کا گہرا اندھیرا چار سوں پھیل چکا تھا لیکن اندھیرا اتنا بھی گہرا نہیں تھا کہ اوپر پہاڑی پر لوگوں کے گھر تھے جہاں لگے بڑے بڑے زرد بلبوں کی روشنی نیچے تک آرہی تھی تو پھر اس کتے کی نظر اس وجود پر کیسے نا پڑتی جو کنارے سے لگا بے جان سا تھا شاید۔

وہ نہر کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے ان دونوں کی بھی نظر اس وجود پر اچانک ہی پڑی تھی۔۔

اماں !

وہ لڑکا شاید ڈر گیا تھا اسلیے ماں کے ساتھ ہوا تھا۔

جبکہ وہ عورت لڑکیوں کو نیچے پھینکتی اس طرف بھاگی تھی جہاں وہ سرد وجود ساکت سا پڑا ہوا تھا۔

وہ لڑکا بھی ماں کے پیچھے ہی بھاگا تھا۔

نہر کے کنارے ایک ٹھنڈا اکڑا وجود شاید اپنی زندگی کی آخری سانسیں گن رہا تھا۔

وہ عورت اسکی سرد کلائی پکڑ کر شاید اس میں زندگی کی کوئی رمق محسوس کرنا چاہ رہی تھیں۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

جانی جلدی کر اسے گھر لے کر جانا ہے ورنہ یہ مر جائے گئی۔

وہ عورت ساکت کھڑے لڑکے سے مخاطب تھی۔

وہ لڑکا حیرانگی سے نازک سی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

شاید اوپر سے کہی پانی میں گر گئی ہو گئی۔

وہ عورت بولتی ہی اس لڑکی کو اپنے بازو کے دم پر کھینچتی گھاس پر لے آئی تھی۔

جانی جلدی کر لڑکی کا وجود بہت زیادہ ٹھنڈا پڑ چکا ہے اور لگتا ہے پانی بھی ناک اور منہ سے اندر چلا گیاِ ہے تم بھاگ کر اپنی ریڑی لے آمیں جب تک اسکے اندر سے پانی نکلاتی ہوں۔

وہ عورت لڑکی کو سیدھا کرتی ہونق بنے اپنے لڑکے سے مخاطب تھی وہ لڑکا سر ہلاتا تیزی سے وہاں سے بھاگا تھا۔

وہ عورت اسکے ناک کے آگے ہاتھ رکھے اسکی مدھم سانسیں محسوس کرتی اسے الٹا کر کمر پر ہاتھوں کا دباو ڈالتی پانی نکال رہی تھی پانی اسکے منہ اور ناک سے باہر بہنے لگا تھا۔

دس منٹ بعد جانی اپنی گدھا گاڑی لے آیا تھا۔

ان ماں بیٹے نے اسے اوپر لٹایا اور جلدی سے گھر والے راستے پر گدھے کو بھاگنا شروع کر دیا تھا۔

اسے اندر نرم گرم چارپائی پر لٹا کر وہ اس کے اوپر لحاف ڈال چکی تھی لڑکی کی حالت میں کوئی سدھار نہیں آیا تھا۔

اماں لڑکی بہت ٹھنڈی ہے اور اسکے ہونٹ دیکھ کیسے نیلے ہو گئے ہیں۔

وہ لڑکا پریشانی سے بولا۔

ہاں پتا نہیں بے چاری کب سے وہاں اس پانی میں پڑی ہوئی تھی سچ پوچھو تو مجھے اس پر اتنا ترس آرہا ہے کہ بتا نہیں سکتی ک تجھے اللہ اسے زندگی دے ابھی اسکی عمر ہی کیا ہے۔

وہ عورت لحاف ٹھیک سے اس پر اوڑھتی مٹی کی تیل والے چولہے پر پانی گرم کرنا رکھ چکی تھی،۔۔

یہ جھونپڑی نما ایک کمرہ تھا جہاں چارپائی پر وہ کمزور سی لڑکی خود سے بیگانہ ہاتھ پاوں چھوڑے پڑی ہوئی تھی اس کی زرد رنگت سے اس میں زندگی کی رمق بہت کم نظر آتی تھی۔

Zubi Novels Zone

اماں مجھے لگتا ہے مر گئی ہے یہ۔

وہ لڑکا پریشانی سے بولا۔

اس عورت نے پریشانی سے اس لڑکی کی ٹھنڈی پیشانی چھوئی تھی،

پھر اسکی نبض ٹٹولی تھی۔

نہیں زندہ ہے ابھی تم جاؤ فیقے حکیم کو بلا لاؤ وہ بہت سیانا ہے جلدی بھاگ

جا سائیکل پر جانا۔

وہ عورت اس لڑکی پر لحاف کے اوپر ہی سے گرم کھیس ڈالتی ہوئی اپنے

بیٹے سے مخاطب تھی۔

وہ لڑکا سر ہلاتا ہوا عجلت سے باہر بھاگ گیا تھا۔

اس کمزور سی لڑکی کے چہرے پر زخموں کے نشان بہت واضع تھے

زخموں پر سے خون سوکھ چکا تھا نچلے ہونٹ کا کنارہ بہت زخمی تھا شاید

وہاں کوئی نوکیلی چیز چبی تھی۔

اس عورت کو اس لڑکی پر بے پناہ ترس آیا تھا پھر گرم پانی سے اسکے

زخموں کو صاف کرنے لگی تھی۔

وہ بیس منٹ سے گہرے اندھیرے میں اس نہر کے اندر تھا سب نے

منع کیا کہ یہاں بہت زہریلے کیڑے ہیں ہو سکتا ہے اندر سانپ بھی

ہوں لیکن وہ ٹھنڈی ٹھار نہر میں خود کود گیا تھا شہنام بھی نہر کے چاروں

طرف گھوم پھر آیا تھا ,

پانی کے اندر گھم وجود کو جسکا وجود مطلوب تھا وہ ملا نہیں تھا۔

خادم فون کروا انتظامیہ کو شاید وہ اس طرف بہہ گی ہو۔

وہ باہر آتا گہرے گہرے سانس لیتا ہوا پریشانی سے بولا۔

اتنی ٹھنڈ تھی اور اسے پریشانی میں محسوس ہی نہیں ہو رہی تھی بھیگی شرٹ اسکے جسم سے چپک چکی تھی۔

جی سردار۔

وہ انکا نمبر لے چکا تھا اس لیے انہیں فون ملا گیا تھا۔

بہت روشنی ہوگئی تھی نہر کے کنارے کے ان سب کے ہاتھوں میں سو واٹ والی لائٹیں تھیں کچھ کے ہاتھوں میں موبائل ٹارچ تھیں۔

دونوں ہاتھ کمر پر رکھے وہ دریدہ نگاہوں سے اچھلتے کودتے پانی کو دیکھ رہا تھا۔

نہیں سرداران دونوں جگہوں پر بھی ابھی کچھ نہیں ملا۔

خادم بے بسی سے بولا تھا۔

وہ ہونٹ بھینچتا قہر بھری نظروں سے شہنام کو دیکھنے لگا تھا جو اباؔ وہ دور جا کھڑا ہوا تھا پریشان تو وہ بھی بہت تھا۔

سردار ہمیں آس پاس کے لوگوں سے پوچھنا چاہیے شاید کسی نے دیکھا ہو یا شاید کسی کو کچھ پتا ہو۔

خادم سردار کی حالت کو پریشانی سے دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

پھیل جاو اس علاقے میں سب کے گھروں میں جا کر پتا کرو۔

وہ بنا انکی طرف پلٹے حکم دیتا پانی کو ہی دیکھ رہا تھا۔

اور آپ سردار۔

شہنام نے درتے ڈرتے پوچھا تھا۔

شٹ اپ تمہاری آواز نا آئے اب مجھے۔

وہ اچانک ہی درشتگی سے بولتا ہنوز ساکت کھڑا رہا۔

وہ سب اُدھر سے چلے گئے تھے۔

! ہیر

وہ انکے دور جانے کا یقین کرتا غم سے چور آواز میں چلایا تھا۔

خاموش ویرانے میں اسکی آواز پلٹ کر اسے کے پاس ہی گونجی تھی۔

میں نااہل ہوں ہیر تمہاری زمے داری آج تک میں ٹھیک سے نبھا ہی نہیں پایا تمہاری زمے داری مجھے نہیں سونپنی چاہیئے تھی میں ایک اچھا پوٹیکٹر نہیں ہوں ہیر۔

وہ وہی بیٹھتا ہوا مدھم لہجے میں بولا تھا۔۔

چاند کی خفیف روشنی میں اسکی نظر اچانک ہی ساکت ہوئی تھی۔

ڈیڑھ انچ اُگے گھاس پر ایک ہلکے سرمئی کلر کا وہ بھاری جھمکا تھا،

شاید انہوں نے جب ہیر کو کھینچا تھا تب وہ گرا تھا۔

وہ لرزتی دو انگلیوں سے وہ جھمکا اٹھا چکا تھا۔

اسنے اس جھمکے کو اسکے کان میں نہیں دیکھا تھا لیکن وہ جانتا تھا یہ جھمکا اسکی ہیر کا ہی ہے اسے ہی تو ایسے جھمکے پسند تھے۔

لب بھینچے وہ اچانک ہی اٹھتا بائیں طرف جاتے راستے کی طرف بڑھا تھا

۔

🍀🍀🍂🍀🍀🍂🍀🍀🍂🍀🍀🍂

,لڑکی کافی دیر ٹھنڈ میں پڑی رہی ہے شاید

حکیم اسے چیک کرتا فکر مندی سے بولا تھا۔

تو پھر کیا کریں حکیم جی۔

وہ عورت پریشانی سے بولی تھی۔

اسے زیادہ سے زیادہ گرمائش کی ضرورت ہے تم نے ٹھیک کیا جو اسکے اندر سے پانی نکال دیا ورنہ مر جاتی اب تک، تم اسے گرم دودھ کے ساتھ یہ دوا دو رب نے چاہا تو شفا پائے گئی ورنہ جو اللہ کو منظور۔

وہ بوڑھا آدمی زرد روشنی میں اس زرد رنگت والی لڑکی کو دیکھتا ہوا بولا تھا۔

جانی جاو حکیم صاحب کو چھوڑ آو۔

عورت دودھ سٹیل کی پتیلی میں ڈالتی بیٹے سے بولی تھی۔

جانی اور حکیم صاحب کے جانے کے بعد وہ عورت کپڑا گرم کر کے اسکی سرد پیشانی میں رکھنے لگی تھی۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

سرد۔۔۔

ہونٹ ہلکے سے کانپے تھے۔

وہ عورت سرعت سے اسکے نزدیک جھکی تھی۔

بیٹی۔

وہ عورت گرم پٹی اسکے سرد یخ ہاتھوں پر رکھتی ہوئی بولی تھی۔

سردا۔۔۔

ہونٹ پھر سے کانپے تھے۔

چچ بے چاری پتا نہیں کہاں سے آئی ہے کیسے گر گی ندی میں پتا نہیں اسکے گھر والوں کی کیا حالت ہو گئی۔

گرم دودھ سٹیل کے گلاس میں ڈالتی وہ عورت تاسف سے بولی تھی۔

بہت تیز چلتا وہ جنگل سے نکل کر ایک کھلی جگہ پر آچکا تھا جہاں آبادی کم تھی صرف گنتی کے سات آٹھ گھر تھے۔

ایک لڑکا اور ایک بزرگ سائیکل میں اسکے پاس سے گزر گئے تھے۔

چہرہ تھکن سے چور تھا ہونٹ بھینچے وہ آگے بڑھا تھا،

جب وہی لڑکا سائیل پر دوبارہ آتا دیکھا تھا اسے۔

کنپٹی دباتا وہ اس لڑکے کو رکنے کا اشارا کر گیا تھا۔۔

وہ لڑکا حیرانی سے اس خوبصورت مرد کو دیکھتا اسکے قریب آچکا تھا۔

مہرینہ نے حیرت سے خیام کو دیکھا جسکے ماتھے پر دو انچ جتنا زخم کا نشان تھا بال ماتھے پر بکھرے بیگ ٹیبل پر رکھتا وہ اسے اسلام کر رہا تھا۔

کیا ہوا ہے تمہیں یہ چوٹ کیسے لگی۔

اسکے نڈھال چہرے کو دیکھتی وہ پریشانی سے بولتی خیام کو خود کو دیکھنے پر مجبور کر گئی تھی۔

ہلکی سی مسکان ہونٹوں پر سجاتا وہ اسکے قریب سے گزرتا جگ سے پانی انڈھیل کر پینے لگا تھا۔

میں نے تمہیں کوئی لطیفہ تو نہیں سنایا تھا جو ہنس دیئے ہو۔۔

وہ اسکے پیچھے کھڑی ہوتی تیکھے لہجے میں بولی تھی۔

بس زرا سی چوٹ ہے مائے ڈیئر۔

دھیمے سے کہتا وہ صوفے پر گر سا گیا تھا۔

مائے ڈیئر کیا ہوتا ہے بات سنو مہرینہ ہوں میں تو اسی نام سے پکارو عمر دیکھو اپنی اور حرکتیں دیکھو لائن مار رہو مجھ پر۔

لاونج میں پڑے ٹیبل کے دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر لاتی وہ خاصے غصے سے مخاطب تھی۔

وہ جواباً اسے دیکھتا پھر سے ہنس دیا تھا۔

بیوی پر کون لائن مارتا ہے لائِن تو گرل فرینڈ پر ماری جاتی ہے۔

وہ محفوظ ہوتی نظروں سے اسے دیکھتا ہوا شرارت سے بولا۔

اسکی چوٹ پر بینڈ تج لگاتا ہاتھ رکا تھا۔

گرل فرینڈ ہے تمہاری کوئِ۔

وہ سپاٹ سے انداز میں پوچھ رہی تھی۔

ہاں ایک دو ہے آپکو کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا۔

وہ سنجیدہ ہوتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"یری جوتی کو بھی اعتراض نہیں میری طرف سے ان سے شادی کرلو

آئی ڈونٹ کیئر۔

غصے سے کہتی بنا اسے بینڈ تج لگائے وہ پیر پٹخ کر چلی گئی تھی۔

نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے وہ شرارت سے اس کمرے کو دیکھ رہا تھا

جہاں وہ گئی تھی۔

آپی کا فون نہیں آیا آج۔

فون نکالتا وہ فکر مندی سے بولتا ہیر کا نمبر ڈائل کر گیا تھا جو ان ریچبل جا

رہا تھا۔

وہ اب پریشان ہوتا سردار غاذان کا نمبر ملا چکا تھا انکا بھی فون بند جا رہا تھا۔

خیر ہو۔

وہ اب صحیح معنوں میں پریشان ہونے لگا تھا۔

سردار !

اب کی دفع ہونٹوں سے نام پورا اور صاف نکلا تھا وہ عورت ایک اور لحاف اس ٹھنڈ سے کانپتی لڑکی پر ڈال چکی تھی اور خود کے گرد کھیس اوڑھے وہ چولہا اسکے قریب کھینچ کر اسے گرم پٹی سے مساج کر رہی تھی وہ کوئی نیک عورت ہی تھی جو مرتی لڑکی کے لیے خود کو لگتی ٹھنڈ کو بھی فرانوش کیے ہوئے تھی باہر اب روئی جیسے برف کے چھوٹے چھوٹے گولے گرنے لگے تھے۔

ٹھنڈ بہت بڑھ چکی تھی اس عورت کا جھونپڑی نما مکان لڑکی کی چھت کا تھا فرش بھی لکڑی کا تھا دیواریں سمٹ پتھر کی بنی ہوئیں تھیں کمرے میں مٹی کے تیل کے چولہے سے نکلتی آگ نے اچھی خاصی حرارت پھیلائی ہوئی تھی ہیر کے منہ سے اب کی دفع سرادر کا صحیح نام سن کر وہ

کچھ ساعتیں اس لڑکی کا زرد چہرہ دیکھے گئیں وہ بہت کمزور جسامت کی لڑکی تھی چہرہ اتنا پتلا نہیں تھا گول شیپ میں ڈھلا چہرہ بھرے بھرے ہونٹ سوجے ہوئے تھے گال پر ایک انچ جتنا زخم تھا ماتھے پر رگڑ تھی تو کہنی بھی بہت بری طرح سے چھلی ہوئی تھی۔

اس بھلی عورت نے کوئی دوا اسکے زخموں پر بھر بھر کر لگائی ہوئی تھی۔

سردار۔

اب کی دفع ہچکی میں اسکا نام نکلا تھا، پلکیں کانپنے لگیں تھیں وہ چہرہ دائیں بائیں پٹخنے لگی تھی۔

ہوش کرو آنکھیں کھولو میری بچی کیا تم ٹھیک ہو۔

وہ عورت اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکی تھی۔

وہ کہاں ہیں۔

وہ شاید بے ہوشی میں بڑبڑا رہی تھی۔

کون میری بچی۔

اسکے گیلے بال اب سوکھ چکے تھے ان پر ہاتھ پھیرتی وہ عورت پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

ووہ کہاں ہی ں می ں مر رہی ہ وں۔(وہ کہاں ہیں میں مر رہی ہوں)

وہ ٹوٹے پھوٹے فقرے ادا کر رہی تھی۔

وہ عورت تاسف سے اس لڑکی کو دیکھے گئی تھی۔۔

،،،،،،،،،،،،،،،

نیلا کھلا آسمان تھا تو خوبصورت سا سفید گھر وہ لڑکی نیلی فراک پہنے ادھر ادھر بھاگ رہی تھی،وہ شاید بہت خوش تھی بال کھلے ہوئے تھے اسکے پیچھے کوئی اسے پکڑ رہا تھا اور وہ کھلکھلاتی ہوئی بھاگتی پھر رہی تھی۔

رک جاو ورنہ پکڑ کر ماروں گا۔

کوئی محبت سے اسے سرزنش کر رہا تھا۔

لیکن آپ مجھے پکڑیں گئے تب ہی تو ماریں گئے نا۔

وہ دور کھڑی شرارت سے بول رہی تھی دھندلے نقوش والا مرد

دونوں ہاتھ کمرے پر رکھے شاید اس نٹ کھٹ سی لڑکی کو گھور رہا تھا۔

تو تم میری بات نہیں مانو گئی۔

وہ لڑکی سے مخاطب تھا۔

آپکی بات میں مانے بغیر رہ ہی نہیں سکتی نا۔

وہ لڑکی شاید لاچاری سے بولی تھی جس پر اس مرد کا بہت خوبصورت سا

قہقہ اس خوبصورت سفید رنگ وروغن والے گھر میں گونجا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ عورت حیرت سے اس لڑکی کے ساکت چہرے پر نرمی گھلتی دیکھ رہی تھی سوجے ہونٹ ہلکی مسکان میں ڈھلے ہلکے ہلکے ہل رہے تھے جن کی اس عورت کو کوئی سمجھ نہیں لگ رہی تھی۔

لیکن وہ عورت تشویش میں مبتلا ہو چکی تھی۔

جی !

وہ لڑکا اس روعب دار شخص سے مرعوب ہوتا سائیکل سے اتر کر اانکے قریب آیا تھا۔

دکھتی آنکھیں دباتا وہ لڑکے کو دیکھنے لگا تھا۔

اس آبادی میں کوئی آج غیر معمولی واقع ہوا ہے کیا؟

وہ ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرے سے آنکھیں دباتا تھکے تھکے لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا۔

Zubi Novels Zone

اونچا لمبا مضبوط مرد کافی تھکا تھکا لگا تھا جانی کو۔

جی پتا نہیں آپ کس غیر معمولی واقعے کا اظہار کر رہے ہیں۔

وہ لڑکا حیرانی سے پوچھ رہا تھا۔

ایک لڑکی۔

جانی او جانی جلدی آ اسے ہوش آ گیا ہے۔

وہ عورت درخت کے پاس کھڑی بیٹے کو پر جوش سی بلا رہی تھی۔

جانی سائیکل لے کر بھاگ گیا تھا ماں کے پاس۔

جبکہ وہ حیرانی سے ان ماں بیٹے کو ساتھ والے گھر میں گھم ہوتا دیکھ رہا تھا

۔

بہت خوبصورت جگہ تھی اونچے لمبے درخت ہری ہری گھاس اونچی نیچی جگہیں،

برف کی ہلکی ہلکی پھوار پر اسنے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تھا۔

اوپری سطح پر ایک پانی والا ہلکا لگا ہوا تھا۔

وہ پتھروں کی روش پر احتیاط سے چلتا اوپر آچکا تھا جہاں بہت سے گھر تھے جنکی لائ ٹیں بجھی ہوئی تھیں سوائے اس گھر کے جہاں وہ ماں بیٹا گیا تھا۔

,وہ پرانے سے نلکے کی طرف بڑھا تھا

نلکے کا ٹھنڈا ٹھار پانی غاذان تیمور کے ہاتھوں کو برف کی طرح یخ کر گیا تھا لیکن اسکے گلے میں اگے کانٹے اور جسم میں جلتی آگ کو یہ پانی کے ٹھنڈے قطرے ہی بجھا سکتے تھے۔

نلکے کے آگے ہتھیلی کر کے اسنے منہ لگایا تھا اسنے ٹھنڈا یخ پانی بہت مشکل سے خلق کے نیچے سے اتارا تھا۔

اسکا فون بجھا تھا۔

ایک موبائل کی بیٹری نہیں تھی لیکن اسکے پاس دو فون ہمیشہ رہتے تھے ایک تو بند ہو گیا تھا جبکہ دوسرے میں ساٹھ فیصد بیٹری تھی ابھی۔

ہمم۔

وہ آگے چلتا ہوا بولا تھا۔

سردار غاذان وہ ابھی تک نہیں ملی ہم نے اوپر والے گھر دوسری نہریں بھی دیکھ لیں ہیں وہ یہاں نہیں ہیں۔

خادم کی بات سن کر فون بند کر کے وہ آگے بڑھتا اس گھر کے دروازے کے سامنے تھا جو اندر سے مقفل تھا لیکن دروازے کے سوراخوں اور کھڑکی کے آگے لگے پھٹے ہوئے ٹاٹ سے اندر سے روشنی کا پتا لگ رہا تھا

۔

اندر سے بولنے کی آوازیں بھی آرہیں تھی۔

اسلیے وہ دستک کے لیے ہاتھ بڑھا گیا تھا اسے اس گھر کے نزدیک ایسے جیسے کوئی غیبی مدد ہی لے آئی تھی۔

اسکی جڑی پلیکیں بہت آہستہ آہستہ ملنے لگیں تھیں وہ لڑکی شاید ہوش میں آتی اب آنکھیں وا کرنا چاہ رہی تھی۔

لڑکی بہت مشکل سے آنکھیں کھول پائی تھی۔

دھندلا دھندلا اندھیرا تھا آنکھوں کے آگے کچھ بھی واضع نہیں تھا۔

وہ پلکیں جھپک جھپک کر کھول رہی تھی کہ شاید کچھ نظر آئے۔

اب ایک عورت کا چہرہ واضع ہونے لگا تھا جو بہت شفقت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ اس عورت کو بے دھیانی میں دیکھے گئی جیسے ذہن ابھی ہوش کی دنیا میں نا آیا تھا۔

لیکن پھر جیسے وہ اسے حقیقت کی تلخ حقیقت دیکھانے لگا تھا وہی دلخراش منظر بھاگتی ہیر ٹھوکر کھا کر گرتی بے چاری لڑکی چادر کھینچتے شیطانی ہاتھ پانی میں کودتی لڑکی جو موت کو گلے سے لگا گئی تھی،

تو کیا وہ مر چکی تھی لیکن پھر یہ سامنے بیٹھی عورت کون تھیں یہ چھوٹا سا زرد روشنی میں ڈوبا گھر کس کا تھا ٹانگ میں درد اٹھا تھا ہلانے پر تو کیا وہ زندہ تھی۔

یا اللہ آخر کب میری آزمائشیں ختم ہوں گئ آخر کیوں دی مجھے زندگی کیا تھا جو اگر تو مجھے اپنے پاس بلا لیتا تو۔

بہتی آنکھیں خدا سے دل ہی دل میں فریاد کناں تھیں۔۔

بیٹی کیوں رو رہی ہوں کہی تکلیف ہے کیا۔

وہ عورت اسکے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی پیار سے پوچھ رہی تھی۔

سر جھکائے وہ جوابا زار و قطار رونے لگی تھی ہونٹ تکلیف سے ہل نہیں رہے تھے کہ نچلے ہونٹ کا زخم بہت تکلیف دے رہا تھا اور بائیں ٹانگ جیسے درد سے چیخ رہی تھی کچھ درد اور کچھ زندگی کی دی تکلیفیں اس رولا رہیں تھیں اور زار و قطار وا رہیں تھیں۔

وہ عورت اسکے تیز تیز رونے پر باہر بیٹے کو دیکھنے نکلی تھی تھوڑا سا آگے آئیں تو وہ اسے درخت کے جھرمت میں ایک مرد کے پاس رکا نظر آیا تھا۔

اس عورت نے پریشانی سے بیٹے کو آواز لگائی تھی اور لڑکا بھاگ کر ماں کے پاس آتا سامنے والے گھر میں چلے گئے تھے۔

اب وہ ماں بیٹا روتی بکھرتی لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

بیٹا رونا بند کرو ہو جائیں گے زخم ٹھیک کچھ دن تو لگے گے نا دودھ پیو گئی نا دیکھو میں نے تمہارے لیے دودھ گرم کیا ہے تم پی لو گئی نا تو زیادہ درد نہیں ہو گا میں نے بیچ میں ہلدی ملائی ہے وہ تمہارے زخموں کو راحت دے گئی۔

وہ عورت اسکا سر دباتی پیار سے کہہ رہی تھی۔

روتی لڑکی ایک دم چپ ہوئی تھی۔

جانی پہچانی مہک رات کے خاموش اندھیرے میں بہت واضع محسوس ہوئی تھی۔

وہ چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگی تھی جیسے انکی خوشبو کو بے یقینی سے محسوس کر رہی ہو۔

تب ہی دروازہ ٹھک سے نوک ہوا تھا۔

وہ چونک کر دروازے کو دیکھے گئی۔

سردار ہیں۔

وہ اب کی دفع بولی تھی ایک دم بولنے سے ہونٹوں میں کھچاؤ سا لگا تھا درد بھی ہوا تھا لیکن پرواکسے تھی۔

وہ لڑکا چونک کر اس لڑکی کو دیکھتا ماں کے اشارے پر دروازے کے قریب گیا جو چند قدموں کے فاصلے پر تھا۔

کون ہے۔

وہ لڑکا دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھ رہا تھا۔

مسافر ہوں۔

باہر سے آواز آئی تھی اور اندر بیٹھی لڑکی کی جان لبوں پر آئی تھی بھاری دلکش آواز تو اسکے سردار غاذان کی ہی تھی۔

وہ لڑکا ماں کے اشارہ کرنے پر دروازہ کھول چکا تھا۔

ہیر کی چارپائی بائیں دیوار کے ساتھ تھی تو اسے دروازے پر کھڑا وجود نظر نہیں آیا تھا کہ دروازہ دائیں طرف تھا اور بائیں طرف کا حصہ باہر سے نظر نہیں آتا تھا جب تک اندر نا آجاو،

آپ؟

وہ لڑکا حیرت سے اسی شاندار مرد کو اپنے دروازے پر دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

مجھے کچھ پوچھنا ہے۔

وہ سنجیدگی سے کہتا رکا تھا۔

وہ لڑکا اسکے بولنے کا منتظر تھا شاید۔

کیا یہاں ندی میں کسی کو کوئی لڑکی۔

Zubi Novels Zone

بیٹااندر آجاو۔

شفیق سی عورت اس مرد کا تھکا چہرہ ٹھنڈ سے پڑتے نیلے ہونٹ سفید دودھ جیسے رنگ والے مرد کو دیکھتی ہوئی کہہ رہی تھیں کہ وہ بھی دروازے میں آچکی تھی۔

شکریہ میں اندر نہیں آسکتا کیا آج ندی میں کسی کو کوئی لڑکی ملی ہے۔

اسکی بھاری آواز اندر لیٹی لڑکی کو گھٹ گھٹ کر رونے پر مجبور کر رہی تھی آخر کب تک وہ انہیں یونہی اپنے لیے پریشان بے آرام کرتی رہے گی اِس سے اچھا تھا وہ مر جاتی سب کی زندگیوں میں سکون تو آتا۔۔

وہ پتا نہیں کب سے اتنی ٹھنڈ میں اسکے لیے کھجل خوار ہو رہے تھے اور وہ اندر گرم بستر میں لیٹی ہوئی تھی انکی آواز سے ہی انکی تھکان کا پتا لگا گئی تھی وہ اپنے وجود سے ہیر رضا کو نفرت سی ہوئی تھی۔

وہ لڑکی اندر ہے۔

وہ لڑکا مرد سے بولا تھا اور مرد ساکت ہوا تھا حیران ہوا تھا اسکی بات پر۔

نہیں شاید اسے سننے میں غلطی ہوئی ہو۔

کیا کہا ہے تم نے ابھی۔

وہ دوبارہ تیز لہجے میں پوچھتا باہر رکا نہیں تھا اسے سامنے سے ہٹاتا اندر آچکا تھا اور دور چارپائی پر لیٹی کمزور لڑکی کو دیکھ کر اپنی جگہ جامد ہوا تھا پہلی بار اس مرد کی آنکھیں جھلملائیں تھیں جیسے اپنی قیمتی متاع کو زندہ دیکھ کر اس تھکے مرد کے وجود میں نئی روح پھونک دی گئی ہو وہ بے یقین سا اٹھ کر بیٹھتی لڑکی کو دیکھے گیا۔

وہ عورت اسکی بیٹھنے میں مدد کرنے لگی تھی جسکی نظریں بھی اس ایک مرد پر ساکت ہو چکی تھیں جیسے وہ بھی کسی خواب کے

زیرِ اثر ہو اور مردتو جیسے پہلے مرا ہوا تھا لیکن اب اس کی آنکھوں سے بہتا بے رنگ مائع اسکے زندہ ہونے کی نشان دہی کر رہا تھا۔

ہیر !

وہ اسے بھاری لہجے میں پکارتا اس روتی لڑکی کی طرف قدم گھسیٹ کر بڑھنے لگا تھا۔

ہیر کے آنسوں گالوں پر ٹھہرنے لگے تھے۔

وہ ماں بیٹا حیرانی سے دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

ہیر تم زندہ ہو ٹھیک ہو مجھے یقین نہیں آرہا پلیز مجھے یقین دلاو۔۔۔

اسکی چارپائی کے ساتھ نیچے بیٹھتا وہ بڑے مرتبے والا شخص کہی سے بھی سردار نہیں لگ رہا تھا یہ تو کوئی اور تھا جو قیمتی چیز کو کھو کر پھر سے پا چکا تھا

۔

کیسے گر گئی تم اس بہتی ندی میں یہ خدا کا کوئی معجزہ ہے ہیر جو تم زندہ میری نظروں کے سامنے ہو۔

نیچے بیٹھا تھکا ماندہ مرد ہیر کو ساکت کر گیا تھا۔

آپ اوپر بیٹھیں۔

اسکا نیچے بیٹھنا ہیر کو اچھا نہیں لگا تھا۔

جواباً ہونٹ بھیجے وہ اسے دیکھتا رہا اسک زخموں سے چور چہرہ غاذان تیمور کو بہت تکلیف دے رہا تھا آخر کیا تھا وہ شخص ایک معمولی لڑکی کے لیے کون ایسے ویرانوں میں تڑپتا ہے اسے ڈھونڈتا ہے اسکے لیے اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتا وہ شخص شاید خدا نے بنایا ہی اسی کے لیے تھا،

ہیر کہی درد تو نہیں ہے نا۔

وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔

وہ جواباً سر نفی میں ہلا گئی سر ہلانے پر سر کے پیچھے درد سا ہوا تھا۔

ہیر کی آنکھیں برسنے لگیں تھیں اور یہی پر غاذان تیمور کی بس ہوئی تھی اٹھ کر اسکی چارپائی پر اچانک ہی بیٹھتا وہ اس زخموں سے چُور لڑکی کو سینے میں کہی پیوست کر گیا تھا۔

ماں بیٹا شاید ان کا رشتہ سمجھ چکے تھے۔وہ دوسری چارپائی پر بیٹھتے ان دونوں کو دیکھنے لگے تھے جبکہ جانی کی ماں نے اسے دوسری طرف دیکھنے کو کہا تھا جس پر اس نے منہ بسور کر ماں کو دیکھا اور منہ دوسری طرف کر گیا تھا۔

ہیر اسکے سینے میں کہی چھپی ساکت سی تھی پلکیں تک نہیں جھپکیں جو اسکے سینے سے چپکیں ہوئیں تھیں۔

وہ اچانک ہی جھکتا اسکا ماتھا چوم گیا تھا۔

اور ہیر کی تو جان ہی جانے لگی تھی وہ کسمسائی تھی اور سردار نے اسے خود سے الگ کیا تھا۔

وہ سر جھکا گئی تھی سردار کو دیکھنے کی جرات نہیں کی اور ناہی اس میں اتنی ہمت تھی وہ کہاں یہ تصور کر سکتی تھی کہ ایک عام سی لڑکی کو وہ شہزادہ یوں سینے سے لگائے بیٹھے گا لیکن خدا نے اسکی محبت شاید اس مرد کے دل میں ازل سے ڈال رکھی تھی۔

اس سے اسکے رشتے لیے تھے تو جواباً بے مثال مرد اسکی نصیب میں بھی کیا تھا وہ کہتا ہے نا اگر میں کچھ لیتا ہوں تو اس سے بھر کر تمہیں دیتا بھی ہوں بس اسکی زات پر بھروسہ ہونا چاہیئے وہ تو اندھیرے میں بھی روشنی لے آتا ہے پھر وہ اس لڑکی کو کیسے نا وہ شخص دیتا جو خالص دل رکھتا تھا جو رشتوں کا اخترام اپنی جان سے بھر کر تا تھا۔

بیٹا کیا یہ تمہاری بیوی ہے۔

وہ عورت اشتیاق سے پوچھ رہی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

غاذان تیمور نے ہیر سے نظریں ہٹا کر اس بوڑھی عورت کو دیکھا تھا۔

ہاں !

جواباً وہ بولا تھا اور ہیر کو حیران پریشان کر گیا تھا۔

کیا تمہارا نام سردار ہے پتّر۔

وہ عورت پھر سے اشتیاق سے اس مرد سے مخاطب تھی۔

وہ دونوں حیران ہوئے تھے۔

آپ کو کیسے پتا۔

وہ حیرت سے پوچھ رہا تھا.

کچھ دیر پہلے تمہاری بیوی بے ہوشی میں صرف یہی نام پکارے جا رہی تھی۔

ہیر نے شرمندگی سے سر جھکا لیا جبکہ سردار غاذان تیمور نے گہری نظروں سے جھکے سر والی لڑکی کو دیکھا تھا۔

چوٹیں بہت آئیں ہیں بچے میں نے ہلدی والا دودھ بنایا تھا اسنے پیا ہی نہیں ٹھنڈا ہو چکا ہے میں دوبارہ گرم کرتی ہوں تم اسے پلا دینا۔

وہ عورت اٹھتی ہوئی بولی تھی۔

اس نے زرا سی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر سے پلکیں گرا گئی۔

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا تب ہی اسکا فون بجا تھا۔

فون کی گھنٹی خاموش فضا میں اچانک ہی شور برپا کر گئی تھی۔

ہاں۔

وہ سپاٹ سے لہجے میں فون رسیو کرتا ہوا بولا تھا۔

ہیر مل چکی ہے تم لوگ گاڑیاں اور کچھ گرم کپڑوں کا بندوبست کر یہاں چلے آو۔

سنجیدگی سے انہیں بتاتا وہ فون بند کر چکا تھا۔

جبکہ شہنام اور خادم حیران تھے کہ آخر انہوں نے کیسے اسے ڈھونڈ لیا تھا کیا وہ ٹھیک تھی۔

وہ دونوں یہی سوچتے گاڑیوں میں بیٹھے تھے۔

سردار کا حکم ہے آپ ہیر جی کا سامان ہوٹل سے اٹھالیں انکے گرم کپڑوں والا بیگ۔

خادم نے اسے مخاطب کیا تھا اسنے سر ہلا دیا کیا وہ ٹھیک ہے اگر نہیں ہوئی تو وہ اسے چھوڑیں گے نہیں۔۔

گاڑیاں اب ہوٹل کی طرف رواں دواں تھیں رات کا اندھیرا چھٹنے لگا تھا صبح کی سپیدی ہر طرف رونما ہونے لگی تھی تو کیا پھر تکلیف دہ رات کا اختتام ہوا تھا۔

یہ آپکے لیے۔

اس عورت کی طرف بھاری رقم بڑھاتا ہوا وہ بولا تھا۔

ہیر نے اس عورت کا ڈھیلا سا قمیض شلوار پہنا ہوا تھا جو اسکے نازک سراپے پر عجیب ہی لگ رہا تھا۔

اسکے سب گارڈز باہر اسکے انتظار میں کھڑے تھے دھوپ نہیں نکلی ہوئی تھی نیلے آکاش میں سفید بادلوں نے سورج کی روشنی کو ڈھک دیا ہوا تھا

۔

اس عورت نے انہیں دودھ پتی والی سٹرونگ چائے اور ساتھ رسک کھلائے تھے۔

ہیر سے تو کچھ بھی نہیں کھایا گیا تھا کہ ہونٹ ہلانے سے درد سا اٹھنے لگتا تھا اور دوسرا جبڑے الگ سے دکھنے لگتے تھے بمشکل سردار غاذان نے اسے چائے اور دودھ پلایا تھا خود وہ چائے کے ساتھ دو رسک کھا چکا تھا جو اسنے پہلی بار کھائے تھے،

غاذان تیمور پر شاید سردی نے اپنا کام کر دکھایا تھا کہ اسکا چہرہ حد سے زیادہ سرخ تھا اسکے ہاتھ بھی بہت ٹھنڈے تھے جب اسے چائے پلاتے اسکے چہرے سے سردار کے ہاتھ مس ہوئے تھے تو ہیر نے بہت پریشانی اور فکر مندی سے اسے دیکھا تھا تو کیا انہیں سردی لگ گئی تھی۔

وہ بڑی بڑی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی جو اس عورت کو زبردستی پیسے دے رہے تھے۔

آپکے احسان کا بدلہ میں کبھی نہیں چکا سکتا جو آپ نے ہیر کے لیے کیا ہے نا شاید کوئی اپنا کر پاتا آپ کا شکریہ کہنے کے لائیک بھی نہیں میں یہ رقم صرف میں اپنی خوشی کے لیے تحفے کے طور پر دے رہا ہوں کوئی بدلہ نہیں چکا رہا۔

زبردستی پیسے انہیں پکڑاتا وہ بہت بھاری مگر نرم لہجے میں ان ماں بیٹے سے مخاطب تھا۔

جیسے آپکی مرضی۔

اس عورت نے شفیق سی مسکراہٹ سے کہا تھا۔

*

ہیر چینج کرلوگئی نا!

افف اُس شخص کو ہر چیز کا خیال رہتا تھا وہ جان گیا تھا وہ اس سوٹ میں آرام دہ نہیں تھی۔

بیٹا ساتھ والی رسوئی میں کرلو کپڑے چینج اگر کرلوگئی تو۔

وہ عورت چارپائی پر بیٹھی کمزور سراپے والی لڑکی سے محبت سے مخاطب تھی۔

انٹی کرلوں گئی آپ مجھے بس رسوئی تک پہنچادیں۔

سرجھکاتی ہاتھ کی انگلیاں مڑوڑتی ہوئی وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

دوسری چائے کی پیالی پیتا سردار بغور اسے دیکھ رہا تھا چہرہ کیسے زرد رنگ اختیار کر گیا تھا ہونٹ کی سوجن بھی کم نہیں ہو رہی تھی سردار غاذان نے ہونٹوں کو سختی سے بھینچا تھا اسکی نحیف حالت پر۔

ہیر بمشکل اس عورت کے سہارے چلتی وہاں سے جا چکی تھی۔

شہنام باہر گاڑی میں ہی تھا ایک بار اندر جھانکا تھا اپنی متجسس فطرت کے سبب اور اچھی خاصی بے عزتی بھی کروا چکا تھا۔۔

خود تو اندر چائے پر چائے پی رہے ہیں اور ہمیں سردی میں مرنے کے لیے چھوڑ رکھا ہے انہیں بس وہ چڑیل ہی دیکھتی ہے۔

وہ منہ بسور کر خادم سے بول رہا تھا۔

جبکہ خادم نے سنجیدگی سے اسے دیکھنے کے بعد کچھ نا کہا کہ سردار کے خلاف بولنے والے کا وہ حشر نشر کر دیتا تھا لیکن یہاں انکا بھائی نما کزن تھا جو انہیں عزیز بھی بہت تھا۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

شکر ہے آپی سے بات ہوئی وہ ٹھیک ہیں کہہ رہیں تھیں کل موبائیل کہی گر گیا تھا ملا نہیں ابھی شہنام کے نمبر پر میں نے کال کی تھی تو بات ہوئی لیکن ایک بات پریشانی والی ہے آپی کی آواز بہت بھاری تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بہت مشکل سے بول رہی ہوں۔

ناشتہ کرتا وہ تفصیل سے مہرینہ کو بات رہا تھا جو سبز سادے سوٹ میں بالوں کو حسب معمول کھلے سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

ناشتہ وہی بناتا تھا بس چائے مہرینہ کے زمے آچکی تھی وہ صدا کی کام چور لڑکی چائے بھی ناک منہ چڑھاتے ہوئی بناتی تھی۔

میری کوئی زندگی ہے نا کوئی ایڈونچر ہے نا کوئی موج مستی ہے سارا دن میں گھر پر بیکار چیز کی طرح پڑی رہتی ہوں میں نہیں جانتی مجھے گھومنے پھرنے کی اجازت لے کر دو سردار سے ورنہ چڑیل بننے میں مجھے زیادہ وقت نہیں لگے گا یہاں پاس میں ہی پارک ہے میں وہاں روز جایا کروں گئی بچوں کے ساتھ کھیلا کروں گئی جلدی آجایا کروں گئی پڑھائی ورھائی میں دل نہیں لگتا میرا اور ہاں دو گھنٹے پاس میں ہی کمپیوٹر ڈیزائنگ کا کورس کروایا جاتا ہے مجھے وہ کرنا ہے چاہے کچھ بھی ہو۔۔۔

وہ اچانک ہی بولنا شروع ہوگئی تھی اور پھر بولتی ہی گئی تھی۔

جبکہ وہ حیرت سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔

تو آپ یہاں سب گھوم پھر کر دیکھ چکیں ہیں پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہیں ہیں۔

وہ کپ رکھتا خاصے تیکھے لہجے میں بولا تھا جبکہ وہ بھنویں سکیڑے اسے غصے سے دیکھتی رہی۔

تم مجھے اکیڈمی میں داخلہ لے کر دو گئے یا نہیں۔

وہ اچانک ہی کھڑی ہوتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

لے کر دے رہا ہوں مس لیکن پارک جانے کا خیال دل سے نکال دیجئے گا میں یہاں کے لوگوں کو خاص جانتا نہیں ہوں آپ کی خفاظت میری اولین ترجیح ہے شام کو تیار رہیئے گا کروا دوں گا داخلہ۔

وہ بیگ پکڑتا سنجیدگی سے بولتا ہوا جا چکا تھا۔

جبکہ اسنے سر جھٹک کر چائے کا کپ منہ سے دوبارہ لگایا تھا۔

مہرینہ کو کوئی اسکے ارادوں سے باز رکھ سکتا ہے بھلا۔

وہ اب کہ مسکرائی تھی۔

خاصی مشکوک مسکراہٹ تھی میڈیم کی۔۔

وہ سبز رنگ کے کپڑوں میں ملبوس جانے کے لیے تیار تھی جبکہ وہ شاندار سا شخص اس ٹوٹی پھوٹی چارائی پر بیٹھا اس عورت سے کوئی بات کر رہا تھا کہ جب وہ آئی تو وہ سرعت سے اٹھ کر اسکا ہاتھ پکڑ چکا تھا۔

ہیر کو شاید حیران پر حیران کر کے مارنا تھا اسنے۔

اسکا ہاتھ پکڑ کر وہ اس عورت سے اب الوداعی اجازت چاہ رہا تھا۔

بیٹازندگی رہی تواسے لے کرآناجب یہ ٹھیک ہو جائے گئی میں انتظار کروں گئی تم دونوں کا۔

وہ عورت ایک ڈبہ ہیر کی طرف بڑھاتی ہوئی سردار سے مخاطب تھی۔

ضرور آئیں گئے اور کچھ دن رہیں گئے بھی ابھی ہمیں اجازت دیں زندگی رہی تو پھر ملاقات ضرور ہو گئی۔

وہ نرم لہجے میں کہتا ہیر کو لے کر باہر بڑھا تھا گاڑیاں نیچے سڑک پر تھیں کہ گاڑیاں اندر جنگل میں نہیں آسکتیں تھیں۔

ہیر نے وہ سرخ رنگ کا ڈبہ جس پر سفید رنگ کا ڈھکن تھا پکڑ رکھا تھا اور بہت مشکل سے چل رہی تھی۔

ہیر تم ایزی سے چل لو گئی یا نہیں۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

سر جھکاتی وہ نفی میں سر ہلا گئی کہ اسکی ٹانگ میں واقعے بہت درد ہو رہا تھا چلنے سے۔

اوکے۔

کہتے ہی وہ نازک سے اس لڑکی کو ایک لمحے میں بانہوں میں اٹھا چکا تھا۔

ہیر کی جان ایک دم سے لبوں پر آئی تھی اس افتاد پر،

Zubi Novels Zone

غاذان کا ایک ہاتھ اسکی کمر کے نیچے تھا تو دوسرا کندھے کے نیچے تھا اور وہ آرام سے چلنے لگا تھا بنا ہیر کے شاک سے کھلے ہوئے منہ پر دھیان دیئے

،

وہ کسمسار ہی تھی اور پریشان بھی تھی اب اسکا یہ مطلب تو نہیں تھا نا کہ وہ اسے گود میں اٹھا لیں وہ بچی تھوڑا نا تھی، ہووہ جی بھر کر شرمندہ ہو رہی تھی زرد گھلی رنگت میں اب کہی کہی سرخ سی لہریں دوڑنے لگیں تھیں

،

وہ اب نوکیلے پتھروں سے ہوتا نیچے اترنے لگا تھا۔

وہ دونوں ماں بیٹا پیچھے کھڑے ان دونوں کو محبت سے جاتا دیکھتے رہے تھے، جانی بیٹا چلو اندر۔

وہ بیٹے کو کھینچ کر اندر لیں گئیں تھیں جبکہ جانی نے پلٹ کر ضرور اپنی پسندیدہ جوڑی کو دیکھا تھا۔

Zubi Novels Zone

صبح دس بجے کا وقت تھا پرندوں کی چہچہاہٹ رنگے برنگے اگے جنگلی

پھول۔ پھلوں سے لدی ٹہنیاں ہیر کے لیے یہ منظر بہت دلفریب ہوتا

اگر وہ اس مضبوط شخص کی گرفت میں نا ہوتی۔

بات سنیں۔

وہ دھیمے لہجے میں بمشکل بول پائی تھی۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

کہیں۔

وہ نہر کے کنارے پر چلتا بڑے سکون سے بولا تھا۔

میری ٹانگ کا درد ایک دم سے ٹھیک ہو گیا ہے شاید دوا کا اثر ہے آپ

مجھے اتار دیں میں اب چل سکتی ہوں۔

سر جھکا کر بولتی لڑکی کا لہجہ لرز رہا تھا آنکھیں میچ رکھیں تھیں اسنے، اسکے

ایک ہاتھ میں ڈبا تھا تو دوسرا سینے سے چپکا رکھا تھا۔۔

سردار نے سر جھکا کر اسے دیکھا تھا جو آنکھیں سختی سے میچے سرخ پڑتے چہرے سے بڑی نازک حالت میں تھی۔

اوکے !

کہتے ہی وہ اسے زمین پر احتیاط سے کھڑا کر چکا تھا۔

ہیر نے میچیں آنکھیں ڈرتے ڈرتے کھولیں تھیں۔

وہ اسے نہیں نہر کے اچھلتے کودتے پانی کو دیکھ رہا تھا شکر تھا پانی بہاو والا تھا اگر پانی میں ٹھہراو ہوتا تو وہ ڈوب جاتی اسے کونسا تیرنا آتا تھا اسی اچھلتے کودتے پانی نے ہی اسکی ہیر کی جان بچائی تھی وہ تشکر سے پانی کو دیکھتا اسے چلنے کا اشارا کر رہا تھا۔

جی۔

کہتے ہی وہ چلنے کے لیے ہمت مجتمع کرنے لگی تھی،

ہیر چل کیوں نہیں رہی" وہ بے انتہا سنجیدہ تھا۔

چل رہی ہوں۔

کہتے ہی وہ ٹانگ گھسیٹ کر چلنے لگی تھی چہرے پر تکلیف دہ تاثرات رقم ہونے لگے تھے لیکن اب وہ رک نہیں سکتی تھی۔

وہ اسکی چال کو بغور دیکھتا ہوا چل رہا تھا وہ اس سے ایک قدم پیچھے تھا۔

وہ ہچکچا کر اسکا مضبوط ہاتھ تھام گئی تھی کہ وہ اب اور کتنا خود پر ضبط کرتی

۔

اسنے چونک کر اپنے ہاتھ کو دیکھا تھا جہاں نرم ہاتھ کی گرفت خاصی سخت تھی۔

وہ سڑک پر آچکے تھے جبکہ شہنام سرعت سے گاڑی کے اندر بیٹھا تھا کہ ان سب کے سامنے وہ اور ماریا ڈانٹ کھانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔

بیٹھو،

گاڑی کا ڈور کھول کر اسنے احتیاط سے ہیر کو بٹھایا تھا کیا نصیب تھا اس لڑکی کا جس کے لیے گارڈز بھاگ کر ڈور کھولتے تھے اسکے لیے وہ مرد دروازہ کھولے کھڑا تھا پھر ہیر کہتی تھی میری قسمت اچھی نہیں ہے بڑی نا سمجھ تھی وہ آزمائشیں تو پھر اللہ اپنے لوگوں پر ہی لایا کرتا ہے نا،

کمر پر گرم سا احساس کندھے پر نرم لمس ہیر کی تو حواس ہی قابو میں نہیں آرہی تھے اس وقت سے۔

وہ آنکھیں میچے ان پلوں سے نکلنے کے لیے مری جارہی تھی سرخ ڈبہ اسکی گود میں تھا، ہاتھوں پر دستانے پہنے وہ شرم سے چرہ جھکائے بیٹھی تھی۔

نو ڈیڈ راستے میں ہوں بائی روڈ ہی آوں گا ہیر پلین میں کنفر ٹیبل فیل نہیں کرتی آپ فکر نا کریں رات کو پہنچ جاوں گا گارڈز سب ساتھ ہیں ڈونٹ وری، شاید ہر بات باپ سے کرنے کی اسکی عادت تھی۔

باپ سے بات کرتا وہ دو بار چھینکا تھا جس پر ہیر نے فکر مندی سے اسکے کندھے کو دیکھا کہ نظر بس یہی تک ہی اٹھ سکی تھی۔

نو ڈیڈ میں ٹھیک ہوں بس تھوڑا فلو ہو گیا ہے ابھی رکھتا ہوں فون بعد میں بات ہوتی ہے اللہ خافظ۔۔

کہتے ہی اسنے فون رکھ دیا تھا شاید تیمور صاحب کا لیکچر شروع ہو چکا تھا۔
ہیر طبیعت بہتر ہے نا اگر نیند آ رہی تو سیٹ پیچھے کر دوں۔

اففف اتنا نرم لہجہ یہ شخص انسان تھا یا کوئی ہیر کے لیے فرشتہ کہی سے آگیا تھا وہ جان نہیں سکی تھی۔

نہیں ابھی نیند نہیں آرہی۔

وہ دھیمے سروں میں بولی تھی۔

جس پر اسنے سامنے سے نظر ہٹا کر جھکے سر والی لڑکی کو نرم نگاہوں سے دیکھا تھا پھر مسکرایا اسکے آدھے سر پر ٹکی چادر اسے بہت پسند تھی چادر سے جھانکتی شفاف مانگ آج کچھ ٹیڑی میڑی سی تھی شاید سوارا نہیں کیا گیا تھا۔

ہیر ڈبے میں کیا ہے۔

وہ ڈبے کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

پتا نہیں شاید کچھ کھانے کا سامان ہو۔

وہ بولی تھی۔

ہونٹ کی سوجن پہلے سے کم تھی لیکن درد تھا جو بولنے سے ہوتا تھا۔

کھولوں،

وہ اجازت چاہ رہی تھی۔

ہمم۔

وہ کھڑکی سے رخ ہٹاتا ہوا بولا تھا خادم اگلی سیٹ پر تھا وہ تو اپنے سردار کو دیکھ دیکھ کر حیران تھا آخر سردار غازان کا یہ کونسا روپ تھا جو صرف اس لڑکی کے سامنے ہی دیکھنے کو نظر آتا تھا ورنہ وہ بہت سخت تھا ذرا سی غلطی پر انہیں جھاڑ کر رکھ دیتا تھا کسی کام کی دیری اسے پسند نہیں تھی زیادہ بولنے والے لوگ اسے پسند نہیں تھے جسکا وہ انکے سامنے اظہار بھی کر دیتا تھا اگلا بندہ بے چارہ شرمندہ سا ہو کر رہ جاتا تھا۔

ہیر نے سفید ڈھکن ڈبے سے ہٹایا تھا اور ہلکی سی مہک گاڑی کے گرم ماحول میں پھیلی تھی۔

گھی سے لتھڑے پراٹھے اور ساتھ آم مرچ کا فریش سا اچار تھا۔

اسکی بھوک اچانک ہی چمک اٹھی تھی۔

تین پراٹھے تھے،

اسے معلوم تھا سردار غاذان کو ایسے دیسی کھانے پسند نہیں تھے اتنا تو وہ جان ہی گئی تھی انہیں۔

خادم بھِائی کھائیں گے آپ۔

وہ پراٹھوں والا ڈبہ انکی طرف بڑھاتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

جی تھوڑا سا چکھ لیتے ہیں میں اور دلدار۔

وہ ایک پراتھا بے تکلفی سے اٹھاتا ہوا بولا تھا۔

آپ ایک اور لے لیں ناڈرائیور بھِائی کے لیے بھی۔

وہ ایک پراٹھا انکی طرف بڑھاتی ہوئی بولی تھی دلدار کا بھی اسنے اٹھالیا تھا

اب ایک پراٹھا بچا تھا۔

اسنے ایک چھوٹا سا لقمہ لے کر منہ میں رکھا تھا اور آہستہ آہستہ سے

چبانے لگی تھی۔۔

ہیر وویرا ازمائے پراٹھا؟

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا جبکہ ہیر نے پہلی بار حیرت سے اسے دیکھا تھا

جو سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا اونچی لمبی ناک سرخ تھی آج،

لیکن آپ تو یہ نہیں کھاتے نا۔

وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

لیکن آج دل کر رہا ہے میرا اور بھوک بھی ہے۔

خادم نے ہلکی مسکان سے اپنے سردار کی بات سنی تھی تو انہیں اپنی بیوی

کے ساتھ پراٹھا شیئر کرنا تھا شاید۔

آپ کھالیں پھر۔

وہ پراٹھا اسکی طرف بڑھا رہی تھی۔

نہیں میں بس تھوڑا سا لوں گا۔

کہتے ہی اسنے تھوڑا سا پراٹھا توڑا تھا ہیر نے حیرانگی سے انہیں پراٹھا کھاتے دیکھا تھا۔

ہمم نات آ بیڈ۔

وہ لقمہ نگلتا ہوا بولا تھا تب ہی وہ زوروں سے چھینکا تھا اور ہیر کی جان پر بنی تھی۔

افف انہیں کیوں زکام لگ گیا مجھے لگ جاتا نا انکے حصے کا۔

وہ پریشانی سے بڑبڑائی تھی۔

بیڈ پر بیٹھی دونوں ہاتھ گھٹنوں کے گرد باندھے وہ کب سے رو رہی تھی،

آخر کیوں سردار کیوں میں آپ کو نظر نہیں آتی وہ نا تو رتبے اور حیثیت

سے مجھ سے برتر ہے نا حسن میں پھر کیوں وہ لڑکی آپکے لیے زیادہ اہم

ہے آخر میں ایسا کیا کروں کہ آپ کی نظر مجھ پر ٹھہرے نہیں سردار

شائی ہار نہیں مانے گئی آخر کیوں مانوں میں ہار آپ میرے منگیتر تھے

آپ میرے کزن تھے کاش وہ لڑکی آپکی زندگی میں نا آتی تو آج میں آپکی

بیوی ہوتی آپ نے اسے مجھ پر فوقیت دے کر اچھا نہیں کیا سردار غاذان

تیمور۔

وہ روتے ہوئے شدت سے خلق پھاڑتی ہوئی چلائی تھی۔

شائی آپکو کبھی اسکا نہیں ہونے دے گئی آخر کب تک اسے بچائیں گے

مجھ سے۔

وہ اس بار نفرت سے ہولے سے بڑبڑائی تھی۔

راستے میں فوڈ پوائنٹ ریسٹورینٹ میں اسنے سارے گارڈز کو کھانا کھلوایا تھا ہیر گاڑی میں ہی تھی جبکہ چھپ چھپاتا شہنام اسکی گاڑی کے نزدیک آگیا تھا۔

ہائے چڑیل کیسی ہو مجھے دو تھپڑ پروا کر پڑ گئی ٹھنڈک دل میں۔

وہ اسکی گاڑی کی کھڑکی میں آتا بھنبھنایا تھا۔

ہیر نے حیرت سے اسے دیکھا پھر مسکرائی تھی۔

ایسی ویسی ٹھنڈک نہیں پڑی، تمہیں تو اور دو تین تھپڑ پروا کر ہی مزہ آئے گا مجھے۔

وہ بمشکل مصنوعی غصے سے بولی تھی ایسا تھا پھر ایسا ہی سہی۔

تم خود گری تھی میں نے کوئی دھکا تو نہیں دیا تھا چڑیل رانی کو۔

مجھے چڑیل کہا تو شکایت کردوں گئی تمہاری۔

وہ غصہ ہوئی تھی۔

اب تم جو ہو وہی تو بلاوں گا۔

وہ چلایا تھا۔

پھر سے کہو ذرا جو ابھی کہا ہے۔

پیچھے سے اسکے کندھے پر اچانک ہی ہاتھ پڑا تھا۔

تم پریوں کی رانی ہو تو رانی ہی کہوں نا چڑیل تھوڑے نا کہوں گا اب آپ ہی بتائیں سردار غاذان کیا میں نے کچھ غلط کہا ہے۔

وہ پہلے تو پریشان ہوا تھا، پھر فق ہوتے چہرے سے منمنایا تھا۔

چلو اندر جا کر لنچ کرو اور ہاں فضول بکواس مت کیا کرو۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ غصے سے بولتا اسے جانے کا اشارا کر گیا تھا جبکہ وہ جاتے جاتے بھی اسے چوری سے گھورنا نہیں بھولا تھا۔

جبکہ وہ مشکل سے اپنی مسکراہٹ ضبط کیے ہوئے تھی۔

کچھ کھانا ہے۔

شفقت بھرا لہجہ ہیر کے چار سوں گونجا تھا۔

صرف چائے۔

وہ بولی تھی۔

ہمم۔

اسنے کسی کو اشارا کیا تھا اور تین چار منٹ میں ایک لڑکا نفیس سے کپس میں چائے لے آیا تھا۔

Zubi Novels Zone

ہیر چائے پیتی باہر کھڑے سردار کو چوری چوری دیکھ لیتی تھی جو ایک ہاتھ سے چائے کا کپ تھامے تو دوسرے سے فون کان سے لگائے کسی سے ٹہلتا ہوا بات کر رہا تھا۔

ہیر کو اچانک ہی اپنے وجود کے گرد اسکی مضبوط جان لیوا گرفت محسوس ہوئی تھی،

پیشانی پر ٹھنڈے ہونٹوں کا لمس۔

افففف یہ کیا ہو رہا ہے مجھے میں ایسا ویسا کیوں سوچ رہی ہوں۔

وہ پریشان اور شرمندہ ہوئی تھی خود سے۔

وہ باقی کا سارا راستہ سوتی آئی تھی غاذان تیمور نے اسکی سیٹ پیچھے کی طرف کر دی تھی تو وہ ایزی سے سوتی رہی تھی ڈینر کے ٹائم وہ لوگ گھر پہنچے تھے لیکن غاذان نے اسے اس محل پہنچ کر اٹھایا تھا شہنام بھی ساتھ

ہی تھاوہ ہنوز منہ بسورے ہوئے تھا جبکی سردار غاذان کو زرا پروا نہیں تھی آخر اسنے غلطی کی تھی تو اتنی سزا تو بنتی تھی نا۔

نوراں،

مین ہال میں پہنچتے ہی اسنے خاص ملازمہ کو پُکارا تھا جو کسی بوتل جن کی طرح پل میں حاضر ہوئی تھی۔

سب لوگ حیرانگی سے ہیر کا چوٹوں سے بھرا چہرہ دیکھ رہے تھے لیکن پوچھا کسی نے نہیں تیمور صاحب اور سہیر خانم دعوت پر تھے اسلیے وہ نہیں تھے وہاں جبکہ مہدیہ دور کر ہیر کے پاس آتی نوراں سے پہلے ہی اسے تھام چکی تھی۔

سردار بھائی کیا ہوا ہے سردار بھابھی کو۔

وہ پریشانی سے کمزور لڑکی کو دیکھتی سردار غاذان سے مخاطب تھی جبکہ ان دونوں نے ہی ایک دم سے مہدیہ کو دیکھا تھا اِس نئے رتبے سے متعارف کروانے والی وہی لڑکی تھی۔

جبکہ تھوڑا پیچھے کھڑے شہنام نے دلچسپی سے اس خوبصورت سی لڑکی کو دیکھا تھا۔

ہیر کا چھوٹا سا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا تم اسے کمرے میں لے جاؤ اور کھانا کھلا دو تب تک ڈاکٹر بھی پہنچ جائیں گے۔

ماتھے کی کنپٹی دباتا وہ شہنام کو پیچھے آنے کا اشارا کرتا اپنے نچلے والے روم کی طرف بڑھا تھا۔۔

جبکہ شہنام نے چوری سے پیچھے مڑ کر اس لڑکی کو دیکھا تھا جو احتیاط سے ہیر کو سیڑیں چڑھا رہی تھی۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ڈاکٹر نے اسکے زخموں پر بینڈ تج کر دی تھی دو طاقتورا نجیکشن بھی لگائے تھے۔

وہ دواؤں کے زیر اثر شام سے سوتی رہی تھی کہ پھر اسکی آنکھ رات کے پچھلے پہر کھلی تھی۔

چہرہ پسینے سے تر لیے وہ اٹھی تھی۔

اسکا دل گھبرانے لگا تھا کہ دوائیں زیادہ گرم تھی اور اسنے کھایا کچھ خاص نہیں تھا۔

کمبل پرے ہٹا کر وہ اٹھتی ہوئی باہر نکل آئی تھی ٹانگ میں درد نہیں ہو رہا تھا اس لیے وہ ننگے پاوں چکنے فرش پر آسانی سے چل رہی تھی۔

کہاں جا رہی ہو،

پیچھے سے آتی روعب دار آواز اسکے قدم زمین سے جما گئی تھی۔

یہ آواز تو تیمور خانم کی تھی وہ پیچھے پلٹی نہیں تھی بس سہمے زرد چہرے سے سر جھکا گئی۔

رات کے اس وقت کہاں جا رہی ہو۔

وہ سنجیدگی سے اسکے قریب آتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔

کچن میں۔

اسنے سچ ہی بولا تھا۔

! کیوں

اسکے جھکے سر کو دیکھتے ہوئے وہ پوچھ رہے تھے۔

ہیر کے خلق میں گولا سے بننے لگ تھا۔

بھوک لگی ہے۔

بھرائے ہوئے لہجے میں انگلیاں چٹخاتے ہوئے وہ بولی تھی۔

Zubi Novels Zone

تو اس میں رونے والی کیا بات ہے اور انگلیاں مت چٹخاو بری عادت ہے

یہ'

ہیر نے حیرت سے انکا نرم رویہ سنا تھا پھر انہیں دیکھا جو اسے ہی دیکھ

رہے تھے پہلے کی طرح آنکھوں میں غصہ و نفرت نہیں تھی بلکہ نرم سا

گوشہ ہیر رضا کو محسوس ہوا تھا۔

وہ اسکے معصوم چوٹوں بھرے چہرے کو آج پہلی بار تاسف سے دیکھ

رہے تھے۔

جاو فریج میں کھانا ہو گا اسے اوون میں گرم کر کھالو اور ہاں رات کو کھا

کر سو یا کریں۔۔

کہتے ہی نرم نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے

تھے جبکہ وہ دنگ نظروں سے پلٹ کر انکی پشت دیکھنے لگی تھی۔

کیا میں خواب میں ہوں۔

جلدی سے بازو پر چٹکی کاٹی لیکن نہیں یہ تو حقیقت ہی تھی۔

نہیں یہ میرا وہم ہو گا پھر۔

وہ ابھی بھی اپنی نظروں کا وہم سمجھ رہی تھی۔

ہیر یہاں کیا کر رہی ہو۔

وہ بھی اسی سائیڈ سے آ رہا تھا جہاں سے تیمور صاحب آئے تھے شاید وہ دونوں کہی ساتھ گئے تھے۔

وہ چونک کر سامنے سے آتے دلکش شخص کو دیکھنے لگی تھی۔

وہ رف سی سفید ٹی شرٹ جسکے سلیوز بہت ہاف تھے نیچے براون پینٹ پہنے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں گھسائے نرمی سے اس سے استفسار کر رہ تھا۔

(بھوک کا کہا تو ڈانٹیں گئے کہ رات کو کھانا کھا کر سویا کرو)

وہ ایسے ہی بس نیند آ رہی تھی تو باہر چلی آئی اب دوں گئ میں۔

وہ کہتے ہی پلٹ گئی تھی کہ انکا سامنا کرنے کے لیے اس میں ہمت ناپید تھی۔

رکو ہیر !

اسکی سنجیدہ بھاری آواز پر اسکے قدم زنجیر ہوئے تھے ماتھے پر وجود پر نرم گرم لمس پھر سے جگنے لگا تھا ہیر کی آنکھیں نمی سی چھلکیں تھی اپنی غیر ہوتی حالت پر۔

Zubi Novels Zone

ہیر کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔

وہ اسکے سامنے آتا فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔

وہ متورم بھیگی پلکیں اٹھاتی انہیں دیکھنے لگی تھی اسکی گیلی آنکھیں دیکھ وہ بری طرح چونکا تھا۔

کیا ہوا کیا پین ہے کہی۔

وہ پریشان ہوتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

نہیں۔

رندھے گلے سے وہ بمشکل بول پائی تھی۔

تو پھر کیوں رو رہی ہو کوئی بلاوجہ نہیں روتا ہیر اس لیے رونے کی وجہ بتاو ،یوں پریشان مت کرو مجھے۔

وہ اسکے کندھوں کو تھامتا ہوا پریشان ہوا اٹھا تھا۔

بھوک لگ رہی ہے اور سر بھی درد ہے اس لیے روئی ہوں۔

بہت ہی معصومانہ لہجہ تھا اسکا جس پر وہ حیرانگی سے اسکی بھیگیں پلکوں کو دیکھتا ایک قدم پیچھے ہوا تھا۔

تو اس میں رونے والی کا بات تھی ہیر کوئی کام کانفیڈنس سے بھی کیا کرو یوں رونے سے مسلے حل ہوتے تو ساری دنیا رونے بیٹھ جاتی خبر دار آئندہ یوں بلاوجہ روئی تو۔

وہ اب کہ اسے سختی سے ڈانٹ رہا تھا۔

ہیر لرز کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔

اسے ڈرتے دیکھ وہ پیشانی تھامتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔

جبکہ وہ ساکت وجود سے کافی دیر وہی ٹھہری رہی تھی۔

انکا یوں چلے جانا اسے پریشان کر گیا تھا۔

کیا ضروت تھی رونے کی وجہ چاہیے بس ان آنسو کو نکلنے کی۔

سختی سے آنسو پونچھے اور ان پر غصہ بھی ہوتی وہ سامنے کوڑیڈور کے سرے پر بنی بالکنی کی جانب بڑھ گئ تھی۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سفید ریلنگ پر ہاتھ جمائے وہ آسمان کو تکنے لگی تھی۔

آج آسمان سیاہ تھا بادلوں نے آسمان پر اندھیرا کر رکھا تھا کوئی کوئی ستارا نظر آرہا تھا ٹھنڈی ہوا جنگل کی گہری تاریکی وہاں سے آتی کسی جانور کی خوفناک آواز پر وہ ڈر سی گئی تھی۔

کہی کوئی ڈائن یا جن نا ہو میں ہوں بھی یہاں اکیلی بھاگ جا ہیر یہاں سے۔

جنگل کو سہمی نظروں سے دیکھتی وہ پلٹ کر چیخی تھی ایک دم سے سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر اسنے بے ساختہ ہیر کے ہونٹوں پر نرمی سے ہتھیلی جمائی تھی۔

ہیر۔

تنبیہ کرتی آواز اسکے کپکپاتے وجود کو ساکت کر گی تھی

وہ اندھیرے میں انہیں دیکھ نہیں سکی تھی اسلیے بے ساختگی میں ڈر سی گئی تھی۔

وہ ایک ہاتھ میں ٹرے پکڑے دوسرے سے اسکے سوجے ہونٹوں پر ہتھیلی رکھے اپنے پورے قد سے کھڑا ہیر کو مبہوت کر گیا تھا۔

کیوں چیخی ڈر گئی تھی کیا۔

وہ ہتھیلی ہٹاتا اسکی اسی ہاتھ سے کلائی پکڑے ساتھ لیجاتا ہوا نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

جی۔

ساتھ چلتی لڑکی کی پھنسی سی آواز نکلی تھی۔

وہ اسے اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔

بیٹھو !

اسے بیٹھنے کا شارا کرتا ٹرے شیشے کے چمکتے ٹیبل پر رکھتا وہ لائٹ آن کرنے بڑھا تھا۔

بیٹھو اور سٹارٹ کرو۔

وہ کھانے کی طرف اشارا کر رہا تھا۔

وہ جھکی نظروں سے ہی ٹرے کا جائزہ لینے لگی تھی۔

چائے کے دو کپ ایک طرف چھوٹی سی پلیٹ میں سپائسی نوڈلز تھے جو رات کو مہدیہ نے بنائے تھے وہ وہی گرم کر کے لے آیا تھا۔

ہیر ٹھنڈے ہو جائیں گئے۔

وہ اپنا کپ اٹھا کر بالکنی میں آ کھڑا ہوا تھا اور اسے ٹوک بھی دیا جو ہاتھ پر ہاتھ رکھے ساکت سی بیٹھی تھی۔

انکے کمرے میں پھیلی انکی دلفریب مہک اسے کھانا کھانے کہاں دے رہی تھی اسنے پہلی بار کمرے کا جائزہ لینا شروع کیا تھا۔

افففف کمرہ بہت زیادہ بڑا تھا سارا کمرہ سفید تھا حتیٰ کے فرنیچر بھی سفید رنگ سے سجا بہت نمایا تھا اس بڑے سے کمرے میں دو شیشے کی والز تھیں، کمرے کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا ایک حصے میں اسکا بیڈ تھا ڈرائسنگ ٹیبل تھا جہاں رنگ برنگی پرفیومز کا ڈھیر تھا،

بیڈ پر لگے سفید کڑھائی والے ریشمی پردے بیڈ کو چاروں طرف سے کور کیے ہوئے تھے۔

ایک طرف اوپر کو جاتی سیڑیاں جو ساری سٹیل کی تھیں ان پر سفید پینٹ تھا ریلنگ پر ننھے قمقمے سجے ہوئے تھے شاید وہ سیڑیاں ٹیرس پر جاتی تھیں۔۔

سفید للی کے پھول کمرے میں جابجا گولدانوں میں سجے ہوئے تھے جبکہ دوسرے حصے میں سفید سلک کا صوفہ سیٹ پوری دیوار جتنی کبڈ جسکے

دروازے سفید شیشے کے تھے دیواروں پر مہنگی نصب پینٹنگزاور پھر اسکی نظرایک جگہ ساکت ہوئی تھی بلکہ ٹھہر سی گئی تھی وہ تھی غاذان تیمور کی کالج کے دنوں کی خوبصورت انلارج تصویر،

ایک ہاتھ میں گولڈ کا میڈل تو دوسرے میں سنہری چمک والا لمبا سا کپ سنہری آنکھوں میں بے انتہا چمک تھی جیسے سارے جہاں کے ستارے ان میں کُوٹ کر ڈال دیئے گئے ہوں گلے میں بلیک ٹائی سفید شرٹ بلیک پینٹ میں وہ نوجوانی کی تصویر تھی لیکن بے مثال تصویر تھی کہ نظر وہ تصویر اپنی طرف باندھ لیتی تھی۔

وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

ہیر روم پسند آیا کیا تمہیں بھی ایسا روم بنوانا ہے۔

وہ بڑے نرم لہجے میں عام سی لڑکی سے مخاطب تھا۔

ہیر ٹھٹھکی۔

تو کیا وہ اسکی جائزہ لیتی نظروں کو پکڑ چکا تھا۔

جواب نہیں دیا کیا ایسا روم چاہیے۔

وہ اسکے قریب آ کر بیٹھتا ہوا بولا تھا۔

نہیں میں تو بس ایسے ہی دیکھ رہی تھی۔

وہ جلدی سے کہتی نوڈلز کا چمچ منہ میں رکھنے لگی تھی لیکن نوڈلز اسکی پکڑ سے پرے اں تھے وہ منہ میں جانے کی بجائے اسکی گود میں آ گرے تھے۔

ہیر نے بے ساختہ انہیں دیکھا۔

جبکہ وہ اسکی گود میں گرے نوڈلز کو دیکھ رہا تھا۔

ہیر جی بھر شرمندہ ہوئی تھی۔

وہ خود ہی گر گئے ہیں میں نے نہیں گرائے۔

وہ ہلکا سا منمنائی تھی۔

آئی نوا نہیں کھانے کے لیے اس چمچ کو یوز کرتے ہیں اور ایسے کر کے منہ میں ڈال لیے جاتے ہیں۔

وہ فورک کو پکڑ کر نوڈلز کو ان کے گرد لپیٹ کر بڑے نرمی سے کہہ کر اسکے ہونٹوں کے قریب کر گیا تھا۔

ہیر نے دنگ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

جبکہ وہ زیرِ لب مسکان سجائے فورک کو اسکے ہونٹوں کے مزید نزدیک کر گیا تھا۔

ہیر منہ کھولو۔

اسکے نرمی سے کہنے پر وہ منہ بے ساختہ کھول گئی تھی اور اب سر جھکائے منہ ہلا رہی تھی۔

ہیر یہ کھانے کے لیے ہیں دوبارہ منہ کھولو۔

وہ اسے ساکت بیٹھا دیکھ کر پھر سے فورک اسکے ہونٹوں کے نزدیک کر گیا تھا۔

ہیر کی نظریں اسکے سوفٹ ملائم اور مضبوط ہاتھوں پر جم گئی تھیں وہ بڑے پیار سے اسے کھلا رہا تھا اور وہ کھا رہی تھی بنا کوئی سوال جواب کیے بس کھائے جا رہی تھی۔

جبکہ نظریں اسکے متحرک ہاتھوں پر تھیں۔

شاباش گڈ گرل۔

وہ کہتے ہی ہاتھ نیپکن سے صاف کرتا واش روم میں چلا گیا تھا۔

اور وہ جلدی سے وہاں سے نکلنے کے لیے وہاں سے بھاگی تھی۔

وہ کمرے کو اسکے وجود سے خالی دیکھ مسکرایا تھا۔

Zubi Novels Zone

پھر دروازہ ہلکا سا کھول کر لمبی سی راہدری پر نظریں جمائیں تھیں جہاں وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔

وہ چمکتی آنکھیں لیے روم میں واپس آتا تمام لائٹس گل کر کے اپنے مسٹر بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔

محل میں صبح سب جلدی اٹھ جایا کرتے تھے سورج نکلنے سے پہلے یہاں کے لوگ بستر چھوڑ دیتے تھے،

گھر کی خواتین کے زمے بس کچن کا کام ہوتا تھا کہ مرد حضرات کو ملازموں کے ہاتھوں کا بنا کھانا پسند نہیں آتا تھا۔

, ملازم اپنا اپنا کام مستعدی سے سرانجام دے رہے تھے

وہ سیڑیوں پر کھڑی تذبذب میں تھی کہ نیچے جائے یا نہیں ہونٹ کی سوجن اب بالکل ختم ہو چکی تھی وہ دو دن سے اپنے کمرے میں ہی تھی خیام نے ملنے کے لیے کہا لیکن اسنے منع کر دیا کہ وہ پریشان ہو گا اسلیے سٹڈی کا بہانا بنا کر وہ اسے ٹال گئی تھی،

مہدیہ کا اسے بہت سہارا تھا وہ کالج سے آکر کچھ وقت اسکے پاس بیٹھتی تھی پھر وہ سوتی تھی اسکے بعد کچن کے چھوٹے موٹے کام نبٹا کر پڑھائی لیکن رات کو وہ پھر اسکے پاس آجاتی آدھے گھنٹے یا دس پندراں منٹس کے لیے، وہ بہت اچھی عادات کی مالک تھی غرور زرا نہیں تھا اسے کسی بات کا وہ بولتی رہتی اور رہیر بہت توجہ سے اسکی بے تو کی باتیں سنتی رہتی

۔

سردار غاذان کل سے آوٹ آف سٹی تھے وہ ابھی تک واپس نہیں آئے تھے۔

اسنے بھاری پلر کے پیچھے ہوتے ڈائننگ ٹیبل پر نظریں دوڑائیں تھیں جہاں سب بڑے خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے آج تو ایک نئے چہرے کا بھی اضافہ تھا ڈائنگ ہال میں وہ تھا شامیر شرمین کا چھوٹا بیٹا جو رات کو ہی ابروڈ سے واپس آیا تھا سٹڈی کمپلیٹ کر کے، وہ ایک خوش شکل نوجوان تھا۔

لڑکیاں بھی جلدی جلدی ناشتے کا کام سرانجام دے رہی تھیں کہ انہیں کالج جو جانا تھا۔

وہ گہری سانس لیتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی ملازمہ اسکا ناشتہ لے آئی تھی ناشتہ رکھ کر وہ چلی گئی تب وہ ناشتہ کی پلیٹ کو بے دلی سے دیکھنے لگی تھی۔

چائے کا کپ دو تین سلائس جیم کی شیشی اور ساتھ ہاف فرائے انڈہ تھا۔

اسے یہ ناشتہ نہیں پسند تھا وہ تو شروع سے ہی صبح سویرے پراٹھا چائے کے ساتھ کھاتے تھے اور گھی نا ہو تو سوکھا پراٹھا بھی وہ شوق سے کھاتی تھی کبھی کبھی تو امی نائلہ دہی بھی جمالیتی تھی ان دونوں کے لیے جب کبھی دودھ بچ جاتا تو،

اسے خقیتاً دہی بہت پسند تھا اور پراٹھے کے ساتھ مل جاتا تو اسکی موج ہو جایا کرتی تھی اور یہاں وہ جب سے آئی تھی یہ سلائس اور کچا پکا آنڈہ جو اسے زرا پسند نہیں تھا۔

وہ منہ بسورے دور جا بیٹھی تھی۔

وہ آ کیوں نہیں رہے پرسوں دیکھا تھا انہیں اور انہوں نے فون بھی نہیں کیا مجھےؒ۔

وہ نئے آئے نوبائل کو دیکھتی خفگی سے بڑبڑائی تھی۔۔

آنکھیں گیلی ہونے لگیں تھی بھوک اور انکی غیر موجودگی سے۔

آپ کب آئے گے جب آپ یہاں ہوتے ہیں ناتواس محل کی ہوا بھی اپنی لگتی ہے اور جب آپ نہیں ہوتے تو ایسا لگتا ہے غیروں کی بھیڑ میں کہی گھم سی ہوں میں۔

وہ گیلی آنکھیں بے دردی سے پونچھتی خود سے ہم کلام تھی۔

پیلے رنگ کے سوٹ میں زرد رنگت چہرہ لیے وہ برسوں کی بیمار لگتی تھی

۔

بالوں کو شاید کنگھی بھی نہیں کی گئی تھی جو وہ الجھے سے کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔

وہ کافی دیر اِدھر اُدھر ٹہلتی رہی تھی کھانا میں سے چائے کا کپ خالی تھا باقی سب کچھ جوں کا توں پڑا ہوا تھا۔

ملازمہ برتن اٹھا کر لے گئی تھی اور وہ میڈیسن کھا کر سونے کے لیے لیٹ گئی تھی کہ دل ہی نہیں لگ رہا تھا اسلیے وہ آنکھیں موندیں نیند کے انتظار میں تھی۔

مہرینہ صبح پارک جاتی دوپہر کو اکیڈمی پھر وہاں سے چار بجے آتی تھی خیام نے اسکے لیے گھر میں کیبل لگوادی تھی۔

وہ اب تھوڑا بہت کھانا بنا لیتی مثلاً الوانڈے جو بہت بے ذائقہ ہوتے تھے چھوٹی سی روٹی بھی بنا لیتی جو آدھی پکی ہوتی تو آدھی جل جاتی مکس سبزی بھی بنا لیتی تھی خیام کو دیکھا دیکھی وہ کچھ نا کچھ بنا لیتی تھی اسکے آنے سے پہلے کہ کہاں وہ بے چارہ تھکا آتا تھا پھر کچھ بنانے کو کھڑا ہو جاتا تھا اب وہ روز روز بازار سے تو لانے سے رہا۔

آج اسنے موبائیل سے دیکھ کر ویجیٹیبل رائس بنائے تھے جن کا رنگ بہت زیادہ پیلا تھا شاید اسنے ہلدی زیادہ ڈال دی تھی چاول گھل بھی زیادہ گئے تھے۔

چاول بنا کر انہیں ڈھک کر وہ نہانے چلی گئی تب ہی اسے لاونج میں خیام کی موجودگی کا احساس ہوا تھا وہ صوفے پر بیٹھا آستین کے بٹن کھول کر انہیں کہنیوں تک موڑے اسے دیکھتا ٹھٹھکا تھا۔

وہ شاکنگ گلابی رنگ کے سوٹ پر کالی چنڑی کندھے پر ڈالے گیلے بال کھولے اسکے قریب ہی آرہی تھی۔

آج تم پہلے سے لیٹ آئے ہو، کہاں تھے کیا کسی گرل فرینڈ سے ملنے چلے گئے تھے۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھتی تیکھے چتونوں سے اسے دیکھتی ہوئی پوچھ رہی تھی

۔

وہ جواباً کھڑا ہوتا مسکرایا تھا۔

مہرینہ نے چبتی نظروں سے اسکی مسکان دیکھی تھی۔

.وہ اسکے قریب آکر رک چکا تھا

مہرینہ نے حیرانگی سے اسکی نزدیکی نوٹ کی۔

کیا مسلہ ہے مسکرائے کیوں جا رہے ہو اور نظریں کہی اور جمالو کیا پہلی بار خوبصورت لڑکی دیکھ رہے ہو۔

وہ غصے سے پوچھتی دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔

وہ جواباً پھر سے مسکرایا۔

جس پر وہ تپی تھی۔

اپنی عمر دیکھو اور حرکتیں دیکھو کیسے دیکھ رہے ہو شرم نہیں آتی تمہیں۔

وہ پہلی بار اسکی مسکراتی نظروں سے خائف ہوتی ہوئی پھنکاری تھی۔

آئی تھنک بیوی کو بے شرمی سے دیکھا جا سکتا ہے۔

وہ کہتے ہی اسکی گیلی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسنے لگا تھا جبکہ وہ کرنٹ کھا کر اسکا ہاتھ جھٹکتی ہوئی حیران ہوئی تھی۔

خبر دار اگر مجھے بیوی سمجھا تو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا اور اگر ایسی چھچھوڑی حرکتوں سے باز نا آئے تو سردار سے شکایت کر دوں گئی تمہاری۔

وہ کہتے ہی پلٹی تھی ارادہ کچن کی طرف جانے کا تھا۔

کیا کہیں گئی آپ سردار سے۔

وہ ایک دم سے اسکے سامنے آتا ہوا شرارت سے پوچھ رہا تھا۔

جواباً اسکا رنگ سرخ پڑا تھا۔

تم سے مطلب جو بھی کہوں میں وہ میری ہر بات سنتے ہیں اور تم نا زرا چھچھوڑے دوستوں سے دور رہا کرو کل دیکھے تھے میں نے تمہارے مسٹنڈے یار۔

غصے سے کہتی وہ کچن میں چلی گئی تھی۔

جبکہ وہ ہاتھ پشت پر باندھے اسکی پشت کو مسکراتی نگاہوں سے دیکھتا رہا تھا۔

وہ اسکی نظریں خود پر محسوس کر کے خوب جل بھن رہی تھی۔

جبکہ وہ مسکرائے جا رہا تھا اسے تپانے کے لیے۔

پلیز مہرینہ آپ کو کنگ مت کیا کریں۔

وہ فریش ہو کر اسکے پیچھے آتا پریشانی سے چاول کو دیکھتا ہوا بے بسی سے بولا تھا۔

روز بنایا کروں گئی سمجھے تم اور یہی کھاو گئے تم آئے بڑے کو کنگ ایکسپرٹ کہی کے۔

وہ ڈونگا ڈائننگ ٹیبل پر پٹختی ہوئی چیخی تھی۔

جبکہ خیام کا قہقہ بڑا جاندار تھا۔

دوپہر 12 بجے کا وقت تھا جب باہر پارکنگ میں بہت سی گاڑیوں کے رکنے کی آوازیں آئیں تھیں۔

ہیر بیڈ سے سرعت سے اٹھتی کھلی کھڑکی میں دوڑتی ہوئی آئی تھی سب گارڈز ایک ساتھ پیچھے کھڑے تھے اور وہ براون چشمہ گریبان میں ٹکاتا مسکراکر کسی آدمی سے محو گفتگو تھا چاکیلٹ کلر کی فٹنگ والی شرٹ خاکی کی کلر کی پینٹ میں وہ اپنے دراز قد سے نمایا تھا وہاں۔

اسکی مسکان ہیر کی ساری تھکن اتارا لے گئی تھی۔

اسکے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پیکٹ تھا جبکہ خادم اسکا چھوٹا سا کیری پکڑے اندر چلا گیا تھا۔۔

الوداعی اس آدمی سے ہاتھ ملاتا وہ اندر کی طرف بڑھا تھا۔

ایک اچٹی سی نگاہ کھڑکی میں کھڑے وجود پر ڈالتا وہ اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔

وہ ہال میں بِیٹھا تیمور سہیر خانم سے میٹینگ اور ڈیٹز کے بارے میں بات کر رہا تھا۔

جبکہ اوپر کھڑا وجود پلر کے پیچھے چھپا اسکا چہرہ دیکھ دیکھ کر روح کو راحت پہنچا رہا تھا۔

وہ مسکراتی ہوئی پلر سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئی اب جا کر لگا تھا کوئی ہے جو اسکا اپنا ہے جسکے ہونے نا ہونے سے اسے بہت فرق پڑتا تھا۔

غاذان تیمور نے پلٹ کے پیچھے سے اڑتے پیلے انچل کو دیکھا تھا نگاہوں میں حیرانگی نہیں تھی وہ جانتا تھا ہیر اسے مس کر رہی ہو گئی اس لیے تو وہ جلدی آ گیا تھا کیونکہ وہ لنچ پر وہاں بطور خاص خیثیت انوائٹ تھا لیکن وہ آ گیا تھا ان سے بنا معذرت کیے۔

جاو بیٹا تھک گئے ہو گے۔

تیمور صاحب کو اسکی بے آرامی کا خیال آیا تھا وہ سر ہلاتا واچ پر ٹائم دیکھتا خادم کو جانے اشارا کرتا خود اوپر کی طرف بڑھ گیا تھا۔

نوشین اور شرمین دونوں کچن میں اسکے لیے تازہ کھانا بنانے کھڑیں ہو چکیں تھیں۔

ہیر۔

وہ جواب کمرے میں جانے کی تیاری میں تھی اسکی نرم آواز پر ایک دم سے اسکی طرف پلٹی تھی۔

وہ اب اسکا جائزہ لے رہا تھا ملگجے سے کپڑے بکھرے بالوں کو پونی میں قید کر لیا گیا تھا پاوں ہنوز جوتی سے فارغ تھے۔

میرے ساتھ آو۔

وہ سنجیدگی سے کہتا اسکے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

وہ بھی حیرانگی سے اسے اپنی کمرے کی طرف بڑھتا دیکھ اسکے پیچھے ہی تھی۔

کپڑے لو اور شاور لے کر آو یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے برسوں کی مریضہ لگ رہی ہو تم، مرر میں دیکھو زرا خود کو, تمہارے جتنی لڑکیاں کیسے ہر وقت بنی سنوری رہتیں اور تم۔

وہ سنجیدگی سے کہتا اسے مرر کے سامنے لے آیا تھا۔

وہ ساکت سی اپنے ملگجے سے سراپے کو دیکھ کر اسکے نک سک سے سراپے کو دیکھنے لگی تھی۔

وہ شرم سے مرنے کو تھی۔

ہیر مجھے خود کو مین ٹین رکھنے والے لوگ پسند ہیں تمہیں دیکھ کر ایک پل کو میں دھک سے رہ گیا تھا کیا کوئی ایسے لاپرواہی برتتا ہے خود سے جیسے میری ہیر نے برتی ہوئی ہے نہیں ہیر مجھے آج تم پر بہت غصہ آرہا ہے میں بیک گارڈن جارہا ہوں فریش کو وہی آجاو لنچ تیار ہے تقریباً آئی تو ناشتہ بھی گول کر چکی ہو گئی تم۔

Zubi Novels Zone

اسکی تیزی سے بھیگتی آنکھیں دیکھ کر وہ تاسف سے صرف یہی کہہ سکا تھا جبکہ اسکی آنکھیں تو کسی اور بات پر بھیگی تھیں انکی ڈانٹ پر تو نہیں۔

ہیر ہری اپ۔

کہتے ہی وہ وہاں سے پلٹ گیا تھا۔

میری ہیر،

میری ہیر،

میری ہیر،

نچلا ہونٹ اوپر والے ہونٹ میں دبائے وہ تو اس سمے کے فسوں میں تھی جب اسکے ہونٹوں نے تیزی سے میری ہیر کہا تھا شاید وہ تو کہہ کر بھول چکا ہو لیکن وہ بھولی نہیں تھی۔

شرم سے مرنے کا مکان ہے ہیر تم ایسے کیسے انکے سامنے گندے مندے حلیے میں جا سکتی ہو مر جاو کہی جا کر۔

اپنے رخسار پر زور سے چپٹ لگاتی وہ خود پر بے انتہا غصہ ہوئی تھی۔ انکی وارننگ یاد آنے پر جلدی سے کبڈ کھولا جبکہ چہرے پر الوہی سی مسکان تھی۔

سوٹ نکال کر جلدی سے وہ واش روم بھاگی تھی۔

بال خشک کر کے سیدھی مانگ نکالی انہیں چھوٹے سے کیپچر میں ہاف باندھ لیا تھا۔

چہرے پر وائٹنگ کریم لگائی آنکھوں میں تیزی سے ہلکا سی کاجل کی تہہ جمائی،

ہاتھوں پر سوفٹ کریم لگا کر اسنے کانوں میں دو انچ جتنے جھمکے پہنے براون سینڈلز پہن کر وہ باہر بھاگی تھی۔

راستے میں اسکے قدم سست ہوئے تھے۔

کیونکہ داور اسے دیکھ کر رک چکا تھا،

ہونٹوں پر شاطر مسکراہٹ سجائے وہ اس سہمی سی لڑکی کو دیکھنے لگا تھا۔

وہ اسکی مسکراہٹ سے حائف ہوتی وہاں سے تیزی سے نکلی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

بس کچھ دن اور مسکرا لو پھر تم دونوں کی زندگی میں مسکرانا نہیں رونا ہو گا اور ایسا میری وجہ سے ہو گا اور ضرور ہو گا۔

تیز قدموں سے بھاگتی ہیر کو دیکھ وہ بڑبڑایا تھا۔

پائیں بھاگ میں وہ جوس کا گلاس پکڑے ٹانگ پر ٹانگ رکھے غصے سے خادم کو کوئی ہدایت دے رہا تھا۔

وہ آہستہ سے چلتی ٹیبل کے نزدیک آچکی تھی جہاں ملازمہ کھانا لگا رہی تھی۔

بیٹھو۔

اسے کہتے وہ پھر سے سختی بھری نظروں سے خادم کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

بھاڑ میں گیا نقصان تم جا سکتے ہو اب میں مزید اس ٹاپک پر بات نہیں کرنا چاہتا۔

غصے سے کہتا وہ جوس کے سپ لینے لگا تھا۔

خادم تعظیم میں سر جھکاتا ہیر کو گڈ آفٹر نون وش کرتا وہاں سے جا چکا تھا۔

ہیر آج اسے غصے میں ہی دیکھ رہی تھی وہ جب سے آیا تھا ہر کسی کو ڈانٹ رہا تھا پہل تو اسی سے ہوئی تھی نا۔

سکول چلی جانا آج اور کل سے یونی۔

اسکی پلیٹ میں چکن مینچورین ڈالتا وہ بولا تھا۔

ہیر نے روہانسی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

سٹارٹ کرو اور ہاں آج سے اپنے کھانے پینے پر تم خاص دھیان دو گئی ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا ہیر مجھے کوئی شکایت نا ملے تمہارے کھانے کو لے کر۔

Zubi Novels Zone

ہیر نے سر جھکا لیا آنکھوں میں خفگی چھانے لگی تھی۔

ہونٹ بھینچے وہ کھانا سٹارٹ کر چکا تھا۔

لیکن وہ میری ٹانگ میں ابھی درد۔۔

کوِی درد نہیں ہے اگر ہوا تو پین کلر لے لینا لیکن آج تم سکول لازمی جاو گئی ڈیٹس اٹ کچھ دن ٹھہر کر تمہیں میں خود وقت نکال کر سوئمنگ ٹرینگ دوں گا مجھ سے بہتر کون تیرک ہو سکتا ہے بھلا۔

وہ چائینز رائس کھاتا بھرپور سنجیدگی سے بولتا اسکا سارا خون خشک کر گیا تھا۔

وہ چمچ منہ میں ڈالنا بھول کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

اسنے کھانے سے نظریں ہٹا کر ساکت بیٹھے وجود کو غور سے دیکھا تھا جو تیار ہوئی کافی اچھی لگ رہی تھی۔

وہ زیرِ لب مسکرایا تھا۔

میں صبح یونی جاوں، پھر وہاں سے ٹف وقت سکول میں گزاروں، پھر آپ سے سوئمنگ لوں میں تو تھک جاوں گی آپ خود ہی کہتے ہیں ہیر کمزور ہے تو ایسے میں، میں اور کمزور ہو جاوں گی مجھے سونے کا وقت نہیں ملے گا پڑھنے کا بھی وقت نہیں ملے گا مجھے نہیں سیکھنی سوئمنگ مجھے ڈر لگتا ہے گہرے پانی سے ویسے بھی یہ کام لڑکوں کا ہے نا۔

وہ خود میں ہمت پیدا کرتی غاذان تیمور کے منہ پر صاف انکار کر گئی تھی مطلب اتنا کچھ وہ بول گئی تھی بنا اٹکے اور بنا ڈرے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ کہہ کر چمچہ اب منہ میں ڈال گئی تھی۔

جبکہ اسکی حیران نگاہیں ہیر کے کتابی چہرے پر تھیں۔

ہاہاہا

پھر وہ مسکرایا تھا بالکہ چھوٹا سا قہقہ لگا گیا تھا۔

ہیر نے ٹھٹھک کر انہیں دیکھا تھا۔

تو کمزور سی ہیر سے اتنا کچھ نہیں ہو گا۔

وہ چمکتی آنکھوں سے اسکے حیرت میں ڈوبے چہرے کو دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

وہ شرمندہ سی ہوئی تھی انکے مزاق اوڑانے پر۔

ہیر بات پتا کیا ہے تمہیں یہ تینوں چیزیں فالو کرنی ہیں چاہے تم کتنا ہی کمزور کیوں نا ہو اور دوسری بات ان سے تم کمزور نہیں ہو گئی مجھ پر بھروسہ کرو۔

وہ بلا کے نرم لہجے مگر مسکراتی نظروں سے اسکے سرخ چہرے کو دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔

کل سے سکول چلی جاوں گئی آج نا جاوں دراصل میری کہنی میں درد تھا اور ہلکا سا پیر میں بھی تھا کل تک شاید ٹھیک ہو جائے۔

وہ اسکے دوستانہ رویہ پر پھر سے لاچاری سے بول گئی تھی۔

وہ مسکراتا اٹھا تھا۔

وہ بھی سرعت سے اٹھی تھی۔

ہیر سیر کر کے آئیں وہاں چلتے ہیں۔

وہ سنجیدگی سے جنگل کی طرف اشارا کرتا ہوا بولا تھا.

ہیر نے خوف سے گھنے جنگل کو دیکھا۔

لیکن دوپہر کے ٹائم تو جن چڑیلیں باہر نکل آتے ہیں جنگل میں تولازمی ہوں گئے۔

وہ خاصی ڈرپوک بھی تھی۔

دونوں ہاتھ پاکٹ میں ڈالے بنا اسکی بات پر رئیکٹ کیے وہ چلتا گیا۔

وہ بھی منہ بسورے انکے پیچھے پیچھے ہی تھی۔

ہیر اگر میں نا رہوں تو کیسے سروائیو کرو گئی اس دنیا میں۔

وہ سنجیدگی سے ایک قدم پیچھے چلتی لڑکی سے بولا تھا۔

ہیر نے دہل کر اسکی پشت دیکھی۔

اللہ نا کرئے اللہ آپکا سایہ ہمشہ ہم سب پر قائم رکھے۔

وہ دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی بے ساختہ بولی تھی۔

ہیر میری بات مانو گئی نا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

جی !

وہ پریشانی سے بولی۔

بیٹھو۔

وہ اسے ایک پتھر پر بیٹھنے کا شارا کرتا ہوا بولا تھا۔

وہ بیٹھ گئی تو وہ اسکے قدموں میں بیٹھا تھا۔

ہیر کا وجود کپکپا اٹھا تھا وہ سردار تھا وہ کیسے اسکے قدموں میں بیٹھ سکتے تھے

۔

وہ بے ساختہ کھڑی ہوئی لیکن اسنے پھر سے اسے بٹھا دیا تھا۔

میری بات سنو ہیر زرا پریکٹیکل ہو کر سنو۔

وہ سنجیدگی بھرے لہجے میں بولا تھا۔

میرے بہت سے دشمن ہیں ہیر بے شک زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے کوئی پتا نہیں کوئی کتنی عمر لکھوا کر لایا ہے اگر میں نہیں ہوں گا تو مجھے تمہیں لوگوں سے ڈرتے دیکھ پریشانی ہو گئی اگر تم دنیا کا مقابلہ خود کرنا سیکھو بنا کسی سہارے کے میں جہاں جاتا ہوں میرا دھیان تمہاری طرف لگا رہتا ہے اگر تم بہادر ہو دنیا کو منہ توڑ جواب دینا جانتی ہو تو میں کبھی پریشان نا ہوں مجھے فکر لگی رہتی ہے ہیر کے تمہیں کوئی ڈانٹ نا دے تمہیں کوئی نقصان نا پہنچا دے میں چاہتا ہوں تم میری بات مانو خود پر دھیان دو اپنی صلاحتوں کو پہنچانو یہاں اپنے حق کے لیے نا بولنے والوں کو دنیا پل میں پیروں تلے کچل ڈالتی ہے میں نہیں چاہتا میری ہیر دنیا کے پاوں تلے کچلی جائے میں چاہتا ہوں جو اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے وہ انہیں اپنے پاوں تلے کچل ڈالے۔

اسکے ہاتھ پر سر رکھے اسے کے چہرے کو دیکھتا وہ بہت مدھم انداز میں اسے سمجھا رہا تھا۔

ہیر کی آنکھیں تیزی سے گیلی ہونے لگیں تھی وہ ساکت سی بیٹھی انہیں ہی دیکھتی جا رہی تھی انکا بھاری ہاتھ سر پر تحفظ کا احساس دلا رہا تھا۔

میں سب کچھ کروں گئی جو جو آپ کہیں گئے لیکن آپ ایسی باتیں کبھی نہیں کریں گئے مجھے ڈر لگتا ہے اب کسی اپنے کو کھونے سے۔۔

نہایت معصومانہ لہجہ سردار غاذان کو اسے دیکھنے پر مجبور کر گیا تھا۔
گیلی سیاہ آنکھیں لرزتے ہونٹ کپکپاتا وجود۔

وہ اٹھا تھا۔

ہیر بھی اٹھی۔

اور پھر وہ ہلکا سا اسکے سر پر جھکا تھا اسکے چادر سے ڈھکے سر پر اسنے اپنے ہونٹ نرمی سے رکھے تھے۔

ہیر نے سر جھکانے کی بجائے دنگ پریشان نظروں سے انہیں دیکھا تھا۔

وہ جواباً مسکرایا تھا۔

مسکراتی رہا کرو تم مسکراتی اچھی لگتی ہوں۔

وہ دلفریب مسکان سے کہتا آگے بڑھا تھا۔

اسکی پشت کو حیرت سے دیکھتی ہونٹوں پر انگلیاں رکھتی وہ بے ساختہ مسکرادی تھی,

سر پر نرم لمس آنکھیں میچ کر دوبارہ محسوس کرتی وہ مسکرا رہی تھی۔

آپ کی میں بات مانوں گئی تو کیا آپ بھی میری ایک بات مانیں گے۔

وہ اسکے پیچھے چلتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

آگے چلتا مرد دھیمے سے مسکرایا تھا۔

آفکورس لیکن یونی سکول کی چھٹی نا ہو اسکی اجازت تمہیں کبھی نہیں ملے گئی۔

وہ سنجیدگی سے بولا۔

ہیر نے خفا نظروں سے انکی پشت دیکھی۔

میں چھٹی کی بات نہیں کر رہی تھی۔

وہ خفگی سے بولی۔

تو پھر کیا منوانا ہے ہیر کو۔

وہ مسکان لبوں پر سجاتا نرم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

وہ کیا آج سے میں آپکے لیے رات اور صبح کی چائے بنایا کروں۔

ہیر نے آس و حسرت سے پوچھا تھا لہجے میں ڈر بھی چھپا ہوا تھا۔

چائے بنالو گئی ہیر۔

وہ اسکے ساتھ ہوتا ہوا ہو چھ رہا تھا۔

ہیر نے رشک سے اسے دیکھا۔

چائے کے علاوہ اور بھی کوکنگ کر لیتی ہوں خیام کو تو میرے ہاتھ کی چائے بہت پسند ہے آپ کو بنا کر پلائی تھی نا خیام کے گھر۔

تو ہیر میں کونفیڈینس آنے لگا تھا کیا؟

وہ مسکراتا ہوا سر ہلا گیا مطلب اسے اجازت دے گیا تھا۔

ہیر نے مسکراتی نظروں سے انکے کندھے کو دیکھا تھا۔

سردار غاذان شاید اپنے رشتے کی حیثیت محسوس کرنے لگا تھا اسے بہت عزیز تھی اس سے ایک قدم پیچھے چلتی وہ لڑکی جس میں عام لڑکیوں جیسا کچھ نہیں تھا لیکن وہ اسکی بیوی تھی اور وہ جانتا تھا ایک دن وہ خود کو

تبدیل کرلے گئی ایسے میں اسے سختی سے کام لینا تھا وہ تیار تھا اس پر سختی کرنے کے لیے۔

لیکن شاید وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اسکے پیار سے کہنا سمجھانا ہی ہیر غاذان کے لیے جان سے زیادہ عزیز تھا۔

عشق نام ہے جسکا ،

انہیں سردار۔۔۔

وہ سیڑیوں پر بیٹھی نوٹ بک میں کچھ لکھ رہی تھی۔

جب اسکے ہاتھ سے سرعت سے نوٹ بک چھین لی گئی تھی۔

ہیر نے حیرت سے چھیننے والے کو دیکھا جو سامنے ہی خونخوار تاثرات چہرے پر سجائے ہیر کو گھور رہا تھا۔

Zubi Novels Zone

میری نوٹ بک واپس کرو تم میں مینرز ہیں یا نہیں۔

وہ غصے سے بولی تھی۔

معصوم چڑیل آپ سے گزارش ہے ایک کہ آپ مجھ سے دور رہا کریں

مجھے تو لڑکیاں اب لفٹ ہی نہیں کرواتی۔

وہ غرایا تھا اس پر جبکہ ہیر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔

وہ خفا ہوئی۔

مطلب یہ میری ساری گرل فرینڈ مجھے ٹاٹا بائے بائے بول گئیں ہیں

کہتی ہیں جسے ہر وقت بغل سے لگائے رکھتے ہو اسی کے ساتھ فلرٹ کرو

اسی کے ساتھ ڈیٹ پر جاو کیا میں اتنا برا ہوں جو تمہیں گرل فرینڈ بناوں

حد ہے ویسے تم تو پوری چڑیل ہو خون پی جاو گئی میرا۔

وہ سٹارٹ ہو چکا تھا اسے تپانا۔

وہ آنکھوں میں بے انتہا غصہ لیے کھڑی ہوئی تھی۔۔

تم اپنی فرینڈز کو سمجھا دیا انکا آئی ٹیسٹ کرواو میں کہاں اور تم کہاں میں سلجھی سی لڑکی ہوں میرا تمہارا بھلا کیا جوڑ اور آئندہ انہوں نے ایسا کہا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔

وہ بے انتہا غصے میں تھی کیا یہ ہیر ہی تھی۔

اسنے آنکھیں میچیں پھر کھولیں پھر میچیں پھر کھولیں۔

ہیر نے اسکے ہاتھ سے جھپٹ کر اپنی نوٹ بک چھینی۔

بات سنو تم پہلے جب میرے آفس میں کام کرتی تھی اس وقت تمہارے منہ زبان نہیں ہوتی تھی کیا سردار صاحب نے کسی کی ادھار لے کر لگوائی ہے۔

وہ بھرپور حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسکے تنے تنے نقوش دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

وہ مسکرائی۔

بس تم لوگوں کو دیکھ دیکھ کر آگئی میرے منہ میں بھی میرا تو کوئی قصور نہیں اور سردار غاذان کہتے ہیں مجھے لوگوں کو جواب دینا چاہئے بالکہ جہاں تھپڑ کی ضرورت ہو وہاں جڑ دوں باقی وہ خود سنبھال لیں گئے۔

وہ سنجیدگی سے بولی۔

شہنام نے کمر پر ہاتھ رکھ کر اسے کینہ توز نگاہوں سے جانچا۔

بات سنو وہ آدمی پہلے سے بک ہے تم کوئی اور دیکھو۔

وہ سنجیدگی سے بولا۔

جبکہ وہ خوبصورت سا مسکرائی۔

جانتی ہوں کوئی نئی بات کرو۔

تم میری گرل فرینڈ بن جاو دن کو شاپنگ رات کو شاپنگ بس لنچ ڈیز تمہاری طرف سے ہو گا تمہاری تو موجیں ہو گئیں تمہیں اتنا ہینڈ سم سخی دل انسان جو ملے گا۔

وہ ساتھ چلتی لڑکی سے بولا تھا جو اسکی بکواس پر اب رک کر اسے گھور رہی تھی۔

شٹ اپ شرم نہیں آتی تمہیں ایسی واہیات باتیں کرتے ہوئے ابھی جا کر اگر شکایت کی نا تمہاری تو دو تھپڑ پڑیں گئے۔

وہ خوب جلے بھنے لہجے میں بولتی اسکی بولتی بند کر گئی۔

ارے پگلی مزاق تھا ورنہ تم کہاں اور میں کہاں۔

وہ سوواٹ کی مسکان ہونٹوں پر لاتا خوشامدی لہجے میں بولا۔

میں تم سے زیادہ خوبصورت ہوں کسی غلط فہمی میں مت رہنا۔

غصے سے کہہ کر وہ اپنی کلاس روم کی طرف بڑھ گئی تھی جبکہ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسکی پشت کو دیکھتا رہ گیا۔

اور سردار صاحب جی کہتے ہیں اسکا خیال رکھنا بہت معصوم ہے وہ۔

وہ غاذان تیمور کی نقل اتارتا بزنس ڈیپارٹمینٹ کی طرف بڑھا تھا۔

غاذان تیمور جانتے ہو کتنی اہم میٹنگ تھی جسے تم ادھوری چھوڑ آئے کروڑوں کا نقصان کروا چکے ہو تم ہمیں۔

سہیر خانم خوب تپے ہوئے تھے بھتیجے پر۔

وہ جواباً مسکرایا۔

چاچو وہ لوگ مجھے کچھ زیادہ امپریس نہیں کر سکے تھے اسلیے آگیا میں۔

وہ انٹر کام پر کافی کا آرڈر دیتا لاپرواہی سے بولا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

غاذان بات کو سمجھو ہمیں پیسے سے مطلب ہے اور جھوٹ مت بولو تمہیں وہ لوگ پسند آئے تھے تب ہی ان سے میٹنگ کرنے گئے تھے تم۔

اب کی دفع تیمور خانم بولے تھے۔

تو پسند بدلنے میں دیر کتنی لگتی ہے۔

وہ دونوں کے تپے تپے چہروں کو دیکھتا سنجیدگی سے بولا۔

چھوڑیں بھائی صاحب آپ چلیں میں خود ان سے بات کرتا ہوں۔

تیمور صاحب سہیر کو اٹھنے کا اشارا کرتے ہوئے بولے سہیر جو کچھ کہنے لگے تھے چپ ہوتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

کافی پی کر جایئے گا آتی ہو گئی۔۔

وہ زیرے لب مسکان سجاتا میز بانی کا فریضہ سرانجام دیتا ہوا بولا۔

وہ کافی ہماری طرف سے آپ ہی پیئے گا۔

سہیر خانم غصے سے کہتے ہی باہر نکل گئے تیمور صاحب بیٹے کو خفیف سی گھوری سے نواز کر باہر کی طرف چلے گئے۔

انکے جانے کے بعد وہ کرسی سے ٹیک لگاتا سنجیدگی سے بند ڈور کو دیکھتا کہی اور جا پہنچا تھا۔

مس ہیر بی بی کا ٹائم اوور ہو چکا ہے آپ انہیں باہر بھیج دیں میں کب سے انکے انتظار میں کھڑا ہوں۔

خادم نے پتلی سی خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر کہا۔

ہیر بی بی کی بات کر رہے ہیں میں اس سے کہہ کہہ کر تھک گئی ہوں کہ ہیر چھٹی ہو گئی ہے بس کر دو لیکن وہ آج چھٹی ہی نہیں کر رہی عجیب لڑکی ہے پہلے کسی چیز میں دلچسپی نہیں لیتی تھی اور اب دو تین دن سے فارغ بیٹھی ہی نہیں۔

علینہ بے پناہ حیرت سے بولی تھی خادم بھی حیران ہوا تھا پھر غور سے اس لڑکی کو دیکھا جسکے چہرے پر غصہ بہت نمایا تھا۔

آپ انہیں کہہ دیں خادم محمد آپکو لینے آیا ہے۔

وہ سنجیدگی سے بولا۔

علینہ اسے گھورتی ہوئی اندر وسیع و عریض ہال میں چلی گئی تھی۔

ہیر بی بی تمہیں لینے خادم محمد آئے ہیں آپ اب گھر جا سکتی ہیں۔

ٹریڈ مل مشین پر بھاگتی ہیر سے وہ بھرپور طنز سے بولی تھی۔

Zubi Novels Zone

ہیر کبھی گر جاتی کبھی لڑ کھڑا جاتی اسے ابھی اس مشین کی کوئی خاص سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔

پسینے سے چور چہرہ لیے وہ مشین سے اتری کپڑے چینج کرنے چلی گئی۔

وہ بہت تھک چکی تھی۔

خادم بھائی مجھے کچھ کھانے کو لیں دیں مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے میں نے دوپہر میں صرف سینڈوچ کھایا تھا

Zubi Novels Zone

وہ روہانسے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

جی بی بی ابھی کوئی ریسٹورینٹ آتا ہے تو لے لیتے ہیں۔

وہ ادب سے بولتا ڈرائیور کو گاڑی تیز کرنے کا اشارا کر گیا تھا۔

سنو تم مجھے بچی سمجھتے ہو کیا۔

وہ غصے سے خیام سے مخاطب تھی۔

نہیں بچی کیوں سمجھوں گا میں آپکو۔

اسنے مسکرا کر اسکی بات کا جواب دیا۔

تو پھر بے وقوف سمجھتے ہو تم مجھے تم نے اس دن بھی خود پیزا بیک کیا تھا جو میرے خلق سے نیچے نہیں اترا تھا اور آج بھی خود بنا کر لے آئے ہو مجھے کسی بڑے ہوٹل کا پیزا کھانا ہے سمجھے تم ابھی آرڈر کرو۔

وہ بیڈ سے کھڑی ہو کر اسکے نزدیک آتی غصے سے بولی۔

اسنے پیزے کو دیکھا پھر اسے۔

لیکن آج میں نے سچ میں آرڈر کیا ہے۔

وہ مسکراتے ہوئے اسکے چہرے کے تنے سے نقوش کو دیکھتا ہوا بولا تھا۔

تو تم جھوٹ بھی بولتے ہو۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھے سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی اگر وہ پیزے کی شکل دیکھ لیتی تو سمجھ جاتی آج اسنے نہیں بنایا لیکن وہ ٹھہری صدا کی جلد باز۔

ٹھیک ہے آپکو نہیں کھانا تو نا کھائیں میں تو کھانے جا رہا ہوں تین چار دن سے گھر کے بدزائقہ کھانے کھا کھا کر میرا معدہ خراب ہو گیا ہے

ٹھینک گاڈ تم نے منع کر دیا میں سارا کھا تو سکوں گا اور ہاں میں نے ہی بنایا ہے مت کھانا پلیز۔۔

لہجے میں بھرپور شرارت سموئے کہتے ہوئے وہ پیزے والی درمیانی پلیٹ اٹھا کر باہر نکل گیا۔

جبکہ اسنے اب جا کر پیزے کی شکل دیکھی تھی۔

افففف گھونچو کہی کا اسکے تو پیچ کسنے پڑے گئے دیکھتا کیسے ہے بے شرم کہی کا پیزہ تو مہرینہ کسی کو کھانے نہیں دیتی بچو۔

غصے سے کہتی وہ بھی اسکے پیچھے پیچھے ہی تھی۔

وہ سامنے لگے ٹیلی ویژن کو دیکھتا پیزے کی بائٹ انجوائے کر رہا تھا جب

اس نے سرعت سے اسکے آگے سے پلیٹ اٹھائی تھی۔

خیام نے نوالہ چباتے ہوئے اسے حیرت سے دیکھا۔

وہ پلیٹ گود میں رکھے کھانے لگی تھی۔

میرے ہاتھ کا بنا ہوا بدزائقہ پیزا ہے مہرینہ مت کھاؤ فوڈ پوائزنگ ہو

جائے گا۔

وہ شرارت سے بولا۔

ہو جائے ڈونٹ وری علاج تو کروا ہی سکو گئے دو دو نوکریاں کرتے ہو

مجھ اکیلی کا خرچا تو اٹھا ہی سکو گئے۔

وہ لاپرواہی سے شانے اچکاتی کھاتے ہوئے بولی تھی۔

جتنا تمہارا خرچا ہے نا اتنا تو لوگوں کے بچوں کا بھی نہیں ہوتا مس مہرینہ سہیر خانم۔

وہ اسکے ساتھ آ کر بیٹھتا ہوا بولا۔

سنو شادی کی ہے تو خرچا بھی اٹھاوا بھی تو میں ترس کھا جاتی ہوں ورنہ مجھ سے زیادہ شاپنگ کون کرتا تھا بھلا خیر اتنی اچھی بھی نہیں ہوں اس مہینے کی آدھی سیلری میری لیکن اکیڈمی کی فیس تم دو گئے میں صرف ان پیسوں سے اپنے لیے کپڑے جوتے خریدوں گئی دو چار تو آ ہی جائیں گئے۔۔

بڑا سا ٹکڑا منہ میں ڈالتی ہوِئی بولی تھی۔

خیام نے نفی میں سر ہلایا۔

شادی کی زمے داری آپکو بھی تو نبھانی چاہئے نا مہرینہ بی بی۔

وہ اسے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

مہرینہ نے دنگ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

پھر پیزہ اٹھا کر پیر پٹختی ہوئی اپنے روم میں چلی گئی۔

پیچھے وہ بانہیں سر کے پیچھے رکھتا ہنسا تھا۔

چائے۔

وہ کوئی فائل چیک کر رہا تھا جب چائے کا محصوس بڑے سائز کا مگ اسکے قریب آیا تھا۔

اسنے چونک کر کالے سوٹ میں ملبوس لڑکی کو دیکھا تھا۔

نظریں جھکائے ہی وہ چائے کا کپ اسکی ٹیبل پر رکھ رہی تھی۔

ہیر تم نے بنائی ہے۔

وہ پین انگلیوں میں دبائے اس سے پوچھ رہا تھا۔

جی وہ دونوں آنٹیاں اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھیں تو میں نے جا کر بنالی۔

وہ سنجیدگی سے ادھر ادھر دیکھتی ہوئی بتا رہی تھی۔

سردار غاذان نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔

وہ مکمل سیاہ سوٹ پر سرخ قریب کا دوپٹہ سلیقے سے اوڑھے سر جھکائے ہوئے تھی سیاہ سینڈل تھی آج تو تھوڑی سی کلائی میں سرخ چوڑیاں بھی نظر آرہی تھیں۔

وہ خود بھی بلیک پینٹ شرٹ میں تھا جو بڑی ہوئی شیو اس پر کافی بچ رہی تھی۔

اسکی نظریں ہیر کے چمکتے ٹاپس پر تھیں،

جبکہ وہ بطخوں، موڑ، کبوتروں، کو بڑے اشتیاق سے دیکھ رہی تھی۔

—

بلیک چمکتے ٹاپس نے ہیر کے گول چہرے کو ایک الگ ہی چمک سے نوازا ہوا تھا۔

یہ پہلے تو یہاں نہیں تھیں۔

وہ بطخوں کو دیکھتی خود سے ہی بولی تھی۔

وہ اسکی نظروں کا تعاقب کرتا مسکرایا تھا۔

نہیں پہلے بھی یہی تھیں لیکن آپ نے شاید آج دیکھا ہے۔

وہ چائے کا کپ اٹھاتا ہوا بولا تھا۔

اب ہیر کی نظریں سردار پر تھیں جو چائے پیتے موبائیل میں کوئی ضروری میسج بھی ٹائپ کر رہے تھے۔

وہ ہیر کی نظریں خود پر محسوس کرتا دھیمے سے مسکرایا شاید وہ چائے کی تعریف سننا چاہ رہی تھی۔

میں نے چائے میں الائچی اور ادرک بھی ڈالی ہے ادرک سے ایک الگ سائٹیسٹ آتا ہے چائے میں تو زیادہ مزہ آتا ہے۔

وہ خود ہی اپنی چائے کی تعریف میں رطب اللسان تھی۔

ہیر چائے میں آپ نے نمک ڈالا ہے آئندہ مت ڈالنا۔

وہ جو بول رہی تھی سر ادر کی بات پر ایک دم سے چپ ہوئی تھی۔

وہ سنجیدگی سے کہہ کر خادم کی طرف بڑھا تھا۔

ہیر کی آنکھیں تیزی سے بھیگنے لگیں تھیں۔

کتنا دل لگا کر چائے بنائی تھی میں نے انہیں تو میری چائے زرا اچھی نہیں لگی۔

وہ رونے کو تھی جب وہ پلٹا تھا۔

وہ ٹھٹھکی۔

وہ وائلٹ نکال کر اس میں سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اسکی طرف بڑھا رہا تھا۔

سوری تحفہ تو اس ٹائم میرے پاس نہیں ہے تم نے اچھی چائے بنائی تھی بس نمک نا ہوتا تو اور زیادہ مزہ آتا اب اچھی چائے بنانے پر تمہیں انعام تو ملنا چاہیے نا۔۔

وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

لیکن آپکو تو پسند نہیں آئی نا؟

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔

یہ میں نے کب کہا چائے اچھی نہیں بنی یقیناً اچھی بنی تھی اور دیکھو میں نے ساری پی بھی ہے،

وہ نرم لہجے میں کہتا خالی کپ کی طرف اشارا کر گیا۔

ہیر نے بے ساختہ ایڑیاں اٹھا کر دور ٹیبل پر پڑے خالی کپ میں جھانکا تھا۔

سردار غاذان دھیمے سے اسکی حرکت پر مسکراتا نوٹ ہنوز بڑھائے ہوئے تھا۔

اسکے دلکش نقوش کو دیکھتی مسمرائز ہوتی وہ نوٹ تھام گئی تھی سردار غاذان کی مسکراہٹ دنیا میں سب سے زیادہ پیاری مسکراہٹ تھی۔

وہ انہیں ٹکٹکی باندھے دیکھتی دل میں رشک سے سوچ رہی تھی۔

بعد میں بات ہوتی ہے ابھی مجھے کہی جانا ہے سو گڈ بائے۔

براون رولیکس کی واچ پر ٹائم دیکھتا وہ گھمبیر لہجے میں کہتا خادم کی طرف بڑھ گیا تھا چال میں مضبوطی لیے وہ اسکی نظروں سے جلد ہی اوجھل ہو گیا تھا۔۔

سردار بھابھی سردار بھائی تو کب کے چلے گئے ہیں واپس آجائیں انکے خیالوں سے۔

وہ جو ابھی بھی اسی سمت نظریں جمائے بیٹھی تھی مہدیہ کا کندھا تھام کر شرارت بھرے لہجے میں کہنے پر وہ شرماتی ہوئی نوٹ کو مٹھی میں دبا گئی تھی۔

ایک تو آپ شرماتی بہت ہیں انکے زکر سے اور اگر وہ سامنے ہوں تو آپکا چہرہ تو دیکھنے لائیک ہوگا قسم سے۔

مہدیہ کا لہجہ ہنوز شرارتی تھا۔

وہ میں تو ایسے ہی مسکرا رہی تھی آپکو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے اچھا اب میں چلتی ہوں سٹڈی بھی کرنی ہے نا۔

کہتے ہی وہ جھپاک سے وہاں سے نکلی تھی۔

جبکہ مہدیہ دیر تک وہاں کھڑی مسکراتی رہی اسے بہت پسند تھی وہ نازک سی لڑکی۔

آخر کب تک وہ غاذان سردار کی کرسی پر بیٹھا راج کرتا رہے گا اور ہم اسکا حکم نا چاہتے ہوئے بھی مانتے رہیں گئے اور ایک وہ لڑکی ہے اسکے لیے تو پاگل بنا پھرتا ہے سردار صاحب۔

داور نے نفرت سے سامنے بیٹھے سعید رانا سے کہا جو ڈرنک کے گھونٹ لیتا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

میں چاہتا ہوں سردار اس لڑکی کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب جائے کہ جب وہ اس سے دور ہو تو اسکا جینا مشکل ہو جائے اور تم ٹینشن نا لو اسکے خلاف میرے پاس ایک ویڈیو ہے جو ایڈیٹنگ کے لیے دی ہوئی ہے جیسے ہی وہ آتی ہے سردار پر دھماکہ کریں گے سردار کی کرسی جلد چھین لیں گئے تم ریلیکس رہو تب تک۔

رانا گلاس شیشے کے چھوٹے سے میز پر رکھتا زہریلے لہجے میں بولا تھا۔

داور تھوڑا ریلیکس ہوا اسکی پلیننگ پر۔

جو بھی کرو زرا جلدی کرو یار وہ مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا دل کرتا ہے گولیوں سے بھون دوں لیکن خود پر ہر بار ضبط کے پہرے بٹھانے پڑتے ہیں۔

وہ نفرت لیے لہجے میں پھنکار رہا تھا۔

رانا نے کمینی مسکان سے اسے دیکھ کر اسکے کندھے پر تھپکی دی۔

بس کچھ دن اور میری جان۔

وہ دوبارہ گلاس اٹھاتا ہوا بولا تھا۔

داور نے بھی گہری سانس لے کر اپنا گلاس اٹھا کر منہ کو لگا لیا۔۔

نوراں میرے کمرے میں چائے لے آو فٹافٹ۔

وہ نچلے پورشن کے کوریڈور میں تیز تیز چلتے خاص ملازمہ کو آواز لگا گئے تھے۔

پیچھے چلتی ہیر نے پریشانی سے انکی پشت دیکھی پھر ہمت کی۔

وہ تو گھر پر نہیں ہے۔

چلتے قدم رکے تھے سہمے سے لہجے پر وہ پلٹے تھے۔

نیلے جدید خراش کے سوٹ پر سفید چادر لیے وہ سر جھکائے بتا رہی تھی۔

کہاں گی ہے وہ۔

تیمور خانم سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے۔

وہ میں نے انہیں بڑی گاڑی میں دونوں آنٹیوں کے ساتھ جاتے دیکھا تھا۔

وہ وہی کھڑی انکے سوال کے جواب میں بڑے آہستہ لہجے میں بولی تھی۔

ہمم۔

کیا میں بنا دوں آپکے لیے چاے؟

ہنکار بھرتے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھے تھے جب پھر سے رکنا پڑا

منمنائے سہمے لہجے پر۔

وہ اس عمر میں بھی بلا کی پرسنلٹی رکھتے تھے اپنے بیٹے سے کم ہی ہینڈ سم

دیکھتے تھے وہ۔

,بنا دو لیکن نمک مت ڈالنا چائے میں

وہ اسے غور سے دیکھتے بولے تھے۔

وہ کہتے ہی اپنے کمرے میں چلے گئے تھے جبکہ وہ حیران پریشان سی کھڑی رہ گئی انہیں کیسے پتا میں چائے میں نمک ڈال دیتی ہوں۔

وہ پریشانی سے بڑابڑاتی ہوئی کچن کی طرف بڑھنے لگی تھی۔

آج گھر پر اس وقت کوئی نہیں تھا لڑکیاں کالجز جبکہ شرمین اور نوشین کسی رشتے دار کی عیادت کو گئیں ہوئیں تھیں اور سردار غاذان صبح کے نکلے ابھی تک نہیں لوٹے تھے۔

بڑا سا صاف شفاف کچن اس گھر کے لوگوں کی صفائی پسندیدگی کی زمانت تھا۔

سفید ٹائلز خوب چمک رہیں تھی۔

استعال والے برتن ریک میں صاف ستھرے پڑے ہوئے تھے۔

امریکن سٹائل کچن اسے بہت پسند آیا تھا وہ جب کوئی نہیں دیکھتی تھی تو چلی آتی تھی کچن میں نوشین شرمین اسے کچھ کہتیں تو نہیں تھیں لیکن

انکی نظریں جو وہ نہیں کہتیں تھی وہ کہہ دیتیں تھی اس لیے وہ کم ہی انکے سامنے آتی تھی۔

کیتلی میں ایک کپ پانی ڈال کر وہ ٹچ چولہے پر انگلیاں چلانے لگیں تھی کہ اسے چلانا نوراں نے اسے سکھایا تھا۔
گھر میں ویسے تو بہت سے ملازم تھے لیکن کچن میں آنے کی اجازت صرف نوراں کو تھی باقی سب صرف دوسرے کام کرتے تھے۔
مختلف چیزوں سے بھرے پڑے جار دیکھ کر اسے اپنی وہ رسوئی یاد آئی تھی جہاں کبھی کوئی چیز پوری نہیں ملتی تھی ایک وقت کا کھانا نہیں نصیب سے ملتا تھا اور یہاں اللہ کی کتنی بڑی نعمت تھی نا۔
وہ بیتے دنوں کو دلگرفتی سے سوچ رہی تھی جب وہ بری طرح ڈری تھی

۔

اۓ ہیلو میرے لیے ایک کپ گرین ٹی بنادو جلدی سے۔

وہ بھاری آواز پر بے ساختہ ڈر کر پلیٹی تھی۔

کوئی بڑے سے دروازے کے فریم میں کھڑا اسے آرڈر دے رہا تھا۔

وہ خاصا خوش شکل نوجوان لڑکا تھا۔

جو سلیو لیس شرٹ نیچے کھلا ساٹروزر پہنے شاید ابھی نیند سے جگا تھا

۔

وہ ہیر کو لاپرواہی سے دیکھتا آرڈر کرتا پلٹنے لگا تھا جب اسکی پکار پر رکا۔

سنے مجھے نہیں بنانی آتی گرین ٹی۔

وہ چہرے پر حیرانگی والے تاثرات لیے پلٹا تھا۔

تو تنخواہ کس چیز کی ملتی ہے میڈیم کو سب کام نا کرنے کے بہانے ہیں

مجھے پانچ منٹ میں لاونج میں گرین ٹی مل جانی چاہیئے سمجھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ تحکم سے کہتا پلٹ گیا تھا۔

جبکہ اسنے ہونٹ بھینچے۔

پھر پلٹ کر دھیان چائے پر لگا دیا دل لگا کر کاڑھ کاڑھ کر چائے بنائی

چائے کا رنگ خوب اچھا آیا تھا۔

پیارے سے نفیس کپ میں چائے چھان کر ٹرے میں رکھ کر وہ باہر کی

طرف بڑھی تھی۔۔

وہ اسے ٹرے میں کپ لاتا دیکھ کر طنزیہ مسکراتا کچھ کہنے ہی لگا تھا جب وہ

مخالف کوریڈور کی طرف مڑی تھی۔

اۓ ہیلو ڈھیٹ لڑکی کہاں جا رہی ہو میں نظر نہیں آ رہا کیا۔

وہ پیچھے سے حیرت سے چلایا تھا۔

مجھے آپ نظر آ رہے ہیں لیکن مجھے گرین ٹی نہیں بنانی آتی آپ آج خود

بنا لیں۔

کہتے ہی وہ تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔

بڑا نخرہ ہے یہاں کی ملازموں کا۔

وہ حیرت سے چلایا تھا۔

شام کا وقت تھا

جب وہ کھانے کے لیے کچھ پیک کروانے اس چھوٹے سے ہوٹل میں آیا تھا لیکن سامنے بیٹھی نک سک سی لڑکی پر اسے گمان سا ہوا تھا ساتھ ایک لڑکا بھی تھا۔

خیام نے غوّر سے دیکھا وہ سرخ سوٹ میں مہرینہ ہی تھی بالوں کی اونچی پونی بنائے وہ جوس پیتی شاید اس سے کچھ کہہ رہی تھی جب وہ آدمی مسکرایا تھا۔۔

خیام سے اور ضبط نہیں ہوا تھا وہ بے ساختہ اس ٹیبل کی طرف جارحانہ قدموں سے بڑھا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

مہرینہ آپ یہاں اس وقت کیا کر رہیں ہیں۔

جوس پیتی وہ سرد لہجے پر چونک کر سر اٹھ کر اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

مہرینہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی۔

تم یہاں کیسے۔

وہ کھڑی ہوتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

جبکہ وہ آدمی بھی کھڑا ہوا تھا۔

Zubi Novels Zone

پوچھنا تو میں بھی آپ سے یہی چاہتا تھا، لیکن باقی باتیں گھر جا کر چلیں اپ میرے ساتھ۔

اسکے سنجیدگی سے کہنے پر وہ اسے گھورنے لگی تھی۔

خیام نے کھڑے ہوتے لڑکے کو ایک نظر دیکھنا پسند نہیں کیا تھا۔

جو حیرانی سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

خیام دیکھو یہاں میں اپنے فرینڈ۔۔۔

مہرینہ آپ چل رہیں ہیں یا نہیں۔

وہ اسکا بیگ دبوچ کر پکڑتا پھنکارا تھا۔

وہ لب بھینچے خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔

مہرینہ کون ہے یہ۔۔

وہ آدمی بولا تھا خیام سے برداشت نہیں ہوا تھا اسکا بولنا۔

تم سے مطلب۔

مہرینہ کی اچانک ہی کلائی پکڑ کر بولتا وہ باہر جانے والے راستے کی طرف بڑھا تھا۔

خیام کیا جاہلانہ حرکت ہے یہ چھوڑو میرا ہاتھ۔

وہ لوگوں میں تماشا بنتی دبے دبے لہجے میں بولی تھی۔

جبکہ وہ بنا کچھ سنے اسے باہر لے آیا تھا جہاں اسکی بائیک کھڑی تھی۔

بیٹھیں۔

بائیک سٹارٹ کرتا وہ بھینچے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

بٹھا کر دیکھاو تم خود کو سمجھتے کیا ہو ہاں، نہیں جاوں گئی تمہارے ساتھ سمجھے۔

وہ اب کہ چلائی تھی۔

جبکہ وہ فون نکالتا اس پر تیزی سے کوئی نمبر ڈائل کرنے لگا تھا۔

مہرینہ نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

کسے فون کر رہے ہو۔

وہ غصے سے بولی۔

سردار غاذان کو۔

وہ بولا تھااور مہرینہ شاک میں آئی

جھپٹ کر فون اسکے کان سے ہٹانا چاہا تھا۔

لیکن وہ بھی خیام تھا۔

بیل جارہی ہے اگر آپ نا بیٹھی تو تفصیل سے سب کچھ انہیں بتانے سے مجھے کوئی روک نہیں سکتا۔

وہ دھمکی دے رہا تھا۔

مہرینہ نے زور سے مکہ اسکی پشت پر مارا اور پھر غصے سے اسے برا بھلا کہتی بائیک پر بیٹھی. اسنے ایک دم سے بائیک وہاں سے بھگائی تھی۔

تمہیں تو گھر جا کر سیٹ کروں گئ میں۔

وہ چلائی تھی۔

میرا بھی یہی خیال ہے۔

وہ بڑے آرام سے اسکا خون خشک کر گیا تھا۔

مہرینہ کی حیران نگاہیں اسکے ہوا سے اُڑتے بالوں پر تھیں۔

سفید چوڑی دار پجامے پر وہ شارٹ فیروزی فراک پہنے سفید کریب کا دوپٹہ جسکے ارد گرد خوب چوڑی لیس لگی ہوئی تھی جو اسکی آدھی مانگ پر بہت خوبصورت سی سجا ہوا تھا۔

کان آج خالی تھے, شارٹ بالوں کو ہاف کیچر میں جکڑے وہ کہاں پہلے والی ہیر لگتی تھی۔

سیڑیوں (مخصوص جگہ) پر بیٹھی وہ پنسل منہ میں ڈالے کتاب پر نظریں جمائے ہوئے تھی شہنام کو گھنٹہ ہوا تھا کہی غائب ہوئے۔

کیسی ہو ہیر۔

وہ سرد لہجے پر نظرِیں اٹھا کر خوبصورت سی شائنی کو دیکھتی کھڑی ہوئی تھی۔

میں ٹھیک ہوں آپ کیسیں ہیں۔

وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

شائنہ اپنی تین عدد فرینڈ کے ساتھ تھی ہیر کی نرم مسکراہٹ اسکا دل جلا گئی تھی۔

میں ٹھیک ہوں لیکن تمہارے عام سے چہرے کو تو زخموں نے اور خراب کر دیا ہے کوئی کریم لگایا کرو نا۔

وہ طنز سے بولتی تھوڑا سا ہنسی بھی تھی ساتھ اسکی چیلیاں بھی ہنس دیں۔

وہ غور سے شائنی کے چمکتے چہرے کو دیکھتی سر ہلا گئی۔

رنگ وروپ خدا کی دین ہے وہ جسے چاہے سفید دے جسے چاہے کالا گندمی دے لیکن میرا کالا نہیں گندمی ہے اور مجھ پر بہت سوٹ بھی کرتا ہے زخموں کا کیا ہے جلد بھر جائیں گئے دل صاف ہونا چاہیے جس پر اللہ کی نظر ہوتی ہے شائنہ آپی۔

وہ کتاب کو سینے سے لگائے اٹھی ہوئی گردن لیے بھرپور سنجیدگی سے بولی تھی۔

شائنہ نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا یہ ہیر ہی تھی ناوہی ڈری سہمی سی لڑکی لیکن اسکے آپی کہنے نے آگ ہی لگادی تھی اسے۔۔

واٹ آپی کیسے بولا تم نے تم سے تو کوئی ایک آدھ ماہ ہی چھوٹی ہوں گی اور خود کاکی بن بیٹھی ہو تم واوا۔

وہ بھرپور طنز سے بولتی ہیر کو مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔

لیکن مہدیہ تو کہہ رہیں تھیں آپ سردار سے صرف تین سال ہی چھوٹی ہیں جبکہ وہ مجھ سے آٹھ سال بڑے ہیں تو آپ بھی تو مجھ سے کافی بڑی ہوئیں نااور امی نے چھوٹے بڑوں کی تمیز کرنا سکھایا ہے مجھے۔

سنجیدگی سے بولتی وہ اسکے قریب سے گزر گئی جبکہ وہ شاک سے لب بھینچے پلٹ کر اسکی پشت کو نفرت و حیرانگی سے گھورنے لگی تھی۔

ان دونوں بہنوں کو میں ہی نظر آتی ہوں ایک تو ٹھکانے لگایا ہے اس مہدیہ کی بھی جلد خبر لوں گئی میں۔

وہ جلتی بھنتی اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف گئی تھی۔

ہیر کے دل میں سکون نے گہرے ڈھیرے جمائے تھے۔

ہلکی سی مسکان بھرے بھرے ہونٹوں پر لیے وہ شہنام کو گارڈن میں ڈھونڈ رہی تھی آخر کار وہ اسے نظر آ ہی گیا تھا۔

گھنی درخت کی چھاوں میں وہ ایک ماڈرن سی دوسرے ڈیپارٹمنٹ کی لڑکی کے ساتھ بیٹھا خوش گپیوں میں مصروف تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

شہنام تم یہاں ہو اور میں تمہیں ساری یونی میں دیکھ آئی ہوں۔

وہ شرارت سے مسکراتی ہوئی بول کر اسکے پاس ہی بیٹھ چکی تھی۔

شہنام نے ہول کر اسے دیکھا پھر نئی گرل فرینڈ کو۔

تم چلو میں آتا ہوں، یہ میری دور کی کزن ہے اسکی اماں نے اسکی زمے ساری مجھے سونپی ہے بے چاری کچھ زیادہ ہی معصوم ہے۔

وہ لڑکی کی سوالیہ نظروں کے جواب میں بولا تھا۔

ہیر نے غصے سے اسے دیکھا

او تو یہ بات ہے کیا یہ تمہاری نئی دوست ہے اور جو ٹینا تھی نہیں عائشہ بھی تو تھی ارے مدیحہ بھی تھی انہیں چھوڑ دیا ہے کیا اچھا کیا چھوڑ دیا مجھے تو وہ زرا پسند نہیں تھیں یہ والی اچھی ہے۔

وہ بہت سنجیدگی سے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھتی ہوئی معصومیت سے بولی تھی۔

شہنام بے فق ہوتے چہرے سے سرخ چہرہ لیے اس لڑکی کو اٹھتے دیکھا تھا۔

بات سنو عیشا یہ جھوٹ بول رہی ہے تمہاری قسم میری زندگی میں تم واحد لڑکی آئی ہو پلیز جیلس پیپل کی طرف مت دھیان دو مجھ پر دو۔

وہ اس لڑکی کی منت سماجت کرتا ہیر کو قہقہ لگانے پر مجبور کر رہا تھا۔

شٹ اپ اپنی شکل مت دیکھانا مجھے تم تو کہہ رہے تھے میں واحد اور آخری لڑکی ہوں جس سے تم بات کرتے ہو نظر مت آنا مجھے۔

وہ لڑکی کافی غصے سے اسے جھڑکتی ہوئی وہاں سے جا چکی تھی۔

شہنام نے پلٹ کر غصہ لیے نظروں سے اسے دیکھا۔

وہ ایک دم سے کھڑی ہوتی وہاں سے بھاگی تھی اور وہ اسکے پیچھے جارخانہ انداز میں بھاگا تھا۔

ٹھہر جاو چڑیل آج تمہیں بخش گیا تو کہنا مجھے۔

. "وہ پیچھے سے چلایا تھا

شہنام میں سردار کو بتاوں گئی۔

بھاگتی لڑکی پریشانی سے اسے وارن کر رہی تھی۔

میری طرف سے انکے باپ کو بتادو لیکن تمہیں گنجی کر کے ہی سکون آئے گا مجھے۔

وہ بھی جواباً پھنکارا تھا۔

لوگوں نے حیرانی سے انہیں ایک دوسرے کے پیچھے پاگلوں کی طرح دوڑتے ہوئے دیکھا تھا۔۔

وہ حیران ہوتی بلیک پورشے کے پاس آئی تھی۔

وہ موبائیل کان سے لگائے کسی سے سنجیدگی سے ہمکلام تھا۔۔

ہیر نے بے ساختہ انہیں دیکھا۔

وہ وائٹ تنگ شرٹ براون پینٹ سلیوز کہنیوں تک موڑے بڑی ہوئی شیو چہرے پر سجائے وہ بے انتہا خوبصورت لگا تھا اسے،

پیشانی پر ہاتھ مارتا وہ سر ہلاتا فون بند کر کے اسکی طرف آیا تھا۔

چار گاڑیاں گارڈز کی تھیں دو پیچھے دو آگے وہ سب بھی مستعد سے کھڑے ادھر ادھر چوکنی نظروں سے دیکھ رہے تھے جبکہ خادم ہاتھ باندھے اس سے تین چار قدم پیچھے تھا۔

السلام علیکم

وہ احترام سے سر جھکاتی ہوئی بولی۔

اسکے جواب پر ہیر کا دل رک رک کر دھڑکا تھا،

وعلیکم السلام مائے ڈیئر!

اسکے سر پر بھاری ہاتھ رکھتا ہوا وہ بولا تھا۔

Zubi Novels Zone

ہیر سر اٹھائے ساکت سی انہیں دیکھتی پریوں کے جہاں میں رقص کرتی پریوں کے ساتھ رقص میں شامل ہونے لگی تھی جب اسنے زور سے چوٹکی بجائی۔

اے کیا ہوا بیٹھو آج میں خود ڈرائیو کروں گا اور تمہیں گھماوں گا۔

وہ گاڑی کا ڈور کھولے حیرت کے مجسمے سے بولا تھا۔

ہیر نے بے چاری صورت لیے ڈرائیور اور خادم کو دیکھا پھر جھجھکتی ہوئی شاندار سی گاڑی میں بیٹھی تھی۔

ایسی گاڑیاں تو اسنے خواب میں بھی نہیں دیکھی تھی بیٹھنا تو دور کی بات تھی پتا نہیں کیوں اسکی آنکھیں گیلی ہوئیں تھی پلکیں جھپک جھپک کر وہ آنسوں پی گئی۔

خادم پچھلی سیٹ پر براجمان ہوا تھا جبکہ ڈرائیور گارڈز کی گاڑی کی طرف چلا گیا۔

لوگ حیران سے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے کہاں وہ عام سی اور کہاں وہ ریاست کا خوبصورت سردار رشک و حسد تو لوگوں کا بنتا تھا نا۔

بہت عرصے بعد ڈرائیو کر رہا ہوں مصر میں تو خود ہی کرتا ہوں لیکن یہاں ڈیڈ نے سختی سے منع کیا ہے آج دل تھا دور تک سفر کروں اور خود کروں تو سوچا تمہیں بھی ساتھ لے لوں۔

وہ ڈرائیو کرتے ہوئے اسے سنجیدگی سے بتا رہا تھا۔

ہیر مسمرائز سی اسے کے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی ایک مضبوطی سے ویلنگ کو تھامے ہوئے تھا جبکہ دوسرے سے وہ اپنے سلکی جل لگے بالوں کو پیشانی سے پیچھے ہٹا رہا تھا۔

مجھے بہت خوشی ہوئی تمہارے پہلے سمسٹر میں اچھے مارکس آئیں ہیں شاباش، ہیر کیا چاہیئے اس خوشی میں۔

وہ سامنے دیکھتا ہوا نرم سے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

کچھ بھی تو نہیں سب کچھ تو آپ نے دلا رکھا ہے۔

وہ شرارتی چھوٹی لٹوں کو کانوں کے پیچھے زبردستی جماتی ہوئی آہستہ سے بولی تھی۔

ہیر سیٹ بیلٹ باندھ لو تم نے باندھا نہیں اور مجھے خیال نہیں آیا۔

وہ اچانک ہی اسکی طرف دیکھتا ہوا بولا تھا۔

ہیر نے سیٹ بیلٹ کو تھاما لیکن باندھنے کا طریقہ وہ نہیں جانتی تھی۔

ایک منٹ میں باندھتا ہوں, گاڑی روکتا وہ اسکے ہاتھ سے بیلٹ تھام کر اسے باندھنے لگا تھا ہلکی سی اسکی انگلیاں اسکے دوپٹے میں چھپے سراپے سے ٹچ ہوئیں تھیں۔

ہیر کا دل رک گیا سانس رک گئی اور نظریں بے ساختہ پیچھے گئیں جہاں خادم محمد سر جھکائے کانوں میں ہینڈ فری لگائے کچھ دیکھ رہا تھا وہ ان

دونوں کی طرف متوجہ ہو ہی نہیں سکتا مار کھانی تھی سردار غاذان سے اسے کیا۔

ہیر کی اب نظریں اسکی کلائی پر باندھی براون قیمتی چوڑی واچ پر تھیں اسے یہ واچ بہت پسند تھی کہ وہ ہر وقت انکی کلائی پر جو باندھی رہتی تھی۔

ہیر بتایا نہیں کیا چاہیئے۔

وہ موڑ کاٹتا ہوا نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

واچ۔

وہ اچانک پتا نہیں کیسے بے ساختہ بول گئی تھی۔

واچ او کے کس برینڈ کی چاہیے۔

وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

یہ والی چاہیئے۔

وہ پھر سے بولی تھی اشارا اسکی کلائی پر تھا۔

اسنے ہیر کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا پھر چونکا پھر اسے دیکھتا نرمی سے مسکرایا۔

یہ والی یہ تو جینٹس ہے ہیر تمہیں لیڈیز دلا دوں گا۔

وہ اسکے چہرے کو نرم نگاہوں سے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

ہیر نے ہونٹ بھینچے نظریں ابھی بھی واچ پر تھیں۔

اس پر ٹائم اچھا نظر آتا ہے۔

وہ پھر سے بولی تھی۔

ہاہاہامائی گاڈ ہیر ہر گھڑی پر ٹائم اچھا ہی نظر آتا ہے۔

وہ قہقہ لگاتا شرارت سے بولا تھا۔

ہیر نے ڈبڈبائی نظروں سے انہیں دیکھا۔

وہ شیشے سے باہر کی دنیا دیکھنے لگی تھی۔

ہیر اتار لو۔

دل رکا تھا پھر زور زور سے دھڑکنے لگا تھا کہ وہ پریشان ہوئی کہ کہی وہ اسکی دھڑکن سے آگاہ نا ہو جائیں گاڑی میں انکی مخصوص کلون کی مہک پھیلی ہوئی تھی اور انداز گھمبیر لیے وہ کلائی اسکی طرف بڑھائے ہوئے تھا ایسے میں دل اپنے ٹھکانے پر کیسے رہتا۔

ہیر ہری اپ آج سے یہ واچ تمہاری ہوئی۔

وہ اسے اتارنے کا اشارا کرتا ہوا بولا تھا۔

اسکی لرزتی انگلیاں اسکی کلائی پر باندھی واچ کھولنے لگی تھیں۔

اسکی لرزتی انگلیوں کے ٹھنڈے لمس پر غاذان تیمور بے ساختہ اسکی انگلیوں کو دیکھنے لگا تھا۔

غازان تیمور کی نظریں اسکے خالی کانوں پر تھیں پھر وہاں سے ہوتی اسکی سیدھی نکلی مانگ پر۔

وہ سامنے کی طرف دیکھتا زیرے لب مسکرایا تھا۔

وہ واچ اتار کر کسی قیمیتی متاع کی طرح ہتھیلیوں میں لیے کافی دیر دیکھتی ہلکا سا مسکرائی اور اسکی یہ مسکراہٹ کسی کے دل پر بری طرح نقش ہوئی تھی۔

ہیر تمہاری کوئی نوٹ بک مس ہے کوئی۔

واچ کو مسکراتی نظروں سے دیکھتی لڑکی چونک کر سیدھی ہوتی غازان تیمور کو دیکھنے لگی تھی۔

جی۔

وہ حیرت زدہ ہوئی۔

بھلا انہیں کیسے پتا میری ڈائری نہیں مل رہی کہی انہیں تو نہیں مل گئی اور اگر انہوں نے پڑھ لی تو بڑی بے عزتی اور شرمندگی سے دوچار ہونا پڑے گا ہیر۔

وہ ساکت چہرے سے انکے مسکاتے لب دیکھتی ہوئی سوچ میں گھم ہو چکی تھی۔

جواب نہیں دیا کوئی۔

گاڑی سمندر سے تھوڑی دور رکی تھی۔

نہیں تو میری تو سب بکس میرے پاس ہیں کوئی مسنگ نہیں ہے۔

وہ پریشانی چہرے سے چھپاتی ہوئی بولی۔

اچھا، کافی دنوں پہلے مجھے ایک نیلے رنگ کی ڈائری ملی تو تھی آج دیکھتا ہوں جا کر شاید مہدیہ کی ہو۔

سنجیدگی سے کہتے وہ گاڑی سے اترا تھا۔

شام کا وقت تھا ٹھنڈی میٹھی ہوا ہیر کو پریشان دیکھ کر ہلکے سے اسے چھوتی ہوئی گزر گئی تھی۔

باہر آجاو ہیر

وہ بھاری لہجے میں بولتا شوز اتار رہا تھا۔

ہیر دل مضبوط کرتی ہوئی باہر نکلی اور اسکی دیکھا دیکھی جوتی اتار دی تھی اسنے۔

ہیر وہ ڈائری انکے کمرے سے اٹھانی ہو گئی کسی طرح بھی ورنہ بڑی بدنامی ہو گئی یہ کیا سوچیں گئے میرے بارے میں۔

وہ اس سے ایک قدم پیچھے ناخن دانتوں میں چباتی ہوئی سوچ رہی تھی جبکہ آگے چلتا مرد دونوں ہاتھ پاکٹ میں اڑسے پینٹ پنڈلیوں تک چڑھائے ہوئے بے فکر سا تھا۔۔

آہ۔۔

پانی کی لہر پر وہ ٹھوکر کھا کر گری تھی اسکا چہرہ پانی کو چھو آتا اگر آگے چلتے
مرد نے سرعت سے اسے ہاتھوں مں سنبھالا نا ہوتا تو ہیر کا چہرہ اسکے
سینے سے مس ہوا تھا اور دوپٹہ تیز ہوا سے دور جا گرا تھا۔
وہ ساکت سی رہ گئی جبکہ چہرہ اسکے سینے سے وہ اٹھا نہیں سکی تھی۔۔

غ۔۔۔۔۔۔ازان تیمور ساکت ہوا تھا دل کی دھڑکن نے پہلی بار اسے اپنا
احساس دلایا تھا۔
اس سینے پر سر رکھنے کا شرف پہلی اور آخری بار بھی اسی لڑکی کو حاصل
تھا،
وہ بے ساختہ اسے کندھوں سے تھام گیا تھا۔
وہ جھجھکتی ہوئی سر سینے سے اٹھا کر ایک دو قدم پیچھے سرکی تھی،

پانی اب گھٹنوں تک آنے لگا تھا۔

سر اٹھا کر وہ انہیں دیکھ نہیں سکی تھی جو اسی کی طرف متوجہ تھے۔

غ۔۔۔اذان تیمور ہاتھ پیچھے باندھے اسکے خفت و شرم سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ زیر لب ہنسا تھا پھر لہروں پر گرے دوپٹے کو دیکھا

ہیر جاو اپنا دوپٹہ لے آو

وہ سنجیدگی سے جھکے سر والی لڑکی سے بولا تھا

ہیر نے پریشانی سے جھٹ سر اٹھایا تھا۔

میں کیسے لاوں میں تو پانی میں گر جاوں گئی۔

وہ بھول گئی کہ اسکا سراپے بنا کسی چادر و دوپٹے کے ہے۔

اسکے دلکش سراپے سے نظریں ہٹاتا وہ سامنے دیکھنے لگا۔

جاو اور بھاگ کر دوپٹہ لے آو ورنہ دور چلا جائے گا۔

وہ سنجیدہ تھا۔

ہیر نے پریشانی سے دوپٹے کو دور ہوتے دیکھا۔

لیکن میں ڈوب جاوں گئی مجھے ڈر لگتا ہے پانی سے آپ لا دیں نا۔

خالص معصوم اور تھوڑا بیویوں والا بھی ٹچ تھا۔

سردار غ۔۔۔۔۔اذان نے میٹھی نظروں سے اسکے خفا سے چہرے کو دیکھا

۔

اپنے دوپٹہ ہیر تمہیں خود لانا ہے جاوہری اپ ورنہ مشکل تمہیں ہو گئی

۔

وہ اب کی دفعہ تھوڑا سنجیدہ ہوا تھا۔

ہیر ڈبڈبائی نگاہوں سے اسے دیکھتی دوپٹہ کے پیچھے لپکی جو لہروں کے سروں پر بھیگتا دور ہوتا جا رہا تھا۔

وہ تیز تیز دوڑنے پر گھٹنوں کے بل گری تھی پلٹ کر خفگی سے انہیں دیکھا،وہ مسکراتا ہوا شانے اچکاتا دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔

یہ کہی واچ لینے کا بدلہ تو نہیں لے رہے مجھ سے۔

وہ پریشان ہوتی ہوئی اٹھی تھی۔

پھر آگے بڑھ گئی اب پانی اسکے کمر تک تھا آخر کار وہ دوپٹہ پکڑ چکی تو فخر سے پلٹی لیکن وہاں تو کوئی تھا نہیں۔

وہ حیران پرشان ہوئی تھی۔

اِدھر اُدھر انہیں ڈھونڈا لیکن وہ ہوتے تو ملتے نا۔

آپ کہاں ہیں۔

وہ بھاگتی ہوئی خوف سے چیخی لیکن پاوں پر کسی چیز کا دباو بڑھا تھا اور وہ چیختی ہوئی نیچے گری تھی وہ کسی وجود کے اوپر گری تھی۔

سردار جی !

وہ دلخراش چیخ سے چیخی تھی لیکن پھر ہونٹ جس زاویہ پر تھے وہی رہ گئے وہ پانی سے ایک دم سے نکلتا ہنستا جا رہا تھا۔

گیلے بال پیشانی سے چپک چکے تھے بیگی شرٹ جس میں اسکا سینہ نمایا تھا بے خبر وہ ہیر کے خوف سے زرد پڑتے چہرے کو دیکھ کر پہلی بار اتنا ہسنا تھا۔

آپ مجھے مارنا چاہتے ہیں تاکہ آپ واچ واپس لے لیں۔

وہ گیلی آنکھیں ان پر ٹکائے ہوئے بولی تھی۔

ہیر تمہیں کیسے پتا مجھے وہ واچ تمہیں مار کر ملے گئ۔

گیلے شرابور ٹو پیس سوٹ میں سردار غاذان سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

تو پھر آپ نے مجھے کیوں بھیجا دوپٹہ لینے اتنی تیز لہریں تھیں اگر وہ مجھے کہی دور لے جاتی تو پھر آپ نے مجھے نیچے گردیا اگر میں ڈوب جاتی تو مجھے بہت ڈر لگتا ہے بہتے پانی سے۔

وہ معصومیت سے شکایت کرتی غاذان تیمور کو دل کے بہت قریب محسوس ہوئی تھی۔

آج وہ فارغ تھا جب وہ فارغ ہوتا تھا تو وہ یونہی سمندر کنارے چلا آتا تھا اور دیر تک وہی بیٹھا رہتا،

لیکن آج وہ ہیر کو بھی سکول سے ہاف چھٹی پر لے آیا تھا تاکہ وہ بھی اسکے ساتھ تھوڑا انجوائے کرلے اور وہ اسکا پانی سے تھوڑا ساڈر بھی ختم کر دے۔

مائی گڈنیس ہیر تم تو بہت ہی جھلی ہو ایسی سو واچ میں تم پر سے قربان کرکے اس سمندر میں پھینک سکتا ہوں امپورٹنٹ چیزوں کی نہیں انسانوں کی ہوتی ہے مائے ڈیئر اینده ایسا کبھی مت سوچنا کہ غاذان تیمور کی نظر میں تم سے اہم کوئی چیز ہو سکتی ہے۔

Zubi Novels Zone

اسکے بہت قریب کھڑا اسکی سیاہ بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھ کر کہتا وہ اس پر کوئی سحر ہی تو پھونک رہا تھا۔

ہیر کی دل کی دھڑکنے منتشر ہوتیں کسی الگ ہی ساز پر رقص میں تھیں

۔

ڈوبتے سورج کی نارنجی لالی بہت حد تک کم ہوتی اب سیاہی میں ڈھلنے لگی تھی وہ بہت پر سکون جگہ تھی شہر سے دور۔

وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر تھوڑا دور ہوا لیکن ہیر کی نظریں اسی ایک چہرے پر جمی رہیں۔

ہیر مسکرا کر دیکھاو۔

وہ اب عجیب سی فرمائش کر رہا تھا۔

جی!

وہ حیرت سے دوچار ہوئی۔

اسے سردار غاذان کا حکم سمجھو لڑکی اور ابھی انہیں مسکرا کر دیکھا وجیسے انسان بہت خوش ہوتا ہو تو وہ دل سے مسکراتا ہے نا ویسے ہنسو میں نے کبھی تمہیں ہنستے نہیں دیکھا ہیر،

لڑکیاں تو بہت ہنستی ہیں ایک ہیر ہے جسے کبھی مسکرانا آتا ہی نہیں ہے۔
وہ پھر سے قریب کھڑا جھکے سر والی لڑکی سے کہہ رہا تھا جسکی بھیگی سیدھی مانگ گیلے بالوں نے کور کرلی ہوئی تھی چہرے پر پانی کے ننھے ننھے قطرے وہ اوپر والا لب نچلے ہونٹ میں دیئے جیسے ساکت تھی۔
چلو جب کبھی تمہارا دل خوش ہو تو مسکرا دینا لیکن اکیلے میں نہیں میرے سامنے اوکے۔
اسکی مشکل آسان کرتا وہ گیلی ریت کی طرف بڑھا تھا بائیں ہاتھ نے بے ساختہ ساکت کھڑی لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ کھینچ تھا۔

اسکی گیلی پشت کو دیکھتی وہ آنکھوں میں پانی کے سمندر لیے اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگی تھی۔

وہ اب شوز پہن رہا تھا۔

ہیر نے بھی سینڈل پہنی بھیگے دوپٹے کو ٹھیک سے اپنے ارد گرد اوڑھا اور چلنے لگی اس سے ایک قدم پیچھے۔

کچھ کھانا ہے۔

راستہ میں خاموش بیٹھی لڑکی سے وہ مخاطب تھا لہجہ بھرا ہی پیار بھرا تھا۔

ہیر چونک کر انہیں دیکھتی ہاں میں سر ہلا گئی اب گاڑی ڈرائیور ڈرائیو کر رہا تھا خادم آگے تھا جبکہ وہ دونوں پیچھے۔

ہاں۔

کیا۔

وہ اسکے جواب میں بولا تھا۔

چاکلیٹ۔

وہ بے ساختہ بولی تھی۔

کونسی والی۔

وہ فولڈ ہوئے گاڑی کے شیشے سے باہر دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

بڑی والی جیسی شہنام کھاتا ہے۔

وہ اودھ گیلی لٹ کو کان کے پیچھے ٹھیک سے جماتی ہوئی بولی تھی۔

وہ اب کی دفعہ اسے دیکھنے لگا تھا۔

وہ چاکلیٹ کھاتا ہے اور تمہیں نہیں دیتا۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

نہیں دیتا میرے سامنے بیٹھ کر کھاتا ہے میں مانگوں تو کہتا ہے تمہارے کھانے کی چیز نہیں تم خون پیو ہڈیاں اور گوشت کھاو تم بس یہی کھا سکتی ہوں۔

وہ روہانسے لہجے میں اس بے چارے کی شکایت کر رہی تھی۔

واٹ دا ہیل کیا وہ ایسے کہتا ہے تمہیں۔

وہ غصے سے پوچھ رہا تھا۔

جی!

وہ معصومیت سے بولی۔

غازان تیمور نے ہونٹ بھینچے۔

خادم وہ سامنے والی بیکری سے مختلف قسم کی چاکلیٹ لے آو۔

وہ بڑی سی شاندار بیکری کی طرف اشارا کرتا ہوا بولا تھا۔

خادم نے سر ہلا یا اور ڈرائیور نے گاڑی اس بیکری کے سامنے روک دی

۔

خادم کے جانے کے بعد وہ باہر تکتے مرد کو مسکراتی نظروں سے دیکھتی ہولے سے ہنسی تھی۔

بھلا زندگی کسی پر اتنی مہربان بھی ہو سکتی ہے، بے شک اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے اللہ اس شخص کو کبھی میری نظروں سے اوجھل مت کرنا میں اپنی سب محرومیوں کو بھولنے لگی ہوں صرف انکی وجہ سے اللہ تیرا شکر ہے توں نے اس شخص کو مجھ سے ملوایا میں یہ احسان تیرا کبھی نہیں اتار سکوں گئی۔

وہ انکے چہرے کو دیکھتی اب اللہ سے مخاطب تھی۔۔

وہ اپنے چہرے پر اسکی نظروں کا ارتکاز بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔

تب ہی خادم دو بڑے سے سرخ کلر کے بیگ پکڑے آیا تھا بیگ ہیر کو پکڑا کر وہ بیٹھا اور گاڑی اپنی منزل کی سمت بڑھنے لگی۔

ہیر اشتیاق سے چاکلیٹ کے ڈھیر دیکھتی بے انتہا خوش تھی۔

خیام کو بھی تو پسند ہیں۔

بھائی کا خیال تو اسے اپنے سے پہلے ہی آنا تھا نا۔

اسکے لیے بھی رکھ لیتی ہوں۔

وہ خوش تھی آج بہت اسکا سرخ چہرہ سردار غاذان کو سب بتا رہا تھا وہ دھیمے سے مسکراتا اسے دیکھے گیا۔

کون تھا وہ لڑکا۔

وہ سنجیدگی سے سامنے بیٹھی خونخوار نظروں سے خود کو دیکھتی ہوئی مہر سے بولا تھا۔

تمہیں کیا تکلیف ہے ہاں تم نے جو آج حرکت کی ہے نامیرا دل کر رہا تمہارا سر پھاڑ دوں۔

وہ جواباً غصے سے چلائی۔

وہ لڑکا کون تھا۔

وہ پھر سے بولا۔

دوست اور کچھ۔

وہ تیکھی نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

خیام نے ہونٹ بھینچے۔

کب بنا وہ آپ کا دوست۔

اکیڈمی میں۔

وہ دانت پیس کر بولی۔

خیام کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

آئندہ اگر آپ اسکے ساتھ گئی تو میں آپکا اکیڈمی جانا بند کروا دوں گا انڈرسٹینڈ۔

وہ سنجیدگی سے اسے وارن کر رہا تھا۔

وہ حیران ہوئی اسکے حکم پر۔

Zubi Novels Zone

میں تو جاوں گئی کوئی روک نہیں سکتا مجھے۔

ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھتی وہ ہٹیلے پن سے بولی۔

خیام کھڑا ہوا کل سے آپ اکیڈمی نے جائیں گئی میں گھر کو باہر سے لاک کر کے جاوں گا پھر جا کر دیکھایئے گا مجھے۔

وہ آرام سے بولتا جانے کے لیے پلٹا تھا جب وہ چیخ کر کھڑی ہوئی۔

ایسا سوچا تو سر پھاڑ دوں گئی تمہارا سمجھے لگتے کیا ہو تم میرے، ہلکا مت لینا مجھے اور دوسرا میں اکیلی نہیں گئی تھی میری فرینڈ بھی تھی جو تمہارے آنے سے تین چار منٹ پہلے ہی واش روم گئی تھی وہ اس لڑکے کی بیسٹ فرینڈ تھی تو وہ بھی آگیا ہمارے ساتھ مجھے تمہیں بتانا تو نہیں چاہیئے تھا لیکن بتا دیا ہے اسے میرا احسان سمجھو اور ہاں تمہاری دھمکی سے ڈرتی نہیں میں۔

وہ اسکے سامنے آتی پھنکاری۔

وہ جیسے ریلکس ہوا تھا۔

اتنی دیر واش روم میں کیا کر رہی تھی وہ۔

وہ سوچتی نگاہیں اس پر جماتا ہوا بولا۔

تم جا کر پوچھ لو کہ واش روم میں اتنی دیر کیا کیا جاتا ہے۔

وہ جیسے غصہ ہوئی تھی اسکی بے تکی بات پر۔

جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے آپکو اکیڈمی جوائن کیے اور دوست بھی بنا لیں بہت کوئیک سروس ہے آپکی بہر حال آئندہ ان دونوں سے دور رہیئے گا تو بہتر ہو گا یہ۔

وہ کہتے ہی پلٹا تھا۔

کس کے لیے بہتر ہو گا زرا یہ بھی تو بتانا اور تمہاری ایک بھی بات نہیں مانوں گئی میں سمجھے بڑا آیا شوہر بننے والا۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھتی غصے سے بولی۔

وہ مسکراتا ہوا تھوڑا قریب آیا بڑی بے ساختگی سے مہرینہ کی کمر کے گرد ہاتھ حائل کیے۔

مہرینہ کے چودہ پندراں طبق ایک دم سے روشن ہوتے جیسے پھر فیوز بھی ویسے ہی ہوئے تھے۔

وہ ہونٹ بھینچے اسکی بانہوں کو اپنے گرد دیکھ کر سرخ ہوتے چہرے سے اسے دھکا مار گئی لیکن خیام مسکراتا ہوا اپنی گرفت مضبوط کر گیا۔

یہ بس ٹریلر تھا اگر اگلی بار اس لفنگے لڑکے کے ساتھ دیکھی یا بات کی تو اگلا ٹریلر بہت بڑا ہوا گا اور یقین جانے آپکا شوہر جھوٹ نہیں بولتا۔

وہ سنجیدگی سے اسکے سرخ اور غصے چھلکاتے نقوش کو دیکھتے مدھم لہجے میں گویا ہوا تھا۔

میں تمہارے ساتھ رہ گئی ہی نہیں سمجھے میں نے شہزادیوں جیسی زندگی جی ہے ایسی زندگی میں تو نہیں گزار سکتی جلد ہی تمہارے اس محل کو چھوڑ جاوں گئی میں۔

اپنا آپ چھوڑانے کی کوشش ترک کیے وہ بولی تھی۔

وہ مسکرایا۔

ایک دو سال کی بات ہے پھر آپ کو میں شہزادیوں جیسی ہی زندگی دوں گا ٹرسٹ می مہر۔

مدھم لہجے میں کہہ کر اسکی شکن آلود پیشانی پر ہونٹ رکھ کر اسکے شاک سے کھلے منہ پر بنا کوئی توجہ دیئے وہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

مہرینہ نے شاک سے ماتھے کو چھوا۔

چھچھوڑا کہی کا تمہیں تو میں سیدھا کر کے رکھ دوں گئ۔

وہ صدمے سے چلائی۔

میرا ابھی آپ کے بارے میں یہی خیال ہے مہر۔

وہ اچانک ہی دروازے کے فریم سے سر نکال کر کہتا اسے تپا کر پھر سے کمرے میں کہی گم ہو چکا تھا۔

افففف۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ سرخ چہرے سے جھنجھلائی تھی۔

اور کر بھی کیا سکتی تھی وہ سوائے تپنے کے۔۔

سنو لڑکیوں جانتا ہوں تم سب مجھ سے ناراض ہو کہ میں تم لوگوں کے لیے کوئی گفٹ نہیں لایا تو میں نے سوچا کیوں نا تم سب کی ناراضگی آج دور کی جائے۔

وہ لاونج میں بیٹھی چاروں لڑکیوں سے بولا تھا۔۔

کیسے کرو گئے تم، کنجوس تو تم صدا کے ہی ہو ہمیں کونسا تمہارے گفٹ کی کوئی توقع تھی۔

شزرا اسکی بہن اس پر شاید پہلے ہی تپی بیٹھی تھی ناک سے مکھی اوڑائی تھی اسنے اسکی بات پر۔

شاہ میر نے سر کھجایا۔

خیر اب اتنا بھی کنجوس نہیں ہوں۔

وہ خفگی سے بولتا انکے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔

مطلب تھوڑے بہت تو کنجوس ہو نا۔

اسکے بڑی بہن سفینہ اب کی دفعہ بولی۔

شرم کرو تم تینوں کا اکلوتا بھائی ہوں چلو تیاری کرو آج میں تم چاروں کو شاپنگ کرواوں گا اپنی اپنی پسند کا لے لینا کچھ بھی اتنا سخی بھائی ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔

وہ چاروں حیران ہوئیں۔

سچی۔

مہدیہ نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

مجی یار اب اٹھ جاو پوستیوں کی شکل والیوں ایسا نا ہو میں مکر جاوں اپنی بات سے۔

شاہ میر نے انہیں گھور کر وارننگ دینی ضروری سمجھی۔

جبکہ وہ چاروں چیختی ہوئی اپنے اپنے کمروں میں بھاگیں تھی۔

وہ مسکرایا،

تب ہی نوشین بڑے چاو سے بیٹے کے لیے چکن بریانی کی پلیٹ لے آئی۔

واوا موم مجھے اسی کی طلب تھی۔

وہ بریانی کو دیکھتا خوش ہوا تھا جبکہ نوشین سو بار صدقے گئی اپنے کلوتے اور لاڈلے بیٹے پر۔۔

بس تمہارے لیے بنائی ہے اور خوب سارے مصالحے ڈالے ہیں وہاں کہاں تمہیں ماں کے ہاتھ کا کھانا کھانا نصیب ہوتا تھا۔

Zubi Novels Zone

ں وشین اسکے بال پیشانی سے ہٹاتی ہوئی ممتا سے چور لہجے میں بولی۔

_ وہ بریانی کھاتا ہوا تائید میں زور و شور سے سر بھی ہلا گیا

ہیر بھابھی چلیں شاپنگ پر چلتے ہیں جلدی کریں بس چادر وغیرہ لے لیں کپڑے ٹھیک ہی ہیں۔

وہ اچانک سے آتی اسکے ہاتھ سے کتاب چھین کر عجلت میں بولی۔

مہدیہ آپ اتنی عجلت میں کیوں ہیں۔

وہ حیران ہوتی ہوئی بولی۔

بس ایک کنجوس ہمیں آج شاپنگ کروائے گا جلدی کریں دیکھیں ہارن پر ہارن دے رہا ہے گرمیاں آ گئی ہیں آپکے پاس بھی تو گرمیوں والے کپڑے نہیں ہیں۔

وہ اسے لیلن کے پلین سوٹ میں دیکھ کر فکر مند ہوئی جو گرین تھا اور اس پر پیلے کلر کے پھول بنے ہوئے تھے۔

اوکے۔

وہ بھی بنا سراپے پر دھیان دیئے بڑی براون سی چادر کو سراپے کے ارد گرد اچھے سے لیتی بیگ پکڑ کر اسکے ساتھ ہولی لیکن موبائل پر تیزی سے کچھ ٹائپ بھی کرنے لگی تھی۔

اسکے پاس سردار غاذان کا دیا ہوا کریڈٹ کارڈ تھا وہ کبھی استعمال ہی نہیں کر سکی تھی لیکن آج وہ کرنا چاہ رہی تھی پتا نہیں کیوں۔

وہ دونوں جب نیچے آئیں تو باقی سب گاڑی میں بیٹھ چکیں تھیں شزرا آگے تھی گاڑی بڑی تھی تو وہ دونوں پچھلی سیٹ کی طرف بڑھیں ان سے آگے والی سیٹوں پر سفینہ اور صفا تھیں۔

شاہ میر نے حیرت سے اس نوکرانی کو گاڑی میں بیٹھتے دیکھا تھا۔

وہ چشمہ اتارتا حیرت سے اسے بڑے اعتماد سے ڈور کھول کر بیٹھتے دیکھا۔

پاکستان بڑا ایڈوانس کنٹری ہو چکا ہے نوکروں کو بھی گھر کے فرد جیسی اہمیت حاصل ہے یہاں واوا بھئی واوا۔

وہ حیرت کا خود سے اظہار کرتا اپنی سیٹ پر بیٹھا اور گاڑی کو سٹارٹ کرتا محل سے باہر لے آیا۔

Zubi Novels Zone

اسے راستوں کا نہیں پتا تھا اسلیے شہزرا اسے گائیڈ کرتی جا رہی تھی وہ چار سال سے ملک سے باہر تھا اپنے ماموں کے پاس سٹڈی کے لیے چار دن پہلے ہی تو وہ لوٹا تھا۔

گاڑی بہت بڑے شاپنگ پلازے کے سامنے رکی تھی۔
وہ سب ہنستی مسکراتی گاڑی سے اتریں مہدیہ نے مضبوطی سے ہیر کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔

وہ پہلی بار اتنے بڑے شاپنگ پلازے پر آئی تھی وہ پر جوش بھی تھی۔۔
وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھتی ہوئی چل رہی تھی۔
لمبی اسٹریپ والے بیگ پر ایک ہاتھ سے پکڑ مضبوط رکھے وہ سب اسکلیٹر سٹیئر کی طرف بڑھیں تھیں۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہیر کو ان سیڑیوں سے بہت ڈر لگتا تھا۔

وہ ڈرے ہوئے چہرے سے مہدیہ کو دیکھنے لگی۔

کچھ نہیں ہو گا بس اپنا پاوں رکھ دو پھر ہم یوں اوپر۔

وہ سادہ سے لہجے میں اسے گائیڈ کرتی زبردستی اسے سیڑیوں پر کھینچ بھی چکی تھی۔

خوف سے وہ کپکپا کر رہ گئی۔

جبکہ شاہ میر نے اسے گھورا۔

عجیب ہی کوئی شے ہے یہ تو۔

وہ منہ بناتا سوچ کر رہ گیا۔

وہ سب مختلف شاپس میں گھس گئیں تھیں۔

ہیر تم نے جو لینا ہے اس شاپ پر چلی جاو اور جب لے لو مجھے کال کرنا اوکے۔

وہ اس سے بولی جو حیرت سے آنکھیں پھاڑے سب کچھ پہلی بار دیکھ رہی تھی۔

میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گئی میں اگر کھو گئی تو۔

وہ پریشان ہوتی ہوئی بولی۔

میں اگر کھو گئی تو کیا ہم نے تمہارا اٹھیکا لے رکھا ہے کام کے تو تم کسی کے نہیں نخرہ دیکھو زرا جیسے ہمارے محل کی سردار بی بی یہی ہوں۔

وہ اچانک ہی پیچھے سے آتا پھنکارا تھا۔

ہیر نے سنجیدگی سے اسے دیکھ جبکہ مہدیہ نے اسے گھورا۔

زرا تمیز سے رہو انکے ساتھ ورنہ کہی کے نہیں رہو گ ے۔

مہدیہ شرارت سے بولی۔

کیوں یہ یہاں کی مالکن ہے جلدی کرو ورنہ چھوڑ کر بھاگ جانا ہے میں نے۔

غصے سے کہہ کر وہ جینٹس شاپ میں گھس گیا۔

ہیر اسے دماغ پر مت سوار کرنا اسکا دماغ تھوڑا کھسکا ہی رہتا ہے۔

وہ ہیر کے سپاٹ چہرے کو دیکھ کر بولی۔

جانتی ہوں میں آپ پریشان نا ہوں۔

وہ اچانک ہی مسکراتے ہوئے بولی۔

وہ سب ریڈی میڈ کپڑے لیتی جارہیں تھیں بلکہ جو جو سمجھ آرہا تھا بس اٹھاتی جارہیں تھی۔۔

ہیر انکو پاگلوں کی طرح شاپنگ کرتے دیکھ کر حیران پر حیران ہو رہی تھی۔

وہ سر جھٹکتی ہوئی اپنے لیے کپڑے پسند کرنی لگی کہ واقعے اسکے پاس گرمیوں والا کوئی سوٹ نہیں تھا۔

شاہ میر نے حیرت سے انہیں دھڑ دھڑ شاپنگ کرتے دیکھا وہ پریشان ہوا وہ تو انہیں لے آیا تھا کہ چلو ایک ایک سوٹ وغیرہ لے لیں گئی اور پھر وہ انہیں کھانا کھلا دے گا لیکن یہاں کی صورت حال دیکھ وہ حد درجہ پریشان ہوا۔

سنو لڑکیوں تم لوگ کاونٹر پر چلو میں زرا ضروری فون سن کر آتا ہوں۔

وہ کہتا ہوا تیزی سے پلٹ گیا جبکہ وہ سر ہلاتی ڈھیروں ڈھیر بیگ پکڑے کاونٹر پر آ گئیں تھیں۔

وہ گھر آکر فریش ہوتا سوئمنگ پول کے قریب بیٹھا فریش جوس پی رہا تھا

جب نک سک سے تیار تیمور صاحب چلے آئے۔

ہائے ڈیڈ۔

وہ خوش اخلاقی سے انہیں ہاتھ ہلا گیا۔

ہاے کیسا رہا ہسپتال میں دورا۔

وہ بیٹھتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔

not good dad

وہ سنجیدگی سے بولا۔

کیوں۔

وہ بھی سنجیدگی سے بولے۔

وہاں ہم اچانک ہی گئے تھے اور اس ہسپٹل میں کچھ بھی مینج نہیں تھا

مریض بے چارے ڈاکٹروں کے انتظار میں بے حال پڑے ہوئے تھے،

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اور ڈاکٹر صاحب مرضی کے مالک اور تو اور دوائیں بھی پیسوں میں وہاں فروخت کی جارہیں ہیں میں نے سب ڈاکٹر کو لاسٹ وارنگ دی ہے دو کو تو نکال آیا ہوں کچھ دنوں بعد پھر سے اچانک ہی چکر لگاوں گا۔

وہ بے انتہا سنجیدہ تھا۔

ہمم۔

وہ ہنکار بھرتے بیٹے کو غور سے دیکھتے رہے۔

کیا بات ہے ڈیڈ۔

وہ انکی نظروں کے ارتکاز پر بولا۔

وہ لڑکی کہاں ہے آج۔

وہ اچانک ہی بولے اور وہ مسکرایا۔

ڈیڈ اسکا نام ہیر ہے آپ اگر اسے اسکے نام سے پکاریں گئے تو مجھے زیادہ اچھا لگے گا۔

وہ سنجیدگی سے انہیں ٹوک گیا تھا۔

وہ سر ہلاتے جیسے کچھ پوچھنا چاہ رہے تھے۔

کیا بہت محبت کرتے ہو اس سے۔

وہ بے ساختہ بیٹے کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے بولے تھے۔

وہ جواباً مدھم سا مسکراتا جوس کا سپ لیتا ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

کیا رخصتی نہیں کرواؤ گئے۔

وہ اچانک ہی بولتے سردار غازان کو ساکت کر گئے تھے۔

رخصتی ?

وہ حیران ہوا تھا اور بے انتہا ہوا تھا۔

تو کیا اسے ہمیشہ منکوحہ ہی رکھو گئے۔

وہ بیٹے کی حیرانی پر حیران ہوئے۔

جواباً اُسکے باریک ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

ڈیڈ پہلی بار میرا خیال آپ نے اس طرف کروایا ہے،

بہت اپنی سی لگتی ہے ڈیڈ دوسروں سے الگ ڈری سہمی پریشان وہ کھل کر ہنستی نہیں پتا نہیں اس نے کتنے دکھ دیکھے ہیں پہلے پہل وہ میری زمے داری تھی جو اللہ نے مجھے سونپی تھی آہستہ آہستہ وہ پتا نہیں کیسے اتنی اہم ہو گئی محبت میں نہیں جانتا ڈیڈ بس اتنا پتا ہے میں اس لڑکی کو پریشان نہیں دیکھ سکتا اسے کسی تکلیف میں دیکھنا مجھ سے برداشت نہیں ہوتا،

اسکے چہرے پر جو زخموں کے نشان ہیں نا ڈیڈ مجھے لگتا ہے اسکے چہرے پر نہیں میرے دل پر ثبت ہیں وہ، میں چاہتا ہوں وہ بہت آگے جائے کسی سے نا ڈرے خوش رہے کھاتی پیتی کھیلتی رہے محبت نہیں جانتا لیکن اس لڑکی کو میں نظروں سے دور نہیں ہونے دے سکتا ڈیڈ

وہ سامنے پانی میں تیرتی بطخوں کو دیکھتا کسی فسوں میں بے بسی سے بول رہا تھا اور تیمور خانم سانس روکے بیٹے کے جذبات سے چور لہجے کو سن رہے تھے۔

وہ اس لڑکی کو تسلیم کر چکے تھے انہیں بیٹے سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا اگر بیٹے کی خوشی اسی میں تھی تو ہاں پھر وہ انہیں منظور تھی وہ ہر بات باپ سے شیئر کرنے کا عادی تھا ہیر کی ہر بات سے وہ انہیں آگاہ کرتا پہلے بھی اور اب بھی پھر کیسے وہ اسکی شدت محسوس نا کر پاتے

وہ چپ ہوا تو تیمور خانم کافی دیر خاموش نظروں سے اسے دیکھتے مسکرائے۔

پھر تم کہتے ہو محبت کو نہیں جانتے کہاں ہے وہ آج۔

وہ سنجیدگی سے بولے۔

پتا نہیں آدھا گھنٹہ ہوا ہے مجھے آئے اور وہ مجھے دیکھی نہیں کہی ابھی

نوراں سے پوچھتا ہوں کارڈلیس اٹھاتا جیسے وہ خود سے بولا تھا۔۔

نوراں ہیر کو میرے پاس بھیجو۔

وہ تحکم سے بولا۔

سردار جی وہ تو مہدیہ بی بی وغیرہ کے ساتھ شاپنگ پر گئیں ہیں اب تک

تو وہ آنے والیں ہو گئی۔

نوراں نے تفصیل لیکن ادب سے جواب دیا۔

واٹ۔

وہ حیران ہوتا کارڈلیس ٹیبل پر رکھ گیا پھر جلدی سے موبائل نکالا جس پر اسکے دو میسج دو گھنٹہ پہلے کے آئے ہوئے تھے لیکن وہ دھیان نہیں دے سکا کہ وہ دوسرا فون زیادہ یوز کرتا تھا اس موبائل کا نمبر اسکے بس خاص لوگوں کے پاس تھا۔

میں شاپنگ پر چلی جاوں مہدیہ کے ساتھ؟

نیچے دو منٹ بعد پھر سے میسج تھا۔

میں چلی جاتی ہوں پھر آپکی اجازت ہی ہوگئی۔

یہ میسج شاید جلدی میں ٹائپ کیا گیا تھا کہ کچھ سپیلنگ جلدی میں غلط ٹائپ کر گئی تھی وہ۔

وہ مسکرایا۔

تیمور صاحب نوراں کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیتے بیٹے کو بغور دیکھ رہے تھے۔

تمہاری بیوی اچھی چائے بناتی ہے۔

وہ نوراں کے ہاتھ کی چائے کا سپ لیتے ناک چڑھا کر بولے تھے۔

وہ مسکرایا۔

ڈیڈ بتایا تو تھا نمک بھی خوب استعمال کرتی ہے وہ۔

وہ ہنسا تھا جیسے اسکی حرکت پر۔

!اور پھر بھی تم ساری پی گئے تھے حلانکہ تمہیں نمک سوٹ نہیں کرتا

وہ سنجیدگی سے بولے_

اسنے محنت سے بنائی تھی میں کیسے نا پیتا۔

وہ خالی گلاس ٹیبل پر رکھتا ہوا بولا۔

خیر میری چائے تو اسنے بہت زبردست بنائی تھی مجھے بہت پسند آئی تھی اور مزے کی بات سنو بیٹا وہ نمک کا تڑکا لگانا پھر بھی نہیں بولی تھی ہلکا سا چج تھا نمک کا لیکن وہ بہت بھلا لگ رہا تھا۔

وہ بھی اس بار مسکراتے ہوئے بولے اور سردار غاذان کا زندگی سے بھرپور قہقہ پورے لان میں گونجا تھا۔

کام کرتے ملازم حیرت سے اپنے سردار کو دیکھنے لگے

ناشتے میں سڑے ہوئے ٹوس ہی لیے رہ گئے ہیں میرے۔

وہ ٹھیک ٹھاک ٹوس پلیٹ میں پھینک کر کل والا غصہ نکالنے لگی تھی۔

خیام نے بھنویں سکیڑیں پھر سر ہلا گیا۔

تو آپ خود اپنے لیے کیوں نہیں بنا لیتی میری بنائی ہر چیز میں نقص تو آپ نے لازمی نکالنا ہوتا ہے شکر کیا کریں اللہ نے کتنا اچھا شوہر دیا ہے آپکو۔

وہ چائے کا آخری گھونٹ خلق سے اتارتا ہوا بولا۔

میں کیوں بناوں میں تو اپنے محل میں بیڈ سے اٹھ کر خود پانی تک نہیں پیتی تھی اور شوہر تو دیکھو زرا ہنن۔۔

وہ غرور سے کہتی آخر میں منہ بنا کر رہ گئی تھی۔

اسنے مصنوعی حیرانگی سے اسے دیکھا۔

مہرینہ آپکے گھر میں کافی عرصہ جاب کی ہے دو وقت کی چائے اور مہمانوں کی خاطر تواضع بھی آپکے زمے ہی تھی۔

وہ بڑے آرام سے بولا تھا۔

توتم کیا وہاں تانکا جھانکا کرنے جاتے تھے میں پہلے ہی جانتی تھی کوئی کام وغیرہ نہیں کرتے تھے تم۔

وہ چائے کپ میں انڈھلیتی ہوئی بولی۔

وہ مسکرایا۔

مہرینہ آپ مجھ سے لڑنا چاہتی ہیں۔

وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

میں کوئی لڑاکی ہوں جو لڑنا چاہوں گئی مجھے تو لڑنا ہی نہیں آتا خیر چھوڑو آج مجھے محل چھوڑتے جانا۔

وہ ناشتے سے بھرپور انصاف کرتی ہوئی بولی۔

وہاں میں سر ہلاتا اسکے تیکھے نقوش کو دیکھے گیا۔

نظر ہٹالو تم نظر نا لگا دینا کہی مجھے۔

وہ اسکی نظروں کی ارتکاز پر خفا ہوئی۔

وہ کھل کر مسکراتا ہوا اٹھا تھا۔

مہرینہ نے تیکھی نظروں سے اسکی مسکراہٹ دیکھی۔

گاڑیاں ایئرپورٹ کی شاندار پارکنگ میں ایک قطار میں رکیں تھیں۔

وہ گارڈز کے ڈور کھولنے سے پہلے ہی باہر آچکا تھا۔

بلیک کوٹ کا بٹن بند کرتا وہ عجلت میں عمارت کے اندر کی طرف بڑھنے لگا تھا عجلت میں بھی وہ ہیر کا ہاتھ پکڑنا نہیں بھولا تھا۔

وہ تقریباً بھاگ کر اسکے تیز رفتار قدموں کا ساتھ دے رہی تھی۔

گارڈز باہر ہی رک چکے تھے جبکہ خادم ساتھ ہی تھا دو تین قدم پیچھے۔

سامنے ہی ویٹنگ ایریا میں وہ بلیک نفیس سوٹ پر بلیک بڑا سا سرخ کڑھائی والا دوپٹہ لیے کالا ہینڈ بیگ کالی ہی فلیٹ چپل کلائیوں میں نفیس سے دو سنہری کنگن ایک انگھوٹی سادہ سی وہ عورت بہت نفیس اور کہی سے بھی ایک جوان بیٹے کی ماں نہیں لگتی تھی۔

موم۔

وہ شدتِ جذبات سے انہیں پکارتا تیزی سے انکی طرف بڑھا تھا۔

وہ بھی اٹھ کر بے ساختہ اسکے سینے سے لگتیں نم آنکھوں سے اسکا سینہ پھر اسکا ماتھا سر چوم رہیں تھیں انکا قد درمیانہ تھا تو وہ جھکا ہوا تھا ,

اب وہ ماں کے ہاتھ اور پیشانی چومتا دھیمے دھیمے مسکرا رہا تھا۔

کیسیں ہیں آپ۔

وہ محبت واحترام سے پوچھ رہا تھا۔

کیسی ہو سکتی ہوں تمہارے بنا۔

وہ بھیگے سے لہجے میں سوالیہ سے انداز میں پوچھ رہیں تھیں۔

وہ جواباً پھر سے انکے ہاتھ چوم کر آنکھوں سے لگا گیا۔

آپ روح ہیں غاذان تیمور کی آپ خود یہاں آنا نہیں چاہتیں تھیں میں بھی بہت مس کرتا ہوں آپکو یار۔

وہ خوشی میں انہیں ہمشہ یار ہی کہتا تھا۔

رائنہ کی نگاہیں دو قدم پیچھے کھڑے وجود پر بے ساختہ پڑیں تھیں۔

وہ مسکرا دیں۔

وہ نیلے سے ملگجے سوٹ میں نروس سی انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

ارے ہیر بیٹا آپ غاذان آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ بے ساختہ کہتیں ٹھیک جیسے غاذان کو سینے سے لگایا تھا ویسے ہی اسے بھی لگا گئیں۔

ہیر کو ان سے ممتا کی خوشبو آئی تھی۔

آپ کیسیں ہیں انٹی۔

وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

میں ٹھیک ہوں بیٹا آپ تھوڑی مجھے کمزور لگ رہیں ہیں۔

وہ فکر مندی سے اسکے گال چھوتیں ہوِیں گویا ہوئی۔

وہ یونی سے سکول جاتی ہوں نا پھر پڑھنا لکھنا تو اس لیے کمزور ہو گئیں ہوں پہلے سے۔

وہ جو دونوں ہاتھ پاکٹس میں گھسائے دھیمی مسکان سے ساس بہو کو دیکھ رہا تھا زور سے ہنسا۔

رائنہ بھی اسکی معصومیت پر ہنس دیں۔

ہیر پزل سی ہوئی دونوں کی شرارتی مسکان پر۔

موم چلیں آپ تھک گئی ہوں گئ۔

وہ انکے کندھے تھامے پوچھ رہا تھا۔

وہ تینوں باہر کے خارجی ڈور کی طرف بڑھے تھے سامان پیچھے خادم لے کر آرہا تھا۔

گاڑِی سے اترتی وہ کچھ دیر سپاٹ نظروں سے طویل قامت عمارت کو دیکھتی رہی پھر ہونٹ بھینچ کر اندر کی طرف آئی۔

سامنے ہی نوشین شرمین بیٹھی کوئی شو دیکھ رہیں تھی جبکہ لڑکیاں نیچے کارپٹ پر بیٹھیں خریدے ہوئے کپڑوں پر تبصرہ کر رہیں تھیں۔

اسلام علیکم مامی جی۔

وہ مصنوعی مسکان ہونٹوں پر سجاتی ہوئی اندر آئی تھی۔

سب نے چونک کر شائنہ کو دیکھا جو فیروزی اور نیلے کمبینیشن نفیس سوٹ پر ہاف وائٹ سلک کی بھاری کام والی چادر لیے ہوئے تھی۔

وعلیکم اسلام بیٹا آؤ آج اتنے دنوں بعد چکر لگایا۔

دنوں مامیاں کھڑی ہوتی ہوئیں مسکرا کر بولیں۔

بس بزی تھی سٹڈی میں۔

وہ شانے اچکا کر کہتی ہوئی مہرون صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر مغرور تاثرات چہرے پر سجائے ہوئے بیٹھی تھی۔

ہائے شائنی۔

وہ سب باری باری مسکراتے ہوئے بولیں۔

ہائے کیا کر رہی ہو تم لوگ۔

وہ ڈھیر سارے شاپنگ بیگز دیکھ کر ایسے ہی پوچھنے لگی تھی۔

بس کل شاپنگ کی تھی تو وہی دیکھ رہیں تھیں۔

سفینہ نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

اس کزن کی شروع سے ہی اس گھر میں بہت عزت اور روعب تھا جو کہ

انکے والدین کے بل بوتے پر تھا.

ہمم مامی کچھ پلائیں ہی دیں کیا مجھے اب کہہ کر کھانا پینا مانگنا ہو گا۔

وہ سرد سی مسکان سے پوچھنے لگی تھی۔

نوشین اور شرمین ہڑبڑا گیں تھیں۔

ارے بیٹا کیوں مانگ کر سب کچھ ملے گا بس تم اتنے دنوں بعد آئی ہو تو

بیٹھ گئی تمہارے پاس اور خیال نہیں رہا ہم ابھی کچھ کھانے پینے کا

ابندوبست کرتیں ہیں چلو شرمین۔

نوشین کہہ کر جلدی سے کچن کی طرف بڑھ گئی پیچھے شرمین بھی چلی

گئی۔

ویسے شاپنگ اتنی جلدی اور اس بار مجھے بتایا بھی نہیں۔

وہ ملازمہ سے پانی کا گلاس پکڑتی ہوئی بولی۔

ارے مت پوچھیں شاپنگ کا کل ہمارے ساتھ کیا ہوا۔۔۔

صدا کی بے وقوف باتونی صفانے منٹوں میں اسے شاہ میر اور جو جو کل ہوا وہ بتادیا تھا۔

شائنہ سے پانی خلق میں اتارنا مشکل ہوا تھا۔

مہدیہ نے صفا کو تگڑی گھوری سے نوازا بھلا کیا ضرورت تھی اس جیلسی ککڑی کو بتانے کی۔

اوتو وہ نوکرانی اب تم لوگوں کے ساتھ شاپنگ پر جاتی ہے اور اسکے پاس اتنے پیسے تھے کہ اسنے تم لوگوں کی شاپنگ کی پے بھی کردی واوا بھئی واوا وہ بھکارن اسی لیے تو یہاں ٹکی ہوئی ہے۔

وہ زہر خند لہجے میں پھنکاری تھی۔

ویسے وہ اب بھکارن نہیں اس محل کی مالکن ہے شائنہ بی بی جلا تھوڑا کم کرو ورنہ رنگ تو تمہارا پہلے ہی کملانے لگا ہے ایسا نا ہو جل جل کر کالی بوتنی بن جاو اپنا خیال رکھا کرو نا شائنہ۔

اس سے پہلے مہدیہ کچھ کہتی داخلی دروازے سے اندر آتی مہرینہ استہزایہ بولی تھی۔

شائنہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

وہ ہمیشہ کی طرح بالوں کی پونی بنائے بلیو جینز پر لمبا سکن کرتا پہنے چادر کو کندھوں کے گرد لپیٹے پہلے والی ہی مہرینہ لگ رہی تھی مسکراہٹ جل جلانے والی ہونٹوں پر ہنوز رقم تھی۔

تمہیں اس گھر میں آنے کی اجازت کس نے دی ہے۔

وہ کھڑی ہوتی نفرت سے بولی۔

میرا گھر ہے شائنہ کیا بھول گئی ہو۔

وہ سب لڑکیوں سے ہاتھ ملاتی ہوئی مسکرا کر بولی۔

شائنہ نے ہونٹ بھینچے۔

پھر سینے پر ہاتھ باندھ کر سر ہلاتی ہوئی مسکرائی۔

ذ لگتا ہے تمہاری یاداشت کمزور ہو گئی ہے اس کمزور انسان کے ساتھ رہتے ہوئے اس محل سے تمہیں ہمشہ کے لیے نکال دیا گیا تھا لگتا ہے کچھ کھانے پہنے کے لیے نہیں ملتا تمہیں۔۔

وہ بھی استہزایہ بولی تھی۔

سب لڑکیاں کھڑی ہوتیں پریشانی سے ان دونوں کو دیکھ رہیں تھی۔

ارے میرا شوہر کمزور نہیں ہے اب تمہیں کیسے بتاوں مائے ڈیئر خیر میرا شوہر تو زبردستی مجھے اپنے ہاتھوں سے نوالے کھلاتا ہے بہت ہی محبت

کرتا ہے مجھ سے اب تمہیں اور کیا کیا بتاوں یونو تمہاری ابھی شادی جو نہیں ہوئی میں کہتی ہوں کروالو ورنہ عمر نکل گئی تو کوئی پوچھے گا بھی نہیں۔

اسکے کان کے پاس ہونٹ کرتی وہ شرارت سے بولی۔

جبکہ شائنہ کا چہرہ ضبط و غصے سے لال پڑا۔

شٹ اپ ایڈیٹ تمہیں تو دیکھ لوں گئی میں یاد رکھنا تم۔

غصے سے کہتی وہ محل میں موجود اپنے کمرے میں چلی گئی۔

جبکہ لڑکیاں اب اسے اپنی اپنی شاپنگ دیکھانے لگیں تھی۔

شاہ میر کل رات کو دیر سے گھر آیا تھا اور آتے ہی اپنے کمرے میں گھس کر لاک لگا گیا تھا جو ابھی تک کھلا نہیں تھا جبکہ وہ سب انتظار میں تھیں اسکی درگت بنانے کو۔

وہ اپنے شاندار اپارٹمنٹ میں انہیں لے آیا تھا۔

رائنہ صوفے پر ریلکس سی بیٹھی بیٹے سے محو گفتگو تھیں جبکہ کچن میں چائے بناتی وہ بڑی سی ونڈو جو لاونج میں کھلتی تھی چائے بناتی انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

وہ دونوں ماں بیٹا ساتھ بیٹھے بہت اچھے لگ رہے تھے جیسے دو گہرے دوست ہوں۔

وہ انکے قدموں میں بیٹھتا اپنا سر انکی گود میں رکھ گیا تھا۔

رائنہ شفقت سے مسکراتی اسکے گھنے سنورے بالوں کو خراب کرنے لگیں تھی ان میں انگلیاں پھیر کر۔

تب ہی وہ چائے کے تین کپ بڑی سی ٹرے میں رکھے لے آئی۔

ٹرے میں دو پلیٹیں تھیں۔

ایک میں مختلف سائز کے بسکٹ تھے تو دوسرے میں نمکو تھی کبڈ میں چائے پتی ڈھونڈتے ہوئے اسے مل گئی تھی تو وہ لے آئی۔

انٹی چائے۔

ٹرے انکے سامنے کرتی وہ دھیمے سے بولی۔

جیتی رہیں۔

چائے کا کپ اٹھاتی وہ بولیں۔

غازان صوفے پر بیٹھتا چائے لے کر ٹیبل پر رکھ گیا۔

ہیر بیٹا پڑھائی کیسی جارہی ہے۔

انہوں نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ہیر نے بے ساختہ انہیں دیکھا۔

موم اسکی پڑھائی بہت اچھی جارہی ہے، پہلے سمسٹر میں سوینٹی فائیو پرسنڈ مارکس آئے ہیں اسکے۔

ہیر نے انکے جواب میں اچھی کہا تھا تو وہ جواباً اسکی تعریف ماں کے سامنے کر گیا۔

رائنہ بیٹے کو دیکھتی معنی خیزی سے سر ہلا گئیں۔

اور دوسری بات اسکے کپڑوں پر بلکل مت توجہ دیجئے گا یہ سو رہی تھی تو میں ہیر کو زبردستی اٹھا کر لے آیا خلانکہ ہیر نے کہا چینج کا لیکن مجھے جلدی تھی سو اسی طرح سے لے آیا۔۔۔۔

وہ اس بار کہتا بھرے پور لہجے میں مسکرایا تھا جبکہ رائنہ قہقہ لگا گئیں۔

اور وہ شرمندہ ہوتی خفاسی نظروں سے سردار غاذان کو دیکھنے لگی۔

پھوپھی،

پھوپھی،

ویئر از مائے سویٹ پھوپھی۔

وہ اونچا اونچا بولتا ہوا گھر میں داخل ہوا تھا۔

ھیر نے دہل کر اسے دیکھا وہ بھاگ کر انکی طرف ہی آرہا تھا اور آتے ہی انکی گود میں گھسنے کی پوری کوشش کی لیکن اتنا بڑا بچہ بھلا کہاں گود میں آسکتا تھا۔

ھیر ڈر کر کھڑی ہوتی تھوڑا دور ہوئی اس سے۔

آپ نے مجھے آج دیکھا دیا کہ آپ کو آپکا بیٹا زیادہ پیارا ہے بھتیجا نظر نا آیا اطلاح دینے کے لیے۔

وہ تھک ہار کر انسے جڑ کر بیٹھتا شکوہ کر رہا تھا۔

غاذان تیمور ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگا لیکن نگاہوں میں نرمی تھی اپنے کزن کے لیے۔

آپ کو ہو سکتا ہے میں نے نا بتایا ہو آپکا فون جب کرو تب ہی بزی ملتا ہے اس میں قصور آپکا ہے بچے جی۔۔

Zubi Novels Zone

وہ اسے گلے سے لگاتی ہوئیں بولیں۔

اسنے پریشانی سے اپنے سردار کزن کو دیکھ کر کان کھجائے۔

وہ اصل میں بینک والوں کی طرف سے ہوتا ہے۔

وہ منمایا تھا۔

کیوں تم بینک والوں کے رشتے دار لگتے ہو جو تجھ سے سارا دن وہ باتیں کرتے رہتے ہیں شہنام سدھر جاؤ ورنہ مار کھاؤ گئے مجھ سے اور ذرا لحاظ نہیں کروں گا تمہارا اگر اس بار تمہارے نمبر کم آئے تو کچھ ہیر سے سیکھو کتنی پریشانی رہیں اسے پھر بھی اسنے اچھے نمبر لیے۔

وہ سنجیدگی سے اسے ڈانٹ رہا تھا۔

جبکہ شہنام نے فخر سے خود کو دیکھتی ہیر کو گھورا۔

وہ تھوڑی سی مسکان ہونٹوں میں لیے اسے چڑا بھی رہی تھی۔

چڑیل پتا نہیں کونسا جادو کر دیا ہے ہمارے سردار بھائی پر۔

وہ بھنبھنایا تھا دل ہی دل میں۔

اور تم کوئی چیز اسے دیئے بنا کیسے کھا سکتے ہو آئندہ ایسا کیا تو گردن توڑ دوں گا اسے سارا دن کچھ نا کچھ لے کر دیتے رہا کرو اور ہاں اسے پریشان بھی مت کرنا اب۔

وہ اسکاز کر ایسے کر رہا تھا جیسے وہ کوئی چھوٹی سی بچی ہو۔

کیوں اسے میں نے گود میں لیا ہوا ہے یا پھر یہ میرے ابو کے گھر پیدا ہوئی تھی۔

شہنام خوب تپا تھا رائنہ مسکرائے جا رہی تھی۔

جبکہ وہ گردن اکڑائے اسکی درگت کو انجوائے کر رہی تھی لیکن جیسے ہی سردار نے اسے دیکھا تو جھٹ سے گردن سر جھکا یا اور مسکراہٹ بھی جلدی سے ہونٹوں سے خارج کی۔

غازان آئندہ شہنام تمہیں شکایت کا موقع نہیں دے گا بھروسہ رکھو اس پر۔

رائنہ اسکے بال سنورتی ہوئیں بولیں اور جواباً اسنے انکے کندھے سے سر ٹکائے سردار غازان کو ہنن کرکے چڑیا تھا۔

اسنے سر جھٹک کر واچ پر ٹائِم دیکھا۔

موم میں چلتا ہوں رات کو چکر لگاؤں گا ابھی امپورٹنٹ میٹنگ ہے ڈیڈ اور چاچو سے اکیلے نہیں ہو گئی تو ہیر کو شام کو میں پک کرلوں گا اور شہنام اب آپکے ساتھ ہی رہے گا ابھی اجازت دیں اللہ خافظ۔

وہ کہتے ہی انکے آگے سر جھکا گیا۔

اللہ کی مان میں بیٹا۔

وہ سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولیں جاو ہیر غاذان کو دروازے تک چھوڑ کر آو۔

وہ سردار کو دیکھتی ہیر سے مخاطب ہوئیں اور وہ جلدی سے سر ہلاتی انکے پیچھے ہولی۔

شہنام نے اسکی پشت کو خشمگیں نظروں سے گھورا۔

ہیر موم کا دھیان رکھنا اوکے۔

وہ دروازے میں پلٹ کر اس سے مخاطب تھا۔

اسنے زور زور سے سر ہاں میں ہلایا۔

اللہ حافظ۔

بڑے بے ساختہ پن سے اسکی مانگ پر ہونٹ رکھ کر کہتا وہ رکا نہیں تھا تیز تیز قدم اٹھاتا وہ لفٹ میں بند ہو گیا۔

وہ فق ہوتے چہرے سے مانگ پر ہاتھ رکھے ساکت وجامد تھی۔

ہونٹ تھوڑے سے نیم وا تھے انکی دلفریب حرکت پر دل کی دھڑکن معمول سے زیادہ تیز ہونے لگی تھی۔

اللہ اللہ یہ کیا تھا شاید خواب تھا۔

وہ لرزتے ہونٹوں سے بڑا بڑائی۔

جب پیچھے سے زور سے دھکا پڑا تھا۔

وہ ایک دو قدم آگے ہوئی دھکا لگنے سے پھر حیرت سے پیچھے مڑی۔

شہنام کو دیکھ کر وہ غصہ ہوئی۔

کون سا جادو منتر کرتی ہو مجھے بھی تعویز کر کے دو تا کہ میں بھی ایک لڑکی کو پھانس لوں اور ہاں آئندہ اگر میری شکایت لگائی تو آنکھیں پھوڑ دوں گا۔

وہ دانت پیس کر بولا۔

لگاوں گئی تم ایک نمبر کے لڑاکے ہو کوئی لڑکی نہیں سیٹ ہو گئی تم سے سمجھے بس صبر کرو تم وہ بھی ساری زندگی کے لیے۔

وہ بھی غصے سے دانت پیس کر بولتی اندر کی طرف بڑی ہاں یہ بات الگ تھی چہرہ ابھی بھی سردار کی حرکت پر گلنار سا تھا۔۔۔۔

مہرینہ کھانا کھا کر خود ہی اس بڑے گھر سے چھوٹے گھر میں آچکی تھی آکر اپنے دھونے والے کپڑے دھوئے تو واش روم میں اسکی بھی دو شرٹ اور ایک جینز لٹک رہی تھی۔

وہ ہونٹ بھینچے کچھ دیر اسکے کپڑوں کو دیکھتی رہی پھر انہیں بھی واشنگ مشین میں ڈال لیا۔۔

کپڑے دھو کر انہیں سکھانے کے لیے باہر باندھی رسی پر ڈالتی وہ چونکی

۔

وہ ہیلمٹ اتارے سامنے کھڑی لڑکی سے کچھ بات چیت کر رہا تھا۔

وہ نرمی سے سر ہلاتا اس لڑکی کی کوئی بات سن رہا تھا۔

مہرینہ کو جی بھر کر اس معصوم شکل والے پر غصہ آیا۔

وہ الوداعی مسکان سے اس لڑکی کو نوازتا ہوا چھوٹا سا دروازہ دھکیلا تا لان

میں آیا تھا۔۔

لیکن پھر ٹھٹھکا۔

وہ خالصاً گھریلو روپ دھارے ایک ہاتھ کمر پر رکھے اسے کینہ توز

نظروں سے گھور رہی تھی ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔

اسلام علیکم یہ کیا حالت بنا رکھی ہے آپ نے۔۔

Zubi Novels Zone

اسکے آدھے کپڑے پانی سے شرابور تھے جبکہ بالوں کا اونچا جوڑا بنار کھا تھا اسنے۔

مجھے چھوڑو پہلے یہ بتاو کون تھی وہ سڑی ہوئی شکل والی۔

وہ مسکرایا۔

یار آپکا شوہر ایسا نہیں ہے اسکے کندھوں پر بہت سی زمے داریاں ہیں ایسے کاموں کے لیے میرے پاس فضول وقت نہیں ہے اور دوسرا وہ ہماری پروسن ہے ہمیں کھانے پر انوائٹ کر رہیں تھیں میں نے کہا تم سے پوچھ کر بتاوں گا کیا آپ جیلس ہو رہیں تھیں۔

وہ اسکا بھیگا ہاتھ تھام کر شرارت سے پوچھ رہا تھا۔

جی نہیں ایسی نہیں ہوں میں سمجھے میں بس پوچھ رہی تھی۔

وہ ہاتھ کھینچتی ہوئی بولی۔

خیام کی مظریں اچانک ہی اپنی دھلی ہوئی شرٹ پر نظر پڑی وہ مسکرایا۔

کیا ضرورت تھی دھونے کی۔

وہ اسکی مسکراہٹ کو دیکھ خود کو کوس کر رہ گئی۔

زیادہ ہنسنے کی ضرورت نہیں سرف زیادہ گھول دی تھی تو میں نے سوچا

غریب بندہ ہے ضائع نہیں کرنی چاہیئے کیا یاد کرے گا۔

وہ تپ کر کہتی اندر کی طرف بڑھی۔

وہ بھی پیچھے پیچھے تھا اسکے ہونٹوں سے مسکراہٹ جدا نہیں ہو رہی تھی۔

کیا ہے کیوں مسکرائے جا رہے ہو۔

وہ پتی تھی اسکی ہنوز چڑاتی مسکراہٹ پر۔

وہ جواباً اسکا بھیگا ہاتھ تھام کر چومتا اندر کی طرف بھاگا تھا۔

وہ دم بخود ہوتی اسکے پیچھے چلاتی ہوئی دوڑی تھی لیکن وہ چوکنا تھا واش

روم کا دروازہ وہ ٹھک سے بند کر گیا __

وہ شام کی بجائے رات کو آیا تھا ہاتھوں میں ڈھیروڈھیر بیگ تھامے خادم بھی پیچھے تھا۔

وہ لاونج میں آتا ٹھٹھکا تھا کچن کا منظر بڑا واضع تھا۔

جبکہ رائنہ شاید کمرے میں تھی کہ لاونج خالی تھا۔

ٹھٹھکنے کی وجہ شہنام اور ہیر تھے۔

ہیر کے ہاتھ میں کفگیر تھی تو شہنام کے ہاتھ میں سلور کی بڑی سی پرات

۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔

وہ کچن میں آتا ہوا حیرت سے ہیر کو دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

ہیر کے ہاتھ سے کفگیر چھوٹتے چھوٹتے بچی تھی۔

شہنام اسے دیکھتا دل جلی مسکان سے مسکرایا تھا۔

پہل اسنے کی میں سالن بنا رہی تھی تو اسنے مجھے کو.جی اور چڑیل کہا اور یہ بھی کہا کہ میں کالی چڑیل ہوں۔

وہ روہانسی ہوتی جلدی سے بولتی ہوئی کفگیر دیگچی پر رکھ گئی تھی۔

ہیر کا ڈوب کر مرنے کو دل کر رہا تھا وہ بھلا کیا سوچیں گئے ہیر کتنی لڑا کی ہے بد تمیز ہے اففف مر جا ہیر کہی ڈوب کر لیکن اسنے مجھے تنگ کیا تھا میرا کوئی قصور نہیں تھا۔

سر پر چادر درست کرتی وہ لب بھینچے روہانسے لہجے میں سوچ رہی تھی۔

شہنام تمہیں تمیز کب آِے گئی کیوں تنگ کیا ہے تم نے اسے اور تم اسے چڑیل کہنے سے پہلے خود کو دیکھ لیا کرو جن سے بھی زیادہ ڈروانے تمہارے دانت ہیں آخر کیوں پریشان کرتے ہو تم اس معصوم کو۔

وہ اچانک ہی معصوم شکل بنائے شہنام کی گردن دبوچے اسے ڈانٹ رہا تھا لیکن آخر میں اسکے ٹیڑے میڑے دانتوں پر طنز بھی کر گیا تھا۔

تو آپ اسکے بھی پہلے دیکھ لیں اسکے دائیں طرف ایک دانت پر ایک اور دانت ہے اسے تو آپ نے نہیں ڈانٹا بس مجھ معصوم پر ہی سب کا زور چلتا ہے۔

مصنوعی دکھی لہجے میں کہتا وہ زبردستی گردن چھڑا تا ارائنہ کے کمرے میں دوڑا تھا۔

جبکہ ہیر نے اپنے دو دانت والی بات پر ہونٹ بھینچے۔

اسنے میرے دانت کب دیکھے بھلا۔

وہ پریشان سی ہوتی سوچ رہی تھی جب وہ حیران ہوئی نہیں بلکہ ساکت ہوئی تھی۔

وہ رومال سے اسکی پیشانی کو خشک کر رہا تھا جو سردار غاذان کو دیکھ کر شرمندگی سے پھوٹا تھا۔

وہ سر اٹھائے انہیں دیکھے گئی۔

کیا بنایا ہے۔

وہ سارا چہرہ ہی اسکا تھپتھپاتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

وہ حیرت سے اسے دیکھے گئی بنا پلکوں کو حرکت دیئے وہ بس ساکت تھی چہرہ دھواں چھوڑنے لگا تھا۔

ہیر کیا بنایا ہے تم نے بتایا نہیں۔

رومال جیسے پاکٹ سے نکالا تھا ویسے ہی پاکٹ میں رکھتا وہ نرمی و محبت سے پوچھ رہا تھا۔

چکن قورمہ ساتھ سادے ابلے چاول۔

وہ سر جھکا گئی آخر کب تک وہ ان نگاہوں میں دیکھ سکتی تھی جن میں عجیب سی چمک اور کشش تھی جو اگلے بندے کو بس میں کر لیتی تھی۔

اور میٹھے میں۔

وہ اسکی ناک پر ٹھہرا پسینے کا قطرہ انگلی پر لیتا ہوا دھیمے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

ہیرا اسکی قربت سے پریشان ہوتی دو تین قدم پیچھے ہوتی سر اور زیادہ جھکا گئی۔

کچھ بھی نہیں کیا بناوں۔

وہ اخترام و محبت سے پوچھ رہی تھی۔

تمہیں کیا ضرورت تھی کھانا بنانے کی میں لے کر آیا ہوں سب کچھ باہر سے۔

وہ اسکے تھکے سے چہرے کو دیکھتا ہوا بولا۔

میرا دل کر رہا تھا کوکنگ کا۔

وہ سنک میں پڑے برتن دھونے والی تھی جب غاذان تیمور نے سختی سے اسکے ہاتھ تھامے۔

ہیر خبردار اگر تم نے برتن دھوئے مجھے نہیں پسند ہیر کام وغیرہ کرے اور برتن تو بالکل بھی نہیں یہ لو اس پیکٹ میں تمہارے لیے ڈریس لیا ہے لاونج والے چینجنگ روم میں چینج کر کے آجاو میں موم کے روم میں جارہا ہوں میں زرا شہنام کو تو سیدھ کروں۔

وہ کہتے ہی پلٹا تھا جبکہ وہ مسمرائز ہوتی پریوں کے دیس میں جاتی اگر اسنے جاتے وقت بنا پلٹے اسے ہری اپ نا کہا ہوتا تو۔

''وہ دھیمی مسکان بھرے بھرے ہونٹوں میں لیے شاپنگ میں جھانکنے لگی تھی۔

چہرے پر چار سو واٹ کی مسکان آئی تھی۔

پھر بھاگ کر لاونج میں بنے چینجنگ روم کی طرف دوڑی۔

اسنے بیگ کو ایک کارپٹ پر الٹ دیا۔

ایک سیاہ رنگ کا سوٹ میچنگ چپل ہیئر پنز وہ مسکرائی تو وہ جانتے تھے ہیر کو ہئیر پیز بہت پسند تھیں۔

رات کا نجانے کونسا پہر تھا جب وہ گیلری میں آیا۔

تیمور صاحب کو باہر بیٹھا دیکھ وہ تشویش سے تیز قدموں سے انکی طرف بڑھا تھا۔

ڈیڈ کیا ہوا ایوری تھنگ از فائن۔

وہ انکے سامنے آتا فکر مندی سے بولا۔

وہ جوابا ہاں میں سر ہلاتے آدھے ادھورے چاند کو دیکھنے لگے۔

وہ لب بھینچے انکے سامنے بیٹھا تھا۔

ڈیڈ سب ٹھیک ہو جائے گا وہ یہاں آ گئی ہیں نا بس آپ نے اب ہمت نہیں ہارنی۔

وہ سمجھ چکا تھا باپ کی پریشانی۔

وہ تلخی سے مسکرائے۔

وہ بہت انا پرست ہے کبھی نہیں مانے گی۔

آپ میں بھی تو انا بہت تھی ڈیڈا گر آپ اس وقت انا سے نہیں دل سے کام لیتے تو آج مما آپکے ساتھ ہوتیں لیکن ابھی بھی کچھ نہیں گزرا آپ انہیں منانے کی تگ ودو جاری رکھیں وہ یقیناً مان جائیں گئیں۔

وہ انکے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا تھا۔

جوانی میں غلطیاں ہو جاتیں ہیں غاذان مجھ سے بھی ہو گئی اور میں نے اسے چھوڑ بھی دیا لیکن رائنہ کا دل نرم نہیں پڑا وہ آج بھی مجھ سے نفرت کرتی ہے۔

وہ سنجیدگی سے دور خلا میں دیکھتے ہوئے بولے تھے۔

کس نے کہا وہ نفرت کرتیں ہیں، ڈیڈ وہ نفرت نہیں کرتیں آپ سے، بلکہ آج بھی آپ سے ہی محبت ہے انہیں آپ جانتے ہیں انکی کبڈ میں آج بھی زیادہ بلیک کلرز کے سوٹ ہوتے ہیں کیونکہ آپکو بلیک کلر ان پر پسند تھا آپ کے دیئے کنگن آج تک انہوں نے اپنی کلائی سے اتارے نہیں دعا میں ہمشہ آپکا ذکر وہ کرتیں ہیں آپ جانتے ہیں انہیں اونچی دعا مانگنا پسند ہے اور میں اکثر سن لیا کرتا تھا اور آپ کہتے ہیں انہیں آپ سے محبت نہیں، ہاں وہ اس بارے میں بات کرنا پسند نہیں کرتِ یں تھی

میں نے کتنی دفعہ ان سے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ سختی سے مجھے ڈانٹ چکیں ہیں۔

وہ بھی چاند کو دیکھتا ہوا ان سے بات کر رہا تھا آج پہلی بار وہ کھل کر ان دونوں کے ریلیشن پر بول رہا تھا۔

وہ مسکرائے۔

تم سچ کہہ رہے ہو۔

وہ بولے۔

آپ جانتے ہیں غاذان تیمور جھوٹ نہیں بولتا۔

وہ جواباً دھیمی مسکان سے بولا تھا۔

کیسی لگ رہی تھیں وہ۔

وہ اب بے تابی سے بولے۔

ڈیڈیونو یار وہ ہمیشہ ہی اچھی لگتی ہیں۔

وہ کھڑا ہوتا ہوا بولا تھا۔

میں صبح جاوں گا تمہاری موم سے ملنے۔

وہ بھی کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔

وہ بنا پلٹے پاکٹس میں ہاتھ ڈالتا مسکرایا۔

آپکے ساتھ جو ہو گا اس میں میری کوئی زمے داری نہیں ہو گئی آپ جانتے ہیں وہ بہت سخت بھی ہیں۔

وہ جاتے جاتے کندھے اچکا کر کہتا وہاں سے نکل گیا۔

تیمور صاحب سنجیدگی سے اسکی پشت جو گھورتے اپنے کمرے کی طرف بڑھے تھے۔

پلڑ کے پیچھے چھپے وجود نے سینے پر ہاتھ رکھ کر گہری سانس لی تھی۔

دروازہ آہستہ سے نوک ہوا تھا پھر دوسری بار زرا تیز دستک ہوئی تھی۔

لیکن اندر سے جواب ندارد رہا۔

ہیر۔

اسنے مدھم سا پکارا تھا دروازے کو نوک کرتے ہوئے۔

اور یہ کیسے ہو سکتا تھا ہیر اسکی پکار نا سن پاتی۔

۔

وہ چونک کر اٹھی تھی پھر نیند میں جھولتے ہی اسنے دروازہ کھول دیا۔

وہ آنکھیں سکیڑے اسے دیکھنے لگا کہ اسکی آنکھیں بند تھیں وہ نیند میں ہی تھی شاید۔

ہیر !

اسنے سنجیدگی سے اسکا کندھا ہلایا تھا۔

جواباً وہ اسکے کندھے سے جھول گئی تھی وہ اسکے سینے پر سر رکھے شاید سو گئی تھی۔

غازان نے دھڑک اٹھے دل پر بنا توجہ دیئے اسکے چہرے کو غور سے دیکھا تھا۔

دراز پلکیں گال کو چھو رہیں تھی جبکہ ہونٹ تھوڑے سے کھلے ہوئے تھے وہ حیران تھا اگر وہ نیند میں تھی تو اسنے دروازہ کیسے کھولا تھا۔

ہیر''

اسنے سنجیدگی سے اسے اسکے پاوں پر کھڑا کرتے ہوئے پکارا تھا۔

ہاں۔

Zubi Novels Zone

وہ آنکھیں ایک دم سے کھولتی ہوئی بولی پھر بد حواسی میں دوپٹہ سر پر لیا اور کھلے ہوئے منہ کو بند کیا اور تھوڑا دور کھڑا ہوئی کچھ دیر پہلے کی حرکت وہ بھول چکی تھی۔۔۔

مائی گڈ نیس ہیر تم نے نیند میں دروازہ کھول دیا اگر تم گر جاتی تو! کیا ساری رات سوئی نہیں ہو۔

وہ تشویش سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں !

وہ شرمندگی سے بولی۔

کیوں۔

وہ تیکھی نظروں سے اسکی سرخ آنکھوں کو دیکھتا ہوا بولا۔

نیند آہی نہیں رہی تھی۔

وہ لاچاری سے بولتی سر جھکا گئی۔

غلط بات ہے ٹائم ہر سویا کرو اور ٹائم پر اٹھا کرو اب جاو جا کر فریش ہو کر لان میں آو جاگنگ پر جانا ہے ہری اپ۔

وہ بنا اسکے شاک میں ڈوبے نقوش پر دھیان دیئے پلٹ گیا۔

جبکہ وہ نیند سے بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولے رکھے واش روم میں آگئی۔

لگاتار تین چار چھپا کے منہ آنکھوں پر مارے پھر جا کر کہیں آنکھیں ٹھیک سے کھلیں تھیں۔

اب مجھ سے ورزش بھی کروائیں گئے کوئی کام چھوڑیئے گا مت۔

وہ چینج کرتی جھنجھلاتی ہوئی بڑبڑا رہی تھی۔۔۔

وہ ہاتھ باندھے گرونڈ میں اسکے پیچھے سست قدموں سے چل رہی تھی۔

ہیر بھاگو۔

وہ تیز تیز چلتا اس سے بولا تھا۔

مجھ سے نہیں بھاگا جائے گا میری ٹانگوں میں درد ہے میں وہاں بیٹھ جاوں پلیز کل دوڑوں گئی پکا۔

وہ بے چارہ سا منہ بنائے سامنے پڑے بینچ کی طرف اشارا کرتی ہوئی نہایت معصوم لگی تھی اسے۔

اوکے جاو لیکن کل سے نو ایکسیوزز۔

وہ سنجیدگی سے کہتا دوڑنے لگا تھا۔

پارک میں ابھی اتنا رش نہیں تھا اکا دکا ہی لوگ تھے۔

وہ بینچ پر بیٹھ کر دور سردار غاذان کو بھاگتا ہوا دیکھتی رہی۔

وہ مکمل سیاہ ٹریک سوٹ میں تھا خادم پانی اور جوس کی بوتل پکڑے آسکے پیچھے پیچھے بھاگ رہا تھا وہ بھی شاید صبح کی روٹین کی ورزش کر رہا تھا۔

کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں۔

ایک ٹین ایجر لڑکا اس سے بولا تھا۔

ہیر نے دوپٹہ سر پر ٹھیک سے جماتے ہوئے بنا اسکو کوئی جواب دیئے سامنے دیکھنے لگی۔

وہ سبز سوٹ پر کالا دوپٹہ لیے ہوئے تھی اونچی پونی بنائے وہ اپنی عمر سے کم ہی لگتی تھی۔۔

میں بیٹھ جاتا ہوں اصل میں میں یہاں روز آتا ہوں آپکو پہلی بار دیکھا ہے یہاں۔

وہ لڑکا کچھ زیادہ ہی باتوں کا شوقین تھا یا پھر شاید فلرٹی تھا۔

تو میں کیا کروں اور پلیز کہی اور چلے جاو مجھے یہاں اکیلے بیٹھنا ہے۔

وہ بے زاری سے بولی ایک تو نیند نہیں جان چھوڑ رہی تھی اوپر سے اس لڑکے کی باتیں۔

غاذان تیمور نے پانی پیتے ہوئے چونک کر ہیر کو کسی سے بات کرتے دیکھا تھا۔

پانی کی بوتل پکڑے ہی وہ ہیر کی طرف تیز قدموں سے بڑھا تھا۔

Zubi Novels Zone

کون ہو تم کیوں بات کر رہے ہو اس سے۔

وہ اچانک ہی انکے سامنے آتا اس چھچھوڑے سے لڑکے سے بولا تھا۔

وہ لڑکا اور ہیر کھڑے ہوئے تھے۔

سردار غاذان صاحب آپ سردار ہیں تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ بندا کسی سے بات بھی آپ سے پوچھ کر کرے میں جس سے چاہوں بات کروں آپکو کیا۔

وہ لڑکا کچھ زیادہ ہی بد تمیز تھا اور نظر باز بھی۔
وہ ہیر کو دیکھ کر بولا جو ٹکر ٹکر غاذان تیمور کو نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔
غاذان تیمور نے ایک جھٹکے سے اسکا گریبان ایک ہاتھ میں دبوچ کر اسے ہلا دیا تھا۔
ہیر دو قدم شاک سے پیچھے ہوئی وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی آخرا نہیں غصہ کس بات کا تھا۔

آئندہ اگر مجھے اس پارک میں دیکھے تو آنکھیں پھوڑ دوں گا خبردار اگر

اب تم نے اپنی ان گندی نظروں سے میری بیوی کو دیکھا تو روز آتا ہوں

میں یہاں جانتا ہوں تمہارے کرتوت سمجھے دفع ہو جاو اب یہاں سے۔

وہ لڑکا پریشانی سے الٹے قدم پیچھے ہوتا بھاگ نکلا تھا وہاں سے۔

جس چہرے پر تھوڑی دیر پہلے حیرانی تھی اب وہاں دنگ تاثرات تھے۔

کیا انہوں نے مجھے میری بیوی کہا یا میں خواب میں ہوں۔

انکے چہرے کو تکتی وہ حد درجہ حیران تھی۔

غصے سے ہونٹ بھینچے سردار کو خادم نے جوس آفر کیا تھا۔

جو کہ اسنے لینے سے انکار کرتے ہوئے ہیر کو دیکھا۔

پہلی بار وہ انکے دیکھنے پر بھی پلکیں جھکا نہیں سکی تھی اور ناڈری تھی۔

چلو اور ہر کسی سے بات مت کیا کرو تمہیں بھی لاسٹ وارننگ ہے

میری انڈرسٹینڈ۔

وہ اسے بھی سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

اسنے ڈرتے ہوئے بس سر ہلا دیا۔

وہ اسکا ہاتھ پکڑے پارک کے خارجی دروازے کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

ہیرا انکے سفید ہاتھ میں اپنے قید ہاتھ کو دیکھتی مسحور سی چل رہی تھی دل کی دھڑکن شور مچانے لگی تھی چہرے پر الگ سے رنگ بکھڑنے لگے تھے۔

خادم نے حیرانی سے اس لڑکی کو دیکھا تھا جسکے ہونٹ بلاوجہ ہی کسی خوشنما مسکان میں ڈھلے ہوئے تھے۔

ہائے برو آپ تو کل سے دیکھے ہی نہیں مجھے۔۔

شاہ میر نے ایک دم سے سامنے آتے سردار غاذان سے پوچھا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سردار غاذان نے خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا جو مسکراتے ہوئے

ان سے مخاطب تھا۔

ابھی اٹھے ہو۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

جی۔

وہ پریشان ہوا انکے سنجیدگی بھرے تاثرات پر۔۔

کل سے تم چھ بجے مجھے اٹھے ہوئے ملو واک پر جایا کرو گئے تم سمجھے۔

وہ سنجیدہ تھا۔

پیچھے کھڑی ہیر محبت سے انکی پشت کو دیکھ رہی تھی۔

جی۔۔

وہ منہ بسورتا ہوا بولا۔۔

پرسوں تم لڑکیوں کو کہاں لے کر گئے تھے۔

Zubi Novels Zone

وہ دونوں ہاتھ پاکٹس میں گھسائے اب فرصت سے کھڑا اسکے جواب کے انتظار میں تھا۔

شاشاپنگ پ پر۔

وہ پریشان ہوا تھا لیکن جواب دے ہی دیا نظریں پیچھے کھڑی ہیر پر گئیں وہ بھی دنگ نظروں سے سردار کو دیکھ رہی تھی۔

تو پھر خوب شاپنگ کروائی ہو گئی تم نے ہے نا۔

وہ سنجیدگی سے سوال وجواب کر رہا تھا۔

جی،

وہ بولا۔

ہمم۔

اسنے سمجھ کر سر ہلایا آنکھیں اسی پر تھیں۔

کتنے کی شاپنگ کروائی۔

وہ ہونٹ بھینچے اب غصے سے پوچھ رہا تھا۔

سوری سردار بھائی وہ میرے ایک دوست کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا تو مجھے ارجنٹ وہاں سے نکلنا پڑا اور نہ شاپنگ تو کر واہی چکا تھا بس پے نا کر سکا اسکا افسوس مجھے صدا رہے گا۔

وہ انتہائی افسوس بھرے لہجے میں بولا۔

ہیر نے بھی افسوس محسوس کیا۔

اب کیسا ہے تمہارا دوست۔۔

سردار غاذان لگتا تھا آج سوال وجواب کے موڈ میں تھا۔

ٹھیک ہے اب تو پہلے سے۔

Zubi Novels Zone

ابھی پانچ دن تمہیں آئے کو ہوئے ہیں اور تم نے دوست بھی بنالیا واوا بہت کوئیک سروس ہے تمہاری تو، خیر نمبر دو اسکا میں اسکی عیادت تو کروں۔

وہ طنز سے بولتا آخر میں موبائیل نکال کر اسکا خون خشک کر گیا تھا۔

اسنے دل ہی دل میں انکے سامنے آنے پر خود کو ملامت سے نوازا پھر کچھ سوچتا دل میں مسکرایا۔

وہ اس بے چارے کا ایکسیڈینٹ میں فون بھی ٹوٹ گیا تھا۔

وہ انتہائی غمگیں تاثرات سے بولا۔

او چیچ تمہارا بے چارا دوست چلو وہ کس ہسپٹل میں ہے وہ بتا دو اب تمہارے دوست کی عیادت کرنا تو بنتا ہے نا۔

وہ بھی آخر کو سردار تھا اسے اسکے داؤ پیچ میں ہرانا جانتا تھا۔

اسے تو کل چھٹی ہو گئی ہے وہ گھر چلا گیا ہے اور اسکے گھر کا ایڈرس مجھے

بھول گیا ہے جب وہ نیا موبائیل لے گا تو میں آپکو لے جاوں گا اسکے گھر

ابھی مجھے بھوک لگی ہے کھانا کھالوں جا کر۔

وہ ماں باپ سے تو نہیں ڈرتا تھا لیکن اپنے اسے سردار کزن سے وہ

شروع سے ہی بہت ڈرتا تھا وہ اگلے بندے کو بھگو بھگو کر مارنا جانتا تھا۔

بلکل کھاو۔

اسکی شرٹ سے نادیدہ شکن دور کرتا وہ بڑے نرم لہجے میں بولا۔

شاہ میر کو فخر ہوا تھا اپنی جھوٹی سٹوری پر۔

کھانا بعد میں کھانا پہلے ہیر کے اکاونٹ میں پانچ لاکھ جمع کروا دینا ایک

منٹ یہ اسکے اکاونٹ کا نمبر اور پن ہے دوپہر تک مجھے تصدیقی میسج آجانا

چاہئیے اس نے تمہاری جگہ پیسے دیئے تھے تو اب تم اسکے اکاونٹ میں

پیسے کروادو اور اگر آج نا کروائے تو پھر یاد رکھنا اور ہاں دس ہزار تو پہلے کروانا الگ سے۔۔

ووہ ک کس لیے؟

وہ شاک سے بڑی مشکل سے بول پایا چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں۔

وہ مسکرایا۔

لڑکیوں نے راستے میں کھانا بھی تو کھایا تھانا۔

بہت ہی سنجیدگی سے کہتا اسکے فق ہوتے چہرے کو مسکراتی نظروں سے دیکھتا وہ اپنے کمرے کو جاتی سیڑیاں چڑ گیا تھا۔

جبکہ وہ پریشان تھی سردار کی بات پر اسکا کاونٹ کب بنا بھلا اور اسے پتا بھی نہیں چلا تھا۔

اور دوسری بات پیسے واپس لینے ضروری تو نہیں تھے نا لیکن وہ سردار غاذان کو کہاں اتنا جانتی تھی ابھی بھلا۔

وہ شاہ میر کو دیکھتی سیڑیاں چڑ گئی۔

اس کا کوئی اکاونٹ بھی ہے کیا یہ نوکرانی نہیں ہے تو کون ہے یہ، میر یہ چھوڑو اس بات کو سوچو پانچ لاکھ دس ہزار، میں نہیں دوں گا اپنے پیسے کسی کو بھی،

آئندہ میرے فرشتوں کی بھی توبہ جو کسی کو شاپنگ پر لے جاوں تو۔۔

تین چار ہزار ہوتا تو کوئی بات نہیں تھی نا۔

_وہ رونے والا ہو گیا تھا؛ وہ شروع سے ہی کنجوس تھا بہت

رائنہ نے جیسے ہی دروازہ کھولا سامنے کھڑی ہستی کو دیکھ کر وہ حیرت سے دوچار ہوئیں تھیں۔

جی سردار غاذان اس وقت یہاں نہیں ہیں۔

وہ بمشکل بول پائیں تھیں۔

تیمور صاحب نے چشمہ اتار کر رائنہ کے چہرے کو غور سے دیکھا۔

میں جانتا ہوں رائنہ، لیکن میں یہاں آپ سے ملنے آیا ہوں رائنہ پلیز مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے سردار اور ہیر کے متعلق۔

وہ کہی سی بھی پہلے والے تیمور خانم نہیں لگ رہے تھے جو غصے اور غرور سے تنی گردن لیے اپنے آگے کسی کو کچھ سمجھتے ہی نہیں تھے۔

رائنہ نے کچھ دیر انہیں دیکھا پھر دروازے سے ہٹ گئیں۔

وہ خوبصورت سے لاونج میں آئے بروان ویلوٹ کے صوفے پر بیٹھتے رائنہ کو بھی بیٹھنے کا اشارا کیا تھا۔

ہیر جو باتھ روم میں تھی باہر آتی وہی تھم گئی۔

وہ یونی سے سیدھا یہی آگئی تھی یہی سے وہ سکول جاتی پھر وہاں سے محل

۔۔

آخر کب تک ہم دونوں انا کی جنگ لڑتے رہیں گئے رائنہ۔

وہ تھکے تھکے سے پوچھ رہے تھے۔

رائنہ نے جواباً ہونٹ بھینچے۔

یہ جنگ آپ نے ہی شروع کی تھی تیمور خانم۔

وہ طنز سے بولی۔

ہاں میری وجہ سے تم مجھ سے دور ہو گئی لیکن کیا اب ہم ایک نہیں ہو سکتے۔

وہ اس سے آس سے پوچھ رہے تھے۔

آپ شاید غاذان اور ہیر کے متعلق کچھ بات چیت کرنے آئے تھے۔

وہ تیکھی نظروں سے انہیں دیکھتی ہوئی پوچھ رہی تھیں۔

انہوں نے لب بھینچے۔

ادھر ہیر نے بھی۔۔

رائنہ پلیز غاذان کے لیے اب یہ ساری رنجشیں دور کرتے ہیں آخر کو ہمیں اب ان دونوں کی شادی کرنی ہے دھوم دھام سے کیا تم چاہتی ہو ہمارا بیٹا اب بھی کچھ ادھورا سا محسوس کرے وہ ساری زندگی ہم دونوں کی خاموش جنگ میں پھنسا رہا ہے تم خود ہی تو کہتی ہو وہ تمہیں تمہاری جان سے زیادہ عزیز ہے تو اسکے لیے مجھے معاف کر دو رائنہ۔

وہ ایک دم سے انکے قدموں میں آتے ہوئے درزیدہ لہجے میں بولتے رائنہ کو ساکت کر گئے تھے۔

یہ وہی شخص تھا نا جنہوں نے اسے جاتے وقت روکا بھی نہیں تھا اور اب کیسے اسکے ترلے منتیں کر رہے تھے۔

تیمور پلیز مجھے گنہگار مت کریں ویسے بھی اب کچھ ٹھیک نہیں ہو سکتا ایک عورت کی وفا اور محبت پر آپ نے کسی دوسری عورت کو ترجیع دی تھی میں وہ اذیت بھرے پل نہیں بھول سکتی۔

وہ ایک دم سے اٹھتی ہوئی بولیں۔

تیمور خانم نے خاموش نظروں سے انکی پشت کو دیکھا۔

رائنہ میں انتظار کروں گا تمہارے لوٹ آنے کا۔

وہ انکی پشت کو سنجیدگی سے دیکھتے وہاں سے جا چکے تھے۔

Zubi Novels Zone

رائنہ نے خالی دل سے خالی لاونج کو دیکھا تھا۔
ہیر پریشانی سے کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔

نیوز دیکھی آپ نے۔
سہیر خانم عجلت میں اندر آتے ہوئے تیمور سے بولے۔
نہیں کیوں ایسا کیا ہے نیوز میں؟

ZNZ
Zubi Novels Zone

تیمور خانم نے حیرانگی سے پوچھا۔
آپ خود دیکھ لیں۔
سہیر خانم نے سامنے لگی ایل ڈی کو ریموٹ سے چلایا اور مطلوب چینل لگا دیا۔

جہاں صاف بڑے بڑے نمایا الفاظ میں سردار غاذان کے خلاف بریکنگ نیوز چل رہی تھی۔

دو دن قبل سردار غاذان نے ایک غریب آدمی کا قتل کر دیا وجہ کوئی نہیں بس غصہ تھا جو اس بے چارے انسان پر نکل گیا ناظرین ہم آپکو بتاتے چلیں یہ سردار غاذان خان کی پرانی حویلی کی ویڈیو ہے جہاں انہوں نے دو دن قبل ایک آدمی کا قتل کر دیا جیسے کہ آپکو ویڈیو میں دیکھایا جارہا ہے۔۔

ویڈیو واقعے انکی پرانی حویلی کی تھی جہاں وہ نیچے بیٹھے شخص کے سر پر ہسٹل تانے کھڑا تھا اور خادم اس آدمی کو گردن سے تھامے ہوئے تھا اردگرد کوئی اور انسان نہیں تھا۔

تیمور خانم پریشان ہوا ٹھے تھے۔

یہ کیا ہے سہیر۔

وہ فون پر کوئی نمبر ڈائل کرتے ہوئے بولے تھے۔

جبکہ سہیر خود بہت پریشان تھے ہر نیوز میں یہی ایک نیوز چل رہی تھی اور سردار غاذان کو سرداری سے ہٹانے کی درخواست بھی ساتھ ہی درج تھی ہر جگہ۔۔

وہ سوئمنگ پول کے قریب بیٹھا پانی میں تیری بطخوں کو لب بھینچے دیکھ رہا تھا جب اسکا فون بجا تھا۔

اسنے نمبر دیکھ کر فون پک کر لیا تھا۔

غاذان یہ کیسی ویڈیو ہے جو نیوز میں دیکھائی جا رہی ہے کیا یہ سچ ہے تم نے دیکھی کیا۔

وہ بے انتہا پریشانی سے پوچھ رہے تھے۔

yes dad i have seen

وہ سنجیدگی سے کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

کیا یہ ویڈیو سچ ہے غاذان۔

وہ کھڑکی میں آتے پوچھ رہے تھے۔

وہ بھی دو قدم چلتا سوئمنگ پول کے قریب آچکا تھا۔

سچ تو ہے لیکن ایسے نہیں جیسے دیکھایا جارہا ہے آپ فکر مت کریں میں ہوں سب سنبھال لوں گا۔

وہ ایک کان سے فون دوسرے پر منتقل کرتا ہوا بولا۔

کیا کہوں میں تمہیں غاذان لوگ شدید غصے میں ہیں وہ تمہارے لیے ایکشن کے لیے زور دے رہے ہیں۔

تیمور صاحب غصے سے بولے۔

ایک سرد سی مسکراہٹ اسکے لبوں پر آکر معدوم ہو گئی۔

میں سب ہینڈل کرلوں گا آپ کو فکر کی کوئی ضرورت نہیں ابھی فون رکھتا ہوں لنچ کے لیے مجھے دیری ہو رہی ہے۔

اسنے آرام سے کہتے ہی فون بند کر دیا نگاہیں اچانک ہی اوپر اٹھی تھیں ہیر کو پردہ تھامے دیکھے وہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

جبکہ وہ بدحواس ہوئی لیکن اب واپس بھی پلٹ نہیں سکتی تھی۔

میں پوچھنے آئی تھی چائے بنالاوں آپکے لیے۔

وہ جلدی سے بولی۔

ہاہاہا۔

ہیر کیا اب یہاں سے چائے کا پوچھا کرو گئی سلی گرل بہانہ کوئی ڈھنگ کا بنایا کرو۔

وہ مسکراتے ہوئے کہہ کر آگے بڑھ گیا،

جبکہ وہ شرمندہ سی ہوگئی تھی۔

Zubi Novels Zone

افففف کیا ضرورت تھی انہیں دیکھنے کی۔

وہ شرم سے سرخ پڑ چکی تھی۔

تب ہی خیام کالنگ اسکے موبائیل پر لکھا چلا آیا تھا۔

گہری سانس لے کر اسنے مسکراتے ہوئے فون پک کیا تھا۔

خادم کب سے اسے ٹرینگ کرواتی علینہ کو دیکھ رہا تھا علینہ اسکی نظروں کے ارتکاز پر حیران ہوتی اسکی طرف دیکھنے لگی تھی۔

وہ جواباً دوسری طرف چہرہ موڑ گیا تھا۔

وہ ہیر کو ٹریڈ مل پر دوڑنے کی پریکٹس کروا رہی تھی۔

وہ دوڑ دوڑ کر ہانپنے لگی تھی تب جا کر اسکی جان چھوٹی تھی۔

خادم پریشان تھا سردار غاذان کو لے کر وہ کل سے گھر نہیں آیا تھا اور اسے بھی ساتھ نہیں لے کر گیا تھا وہ اس بندے کی تلاش میں تھا جس نے چھپے ہوئے اس پر وار کرنے کی کوشش کی تھی۔

اسنے کل رات کو پریس کانفرنس رکھوائی تھی یہ بھی اطلاع اسے فون میں ملی تھی لیکن علینہ کو دیکھ اسکا دل پتا نہیں کیوں پر سکون ہونے لگا تھا

۔

چلیں بھائی۔

وہ تھکے تھکے چہرے سے کندھے پر بیگ رکھے اس سے پوچھ رہی تھی۔

جی !

وہ اسے آگے بڑھنے کا کہتا ہوا اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگا تھا۔

خادم بھائی سردار کہاں ہیں کل سے۔

کافی دیر ہمت متجمع کر کے اسنے جھجکتے ہوئے پوچھا تھا.

وہ کل سے آوٹ آف سٹی ہیں ایک دو دن میں آجائیں گئے۔

وہ سنجیدگی سے بولا۔

ہیر نے لب کچلے انکے بغیر اسے کچھ اچھا ہی نہیں لگتا تھا۔

گاڑی سردار غاذان کے اپارٹمنٹ کے آگے آر کی تھی۔

وہ بیگ پکڑے پر اعتماد چال سے اندر چلی آئی۔

کچھ دیر بعد وہ پریشان بیٹھی رائنہ کو پریشانی سے دیکھ رہی تھی۔

آنٹی آپ کیوں پریشان ہیں آج۔

وہ آخر کار پوچھ بیٹھی تھی۔

رائنہ نے چونک کر اسے دیکھا پھر نفی میں مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

کیا نیوز نہیں دیکھتی ہو۔

وہ اسے پاس بلاتی ہوئیں پوچھ رہی تھی۔

اسنے جواباً نفی میں سر ہلایا۔

جاو فریش ہو جاو پھر ڈینر کرتے ہیں۔

اسکے بالوں کو کان کے پیچھے کرتی ہوئیں وہ بولیں۔

شہنام ڈینر نہیں کرے گا کیا۔

وہ اسکی غیر موجودگی محسوس کرتی ہوِئی پوچھ رہی تھی۔

نہیں وہ کسی کام سے باہر گیا ہے۔

وہ اٹھ کر کہتی کچن میں چلیں گئیں۔

پتا نہیں فضا میں اتنی اداسی کیوں ہے دل بھی تو پریشان ہے انکے بغیر۔۔

غاذان کی کانفرس اچھی رہی۔

سہمر خانم چائے پیتے سنجید گی سے تیمور سے بولے۔

ہاں وہ کر سکتا ہے سب کچھ۔

وہ بھی چائے کا گھونٹ لیتے فخر سے بولے۔

کچھ پتا چلا یہ کس نے دشمنی نکالی ہے۔

وہ فکر مندی سے بولے۔

وہ پرسوں سے اسی کی تلاش میں تھا لیکن چال کھیلنے والے نے کمال کا دماغ لڑایا ہے۔

سہیر خانم نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔۔

اسنے وہ نمبر ڈھونڈ لیا تھا جس سے سب نیوز چینل والوں کو وہ ویڈیو بھیجوائی گئی تھی لیکن وہ تو بہت غریب آدمی تھا جسکا نمبر تھا اور تھا بھی بیمار اسنے کہا کہ اسکا فون کافی دنوں پہلے گھم ہو گیا تھا، کسی نے اس کے نمبر سے سارا کھیل کھیلا تھا خیر میرا بیٹا لگا لے گا پتا،

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اصلی ویڈیو بھی تو اسنے ڈھونڈلی ہے ورنہ مجھے ڈر تھا کہ کہی کچھ غلط نا ہو جائے۔

تیمور صاحب کے لہجے میں بیٹے کے لیے فخر بھی تھا اور فکر بھی۔

ہمم غاذان کر سکتا ہے سب کچھ اور اس لڑکی کو کب اسکی زندگی سے نکالو گے وہ آخر کب تک ہمارے بیچ رہے گئ۔

سہیر خانم اس بار رعونت بھرے لہجے میں بھائی سے مخاطب تھے۔

اس لڑکی کا نام غاذان کو بہت پسند ہے سہیر اسے اسکے نام سے بلایا کرو۔

وہ مسکراتے ہوئے بولے۔

جبکہ سہیر شدید حیران ہوئے۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔

وہ آگے کو ہوتے ہوئے بولے۔

مطلب یہ کہ غاذان اسے خود سے الگ کر ہی نہیں سکتا پتا ہے سہیر میں انہی دنوں سمجھ گیا تھا جب وہ غائب ہوئی تھی کیسی دیوانوں جیسی حالت تھی اسکی دو دن تک اسنے کپڑے نہیں بدلے تھے گھر نہیں آیا تھا کچھ کھایا پیا نہیں تھا اور جب وہ مل گئی تو غاذان پھر سے پہلے جیسے ٹپ ٹاپ ملا

'

اسکی آنکھوں کی بجھی چمک اس لڑکی کے ملنے سے پھر سے چمک اٹھیں تھیں اسکا خیال رکھنا اسکی چھوٹی بڑی ہر چیز کا دھیان بہت اچھے سے رکھنا اسے دیکھ کر جب وہ ہولے سے مسکراتا تھا تو مجھے شدید حیرانگی ہوتی تھی وہ اتنا ہینڈسم تھا کالج اور یونی میں آپکو پتا ہے اسکے ارد گرد لڑکیوں کے بھیڑ رہتی تھی سب اسکی خواہش مند تھیں اور وہ ہالے جو اسکی بیسٹ فرینڈ تھی کیسے غاذان کے انکار پر اسنے اپنی نس کاٹ لی تھی لیکن غاذان نے اسے سمجھایا اپنا نہیں بنایا لیکن اگر بات ہیر کی آئے تو وہ کسی کی نہیں

سنتا مجھے وہ اپنی شرع سے لے کر ہر بات بتاتا ہے آپ جانتے ہیں وہ مجھ سے دور ہو کر بھی دور نہیں تھا وہ اپنی ہر ایکٹیویٹی شیئر مجھ سے ہی کرتا تھا پھر اس لڑکی کی عادات کیسے ناشیر کرتا میں جان گیا ہوں ہم اس لڑکی کو اسکی زندگی سے نکال ہی نہیں سکتے ہرگز نہیں ویسے بھی مجھے اسکی عزیز ہے پہلے میں کرنا چاہتا تھا اسے اسکی زندگی خوشی ہر شے سے زیادہ سے خارج لیکن اب نہیں جب وہ اس سے عشق کرنے لگ گیا ہے بلکہ میں نے سوچ لیا ہے اسی ہفتے انکی شادی کی ڈیٹ اناونس کروں گا سردار کی شادی دھوم دھام سے کرنی چاہئیے ہمیں سہیر مان جاو آخر کو تمہارے لاڈلے بھتیجے کی بات ہے۔

وہ تفصیل سے بات کرتے آخر میں شرارت سے بولتے زیرے لب ہنسے بھی بیٹے کی طرح۔

سہیر تو شاک سے تیمور کو دیکھ رہے تھے۔

شادی۔

وہ سنبھل کر بولے۔

ہاں شادی وہ بھی ویسی جیسی ایک سردار کی ہوتی ہے۔

وہ بولے۔

سپیر خانم سنجیدگی سے تیمور کو دیکھتے آخر میں گہرا سانس لیتے سر ہلا گئے تھے۔

داور نے باپ کو غصے سے دیکھا۔

انہیں ہمیشہ وہی تو نظر آیا ہے مجھ پر ہمیشہ اپنے بھتیجے کو فوقیت دی ہے آپ نے مگر میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا یاد رکھیئے گا آپ۔

وہ نفرت سے سوچتا واپس پلٹ گیا تھا۔

وہ کب سے کمرے میں بے چین روح کی طرح اِدھر سے اُدھر چکر لگاتی تھک گئی تھی آنکھیں کسی کی دید کی طلب میں تھیں نیند جو تھی وہ آنکھوں سے کوسوں دور تھی حلانکہ وہ آج خاصی تھکی ہوئی تھی۔

آخر کار وہ کبڈ کھول کر بیٹھ گئی تھی۔

سارے کپڑے نکال کر انہیں ترتیب سے رکھ کر وہ اپنی جیولری نکال کر بیڈ پر لے آئی تھی۔

اسے جیولری کا بچپن سے شوق تھا وہ ڈارک فیروزی کلر کے موتیوں والے جھمکے نکال کر پہننے لگی تھی۔

عجیب کمبینشن تھا ہیر کا،

سرخ ڈارک مہرون کلر پر فیروزی جھمکے۔

وہ جلدی سے شیشے کے آگے آ کھڑی ہوئی دو تین بار سر ہلایا جھمکوں کے زور سے ہلنے پر وہ ہنسی تھی۔

بال اب کندھوں سے نیچے آنے لگے تھے سٹپ کٹنگ بال اسے سوٹ بھی تو بہت کرتے تھے ایک دم سے سیدھے کالے بال تھے اسکے۔

وہ جیولری والا ڈبہ پھر سے کبڈ کے خانے میں رکھتی وہ خاکی کلر کا ڈبہ دیکھ کر چونکی پھر محبت سے اسے چھو کر نکال لیا۔

نکال کر وہ قیمتی خریدی ہوئی شرٹ نکال کر اپنے ساتھ لگا کر دیکھتی وہ اداس ہوئی اسنے کتنی حسرت سے یہ شرٹ خریدی تھی اپنی کتابیں واپس کر کے لیکن حوصلہ ہی نہیں تھا انہیں دینے کا وہ جانتی تھی انکی شرٹس کافی قیمتی ہوتی تھیں یہ شرٹ تو انکے آگے کچھ بھی نہیں تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کچھ دیر شرٹ کو دیکھ کر وہ شرٹ کا پیکٹ اٹھا کر دبے قدموں باہر نکل گئی تھی۔

رات کا پہر تھا ظاہر ہے کوریڈور سنسان ہی تھے۔

ڈم سی روشنی ہر طرف پھیلی بہت بھلی لگ رہی تھی لیکن ہیر کو ڈر لگا رہا تھا قدم بے ساختہ اس بڑے سے منقش دروازے کے آگے روکے تھے جو مضبوطی سے بند تھا بغیر لاک کے۔۔

پہلے اِدھر اُدھر چوکنی نظروں سے دیکھا پھر دروازہ آہستہ سے دھکیلا۔۔

دروازے نے چوں چراخ کا احتجاج کیا تھا۔

ہیر کا دل ڈوبا۔۔

بے ساختہ پیچھے دیکھا کوئی نہیں تھا۔

لب بھینچے اندر آکر دروازہ آہستہ سے بند کیا اور پھر لائٹ بھی جلادی تھی۔۔

کمرے کو محبت سے دیکھا۔

کمرہ صاف ستھرا تھا کوئی شے بے ترتیب نہیں تھی ہر چیز اپنی جگہ پر پڑی اسے محبت سے تک رہی تھی۔

چادر کے پلو سے آہستہ سے صاف تصویر کو دوبارہ سے صاف کیا۔

مسکراتی نظروں سے تصویر کو دیکھ کر اسکو اسکی جگہ پر رکھ دیا۔۔

دراز قامت مرر کے اگے آتی وہ مختلف برینڈز کی پرفیومز کو کھول کھول کر دیکھتی بے انتہا خوش تھی ہلکی سی سپرے بھی خود پر کر دی تھی۔

وہ ایسے سارے کمرے میں گھوم رہی تھی جیسے وہ اسکی ملکیت میں ہو۔

وہ چونک کر گول اوپر کو جاتی سیڑیوں کو دیکھنے لگی تھی۔

وہ اشتیاق سے دھیرے دھیرے سیڑیاں چڑھتی اوپر جانے لگی تھی

سراپے میں اشتیاق سا تھا۔۔

وہ اوپر آتی ٹھٹھکی تھی۔

بہت ہی کھلا سا گول ٹیرس تھا سٹیل کی باونڈری کے چاروں طرف

مختلف قسم کے پھول گملوں میں اگے عجیب سا ہی ماحول بنا رہے تھے،

اوپر کالا ستاروں بھرا آسمان ٹھنڈی میٹھی ہوا۔

افففف میں پہلے کبھی نہیں آئی یہاں انہوں نے بھی ایک بار نہیں کہا ہیر

ٹیرس ہی دیکھ لو۔

وہ ٹھٹکی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

آج بالوں کو چوٹی میں گوندھا ہوا تھا، چھوٹے چھوٹے بال چہرے پر ہوا سے اڑاڑ کر چہرے کے نقوش کو چھو رہے تھے۔۔

وہ گلابی رنگ کا پھول بے ساختہ توڑ بیٹھی تھی۔

پھر پریشان بھی ہوئی کہ کہی ان کو پتا لگ گیا تو وہ ڈانٹیں نا۔

لب کاٹتی وہ اچانک ہی گھبرائی تھی خاموش فضا میں گاڑیوں کے شور سے۔

یہ گاڑیاں۔

وہ باونڈری پر آئی لیکن کچھ نظر نا آیا۔

ہیر نکل یہاں سے اگر کسی نے دیکھ لیا تو خوامخوہ شرمندگی ہو گئی۔

وہ پریشانی سے سوچتی جلدی سے سیڑیوں کی طرف دوڑی تھی۔

اس سے پہلے وہ بھاگتی کمرے کے دروازے کے ناب گھمانے پر وہ ساکت ہوتی جلدی سے واش روم بھاگ گئی تھی،

دروازہ کھول کر وہ اندر آتا چھوٹا سا بیگ صوفے پر رکھتا وہ شرٹ کے بٹن کھولنے لگا تھا۔۔

شرٹ کھول کر کبڈ سے صاف ستھرا ٹاول پکڑتا وہ واش روم کی طرف بڑھنے لگا تھا کہ ٹھٹھک کر رکا تھا۔

کارپٹ پر گرا گلابی پھول اسکی توجہ اپنی جانب کھینچ گیا تھا۔

اسنے بے ساختہ جھک کر وہ تازہ توڑا پھول پکڑ کر غور سے دیکھا پھر سیڑیوں کی طرف نگاہیں کیں۔

کمرے میں پھیلی اسکی خود کی مہک اسنے پر سوچ نظروں سے کمرے کو دیکھا تھ

وہ پھول ڈریسنگ مرر کے اوپر رکھتا واش روم کی طرف بڑھ گیا تھا،

دروازہ کھول کر وہ ساکت ہوا تھا۔

وہ دروازے سے چپکے ہونے کی وجہ سے دروازہ کھولنے سے وہ دھڑم سے نیچے گرتی چیخی تھی۔

اومائی گاڈ ہیر تم اس وقت روم میں اٹھو نیچے سے چوٹ تو نہیں لگی۔
وہ حیران ہوتا ہوا بولا لیکن اسکی آنکھوں میں نمی دیکھ وہ تشویش کا اظہار کر گیا تھا۔
ہیر سے نظریں نہیں اٹھائی گئیں۔
وہ شرٹ تو پہنے ہوئے تھا لیکن شرٹ کے سارے بٹن کھلے ہوئے تھے جو ہیر کو سر اٹھانے کی اجازت نہیں دے سکے تھے۔
اٹھو نیچے سے۔
وہ اسکی کلائی پکڑ تا نرمی سے کہتا اسے کھڑا کر گیا تھا۔

وہ کھڑی ہوتی بھاگنے لگی تھی جب وہ اسکی کلائی پکڑ کر اسے خود سے قریب کر گیا۔

ہیر کا چہرہ زرد ہوا۔

مجھے میرے روم میں جانا ہے۔

وہ آنکھیں سختی سے میچتی خوف سے بولی۔

وہ تو ٹھیک ہے لیکن آپ بتانا پسند کریں گی کہ آپ میرے روم کیسے آئیں۔

وہ مسکراتے نقوش سے اسکے چہرے کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

وہ کچھ نہیں بولی تھی صرف چہرہ سرخ ہوا تھا۔

جواب دو ہیر۔۔۔

وہ اسکی دونوں کہنیوں سے پکڑے ہوئے تھا جبکہ وہ ایسے تھی جیسے ابھی چھوڑا تو ہیر مر جائے گئ۔

میں بھول کر آگئی تھی۔

وہ لرزتے لہجے میں بمشکل بول پائی۔

وہ مسکراتا ہوا اسے نرمی سے لے کر اسے بیڈ پر بٹھا گیا۔

اور پھر شرٹ کے بٹن بند کرتا ہوا مسکرایا۔

ہیر آنکھیں کھولو میں نے بٹن بند کر لیں ہیں۔

وہ شاید اسکی شرم سمجھ چکا تھا۔

ہیر نے آہستہ سے پلکیں اٹھائیں۔گہری مسکان ہونٹوں پر سجائے سردار غاذان کو دیکھ کر وہ جھٹ سے کھڑی ہوتی لب کچلنے لگی انگلیاں مڑوڑتی وہ سخت پریشان تھی۔

تمہارا پھول۔

پھول ڈریسنگ ٹیبل سے اٹھا کر اسے دیتا وہ بولا تھا.

ہیر نے حیرت سے پھول کو دیکھا پھر اسے کہ کہی وہ پھول توڑنے پر ناراض تو نہیں ہیں نا۔

لیکن اسکے چہرے کے نارمل تاثرات ہیر کے دل سے ڈر نکال گیا تھا۔

لرزتی انگلیوں سے پھول تھامنے کی کوشش کی لیکن بیکار کوشش رہی تھی۔

وہ دھیمی سی مسکان ہونٹوں پر لیے پھول واپس اپنی طرف کھینچ گیا تھا۔

ہیر نے حیرت وشاک سے اسے دیکھا۔

وہ اسکے بے حد قریب ہوا تھا اور اسکے کندھے تھام کر وہ اسکی پشت اپنی طرف کر گیا تھا۔

ہیر کی ٹانگوں سے جان جیسے ختم ہونے کو تھی۔

اسکی انگلیوں نے نرمی سے ایک پن اسکے بالوں سے اتار کر اس گلابی بڑے سے پھول کو اسکی چوٹی کی شروعات میں سجانا شروع کیا تھا۔

ھیر کے ہونٹ شاک سے کھلے جسم تنکے کی طرح کانپا تھا پلکیں شرم سے لرزنے لگیں تھیں۔

ایسا تو وہ خواب میں بھی سوچ نہیں سکتی تھی جو حقیقت کا روپ دھارے اسکے سامنے تھا۔

پھول لگا کر اسنے اسکے بالوں کو نرم نگاہوں سے دیکھا اور انگلیوں سے محبت سے چھوا تھا۔

ادھر بیٹھو کیا مجھے مس کیا۔

اسے زبردستی سنگل صوفے پر بیٹھا کر خود اسکے عین سامنے میز پر بیٹھتا وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سر جھکائے بیٹھی لڑکی نے اسے حیرت سے دیکھا۔

تو مجھے مس نہیں کیا آپ نے۔

وہ مسکراتی نگاہوں سے سرخ چہرے والی لڑکی سے مخاطب تھا۔

مس کیا میں نے آپکو۔

وہ بے ساختہ بولی تھی۔

وہ سر پیچھے گراتا ہنسا تھا اسکے اظہار پر۔

اور یہ شرٹ کون لایا ہے۔

وہ اٹھ کر سیڑیوں کے پاس ٹیبل کے پاس جا کر وہ شرٹ لاتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

وہ پریشانی سے شرٹ کو دیکھتی سر نفی میں ہلا گئی۔

مجھے نہیں پتا میں تو نہیں لائی۔

وہ یقین سے بولی لیکن نظریں جھکا گئی۔

اومیں بھی سوچوں ہیر کہاں مجھے کوئی پرائز دیتی ہے یہ ضرور شائنہ لائی ہوگئی مجھے پتا چلا ہے وہ آئی ہوئی ہے اسے بڑا شوق ہوتا ہے میرے لیے گفٹ لینے کا۔

اسے جلاتا وہ مرر کے آگے آتا شرٹ لگا کر ناقدانہ نظروں سے خود کو دیکھنے لگا۔

ہیر کا دل رکا تو کیا وہ انکے لیے گفت لاتی تھیں۔

وہ اٹھی۔

لیکن یہ شرٹ تو مہنگی نہیں نا تو یہ کوئی اور لایا ہو گا۔۔

وہ خفگی سے بولی تھی۔۔

ہیر کو کیسے پتا یہ شرٹ سستی یے مجھے تو بہت مہنگی لگ رہی ہے۔

وہ کہتا ہوا اسکے قریب آنے لگا تھا۔

سستی ہی ہے کیا کوئی شرٹ ہے آپکی پندراں سو کی نہیں نا۔

وہ بے ساختہ بولتی ہونٹوں پر تین انگلیاں رکھ گئی تھی۔

وہ دل شکن انداز میں مسکرایا تھا۔

اسکا دل لرزا۔

میں جاوں مجھے نیند آئی ہے میں یہاں صفائی کرنے آئی تھی لیکن کمرہ صاف تھا اب مجھے نیند آرہی ہے۔

وہ بولی تھی۔۔

مائی گڈنیس ہیر کتنے جھوٹ بولتی ہو تم۔

اسے تھام کر وہ اسے شرمندہ کر گیا تھا۔

اسکا کادل رکا تھا۔۔

وہ اسے آہستہ سے سینے سے لگاتا اسکے گرد بانہوں کا حصار نرمی سے کھینچ گیا تھا۔

ہیر لرزی۔

وہ اسکی نرم گرفت سے نکلنے کی ہمت خود میں نہیں پاتی تھی۔

ہمس یوالاٹ یار۔

وہ گھمبیر لہجے میں بولتا شاید اسکی جان لینے کے درپے تھا۔

وہ اسکی گرفت میں کسمسائی۔

وہ مسکرایا۔

ہیر جھمکوں اور سوٹ کا کمبینیشن اچھا ہے آئی لائیک اٹ۔

وہ اسکا سر چوم کر بولتا اسے گرفت سے آزاد کر گیا تھا۔

وہ بے ساختہ پیچھے ہوتی اچانک ہی پلٹ کر تیزی سے وہاں سے نکلی تھی

۔

وہ پیچھے چلتا دروازے کے بیچ میں آیا تھا وہ سنسنان کوریڈور میں بھاگ رہی تھی۔

ہیر آہستہ گرجاو گئی۔

اسکے مسکراتے لہجے پر وہ جھپاک سے اپنے کمرے میں آتی دروازہ بند کر کے اس سے پشت لگاتی گہرے گہرے سانس لیتی وہ گالوں پر ہاتھ رکھے نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔

وہ ساکت سی انہی پلوں میں تھی جب وہ اسکے سامنے آئے تھے وہ شرمندہ تھی اور بے انتہا شرمندہ تھی شرم سے گال الگ سے تپ رہے تھے ایسا لگ رہا تھا کمر کے گرد ابھی بھی انکی نرم گرفت موجود ہو۔

وہ پریشانی سے ہلتے پردے کو دیکھنے لگی تھی۔۔

تمہارے ڈیڈ آئے تھے فرائیڈے کو۔

وہ اسکے لیے چائے نکالتی ہوئیں بولیں۔

اسنے چونکنے کی زبردست ایکٹنگ کی تھی۔

رئیلی مجھے تو نہیں بتایا انہوں نے۔

وہ مصنوعی حیرت کا اظہار کرتا رائنہ کی گھوری کا حقدار ٹھہراتھا۔

غاذان میں جانتی ہوں وہ تمہاری اجازت سے آئے تھے جھوٹ بھی بولو گئے اب۔

وہ سنجیدگی سے بولیں۔

وہ آج ناشتہ ان کے ساتھ کررہا تھا۔

موم وہ شرمندہ ہیں پلیز اب پچھلی باتوں کو بھول کر آگے بڑھیں اور انہیں معاف کردیں میں انہیں پریشان نہیں دیکھ سکتا اور ناہی آپکو اکیلا دیکھ سکتا ہوں" سنجیدگی سے فورک سے ہاف فرائے ایگ کھاتا ہوا وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔۔

رائنہ نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

تب ہی ڈور بیل بجی تھی۔

میں دیکھتا ہوں۔

وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا رائنہ کو بیٹھنے کا اشارا کرتا ڈور کی طرف

بڑھا تھا۔

———————— ' ————————

پانی شڑاپ کی آواز نکالتا سوئے ہوئے خیام کا چہرہ شرٹ اور آدھا بیڈ

گیلا کر گیا تھا۔

وہ حیرت بھرے تاثرات سے سامنے کھڑی تھانیدارنی کو دیکھ رہا تھا۔

کیا حرکت تھی یہ مہرینہ۔

وہ شاک سے بولتا ایک دم سے بیڈ سے اترا.

میرے بیڈ پر سوئے تھے تم، مجھے پتا بھی نہیں لگا تم میری نیند کا فائدہ اٹھانا چاہ رہے تھے۔

وہ بھڑکی تھی۔

اسنے حیرت سے اسے دیکھا۔

اگر فائدہ اٹھانا ہوتا تو آپکے جاگنے کی اور اس حرکت کا انتظار نا کرتا

مہرینہ کچھ تو عقل کا استعمال کیا کریں۔

وہ غصے سے بولا۔

تو کیوں آئے اندر پھر۔

وہ دانت پیس کر بولی۔

میری مرضی اس گھر کا رینٹ میری جیب سے جاتا ہے اور دوسرا باہر مجھے لگا جیسے کوئی بھوت میرے پاس بیٹھا ہو تو مجھے ڈر لگا تو آپکے پاس آ گیا۔

وہ کبڈ سے شرٹ نکال کر مہرینہ کے خون کی روانی روک گیا تھا۔

تم جھوٹ بول رہے ہو میں کوئی بچی نہیں ہوں۔

وہ گھبرا کر بولی تھی۔

مانے ناما نے آپکی مرضی پلیز ایک کپ چائے بنا دیں مجھے جلدی نکلنا ہے

۔

وہ کہتا ہوا لاونج میں بنے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

مہرینہ کا دل سوکھے پتے کی طرح لرز اتھا۔

وہ فریش ہو کر آتا بال سنوارنے لگا پھر پرفیومز چھڑک کر اسکی طرف پلٹا

جو ابھی بھی وہی کھڑی تھی جہاں وہ چھوڑ کر گیا تھا۔

مہرینہ چائے ملے گئی۔

وہ اسکے قریب آتا ہوا بولا۔

خود بنا لو سمجھے مجھ سے بات مت کرنا تم نے مجھے کیوں بتایا کہ رات کو

جن تھا یہاں اگر وہ تمہاری غیر موجودگی میں مجھے مار گیا تو

وہ اسکے پیچھے آتی ہوئی خوف سے چیخی۔۔

وہ جواباً مسکراتا ہوا کیتلی میں پانی ڈال کر چولہے پر رکھ گیا ساتھ ہی ٹوس نکال کر ان پر جیم لگانے لگا۔

تم جواب کیوں نہیں دے رہے۔

وہ خفا ہوئی اس پر۔

وہ جواباً اسکی طرف پلٹا۔

جھوٹ بول رہا تھا یار بس جو تم نے پہلے بات کہی تھی اسکی نیت سے آیا تھا۔

وہ ہاتھ پشت پر باندھتا فرصت سے اسکے سراپے کو دیکھتا شرارت سے بولا.

مہرینہ نے شاک سے اسے دیکھے پھر ایک جھٹکے سے اسکے بال پکڑے۔

اپنی عمر دیکھو پہلے زرا چھچھوڑے کہی کے اگر آئندہ ایسی حرکت کی تو کچا چبا جاوں گی مہرینہ بھوت کے علاوہ کسی شے سے نہیں ڈرتی سمجھے۔

وہ بھڑکی۔

وہ جواباً اسکے ہاتھوں سے بال نرمی سے آزاد کروا گیا تھا۔

مسکراتی نظروں سے غور سے اسکا چہرہ دیکھتا وہ شانے چکا کر ہنستا کیتلی میں دودھ ڈال گیا تھا۔۔

مہرینہ آپ اتنی لڑاکی کیوں ہیں باقی محل کی لڑکیاں کتنی سویٹ ہیں اور آپ اللہ معاف کرِے آپ سے تو۔

اسکے شرارت سے کہنے پر وہ تپی۔

خبردار اگر میرے سامنے دوسری لڑکیوں کے نام لیے تو۔

وہ خوب جلی تھی۔

اپنا نام بھی تو نہیں لینے دیتی آپ۔

چائے کا کپ اسکی طرف بڑھاتا وہ ہلکی مسکان سے بولتا وہ مہرینہ کو ساکت کر گیا تھا۔

اپنا کپ اور ٹوس والی پلیٹ اٹھا کر وہ میز کی طرف بڑھا تھا۔

جبکہ وہ اسکی پشت کو خشمگیں نگاہوں سے دیکھتی رہ گئی تھی۔

میں کچھ نہیں جانتا رانا بس مجھے اسکی موت چاہئیے۔

وہ بھڑکا تھا ریلکس بیٹھے رانا پر۔

پہلے کتنی بار میں نے اس پر حملہ کروایا ہے لیکن ہر بار بچ جاتا ہے وہ خبیث لیکن خیر تم بتا رہے تھے اسکی شادی کی تیاریاں شروع ہونے والی ہیں۔

وہ سنجیدگی سے بولا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہاں کل بات کرتے سنا تھا میں نے انہیں،

بابا کو تو ہمیشہ وہی نظر آتا ہے غاذان کی طرح بنو غاذان یہ پڑھتا ہے تم بھی پڑھو غاذن جیسے کوئی نہیں مجھے تو لگتا ہے انکا سگا وہی ہے بس ہر رشتے سے نفرت ہونے لگی ہے مجھے۔

وہ حسد کی آگ میں گیلی لڑکی کی طرح سلگنے لگا تھا۔

تم ٹینشن نا لو غاذان کی بارات والے دن کریں گئے دھماکا بس اس دن کا مجھے شدت سے انتظار ہے۔

وہ خلاء میں دیکھتا عجیب سی مسکراہٹ سے بولتا داور کو چونکا گیا تھا۔۔

غاذان نے حیرت سے تیمور صاحب اور انکے پیچھے نروس سی کھڑی اپنی بیوی کو دیکھا تھا۔

کون ہے غاذان۔

رائنہ اٹھ کر پیچھے ہی چلی آئی تھی اور اب وہ بھی حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

ہیر آج یہاں ناشتہ کرنا چاہتی تھی تو میں لے آیا اسے غاذان تو اسے بنا لیے ہی آگیا تھا۔

وہ ماں بیٹے کو دیکھ کر بولے جبکہ ہیر نے حیرت سے تیمور صاحب کو دیکھا

۔

آئیں اندر آئیں۔

وہ مسکراہٹ ضبط کرتا ہوا بولا ہیر کے ایکسپریشن اسے بتا گئے تھے پلین کس کا تھا۔

رائنہ بھی ایک سائیڈ ہوئیں۔

شہنام فریش سا ڈائننگ ٹیبل پر آتا وہاں سب کو دیکھ کر مسکرایا۔

!گڈ مارننگ انکل

تیمور صاحب کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوا وہ بولا۔

گڈ مارننگ بچے۔

وہ بھی جواباً خوش اخلاقی سے بولے۔

ہیر کی طرف اسنے ناک چڑھا کر دیکھا جس پر اسنے شکایتی نظروں سے غاذان کو دیکھا۔

آرام سے ناشتہ کرو سمجھے خبردار اگر ہیر کو آنکھیں نکال کر ڈرایا تو۔

وہ مسکراتے لہجے میں اسے ڈانٹ رہا تھا۔

ہیر نے خفگی سے انہیں دیکھا تھا۔

ڈیڈ کیا لیں گئے۔

وہ اب باپ سے مخاطب تھا جو ایک آدھ نظر لا تعلق بیٹھی بیوی کو بھی دیکھ لیتے تھے۔

بس چائے اور ساتھ میں روٹی۔

وہ بولے تھے اور ارئنہ خاموشی سے اٹھ کر کچن میں چلی گئی تھی۔

غاذان نے اسے دیکھا۔

جوٹی پنک سوٹ پر نیلا پنک کڑھائی والا دوپٹہ لیے بہت پاکیزہ لگی تھی اسے۔

وہ ٹوس کی پلیٹ اٹھانے لگی تھی جب سرعت سے وہ پلیٹ شہنام اٹھا لے گیا۔

اسے گھور کر وہ جوس کا جگ اس سے پہلی اٹھاتی وہ جگ بھی اٹھا گیا تھا۔۔

ہیر شرمندہ سی ہوئی۔۔

شہنام ٹوس پر مکھن اور گلاس میں جوس ڈال کر دو مجھے ہری اپ۔

وہ اچانک ہی بولا تھا۔

شہنام نے براسامنہ بنا کر ٹوس پر مکھن لگایااور جوس گلاس میں ڈال کر لارڈ صاحب کے سامنے رکھ دیا۔۔

ہیر یہ لو ناشتہ کرو۔

وہ پلیٹ اور جوس اسکے آگے رکھتا باپ کو مسکرانے جبکہ شہنام کو غصے سے لال پیلا کر گیا تھا۔

ہیر نے ڈبڈبائی نظروں سے اسکے نرم نقوش کو دیکھا پھر شہنام کو۔

تب ہی رائنہ نرم سوکھی روٹی ساتھ آم اور مرچ کا اچار گرم کپ چائے کا لیے چلیں آئیں پلیٹ انہوں نے خاموشی سے تیمور صاحب کے آگے رکھی اور اپنی جگہ بیٹھتی اپنا چھوڑا ہوا ناشتہ دوبارہ کرنے لگیں۔

تیمور صاحب نے غاذان کو دیکھا جسکی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی

۔۔

اورہیر بھی غور سے رائنہ اور تیمور کو دیکھتی غاذان کو دیکھ کر مسکرائی تھی۔

جواباً وہ بھی آنکھیں میچ کر ہنسا تھا۔

—

وہ بلیک گلاسز لگائے کان میں بلیو توتھ سیٹ کرتا کسی سے بات کرتا ہوا اندر آرہا تھا جب وہ شاہ میر کو دیکھ کر رکا تھا۔

شاہ میر کا چہرہ فق ہوا تھا اسے سامنے دیکھ کر۔

وہ جواباً گرمی سے مسکرایا مرو تاً اسے بھی مسکرانا پڑا تھا۔

شاہ میر ابھی تک کوئی میسج نہیں آیا یا پھر آیا ہو اور مجھے پتا نا لگا ہو کیا ایسا ہی ہے۔

اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ ک چلتا وہ بڑے دوستانہ انداز اپنائے ہوئے تھا۔

شاہ میر تھوک نگلتا سر جھکا گیا۔

تمہارا وہ دوست اب کیسا ہے کیا اس سے بات ہوئی۔

وہ پوچھ رہا تھا۔

شاہ میر نے زور سے نفی میں سر ہلا یا۔

!اوچچ

اچھا پیسے کیوں نہیں بھیجے جب میں نے کہا تھا کہ ٹرانسفر ہو جانے چاہئیے

۔

وہ اس بار سنجیدگی سے اسکے چہرے کو دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔

وہ سردار بروا صل میں میرے اکاونٹ میں کچھ مسلہ ہے تو اس وجہ سے نہیں کر اسکا ورنہ آپکا حکم کون ٹال سکتا ہے بھلا۔

وہ جلدی سے بولتا اس سے تھوڑا دور ہوا تھا۔

بچے اگر آج ٹرانسفر نہیں ہوئے نا تو تمہارے سارے اکاونٹ سیل کروانے کا وعدہ میں کرتا ہوں،

اچھا ابھی چلتا ہوں شام کو ملیں گئے کہی باہر مت جانا ساتھ میں ڈینز کرنے چلیں گئے۔

سردسی مسکان سے کہتا وہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا جبکہ شاہ میر رونے والا ہوتا جلدی سے فون نکال کر پیسے اسکے اکاونٹ میں ٹرانسفر کرانے لگا تھا کہ وہ جانتا تھا سردار بروصرف دھمکی نہیں دیتے عمل بھی کرتے ہیں سو وہ رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔

اسکی بڑی فکر ہے لگتا ہے اسے پسند کرتے ہیں پتا کرنا پڑے گا۔

وہ موبائل پر انگلیاں چلاتا ہوا کچھ سوچ کر بولا تھا۔

یہ پیسے رکھ لو تمہارے کام آئیں گئے مہر۔

نوشین نے مہر کی طرف کچھ پیسے بڑھاتے ہوئے کہا۔

مہرینہ نے ہونٹ بھینچ کر ماں کو دیکھا۔

"آپکو کیا لگتا ہے میں یہاں پیسے لینے آتی ہوں جو آپ ہر بار پیسوں کی آفر کرتیں ہیں مجھے میں یہاں اپنا حق سمجھ کر اس لیے آتی ہوں کہ آپ لوگوں کو بتا سکوں کہ مہرینہ کتنی خوش ہے،

میرا شوہر کم پیسوں میں میری ساری ضرورتیں پوری کرتا ہے اور بہت آزاد زندگی جی رہی ہوں آپکو ایک بات بتاوں یہ محل بہت بڑا ہے لیکن مجھے کسی قید جیسا ہی لگتا تھا مہر یہ پہنو مہر وہ کھاو یہ لڑکیاں نہیں کھاتی مہر باہر جا رہی ہو تو وہ پہنو زیادہ ہنسو مت بابا ڈانٹیں گئے مہر چائے بنا و فلاں آیا ہے مہر تم بڑی ہو سو تمیز سے رہا کرو تا کہ دوسری لڑکیاں بھی تم سے

کچھ سیکھیں مہر ٹائم پر سویا کرو ٹائم پر کھایا کرو بے وقت مت کھایا کرو سسرال میں جا کر کیا کرو گئی سچ پوچھیں تو آپ لوگوں نے ڈپریشن کی مریضہ بنا دیا تھا مجھے لیکن حقیقت بتاوں وہ چھوٹا سا گھر ہے جہاں ہم رہتے ہیں لیکن میں آزادی سی رہتی ہوں اپنی مرضی سے اٹھتی ہوں جو دل کرتا ہے کھاتی ہوں جہاں دل کرتا ہے جاتی ہوں کوئی روک ٹوک نہیں بلکہ شوہر میرا تو خود کھانا بناتا ہے کبھی کسی کام کو ہاتھ لگانے نہیں کو لگتا ہے مجھے پیسوں کی یا کسی چیز کی ضرورت دیتا دیکھیں مجھے کیا آپ ہو گئی۔

وہ کھڑی ہوتی ہوئی عجیب سی مسکراہٹ سے پوچھ رہی تھی،

نوشین بیگم ساکت و جامد بیٹھی بس بیٹی کو تکے جا رہی تھیں۔

واقعی سوٹ چاہے اسکا سادہ اور سستا تھا لیکن مہرینہ کو اسے پہن کر کوئی شرم نہیں تھی وہ تراشے ہوئے بالوں کو ایک کندھے پر ڈالے پر اعتماد نظروں سے ماں کو دیکھ رہی تھی۔

خیر میں ہی ـــــــ اور دوسری لڑکیوں سے مل لوں پھر خیام آجائے گا

۔

وہ کہتے ہی نیلے کارپٹ والی سیڑیوں کی طرف بڑھی تھی۔

بیٹھک کی کھڑکی میں کھڑے سہیر خانم کی بھی ساکت نظریں بیٹی کی پشت پر تھیں۔

شہنام اور وہ بالکنی میں بیٹھے لنچ کر رہے تھے۔

بات سنو تم موٹی ہوتی جا رہی ہو۔

Zubi Novels Zone

وہ چاٹ کھاتی ہیر سے سنجیدگی سے بولا۔

ہیر نے اسے دیکھا پھر خود کو۔

تم اصل میں خود موٹے ہو رہے ہو اس لیے تمہیں ایسا لگتا ہے۔

وہ ناک چڑھا کر بولی۔

شہنام نے اسے گھورا۔

بات سنو تم پہلے تو بڑی معصوم ہوتی تھی۔

وہ حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

تم خود بہت چالاک ہو اس لیے تم میری معصومیت سے جلتے ہو۔

وہ کندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولی۔

کیا جادو کیا ہے تم نے ہمارے سردار کزن پر جو انہیں صرف تم ہی نظر آتی ہو۔

وہ حیرت سے پوچھتا دنگ ہوا کہ ہی۔۔۔۔۔ر کے ہونٹوں پر دھنک سی مسکان اچانک سے ہی آئی تھی۔

تم مسکرا کیوں رہی ہو۔

وہ حیرانی سے پوچھ رہا تھا کیا تم نے واقعے ان پر کوئی جادو کیا ہے۔

وہ آگے ہوتا حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

اسنے مسکراتے ہوئے سر ہاں میں ہلا دیا تھا۔

کس سے کروایا ہے بتاو مجھے۔

وہ ٹیبل پر ہاتھ مارتا ہوا چلایا۔

میں خود کرتی ہوں اور بات سنو مجھ سے زرا تمیز سے رہا کرو تم پر بھی کر سکتی ہوں۔

وہ تیکھی نگاہوں سے اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

میں تو کبھی تمہارے ہاتھ نا آوں جادو گرنی کہی کی۔

وہ غصہ ہوا۔

ارے جاو میں تمہیں خود ہی ہاتھ میں نہیں لینا چاہتی میرا دماغ ابھی اتنا بھی خراب نہیں ہوا۔ بلکہ میں تو تم پر کوئی ایسا جادو کروں گئ جس سے تمہاری کبھی شادی نہیں ہو گی۔

Zubi Novels Zone

وہ کھڑی ہوتی شرارت سے بولتی ایک دم سے چپ ہوئی تھی بلکہ چہرہ فق ہوا تھا کچھ دیر پہلے جو چہرے پر شرارت تھی اب وہاں بس خوف تھا۔

وہ دیوار سے کندھا ٹکائے گلاسز گریبان میں لٹکائے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے بڑی فرصت سے کھڑا تھا۔

شہنام نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا پھر مسکراتا ایک دم سے کھڑا ہوا۔

دیکھا میں نا کہتا تھا یہ چڑیل ہے بس آپکو ہی یقین نہیں تھا مجھ معصوم پر۔۔۔

وہ ہی ــــــــ رکو منہ چڑاتا سردار کے پیچھے کھڑا ہوتا ہوا بولا تھا۔۔

نی م می تو مزاق۔۔

وہ ہراساں ہوتی ہوئی ٹوٹے پھوٹے فقرے بولی۔

کوئی مزاق نہیں تھا سردار غاذان یہ سچ تھا آج آپ نے اپنے کانوں سے سن لیا نا۔

وہ جوش سے بولتا کمینگی سے ہنسا۔

سردار غاذان دو قدم چلتا اسکے قریب آیا جو ابا وہ تین چار قدم پیچھے ہوئی تھی۔

مہرون سوٹ پر شفون کا سکن دوپٹہ لیے وہ معصوم ہی لگتی تھی۔

وہ زرد چہرے سے سر جھکائے پریشان تھی۔

وہ ایک دم سے اسکا بازو کہنی سے تھام کر اسے قریب کھینچ گیا۔

روز مجھے ڈانٹ پڑتی ہے آج ان صاحبہ کو پڑے گئی مزہ آئے گا۔

وہ خوش ہوا۔

لیکن پھر وہ دنگ ہوا شاک سے اسکی آنکھیں باہر آنے کو تھیں۔

وہ ہی ــــــــ ر کے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھے اسکے چہرے کو دھیمی مسکان سے دیکھ رہا تھا۔

شہنام میری ہی۔۔۔ر کو تنگ مت کیا کرو ورنہ اسنے تم پر واقعے کوئی جادو کر کے تمہیں کوہ قاف پہنچادینا ہے کہ اصل جگہ تو وہی ہے تمہاری۔

ہی۔۔۔۔۔ر کے حیران وپریشان چہرے کو دیکھ وہ مسکراتے لہجے میں شہنام کو سنا رہا تھا۔

یہ مجھے روز تنگ کرتا ہے آپ یقین کریں مجھے جادو نہیں آتا میں نے آپ پر کوئی جادو نہیں کیا یہ جھوٹ بولتا ہے مجھے کوہ قاف بھیجنا نہیں آتا ۔

وہ روہانسے لہجے میں اپنی صفائی پیش کرتی سردار غازان کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گئی تھی۔

اومائی گاڈ کتنی معصوم ہے میری ہیر اور تم اسے چڑیل کہتے ہو اصل میں تم ہیر سے جلتے ہو ہے نا۔

وہ مسکراتی آنکھوں سے شاک سے کھلے منہ والے سے مخاطب تھا ایسا روپ تو اسنے پہلی بار دیکھا تھا سردار غاذان کا کیا وہ اس سے محبت کرتے تھے۔۔۔

ہیر شرم وحیا سے جھجک کر پیچھے ہوتی وہاں سے بھاگی تھی کہ اسے گملے سے ٹھوکر لگی تھی پر وہ رکی نہیں تھی

ZNZ
Zubi Novels Zone

تمہاری وجہ سے وہ اگر گرتی تو تم بہت مار کھاتے مجھ سے۔

وہ اس پر خفا ہوئے۔

بات سنیں اگر آپ اسے پسند کرتے ہیں پھر بھی زرا پیچھے رہ کر بات ہو سکتی تھی ہمیں تو بڑا ہدایت نامہ جاری کرتے تھے لڑکیوں سے فاصلے سے بات کرنی ہے ان سے دوستی نہیں کرنی خلانکہ جتنی آپکی فرینڈز ہیں

شاید کسی اور کی ہوں چلوان سے آپکی ایسی بے تکلفی نہیں تھی لیکن اس سے آپکو میرے سامنے ایسے رومینس جھاڑنا اففف کیا دیکھ لیا ہے میں نے میں پھپھو کو بتاوں گا۔

وہ تیز تیز بولتا رکا کہ اسکی ہونٹوں پر پھر سے مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی

۔

تم نے اگر اسے چڑیل کہا یا اسکے آگے سے کھانا اٹھا یا یا اسے زچ کیا تو میں تمہیں سیدھا مصر روانہ کروں گا سمجھے۔

وہ اسکے پاس آتا پاکٹس میں ہاتھ گھسائے کندھے اچکا کر لاپرواہی سے اسے دھمکی سے نواز رہا تھا۔

میں آپکا پھپھو کو بتاوں گا۔

وہ بھی شیر ہوا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

شوق سے بتاؤ مجھے تو وہ بہت پسند ہے دراصل میں آج اسے رومینٹک ڈیٹ پر لے کر جاؤں گا۔

وہ شاید آج اچھے موڈ میں تھا۔

شہنام آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا رہا۔

تو اب آپکو کسی کا لحاظ نہیں رہا۔

وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا وہ تو سمجھا تھا وہ ہی ـــــــــ ر سے ہمدردی رکھتا ہے لیکن یہاں تو معاملہ کچھ اور ہی تھا۔

بلکل بھی نہیں جاو جسے بتانا ہے بتاوہاں پھر اپنا بیگ پیک کر لینا کہ پھر میں تمہیں یہاں ٹکنے نہیں دوں گا اور اس سے دور رہنا تمہیں اسکی حفاظت پر معمور کیا ہوا ہے نا کہ اسے پریشان کرنے کے لیے۔

آخر میں سرد لہجے میں کہتا وہ جا چکا تھا لیکن کوریڈور میں آتا وہ مسکرانا نہیں بھولا تھا۔

شہنام سر تھامتا وہی بیٹھ گیا۔

اوتو معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے اور مجھے خبر تک نہیں ہوئی۔۔

وہ شاک سے بڑبڑایا تھا۔

ارے تم کہاں تھی یار کتنی پیاری ہو گئی ہو پہلے سے،

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

مجھے لگا تھا اس گھر میں بے رونقی اسی کی غیر موجودگی کی وجہ سے ہوئی ہے۔

شاہ میر اسکے سامنے آتا ہوا اشتیاق سے بولتا مہر کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گیا تھا۔

بائیک پر بیٹھتا وہ چونک کر ان دونوں کو دیکھنے لگا تھا۔

ہیرے کی قیمت ایک جوہری ہی لگا سکتا ہے شاہ میر میں نے بھی تمہیں مس کیا تھا۔

وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

خیام نے چبتی نظرّوں سے اسے دیکھا۔

ہاں تو ہم دونوں ایک جیسے جو ہوئے مجھے تو تمہارے بنا مزہ ہی نہیں آرہا، خ رہنے کے لیے آجاو نا کچھ دن۔

وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

مہرینہ چلیں۔

وہ آگے سے اس سے پہلے کچھ کہتی خیام اونچا بولا تھا۔

ان دونوں نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

اچھا پھر ملاقات ہو گئی اللہ خافظ۔

مہر نے مسکرا کر کہا،

شاہ میر نے جواباً ہاتھ اسکی طرف بڑھایا تھا۔

مہرینہ ہاتھ ملا کر الوداعی کلمات کہتی جلدی سے بائیک کی طرف بڑھی تھی۔

تم جیلس تھے اس سے۔

رات کو کھانا کھاتی اسکی خاموشی نوٹ کرتی ہوئی وہ بولی تھی۔

وہ جواباً اسے دیکھتا پھر سے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

مہرینہ نے اسے گھورا۔

بات سنو وہ میرا کزن ہے تم کیوں اس وقت سے منہ سوجائے بیٹھے ہو۔

وہ تنک کر بولی۔

میں کیوں جیلس ہوں گا۔

وہ سر جھٹکتا ہوا بولا۔

مہر نے اسے تیکھی نگاہوں سے دیکھا۔

پھر بات کیوں نہیں کر رہے۔

وہ بولی۔

آپ چاہتیں ہیں میں آپ سے بات کروں۔

وہ پانی کا گلاس ہونٹوں کو لگاتا اسکے چہرے کو دیکھتا ہوا وہ پوچھ رہا تھا.

مہرینہ نے ہونٹ بھینچے۔

جاو نا بولو اور ہاں میں آج ہیر سے بھی ملی وہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

روٹی کا ٹکڑا منہ میں رکھتی ہوئی وہ بولی۔

وہ مسکرایا۔

مہرینہ نے اسکی مسکان گہری نگاہوں سے دیکھی۔

وہ ہیں ہی اچھی یہ پوچھیں وہ کب اچھی نہیں لگتی۔

وہ محبت سے بولا تھا۔

کیا تم روز اس سے ملتے ہو۔

وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

ہاں میں روز انکے یونی جاتا ہوں ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھے بغیر کہاں رہ سکتے ہیں، آپی میں بہت چینج آگیا ہے اور انکا چینج مجھے بہت پسند آیا ہے میں انہیں ایسا ہی دیکھنا چاہتا تھا۔

بہن کے زکر پر شفقت سی لو چہرے پر سے پھوٹنے لگی تھی۔

مہرینہ نے حسرت سے اسے دیکھا۔

کتنا پیار کرتا تھا وہ اپنی بہن سے ایک اسکا بھائی تھا جسنے کبھی انہیں محبت بھری نظروں سے دیکھنا تو دور انکو بلانا اپنی توہین سمجھتا تھا۔

مہرینہ آپ کہاں چلی گئیں۔

اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہوا وہ بولا تھا۔

تم تو ناراض تھے مجھ سے۔

وہ جواباً خفگی سے پوچھ رہی تھی۔

وہ مسکرایا۔

اب نہیں ہوں۔

وہ اسکے چہرے کو دیکھتا ہوا بولتا اسے بھوکھلانے پر مجبور کر گیا تھا۔

تم ناراض ہی اچھے ہو۔

وہ غصے سے بولتی کچن میں چلی گئی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

جواباً وہ بے ساختہ ہنسا تھا۔

آج سب لڑکیاں لان میں گھنی چھاوں میں بیٹھی فروٹ کے ساتھ بھرپور انصاف کر رہی تھیں۔

وہ بھی ان سے تھوڑا سا دور بیٹھی ہوئی تھی گود میں نوٹ بک رکھے وہ کچھ لکھ رہی تھی جب پھیری والے کی آواز پر وہ سب پر جوش سی ہوئیں تھیں۔

میں تو دوبارہ کان چھید واوں گئی۔

صفا ایکسائٹمنٹ سے کہتے ہی بھاگ کھڑی ہوئی تھی۔

میں بھی اور ساتھ ناک بھی۔

سفینہ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

صفا بھائی کو اندر ہی لے آو۔

سفینہ نے اسے آواز لگائی۔

ماوں سے تو پوچھ لو۔

شزرا نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا۔

ارے مائیں نہیں ڈانٹیں گئیں ہمارے پاس کونسا جیولری کی کمی ہے۔

مہدیہ نے کہتے ہی ہیر کا ہاتھ تھاما وہ جو انکی باتیں سر جھکائے سن رہی تھی

مہدیہ کے بازو کھینچ پر وہ حیرت سے اسے دیکھتی ہوئی کھڑی ہوئی تھی۔

اٹھو تم بھی کان یا ناک چھید والو۔

مہدیہ نے پچاس پچپن سال کے آدمی کو اندر آتے دیکھ کر کہا۔

اس آدمی کے ہاتھ میں اور کندھے پر بیگ لٹک رہے تھے۔

جاو سفو چیئر لے آو۔

شزرا نے سفینہ کو کہا سفینہ اسے گھورتی دور پڑی چیئر لینے بھاگی تھی۔

نہیں مجھے نہیں چھید وانے درد ہوتا ہے اور وہ بھی تو گھر پر نہیں ہیں۔

وہ دھیمے سے بولتی شزرا اور مہدیہ کو خود کو دیکھنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔

ارے تو پہلے بھی چھید وائے تھے نا اور گھر پر نہیں۔

شزرا نے شرارت سے پوچھا۔

وہ تو بچپن میں نا اب تو مجھے درد ہو گا تم لوگ چھید کر لو میں بس دیکھوں گئی۔۔

وہ نرمی سے بولی۔

واواجی واوا ہم یہاں درد برداشت کریں اور تم ہمیں دیکھو بھائی جی پہلے ہماری اس کڑی دا ناک چھید و۔

شزرا نے جلدی سے اسکی کلائی تھام کر کہا ہیر کا رنگ اڑا تھا۔

مجھے درد ہوتا ہے میں نے ان سے پوچھا بھی نہیں۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ بازو کھینچتی ہوئی ہراساں سے لہجے میں بولتی مسلسل کلائی چھڑوانے کی کوشش کررہی تھی۔

کن سے پوچھنا ہے تمہیں۔

سفینہ نے پوچھا تھا۔

ہیر کا چہرہ سرخ ہوا۔

ارے سردارنی نے اپنے سردار جی سے پوچھنا ہے پاگلو لیکن وہ تو گھر پر نہیں ہیں نا میں جانتی ہوں وہ تمہیں ڈانٹے گئے نہیں۔

مہدیہ نے کہتے ہی اسے زبردستی انتظار میں بیٹھے آدمی کے پاس بٹھایا۔

اسنے جیسے ہی چھیدنی نکالی ہی ــــــــ رکا نپی۔

بیٹی کہاں کروانا ہے چھید۔

وہ آدمی ہاتھ میں دوائی کی شیشی پکڑے بولا۔

ناک میں کروادیں اور ہمیں کو کے بھی دیکھائیں۔

مہدیہ نے اسکے خالی ناک کو دیکھ کر جلدی سے کہا باقی سب بھی بیٹھ چکیں تھیں۔

پہلے تم لوگ کرواو۔

وہ خوف سے بولی۔

تاکہ آپ بھاگ جائیں۔

صفا نے ہوشیاری سے پوچھا۔

کونسا کوکا پہنو گئی۔

شزرا نے رنگ برنگے کوکے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

یار سرخ نکالو ہیر کی چادر کے ساتھ کا۔

مہدیہ نے کہتے ہی باریک نگ والا چھوٹا سا چمکتا سرخ کو کا باکس سے نکال لیا تھا۔

ہیر نے آنکھیں زور سے میچیں۔

اور پھر اسکی چیخ بے ساختہ تھی۔

بس بیٹی ہو گیا ہے

وہ آدمی بولتا اب دوسری لڑکی کا منتظر تھا۔۔۔

وہ ناک پر ہاتھ رکھ کر اٹھتی اندر کی طرف دوڑی تھی۔۔

ان سب نے حیرت سے اسے بھاگتے دیکھا تھا۔۔

وہ سوئمنگ پول کے قریب کھڑا باپ کے ساتھ ٹہلتا ہوا کوئی بات کر رہا تھا۔

وہ ان دونوں کو وال گلاس سے دیکھتی کچن کی طرف دوڑی تھی۔

نوشین نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا۔

وہ جھجھکتی ہوئی کیتلی پکڑ کر اس میں ایک کپ پانی ڈال کر چولہے پر رکھتی اسکے ابلنے کے انتظار میں تھی۔

شرمین نے سبزی کاٹتے رشک و حسد سے اس لڑکی کی قسمت دیکھی تھی۔

کیا تھا اگر سردار انکی کسی لڑکی کا نصیب ٹھہرتا واللہ تیری قدرت۔

وہ بڑبڑائی۔۔

وہ اب دودھ ڈال کر پتی تیز رکھ کر چائے کو خوب پکاتی سفید کپ جن پر سنہری پھول بنے ہوئے تھے چائے چھان رہی تھی۔

دوسرا کپ کس کے لیے ہے۔

نوشین نے پوچھا انہوں نے سوچا شاید وہ اپنے لیے بنا رہی ہو۔

انکل جی اور سردار جی کے لیے۔

آہستہ سے کہہ کر وہ ٹرے اٹھا کر باہر چلی گئی۔

دیکھ لو قسمت انسان کو کہاں سے کہاں لے آتی ہے ورنہ اس گھر میں سردار بیگم بننے کے خواب کس کس نے نا دیکھے تھے۔

نوشین بریانی پر دم لگاتی ہوئیں ٹھنڈی آہ بھر کر بولیں۔

شرمین نے بھی سر ہلا دیا تھا۔

انکل کہاں گئے میں انکے لیے چائے لائی تھی۔

وہ اسے اکیلے دیکھ بے ساختگی سے بولتی چپ ہوئی پھر ٹھٹھکی۔۔

وہ بلیک پینٹ جس پر باریک سفید لائنیں بنی ہوئیں تھیں اسکے اوپر اسکی دی ہوئی بلیک پلین شرٹ پہنے ہوئے تھا جسکی سلیوز ہاف تھیں دودھیا مضبوط بازوں کسرتی جسم پر وہ شرٹ بے انتہا جچ رہی تھی۔

وہ دھیمی مسکان سے اسے دیکھتا چونکا تھا۔

سوجے ہوئے ناک پر دھوپ میں چمکتا وہ لال موتی خوب نمایا تھا۔

ہیر واٹ از دس۔

وہ اسکے قریب آتا ہوا حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

ہیر کی آنکھیں ڈبڈبائیں۔

آج لڑکیوں نے زبردستی میرا ناک چھید وادیا مجھے اس وقت اتنا درد نہیں ہوا تھا لیکن جب سے دوا کا اثر ختم ہوا ہے ناک میں درد ہے جسکی وجہ سے سوجن ہو گئی ہے کیا اچھا نہیں لگ رہا۔

وہ منہ بچوں جیسا بنا کر کہتی آخر میں بے ساختہ پوچھ بیٹھی تھی۔

نا اچھا لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہ——— یر لیکن تمہیں درد کتنا ہوا ہے یار کیا ضرورت تھی میں ابھی ان لڑکیوں کی خبر لیتا ہوں۔

وہ غصے سے کہتا دو قدم ہی چلا تھا جب وہ ٹرے ٹیبل پر رکھے اسکی کلائی دونوں ہاتھوں میں جھکڑ چکی تھی۔

ان سے کچھ مت کہیں پلیز میرا ہی قصور تھا مجھے بھی شوق تھا نا کل تک تو ٹھیک ہو ہی جانا ہے نا۔

وہ اسکے سامنے کھڑی آہستہ سے اسے سمجھا رہی تھی۔

جسکی نظریں اسکے ناک پر تھیں۔

کچھ لگایا اس پر۔

وہ اسے چیئر پر بٹھاتا ہوا پوچھ رہا تھا ہاں مہدیہ نے کوئی کریم دی تھی وہ لگائی تھی اب درد نہیں ہے۔

وہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجاتی ہوئی بولی۔

وہ مسکراتا ہوا نیچے بیٹھا۔

ہی——رپریشان ہوتی کرسی سے اٹھنے لگی تھی۔

Zubi Novels Zone

ہیر بیٹھی رہو۔

وہ اسے دیکھتا ہوا ٹوک گیا تھا۔

وہ بیٹھی رہ گئی نظریں اپنے ہاتھ پر تھیں جو وہ پکڑے آہستہ سے انگوٹھے سے سہلا رہا تھا۔

اسکا ننھا دل لرزنے لگا تھا پلکوں کا رقص بڑا ہی دل موہ لینے والا تھا ہی۔۔۔۔۔ر۔

اسنے جھکے سر والی لڑکی کو شدت سے پکارا تھا۔

جی !

وہ سر اٹھائے جواب کی منتظر تھی۔

کیا سچ میں جادو کرتی ہو۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں وہ جھوٹ بولتا ہے میں ایسی لڑکی نہیں ہوں۔

وہ پریشانی سے بولی۔

پھر کیسی لڑکی ہو۔

وہ نظریں اسکے نقوش پر گاڑھے گھمبیر لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

اچھی لڑکی ہوں جادو کرنے والے تو اچھے نہیں ہوتے وہ تو جہنم جائیں گئے نا۔

وہ غاذان کو دیکھتی بڑی سنجیدگی سے اپنی صفائی پیش کر رہی تھی۔

مائی گڈنیس کتنا کچھ پتا ہے ہیر کو اچھا آج موڈ میرا اچھا ہے میں چاہتا ہوں تم مجھ سے کوئی فرمائش کرو۔

وہ ہنوز اسکے پاس دوزانوں بیٹھا ہوا پوچھ رہا تھا۔

اوپر کھڑی شائنہ جلن و حسد سے پاگل ہونے کو تھی۔

جی !

وہ حیران ہوئی۔

ہمم مانگو کچھ۔

وہ کھڑا ہوتا اسے بھی ساتھ میں کھڑا کرتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

وہ حیران ہوتی اسے دیکھے گئی۔

ہیر سوچا مت کرو بس فٹ سے بولا کرو میرا دل کرتا ہے تم مجھ سے فرامائشین کیا کرو روٹھا کرو اور۔۔۔

وہ کہتا چپ ہوا۔۔

اور؟

وہ مسمرائزسی ہوتی جواباً پوچھ رہی تھی۔

اور کچھ نہیں۔

وہ زیرے لب مسکان سجائے بولا تھا۔

مجھے یہ چاہئیے۔

وہ بولی تھی۔

وہ اسکے اشارے پر نظریں اپنے بائیں ہاتھ کی انگلی کی درمیانی انگلی میں پہنی رنگ کو دیکھتا چونکا پھر حیران ہوتا اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔

آر یو سیریس مس ہیر۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

ہاں آپ نے کہا نا جو مانگوں وہ آپ دیں گئے تو پھر دیں رنگ۔۔

وہ کہتے ہی ہتھیلی بھی پھیلا گئی تھی اسکے سامنے۔

ہاہاہا !

مائی گاڈ ہیر تمہاری نظریں صرف میری چیزوں پر ہی کیوں ہوتیں ہیں یہ تو سونے کی نہیں ہے میں تمہیں ڈائمنڈ کی لادوں گا یہ تو ویسے بھی تمہیں کھلی ہے کافی۔

وہ سرخ چہرے سے خفگی والی لڑکی سے بولا۔

آپ نے کہا میں فرمائش کیا کروں۔

وہ خفگی سے بولی تھی بلکہ بچوں کی طرح دائیاں پاؤں بھی پٹخ چکی تھی.

وہ جواباً ہاتھ اسکی طرف بڑھا گیا۔

وہ اس لڑکی کے سامنے خود کو بے بس محسوس کرتا تھا شہنام ٹھیک ہی کہتا تھا وہ کوئی جادو گرنی ہی تھی شاید۔۔

ہیر نے جھجھکتے ہوئے ہاتھ تھام کر وہ رنگ آہستہ سے نکال کر کسی متاع حیات کی طرح ہاتھ میں بھینچی تھی۔

مجھے لگتا ہے کسی دن تم میری شرٹ یا پھر کسی دن میری ٹائی پھر کسی دن میرا بریسلیٹ پھر کسی دن تم میرے شوز بھی مانگ لو گئی۔

وہ اسے تھام کر دل کے عین سامنے لاتا ہوا شرارت سے بولا تھا۔

وہ شرمندگی سے سرخ چہرہ لیے سر جھکا گئی۔

غاذان تیمور نے دل کے کہنے پر دھیرے سے اسکے ناک پر ہونٹ رکھے تھے۔

اسنے گہری نظروں سے اسکا شفق کے رنگوں سے سجا چہرہ دیکھنے لگا تھا

وہ جا چکا تھا لیکن اس پیچھے پتھر کا بنا گیا تھا۔

وہ ساکت سی کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی۔

آج تم مجھ سے بچ کر دیکھاو چلی جاوں گئی میں آج یہاں سے لیکن تمہیں سبق سکھا کر جاوں گی یادر کھو گئی تم مجھے۔

شائنہ نے آنسو صاف کر کے نفرت سے سوچا تھا۔

وہ اب ہتھیلی میں پڑی قیمتی رنگ کو دیکھ کر ہنسی تھی خوشنما سی مسکراہٹ تھی جو اسکے نقوش میں سے پھوٹنے لگی تھی۔

چہرہ سارا سرخ پڑ چکا تھا اور ہونٹ بہت ہی خوبصورتی سی مسکان میں ڈھلے ہوئے تھے۔

ڈیڈ شادی کی تاریخ کے لیے آج سب کو بلالیں آئی ایم ریڈی ناو۔۔۔

"وہ کوریڈور میں آیا تھا جب سامنے سے آتے تیمور خانم سے بول کر وہ آگے بڑھ گیا تھا رکا نہیں تھا۔

پر وقار چال چلتا وہ آگے بڑھنے لگا تھا۔

جبکہ وہ حیرت سے پلٹ کر مسکرائے تھے۔

پھر موبائل نکالتے وہ اس پر کوئی نمبر ڈائل کرنے لگے۔

رائنہ نے سپاٹ نظروں سے تیمور خانم کو دیکھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

آخر کب تک تم ایسے ہی مجھ سے منہ موڑے رکھو گئی میں تم سے اپنے اس گناہ کے لیے معافی مانگتا ہوں رائنہ پلیز شادی کی ڈیٹ فکس کرنی ہے ہم نے آج تمہارے بنا کیا وہ خوش ہو گا آگے تم خود سمجھدار ہو۔۔

تیمور گرے شرٹ بلیک پینٹ بلیک ہی کوٹ میں بہت ہی سوبر اور ہینڈسم لگ رہے تھے وہ لگتے ہی نہیں تھے ایک جوان تیس سال بیٹے کے باپ۔

اپنے بیٹے کے لیے میں کچھ بھی کر سکتی ہوں میں شام کو آجاوں گئی۔

وہ چائے کا کپ اٹھاتی ہوئیں بولیں۔

تیمور خانم نے غور سے انکے چہرے کو دیکھا جو بے تاثر تھا۔

تمہاری مہربانی ہو گئی رائنہ اور ہو سکے تو شادی تک وہی رکنا اسے میری اور میرے بیٹے کی التجا سمجھ لینا۔

Zubi Novels Zone

تیمور نے انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دھیمے سے التجا کی تھی۔

رائنہ نے ایک جھٹکے سے ہاتھ کھینچا اور کھڑی ہوتی لاونج سے نکل گئی۔

ہیر نے منہ بسورا وہ جانتی نہیں تھی کیا بات ہو رہی ہے لیکن اتنا سمجھ چکی تھی کہ آج بھی ناراضگی برقرار تھی۔

کیا انٹی آپ سے بہت ناراض ہیں۔

انکے سامنے والے چھوٹے سے ٹیبل پر بیٹھتی وہ جھجھکتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

ہاں،۔

وہ تاسف سے بولے۔

وہ بھی پریشانی سے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔

چلیں اب تمہیں سکول بھی تو جانا ہے۔

وہ بے چارہ سا منہ بنائے بیٹھی اپنی بہو سے بولے تھے۔

وہ ہاں میں سر ہلاتی ایک منٹ کا کہتی اندر کسی کمرے میں بھاگ گئی۔

جبکہ وہ پیچھے سے آہستہ سے ہنسے تھے بلکل بیٹے کی طرح۔

وہ جب سے سکول سے آئی تھی کافی حیران تھی،
محل کو آج خوب چمکایا لشکایا جارہا تھا ملازم کاموں میں طرح متحرک
تھے پھولوں کی سجاوٹ ہر جگہ کی جارہی تھی۔۔

وہ بور سی ہوتی کھڑکی میں چلی آئی۔
پھر ٹھٹھکی۔۔

وہ مسکراتے ہوئے خادم کی کوئی بات سن رہا تھا نظریں بس فون پر تھیں

۔

اسکے ٹھٹھکنے کی وجہ سردار غاذان کا حلیہ تھا اسنے بہت کم انہیں شلوار قمیض میں دیکھا تھا وہ آج نیوی بلیو سوٹ پر بلیک واسکٹ پہنے اپنے شاندار پرسنلٹی سے ہیر کے چہرے پر کئی رنگ بکھیڑ گئے تھے۔

وہ کھڑکی میں کھنی جماتی انہیں بس دیر تک دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

وہ سرخ سوٹ پر سرخ ہی دوپٹہ لیے ہوئے تھی ناک میں پڑا سرخ نگ والا کوکا چہرے کو عجیب سی چمک بخش رہا تھا۔

بالوں کی چوٹی بنا کر دائیں کندھے پر ڈالے ہوئے تھی سردار کی گھڑی کافی تنگ کر کے کلائی میں پہنی ہوئی تھی انکی انگوٹھی پر کافی سارا دھاگہ

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

باندھ کر بمشکل بڑی انگلی پر فٹ کی ہوئی تھی بھلا کوئی تھی اس جیسی دیوانی۔

یہ کتنے اچھے لگ رہے ہیں شاید مہمان آنے ہوں آج۔

وہ کچھ سوچ کر بولتی سامنے دیکھنے لگی تھی جہاں بڑے سے داخلی گیٹ سے سفید کرولا اندر داخل ہو رہی تھی۔

وہ حیران ہوئی تھی۔

گاڑی سے پہلے تو رائنہ نفیس سے ٹی پنک کلر کے سوٹ پر بلیک بڑی سی چادر اوڑھے باہر نکلیں تھیں۔

لیکن پھر وہ حیران ہوتی سیدھی ہوئی تھی۔۔

بہت پیاری سی ایک متناسب سراپے والی لڑکی باہر آئی تھی۔

وہ بلیک تنگ جینز پر بلیو کلر کی بہت شارٹ فراک پہنے ہوئے تھی کھلے کندھوں تک آتے ریشمی بال اونچی کالی سینڈل والی وہ لڑکی ہیر کو چونکا گئی تھی۔

سردار غاذان نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا تھا جوابا وہ لڑکی اسکا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لیتی کافی پرجوش سی تھی اس کی نظریں صرف غاذان تیمور کے چہرے پر تھیں۔

یہ کون ہے؟

ہیر ایک دم سے پلٹی۔
تو اسکے لیے اتنی تیاریں ہو رہیں تھیں۔

وہ سوچتی ہوئی باہر بھاگی تھی راستے میں ہی مہدیہ ہاتھ میں ایک سوٹ پکڑے اس سے ٹکرائی تھی۔

اچھا ہوا آپ مل گئی بتائیں یہ سوٹ کیسا ہے میں نے انلائن منگوایا ہے آج کے لیے۔

وہ سوٹ کو سامنے کرتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

اچھا ہے۔

کہتے ہی وہ آگے بڑھی تھی جب مہدیہ نے خفگی سے اسکی کلائی پکڑی۔

صرف اچھا ہے بیس ہزار کا لیا ہے میں نے۔

مہدیہ نے خفگی سے سوٹ کو دیکھ کر کہا۔

ہیر کا وجود بیتابی میں ڈھلا۔

بہت بہت اچھا ہے پلیز اب جانیں دیں نا۔

بناسوٹ کو دیکھے جلدی سے کہتی وہ بھاگ کھڑی ہوئی تھی جبکہ مہدیہ نے حیرانگی سے اسکی عجلت اور بے تابی نوٹ کی تھی۔

پھر وہ سفینہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

وہ جلدی سے مین دروازہ جو لاونج میں کھلتا تھا اسکے پیچھے ہوئی کہ وہ تینوں اندر ہی آرہے تھے۔

واوا بہت پیارا گھر ہے۔

وہ لڑکی خوبصورت انگلش لہجے میں بولی تھی۔

ٹھینکس ہالے۔

وہ گھمبیر لہجے میں کہتا اچانک ہی چلتا رکا تھا۔

وہ واپس پلٹا۔۔

ہیر یک دم سے دروازے کے پیچھے ہوئی۔

Zubi Novels Zone

سردار نے ارد گرد جیسے کسی اپنے کی موجودگی محسوس کی تھی لیکن جب کوئی نظر نہیں آیا تو وہ واپس پلٹ گیا۔

لاونج میں سب لڑکیاں عورتیں کھڑی تھیں جیسے رائنہ کا استقبال پر معمور ہوں۔۔

رائنہ سب سے رسمی سا ملتی غاذان کو کمرے کا چلنے کا کہتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

ہالے آو تمہیں تمہارا کمرہ میں خود دیکھاتا ہوں۔

وہ مسکراتے ہوِے کہتا اسے لیے دائیں کوریڈور جسکی سیڑیاں تھرڈ فلور کو جاتیں تھیں لے کر بڑھا تھا۔

وہ ہنستی مسکراتی ہوئی اسکے ساتھ ہولی تھی۔

ہیر کا دل دکھا۔

جب میں پہلی بار آئی تھی تو مجھے نوراں کے ساتھ کمرے میں بھیجا تھا اور اسے خود چھوڑنے گئے ہیں۔

وہ پریشانی سے سوچتی ہوئی سیڑیاں چڑ گئی۔

سامنے سے ہی وہ دوبارہ اسے نظر آیا تھا۔

ہیر نے خفگی لیے نظروں سے اسے دیکھا۔

کیسی ہو صبح سے نظر کیوں نہیں آئی مجھے۔

وہ اسکے چہرے کو آنکھوں میں جذب کرتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

میں تو یہی تھی آپ ہی آج فارغ نہیں ہیں۔

لہجہ ہنوز خفگی لیے ہوئے تھا۔

وہ دھیمے سے ہنستا سر ہلا گیا۔

یہ تیاریاں کس لیے ہیں۔

اسکے پیچھے چلتی ہوئی وہ پوچھ رہی تھی۔

وہ مسکرایا۔

شادی کے لیے۔

وہ بس اتنا بولا۔

کس کی شادی کے لیے۔

وہ حیران ہوتی پوچھ رہی تھی۔

میری شادی کے لیے۔

وہ جواباً بولتا واپس پلٹا جبکہ عین اسکے پیچھے چلتی وہ زور سے اس سے ٹکرائی تھی۔

ہیر کا ناک اسکے کندھے سے مس ہوا تھا وہ ناک کو تھامتی پیچھے ہوئی۔

آپکی شادی؟

وہ ساکت سی ناک تھامے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

ہمم۔

وہ اسکے ناک سے ہاتھ ہٹا کر دیکھتا کہ کہی زیادہ زور سے تو نہیں لگا بولا تھا۔

کس سے۔

وہ پریشان ہوئی۔

ایک لڑکی سے سوچا کر ہی لوں شادی ڈیڈ کہتے ہیں میری عمر کے لڑکے دو دو بچوں کے باپ بن چکے ہیں تو سوچا چلو کر لیتا ہوں شادی تم کیا کہتی ہو اس بارے میں۔

وہ ہونٹ کا کونا دانت میں دبائے شرارت سے پوچھ رہا تھا۔

وہ شدید پریشان ہوئی۔

مت کریں ابھی آپکی عمر ہی کیا ہے نا کریں انکل کو سمجھا لیں پلیز۔

وہ خلق میں پھنسے گولے کو بمشکل اندر اتارتی ہوئی بولی تھی۔

ہاہاہا۔

مائی گڈ نیس ہیر تم کتنی کیوٹ ہو لیکن سوری یار میں تمہاری یہ بات نہیں مانوں گا آج شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی ریاست کے سارے بڑے بڑے لوگ دعوت پر مدعو ہیں اچھے سے تیار ہو جانا مجھے ابھی کچھ کام ہے بعد میں ملاقات ہوتی ہے۔

وہ آخر میں سنجیدگی سے اسکا گال تھپکتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

ہیر کی آنکھیں جھلملائیں۔

کیا یہ واقعی اس لڑکی سے شادی کر لیں گے پھر میں کہاں جاوں گئی میں توانکے بغیر نہیں رہ سکتی۔

وہ کمرے میں آتی بے دھیانی میں خود سے اعتراف کر رہی تھی۔

اچانک بیڈ پر پڑے بلیک شاپنگ بیگ پر اسکی نظر پڑی تھی وہ بیگ کی طرف بڑھی۔

بیگ کو بے دلی سے تھام کر اندر سے کپڑے نکالے جو ایک باکس میں پیک تھے۔

گرے کلر کی لمبی فراک جس کے کناروں پر سلور بھاری گوٹا لگا ہوا تھا لمبی سلیوز جو ساری موتیوں کے کام سے مزین تھیں گلا سادہ تھا لمبے سے بہت ہی باریک دوپٹے کے کناروں پر سلور گوٹا لگا ہوا تھا کہی کہی موتی بھی لگے ہوئے تھے نیچے گرے سلک کا چوڑی دار پجامہ ساتھ سلور کی بیڈ ہیل تھی۔

وہ ریڈی میڈ ڈریس بلاشبہ بہت ہی پیارا تھا لیکن اسے زرا اچھا نہیں لگا تھا ۔۔

کوئی پیارا نہیں۔

وہ سوٹ پر اں کرتی بے دلی سے بولی تھی۔

اسلام علیکم میں شہنام صدیقی سردار غاذان کا ماموں زاد بھائی اور آپ؟

سامنے سے آتی وہ کومل سی لڑکی سے ایک دم سے بولا تھا۔

اسنے حیرانی سے اسکے تعارف کو سنا تھا۔

چہرے پر بیزاری آئی کہ میں کیا کروں بھئی مجھے کیوں بتا رہے ہو اور تمہیں کیوں بتاوں میں کون ہوں

۔وہ بس سوچ کر رہ گئی۔

جی کیا حدمت کر سکتی ہوں میں آپکی۔

وہ زبردستی سی مسکان سے بولی جواباً وہ مسکرایا۔

آپ بھی بدلے میں تعارف کروائیں۔

وہ ہاتھ پشت پر باندھتا ہوا بولا۔

مہدیہ کو غصہ تو آیا لیکن کنٹرول کر گئی آخر وہ سردار کا کزن تھا۔

نائیس نیم مسٹر۔

مصنوعی بڑی سی مسکان سے کہہ کر وہ اسکے پاس سے گزر گئی تھی۔

نام اچھا لگا پھر بھی نام سے نہیں بلایا عجیب لڑکی ہے۔

وہ حیرت سے بولتا اپنا بیگ پکڑے اندر آیا تھا۔

شائنہ نے خود پر بے حسی کا خول چڑھا رکھا تھا وہ بھی تیار تھی آج سکن کڑھائی والا سوٹ پہنے کندھے پر سرخ چادر رکھے وہ کوفت زدہ چہرے سے ہیر کو دیکھ رہی تھی۔

جو کھانا کھا نہیں رہی تھی بس اس سے کھیل رہی تھی سب لڑکیاں لمبے کوریڈور والے لاونج میں نرم کارپٹ پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھیں۔

ییر بی بی آپکو سردار غاذان نے یاد کیا ہے۔

دینہ (ملازمہ) نے سر جھکا کر اسے تعظیم سے بتایا تھا۔

لڑکیوں نے اسے معنی خیزی سے دیکھا تھا۔

وہ سر ہلاتی جلدی سے باہر پڑی چپل پہن کر ملازمہ کے پیچھے گئی تھی۔

قسمت والی ہے ہیر۔

سفینہ نے رشک سے کہا۔

ہاں سچ کہہ رہی ہو۔

مہدیہ بھی بولی جبکہ شائنہ نے قہر سے ان کو دیکھ کر کھانے کو آگے سرکایا پھر اٹھ کر باہر کو چلی گئی۔

اسے کیا ہوا۔

سفینہ نے حیرت سے کہا۔

بے چاری کے دل کو لگا ہو گا۔

مہدیہ نے تاسف سے کہا۔

ہاں بچپن سے خواب بھی تو سردار غاذان کے دیکھیں ہیں ہمیں تو انکے پاس نہیں پھٹکنے دیتی تھی۔

شزرا نے کھانے سے بھرپور انصاف کرتے لاپرواہی سے کہا تھا۔

سب پھر سے سر جھٹکتی باتوں اور کھانے میں مصروف ہو چکیں تھیں اور آپس رات کے فنکشن میں پہنے جانے والے کپڑے ڈسکس کرنے لگیں۔

جی !

وہ انکے روم میں آتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

ڈریس پسند آیا آج کے لیے۔

وہ اسے دیکھ کر صوفے پر بیٹھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

جی ٹھیک ہے۔

وہ بولی۔

اسنے اچنبے سے اسکے بیزار چہرے کو دیکھا۔

کیا طبیعت ٹھیک ہے۔

وہ فکر مند ہوا.

جی۔

لٹھامار انداز تھا آج۔

وہ مسکرایا۔

آج سکول تو نہیں جاو گئی نا۔

وہ مسکراتی نگاہوں سے اسکا صاف شفاف چہرہ دیکھتا ہوا بولا۔

Zubi Novels Zone

کیوں نہیں جاوں گئی میں جاوں گئی۔

وہ اسکے اشارا کرنے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

آج چھٹی کرلو کیا یاد کرے گئی ہیر۔۔

وہ کافی کا مگ اٹھاتا ہوا فیاضی سے بولا۔

مجھے نہیں کرنی میں جاوں گئی ورنہ ٹریزر ڈانٹتی ہے۔

وہ خفا سے لب و لہجے میں بولی۔

نہیں ڈانٹے گئی میں اسے فون کردوں گا۔

وہ نرم انداز میں بولا۔

مجھے پھر بھی جانا ہے۔

وہ خفا تھی اور سردار غاذان جان چکا تھا۔

پھر اسکی مسکراتی نظریں اپنی واچ اور رنگ پر گیئں تھی جنہیں وہ بہت محبت سے پہنے ہوئے تھی۔

ہیر کیا ناراض ہو مجھ سے کیا میری دوست اچھی نہیں لگی۔

وہ کچھ سمجھتا ہوا پوچھتا ہیر کا دل دھڑکا گیا تھا۔

ک وکونسی دوست میں تو آپکی کسی دوست کو نہیں جانتی۔

وہ جھوٹ بول لیتی تھی لیکن اتنے اچھے سے نہیں سردار غاذان پھر بھی اسکے جھوٹ سے متاثر ہوا تھا۔

پہلے کھڑکی سے پھر دروازہ کے پیچھے چھپ کر بھی وہ نظر نہیں آئی اچھا خیر میں ملوادوں گا۔

وہ اٹھ کر اسکے پاس آ کھڑا ہوا تھا۔

ییر کا چہرہ شرم سے لال ہوا پھر خفت زدہ تاثارت چہرے پر آئے۔

وہ شرمندہ سی ہوئی۔

کیا آپ شادی کر کے مجھے یہاں سے نکال دیں گئے۔

وہ بھرائی نظروں سے انکے دلکش چہرے کو دیکھ کر پوچھ رہی تھی۔

وہ دھیمے سے مسکرایا۔

کیا تمہیں صرف اس گھر سے لگاو ہے مجھ سے نہیں۔

وہ اسے واپس بٹھا کر نیچے دوزانو بیٹھ کر سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

اسنے ٹھٹھک کر سردار کا چہرہ دیکھا۔

پھر سر جھکا گئی۔

وہ گہرا سانس لیتا اسکے پاس سے اٹھ کر اسے بھی کھڑا کر چکا تھا۔

تیار ہو جاو پھر ایک سپرائز میری ہیر کا منتظر ہے۔

اسکا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگاتا ہوا وہ بولا۔

کیا سپرائز ہے۔

وہ حیرانگی سے پوچھ رہی تھی۔

وہ مسکرایا۔

ہے ایک سپرائز اب جلدی سے تیار ہو جاو نیچے مہمان آنا شروع ہو چکے ہیں۔۔

وہ کہتا اسے فرصت سے دیکھنے لگا تھا۔

ہیر نے سر ہلایا اور ہاتھ چھوڑنے کی منتظر تھی۔

میرا ہاتھ۔

وہ سرخ چہرے سے کہہ رہی تھی۔

کونسا ہاتھ یہ تو سردار غاذان کا ہاتھ ہے ہیر۔

وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

وہ بے انتہا حیران ہوئی لیکن تب ہی اسکا فون بجا تھا۔

وہ اسکا ہاتھ چھوڑ گیا اور اسے بھاگنے کا موقع مل گیا۔۔

تم اتنا تیار ایسے ہو رہے ہو جیسے سردار نے تمہیں لڑکی دیکھانا لے جانا ہو

۔

مہرینہ اسے کافی دیر سے مرر کے آگے کھڑا دیکھ غصے سے ٹوک گئی۔

یہی سمجھ لیں آپ۔

وہ بال جیل سے جماتا ہوا بولا۔

مہرینہ نے دانت پیسے۔

شکل دیکھی ہے اپنی۔

وہ بالوں کو پن سے سیٹ کرتی بھڑکی۔

ماشاءاللہ بہت پیاری ہے۔

وہ مسکراتے لہجے میں بولا۔

مہرینہ نے ناک چڑھایا۔

چلیں دیر ہو رہی ہے۔

وہ اب پوچھ رہا تھا جو صوفے پر دونوں پاوں اوپر کو چڑھائے ایسے بیٹھی تھی جیسے یہاں سے اٹھنے کا موڈ ہی نا ہو۔

وہ اٹھ ہی گئی۔

سنو وہاں میری کزنوں سے فری مت ہونا۔

اسکے ساتھ بائیک پر بیٹھتی وہ اسے وارن کر رہی تھی۔

وہ دل سے مسکرایا۔

کیوں آپ جیلس ہوں گئی۔

بائیک کو دھیمی رفتار پر رکھے وہ پوچھ رہا تھا۔

بہت خوش فہمی ہے تمہیں میں اس لیے کہہ رہی ہوں کہ میری کزنیں کسی لڑکے سے بات نہیں کرتیں۔

ناکریں آپ کیوں اپنا خون جلا رہیں ہیں اب اتنا بھی ہینڈسم نہیں لگ رہا میں آپ خوامخواہ ہی پریشان ہیں اور کوئی بات نہیں۔

وہ شرارت سے بولا۔

مہر نے جواباً غصے سے زور سے پنج اسکی پشت پر رکھ کر مارا تھا۔

اور وہ زور سے ہنسا تھا

اسکی جلن پر۔۔

انہیں سردار غاذان نے شام کو بلایا تھا لیکن یہ نہیں بتایا تھا کہ کیوں بلایا ہے۔۔

مہدیہ اور شزراز بردستی اسے تیار کر رہیں تھی۔

لمبے قد پر وہ باریک خوبصورت فراک بہت بچ رہی تھی۔

مہدیہ نے اسکی سیدھی مانگ نکال کر آگے دونوں طرف سے فرنچ نوٹ بنائے تھے بھاری سونے کے جھمکے ساتھ سونے کا خوبصورت نفیس سا ہار تھا،

تین چار انگوٹھیاں دو کنگن گلابی ہلکی لپ سٹک آنکھوں میں صرف کاجل تھا اور پلکیں بڑی کی گئی تھیں۔

وہ حیران پریشان تھی آخر یہ سب کیا تھا،

وہ سمجھنے سے قاصر تھی اسے کوئی کچھ بتا بھی تو نہیں رہا تھا۔۔

نقلی کو کا نکال کر اسکی جگہ سفید نگینے والا سونے کا نازک سا کوکا پہنا دیا گیا تھا۔۔

بال کندھوں پر دونوں طرف سے آگے کو ڈال رکھے تھے،

باریک نرم دوپٹے کو سر پر بہت اچھے سے پنز سے سیٹ کیا تھا ان دونوں نے۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

انہوں نے واقعی بہت دل سے ہیر رضا کو تیار کیا تھا۔

آپ تیار ہیں۔

ہیر نے حیرانگی سے مہدیہ کو دیکھ کر خود کو دیکھا۔

وہ خود کو پہچاننے سے قاصر تھی۔

آخر مجھے کیوں اتنا تیار کیا گیا ہے کیا آج کوئی اسپیشل موقع ہے۔

وہ کھڑی ہوتی ہوئی پوچھ رہی تھی اس کا قد ان دونوں سے لمبا تھا۔

وہ مسکرائیں۔

بالکل اب نیچے چلیں ریاست کی مہمان عورتیں آپکو دیکھنے کو بے تاب ہیں سردار بیگم جی۔

شزرا نے جھک کر احترام سے کہا۔

وہ حیران کھڑی ہیر کو تھامے باہر لیں آئیں تھیں لاونج میں دس پندراں نئے چہرے والی عورتوں کو دیکھ کر وہ حیران اور پھر نروس سی ہوتی مہدیہ کی کلائی سختی سے پکڑ گئی۔

سب عورتیں اسکے استقبال میں کھڑیں ہوئیں تھیں۔

ماشاءاللہ۔

اسکے اسلام کرنے پر سب بولیں تھی۔

رائنہ نے محبت سے اسے تھام کر مہرون رنگ کے سجے ہوئے صوفے پر بٹھایا تھا۔
وہ حیرانگی سے بیٹھ گئی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔

کچھ خواتین کی نگاہوں میں اس لڑکی کے لیے رشک تو کچھ کی نگاہوں میں اسکے لیے حسد تھا آخر وہ سردار بیگم جو ٹھہری تھی۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

باہر والے لاونج میں بیس پچیس مردوں کے درمیان وہ پر اعتماد انداز لیے بیٹھا گفتگو میں حصے دار تھا اسکا احترام چھوٹے بڑے پر لازم تھا۔
مولوی جی نے اسکی شادی کی تاریخ اس سے پوچھ کر ہی رکھی تھی۔

تیمور صاحب نے اسے اٹھ کر گلے سے لگایا پھر سہیر نے خشام نے شہنام نے داور نے تو بڑے دل سے اسے گلے لگایا تھا باقی سب نے بہت احترام سے اس سے ہاتھ ملایا تھا۔

اسکے چہرے پر دھیمی سی مسکان بہت بھلی لگ رہی تھی۔

ہیر نے حیرت سے پیشانی چومتے بھائی کو دیکھا تھا۔

وہ اسے دیکھ کر حیرانگی سے مسکرائی تھی۔

ماشاءاللہ۔

وہ جھکا ہوا بولا تھا۔

ہیر نمی بھری آنکھوں سے مسکراتی جوابا اسکے جھکے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر گئی تھی یہ اسکی محبت تھی جو خیام کو بہت پسند تھی۔

پھر وہ چونکی تھی۔

گھر کے مردوں کے بیچ شان سے چلتا کوئی اور نہیں سردار غاذان تیمور تھا۔

بلیک سوٹ پر گرے کوٹ پہنے وہ اپنی دلکش پرسنلٹی سے ہیر کا دل ساکت کر گیا تھا۔
وہ کھڑی ہو گئی تھی اسے دیکھ یہ حرکت بے ساختہ تھی اسکی۔
عورتیں بھی کھڑیں ہوتیں ایک سائیڈ کو ہوئیں۔
گڈلکنگ ہینڈسم۔۔
ہالے بولڈ انداز میں بولی تھی اسے دیکھ وہ جواباً مسکرایا تھا۔
لیکن نظریں ساکت کھڑی اپنی ہیر پر تھیں۔
آج سے دس دن بعد ہماری شادی ہے کیا آپ مجھ سے دوبارہ شادی کریں گئی ہیر غاذان تیمور۔

وہ اچانک ہی ساکت کھڑی لڑکی کا ہاتھ تھامے بولا تھا لڑکیوں نے خوشی سے گالوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے اور شاہ میر حیران سا تھا۔

تب ہی کہوں انہیں بڑا خیال تھا اسکا اسنے مسکراتے ہوئے سوچا پھر زور سے شوخ سی سٹی ماری تھی۔

ہیر ساکت تھی وہ نظریں جھکا ہی نہیں سکی کیا یہ خواب ہے۔

وہ پریشانی و حیرت سے سوچ رہی تھی۔

Zubi Novels Zone

رائنہ نے کئی نوٹ ان دونوں پر سے وار کر وہی کھڑے ملازموں میں بانٹے تھے۔

تیمور خانم نے گہری نگاہوں سے نیلے سوٹ والی عورت کو دیکھا تھا جنکی خوشی آج سنبھالے نہیں جا رہی تھی جبکہ نوشین شرمین بس نارمل ہی تھی۔

مہرینہ تو سردار غازان کے پاس کھڑی خوشی سے ہیر کے جواب کی منتظر تھی۔

جبکہ خیام محبت سے بہن کو دیکھ رہا تھا آنکھیں بھر آئیں تھیں جنہیں اسنے مسکراتے ہوئے صاف کیا تھا۔

سردار بیگم جواب کے منتظر ہیں ہمارے سردار صاحب۔

مہرینہ نے اسکا کندھ ہلایا اور وہ ہوش میں آتی سر جھکا گئی تھی۔

موم لگتا ہے ہیر راضی نہیں ہے تو آپ کسی اور سے کر دیں میری شادی اب شادی تو کرنی ہے نا۔۔۔

میں راضی ہوں۔۔

اسکی شرارت وہ کہاں بھانپ سکتی تھی بھلا۔

وہ ایک دم سے جلدی لیکن نرم لہجے میں بولتی وہاں کھڑے سبھی لوگوں کے چہروں پر مسکان لے آئی تھی۔

سردار غاذان کی مسکان پر تو صدقے دینے بنتے تھے کتنی دلکش مسکان سے وہ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس نے بہت کچھ سہا تھا پھر اللہ نے اسے اتنا نواز تھا کہ اسکا دامن تنگ پڑنے لگا تھا

(بے شک ہر مشکل کے بعد آسانی ہے بس صبر کرنا چاہیئے)

ان دونوں کو ساتھ بٹھا کر لوگ پھر سے بیٹھ چکے تھے۔

سردار غاذان نے ماں کا ہاتھ چوما تھا جس سے وہ اسکا منہ میٹھ کروا رہیں تھیں۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سب خواتین نے ہیر کو چھوٹے چھوٹے لیکن قیمتی تحفے دینے شروع کیے تھے۔

ہالے نے اسے جھمکے گفٹ کیے تھے۔

شاہ میر نے اس لڑکی کو حیرانی سے دِیکھا کہ وہ اسے پہلی بار دیکھ رہا تھا اور وہ بہت خوبصورت اور ہنس مکھ تھی۔

"""""___________"""""___________

وہ رات کی تاریکی میں کوریڈور کی سیڑیوں پر کھڑی کالی چکتی رات کو ہونٹ دانتوں میں دیئے بے یقین سی دیکھ رہی تھی چہرے سے لال سی شفق پھوٹ رہی تھی ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے ہوئے۔

وہ سادی سے کالی قمیض شلوار پہنے ہوئے تھی سر پر مہرون دوپٹہ وہ اچھے سے لیے جیسے زمین پر نہیں تھی۔

بہت خوش ہو۔

ہاں۔

وہ باریک چاند کو دیکھ کر بے ساختہ بولی۔

تمہیں پتا ہے تم میری قسمت جی رہی ہو میرے حصے کی خوشیوں پر

قابضہ کیے ہوئے ہو۔

مسکراہٹ معدوم ہوئی تھی شائنہ کی زہر بھری آواز پر۔

وہ پلٹ کر شائنہ کو حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

تم اگر نا ہوتی تو آج میں غاذان کی بیوی ہوتی اس ریاست کی سردار بیگم

کہلاتی کیا تمہاری خیثیت تھی سردار بیگم بننے کی۔

وہ اس سے دو سیڑیوں کے فاصلے پر رکتی درشتگی سے پوچھ رہی تھی۔

آپ کو ان سے محبت ہے کیا۔

وہ پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

محبت و خبت نہیں کرتی تھی میں اس سے شروع سے اس گھر میں حکمرانی کے خواب دیکھائے گئے مجھے ریاست کی سردار بیگم بننے کے خواب دیکھے لیکن تم کھا گئی میرے خواب۔

وہ زہر خند لہجے میں چلا رہی تھی۔

ہیر کو اس سے خوف محسوس ہوا تھا۔

مجھے نیند آرہی ہے چلتی ہوں اللہ حافظ۔

وہ کہتے ہی اسکے قریب سے گزرتی اگر وہ گزرنے دیتی تب نا۔

وہ اسکا بازو پکڑ کر اسے سامنے کر چکی تھی۔

تم جانتی ہوں میں جانتی ہوں تمہیں مار کر مجھے کچھ نہیں ملے گا وہ نہیں ملے گا مجھے لیکن خیر ہے تم بھی تو نہیں رہوں گئی اسکی زندگی میں، میں اگر اسکے ساتھ نہیں رہوں گئی تو تم بھی نہیں رہوگی۔

وہ عجیب سی مسکان سے کہہ رہی تھی۔

ہیر پریشانی سے ادھر ادھر دیکھنے لگی لیکن رات کے گیارہ بجے کون اسکی مدد کو آسکتا تھا بھلا وہ آواز لگاتی تب بھی کوئی نا آتا کیونکہ دیواریں ساونڈ پروف تھیں۔

تمہیں ڈر لگ رہا ہے نا مجھ سے اور حقیقتاً تمہیں ڈرنا بھی چاہئیے تم باہر نا آتی تو بھی اج تمہارا کام میں تمام کر کے ہی رہتی ہیر پتا ہے کیا جو چیز میری نہں ہو سکتی میں وہ کسی کی بھی نہیں ہونے دیتی۔

وہ نفرت سے کہتی چادر میں چھپا ہاتھ باہر لے آئی تھی۔

ہیر کا رنگ فق ہوا تھا ,

جدید چھوٹا سا پسٹل وہ ہیر پر تھامے طنز سے ہنسی تھی۔

سردار،،

وہ پیچھے ہوتی شاک سے چیخی تھی۔۔

جسکو مرضی بلالو لیکن تمہیں اس دنیا سے بھیجے بغیر میں یہاں سے ٹلوں گئی نہیں۔

بہت زہریلا لہجہ تھا اسکا۔

وہ اس سے پہلے بھاگتی وہ اسکا بازو پکڑ کر پسٹل اسکے ماتھے پر ٹکا گئی۔

ہیر کا رنگ زرد ہوا وہ کانپنے لگی تھی۔

! شائنہ

اوپر کھڑا وہ چیخا تھا۔

وہ پہلے تو ڈری تھی پھر سنبھل کر مسکرائی۔

ہیر بازو چھڑانا بھول کر انہیں دیکھتی روئی تھی۔۔

خبردار اگر تم نے میری ہیر کو ایک کھڑوچ بھی لگائی تو تمہیں زمین کے اندر گاڑھ دوں گا پنچ لڑکی۔

وہ درشتگی سے چیختا نیچے دوڑا تھا۔

وہی رک جاو سردار صاحب بس انگلی کا دباو ہلکا سا بڑھے گا اور تمہاری ہیر اوپر پہنچ جائے گئی تو وہی رک جاو تم مجھے روک نہیں سکتے۔

وہ چیختی اور زور سے مچلتی ہیر کا بازو دبوچ چکی تھی۔

سردار۔

وہ خوف سے روئی۔۔

ہیر رونا نہیں میں ہوں نا میرے ہوتے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

Zubi Novels Zone

وہ غصے سے چلاتا شائی سے کچھ فاصلے پر آرکا تھا۔

شائنہ تلخی سے مسکراتی غاذان کو غور سے دیکھتی رہی۔

میں نے پلین چینج کرلیا ہے ہیر تمہیں مار کر مجھے وہ مزہ نہیں آئے گا جو تمہیں تڑپتے دیکھنے میں آئے گا سو پلین ول بی چینج۔

وہ بول تو ہیر سے رہی تھی لیکن نظریں غاذان تیمور کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے پر تھیں۔

وہ دو قدم آگے بڑھا۔

تم مزہ دیکھنے کے لیے زندہ بچو گی تو لو گی نا تمہیں شوٹ نا کردوں میں۔

وہ درشتگی سے بولتا دو قدم اور نزدیک آیا تھا اب وہ شائنہ سے سات آٹھ قدم کے فاصلے پر تھا۔

شائنہ نے مسکراتے ہوِے پسٹل کا رخ غاذان کی طرف موڑا تھا۔

اور وہ آئی بروا چکاتا طنز سے مسکرایا تھا۔

ھیر نے وخشت سے پسٹل کا رخ غاذان کی طرف ہوتے دیکھا تھا۔

جسم میں جان نکلنے کو تھی پسٹل کا رخ دیکھ کر۔۔

تم مجھے ماردو شائنہ ورنہ غاذان تیمور تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا اور ہاں مجھے مارنے والے بڑے آئے لیکن نامراد ہی رہے تم بھی کوشش کر لو۔

وہ اب تھوڑا ریلکس تھا ھیر سے پسٹل کو ہٹتے دیکھ کر وہ چاہتا تو ایک جھٹکے سے پسٹل چھین لیتا مگر وہ جلد بازی میں کسی کی زندگی داو پر نہیں لگا سکتا تھا۔

لیکن یہ تو کوئی ہیر سے پوچھتا ناجان تب نہیں نکلتی جب ہم خود مصیبت میں ہوں جان تب نکلتی ہے درد تب ہوتا ہے جب آپ کے جان سے پیارے کی جان نکلتی ہے وہ مشکل و تکلیف میں ہو۔۔

گڈ بائے سردار غاذان اگر میں نہیں تو سردار بیگم یہ بھی نہیں۔۔
کہتے ہی اسنے ٹریگر پر انگلی دبائی۔

نہیں پلیز انہیں مت مارنا تمہیں مجھ سے تکلیف ہے نا تم مجھ سے نفرت کرتی ہو ناتو مجھے مار دو مگر انہیں کچھ مت کرنا میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں پلیز۔
وہ تڑپ کر کہتی ہاتھ جوڑ چکی تھی۔

شائنہ تمسخر سے مسکرائی لیکن نظریں صرف غاذان پر تھیں۔

شٹ اپ ہیر خبر دار اگر میرے ہوتے کسی کے آگے ہاتھ جوڑے یا منت کی تو جان لے لوں گا میں تمہاری۔

وہ غصے سے چلایا وہ کہاں برداشت کر سکتا تھا اسے گڑ گڑاتے دیکھ۔

تم دونوں کی کوئی بات مجھے نہیں سننی سو آخری بار دیکھ لو ہیر اپنے سو کالڈ سردار غاذان کو۔

کہتے ہی وہ فائر کر چکی تھی۔

لیکن اسکا ہاتھ اوپر کو تھا۔

ہیر اسکا ہاتھ اوپر کو کیے سرخ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جبکہ وہ مسکرایا تھا اسے مارنا آسان تھا کیا!

چٹاخ۔۔

پسٹل چھین کر دور پھینکتی وہ تھپڑ بھی مار چکی تھی اسے، شائنہ لڑکھراتی ہوئی ریلنگ پر گری۔

وہ کہاں امید کر سکتی کمزور سی ہیر سے اس لیے وہ اپنی نظریں صرف غاذان کی حرکات پر جمائے ہوئے تھی اسکی طرف سے تو وہ بالکل غافل تھی لیکن اس میں ہمت آچکی تھی عشق کو مصیبت میں دیکھ کر۔۔

وہ حیرت سے ریلنگ کو پکڑے اسکی طرف پلٹی تھی۔

افسوس ہوتا ہے مجھے آپکو انکی کزن کہتے ہوئے آپ نفرت میں اتنی اندھی ہو چکی ہیں کہ آپکو کوئی اپنا بھی نظر نہیں آرہا شرم کریں زرا، چلو میری خیر تھی آپ کا حق چھینا تھا میں نے لیکن یہ نصیبوں کے کھیل ہوتے ہیں اگر آپ کے نصیب میں وہ ہوتے تو میری جیسی دس ہیر بھی

انہیں آپ سے چھین نہیں سکتی تھیں لیکن جب وہ آپکے تھے ہی نہیں تو پھر یہ نفرت بلاوجہ ہے آپ ان پر کیسے گولی چلا سکتی ہیں کیسے کر سکتی ہیں آپ ایسا دل کر رہا جان سے مار دوں آپ کو۔

وہ اسکا بازو دبوچے غم وغصے سے پوچھ نہیں رہتی تھی چیخ رہی تھی۔

ہیر تم اوپر جاواس سے میں نمٹ لیتا ہوں پرانے حساب بھی آج اسنے چکانے ہیں۔

وہ سیڑیوں پر آتا سپاٹ انداز میں کہہ رہا تھا وہ ہیر کے سامنے کوئی حرکت نہیں کرنا چاہتا تھا۔

نہیں جاوں گئ۔

وہ ضد بھرے لہجے میں بولتی پہلے والی ہیر تو نہیں لگی تھی انہیں۔

شائنہ نے غصے سے اسے ایک دم سے دھکا دیا اور وہ چیختی ہوئی نیچے گری

۔

ہیر!

غازان تین چار سیڑیاں پھلانگتا اس تک پہنچ جاتا اگر شائنہ نے اسکی شرٹ کو پیچھے سے ایک جھٹکے سے کھیچا نا ہوتا تو گردن پر گریبان بہت زور سے پھٹتا گیا تھا۔

غازان۔

وہ نیچے گری پہلی بار انہیں نام لے کر پکار رہی تھی۔

غازان تیمور پلٹا تھا اور رکھ کر دو تھپڑ اسکے دونوں گالوں پر مارے۔

وّہ بھی سیڑیوں پر گری تھی۔

ہیر ماتھے پر ہاتھ رکھے اٹھ کر بیٹھی تھی کمر پر درد کی ٹھیسیں سی اٹھی تھیں اور ماتھا پھٹ گیا تھا وہ تو شکر تھا وہ پانچ سیڑیوں پر سے ہی گری تھی ورنہ زیادہ چوٹیں آتیں۔

وہ بنا ہیر کو دیکھے اسکی پرواہ کیے اسے بازو سے گھسیت کر نیچے لے آیا اور پھر سے اسے غصے سے تھپڑ مار چکا تھا وہ کہی سے بھی عورت کی عزت کرنے والا غاذان تیمور نہیں لگ رہا تھا۔

وہ چیخ رہی تھی چلا رہی تھی درد کی شدت سے۔

ہیر اپنی تکلیف بھلائے پریشانی سے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

پلیز مت ماریں اسے۔

وہ شائنہ کی ابتر حالت دیکھ چلائی تھی۔

Zubi Novels Zone

نوشین جو پانی لینے آئی تھی صورت حال دیکھ وہ سہیر کو بد حواسی سے بلانے بھاگی تھی۔

سہیر نے بھوکھلاتے ہوئے ساتھ ہی تیمور کو بھی بلا لیا تھا۔

غاذان ہوش میں او۔

تیمور صاحب غصے سے بولے تھے۔

چھوڑیں ڈیڈ یہ رحم کھانے کے قابل نہیں پوچھیں اس سے اسنے کہاں کہاں ہیر کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی کیا کوئی کرتا ہے ایسا۔

وہ نفرت سے بھڑکا تھا۔۔

سا ریا کا بتاو پھر پکنک میں جو ہوا وہ بتاو مجھے آج ہی پتا چلا ہیں مجھے اسکے کرتوتوں کا خادم مجھے اسکے بارے میں سب بتا چکا ہے کتنی گھٹیا لڑکی ہے یہ ڈیڈ اور آپ اس سے میری شادی کروانا چاہتے تھے۔

وہ تو کسی کی پکڑ میں ہی نہیں آ رہا تھا۔

شائنہ نے لرزتے ہونٹوں سے خون صاف کیا پھر کھڑی ہوئی۔

اسے مروانے کی بہت کوشش کی لیکن ہر بار بچ جاتی تھی اسکی قسمت بہت اچھی ہے غاذان لیکن میں تم دونوں کو ساتھ نہیں دیکھ سکتی یہ میری مجبوری ہے۔

وہ ہاری نہیں تھی پھر سے چلائی۔

تم ہاتھ لگا کر دیکھاوا گر تمہیں کھڑے کھڑے ہی جہنم وصل نا کر دیا تو غاذان تیمور نام نہیں میرا۔

اسکی گردن کو جھٹکے سے پکڑتا وہ سرد لہجے میں پھنکارا تھا۔

شائنہ کی ریڑ کی ہڈی تک خوف کی لہر دوڑی تھی۔

ہیر کی انگلیوں سے خون نکل کر ناک اور گال پر آنے لگا تھا۔

Zubi Novels Zone

وہ بس انہیں خوف سے دیکھے جا رہی تھی وہ پہلی بار اسے اتنے غصے میں دیکھ رہی تھی وہ خود ڈر گئی تھی اسکے مشتعل ہوتے روپ سے۔

غازان چھوڑو اسے اسکے باپ کو فون کر دیا ہے آتا ہو گا وہ۔

تیمور صاحب فون جیب میں رکھ کر اسے پیچھے ہٹانے لگے تھے۔

غازان پلیز اسے چھوڑ دیں خدا کا واسطہ ہے آپکو۔

وہ وہی بیٹھی بمشکل بولی تھی۔

اسکی نظریں شائنہ سے ہٹتی دور بیٹھی اپنی متاع حیات پر گئیں تھیں۔

وہ ایک جھٹکے سے اسے پیچھے کی طرف دھکا دے گیا تھا۔

سہیر اور تیمور نے سکھ کا سانس لیا ورنہ وہ چھڑائے نہیں چھوڑ رہا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

افسوس ہے مجھے شائنہ تم پر ہمیشہ اپنے بچوں پر تمہیں فوقیت دی تمہاری مثالیں دیا کرتا تھا میں اپنی بیٹیوں کو لیکن تم کیا نکلی ہو تمہاری وجہ سے میں نے مہرینہ پر کتنی دفعہ ہاتھ اٹھایا تم بھی آخر باپ کا ہی پرتو نکلی۔

سہیر خانم غصے سے بولے کہ وہ نیچے گرا پسٹل دیکھ چکے تھے۔

شائنہ نے پہلی دفع شرمندگی سے سر جھکایا تھا۔

ڈیڈ میں اسے معاف نہیں کر سکتا اسنے اس لڑکی پر بہت بار ظلم کیا ہے تو میں کیسے اس بخش دوں میں پولیس کو فون کرنے لگا ہوں۔

وہ سپاٹ لہجے میں کہتا پولیس کا نمبر ڈائل کر چکا تھا۔

شائنہ نے خوف سے اسے دیکھا۔

تیمور صاحب کچھ نہیں بولے وہ خود صدمے میں تھے۔۔

وہ پولیس کو فون کر کے تیز قدموں سے ہیر کی طرف بڑھا تھا۔

جیب سے رومال نکال کر وہ اسکے چہرے سے خون صاف کرنے لگا تھا۔

وہ بھینچے ہوِئے ہونٹ چہرے پر پتھر یلے تاثرات سجائے اسکے چہرے کو صاف کر رہا تھا۔۔

وہ کانپتے ہونٹوں سے بس انکو ہی دیکھے جا رہی تھی شائنہ کی نظریں زمین پر تھیں اور وہ دونوں بھائی صوفے پر پریشان بیٹھے ہوئے تھے۔

غازان ہیر کو کمرے میں لے جاو۔

نوشین کے ہاتھ وہ پانی لے کر ہیر کے ہونٹوں سے لگا چکا تھا جب تیمور صاحب نے کہا۔

پہلے میں ریاض خانم سے دوٹوک بات کرلوں

وہ ریاض کو اندر آتا دیکھ سرد لہجے میں بولتا اٹھ کر کھڑا ہوتا انکی طرف بڑھا تھا جو بھاگ کر بیٹی کو تھام کر سینے سے لگا چکے تھے اور اب غصے سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔

یہ کیا حالت کر دی ہے تم لوگوں نے میری بیٹی کی اسے میری نہیں اپنی مری ہوئی بہن کی بیٹی سمجھ کر خیال رکھ لیتے تف ہے تم سب پر۔

ریاض خانم غصے سے چلایا۔

تف تو آپ پر ہے جنہوں نے بیٹی کی تربیت خوب کی ہے اور آج تک اسے اپنی پھپھو کی بیٹی سمجھ کر رعیت دیتے رہے ہیں۔

وہ بھی غصے سے بولا۔

اسکے ہاتھ میں خون آلود رومال تھا جو اسنے پھینکا نہیں تھا پکڑے ہوئے تھا وہ۔

پولیس آرہی ہے شاید اب تو پہنچ بھی چکی ہو آپکی بیٹی کو گرفتار کرنے۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔

جس پر ریاض نے پریشانی و غم سے تیمور اور سہیر کو دیکھا جوا باً وہ دونوں منہ موڑ گئے تھے۔

تم ایسا نہیں کر سکتے غاذان۔

وہ غم سے چلائے۔

پہلے تو تمیز سے بات کریں دوسرا سردار کہیں اور آپ کہہ کر مخاطب کریں ورنہ اس غلطی کی سزا ابھی آپکو بھگتنی پڑ سکتی ہے تیسرا بیٹی کو سمجھاتے نا ایسے اگر اسے چھوڑ دیا تو یہ خطرہ ثابت ہو سکتی ہے میں اب کوئی رسک نہیں لوں گا۔

تب ہی پولیس اجازت لیتی اندر آئی تھی تین آفسر اور دو لیڈی پولیس آفسر تھیں۔

بابا مجھے بچا لیں مجھے نہیں جانا جیل۔

وہ باپ کے سینے میں چھپتی وحشت سے چلائی۔۔

ہیر نے آنسو بھری آنکھوں سے اس سے التجا کی جواباً وہ ہونٹ بھینچ گیا تھا۔

سردار غاذان میں تمہارے پاوں پکڑتا ہوں میری بیٹی کو چھوڑ دو میں وعدہ کرتا ہوں اپنی بیٹی کو لے کر یہاں سے چلا جاوں گا یہ اب تمہیں پریشان نہیں کرے گئی پلیز اپنی پھپھو کے صدقے اس پر رحم کھاو۔

وہ ہاتھ جوڑ گئے تھے۔

غاذان نے گہرا سانس لیتے باپ اور چاچا کو دیکھا پھر ہیر کو جو اسے ہی پریشانی سے دیکھ رہی تھی۔

یہ میری نہیں میری بیوی کی مجرم ہے اسے کہیں یہ میری بیوی سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگیں اگر وہ اسے معاف کرتی ہے تو میری طرف سے یہ بھاڑ میں جائے۔

وہ بے لچک لہجے میں بولا تھا۔۔

شائنہ نے اسے دیکھ کر ہیر کو دیکھا۔

ہیر ہونٹ کاٹتی کچھ بولنے لگی تھی جب وہ ہاتھ اٹھا گیا۔

اسے معافی مانگنے دو ہیر۔

وہ سرد لہجے میں اسے تنبیہ کر رہا تھا۔

وہ سر جھکا گئی جبکہ شائنہ نے باپ کو دیکھا جو معافی مانگنے کا کہہ رہے تھے
۔

وہ اگر پولیس کے ساتھ جاتی تو انکی عزت کہی کی نا رہتی بہت بدنامی ہوتی انکی۔۔

ہیر میں تم سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتی ہوں مجھے معاف کر دو میں آئندہ تمہیں پریشان نہیں کروں گئی کوئی نقصان نہیں پہنچاوں گئی۔

وہ ہاتھ جوڑ کر لرزتے لہجے میں بولی تھی۔

میں نے معاف کیا آپکو۔

وہ بہت جلدی بول گئی جس پر غاذان نے اسے تنگڑی گھوری سے نوازا اور وہ سر جھکا گئی تھی۔

ریکنگ تھامے پوری فوج اوپر سے ساری صورتحال دیکھ رہی تھی نیچے آتے تو بے عزتی ہوتی اس لیے اوپر سے ہی جھانک رہے تھے۔۔

شہنام، شاہ میر، شزرا، مہدیہ سفینہ وہ پانچوں ایک ساتھ کھڑے نیچے نظریں جمائے ہوئے تھے۔

جاسکتے ہیں آپ دونوں لیکن اب میری نظریں آپ دونوں پر رہیں گئی سوبی کی ◌ٔ ئرفل۔۔

سرد لہجے میں کہتا وہ ہیر کی طرف بڑھا۔

ہیر کو ڈر لگ کہ کہیں وہ اسے ڈانٹے نا لیکن وہ تو اسے سنجیدگی سے گود میں اٹھا چکا تھا۔

ہیر کا منہ کھلا شرم سے زرد پڑا چہرہ سرخ ہوا اور پھر بے بسی سے سر جھکا گئی۔

ریاض تیمور اور سہیر کو دیکھتی بیٹی کا بازو کھینچ کر وہاں سے ہمیشہ کے لیے لے گئے۔

شائنہ نے پلٹ کر آخری بار سردار کو دیکھا تھا آنکھوں سے آنسو گر کر گال پر لڑھک آئے۔

آپ سے معذرت چاہتے ہیں بلاوجہ تکلیف دینے پر۔

تیمور صاحب پولیس سے بولے۔

وہ سر کو خم دیتے وہاں سے نکل گئے تھے۔

شائنہ ایسی ہوگئی میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

تیمور صاحب غم سے بولے۔

جس پر سہیر خانم بھی نے غم وغصے سے ہونٹ بھینچے وہ دونوں شاک میں وہی لاونج میں بیٹھے رہ گئے جبکہ نوشین آنکھیں مسلتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

پوری ینگ جنریشن نے خاموشی سے پلٹ کر ان دونوں کو اپنے پاس سے گزرتے دیکھا تھا۔

سب سے زیادہ شہنام کا منہ کھلا ہوا تھا اسکا شام سے ہی حیرت کے مارے منہ کھلا ہوا تھا جو ابھی تک بند نہیں ہو سکا تھا۔۔

وہ خاموشی سے نظریں اسکے زخم پر جمائے روئی کی مدد سے اس پر پائیوڈین لگا رہا تھا۔

سییی۔۔

ہیر کو ہلکی سی جلن ہوئی ہوتی۔۔

ماتھا سیڑیوں پر رگڑنے پر خون بہا تھا جو کہ اب تھم چکا تھا ناک کے نتھوں میں بھی خون جما ہوا تھا شاید ناک سے بھی خون آیا تھا۔

اور کہاں درد ہے۔۔

وہ زخم پر بینڈیج لگاتا ہوا پوچھ رہا تھا۔۔

کمر پر۔

کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا گیا۔

تب ہی مہدیہ نوک کر کے ٹرے میں گرم دودھ کا گلاس رکھ کر لے آئی غاذان نے اسے کہا تھا گرم دودھ لانے کو۔

وہ ہیر کی طبیعت پوچھ کر دودھ رکھ کر چلی گئی۔۔

یہ میڈیسن لو گرم دودھ سے درد میں افاقہ ہو گا۔

وہ گولی اسکے منہ میں رکھتا سنجیدگی سے بولتا دودھ اسے پکڑا گیا۔۔

وہ دودھ کا سارا گلاس ڈرتے ڈرتے خالی کر گئی تھی۔۔

آرام کرو اب۔۔

وہ کہتے ہی اٹھا تھا جب اسنے اسکی کلائی کو نرمی سے چھوا تھا۔

وہ رکا ضرور لیکن پلٹا نہیں تھا۔۔۔۔

آپ مجھ سے کیوں ناراض ہیں میں نے کیا کیا ہے۔

وہ روہانسے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

تم رات کو کمرے سے باہر کیوں نکلی اگر مجھے خادم نے اسکے متعلق نا بتایا ہوتا تو میں اسکے کمرے میں جارہا تھا وہ تو قسمت اچھی تھی میری جو وقت پر روم سے باہر نکل آیا ورنہ جانتی ہو وہ پاگل تم پر فائر کر دیتی۔

وہ غصے سے بولا۔

مجھے نیند نہیں آرہی تھی پانی پی کر تھوڑی دیر وہاں ٹھہر گئی تھی مجھے کیا پتا تھا وہ ایسا کریں گئیں شکر ہے آپ ٹھیک ہیں ورنہ پتا نہیں کیا ہو جاتا

۔۔

وہ جھر جھری لیتی ہوئی خوف سے بولی۔۔

وہ نرم پڑا۔۔

ہیر مجھے بچانے کے لیے خود کو کبھی مصیبت میں مت ڈالنا ورنہ تمہیں چھوڑوں گا نہیں میں۔

وہ سنجیدگی سے بولا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

جواباً دائیں بائیں سر سعادت مندی سے ہلایا گیا۔

ہیر سینے سے لگو یار بہت پریشان ہو چکا تھا میں۔

وہ بولا تھا جبکہ وہ ہونق ہوئی پھر شرم سے سرخ ہوئی۔

سو جاوں اب میں۔

وہ اچانک ہی اسکی بات کا اثر زائل کرنے کے لیے پوچھ رہی تھی۔

سو جانا لیکن پہلے میرے سینے کو ٹھنڈک کو تو پہنچنے دو یار۔

وہ کہتے ہی اسے خود میں شدتِ جذبات سے بھینچنے کی حد کر چکا تھا۔

ہیر ساکت و جامد اسکے سینے میں چھپی رہ گئی جبکہ وہ اسکی ٹیڑی میڑی

مانگ چوم کر بینڈیج لگا زخم چومتا اٹھا۔

اللہ خافظ۔

اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتا وہ چلا گیا۔

جبکہ وہ بے حس و حرکت ویسے ہی رہی جیسے وہ چھوڑ کر گیا تھا۔

ملنے میں سکت کہاں بچی تھی اس میں۔

شرم سے چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا تھا۔۔

اسنے جلدی سے کانپتے ہاتھوں سے دوپٹہ سر پر جمایا اور تکیے میں منہ دیا

۔۔

آنکھیں بند کیں تو کچھ دیر پہلے والا منظر کسی فلم کی طرح چلنے لگا پٹ سے آنکھیں کھولتی وہ جھنجھلاتی تکیہ دور پھینک گئی۔

انہیں زرا لحاظ نہیں کسی کا۔

وہ خفگی سے بولتی پھر سے آنکھیں میچ گئی اب انکا چہرہ آنکھوں میں گھومنے لگا تھا انکا چلنا مسکرانا کھانا کھانا چائے پینا اسے سنجیدگی سے دیکھنا نرمی سے دیکھنا اسے سینے سے لگانا۔

انکا ہر پوز اسکی آنکھوں میں صاف صاف گھومنے لگا تھا۔

لیکن اسکے آنکھیں نہیں کھولیں بلکہ ہونٹ نرم سی خوشنما مسکان میں ڈھلے ہوئے تھے۔۔

وہ فروٹ کی پلیٹ گود میں رکھے بیٹھی کھا رہی تھی جب وہ بے دھڑک کمرے میں آیا۔

وہ سر پر چادر ٹھیک سے لیتی اسے گھورنے لگی تھی۔

کسی کے کمرے میں آنے سے پہلے اجازت لی جاتی ہے۔

وہ تیکھے لہجے میں بولی۔

سردار بیگم مجھے یہ جاننا ہے آپ نے یہ کیسے کیا۔

کمر پر ہاتھ رکھے وہ حیرانگی سے پوچھ رہا تھا۔

کیا؟

وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔

سردار غاذان کو کیسے قابو میں کیا مجھے جاننا ہے کیونکہ مجھے بھی کسی کو قابو میں کرنا ہے جلدی بتائیں ورنہ سارے فروٹ کھا جاوں گا۔

وہ اس سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

اسکے انداز پر وہ تھوڑا سا ہنسی۔

میں نے قابو تو نہیں کیا بس اللہ نے ایک مضبوط رشتے میں باندھا تھا ہمیں ویسے تم بیکار کوشش کروگئے کوئی تمہارے قابو میں کیوں آئے گا بھلا۔

وہ حیرت کا مصنوعی اظہار کرتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

شہنام نے اسے گھورا۔

مصر کا خوبصورت شہری ہوں صاحب جائیداد بھی ہوں پڑھا لکھا ہوں اور کیا چاہیے تمہاری نند کو۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ خفا ہوا تھا جیسے۔

ہیں میری کونسی نند کی بات ہو رہی ہے۔

وہ فروٹ کی پلیٹ کو پرے کرتی ہوئی شدید حیران ہوئی۔

وہ جسکے براون سلکی بال ہیں قد درمیانہ ہے ناک چھوٹی سی ہے غصے والی بھی ہے تھوڑی سی۔

وہ اسکے نام سے واقف نہیں تھا اسلیے اسکا حلیہ ہی بتا پایا۔

ہیر نے سیب کی فاش کو بمشکل نگلا۔

تم مہدیہ کی بات کر رہے ہو کیوں سردار جی سے مار کھانی ہے دیکھو وہ لڑکی کافی سلجھی سی ہے تم زرا دور رہو اس سے۔

وہ آہستہ آواز میں بولی تھی۔

یار تم پلیز مجھے اسکے ساتھ سیٹ کروادو تم جو کہو گئی وہ کروں گا پکا وہ لڑکی مجھے بہت اچھی لگی ہے پھر امی کو لے آوں گا۔

وہ اسکا ہاتھ تھامتا منت ترلے سے بولا۔

تم نا آپ کہا کرو دوسرا ہاتھ میرا۔۔۔

ہاتھ چھوڑو اسکا اور یہ کیسے اسکے پاس گھس کر بیٹھے ہوئے ہو کوئی تمیز ہے یا نہیں۔

وہ اچانک ہی کہی سے نمودار ہوتا غصے سے بولا تھا ہیر کا فقرہ منہ میں ہی رہ گیا تھا۔

جبکہ وہ ہاتھ چھوڑتا ایک دم سے اسکے پاس سے اٹھا۔

وہ میں تو عیادت کو آیا تھا۔

وہ ہینڈسم سے سردار غاذان سے بولا تھا۔

تمہاری عیادت مجھے مطلوب ہے ہاتھ کیوں تھاما اسکا دور سے بھی عیادت ہو سکتی تھی۔۔

وہ اسکی گردن کو دبوچے غصے سے بولتا ہیر اور اسے حیران کر گیا تھا۔

کیا بات کرتے ہیں آپ سردار صاحب جی آپ نے تو اس سے نکاح کر رکھا تھا ورنہ میں نے تو سرخ پھول رنگ لے رکھی تھی سردار بیگم کو پرپوز کرنے کے لیے۔۔

وہ تھوڑا دور ہوتا خاصے تیکھے لہجے میں بولتا سردار غاذان کے غضب کو آواز لگا گیا تھا۔۔۔

تمہاری یہ جرات کمینے انسان۔۔

Zubi Novels Zone

وہ درشتگی سے بولتا اسکے پیچھے بھاگا تھا آگے آگے وہ تھا اور پیچھے وہ اسے ڈانٹا ہوا بھاگ رہا تھا سب لوگ حیرانی سے سردار غاذان کا پہلی دفعہ ایسا روپ دیکھ رہے تھے۔

،پچھے وہ حیرت سے دنگ بیٹھی رہ گئی تھی۔

پھپھو بچائیں مجھے اپنے بیٹے سے۔

وہ پھپھو کے کمرے کی طرف بھاگتا چلا یا تھا۔

تمہیں آج مجھ سے تمہاری پھپھو بھی نہیں بچا سکتیں سمجھے۔۔

چاکلیٹ کلر کی فٹنگ والی شرٹ میں ملبوس وہ غصے سے پھنکارتا ہوا بھاگ رہا تھا۔۔

غاذان تمہاری پسند بہت اچھی ہے وہ لڑکی کافی انوسنٹ ہے اور پیاری ہے

ہے۔

وہ شام کے وقت سوئمنگ پول کے قریب بیٹھے چائے پی رہے تھے جب کھڑکی سے نظر آتے وجود کو دیکھ کر ہالے نے کہا۔

غازان سر ہلاتا مسکرایا۔

ہمم پسند نہیں ہے وہ میری۔

وہ مبہم سا بولا۔

ہالے نے اسے الجھ کر دیکھا۔

تو!

عشق ہے وہ میرا اور تم جانتی ہو اسکا عشق کس نے میرے دل میں ڈالا ہے۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

کس نے؟

وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

اللہ نے،

اللہ نے اسے مجھ سے ملوایا اسے میرا نصیب بنایا پھر میرے دل میں اسکے لیے پرواہ ڈالی پھر اپناپن پھر پسندیدگی پھر محبت اور اب آخری پڑاؤ عشق بھی،

وہ لڑکی اچانک سے ہی میرے دل میں نہیں آئی آہستہ آہستہ وہ مجھ میں گھر کرتی رہی اور میں بس خاموشی سے دیکھتا رہا مجھے بہت عزیز ہے ہالے وہ، روح کی تسکین ہے جیسے میری۔۔

وہ کپ رکھتا بے پناہ سنجیدہ تھا۔

ہالے ساکت نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔۔

وہ بہت خوش قسمت ہے جسے تم ملے ہو۔

ہالے نے دور کھڑکی میں کھڑے وجود کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

جواباً وہ مسکرایا۔۔

ہیر نے پردے ایک دم سے برابر کیے۔

مجھ سے کبھی اتنی لمبی بات نہیں کی اپنی فرینڈ کو کبھی شاپنگ کرواتے ہیں کبھی لنچ پر لے جاتے ہیں اور مجھے زبردستی یونی سکول بھیج دیتے ہیں

۔

وہ منہ بسور کر کہتی بیڈ پر بیٹھی۔

ناخن دانتوں میں چبائے وہ سخت جیلسی محسوس کر رہی تھی اس خوبصورت لڑکی سے۔۔

پھر وہ کچھ سوچ کر جلدی سے بھاری بک اٹھائی،

سبز دوپٹے کو ٹھیک سے سر پر جمایا چپل دوسری پہنی آئنے میں خود کو دیکھا کہ ابھی ابھی اسنے کپڑے بدلے تھے بال بنائے تھے اور کریم وغیرہ بھی لگائی تھی سو وہ اچھی لگ رہی تھی۔۔

کہاں جا رہی ہیں۔۔

وہ ساتھ چلتا ہوا پوچھ رہا تھا.

باہر۔

وہ چلتے ہوئے بولی۔

کیوں !

وہ اسکے ساتھ ہی سیڑیاں اترتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

پڑھنے اور کیا آم لینے تم میرے پیچھے مت آو مجھے سکون سے پڑھنا ہے کل ٹیسٹ ہے میرا۔

Zubi Novels Zone

وہ غصے سے بولی۔

شہنام نے معصوم شکل والی لڑکی کو گھورا۔

تو کیا میں باہر نا جاوں مجھے نہانا ہے۔

وہ غصے سے بولا۔

تو اپنے کمرے میں نہاو کیا باہر نہاو گئے۔۔

وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

میں سوئمنگ کروں گا کپڑوں سمیت ڈونٹ وری۔

وہ خفا سے لہجے میں بولا،

وہ پچھلی طرف چھاوں میں بنے سوئمنگ پول کے قریب پہنچ چکے تھے سوئمنگ کے چاروں طرف خوبصورت پھول لگے ہوئے تھے جو ہلکی پھلکی چلتی ہوا سے جھوم رہے تھے۔

دور لگے جھولے پر مہدیہ بیٹھی ہوئی تھی ساتھ شزرا تھی تھی۔

سردار نے سنجید گی سے ان دونوں کو ساتھ چلتے اور باتیں کرتے دیکھا تھا

۔

اسلام علیکم !

وہ پاس آتی مدھم لہجے میں اسلام پیش کر رہی تھی۔

ہالے اسے دیکھ مسکرائی لیکن وہ انہیں دیکھ رہی تھی جو ٹانگ پر ٹانگ رکھے بلیو ٹروزر پر ہاف سلوز والی بلیو ہی شرٹ پہنے اپنی دلکش پر سنلٹی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کیوں لڑ رہے ہو۔

اسنے شہنام کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

آپکی غلط فہمی ہے کہ ہم لڑتے ہیں بلکہ ہم تو بہت پیار۔۔۔

شٹ اپ ایڈیٹ مین لگتا ہے کل کی درگت تم بھول چکے ہو۔

وہ اسکی بات کا مطلب سمجھتا ایک دم سے چلایا تھا۔

شہنام مصنوعی سیریس ہوا جبکہ ہیر نے کھا جانے والی نظروں سے شہنام کو دیکھا۔

یہ جھوٹ بول رہا ہے کوئی پیار نہیں ہے میں نے تو اسے ڈانٹا کہ میرے ساتھ کیوں آ رہے ہو لیکن یہ بہت ڈھیٹ ہے۔

وہ اپنی صفائی میں جلدی سے بولی تھی۔

ہیر یار بہت جھوٹ بولتی ہو تم ابھی تو تم نے کہا تھا باہر پڑھنے چلتے ہیں اور سوئمنگ پول کے کنارے بیٹھ کر مزے کریں گئے۔

وہ تھوڑا دور ہوتا غصے سے چلایا۔

ہیر نے شاک سے اسے دیکھا۔۔

ٹھہر جا بچے تمہیں مزے صرف میں ہی کروا سکتا ہوں رکو زرا۔

وہ ایک جھٹکے میں اسے پکڑتا تپا تھا۔

شہنام بری طرح بھوکھلایا،

جبکہ ہالے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے صرف ہنستی جارہی تھی غاذان کا ایسا روپ وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

مزاق کر رہا تھا میں، پلیز چھوڑدیں اور سردار بیگم سوری آپ ہی مجھے اپنے خونخوار سردار سے بچائیں پلیززززز۔

وہ گردن چھڑانے کی کوشش میں ہلکان ہوتا ہیر سے مخاطب تھا۔

جواباً اُسنے ناک چڑھا کر اسے دیکھا تھا۔

دفع ہو جاو نظر مت آنا مجھے رات تک۔

وہ اسے چھوڑتے خفا سے لہجے میں بولا۔

شکریہ سردار صاحب جی اور ہاں سردار بیگم رات کو چھت پر بیٹھ کر چائے پیئں گئے میں محو انتظار ہوں گا آپ کا۔

کہتے ہی وہ جتنی تیزی سے بھاگ سکتا تھا بھاگا تھا جو اباًوہ انگلش میں اسے کوس کر رہ گیا۔

غاذان مزاق کر رہا تھا وہ۔

ہالے مسکراتے ہوئے اسکا سرخ چہرہ دیکھ کر بولی تھی۔

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا ہوا واپس بیٹھا تھا۔۔

بیٹھو ھیر، یہ ہالے ہے میری بیسٹ فرینڈ مصر میں ہوتی ہے،

یہ برائیڈل ڈریس ڈیزائن کرتی ہے میں چاہتا ہوں تم اپنا ڈریس خود بنواو جس طرح کا تم بنوانا چاہو ہالے بنائے گئ یہ ایوارڈ بھی لے چکی ہے اپنی بیسٹ کارکردگی کا۔

وہ ہالے کی تعریف میں بولتا ھیر کو ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ بس سر ہلا گئی تھی۔

اندر کہی شدید جیلس ہوئی تھی،اسکے منہ سے ہالے کی تعریف سن کر

۔۔۔

تم دونوں بیٹھو میں زرا آرام کر لوں پھر میری اور ہیر کی ملاقات ہو گئی

کہ دن کم ہیں اور کام کل سے ہی شروع کرنا ہو گا اور دن رات کرنا ہو

گا۔

وہ کہتے ہوئے چلی گئی۔۔

ہیر کونسا رنگ زیادہ پسند ہے تمہیں۔

وہ پنسل کو دائیں بائیں ہاتھ میں منتقل کرتا اسکے چہرے کو غور سے دیکھتا

ہوا پوچھ رہا تھا۔

وہ لب بھینچے سوچے گی۔

اور وہ دھیمی مسکان سے اسے دیکھتا رہا کہ صبح سے اب اسنے اسے دیکھا تھا کہ آج وہ سارا دن بزی رہا تھا ایک دورے پر رہا، پھر لنچ، میٹنگ اور اب جا کر واپسی ہوئی تھی۔

لائٹ پنک۔۔

وہ بہت سوچ کر بولی اور وہ ہنسا۔۔

جواباً وہ تھوڑا شرمندہ ہوئی تھی۔

کیا پڑھنا ہے۔

وہ میتھ کی بک دیکھ کر بولا۔

میتھ سمجھنا ہے آپ سے۔

وہ اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

اور وہ سنجیدگی سے آئی بر وا چکا گیا۔

لاؤ اِدھر اور اِدھر بیٹھو۔

وہ ساتھ والی چیئر کی طرف اشارا کرتا ہوا بک اسکے ہاتھ سے لے گیا۔

وہ بک پکراتی اسکے پاس بیٹھی تھی۔

گرین سوٹ والی لڑکی کے نقوش میں مسکراہٹ ڈھلی تھی انہیں دھیمے سے سمجھاتے دیکھ۔۔

وہ نوٹ بک پر لکھتا ساتھ ساتھ اسے سمجھا بھی رہا تھا۔

وہ اسکے ہاتھوں کو دیکھ کر مسکرائی پھر نظریں تھوڑی اٹھیں اور انکے بولتے ہونٹوں پر گئیں۔

وہ بہت ماہر انداز میں اسے پڑھا رہا تھا۔

ہیر کی نظریں ہوا سے ہلتے اسکے براون شیڈ بالوں پر جمیں تھیں۔

اسکی نظریں اچانک ہی ہیر پر اٹھیں تھیں۔

وہ بھوکھلاتے ہوئے جلدی سے نظریں بک پر جماتی سر ہلانے لگی۔

سمجھ آیا۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

جی۔

وہ خود پر غصہ ہوتی ہوئی بولی۔

کیا سمجھ آیا زرا بتاو جو میں نے ابھی تمہیں سمجھایا ہے۔

وہ سنجیدگی سے پیچھے ہوتا پوچھ رہا تھا۔

وہ پریشان ہوئی۔

وہ مشکل ہے دو تین بار سمجھانے پر آئے گا۔

وہ پریشانی سے بولتی اٹھی کہ اسی طرف تیمور خانم اور خشام صاحب

آرہے تھے۔

انکل چاے بنالاوں۔

وہ جلدی سے پوچھتی بک بھی اٹھا گئی تھی۔

غاذان نے سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

بنالاو بچے۔

تیمور خانم شفقت سے بولتے غاذان کے سامنے والی چیئر پر بیٹھے تھے۔

جی۔۔

وہ سر ہلاتی بھاگی تھی۔۔

غاذان کل سے پورے محل میں ڈیکوریشن کا کام شروع ہو جائے گا اور پورے دس دن غریب لوگوں کی دعوت ہمارے محل میں ہو گئی تو تم کچھ اسپیشل کرنا چاہتے ہو تو بتادو وہ بھی ایڈ کر لیتے ہیں۔

وہ بیٹے سے بولے۔

Zubi Novels Zone

ڈیڈ میں چاہتا ہوں آپ سب کچھ اپنی مرضی سے کریں جو آپکو اچھا لگتا ہے وہ کریں۔۔

وہ انہیں دیکھتا محبت سے بولا تھا۔۔

تیمور صاحب نے فخر سے خشام کو دیکھا تھا جو اباّوہ بھی مسکرائے کہ انہیں کونسا بھتیجا پیارا نہیں تھا۔۔

تم بہت خوش ہو پرسوں سے ہے نا۔

مہرینہ نے چائے کا سپ لیتے ہوِئے اس سے پوچھا۔۔

وہ شام کے ہلکے سرمئی اندھیرے میں چھوٹے سے لان میں بیٹھے ہوئے تھے۔

خیام پانی والی موٹر کھولے مختلف ہتھیاروں سے اسے کھول کر ٹھیک کر رہا تھا وہ موٹر ٹھیک کرتا گنگنا بھی رہا تھا جب مہرینہ نے پوچھا۔

ہاں۔

وہ اسے دیکھتا دھیمے سے مسکراتے ہوئے بولا۔

مہرینہ نے سر ہلایا۔

اور اسکی وجہ ہیر کی رخصتی ہے، ہے نا۔

وہ جواباً پوچھ رہی تھی۔

ہاں!

پتا ہے کیا مہرینہ ہم انکے برابر کے نہیں تھے مجھے امید نہیں تھی کبھی سردار میری بہن کو بیوی کا درجہ دیں گئے یا اگر وہ دینا چاہئیں گئے تو انہیں ایسا کرنے دیا جائے مگر اللہ کا شکر ہے اب سب ٹھیک ہو گیا ہے،

مجھے بھی ایک اچھی کمپنی میں ایک سے پانچ بجے تک نوکری مل گئی ہے اور سیلری بھی اچھی ہے تو خوش تو ہوں گا نا میں۔

وہ سیاہی لگے ہاتھوں سے بال پیشانی سے پیچھے کرتا ہوئے بولا۔

مہرینہ نے غور سے اسے دیکھا۔

ہلکے گھنگھریالے بالوں والا وہ لڑکا کافی خوش شکل تھا اوپر سے قد کاٹھ نے اسے بڑا ہینڈسم بنا دیا تھا وہ تھا بھی بہت زہین جو کام دیکھتا وہ کر لیتا تھا وہ دو دو نوکریاں اور کچھ بچوں کو ٹیوشن پڑھاتا تھا مہرینہ لڑتی تھی آخر اتنا پیسہ وہ کہاں خرچ کرتا ہے جوابا وہ میسنی سی مسکان سے ہنس دیتا جس پر وہ اور تپ اٹھتی تھی۔

وہ اب پانی کی موٹر سیٹ کر رہا تھا اور وہ اندر کپ رکھنے چلی گئی۔

اسلام علیکم۔

وہ کام میں مصروف تھا جب ایک پتلی سی نسوانی آواز پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا یہ ایک کم سن لڑکی تھی لمبے سے قد والی کافی پیاری تھی اور وہ جانتا تھا ساتھ والا انکا گھر تھا۔

جی !

وہ کھڑا ہوتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

امی نے بریانی بھیجی ہے آپکے لیے ہم نے نیاز دلوائی تھی اور یہ آپکا حصہ ہے۔

وہ لڑکی شرماتی ہوئی بولی اندر سے بھاگ کر وہ باہر آتی بریانی کی پلیٹ تھام گئی تھی۔

اور میرا حصہ۔

وہ تیکھے چتونوں سے اس لڑکی کو گھورتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

آپ بھی اس میں سے کھا لیجئے گا۔

وہ لڑکی احسان کرتے ہوئے بولی۔

دیکھو بی بی یہ شادی شدہ ہے اور میں اسکے گھر والی سو آئندہ میرا حصہ الگ سے لانا اور دوسرا مجھے دینا کہ ایسے کام تو خواتین کے ہوتے ہیں ہے ناسو برتن میں صبح دھو کر بھیجوا دوں گئی اللہ خافظ۔

وہ اس لڑکی کو کافی دیر سے خیام کو دیکھتا دیکھ رہی تھی جب برداشت سے باہر ہوا تو بھاگ آئی باہر اسے سبق سکھانے۔

آپ انکی بیوی ہیں۔

وہ موٹر کے ساتھ اب پائپ فٹ کر رہا تھا لیکن ہونٹوں پر ایک دھیمی سے مسکان ٹھہری ہوئی تھی۔

وہ لڑکی پیر پٹخ کر چلی گئی۔

تم کیوں ہنس ہنس کر بات کر رہے تھے اس چڑیل سے۔

وہ اب اسکی طرف ہوئی تھی۔

خدا کو مانے مہر میں تو ایک بار بھی نہیں ہنسا تھا ہاں بات سن رہا تھا ویسے لڑکی پیاری تھی۔

وہ ہاتھ صابن سے دھوتا ہوا شرارت سے بولا جب مہر نے اسے پیچھے سے کھیچا وہ پیچھے گرا تھا مہر نے جھٹ سے اسکی شرٹ کو چھوڑا۔

لیکن وہ تب اسکی کلائی تھام اسے بھی ساتھ گرا چکا تھا۔

سیدھا جہنم میں جائیں گئ آپ۔

وہ مہرینہ کے سرخ چہرے کو دیکھ کر بولا۔

شرم تو نہیں آئی شوہر کو دھکا دیتے ہوئے۔

وہ مصنوعی تاسف سے بولا۔

Zubi Novels Zone

تم بھی جہنم میں ہی جاو گئے میری تعریف تو کبھی کی نہیں اس چھوئی موئی کو کیسے خوبصورت کہہ دیا خلانکہ میں اس سے زیادہ پیاری ہوں

۔

وہ تپ کر بولتی اپنے کپڑے جھاڑنے لگی۔

آپ کہاں مجھ غریب کو تعریف کا موقع دیتیں ہیں ادھر میں کچھ بولوں تو ادھر آپکا خونخوار لیکچر شروع ہو جاتا ہے۔

وہ بھی کھڑا ہوتا اسکے سرخ چہرے کو دیکھ کر بولا۔

تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔

وہ تپ کر کہتی اندر چلی گئی

میرے سامنے والی کھڑکی میں ایک چاند کا ٹکڑا رہتا ہے۔۔

پیچھے وہ بھی گنگناتا بلکہ اسے جلاتا ہوا بڑھا تھا۔۔

اسنے زور سے کشن اسکے منہ پر دے مارا تھا اور وہ ہنستے ہوئے جواباً کیچ بھی کر گیا تھا۔۔

زندگی آسان ہونے لگی تھی خیام اور مہرینہ کی، خوشیوں پیسوں کی محتاج نہیں ہوتیں دل کا سکون ہی اصل خوشی کیا سبب ہوتا خ ہے۔

ایک سال کم عرصہ نہیں ہوتا۔

وہ آج ایک سال بعد انہی ٹوٹی پھوٹی گلیوں میں تھی۔

فیروزی سوٹ پر گلابی موتیوں والی بڑی سی چادر لیے وہ بس چل رہی تھی۔

نظریں اِدھر اُدھر تھیں،

چہرے پر گہرے غم کے تاثرات تھے۔

لوگ حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اسکا حلیہ ہی لوگوں کو چونکا رہا تھا مہنگا برینڈڈ سوٹ موتیوں سے سجا بڑا سا باریک دوپٹہ ہاف بالوں کو باندھے گلابی نرم چپل میں پاوں گھسائے وہ کسی کی بھی بات کا جواب نہیں دے رہی تھی بس اپنے اُس گھر پہنچ جانا چاہتی تھی جہاں اس نے اور خیام نے بہت تکلیف بھرا وقت گزرا تھا،

آخر وہ گھر کے سامنے آرکی تھی،

نیلا لوہے کا دروازہ جیسے ہیر کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔

وہ بھی جواباً مسکرائی آہستہ سے ہاتھ بڑے پیارے سے دروازے پر پھیرا تھا۔

ہیر بیٹا کیسی ہو تم۔

اوپر انکی پروسن رقیہ خالہ حیرت سے پوچھ رہیں تھیں۔

ٹھیک ہوں خالہ۔

آہستہ سے کہہ کر وہ بھاری تالہ چابی سے کھولنے لگی تھی۔

گلہ بھاری ہونے لگا تھا اندر قدم رکھتے ہوئے۔۔

چھوٹا سا صحن دھول مٹی سوکھے پتوں سے گندا پڑا تھا باہر پڑی چار پائی ٹوٹ چکی تھی اسکے اوپر ویسے ہی بستر رکھا ہوا تھا لیکن چادر کا رنگ اڑ چکا تھا بستر بھی خراب ہو چکا تھا،

آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گال پر بکھر آئے تھے۔۔

وہ چلتی ہوئی برامدے میں آئی۔

پھر خستہ حال کمرے میں آتی وہ سسکیاں روکنے کے لیے ہونٹوں پر سختی سے ہاتھ جماگ ٓی تھی۔

اندر کلی پر نائلہ کی قمیض ٹنگی ہوئی تھی ساتھ انکی بڑی سی سفید چکن کی چادر ٹنگی ہوئی تھی جو وہ باہر جاتے وقت اوڑھا کرتیں تھیں۔

اسنے چادر کو آہستہ سے تھاما تھا۔

پھر ہونٹوں سے چھوا۔

امی آپ دیکھ رہی ہیں ہم کتنے خوش ہیں شاید آپ کو ہی ہماری خوشیاں دیکھنا نصیب نا تھیں خیام بہت بہادر بن چکا ہے اور بہت سمجھدار بھی، مجھے ایک تشنگی ہمیشہ رہے گئی کہ ہماری امی نے بہت بھوک افلاس میں دم توڑا تھا اب بھی جب میں نوالہ توڑتی ہوں نا تو آپکے سوکھے ہونٹ خالی پیٹ یاد آجاتا ہے وہ دن یاد آجاتا ہے جب سکول ٹیچر ہم دونوں کو کلاس سے باہر نکال کر دھوپ میں سارا دن کھڑا کر دیتیں تھیں صرف کاپی پنسل نا ہونے کی وجہ سے اتنی جلدی کچھ بھولا نہیں جاتا لیکن میں خوش بھی ہوں کہ آپ ہمیں دیکھ رہیں ہوں گئی تو خوش ہوں گئی ہے نا

--

بچوں کی طرح انکی چادر سے باتیں کرتی وہ سمجھدار ہیر نہیں لگتی تھی۔

وہاں سے وہ تنگ سے کچن میں آئی۔

سوکھا پڑا چولہا خالی ڈبے زنگ لگیں پتیلیاں کچھ بھی تو نہیں بدلہ تھا

یہاں،

یہاں کھڑے ہو کر امی ہم دونوں کے لیے پراٹھا بنایا کرتی تھیں۔

وہ اس جگہ پر کھڑی ہوتی بڑبڑائی۔

پھر وہاں سے نکلتی وہ برامدے میں سیڑیوں کے پاس آئی لیکن ٹھٹھکی

تھی۔

دروازے سے کوئی بہت ہی شاندار سا شخص اندر آیا تھا۔

سکن بلیک بٹن والی تنگ شرٹ بلیک تنگ جینز والا کوئی اور نہیں تیز

قدموں سے اسکی طرف آتا سردار غاذان تیمور تھا۔

اور اوپر چھت پر کھڑے لوگ اس سے زیادہ حیران پریشان تھے کچھ

لوگ تو دروازے سے لگے کھڑے تھے۔

کس سے پوچھ کر یہاں آئی ہو اور خادم کو ساتھ کیوں نہیں لیا، آ گر آنے کا دل تھا تو کسی کو لے آتی ساتھ۔۔۔

وہ غصے سے بولتا چپ ہوا کہ اسکی سرخ سوجی آنکھیں گالوں پر نمی۔

وہ لب بھینچ گیا۔

تم یہاں رونے کے لیے آئی تھی۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

اسنے جواباً سر نفی میں ہلایا۔

میرا دل کر رہا تھا ایک بار گھر کو دیکھوں آپ تو گھر پر نہیں تھے نا خادم بھائی بھی آپکے ساتھ تھے تو میں چلی آئی میرا دل کر رہا تھا بس دل اداس تھا میرا۔

وہ انکا ہاتھ تھامتی بھرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

سردار غاذان نے اسکے گال پر ہتھیلی جمائی۔۔

ہیرا اگر اب تم روئی تو میں ڈانٹوں گا۔

وہ اسے سنجیدگی سے تنبیہ کر رہا تھا۔

فرمانبردار بیوی نے جلدی سے آنکھیں اور گال صاف کیے۔

اب نہیں روں گئی۔

وہ شوں شوں کرتی ہوئی بولی۔

کیا مجھے نہیں دیکھاو گئی اپنا گھر۔

وہ اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

وہ پریشان ہوئی بھلا یہ گھر تھا اس شاندار شخص کے کھڑے ہونے کا

دیکھانا تو دور کی بات تھا۔

چلیں اب۔

"واپس چلیں اب وہ گھبرا کر جلدی سے بولی۔

وہ مسکرایا۔

لیکن مجھے تو اپنی ہیر کا گھر دیکھنا ہے جہاں اسنے بچپن گزارا تھا جہاں وہ روتی تھی ہنستی کھیلتی تھی سوتی تھی پھرتی تھی۔

وہ اسے خود سے قریب ترکیے بہت محبت سے کہہ رہا تھا۔

ہیر کی آنکھ سے ایک آنسو نکلتا اگر غاذان تیمور اس آنسو کو شہادت کی انگلی میں جذب نا کر لیتے۔

لوگ سانس روکے انہیں دیکھ رہے تھے بھلا ہیر اور سردار غاذان کیسے ۔۔

وہ حیران پریشان تھے۔

لیکن گھر گندا ہے اور چھوٹا بھی۔

وہ پریشانی اور شرم سے کہہ رہی تھی نظریں آج سردار غاذان کی نظروں میں الجھی ہوئیں تھیں۔

یہ گھر میری ہیر کا ہے یہ گندا بھی مجھے صاف لگے گا اور چھوٹا بھی کسی محل سے کم نہیں لگے گا مجھے وہ کمرہ دیکھاو جہاں تم رہتی تھی۔

وہ تیکھے ہونٹوں پر دھیمی مسکان سجائے دبلی پتلی لڑکی سے مخاطب تھا۔
وہ ہونٹ بھینچے انہیں دیکھتی رہی محبت و عشق سے دل کا سکون وہی تو تھے اب۔۔

ہمارے تو دو ہی کمرے تھے اور ایک کچن امی اور خیام اس کمرے میں ہوتے تھے اور میں کبھی کبھی اس کمرے میں سو جاتی تھی ورنہ ہم تینوں ایک کمرے میں ہی سوتے تھے۔
وہ اسے ایک چھوٹے سے کمرے میں لے آئی جہاں ایک چھوٹی سی کھڑکی مقفل تھی جو شاید گلی میں کھلتی تھی۔۔

ایک چارپائی تھی جس پر نیلی چادر بچھی ہوئی تھی اس پر سبز بڑے بڑے پھول بنے ہوئے تھے ایک خستہ حال کرسی ایک دیوار میں بنی دو پٹوں والی کھڑکی جس میں شاید پرانی کتابیں اور کپ گلاس پڑے ہوئے تھے

--

فرش جگہ جگہ سے اکھڑ چکا تھا۔

ہیر کو شرمندگی تو ہو رہی تھی جبکہ وہ بنا کوئی تاثر چہرے پر سجائے بڑے غور سے کمرے کی ایک ایک چیز کو دیکھ رہا تھا۔

پھر اسکی نظر کل پر ٹنگے براون بیگ پر پُڑی۔

چارپائی کے نیچے ہیر کی سکول سینڈل چھوٹا سا شیشہ کل پر ٹنگا ہوا تھا ساتھ پیلے رنگ کی کنگھی بھی ٹنگی ہوئی تھی ایک طرف پیٹیاں پڑی ہوئیں تھیں۔

اب چلیں۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ پھر سے پریشانی سے بولی۔

ہیر تم سے ریلیٹڈ کوئی بھی چیز میرے لیے بُری نہیں ہو سکتی مجھے

تمہاری چیزیں بھی عزیز ہیں، سو ریلکس رہو۔

وہ کھڑکی کھولتا ہوا بولا۔

ہیر کے چہرے پر دھیمی مسکان آ ٹھہری۔۔

(بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے)

کبھی پڑی آیات کا مفہوم آج ٹھیک سے سمجھ آیا تھا۔

اللہ کا شکر گزار اسکا روم روم ہوا تھا۔

چھت پر چلیں۔

وہ پوچھ رہی تھی۔

چلو۔

وہ کہتا ہوا پلٹا تھا جبکہ وہ اگے بڑھی اور غاذان تیمور نے اسکے سراہنے
برسوں پڑا اسفید چھوٹا سا کیچر اٹھایا تھا اور جیب میں ڈال لیا تھا۔
وہ کھلی چھت پر آئی وہاں بھی ایک چارپائی دیوار کے ساتھ کھڑی تھی۔
اسنے جلدی سے چارپاِئی بچھائی پھر اپنے دوپٹے سے چارپائی کو جھاڑا۔
وہ مسکراتا ہوا ادھر ادھر دیکھتا رہا اور لوگ ہاتھ ہلا کر اسے متوجہ کرتے
رہے۔
یہ لوگ تمہارا خیال رکھتے تھے ہیر۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

جواباً تھوڑے سے وقفے کے بعد اسنے سرہاں میں ہلا دیا۔
اور وہ ہیر کی رگ رگ سے واقف تھا پھر کیسے نا سمجھتا۔

نیچے چلیں۔

وہ پوچھ رہی تھی۔

ہمم۔

وہ سر ہلاتا اسکا ہاتھ تھام کر نیچے چلا آیا۔

ہیر تم چائے بنا لاؤ گئی۔

وہ اسکے ہونٹوں کو دیکھتا ہوا بولا کہ اسنے آج نیچرل کلر کی لپ سٹک جو لگائی ہوئی تھی جو بھرے بھرے ہونٹوں پر عجیب سی شب دکھلا رہی تھی۔۔

لیکن کیسے گیس ختم ہے دودھ پتی کچھ بھی نہیں ہے۔

وہ اسکی نظروں سے پزل ہوتی بے بسی سے بولی۔

وہ جواباً مسکراتا فون کان سے لگا گیا۔

ہیر اسے الجھن سے دیکھتی رہی۔

صحن میں اب چھاؤں آنے لگی تھی۔

اور وہ چارپائی پر بیٹھا لوگوں کو بھی دیکھ لیتا جو بنیڑوں سے جھانک لیتے جب وہ دیکھتا تو بھاگ جاتے۔

کافی رونق تھی ہیر کے محلے میں۔۔

پندراں منٹ بعد دروازہ کھڑکا۔

اور وہ اٹھتا دروازے کی طرف چلا گیا کرسی پر بیٹھی وہ حیران ہوتی کھڑی ہوئی تھی۔

خادم کے ہاتھ میں گیس والا چولہا تھا جبکہ پیچھے آتے دو گارڈز کے پاس بڑے بڑے تھیلے تھے۔

گارڈز اور خادم یہی تھے باہر کھلی سڑک پر کھڑے تھے کہ سردار نے

انہیں ادھر آنے سے جو منع کیا تھا۔

خادم چولہا سیٹ کر کے باہر چلا گیا پیچھے گارڈز بھی تھے۔

خادم خود اور گارڈز کو کھانا کھلا دینا دوپہر کا۔

وہ جاتے خادم سے بولا ادم نے جواباً سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیتا باہر نکل گیا۔

اب بن سکتی ہے چائے۔

وہ اسکے بالکل پاس کھڑا حیرت بھرے چہرے کو دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔

وہ ٹرانس سی کیفیت میں بنا سر ہلائے انہیں دیکھے گئی۔

اور پھر ہیر کو نظریں جھکانی پڑی کہ سردار غاذان کے ہونٹوں کا نرم گرم لمس اسے بائیں آئی برو پر محسوس ہوا۔

وہ جھٹ سے پیچھے ہٹتی سر ہلاتی کچن کی طرف بھاگی۔

وہ ہاتھ پشت پر باندھے ہیر کے کمرے کی طرف چلا گیا۔۔

وہ غور سے کمرے کو دیکھ رہا تھا۔

کمرے کی ایک ایک چیز چیخ چیخ کر بتا رہی تھی کہ اس گھر نے بہت غربت بھرے دن دیکھے ہیں بہت مشکل وقت سہا ہے۔

وہ چلتا ہوا اسکے کالج بیگ کے پاس آیا پکڑ کر اتارا اندر جھانکا۔

تین خستہ حال بکس ایک کاپی ایک نیلی سیاہی والی پنسل جو ختم ہو چکی تھی۔۔

پچاس روپے والی کاپی نکال کر کھولی۔

پہلی صفحے پر پیاری سی ہینڈ رائٹنگ میں ہیر رضا لکھا ہوا تھا باقی سارے صفحے نیلی سیاہی سے بھرے ہوئے تھے۔۔

وہ ایک صفحے پر آ کر رکا۔

وہ صفحہ اکڑ گیا تھا آنسوں کے نشان اسے محسوس ہو گئے تھے۔

وہ لب اذیت سے کاٹ گیا۔

اف کتنا برا وقت سہا تھا اسکی ننھی سی جان نے۔

وہ اذیت سے سوچتا کھڑکی میں آیا۔

غازان تیمور کا دل خالی ہوا تھا اسے وہ وقت یاد آیا جب وہ ٹوٹی جوتی والی لڑکی اسکی گاڑی کے سامنے آئی تھی۔

پھر جب وہ دوبارہ اسکے سامنے ائی تھی تو اسے یاد پڑتا تھا اس لڑکی کی آنکھیں سوجی ہوئیں تھیں ہونٹ پپڑی زدہ تھے۔

مٹھیاں بھینچے وہ دیوار پر مکہ مار گیا۔

ادھر وہ سامان کھولتی حیران پریشان تھی۔

اتنی ساری چیزوں کی کیا ضرورت تھی بھلا ہم نے تو صرف چائے ہی تو پینی تھی۔

وہ مختلف قسم کا سامان دیکھتی جھنجھلائی تھی۔

بہت فضول خرچ ہیں یہ۔

وہ غصہ ہوئی۔

ایک کپ پانی ابالے کھا کھا کر جب سوکھنے لگا تو اس میں دودھ ڈال کر وہ پکانے لگی۔

چائے جب گہرا رنگ چھوڑتی خوشبو اڑانے لگی تو۔

وہ بھاگ کر امی نائلہ کے کمرے میں آئی دیوار میں نصب الماری سے دو کپ نکالے۔

ٹرے نکالا دو پرچیں نکالیں یہ امی نائلہ کے جہیز کے برتن تھے جو سوچی چینی کے تھے۔

کپ پرچ کو اچھے سے باہر لگے نلکے میں دھویا۔۔

چائے چھان کر کپس میں ڈالی انہیں پرچ پر رکھا،

ساتھ بیکری بسکٹ نکالے سوفٹ کیکس نکال کر پلیٹوں میں رکھتی

بڑے سے ٹرے میں رکھ کر وہ سارا سامان اس کمرے میں لے جہاں وہ گئے تھے۔

وہ کھڑکی میں کھڑے نظر آئے،

وہ اِدھر اُدھر ٹرے رکھنے کی جگہ تلاش کرتی مایوس ہوئی کہ کوئی ٹیبل نہیں تھا وہ تو کارپٹ پر بیٹھ کر کھاتے پیتے تھے نا۔

وہ پلٹ کر اسکی طرف آتا اسکی الجھن سمجھ چکا تھا۔

ٹرے لے کر وہ باہر کی طرف بڑھا۔

وہ بھی حیرانی سے پیچھے پیچھے تھی۔

صحن میں پڑے تخت پر وہ ٹرے رکھ گیا۔

پھر اندر گیا اور اب ایک ہاتھ میں کرسی تھی جو وہ تخت کے ساتھ رکھ کر

اس پر ٹرے رکھ گیا تھا۔

ہیر کی آنکھیں نم ہوئیں۔

ہیر چائے ٹھنڈی ہو جائے گی۔

نرمی سے اسے پاس بلا کر کہا گیا۔

وہ بیٹھ گئی تھی ذرا فاصلے پر۔

وہ چائے کا کپ اٹھا کر اسے پکڑا گیا تھا۔

اب خود چائے میں بسکٹ ڈبو ڈبو کر کھانے لگا۔

ہیر نے چمکتی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔

چہرے پر دھنک رنگ مسکان ہر نقوش سے پھوٹنے لگی تھی انہیں اپنے گھر میں بنا کوئی تکلف برتتے دیکھ کر۔

وہ اپنی چائے میں بسکٹ ڈبو کر ہیر کے ہونٹوں کے قریب کر گیا۔

اسنے سرخ چہرے سے سر نفی میں ہلایا۔

ہیر۔۔

وہ تنبیہ بولا اور ہیر نے ہونٹ وا کردیئے۔

وہ پورا بسکٹ اسکے منہ میں ڈال چکا تھا۔

وہ اب چائے ختم کر کے کیک سے انصاف کر رہا تھا۔

کیا آپکو بھوک لگی تھی۔

Zubi Novels Zone

وہ پشیمانی سے بولی۔

ہاں صبح سے صرف دو کپ کافی کے ہی پیئیں ہیں لنچ کرنے لگا تھا کہ پتا چلا میری ہیر سیر پر نکلی ہوئی ہے تو میں بھی چلا آیا۔

وہ اسکے چہرے کو دیکھتا بولا جبکہ وہ شرمندہ ہوئی تھی۔

آئی ایم سوری آپکو میری وجہ سے تکلیف ہوئی آپ کھانا بھی نہیں کھا سکے۔

وہ فکرمندی سے بولی۔

وہ جواباً سر جھکاتا مسکرایا۔۔۔

ہیر تمہیں پتا ہے آج مجھے کتنا مزہ آیا ہے یہاں تمہارے گھر میں تمہارے ہاتھوں کا لنچ کرکے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ نیپکن سے منہ ہاتھ صاف کرتا بولا تھا۔

اور وہ مسکرا دی۔

اور وہ اسے دیکھ کر مسکراتی آنکھوں سے خود پر ضبط کرنے لگا۔

ورنہ شرماتی وہ اسے بہت پیاری لگتی تھی اور جب سر جھکا کر ہنستی تھی تو

غاذان تیمور کی جان جاتی تھی اُس عام لڑکی پر،

اور جب وہ اسے دیکھتی تھی وہ اس پر اپنا آپ قربان کرتا تھا اور پھر وہ

پاگل لڑکی کہتی تھی انہیں تو میری کوئی فکر ہی نہیں۔

بات سنیں آپ منگنی شدہ ہیں۔

وہ پاس سے گزرتی مہدیہ سے کافی سنجیدگی سے بولا۔

جی نہیں۔

وہ اسے گھور کر بولی۔

تو شادی شدہ ہوں گئی؟

وہ اس بار کافی سنجیدہ تھا۔

جی نہیں میں کہاں سے شادی شدہ لگی ہوں آپکو۔

وہ بہت غصے سے بولی۔

تو پھر آپکی نظر کمزور ہو گئی۔

وہ اس بار یقین سے بولتا مہدیہ کو اور غصہ دلا گیا۔

نظر کمزور ہو میرے دشمنوں کی میری تو الحمداللہ پرفیکٹ ہے۔

وہ شدید غصے میں آچکی تھی۔

میں مان ہی نہیں سکتا، ان تینوں وجوہات میں ایک تو لازمی ہے آپکے ساتھ ورنہ اتنا خوبصورت لڑکا ہر وقت سامنے ہو اور بندہ دیکھے بھی نا۔

وہ پاکٹس میں ہاتھ گھسائے کافی پر یقین تھا۔

شٹ اپ سردار کے کزن ہیں اس لیے لحاظ کر گئی ہوں اور دوسرا آپ
سے زیادہ پیارے لڑکے الحمداللہ ہمارے گھر میں موجود ہیں، آپ تو
انکے آگے کچھ بھی نہیں ہیں۔

وہ کمر پر ہاتھ رکھتی تیکھے لہجے میں بولی۔

کوئی نہیں، مجھے تو اپنے سے پیارا یہاں پر کوئی لڑکا نظر نہیں آیا۔

وہ تاسف سے جیسے بولا تھا۔

میرے سردار بھائی کے سامنے تو آپ پانی بھرتے نظر آتے ہیں۔

وہ فخر سے بولی

ارے انکی چھوڑیں وہ تو مرد ہیں۔

اسنے جیسے ناک سے مکھی اڑائی تھی۔

میرے خیام جیجو بھی اپ سے زیادہ ہینڈسم ہیں۔"

وہ بولی۔

ارے کوئی غیر شادی شدہ میرے مقابل لائیں تو مانوں۔

دوسری بار ناک سے مکھی اڑائی گئی۔

مہدیہ نے لب بھینچے۔

شاہ میر۔۔

اسکا نام مت لیجئے گا وہ تو مجھے ایک آنکھ سے کانا لگا ہے پلیز ڈونٹ مائنڈ لیکن میں زرا صاف بات کہنے کا قائل ہوں۔۔

وہ گردن زرا اونچی کرتا اسکی بات بیچ میں ہی کاٹ گیا تھا۔

جبکہ پیچھے سے گزرتے شاہ میر نے پریشانی سے دیوار پر لگے آئینے میں اپنی آنکھ کو غور سے دیکھا تھا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

آپ دراصل خود کانے ہیں اور ہینڈ سم بھی نہیں ہیں دوسرا آج سے زرا اپنی شکل غور سے مرر میں دیکھ لیا کرنا تو لگ پتا جائے گا بڑے خوبصورت بنے پھرتے ہیں دماغ کی دہی کردی ہے میری۔

وہ غصے سے کہتی پیر پٹخ کر سیڑیاں چڑ گئی۔

جواباً اسنے اسکی پشت کو گھور کر وہ پیچھے مڑا پھر ٹھٹھا کہ شاہ میر دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ بھوکھلایا۔

ارے کیسے ہیں آپ ہینڈ سم انسان۔

وہ خفت سے بولتا اسکے قریب آیا۔

جبکہ شاہ میر نے اسے گھورا۔

غالباً ابھی تم نے مجھے کانا کہا تھا۔

وہ کافی غصے سے بولا۔

غلط فہمی ہوئی ہے آپکو میں نے تو داور بھائی کو کانا کہا تھا۔۔

وہ جھوٹ بولتا گھبرا گیا کہ داور اسی طرف آرہا تھا۔۔

میں آتا ہوں مجھے بھوک لگ رہی ہے شدید۔

وہ بھوکھلا کر کہتے وہاں سے بھاگ نکلا تھا جبکہ شاہ میر نے اسکی پشت کو گھورا تھا۔۔

________''''''________''''''______

افففف۔۔۔۔۔۔۔

پورے کمرے میں جھومتی وہ بے انتہا خوش تھی اسے وہ منظر بھول ہی نہیں رہا تھا اپنے کچے صحن میں چائے پیتے سردار۔۔

ہیر۔۔

وہ ساکت و جامد ہوئی کہ تیمور صاحب دروازہ کھولے اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

جی وہ میں ناچ نہیں رہی تھی میرے پیر کا درد ختم ہو گیا ہے تو میں ہلا ہلا کر دیکھ رہی تھی کہ اب درد تو نہیں ہوتا نا۔

چور کی داڑھی میں تنکے کے مصداق ہیر صاحبہ بھی اپنی صفائی میں الٹا سیدھا بول گئی تھی۔

تیمور خانم نے پہلے تو حیرانی سے اپنی بہو کو دیکھا اور پھر وہ ہوا جو اس ٹھٹھکا گیا تھا.

ہاہاہا۔۔

وہ پہلی بار اونچا قہقہ لگا رہے تھے جبکہ اسکے کمرے میں آتی رائنہ اور ہیر حیران پریشان ہوئیں تھیں۔

وہ بہت زیادہ شرمندہ ہوئی۔

تو درد ہوا پاؤں میں۔

وہ اسکے کمرے میں آتے پوچھ رہے تھے۔

وہ پریشانی سے سر نفی میں ہلا گئی اور وہ اسکی ہونق شکل دیکھ پر سے ہنسے تھے.

شہنام بھی آ کھڑا ہوا تھا رائنہ کے پیچھے۔

مائی گاڈ آپ درد ایسا محسوس کرتی ہیں تو جب ٹھیک ہوتی ہوں گئی پھر کیا کرتی ہوں گئی۔

وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔

ہیر نے خود کو کوسا۔

کیا میں آپکے لیے چائے اور سینڈوچ بنا لاؤں۔۔

وہ خفت سے سرخ رنگت لیے پوچھ رہی تھی۔

فرار کی راہ بہت پیاری چنی گئی تھی۔

ضرور بلکہ میں چائے کی تو فرمائش کرنے آیا تھا زندگی میں پہلی دفعہ تو مجھے کسی کے ہاتھ کی چائے پسند آئی ہے۔

وہ یقیناً رائنہ کو دیکھ چکے تھے۔

رائنہ سر جھٹکتی اندر آئی۔

ہیر فارغ ہو کر میرے روم میں آ کر بات سننا

۔

وہ وہی سے ہیر سے کہہ رہیں تھیں۔

تیمور صاحب نے گہری نظروں سے سبز ریشمی سوٹ پہنے صدیوں سے ناراض بیوی کو دیکھا تھا۔

وہ کہہ کر چلیں گئیں۔

اور ہیر بھی جلدی سے راہ فرار پاتی کچن میں چائے بنانے دوڑی تھی۔

پورا محل، سفید قمقموں رنگی برنگی فینسی لائٹوں سے سجا بہت ہی پیارا اور قابل دید تھا،

اندر ہال اور کوریڈور کو سفید اور لال پھولوں سے سجا دیا گیا تھا،

انٹی اور انکل کیوں ناراض ہیں ایک دوسرے سے بات تک نہیں کرتے

انٹی اب ناراضگی بھلا دیں نا آپ پلیز انہیں کہیں نا وہ آپکی بات مان جائیں گئی۔۔

صبح کی ٹھنڈی میٹھی ہوا میں ہلکے چھٹے اندھیرے میں وہ دونوں واک پر نکلے ہوئے تھے وہ تو دوڑ رہا تھا جبکہ بیوی صاحبہ اب باقاعدہ ہانپ رہ تھی اسلیے رفتار دھیمی کر گئی تھی۔

وہ دوڑتا دھیمی رفتار کرتا اسکے ساتھ ہو لیا۔

اور پھر اسے دیکھتا مسکرایا۔

کیا تمہیں جاننا ہے وہ کیوں ناراض ہیں۔

وہ اب آہستہ چلتا ٹروزر کی پاکٹس میں ہاتھ گھسائے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

ھیر نے سامنے دیکھتے ہوئے زور سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔۔

وہ اسکی ادا پر دل و جان سے مسکرایا۔

میں دو سال کا تھا جب ڈیڈ نے اپنی سیکرٹری سے اچانک ہی شادی کر لی تھی خلانکہ موم ڈیڈ ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے ڈیڈ تو جان وارتے تھے موم پر،

لیکن پتا نہیں ڈیڈ پر اس سیکرٹری نے کیا جادو کیا کہ ڈیڈ نے بنا کسی کی سوچے اس سے نکاح کر لیا اور صبح انکی شادی کی تصویر اخبار کی زینت بن گئی۔

موم بہت ہرٹ ہوئیں دو دن تک وہ روتی اور صدمیں میں رہیں، ڈیڈ کو اور موم سے بہت محبت تھی لیکن شاید تقدیر میں بچھڑنا لکھا تھا۔

موم نے اسے چھوڑ دینے کو کہا لیکن ڈیڈ نے صاف منع کر دیا موم نے گھر چھوڑنے کی دھمکی دی لیکن ڈیڈ پر شاید کسی چیز کا اثر بیکار تھا۔

موم نے آخری وارننگ دی لیکن وہ اپنی ضد پر اڑے رہے اور اسطرح موم ہمیشہ کے لیے یہ محل چھوڑ گئیں اور پھر ڈیڈ کو احساس ہوا لیکن اب کوئی فائدہ نا تھا،

انہوں نے سیکرٹری کو چھوڑ دیا لیکن موم کو راضی نا کر سکے۔۔

وہ مجھ سے ملتے تھے پیسے وافر میرے اکاوانٹ میں ٹرانسفر کرواتے لیکن موم نے مجھے خود پڑھایا جابز کیں خلانکہ ماموں میرے کافی رئچ تھے لیکن میری موم کو کسی کے پیسوں سے بیٹے کو نہیں پڑھانا تھا وہ بہت خودار ہیں کبھی کسی سے میری زات کے لیے پیسہ نہیں لیا جو کیا خود کیا انہوں نے بہت سفر کیا ہے اپنی زندگی میں لیکن پیچھے نہیں پلٹیں میرا پہلا عشق میری موم ہیں۔

وہ کہتے ہوئے مسکرایا تھا۔

ہیرا انہیں دیکھے گئی وہ سفید اینڈ بلیو ٹرووزر شرٹ میں تھے۔

اور دوسرا۔۔

وہ اب تجسس سے پوچھ رہی تھی آنکھوں میں دیپ سے جلنے لگے تھے۔۔۔

پھر کبھی بتاوں گا فرصت سے۔۔

وہ کندھے اچکا کر کہتا چلنے لگا تھا۔

اور ہیر منہ بسورے اسکی پشت کو دیکھتی چلنے لگی۔۔

لیکن وہ کیسے مانیں گئی اب۔

وہ پھر سے بولی۔

یہ تم ان پر چھوڑ دو دو دن تک سب ٹھیک ہو جائے گا میں جانتا ہوں ڈیڈ انہیں راضی کر لیں گئے موم کو کسی تیسرے کی مداخلت پسند نہیں اس لیے کوئی بات مت کرنا ان سے۔

وہ سوئمنگ پول کے قریب آتا ہوا بولا۔

وہ سر ہلا گئی۔۔

کیا میں اپکے لیے ناشتہ بنا لاوں۔

وہ چادر کو کھینچ کر درست کرتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

ایزیو وش مائے ڈیئر وائف۔۔۔۔۔

اسکے سامنے آکر رکتا وہ دھیرے سے اسکا گال کھینچ کر کہتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔۔

ہیر نے ٹرانس سی کیفیت میں گال پر ہات رکھا انکے ٹھنڈے لمس کو محسوس کرنا چاہا تھا،

وہ چلتا ہوا اچانک ہی پیچھے پلٹا تھا، پھر مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔۔

وہ ابھی بھی گال پر ہاتھ رکھے ساکت سی کھڑی تھی۔

ZNZ Zubi Novels Zone

ہالے اور ہیر پچھلی سمت کو جاتے کوریڈور میں بیٹھیں ہوئیں تھیں ہالے ہیر کی پسند کا لہنگا ڈیزائن کر رہی تھی۔

ہالے کی گود میں لیپ ٹاپ تھا جس پر وہ تیزی سے انگلیاں چلاتی ہیر کو کچھ دکھاتی ہیر سر ہلاتی اور وہ پھر سے انگلیاں چلانے لگتی۔۔

وہ برائیڈل ڈریس والا میگ پکڑے ہوئے تھی۔

تب ہی شاہ میر ہاتھ میں جوس کا گلاس پکڑے سنگل صوفے پر آبیٹھا تھا

۔

میر کی نظریں ہالے کے سفید چہرے پر تھیں۔۔

آپ کب سے اس فیلڈ میں ہیں۔

وہ بات کرنے کے لیے پوچھنے لگا۔

ہیر نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر سے میگ پر نظریں جمادیں۔

چار سال سے۔۔

ہالے نے چونک کر اسے دیکھا پھر لاپرواہی سے بتادیا۔۔

واوا آگے فیوچر میں کیا پلین ہے آپکا۔

وہ پھر سے بولا ہالے نے اکتائی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا جو ایویں ہی کمبل ہو رہا تھا۔

شادی کا۔۔

وہ بولی تھی۔

سردار بھابھی آپکو سردار بروبلا رہے ہیں۔

وہ میگ میں گھم ہوئی ہیر سے بولا۔

ہیر نے اسے حیرت سے دیکھا۔

وہ محل میں نہیں ہیں رات کو آئیں گئے وہ آوٹ آف سٹی ہیں۔

وہ اسے جتاتے ہوِے بولی۔

میرا مطلب تھا رائنہ چاچی نے بلایا ہے میں بھی پاکستان آکر بھلکڑ ہوتا جا رہا ہوں۔

وہ جیسے تاسف سے بولا تھا۔

ہیرا سے سنجیدگی سے دیکھتی ہوئی اٹھ کر چلی گئی۔

کس سال شادی کریں گئیں آپ۔

وہ ہیر کے چھوڑے ہوئے صوفے پر بیٹھتا ہوا عجلت بھرے لہجے میں پوچھنے لگا۔۔

ہالے نے اس بار اسے غصے سے دیکھا۔

اسی سال کے آخر میں کیوں آپکو میرا انٹرویو چھاپنا ہے کہی۔

وہ لیپ ٹاپ بند کرتی ہوئی بولی۔

وہ کھسیا۔

نہیں تو میں اپنے بارے میں آپکی رائے جاننا چاہ رہا تھا لیکن کیا ہم شادی اس سے اگلے سال میں کر سکتے ہیں؟ آپکو کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا نا۔

وہ گلاس نیچے رکھتا سنجیدگی سے پوچھتا ہالے کو حیرت میں ڈال گیا تھا۔

ایکسیوز می بڑی خوش فہمی ہے آپکو اپنے بارے میں۔

وہ کھڑی ہوتی غصے سے بولتی چپل ہیل پہننے لگی۔

وہ بھی کھڑا ہوا۔

آپکو میرے جیسا ہینڈ سم شوہر نہیں ملے گا سوچ لیں ایک دو دن تک مجھے کوئی جلدی نہیں۔۔۔

وہ ڈھیٹ تھا ہالے جان چکی تھی۔

میری انگیجمنٹ ہو گئی ہے وہ بھی میرے کزن سے ڈیڑھ سال پہلے سو آپ کہی اور جا کر اپنا لک ازمائیں۔۔

سنجیدگی سے اسے دن میں تارے دیکھاتی وہ ٹک ٹک کرتی وہاں سے چلی گئی۔۔

شاہ میر نے زور سے پیر پٹخا۔

ہاہاہا۔۔

جاندار قہقے پر وہ پیچھے مڑا جہاں شہنمام پیٹ پر ہاتھ رکھے ہنستا ہوا قریب آ رہا تھا۔۔

شاہ میر نے غصے سے اسے دیکھا۔

پرپوز کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھ لیتے تو شرمندگی سے بچ جاتے یہ ہمارے پڑوس میں رہتی ہے بڑی غصے والی ہے اور منگنی شدہ بھی اسکا منگیتر پولس میں ہے سو اب اسے مت چھیڑنا دوسرا یار کہی اور ٹرائے

کر وہ تو ویسے بھی تم سے عمر میں بڑی ہے سردار برو کی کلاس فیلو تھی وہ

--

وہ مسکراتے ہوئے کہتا صوفے پر گرا سا تھا۔

شاہ میر نے غصے سے اسے گھورا۔

پھر بیٹھ گیا۔

پھر تو بس مہدیہ ہی۔۔۔

ائے کا نے میرا مطلب ہے وہ تمہاری بہن ہے بہن کے بارے میں کونا

ایسے سوچتا ہے بھلا۔۔

وہ اسکی بات بیچ میں اچکتا بھوکھلا کر بولتا سیدھا ہوا تھا۔

سگی نہیں ہے میرے چاچو کی بیٹی ہے وہ۔

شاہ میر نے اسے گھورتے ہوئے بتایا۔

تو پھر کیا ہوا اب اپنے گھر کی لڑکی کو ایسی ویسی نظر سے دیکھو گئے تو گناہ ہو گا دوسرا ابھی صبح ہی تمہاری امی نوشین انٹی سے کہہ رہیں تھی مہدیہ اور شاہ میر بلکل بہن بھائی جیسے لگتے ہیں شکلیں بھی ایک دوسرے سے ملتی ہیں میں تو شاہ میر کی شادی اپنے میکے میں کروں گئی سب سے خوبصورت لڑکی سے۔

وہ جلدی سے بولتا شاہ میر کو حیران کر گیا۔

بکواس نا کرو تم۔

شاہ میر تپ کر کہتا وہاں سے نکل گیا۔

بڑا آیا میری جانو پر نظر رکھنے والا کانا کہی کا۔۔

جبکہ وہ اسے جی بھر کر کوستا ہوا وہاں سے ٹلا تھا۔

''''''''''''''''''''''''''..............................''''''''''''''''''''''''''''..........................''''''''''''''''''''''''''

رائنہ کبڈ میں کپڑے رکھ رہی تھی جو وہ ہیر کے لیے ابھی لے کر آئیں تھیں۔۔

تب ہی دروازے پر ہلکی سی نوک ہوئی اور وہ ساکت ہوئیں تیمور خانم کو کمرے میں آتے دیکھ کر۔۔

وہ لب بھینچے انہیں دیکھتی رہیں۔۔

رائنہ کیا میں اندر آسکتا ہوں۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے۔

آپ غالباً کمرے میں آچکے ہیں۔

سینے پر ہاتھ باندھتی وہ طنز سے بولیں تھیں۔

وہ ہلکا سا مسکرائے۔

یہ آپ کے لیے۔

گلابی رنگ کا پھول اسکی طرف بڑھاتے ہوئے وہ بولے تھے،

جواباً رائنہ نے ناک سکوڑا۔

تیمور صاحب میں بچی نہیں ہوں جو پھول وغیرہ سے بہل جائے۔

وہ غصے سے بولتی کبڈ کا ڈور بند کرنے لگیں۔

رائنہ آپ جانتیں ہیں نا آپکو پھول بہت پسند تھے اور میں روز رات کو آپکے لیے پھول لایا کرتا تھا آپ کہتیں تھیں سونے چاندی کی چاہ نہیں مجھے، مجھے صرف آپکے ہاتھ سے روز پھول چاہیے، رائنہ غلطی آخر انسانوں سے ہی ہوتی ہے۔

وہ کہتے ہوئے نزدیک چلے آئے۔۔

رائنہ کی آنکھیں جھلملائیں لیکن وہ خود پر قابو پا گئیں۔۔۔

غلطی نہیں گناہ کہیں تیمور صاحب میری محبت ووفا سے دغا کیا تھا آپ نے وہ اذیت بھرے پل مجھے بھولتے نہیں ہیں۔

وہ سنجیدگی سے کہتی بیڈ کی چادر درست کرنے لگیں۔

ہاں گناہ ہی ہوا تھا لیکن گناہ کی بھی معافی ہوتی ہے رائنہ کیا جب میں مرجاوں گا تمہارا دل تب نرم پڑے گا۔

وہ سنجیدگی سے پوچھتے رائنہ کا دل دہلا گئے تھے۔

یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔

وہ شدید غصہ ہوئیں۔

وہ پرپل کلر کے ایمبرائیڈری والے نفیس سے سوٹ میں تھیں جو انکے سراپے پر بہت جچ رہا تھا۔۔

وہ مسکراتے ہوئے جوابا رائنہ کو سینے سے لگاتے اسے خود میں سمو گئے تھے۔

رائنہ نے حصار توڑنے کی بہت کوشش کی لیکن پھر تھک ہار کر انکے سینے پر سر رکھتیں وہ گھٹ گھٹ کر رودیئں تھیں۔

ناراضگی پل میں رفو چکر ہوئی تھی بس وہ اسی پہل کی منتظر تھیں جسے تیمور خانم نے انا کی جنگ میں لڑتے دیر کردی تھی۔۔

کسی کی پرائیوسی میں دخل دینا بیڈ مینرز ہیں ہیر۔

Zubi Novels Zone

وہ پل میں ساکت ہوئی۔

وہ سرخ چہرہ لیے بمشکل پلٹی تھی۔۔

وہ سیاہ پینٹ شرٹ زیب تن کیے مسکراتی نظروں سے ہیر کی متغیر ہوتی رنگت کو دیکھ رہا تھا۔

وہ میں انہیں دیکھ تو نہیں رہی تھی میں تو کھڑکی سے یہ دھول صاف کر رہی تھی اندر کیا ہو رہا ہے کیا نہیں مجھے کچھ نہیں پتا۔۔

کترا کر کہتی وہ جھت سے انکے قریب سے گزر گئی۔

ہیر کو بہانے بنانے آتے تھے لیکن اسکے نہانے کتنے کچے ہوتے تھے اگلا بندہ جان جاتا تھا۔۔

وہ جانتی تھی وہ اسکے پیچھے ہی چلتے ہوئے آرہے ہیں اسلیے وہ اپنی رفتار تیز کر گئی تھی۔

''''''''''''''''''''''''''''''''::::::::::::::::::::::::''''''''''''''''''''''''''''''''::::::::::::::::::::::::''''''''''''''''''''''''''''''''

::::::::

شادی کو پانچ دن رہ گئے تھے لڑکیوں کے بازاروں کے چکر ہی ختم نہیں ہو رہے تھے جبکہ ہیر کا گھر سے نکلنا بند ہو چکا تھا انکے خاندان میں رواج

تھا سردار کی دلہن مایوں کی دنوں گھر سے باہر نہیں نکلتی تھی اور پانچ
دن تک اسے لگتار پیلے رنگ کے ہی کپڑے پہننے ہوتے تھے،
بالوں کو تیل لگا کر کس کے باندھا ہوا تھا اسنے کوئی ہار سنگار نہیں کرنا تھا
ان دنوں یہ بھی وہاں ایک اہم رسم تھی جو کہ ہیر کو نبھانی ہی تھی۔
وہ پچھلی طرف بنی سیڑیوں پر بیٹھی ہوئی خاموشی کو محسوس کر رہی تھی،
جارجٹ کا ہلکے پیلے رنگ کا سوٹ اوپر جارٹ کا ہی سلور پٹی والا دوپٹہ
لیے وہ چونکی تھی۔۔
محصوص دلفریب مہک ناک کے نتھوں میں جیسے گھسی تھی۔
وہ گھبرا کر دوپٹہ پیشانی تک کھینچ گئی اور پلو سے ناک تک چہرہ چھپا گئی۔۔
کیا ہو رہا ہے۔
وہ اسکے ساتھ بیٹھتا ہوا پوچھ رہا تھا جبکہ وہ گھبرا کر اٹھتی وہاں سے بھاگ
نکلتی اگر وہ ایک جھٹکے سے اسے کھینچ کر اپنی گود میں بٹھا نا چکا ہوتا تو۔۔

وہ حیرت سے دنگ کمر کے گرد نرم گرفت کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھتی رہی۔

میں دیکھ رہا ہوں میری ہیر کل سے مسلسل مجھے اگنور کر رہی ہے چہرہ تک نہیں دیکھا یا اپنا کیا ناراض ہو مجھ سے۔۔

وہ ہنوز اسے گود میں لیے گھمبیر لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

وہ اٹھنے کی کوشش میں تھی۔

جبکہ وہ اسکی کوشش کو ناکام بنائے ہوئے تھا۔

دوپٹہ ہنوز چہرے پر دو انگلیوں کی مدد سے پکڑا ہوا تھا۔

ہیر چہرہ نہیں دیکھاؤ گئی مجھے۔

پیشانی اسکی ناک سے لگائے وہ دلفریب لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

قربت بے پناہ تھی جو ہیر کی جان پر بننے لگی تھی۔

پہلے چ چھ چھوڑیں پھر دیک دیکھاوں گ گی۔۔۔

وہ گھبرا کر ٹوٹے پھوٹے فقرے بمشکل بول پائی تھی۔۔

اوکے دیکھاو پھر۔۔

وہ اسے کھڑا کرتا ساتھ خود بھی کھڑا ہوا تھا ہیر کا چہرہ دھواں چھوڑنے لگا تھا جسم و جان میں کرنٹ سا دوڑنے لگا تھا انکے خمار آلود لہجے پر۔

وہ تین چار قدم پیچھے ہوئی۔

مما نے کہا ہے پانچ دن تک آپکو چہرہ نا دیکھاوں اگر آپ کہیں پھر بھی نا دیکھاوں اس سے مجھے نظر لگ سکتی ہے اور روپ بھی نہیں آئے گا آپ

نے دیکھ کر کیا کرنا ہے میں نے تو چہرہ بھی نہیں دھویا اور پیشانی بھی تیل سے تر ہے آپ یقیناً ڈر جائیں گئے۔

وہ بہت اعتماد سے بولتی انہیں دیکھنے لگی تھی۔

جبکہ وہ کھل کر مسکراتا گردن مخصوص انداز میں پیچھے گرا گیا تھا۔

مائی گڈنیس ہیر کہاں سے اتنی معصوم باتیں لاتی ہو یار اور دوسری بات تم کیسی بھی لگو غاذان تیمور کو کسی شہزادی سے کم نہیں لگتی ہو۔۔

وہ اسکے چہرے سے دوپٹہ ہٹاتا ہوا مسکراتے لیکن نرم لہجے میں بولا تھا۔

وہ گہری نظروں سے ہیر کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔

ہیر انہیں چمکتی آنکھوں سے دیکھے گئی۔

کیا کوئی تھا ہیر کے غاذان تیمور جیسا۔۔

بہت خوب سچ ہی کہا تھا پھپھی نے کہ ان پر نظر رکھنا سردار صاحب اس گھر میں کنوارے بھی رہتے ہیں کچھ تو انکا ہی لحاظ کر لیا کریں انکے دل جلتے ہیں ایسے رومینٹک سین پر۔۔

وہ تپ کر کہتا انکے قریب آچکا تھا جبکہ ہیر شرم سے کرنٹ کھاتی چار پانچ قدم پیچھے ہوئی چہرہ پھر سے دوپٹے سے ڈھک لیا۔

بکواس بند کرو اور چلو میرے ساتھ۔

اسکا بازو کھینچ کر وہ بولا تھا۔

میں پھپھو کو پھر بھی بتاوں گا۔

وہ دھمکی اب ہیر کو دے رہا تھا۔

ہیر نے سردار غاذان کو پریشانی سے دیکھا۔

ڈونٹ وری ہیر اسکی جرات نہیں ہمارے خلاف شکایت لگانے کی۔

Zubi Novels Zone

وہ مسکراتے ہوئے بولتا اس کھینچ کھانچ کر زبردستی لے گیا تھا۔

انکے جاتے ہی دوپٹہ چہرے سے ہٹاتی وہ سیاہ آسمان کو دیکھنی لگی چہرہ شفق کی لالی پکڑنے لگا تھا ہونٹ بھینچے وہ ہل کر رہ گئی تھی۔۔

وہ حیرت سے پیچھے پلٹی جہاں سے عجیب ہی آواز آئی تھی۔

وہ دانت نکالے ہیر کو دیکھ رہا تھا۔

یہ کیا طریقہ تھا اگر میرا ہارٹ فیل ہو جاتا تو۔

وہ اسکی عجیب سی آواز پر ڈر گئی تھی۔

وہ جواباً بنا کچھ بولے اسکے ساتھ بیٹھا تھا۔

ہیر نے اسے گھورا اور زرا فاصلے پر ہوئی۔۔

یار کمال کرتی ہو چڑیلوں کے کونسا دل ہوتے ہیں ویسے تمہاری اُس نند کی قریب کی نظر کمزور ہے اسے میرے بارے میں بتاو میری تعریفیں

Zubi Novels Zone

کرواسکے سامنے پلیز زچڑیل میں تمہیں بدلے میں کسی انسان کا خون لادوں گا۔

وہ بنا اسکے خونخوار چہرے کو دیکھے بس اپنی ہی ہانپے جا رہا تھا۔

لیکن پھر وہ کراہا تھا۔

پشت پر ہتھوڑا پڑا تھا جیسے۔

اس نے حیرت سے دبلی پتلی سی لڑکی کو دیکھا۔

تمہارا ہاتھ ہے یا ہتھوڑا کیا وہ تمہیں ہمیں مارنے کے لیے ٹرین کروا رہے ہیں حد ہے ویسے اب دیکھنا کیا کرتا ہوں میں تمہاری ساس سے چغلیاں کیا کروں گا تمہاری۔

وہ غصے سے بولا۔

میری بلا سے جس سے چاہے کرو لیکن مجھ سے دور رہنا سر درد کر دیا ہے تم نے میرا۔

وہ غصے سے لیکن آہستہ آواز میں چیخی تھی۔

ہیر!

حیرت بھری آواز پر وہ دونوں ہی پلٹے تھے۔

وہ پریشان ہوئی۔

یہ تنگ کرتا ہے مجھے اس لیے چیخی تھی میں۔

وہ روہانسے لہجے میں اپنی صفا

آپ بہت پیاری لگ رہیں ہیں آج۔

شہنام نے گرین سوٹ میں ملبوس مہدیہ کا راستہ روک رکھا تھا اور اب تعریف کرتا اسے ٹھٹھکا گیا تھا۔

مہدیہ نے غور سے اسے دیکھا وہ گڈ لوکنگ تھا اور آج تو سوٹ پہنے وہ اور زیادہ اچھا لگ رہا تھا۔

شرم نہیں آتی لڑکیوں کو روک کر انکی تعریفیں کرتے ہوئے۔

وہ بہت تیکھے لہجے میں اس سے پوچھ رہی تھی۔

لڑکیوں کی نہیں میں نے صرف ایک اکلوتی لڑکی کو روک رکھا ہے اور تعریف بھی اس کی کی ہے اور دوسرا اتنی غصے والی کیوں ہو شادی تو کرنی ہے نا کسی سے تو مجھ سے کر لو اچھا ہوں پڑھا لکھا ہوں مصر کا شہری ہوں مصر میں تو لڑکیاں سارا دن پھول لے کر کھڑی رہتی تھیں کہ کب شہنام گزرے اور ان پر پیار کی نظر برسائے، لیکن آپکو میری قدر ہی نہیں ناٹ فیئر مس مہدیہ سہیر۔۔

وہ جھوٹ سچ کی ملاوٹ کرتا روہانسی شکل بنا چکا تھا۔۔

مہدیہ نے آئی برو اچکائے پھر سر ہلا دیا۔

راستہ دیں۔

سنجیدگی سے کہتی وہ اسکے قریب سے گزر گئی تھی۔۔

شہنام نے محبت سے اسکی پشت دیکھی اور پھر پریشان ہوا۔

شاہ میر سیڑیوں پر کھڑا کافی سنجیدگی سے اسے گھور رہا تھا۔

وہ دراصل انہیں انکی امی کا پیغام دے رہا تھا وہ باہر انہیں بلا رہیں تھیں

نا۔

وہ جلدی سے بھوکھلاتے ہوئے بولا۔

تمہیں کیا پیغام پہنچانے کے پیسے ملتے ہیں سب جانتا ہوں میں پاگل سمجھ

رکھا ہے کیا الو کے شکل والے۔

غصے سے کہتا شاہ میر کمرے میں جانے کے لیے پلٹ گیا کہ ابھی اسکی تھوڑی تیاری رہتی تھی۔۔

الو کی شکل والا کسے کہہ گیا یہ، میری تو اتنی پیاری شکل ہے جیلس پیپل ہیں یہاں میری خوبصورتی سے۔۔

وہ غصے سے بولتا باہر جانے کے لیے بھاگا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

رائنہ بہت خوش تھی آج،

وہ نوشین اور شرمین سے بات کر لیتیں تھیں اب۔

خوبصورت گرین سوٹ پہنے سر پر سرخ کامدار دوپٹہ لیے وہ ہاتھوں میں سفید گجرے پہنے تھیں،

سونے کا نازک سا سیٹ پہنے وہ یقیناً بہت خوبصورت لگ رہیں تھی عورتوں سے ملتی ملاتی وہ دور کھڑے تیمور صاحب کا دل دھڑکا رہیں تھیں۔

آئی لو یو موم۔

وہ پیچھے سے آتا انکے کندھے پر سر رکھتا ہوا بولا تھا۔

وہ شفقت سے مسکرائیں،

آئی لو یو ٹو غازان،

وہ اسے سامنے کرتی نم آنکھوں سے اسے دیکھتی ہوئیں بولیں تھیں۔

آپکی آنکھیں نم کیوں ہیں موم، آپ جانتی ہیں نا مجھے آپ روتی بلکل اچھی نہیں لگتیں۔

وہ سنجیدگی سے بولا۔

خوشی کے آنسو ہیں غازان اس دن کے لیے میں نے بہت سی دعائیں مانگی تھیں کہ اللہ یہ دن میری زندگی میں جلد لے آئے میں اپنے بیٹے کو دلہا بنے دیکھوں تو بس تشکر سے آنکھیں نم ہو گئیں،۔

وہ نمی چنتی آخر میں بولتی مسکرائیں تھیں۔۔

غاذان نے پہلے تو انکی پیشانی چومی پر انہیں اپنے کشادہ سینے سے لگالیا۔

.غاذان لوگ تمہیں مبارکباد دینا چاہتے ہیں چلو میرے ساتھ

وہ بولتے ہوئے آِے تھے۔؛

وہ سر ہلاتا سامنے بڑے سے بنے سٹیج کی طرف پر وقار چال سے چلتا

سیڑیاں چڑ گیا تھا۔

خادم اور دو گارڈز ہمہ وقت پیچھے تھے وہ اتنی بڑی تقریب میں اسے اکیلا

نہیں چھوڑ سکتے تھے۔

کیا خیال ہے دوبارہ نکاح کر لیں ہم دونوں۔

وہ ہاتھ پشت پر باندھے دھیمی مسکان ہونٹوں پر لیے اپنی خوبصورت

بیوی سے بولے۔

رائنہ کا چہرہ پل میں سرخ ہوا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

آپ کو حیا آنی چاہیے۔

وہ جواباً بس یہی بول سکیں تھیں۔

حیاء تو عورتوں کا گہنا ہے رائنہ میں نے اپنی نادانی میں زندگی کے بہت سے سال ضائع کر دیئے ہیں لیکن جو بچے ہیں انہیں میں ضائع نہیں کرنا چاہتا اب زندگی کا ہر پل میں آپکے ساتھ خوشیوں اور محبت سے کشیدہ کرنا چاہتا ہوں مائے لو۔۔

دھیرے سے انکے ہاتھ تھامے وہ محبت سے چور لہجے میں بولتے رائنہ کا دل دھڑکا گئے۔

سب دیکھ رہیں آپ جائیں غاذان انتظار کر رہا ہو گا۔

وہ ہاتھ کھینچتی سرخ چہرے سے بولتی وہاں سے کھسکی گئیں تھیں۔

وہ مسکراتے ہوئے بیٹے کے پاس جانے کے لیے پلٹے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس عمر میں بھی انہیں کوئی شرم لحاظ نہیں۔

شرمین نے حسد سے کہا تھا۔

نوشین جواباً کچھ نہیں بولیں وہ اٹھ کر اپنے بھائی بھاوج کے استقبال کے لیے اٹھ گئیں تھیں۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

ہیر بھابھی یہ آپ ہیں۔

مہدیہ نے واضح حیرت کا اظہار کیا تھا۔

وہ واقعی پہچانی ہی نہیں جا رہی تھی۔

ہیر سر جھکاتی مسکرا دی سب لڑکیاں اسکے کمرے میں براجمان تھیں۔

وہ سب بہت خوبصورت لگ رہیں تھی وہ سب پیلے لہنگے پہنے گرین دوپٹے

کندھوں پر ڈالے انکی تیاری بھی دیکھنے لائیک تھی۔

مہرینہ پیلا کا مدار لہنگا پہنے گرین کرتی گرین ہی دوپٹہ ایک کندھے پر سیٹ کیے اسنے بالوں کی چوٹی بنا کر آگے کو ڈال رکھی تھی بڑے بڑے بالے پہنے وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

باہر چلیں اب سب لوگ مہندی کی دلہن کا انتظار کر رہے ہیں۔

مہرینہ نے اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔

ہیر پریشان ہوئی۔

باہر سب ہوں گئے مجھے شرم آئے گئی۔

وہ بے بسی سے بولی۔

تو آپ ایسا کرنا مینیج کریں وہاں سردار صاحب کے علاوہ کوئی نہیں ہے جو آپکو دیکھنے والا ہو اب ٹھیک ہے۔

شزرا کے مزاق سے کہنے پر اسنے بے بسی سے مہرینہ کو دیکھا۔

کچھ نہیں ہو گا آپ بس نظریں جھکائے رکھنا اور چلتے جانا اور پُر اعتمادی سے قدم اٹھایئے گا جیسے سردار غاذان چلتے ہیں۔

بیڈ پر پڑا سرخ ریشمی دوپٹہ اٹھاتی وہ بولی تھی،

دوپٹہ بہت پیارا تھا جو چاروں نے ایک ایک کونے سے پکڑا تھا۔

وہ دھیمی مسکان سے سر جھکا گئی چہرہ اچانک ہی دھنک رنگ اوڑھنے لگا تھا کسی کے دلکش تصور سے،،

وہ جب مین اینٹرس میں آئیں تو اوپر سے دھڑم سے پھولوں سے بڑی بالٹی ان پر برسائی نہیں جیسے گرائی گئی تھی۔۔

ان سب نے حیرت سے سر اٹھایا تھا .

وہ جواباً اُن سب کو دیکھتا ڈھیٹ پن سے مسکرایا تھا۔

یہ کیا حرکت تھی کیا ایسے پھول برسائے جاتے ہیں۔۔

مہرینہ نے غصے سے سر اٹھا کر پوچھا تھا۔۔۔۔

آپ سب کو تو خود پر رشک آنا چاہیئے کہ دی گریٹ شہنام صدیقی نے آپ سب پر پھول برسائے ہیں ورنہ مصر میں تو لڑکیاں ترستی تھیں میری ایک ہلکی سی مسکان کے لیے۔

فخر سے کہتا وہ دوسری پھولوں سے بڑِی بالٹی ایک دم سے مہدیہ پر پھینکتا مسکرایا تھا۔۔

مہدیہ نے حیرت سے پھولوں سے بڑے اپنے کپڑے بال دیکھے تھے پھر غصے سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

سب لڑکیوں کے گھورنے پر وہ مسکرایا تھا۔

جواباً وہ دانت نکوستا سامنے سے آتے سردار کو غاذان کو دیکھ کر سر یس ہوا وہ سٹیج اترتا خشمگیں نظروں سے اسے دیکھتا ہوا چلا آرہا تھا۔

وہ پل میں بالکنی سے غائب ہوا تھا۔
ہیر کی نظریں اپنی طرف آتے مرد پر تھیں وہ سفید سوٹ والا مرد آنکھوں میں بے پناہ محبت کے جگنو لیے چلتا ہوا اسکے پاس آرکا تھا۔
وہ سانس روکے انہیں دیکھتی رہی تھی جو اسکا ہاتھ ہاتھوں میں لیے بنا لوگوں کی شوق نظروں کی پرواکیے اسے لیے ہوئے آگے بڑھا تھا۔
, ہیر انہیں دنگ نظروں سے دیکھتی ہوئی چل رہی تھی
کیمرہ مین نے بہت سے خوبصورت پل کمرے میں کیپچرز کیے تھے۔

اسے احتیاط سے سٹیج پر لاتا وہ اسے بہت نرمی سے بٹھا بھی چکا تھا۔

لڑکے لڑکیاں سٹیج پر چڑھ چکے تھے۔

اور پھر رشک سے لوگوں نے ساکت بیٹھی لڑکی کو دیکھا تھا جسکا شوہر

اسکے سر سے بہت سے پیسے وار کر ملازموں کو پکڑا چکا تھا ایسا انوکھا شوہر

پہلی بار لوگوں کو دیکھنے کو ملا تھا۔۔

ہیر کی آنکھیں ڈبڈبائیں، ٹھوڑی ہلکی سی کانپی،

تشکر کا ایک آنسو پلکوں کی بار پھلانگتا ہوا باہر نکل آیا تھا۔۔

وہ اب تھوڑا دور کھڑا شہنام کی گردن دبوچے کھڑا تھا۔۔

تم سے میں نے ایسے پھول برسانے کو کہا تھا۔

وہ درشتگی سے پوچھ رہا تھا۔

وہ وہ میں بھول گیا تھا اور جب بھابھی اینٹرس میں آئیں تو یاد آیا اور میں پھر پھولوں کی بالٹی لیے ہی بھاگا تھا میرا کیا قصور ہے ایک مرد ہوں اور کام آپ نے ہزاروں مجھ معصوم پر چھوڑے ہوئے ہیں۔

وہ سر جھکاتا منمنایا تھا۔

"مرد کے بچے اب اگر کسی کو تنگ کیا تو ٹانگیں توڑ دوں گا تمہاری، اپنی مہندی کا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ ابھی الٹا لٹکا دیتا۔

وہ غصہ ہوا تھا اسکی نالائق حرکتوں پر۔۔

سردار غاذان ادھر آئیں زرا۔۔

تیمور صاحب نے اسے اشارا کیا اور وہ باپ کی طرف بڑھا گیا شہنام نے شکر کا کلمہ پڑھا اور سٹیج پر بڑی شان سے چڑھا تھا۔

اسنے شرمائی سی لڑکی کو گھور کر دیکھا۔

آپ اپنے شوہر کو سمجھالیں جہاں دل کرتا ہے بے عزتی کر دیتے ہیں میں اب انکی سر دری کا لحاظ نہیں کروں گا۔

وہ ہیر کے کان میں غرایا تھا۔

ہیر نے چونک کر اسے دیکھا پھر بے ساختہ نظریں دور کھڑے مرد پر گئیں وہ مسکراتے ہوئے کسی سے بات کرتا اچانک ہی نظریں ہیر پر ڈال گیا تھا نظروں کا تصادم بڑا پیارا تھا،

وہ سر جھکا گئی اور وہ دلکشی سے مسکرا دیا۔۔

جبکہ شہنام نے دونوں کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا تھا

******************؛؛؛؛؛؛؛؛*******؛؛؛؛؛؛؛؛

**؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛

رائنہ نے ہیر پر پیلی چادر اوڑھی اور چھ سونے کی چوڑیاں پہنائیں تھیں ماتھا چوم کر وہ اٹھ گئیں باری باری سب اسے کچھ نا کچھ دیتے اور منہ میٹھا کرواتے سردار غاذان تو کب سے اسے نظر ہی نہیں آیا تھا۔

تب ہی لان میں چار پولیس اہلکار اچانک ہی آئے تھے ساتھ سفید قمیض شلوار میں ملبوس رانا تھا۔۔

وہ مسکراتا ہوا تیمور صاحب اور سہیر صاحب سے ملتا ان سے کچھ کہنے لگا تھا وہ بات سنجیدگی سے کر رہا تھا تیمور صاحب اور سہیر صاحب پریشانی سے فق ہوتے چہرے سے وہ پیپرز دیکھ رہے تھے جو اسنے انہیں پکڑائے تھے۔

رانا کے چہرے پر شاطر سی مسکان چمکی داور کو دیکھ کر داور بھی جواباً انگوٹھے کا او کے کر گیا۔۔

یہ شادی نہیں ہو سکتی تیمور خانم صاحب مجھے کیا پتا تھا یہ لڑکی اب آپ کے گھر میں گھس آئی ہے مجھے لگا میرا سارا کچھ لے کر کہی اور بھاگ گئی ہو گئی میں نے بہت تلاشا اسے لیکن مجھے یہ کہی نہیں ملی، اسے میں نے اریسٹ بھی کیا تھا چوری کے جرم میں میرے پاس اُسکی جیل کی تصویر بھی ہے آپ خود دیکھ لیں۔

اسنے کہتے ہی تصویر تیمور صاحب کی طرف بڑھائی تھی۔

تیمور صاحب نے لرزتے ہاتھ سے تصویر تھامی۔۔

سلاخوں کے پیچھے بیٹھی گھٹنوں پر سر رکھے وہ کمزور سی ہیر ہی تھی کالی چادر سر پر مضبوطی سے جمائے وہ سامنے ہی دیکھ رہی تھی۔

وہ بہت اونچا اونچا بول رہا تھا جسکی بنا پر بہت سے لوگ اسکی بات سنتے اسکے آس پاس جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔۔

تم جھوٹ بول رہے ہو میری بہن ایسی نہیں ہے گھٹیا انسان تمہیں جان سے مار دوں گا میں۔۔

خیام جو کب سے اسے ساکت نگاہوں سے دیکھ رہا تھا ہوش آنے پر اسکا گریبان پکڑتا غصے سے چلایا تھا۔

رانا نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے کیا۔

ایک پولیس والے کا گریبان پکڑنے کا جرم جانتے ہو تم اور تم اتنا حیران کیوں ہو رہے ہو اپنی بہن کے جرم میں تو اسکے ساتھ تھے ہاں اگر اسنے تمہیں نکاح کا نہیں بتایا تھا تو اس سے جا کر پوچھو اور نکاح نامہ غور سے پڑھ لو سمجھے۔

رانا گریبان ٹھیک کرتا غصے سے چلایا۔

خبردار اگر میری بہن کا نام بھی لیا تو جان سے مار دوں گا تمہیں کمینے انسان۔

وہ درشتگی سے چلاتا اسکی طرف بڑھا تھا جب پولیس والوں نے اسے پکڑا تھا۔

ہیر جو سب لڑکیوں کے مزاق مستی کو دھیمی مسکان سے انجوائے کر رہی تھی خیام کی اونچی غصے سے بھری آواز پر وہ چونک کر سامنے دیکھنے لگی تھی،

مہرینہ حیرانگی سے سامنے دیکھتی سرعت سے نیچے کی طرف بڑھی تھی،

لڑکیاں بھی حیرانگی سے سامنے دیکھنے لگی تھیں جہاں رانا اور خیام آپس میں گتھم گتھا تھے لیکن پھر پولیس والوں نے غصے سے خیام کو قابو کیا تھا۔

وہ اٹھتی ہوئی بنا کچھ سوچے نیچے بھاگی تھی۔۔

رائنہ نوشین شرمین بھی سب اسکے پیچھے اتریں۔۔

کیا ہوا ہے خیام۔

مہرینہ نے پریشانی سے پوچھا۔

وہ جواباً قہر بھری نظروں سے شاطر چہرے والے کو دیکھنے لگا پولیس والوں نے اسے ہتھکڑی لگادی تھی۔

تیمور صاحب اور باقی صاحب پریشانی سے ساکت کھڑے تھے جو ہو رہا تھا انکے وہم گمان میں بھی نہیں تھا وہ حیران زدہ تھے،

گارڈز بھی ایک طرف کھڑے تیمور صاحب کے اشارے منتظر تھے۔

خیام تمہیں ہتھکڑی کیوں لگائی ہے کیا ہوا میرے بھائی۔

وہ خیام کے پاس آکر رکتی پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

خیام نے لب بھینچے۔

یہ تصویر تمہاری ہے۔

سہیر صاحب نے ایک تصویر اسکی طرف بڑھائی تھی۔

وہ حیرانگی سے فق ہوتے چہرے سے تصویر تھام گئی پھر نظریں ساکت ہو گئی۔

وہ سفید سوٹ پہنے کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی ساتھ رانا تھا کالی قمیض شلوار میں وہ خوش تھی ہنس رہی تھی کیمرے کو دیکھ کر۔

نہیں۔

اسنے میکانکی انداز میں سر نفی میں ہلایا تھا۔۔

یہ میں نہیں ہوں۔

وہ تصویر پھیکنتی پست آواز میں بولی تھی۔

میں جانتا ہوں آپی یہ آپ نہیں ہیں ریلکس رہیں اس شخص کو میں دیکھ لوں گا۔

ہیر کی آنکھیں برستی دیکھ وہ غصے سے چیخا تھا۔

ہیر نے سب کو حیرت سے دیکھا جو سفید کاغذ کا ٹکڑا باری باری دیکھ رہے تھے۔

اسکی نگاہیں متلاشی اِدھر اُدھر بھٹکیں تھیں لیکن مطلوب چہرہ کہی نہیں دیکھا تھا نگاہوں کو شدید مایوسی ہوئی تھی۔۔۔

Zubi Novels Zone

بات یہ ہے کہ یہ نکاح پہلے ہوا تھا اسلیے سردار غاذان سے مس ہیر سعید رانا کا نکاح باطل ہے انہیں آپ رانا کے ساتھ جانے سے روک نہیں سکتے اگر آپ لوگ زبردستی روکتے ہیں تو آپ پر کاروائی کی جائے گئ۔

اسکے ساتھ کھڑے وکیل نے مضبوط دلائل دیا تھا۔

نکاح۔۔

وہ حیرت سے رانا کی طرف پلٹی وہ اسے دیکھ کر ریشان ہوئی تھی،

جبکہ وہ مسکرایا تھا اسکی حیرت پر،

ہیر کو اسے دیکھ کر خوف آیا تھا۔

لڑکیاں پریشانی سے کبھی ہیر کو تو کبھی رانا کو دیکھتیں۔

لوگ اب دلچسپی سے سارا واقعہ دیکھ رہے تھے۔۔

میرا کوئی نکاح اس سے نہیں ہوا یہ جھوٹ بول رہا ہے سردار کہاں ہیں

میں جھوٹ نہیں بول رہی یہ جھوٹ بول رہا ہے۔

وہ ایک دم سے لرزتی آواز میں وخشت سے چلائی تھی۔

Zubi Novels Zone

مس ہیر یہ سائن آپکے ہیں کیا۔

وکیل نے پیپرز اسکی طرف بڑھاتے ہوئے سپاٹ انداز میں پوچھا۔

ہیر نے غور سے سائن دیکھے،

سائن میرے ہیں لیکن میں نے اس سے نکاح نہیں کیا یہ جھوٹ بول رہا ہے۔

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں اپنی صفائی پیش کر رہی تھی۔

رائنہ نے بے بسی سے اسکا رونا بکھرنا دیکھا تھا انہیں تکلیف ہوئی تھی اسکے یوں رونے سے۔۔

جبکہ تیمور خانم موبائیل کان سے لگائے کھڑے تھے،

توکیا رانا سعید کی تم سے کوئی دشمنی تھی یا آپ کوئی حور پری تھی جسکے لیے وہ سازش کرے گا مان جائیں مس بھابھی کہ یہ نکاح آپ نے کیا

ہے اور اب پیسوں کے لیے ہمارے سردار پر جال بچھا رکھا ہے اپنی معصومیت کا۔

داور کہی سے آتا غصے سے بولتا سب کو حیران پریشان کر گیا۔

تم چپ رہو داور۔۔

تیمور صاحب غصے سے بولے۔

کیوں کیا آپ ایک نکاح شدہ لڑکی کو اپنے بیٹے سے رخصت کریں گئے یہ گناہ آپ کمائیں گئے چاچو سوری ہم تو آپکے اس جرم میں آپکے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے۔۔

داور نے بے لچک لہجے میں کہا۔

خیام نے وحشت سے ہتکھڑی والا ہاتھ جھٹکا لیکن ناکام رہا۔

وہ بھاگ کر رائنہ کے پاس آئی۔

امی یہ جھوٹ بولتا ہے میں نہیں جانتی اس نکاح کو میں تو ایک دو بار ان سے ملیں ہوں میں تو زیادہ جانتی ہی نہیں انہیں۔

رائنہ کے ہاتھ تھامے وہ لرزتے لہجے میں ان سے کہہ رہی تھی رائنہ نے بے ساختہ اسے سینے سے لگایا انکا دل مان ہی نہیں رہا تھا جو یہ آدمی کہہ رہا تھا وہ معصوم بنتی ہی نہیں وہ تھی ہی معصوم پھر وہ کیسے یقین کر لیتیں وہ بہت پریشان تھیں،

بیٹا مجھی تو کچھ نظر نہیں آرہا تھا انہیں۔

تیمور صاحب نے رائنہ کو دیکھ کر رانا کو دیکھا۔

دیکھو ابھی تم جاو بعد میں بات ہو گئی اس بارے میں ابھی تم جا سکتے ہو۔

تیمور صاحب سنجیدگی سے بولے۔

معذرت تیمور خانم لیکن میں اپنی بیوی کو لیے بغیر یہاں سے ایک انچ بھی نہیں ہلوں گا اور اگر مجھے کسی نے روکا تو اسکے خلاف کیس کروں گا میں کچھ غلط تو نہیں کر رہا سارے ثبوت آپکو دیکھا چکا ہوں بلکہ آپ لوگوں کو تو میرا شکر گزار ہونا چاہیئے جو میں نے بروقت ایک دھوکے باز لڑکی سے آپ لوگوں کو بچا لیا ہے۔

وہ سنجیدگی سے کہتے،
لرزتی کانپتی ہیر کی طرف بڑھا تھا۔
دور رہنا میری بہن سے ورنہ تمہیں قتل کر کے میں پھانسی پر چڑھنا پسند کروں گا سمجھے۔

خیام غصے سے کہتا اسکی طرف دوڑا تھا جب راستے میں ہی دو اہلکاروں نے اسے جھکڑ لیا تھا رانا تمسخرانہ انداز میں مسکرایا تھا۔

Zubi Novels Zone

ہے دور رہو اس سے،

مہرینہ ہونٹ بھینچتی غصے سے اس پولیس والے کے ہاتھ جھٹکتی بولی تھی

۔

ڈونٹ ٹچ ہم۔۔

خیام کا ہاتھ پکڑ کر انہیں پر اں کرتی وہ چیخی تھی۔

سہیر صاحب نے حیرت سے بیٹی کو دیکھا تو کیا وہ اسے شوہر تسلیم کر چکی تھی۔

وہ سوچنے لگے تھے۔

خیام نے بے بسی سے بہن کو دیکھا۔

ہیر کا چہرہ آنسوں سے تر ہو چکا تھا۔

کچھ دیر جو چہری دھنک کے تمام رنگ اوڑھ چکا تھا اب وہاں زردی کھنڈ چکی تھی کاجل لگی آنکھیں جن میں کچھ دیر پہلے تمام جہاں کی خوشیاں رقص کر رہیں تھیں وہ اب ویران دیکھنے لگیں تھیں۔۔۔

شہنام بھی یہاں نہیں تھا کیونکہ وہ بھی کہی نظر نہیں آرہا تھا۔۔

تیمور صاحب بیٹے کو مسلسل فون ملا رہے تھے کہ پریس والے بھی پہلے ہی سے موجود تھے اور اب وہ دھڑ دھڑ فوٹو کھینچ رہے تھے اور سوال پر سوال کر رہے تھے۔

چلیں مائی ڈیئر وائف۔

اسکا ہاتھ پکڑتا وہ خباثت سے بولتا ہیر کے خون کی رفتار روک چکا تھا۔

وہ درشتگی سے قسکا ہاتھ جھٹک گی لیکن اسکی پکڑ مضبوط تھی وہ پکڑ اور مضبوط کر گیا تھا،

ہاتھ مت لگانا مجھے۔

وہ چیختی ہاتھ دوبارہ جھٹک گئی تھی۔

رائنہ نے بھی اسکا ہاتھ اسکی کلائی سے پیچھے کیا تھا۔

تم جو کوئی بھی ہو واٹ ایور میری بہو کو ہاتھ لگانا مہنگا پڑ سکتا ہے تمہیں۔

وہ اسے سینے سے لگاتی سرد لہجے میں بولیں۔

وہ ڈھیٹ پن سے مسکرایا۔

آپکی بہو یہ تب ہوتی جب یہ میرے نکاح میں نا ہوتی میری بیوی ہے اس لیے اس پر صرف میرا حق ہے اور کسی کا نہیں۔

وہ دوبارہ اسے اپنی طرف کھینچ کر غصے سے کہتا آگے بڑھا تھا۔

خیام راستے میں آیا تھا پر رانا نے اسے زور سے دھکا دیا تھا اور وہ ہتھکڑی پہنے سمیت ٹیبل پر زور سے جا گرا تھا پیشانی شیشے کے میز سے بڑے زور سے لگی تھی،

مہرینہ بھاگ کر اسکے پاس آئی تھی،

باقی سب ہیر کے پیچھے لپکے تھے سوائے داور کے۔۔

۔

پولیس والے ان سب کو پیچھے پیچھے کرتے رانا کا راستہ ہموار کر رہے تھے۔

چھوڑو مجھے ڈیڈ یہ اچھا انسان نہیں ہے اسنے مجھے بہت تنگ کیا ہے یہ اچھا انسان نہیں ہے۔

وہ پیچھے پلٹتی ہاتھ چھوڑاتی فون پر بات کرتے تیمور صاحب سے چیخ کر بولی تھی اسنے پہلی دفعہ انہیں ڈیڈ کہا تھا۔۔

تیمور خانم غصے سے اسکے پیچھے لپکے تھے۔

رانا نے مسکراتے ہوئے کھلے ڈور سے اسے اندر بٹھانا چاہا تھا جب چار گاڑیاں سرعت سے وہاں رکتی اسے چونکا گئیں تھیں۔۔

گاڑی سے تیزی سے نکلتا کوئی اور نہیں سردار غاذان تیمور تھا پیچھے شہنام صدیقی بھی تھا۔

گلاسز ہاتھ میں پکڑے وہ آتے ہی ہونق بنے رانا کے ہاتھ سے ہیر کی کلائی چھوڑا کر اسے اپنے پیچھے کر گیا تھا۔

رانا نے دور کھڑے دورا کو پریشانی سے دیکھا تھا۔

باقی سب گھر والے بھی پاس پہنچ چکے تھے،

تیمور اور رائنہ کے چہرے پر اب اطمینان جھلکنے لگا تھا۔

ہیر نے بے ساختہ ہاتھ انکی پشت پر رکھا تھا وہ جانتی تھی وہ آ جائیں گئے وہ اسے کبھی یہاں سے جانے نہیں دیں گئے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سردار غاذان میری بات۔۔۔۔۔

اسکے فقرے منہ میں ہی رہ گئے تھے کہ سردار غاذان کا زناٹے دار تھپڑ رانا کا چہرہ گھما گیا تھا۔

چٹاخ۔۔

دوسرا تھپڑ اسے زمین بوس کر گیا تھا۔

رانا سمیت سب پریشانی سے سردار غاذان کے غیض وغضب سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ رہے تھے۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی پنچ انسان کہ تم میری بیوی کو ہاتھ لگاو ہاتھ ناتوڑ دوں میں تمہارے۔

اسے زمین سے اٹھاتا وہ غصے سے غرایا۔

ہیر خیام کے کندھے سے بے ساختہ لگتی انہیں دیکھنے لگی تھی خیام ہونٹ بھینچے رانا کو دیکھ رہا تھا جسکے ناک میں پڑتا مکہ اسکے ناک سے خون باہر لے آیا تھا۔

بس سردار غاذان بس آپ کو کیا لگتا ہے آ کے تھپڑ اور مکے مجھے میری بیوی۔۔

خبردار منہ توڑ دوں گا میں تمہارا۔

وہ مشتعل ہوتے رانا کے ہونٹوں پر قہر سے مکہ مار گیا تھا۔

رانا نے غصے سردار غاذان کا گریبان پکڑا ہی تھا جب اسکے گارڈز رانا پر لپکنے لگے تھے لیکن اسنے روک دیا۔

کوئی اسے ہاتھ نا لگائے یہ میری بیوی کا مجرم ہے اسے میں خود دیکھوں گا۔

وہ سرد لہجے میں نیچے گرے رانا سے بولا تھا گارڈز وہی رک گئے۔

داور نے پیشانی سے پسینہ جلدی سے صاف کیا بازی ایک بار پھر سے سردار غاذان کے ہاتھوں میں چلی گئی تھی۔

یہ بیوی میری ہے سردار غاذان تم سردار ہو تو کیا کسی کی بھی بیوی پر قبضہ کر لو گئے۔

وہ میڈیا کے سامنے چلایا تھا جو دھڑ دھڑ تصویریں بنا رہے تھے۔۔۔

پھر سے بیوی کہا۔

وہ مشتعل ہوتا چلاتا پسٹل گارڈز کے ہاتھ سے چھین کر اسکی طرف بڑھا تھا جب سمیر اور تیمور صاحب نے بمشکل اسے قابو کیا۔

چھوڑیں ڈیڈ اسے سبق سکھاتا ہوں میں آج اچھے سے اگر آپ مجھے فون نا کرتے تو میں وہی فیکٹری میں الجھا کھڑا ہوتا میں سمجھ چکا ہوں ڈیڈ آگ اسی نے ہماری فیکٹری میں لگوائی تھی ورنہ ہماری فیکٹری میں آگ لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وہ غصے سے بولتا اس تک پہنچ چکا تھا جوابا ملکی مسکان سے جیب میں اڑسا اسنے بھی اپنا پسٹل نکال سردار غاذان پر تانا تھا۔

خادم نے بے ساختہ بندوق کا رخ رانا کی طرف موڑا وہ سردار کے آگے کھڑا تھا۔

خادم پیچھے ہٹ جاو اسکی اتنی جرات نہیں کہ مجھ پر گولی چلائے سردار غاذان پر گولی چلانا آسان ہوتا تو اب تک بہت سے لوگ مجھے گولی مار چکے ہوتے۔

وہ خادم کو زبردستی پیچھے کرتا کہتا رانا کی طرف آیا۔

ہیر نے خوف و پریشانی سے سب کو ساکت کھڑے دیکھ جلدی سے خیام سے پیچھے ہوتی سردار غاذان کے پیچھے بھاگی تھی،

وہ ان کا دوسرا بازو تھام چکی تھی۔ سردار غاذان نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

یہ جھ جھوٹ بولتا ہے میں نے کوئی نکاح اس سے نہیں کیا یہ جھوٹ ہے اسنے مجھے ایک بار جیل میں بھی بند کیا تھا۔

وہ اپنی طرف سنجیدگی سے دیکھتے سردار غاذان سے لرزتے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

سردار غاذان نے اس پر سے نگاہ ہٹا کر رانا کو دیکھا جسے اب گارڈز پکڑے ہوۓ تھے جبکہ پولیس والے اور اسکا وکیل ایک دوسرے سے جھڑپ کر رہے تھے۔

یہ رہا نکاح کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں اس پر تاریخ اور سائن دیکھ لیں آپ لوگ پھر مجھے جھوٹا کہیئے گا اور دوسرا سردار غاذان کے نکاح کی ڈیٹ دو ماہ بعد کی ہے تو آپ سب لوگ خود بتائیں کیا یہ میری بیوی ہو گئی یا سردار غاذان کی یہ سردار ہیں تو کچھ بھی کریں گئے کیا،

میرا کیا قصور تھا مجھے تو خود آج پتا چلا ہے کہ میری بیوی بنا مجھ سے خلع لیے سردار سے شادی کر رہی ہے تو میں دوڑا چلا آیا میں ایک ماہ سے آوٹ آف کنٹری تھا کیا غریب بندے کی کوئی ویلیو نہیں اس امیروں کی ریاست میں۔۔

وہ گارڈز سے بمشکل خود کو چھڑاتا میڈیا والاوں کے سامنے نکاح نامہ کرتا مصنوعی بے بسی سے چلایا تھا۔

ہیر نے وخشت سے اس جھوٹے مکار انسان کو دیکھا پھر سردار غاذان کی بھینچی مٹھیوں کو۔

'

وہ لرزتے وجود سے اپنے خدا سے دعا گوہ تھی،

سہیر اور خشام سب مہمانوں کو معذرت کے ساتھ رخصت کرنے لگے تھے جب سردار غاذان نے ہاتھ اٹھا کر انہیں جانے سے منع کرتے ہوئے قدم رانا کی طرف بڑھائے تھے

سردار غاذان تیمور آپ انہیں دھمکا ڈرا نہیں سکتے یہ نکاح نامہ سچ ہے آپ کا نکاح باطل ہے سو مس ہیر رضا کو انکے ساتھ جانا ہو گا آپ قانون کو ہاتھ میں نہیں لے سکتے بلکہ نس ہ ءرہر تو کیس کرنا چاہیئے یہ نکاح پر نکاح کرنے کے جرم میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک رپورٹر سنجیدگی سے بولا پیچھے سب اپنی اپنی بولیاں بولنے لگے تھے

۔

ہیر نے خوف سے کس کر اسکا بازو پکڑا تھا۔

اسنے غور سے اسکے ہاتھ کو دیکھا جس میں اسکی رنگ خوب چمک رہی تھی پھر نظر کلائی پر بندھی برواں واچ پر پڑی تھی۔۔

پھر نظریں ہیر کے لرزتے کانپتے ہونٹوں پر پڑیں تھیں اسنے ضبط سے ہونٹ بھینچے تھے۔

شومی نکاح نامہ۔

وہ نکاح نامے کے لیے ہاتھ بڑھاتا سرد لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

رانا کے زخموں سے چور چہرے پر کمینگی سی مسکان چمکی جبکہ وہ اسکے چہرے کو دیکھتی اسکے بازو پر پکڑ مضبوط کر گئی تھی۔۔

رانا نے نکاح نامہ بڑھا دیا۔

وہ جھپٹ کر تھامتا نکاح نامے پر نظریں دوڑانے لگا تھا۔

وہ جیسے جیسے پڑھ رہا تھا ویسے ویسے ہیر کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔

وہ آخر میں مسکرایا،

جھوٹا ہے۔

وہ بولا تھا جبکہ رانا نے حیرانگی سے اسے دیکھا باقی سب خاموشی سے ہیر، رانا اور سردار کو دیکھ رہے تھے۔

آپ کیسے کہہ سکتے ہیں نکاح نامہ جھوٹا ہے۔

رانا کے وکیل نے جلدی سے پوچھا۔

بس میں کہہ رہا ہوں تو جھوٹا ہے مجھے اور کچھ نہیں کہنا مجھے خود سے زیادہ اپنی بیوی پر بھروسہ ہے وہ معصوم ہے ایسی غلطی وہ کبھی نہیں کر سکتی اور اگر اب تم نے میری بیوی کو اپنی بیوی کہا تو زمین کے اندر گاڑھ دوں گ تمہیں سمجھے۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420

https://www.zubinovelszone.com/

وہ نکاح نامے کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا اسکے چہرے پر پھینکتا ہوا بولا نہیں غرایا تھا۔

سردار صاحب نکاح نامہ پھاڑنے سے کچھ نہیں ہوگا میرے پاس اور بھی ثبوت ہیں پکچرز ہیں گواہ ہیں اور نکاح نامے کی فوٹو کاپیز بھی ہیں۔

وہ سنجیدگی سے بولتا پکچرز بھی سردار کی طرف بڑھا گیا۔

اسنے ایک نظر بھی ان پکچرز پر نہیں ڈالی۔

چٹاخ چٹاخ چٹاخ۔۔۔۔

لگاتار اسے تھپڑ مارتا وہ اسے ٹیبل پر گرا چکا تھا رانا کے منہ ناک سے خون چھوٹ گیا تھا لیکن وہ ہار نہیں مانا بغیر سے اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

نیوز چینل والے لگاتار اسکی ویڈیو اور تصویریں بنا رہے تھے جنکی اسے مطلق پرواہ نہیں تھی۔

ماردیں مجھے لیکن حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتے آپ،

وہ ہونٹوں سے خون صاف کرتا ہوا عجیب ڈھیٹ پن سے بولا تھا۔

اسنے اسے قہر بھری نظروں سے دیکھ کر خود کو ٹکر ٹکر تکتی بیوی کو بازو سے پکڑ کر درمیان میں کیا تھا۔۔

ہیر نے خوف سے سردار غاذان کو دیکھا سب کی نگاہیں اب ہیر پر تھیں۔

ہیر بتاو یہ کیسے تمہیں جانتا ہے اور یہ سائن اسنے کیسے لیے تمہارے۔۔۔

زردرنگت والی لڑکی سے وہ سنجیدگی سے مخاطب تھا سردار کا چہرہ بے غصے سے انتہا سرخ تھا۔۔

وہ خود پر بہت مشکل سے کنڑول رکھے ہوئے تھا ورنہ رانا جیسے لوگوں کو تو وہ چٹکی میں مسل دیتا تھا۔

ہیر کی آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ ٹوٹ کرر خساروں پر بکھرنے لگے تھے ۔۔

دھندلائی نظروں سے وہ اس روشن سفید چہرے والے غمسار کو دیکھتی ہونٹوں پر ہاتھ رکھتی روتی سر جھکا گئی تھی۔

خیام نے ہونٹ بھینچ کر بہن کے آنسوں سے نظریں چڑائیں تھیں شہنام کو بھی دوست کا رونا برداشت نہیں ہوا تھا۔۔

ہیر میں کہہ رہا ہوں بتاؤ مجھے ان پیپرز پر تمہارے سگنیچرز کیسے آئے بتاؤ سب کو۔۔

وہ اسکا بازو پکڑے درشتگی سے اسکے آنسوں کو دیکھتا بولا تھا۔

وہ ڈر کر اسے دیکھتی رہی۔

بولو۔

وہ پھر سے بولا تھا،

میں اسے صرف اتنا ہی جانتی ہوں کہ اسنے مجھے گرفتار کیا تھا اسنے مجھے چھوڑنے کے لیے پیپرز پر سائن لیے تھے لیکن تھے۔

وہ دھیمے سے لہجے میں سر جھکاتی ہوئی بولی تھی۔

رانا تمسخر سے مسکرایا تھا۔۔

کس جرم میں پکڑا تھا یہ بتائیں میم صاحبہ۔

رانا طنز سے بولا تھا جبکہ ہیر کا خون خشک ہوا تھا۔

سردار غاذان نے غور سے اسکی ویران آنکھیں دیکھیں ہیر نے بھی اسی وقت ان جھانکتی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

کس جرم میں پکڑا تھا یہ بتائیں میم۔
ایک رپورٹر بڑی بیتابی سے بولا تھا۔

تب ہی سردار غاذان نے قہر بھری نگاہوں سے اس پھرتیلے نوجوان کو دیکھا وہ انکی نظروں سے خوف کھاتا تھوڑا پیچھے کھڑا ہوا اور پھر سر جھکا گیا تھا۔

میں چور نہیں ہوں۔

وہ اپنے بالکل پاس آ کر رکتے سردار غاذان سے بڑے دھیمے لہجے میں بولی تھی اتنے دھیمے لہجے میں کہ اسکی دھیمی لرزتی آواز صرف سردار غاذان ہی سن پایا تھا۔

وہ چور کے لفظ پر چونکا تھا۔

پھر اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں تھاما۔

ہیر کے ساتھ سب ہی چونک کر اسے دیکھنے لگے تھے۔

کیا دشمنی ہے تمہاری میری ہیر سے۔

وہ ہنوز اسکا چہرہ تھاما اسکے لرزتے ہونٹوں کو دیکھتا بڑے سپاٹ لہجے میں رانا سے پوچھ رہا تھا بنا اسے دیکھے۔

میری کوئی دشمنی نہیں ہے میں جھوٹ بولتا ہی نہیں ہمیشہ سچ بولا ہے اور آج بھی جو سچ ہے وہی کہا ہے۔

وہ خون منہ سے تھوکتا ہوا بولا تھا۔

ہیر نے نفی میں سر ہلایا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

سردار غاذان مسکرایا۔

اپنے نکاح کے تینوں گواہ پیش کروا بھی کہ ابھی۔

وہ اسکی آنکھ سے ٹپک آنے والے آنسوں پوروں سے چنتا سرد لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

رانا نے گھبرا کر اسے دیکھا۔

سردار نے ہیر سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔

گواہ پیش کرو ہمارا حکم ہے یہ۔

وہ عجیب ٹھنڈے لہجے میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

دو تو آوٹ آف کنٹری ہیں لیکن ایک یہی ہے آپ سب کے بیچ۔

رانا کے کہنے پر سب نے حیرت سے اسے دیکھا جبکہ سردار نے دور کھڑے فق ہوتی رنگت والے داور کو دیکھا تھا۔

داور نے بے ساختہ پسینے کے قطرے صاف کیے تھے۔

کہی تیسرا گواہ ہمارا داور تو نہیں،

وہ ہیر کا ہاتھ ہنوز تھامے داور کی طرف قدم بڑھاتا ہوا بولتا سبکو چونکا گیا تھا۔

رانا نے حیرت سے سردار کو دیکھا کہ اسے بھلا کیسے پتا چلا تھا۔

سردار غاذان کیا کہہ رہے ہیں آپ داور ایسا کیوں کرے گا رانا سے اسکا کیا تعلق بھلا۔

سہیر خانم سنجیدگی و حیرت سے پوچھ رہے تھے۔

خیام نے چونک کر مہرینہ کو دیکھا جو بنا کسی کو دیکھے ٹشو سے اسکی پیشانی سے لگی رگڑ سے خون صاف کر رہی تھی۔

کیونکہ ہمارا داور اور رانا سعید پرانے دوست جو ہیں آئی ایم شور تیسرا گواہ داور ہی ہو گا۔

وہ عجیب سے سرد لہجے میں بولا تھا کہ داور کی ریڑ کی ہڈی تک سنسنی خیز لہر دوڑ گئی تھی۔

وہ دونوں اسے جتنا بے خبر سمجھتے تھے اتنا وہ تھا نہیں۔

ہاں تیسرا گواہ آپکے گھر کا فرد ہی ہے یعنی داور سہیر خانم پتا نہیں اسنے کیوں نہیں بتایا آپ لوگوں کو مجھے تو اسی نے بتایا تھا کہ تمہاری بیوی دوسری۔۔

وہ پھر سے ہوشیاری سے بولتا چپ ہوا تھا کہ سردار ایک دم سے ہیر کو پیچھے کرتا پسٹل کی نوک اسکی ہونٹوں پر رکھا گیا تھا۔

گٹھیا انسان میں ایک دو بار وارننگ دیتا ہوں تیسری بار سیدھا اٹیک کتنی بار بولنا پڑے گا کہ ہیر کو بیوی مت بولنا لیکن تم باز نہیں آرہے،

خادم, شہزادا سے جتنا مر سکتے ہو مارو اور دو چار داور کو بھی لگاو۔

وہ رانا کو پیچھے کی طرف دھکا دیتا بولتا رانا اور داور کو ساکت کر گیا تھا وہ تو سمجھا تھا سردار اتنے لوگوں میں اسکا کچھ نہیں بیگاڑ سکتا تھا لیکن یہاں تو بازی الٹ پڑ چکی تھی۔

خادم اور ٹرینڈ باڈی بلڈر شہزادا ایک دم سے رانا کی طرف بڑھے تھے داور کو دو گارڈ پکڑ چکے تھے اسکے بھاگنے کی چال ناکام ہوئی تھی۔

وہ سسکتی ہیر کو ایک دم سے سب کے سامنے اپنے سینے میں بھینچ چکا تھا۔

تمہارا نکاح نامہ جھوٹا ہے رانا جاوا پنے ماں باپ کو لے آو تمہاری بات مان لوں گا میں، یا پھر میں فون کر دیتا ہوں جان گیا ہوں تم اپنے بھائی کا بدلہ مجھ سے لینا چاہ رہے تھے، لیکن تم اپنے بھائی کی طرح چالباز ہی نکلے نا، میں آرڈر دیتا ہوں رانا سعید کو آج کی تاریخ میں پولیس کی وردی سے برترف کر دیا جائے اور سات سال کی سزاااسے دی جائے تا کہ اسے پتا چلے چالبازی کی کیا سزا ہوتی ہے کسی پر جھوٹا بہتان باندھنے کی کیا سزا ملتی ہے سات سال جیل میں سڑو پھر تم سے میں پوچھوں گا کہ اب کوئی اور چال باقی ہے یا سب بھول چکے ہو خود کے ساتھ تمہاری کیں ساری چالیں میں بھول سکتا ہوں لیکن اپنی بیوی پر جھوٹا لزام لگانے والے کو سردار غاذان معاف نہیں کرتا چاہے وہ میرا سگا ہی کیوں نا ہو.

آخری آلفاظ وہ ساکت کھڑے داور کو دیکھ کر بولا تھا۔

سہیر صاحب نے درشتگی سے بیٹے کو دیکھا پھر غصے سے اسکا گریبان پکڑ دو تین تھپڑ اسے جڑ چکے تھے کہ نوشین بیگم نے بے ساختہ سینے پر ہاتھ رکھا تھا۔

بابا میری بات سنیں یہ رانا جھوٹ بول رہا ہے میرا اس سب میں کوئی ہاتھ نہیں یہ صرف ہم سے دشمنی نکال رہا ہے۔

داور دو تھپڑ کھا کر بوکھلاتے ہوۓ بولا تھا۔

مار کھاتا رانا غصے سے مشتعل ہوا تھا اس میں دم خم نہیں رہا تھا اتنی مار کھا چکا تھا وہ ڈھیٹ کہ اسکا سارا چہرہ اور وجود زخموں سے بھر چکا تھا لیکن داور کی بات اسے آگ لگا گئی۔

سردار غاذان جھوٹ بولتا ہے تمہارا یہ کزن تمہاری سرداری سے جلتا تھا یہ تم پر ہم نے کتنی بار حملے کروائے لیکن تم بچ گئے تمہاری بیوی بھی

چھین لینا چاہتے تھے تاکہ تم تاعمر ٹرپو تمہاری ویڈیو بھی ہم دونوں نے جاری کی تھی یعنی دا گریٹ داور اینڈ رانا نے میں اکیلا سزاوار نہیں ہوں اسے بھی برابر کی سزا ملنی چاہیئے اور ہاں نکاح نامہ جھوٹا تھا مجھے معاف کردیں مجھے چھوڑ دیں سردار میرے ماں باپ دوسرے بیٹے کی جدائی سہہ نہیں سکے گئے۔

وہ نیچے پڑا کانپتے ہاتھ جوڑتا ہوا بولا تھا۔

سردار سمیت تیمور خانم نے بھی قہر بھری نظروں سے بھیگی بلی بنے داور کو دیکھا۔

ہیر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا وہ چیئر پر اسے بٹھاتا ٹیبل پر پڑے جگ سے پانی گلاس میں ڈال کر اسکے سفید ہونٹوں سے لگا گیا تھا لپ سٹک تو اسکی سفید قمیض پر لگ چکی تھی بھیچنے سے،

اسکے ہونٹ خوف سے سفید پڑ چکے تھے وجود الگ بخار میں تپنے لگا تھا

--

ہیر پانی پیو سب ٹھیک ہے۔

اسے پانی پینے پر امادہ کرتا وہ نرمی سے بولا تھا۔

ہیر نے بمشکل چار پانچ گھونٹ خلق سے اتارے تھے۔

تمہیں میں اپنا بیٹا سمجھتا تھا اپنے بھائی کی پیاری اولاد لیکن تم کیا کرتے پھر رہے تھے میرے بیٹے پر حملے کروا رہے تھے اپنی بھائی کے دشمن بن بیٹھے تھے صرف ایک پگڑی کے لیے تف ہے داور تم پر۔۔

تیمور خانم کے تھپڑ نے اسکے حواس گھم کر دیئے تھے۔۔

مجھے شرمندگی ہے بھائی صاحب کہ یہ میرا بیٹا ہے جو چاہے اسے سزا دیں ہمیشہ بیٹیوں پر اسے فوقیت دی لیکن اسنے ہمیشہ میرا سر نیچا ہی کیا ہے۔
وہ غم سے چور لہجے میں بولے تھے۔

کیوں شرمندگی ہے آپکو مجھے اپنا بیٹا کہنے پر آپ نے ہمیشہ غاذان کو مجھ پر فوقیت دی ہے ہمیشہ اسے سراہا ہے مجھے کیا ملا ہمشیہ سڑے ہوئے طعنے اور اسے ہر چیز مجھ سے بہتر ملی سرداری بھی اسے دے دی میرے باپ نے بلکہ مجھے شرمندگی ہوتی ہے آپکو اپنا باپ کہتے ہوئے،
زندگی کے ہر میدان میں مجھے آپ نے مایوس کیا ہے سردار غاذان کی مثالیں دیں ہیں کیا کبھی سراہا مجھے اسکے نمبر اچھے آئے ہیں وہ اتنا اچھا ہے وہ کتنا خوبصورت ہے وہ کیسے چلتا ہے وہ کیا کیا کرتا ہے آپ نے ہمیشہ میرے سامنے اسکی ہی تعریفیں کیں ہیں خقیقتاً آپکو اسکے سامنے آپنا بیٹا

کبھی نظر ہی نہیں آیا ہے بلکہ میں تو کہی دیکھا ہی نہیں آپ سبکو وہ یہاں ہو یا نا ہو لیکن بات ہمیشہ غاذان تیمور کی ہو گئی آپ نے اپنے بیٹے کی پرسنلٹی ہمیشہ ڈون کی ہے تو کیوں کروں میں کسی کا لحاظ ہاں مروانے کی بہت بار کوشش کی ہے لیکن یہ اپنی اچھی قسمت کے بل بوتے پر بچ گیا۔

وہ نفرت سے باپ سے مخاطب تھا باقی سب شاک سے اسے دیکھ رہے تھے گارڈز نے سب مہمان اور رپورٹرز کو زبردستی نکال باہر کیا تھا اور رانا کو پولیس پکڑ کر لے جا چکی تھی

سہیر نے بے ساختہ کرسی تھامی تھی کہ کہی گر ہی نا جائیں دل دہلا دینے والے انکشاف سے۔
نوشین بھی زارو قطار رو رہی تھیں۔

باقی سب شاک میں تھے مہرینہ اور مہدیہ بھی ماں باپ کا دکھ برداشت نہیں کر سکیں تھیں انکی آنکھیں بھی بھیگنے لگیں تھیں۔۔

خیام نے ہونٹ بھینچ کر بیوی کو دیکھا جسکی آنکھیں اچانک ہی برسنے لگیں تھیں۔

سردار اٹھا تھا اور اسکے سامنے آیا،

داور نے بنا خوف کے اسے دیکھا۔

تمہیں ہمیشہ اپنا بھائی ہی مانا تھا اور تمہاری نفرت سے آگاہ تھا میں اور رانا سے دوستی سے بھی آگاہ تھا لیکن میں نہیں جانتا تھا کہ میرا بھائی اپنی اندھی نفرت میں مجھے مارنے کی کوشش کر سکتا ہے میں ابھی بھی یقین نہیں کر پا رہا اور دوسرا چاچو کو بلیم مت کرو تم خود مجرم ہو اپنے اور اپنے پیاروں کے ہاں چاچو غلط کرتے تھے تمہیں میری مثالیں دے کر لیکن

ایک باپ اپنے بیٹے کو بلندی پر ہی دیکھنا چاہتا ہے وہ بھی تمہیں میرے برابر لانا چاہتے تھے تو اس میں انکا کیا جرم ہے جرم تو تمہارا نکلتا ہے داور کے تم کم ظرف تھے سیاہی مائل دل تمہارا تھا اگر چیزوں کو پازیٹیو دیکھتے تو آج تم نیچے نہیں میرے برابر ہوتے مجرم نہیں سرخرو ہوتے چاچو کو مت الزام دو خود کو دو،

انصاف تو یہی کہتا ہے تمہیں بھی رانا کے برابر کی سزا دی جائے چاچو آپ کیا کہتے ہیں کیا اسے چھوڑ کر میں اللہ کا مجرم بن جاوں کیا یہ سزا کا حقدار نہیں اسنے مجھے پر حملے کروائے میری ہیر کے خلاف چالیں چلیں تو کیا یہ رانا کے برابر میں مجرم نہیں میں اسے اگر چھوڑ دیتا ہوں تو میں سردار بننے کے لائیک نہیں۔

وہ داور سے تین چار قدم پیچھے ہوتا سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔

غاذان پولیس کو بلاوا سے سزا ملنی چاہیئے لیکن داور میری بات ہمیشہ یاد رکھنا ایک باپ اپنی اولاد کا کبھی برا نہیں سوچتا وہ خود سے زیادہ اپنی اولاد کو ترقی کرتا دیکھنا چاہتا ہے شاید میری ہی غلطی ہے جو تمہاری تربیت پر میں دھیان نہیں دے سکا۔

سہیر خانم تھکے سے لہجے میں کہتے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے اور نوشین مہرینہ مہدیہ بھی باپ کے پیچھے بے ساختہ بڑھیں تھیں۔

داور کو پہلی بار اپنے رشتوں کے سامنے شرمندگی ہوئی تھی۔۔

سردار نے فون نکال کر پولیس والوں کو بلایا تھا وہ اسے اپنا سمجھ کر چھوڑ نہیں سکتا تھا اگر اسے بہتر بنانا تھا تو اسکی غلطیوں پر پکڑ ضروری تھی اگر آج وہ چھوڑ دیتا تو خود سے نظریں چڑاتا اور بھی کبھی نا سدھرتا۔۔

خیام آہستہ سے ہیر کے قدموں میں بیٹھا تھا۔

ہیر نے اسے دیکھا۔

وہ آج ان سب سے بہت شرمندہ تھی کہ اسکی وجہ سے وہ سب پریشان ہوئے تھے انہیں بدنامی کا سامنا کرنا پڑا تھا وہ خود سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔

خیام نے اسکا مہندی سے سجا ہاتھ چوما تھا۔

وہ بمشکل اسے دیکھ کر مسکرائی۔

آپ کیوں پریشان ہیں جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے ہر کام میں خدا کی مصلحت ہوتی ہے اچھا ہو گیا نا حقیقت سب کے سامنے آگئی تو پھر یوں خود کو بلیم مت دیں آپ۔

وہ اسکی ویران آنکھوں کی ادسی سمجھ چکا تھا۔

خیام مجھے لگتا ہے زندگی صرف مجھے ہمشیہ آزمائے ہی چلی جائے گئی کبھی مجھے پوری خوشی نصیب ہونے نہیں دے گئی آج ہم سب کتنے خوش تھے نا اور دیکھو پھر کیا ہو گیا اتنا کچھ ہو گیا صرف میری وجہ سے۔

وہ دور کھڑے غاذان کو دیکھ کر بول رہی تھی جو تیمور اور رائنہ سے پتا نہیں کیا بات کر رہا تھا اور کو پولیس پکڑ کر لے جانے لگی تھی،

سردار غاذان نے سبکو کمرے میں جانے کا کہا تھا۔

وہ سب سر ہلاتے اندر ہال کی جانب بڑھے تھے تاسف بڑھی نظر ہیر پر ڈالنا نہیں بھولے تھے۔۔

سردار غاذان بالوں میں ہاتھ ڈال کر انہیں درست کرتا آنکھیں بند کرتا خود کو ریلکس کرنے لگا تھا۔

خیام جاو آرام کرو میں ہوں تمہاری آپی کے پاس۔

وہ پاس آتا سنجیدگی سے خیام سے بولا تھا۔

وہ سر ہلاتا اٹھتا اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔

لان میں اب ملازم سب کچھ سمیٹ رہے تھے۔

وہ چیئر کھینچ کر اسکے ساتھ بیٹھے تھے۔

ہیر سر جھکائے ساکت بیٹھی رہی۔

ہیر تمہیں مجھ پر کتنا یقین ہے۔

وہ سامنے کام میں متحرک ملازموں کو دیکھتا ہوا بھاری آواز میں پوچھ رہا تھا۔۔

ہیر نے جھکا سر اٹھایا اور انہیں بے ساختگی میں دیکھے گئی ہلکی بڑھی ہوئی شیو ٹین شین سے رہنے والے سردار غاذان میں ہیر کی جان بستی تھی انہیں دیکھ کر اسے اپنے جینے کا احساس ہوتا تھا اور وہ پوچھ رہے تھے اسے ان پر کتنا یقین ہے۔

جواب نہیں دیا ہیر۔

وہ سامنے سے نظریں ہٹاتے اسکے کملائے ہوئے چہرے کو دیکھتے ہوئے دوبارہ سے بولے۔

اللہ نبی کے بعد صرف آپ پر ہی تو یقین ہے سردار جی۔

وہ اب انکے ہاتھوں کو دیکھتی بھیگے سے لہجے میں بولی۔

پھر کیوں پریشان ہو روئی کیوں تھی، ہیر کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا میرے ہوتے ہوئے تمہاری آنکھوں سے آنسو نہیں آنے چاہئیے۔

وہ اسکا ہاتھ ہاتھوں میں لیتے سنجیدگی سے اسے ٹوک رہے تھے۔

ہیر کی آنکھیں بھر آئیں تھیں۔

بس آ گیا رونا میں ڈر گئی تھی مجھے لگا وہ آدمی مجھے آپ سب سے دور کر دے گا اسنے تین چار بار مجھے تنگ کیا تھا۔۔۔۔

تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں تھا کہ وہ تمہیں تنگ کرتا ہے۔

وہ اسکی بات بیچ میں ہی کاٹتا ہوا سنجیدگی سے بولتا ہیر کو پریشان کر گیا۔۔

ہیر نے لب کاٹے پھر انکے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ سے پکڑ مضبوط کی اب دونوں کی نظریں ایک دوسرے کے ہاتھوں پر تھیں۔

آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی میں۔

وہ بولی۔

اور وہ عجیب سا مسکرایا۔

کیا اب میں پریشان نہیں ہوا تھا اگر تم پہلے بتا دیتی تو آج اسکی جرات نہیں ہوتی تمہارا ہاتھ پکڑنے کی تمہیں اپنی بیوی کہنے کی خیر اسکی سزا تو وہ تا عمر بھگتے گا اسے بھی تو پتا چلے سردار غاذان کے راستے میں آنے والے کا کیا خشر ہوتا ہے ہیر میں اتنا اچھا نہیں ہوں میں صرف اچھوں کے ساتھ اچھا ہوں بروں کے ساتھ میں ان سے زیادہ برا ہوں میں

نہیں چاہتا میری بیوی مجھ سے کوئی بھی بات چھپائے مجھے خود پر غصہ آیا ایک دل کیا خود کو ہی گولی سے اوڑا دوں وہ میری بیوی کو تنگ کرتا رہا اور میں بے خبر رہا کیسا سردار ہوں میں تف ہے غاذان تمہارے سرادر ہونے پر۔۔

بے انتہا سرد لہجے میں کہتا وہ اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکال کر وہاں رکا نہیں تھا چلا گیا تھا اسے اکیلا چھوڑ کر۔

اسنے پہلی بار انہیں اتنے غصے میں دیکھا تھا اسے مہدیہ کی بات یاد آئی کہ انہیں غصہ کبھی کبھی آتا ہے لیکن جب آتا ہے تو شدید آتا ہے۔۔

وہ بے ساختہ انکے پیچھے دوڑی تھی بھاری کامدار لہنگے میں دوڑنا آسان نہیں تھا لیکن وہ دوڑی اور جب تک وہ ہال میں آئی وہ اسے کہی نہیں دیکھے تھے۔

آنسو آنکھ سے گرتا گال پر بہہ آیا۔

شوں شوں کرتی وہ قدم گھسیٹ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگی چال میں عجیب سی تھکاوٹ تھی آج۔

خیام نے کھڑکی میں کھڑی مہرینہ کو دیکھ اسکے قریب چلا آیا وہ دور نظر آتے باریک چاند پر نظریں جمائے کھڑی تھی،

مہر سو جائیں اب صبح شادی ہے جلدی اٹھنا ہو گا نا۔

اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتا وہ فکرمندی سے بولا تھا۔

وہ اسکی طرف پلٹتی بے ساختہ اسکے سینے پر سر رکھتی بازوں اسکے ارد گرد لپیٹ گئی تھی،

خیام نے حیرت سے اسے دیکھا وہ پہلی بار اسکے قریب خود ہوئی تھی شاید اسے کوئی کندھا چاہیئے تھا۔

خیام نے دلگرفتی سے سوچتے ایک بازو کو اسکے کندھے کے گرد باندھا تھا

۔

خیام ہم بیٹیاں بھی عجیب ہی کوئی شے ہوتیں ہیں ہمارے ماں باپ ہم سے جیسا مرضی سلوک کر لیں ہم ان سے ناراض ہو جائیں لیکن جب باپ کی آنکھ سے
آنسو گرے ناتو ایک بیٹی کے لیے اس سے بڑا دکھ کا مقام کوئی ہو ہی نہیں سکتا، ابو نے ہمیشہ مجھے ڈانٹا برا بھلا کہا میں بھی ان سے سیدھے منہ بات نہیں کرتی تھی آخر مجھے برا لگتا تھا انکا بلاوجہ ڈانٹنا لیکن آج جب انکی آنکھیں نم ہوئی ناتو ایسے لگا جیسے کسی نے دل پر ہاتھ مارا ہو دل پر بہت درد ہوا اور پھر مجھے پتا لگا میں ان سے کتنی محبت کرتی ہوں۔

وہ بڑے دھیمے لہجے میں اپنے دل کا دکھ اس سے بیان کر رہی تھی۔

خیام نے اسے سینے سے الگ کر کے اپنے روبرو کیا۔

کیونکہ بیٹیوں کے دل نرم ہوتے ہیں آپ پریشان ناہوں سب ٹھیک کردیں گے سردار، اوراب آپ نے رونا نہیں ٹھیک ہے۔

وہ اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا مہر نے بغور اسے دیکھا اور پھر زبردستی اپنا سر اسکے سینے پر رکھ دیا کہ یہاں اسکے دل کو عجیب سا سکون میسر آیا تھا۔

جبکہ وہ شدید حیران ہوا تھا اسکے دوسری بار گلے لگنے سے۔۔۔۔

اور پھر سر جھکا کر اسکے چہرے کو دیکھا لیکن وہ آنکھیں موندے ہوئے تھی

*** *** ***

رات کا ہی کوئی پہر تھا جب وہ جھجکتی ہوئی اسکے جم روم میں آئی تھی کیونکہ جم کی لائٹ جو جل رہی تھی تو وہ چلی آئی،

پنجنگ بوکس پر لگاتار مکے برساتا وہ اسے دیکھ کر ساکت ہوا تھا۔

وہ بلیک پینٹ پر بلیک ہی بنیان پہنے ہوئے پسینے سے تر تھا۔

وہ بھی کپڑے چینج کر چکی تھی۔سادہ سی فیروزی قمیض نیچے وائٹ تنگ لیس والا ٹروزر پہن رکھا تھا فیروزی دوپٹہ آج سر پر نہیں کندھے پر تھا اونچی پونی میں بال جھکڑ رکھے تھے۔

وہ اسے بے تاثر چہرے سے دیکھ رہا تھا۔

۔

ہیر آنکھیں بند کرو۔

گاڑی روکتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

ہیر نے ارد گرد نہیں دیکھا تھا وہ پورے راستے سوتی جاگتی کیفیت میں رہی تھی۔

کیوں !

وہ حیران ہوتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

بس ایسے ہی۔

وہ کندھے اچکاتا ہوا بولا تھا۔

کیا میرے لیے کوئی سپرائز ہے۔

وہ ایکسائیٹمنٹ کو اندر ہی چھپاتی ہوئی نارمل سار ئیکشن دیتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

نو، بس بند کرو کیونکہ میں کہہ رہا ہوں۔

اسکے نو کہنے پر ہیر خفا سی ہوئی لیکن پھر آنکھیں موندھ گئی کہ انکا حکم وہ کہاں بھلا ٹال سکتی تھی۔

دوسری گاڑی بھی ان سے بہت پیچھے رک چکی تھی۔

ہیر کی میچیں آنکھیں دیکھ وہ مسکراتے ہوئے گاڑی سے اترا تھا۔

اسکے سائیڈ کا ڈور جیسے اسنے کھولا ہیر نے کانی نظر سے اسے دیکھا لیکن جیسے ہی اسنے گھورا وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی تھی۔

ہیر تمہیں میری قسم اگر اب آنکھیں کھولیں تو۔

اسے باہر نکالتا وہ سنجیدگی سے بولتا ہیر کی جان لے گیا تھا۔

لیکن پھر وہ لرزی کے اسے وہ گود میں بڑی احتیاط سے اٹھا چکا تھا۔

ہیر کی پلیکیں واضع لرزنے لگیں تھیں چہرہ تیزی سے سرخی پکڑنے لگا تھا وہ اسے دیکھ دھیمے سے مسکرایا پیچھے کوئی بڑی احتیاط سے چل رہا تھا اور سردار جان گیا تھا وہ کون ہے۔

وہ مختلف جگہوں سے ہوتا اسے احتیاط سے نیچے کھڑا کرتا کوئی دروازہ کھولنے لگا تھا۔

دروازہ کھول کر وہ اسے احتیاط سے چلاتا اندر لے آیا،

سوئچ آن کرنے کی آواز آئی تھی اسے لیکن اسنے آنکھیں نہیں کھولی وہ ساری زندگی آنکھیں بند کر کے گزار سکتی تھی کہ قسم جوانہوں نے اتنی بڑی دے دی تھی۔

ہیر دھیرے سے آنکھیں کھولو۔

وہ سامنے کھڑا ہوتا بڑی نرمی سی اپنی سہمی ہوئی بیوی سے بولا کہ اسکے چہرے پر پسینے کے ننھے ننھے زرات وہ دیکھ سکتا تھا۔

ہیر کی پلکیں لرزیں لیکن اسنے آہستہ سے پلکیں اٹھائیں اب وہ آنکھوں کو پوری طرح وا کر گئ تھی۔

اسنے انہیں دیکھا۔

مجھے نہیں گھر کو دیکھو۔

وہ مسکراتے ہوئے بولتا دونوں ہاتھ ٹروزر میں اڑس گیا تھا۔

ہیر نے ارد گرد بے دھیانی میں دیکھا پھر گھوم پھر کر دیکھا نظریں عام تھیں۔

لیکن پھر وہ ٹھٹھکی کہ یہ جگہ اسے جانی پہچانی لگی تھی جیسے وہ یہاں بہت بار آچکی ہو۔

اسنے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر نئے سیمنٹ ور نگ سے سجی دیواریں دیکھیں جدید نقش و نگار کے دروازے دیکھے اکھڑا ہوا سرخ اینٹوں والا فرش تبدیل ہو کر سفید پتھروں سے سجا ہوا تھا ہر چیز تبدیل تھی۔

وہ بے یقینی سے قدم اٹھاتی اندر چلی آئی۔

کیا یہ وہی کمرہ تھا جسکی دیوریں اتنی خستہ حال تھیں کہ کبھی کبھی اسے لگتا تھا کہ یہ صرف اللہ کے کرم فرمائی سے ہی قائم تھیں سفید پینٹ سارے کمرے میں ہو چکا تھا سفید ہی جدید دور کا لکڑی کا دروازہ تھا

کھڑکی جو لکڑی کی دو پٹوں پر مشتمل ہوتی تھی اب وہ جالی دار کھڑکی میں تبدیل ہو چکی تھی چارپائی کی جگہ سنگل بیڈ تھا دیواروں پر ایک لڑکی کی بہت سی تصویریں سجی ہوئیں تھیں۔

کبھی وہ ہنس رہی تھی، کبھی وہ پریشان تھی، کبھی وہ سنجیدہ چہرے سے کھتی تھی تو کبھی وہ شرارت سے کسی کو دیکھ رہی تھی۔

کبڈ بھی چینج کرا دیا گیا تھا۔

سارا ساز وسامان ہی نیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی آنکھیں برسنے لگیں تھیں گھٹی گھٹی رونے کی آواز پر وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھا تھا۔

ھیر کیا پاگل پن ہے کیا تمہیں یہاں میں رونے کے لیے لایا تھا۔

وہ سنجیدگی سے اسکا کندھا تھامے پوچھ رہا تھا۔

ہیر نے لب بھینچ کر انہیں دیکھا۔

آخر ایسی کونسی نیکی کی تھی جس کا بدل وہ شخص تھا آخر اللہ کو کونسی اسکی ادا پسند آئی تھی جو اسکی قسمت میں سردار غاذان تیمور لکھا تھا، جو رتبے، قد ہر چیز میں اس سے اونچا تھا اسکا دل ہیرے جیسے تھا جو وہ ہیر سے اتنی محبت کرتا تھا اسکا خیال رکھتا اس سے جڑی ہر چیز کا وہ ویسا ہی خیال رکھتا تھا جیسے اسکا رکھتا تھا اب اسکے لیے اسکا گھر تک ٹھیک کروا دیا تھا آخر وہ کیسے نا اسکے عشق میں ڈوبتی۔

وہ بے ساختہ اسکے قدموں میں بیٹھنے لگی تھی جب سردار غاذان تیمور نے درشتگی سے اسے تھام کر اپنے ساتھ لگایا تھا۔

ہیر آخری بار تمہاری اس حرکت کو معاف کر رہا ہوں اگر آئندہ ایسی حرکت کی تو سزا کی زمے دار تم خود ہو گئ۔

وہ اسے سینے سے لگائے بہت سختی لیے لہجے میں بولا تھا۔

آپ کسی دن ایسے ہی میری جان لے لیں گئے۔

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

جان جائے ہیر کے دشمنوں کی گھر کیسا لگا ہے میری ھیر کو۔

وہ اب اسے سامنے کرتا اسکے گال اپنی ہتھیلیوں سے صاف کرتا ہوا پوچھ

رہا تھا۔

آپ نے کب کیا یہ اور کیوں اتنی فضول خرچی کی۔

وہ انکے ہاتھ تھامے محبت کی شدت لہجے میں سموئے انکے تیکھے ناک پر

نظریں جمائے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

ماگڈنیس فضول خرچی واوا۔

وہ ہنسا تھا سر پیچھے گرتا اپنی مخصوص سٹائل میں۔

وہ بھی مسکرائی چہرہ روشن ہوا انہیں اتنے دنوں بعد ایسے مسکراتے دیکھ

کر۔

کوئی فضول خرچی نہیں ہے ہیر تمہارے لیے اس سردار کی جان بھی حاضر ہے دوسرا اس گھر پر اسی دن کام شروع ہو چکا تھا جب ہم یہاں سے گئے تھے تیسرا میں کبھی اپنی ہیر کے چہرے پر اپنے گھر کی خستہ حالت کو لے کر شرمندگی نہیں دیکھنا چاہتا۔

وہ بڑے ہی نرم لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

وہ مبہوت سی دیکھتی رہی انہیں بنا پلکیں جھپکائے۔

چوتھا یہ تمہاری رونمائی کا گفٹ ہے اس لیے تمہیں اسی وقت دیا جس وقت تمہیں تحفہ دینا مجھ پر فرض تھا۔

وہ اسکی ناک ہلکے سے کھینچتا ہوا بتا رہا تھا۔

وہ بے ساختہ انکے ہاتھ تھامے محبت و عشق سے چومتی سردار کو دیوانی لگی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

انکے ہاتھ چوم کر اب وہ انکی ہتھیلوں پر ہونٹ رکھتی ان پر چہرہ اٹکا گئی

جبکہ وہ دنگ ہوتا ہیر کے لمس کو محسوس کر رہا تھا۔

نمی بھری آنکھوں سے وہ اب انہیں دیکھ رہی تھی۔

سردار غاذان اس کا سر محبت سے چومتا اسے سینے لگا گیا تھا۔

ہیر بھوک لگی ہے۔

وہ جانتا تھا اسکی ہیر کو ضرور بھوک لگی ہوگئی۔

جی !

وہ حیرت سے انہیں تکتی سر ہاں میں ہلا گئی۔

اپنے کچن میں جاو وہاں سب کچھ رکھا ہے اپنے اور میرے لیے فٹا فٹ

کچھ بنالاو۔

وہ تھوڑا دور ہوتا ہوا کہہ رہا تھا۔

وہ پھر سے حیران ہوئی۔

کیا کچن بھی نئے سٹائل کا ہے۔

وہ پوچھ رہی تھی اور اسنے مسکراتے ہوئے سرہاں میں ہلادیا۔

لیکن نئی دلہن کام نہیں کرتی ایک دو ماہ تک۔

وہ پریشانی سے کہہ رہی تھی اور وہ پھر سے قہقہ لگا گیا تھا۔

ہیر نے حیرت سے انکا قہقہ سنا تھا۔

مائی گڈنیس تو کیا میری ہیر تھوڑی سی کام چور بھی ہے۔

وہ نگاہوں میں بے پناہ محبت کے جگنو لیے پوچھ رہا تھا۔

جبکہ اسنے خفگی سے نفی میں سر ہلایا۔

میں کام چور نہیں ہوں میں بس ایسے ہی کہہ رہی تھی ابھی بنا کر لاتی ہوں میں، میں بہت اچھا کھانا بناتی ہوں۔

وہ فخر سے گردن اکڑاتی کہہ رہی تھی۔

جبکہ اسنے بنا کچھ کہے سرہاں میں ہلا کر اسکی تائید کی تھی۔

بٹ ہیر نمک کھانے میں تھوڑا کم رکھنا میں جان گیا ہوں میری ہیر کو نمک سے زرا زیادہ ہی محبت ہے۔

وہ پلٹتی ہیر سے بولا تھا جبکہ وہ خفگی سے انہیں دیکھتی ہوئی منہ بسور کر چلی گئ۔

پیچھے دونوں ہاتھ دوبارہ پاکٹ میں اڑسے وہ کھل کر ہنسا اسکا پلین ہر سنڈے کو یہاں ہیر کے ساتھ آنے کا ارادہ تھا وہ ہر پل سنڈے کو یہاں اسکے ساتھ گزرانا چاہتا تھا۔

اب اسکی نظر ہیر کی مسکراتی تصویر پر تھی تصویر میں اسنے پیلی قمیض پہنی ہوئی تھی سر پر سفید لیس والا پیلا ہی دوپٹہ تھا وہ شاید شہنام کو دیکھ کر شرارت سے ہنس رہی تھی کہ پک یونی کی تھی تو کیا وہ اپنی ہیر پر ہر پل نظر رکھے ہوئے تھا۔۔

''***********''''''''''''''''''''''

''''''''''''''''''''''''''''''''''''

صبح کی روشنی سارے سردار محل میں پھوٹ چکی تھی،

کوئی لڑکی بیڈ پر سو رہی تھی ڈھیروں کشن ارد گرد بکھیڑے۔

وہ لڑکی سفید شفون کا ڈریس پہنے ہوئے تھی سراپا کچھ بھاری سا تھا۔

بالوں کو کھولے وہ معصوم ہی دیکھتی تھی۔

مائے لائف مائے زندگی گڈ مارننگ ڈیئر۔

کوئی کوٹ بازو پر لٹکائے دھیمے لہجے میں اس پر جھک کر بولا اور اسنے پٹ سے آنکھیں کھولیں کہ بھلا یہ ہو سکتا ہے سردار پکاریں اور ہیر سوتی رہ جائے ناممکن۔

وہ جھٹ سے اٹھی تھی۔

لمبے کمر تک آتے بال پشت اور کندھے پر بکھرے تھے ناک میں پڑا مہرون نگ والا کوکا بھی جیسے اتنے دنوں بعد سردار کو دیکھ کر مسکرایا تھا

۔

آپ کب آئے۔

وہ بیڈ سے اٹھتی ہوئی حیرانگی سے پوچھ رہی تھی۔

ابھی جب آپ نے آنکھیں کھولیں۔

کوٹ بیڈ پر رکھتا وہ دھیمے سے کہہ کر اسکی شفاف پیشانی چوم گیا کافی دیر ہونٹ پیشانی پر رکھ کر اسکی خوشبو کو اسنے محسوس کیا تھا۔

اب کیسی طبیعت ہے میری بیوی کی۔

وہ اسکے سراپے کو دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا جواباً معصوم لڑکی کی آنکھیں بھر آئیں۔

آپ نے کتنے لگا دیئے مصر میں آپ دس دن کہہ کر گئے تھے پورے پندراں دنوں بعد لوٹے ہیں ہیر کی طبیعت کیا ٹھیک رہ سکتی تھی بھلا۔

وہ انکے چوڑے سینے پر سر رکھے خفگی سے بول رہی تھی جوابا گھبرو سے سردار نے اسے سینے میں نرمی سے لیا تھا۔

بس کام کالوڈ ہو گیا تھا ورنہ ایسا ہو سکتا ہے آپکو اتنے دن ویٹ کرواو

کیوں طبیعت خراب کی تھی موم کہہ رہی تھی تم کھانے پر خاص توجہ نہیں دیتی ہیر بیڈ یبٹ یو تو تم جانتی ہو نا تمہیں کتنی ضرورت ہے کھانے پینے کی پہلے ہی تم اتنی ویک ہو چکی ہو سارا وقت میں تمہارے لیے پریشان رہتا ہوں اگر تم خود کی اچھے سے دیکھ بھال کرو تو میں پریشان تو نا ہوں نا۔

اسے سامنے کرتا وہ خفگی سے کہہ رہا تھا۔

آئی ایم سوری اب میں پراپر دھیان رکھوں گی خود کا آپ اب سے پریشان نہیں ہوں گئے ہیر آپ کو کبھی پریشان نہیں دیکھ سکتی۔

وہ انکے ہاتھ تھامے محبت سے کہہ رہی تھی۔

سردار جواباً عزیز جان کو سینے سے لگاتا اسکا ہاتھ چوم گیا تھا۔

کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔

دروازے پر زور سے نوک ہوا تھا۔

ہیر ایک دم سے پیچھے ہٹتی بیڈ پر پڑی بھاری شال اٹھا کر اپنے ارد گرد بہت اچھے سے لپیٹ چکی تھی۔

آجاو۔

وہ غصے سے بولا۔

اور منہ بسورے کوئی اندر آیا تھا۔

آخر آپکی کیا دشمنی ہے مجھ سے آپ شروع سے ہی میری پرسنلٹی سے
جیلس ہیں کتنا خیال رکھتا ہوں آپکی سڑی طبیعت والی بیوی میرا مطلب
ہے خوش طبیعت والی بیوی کا آخر مسلہ کیا ہے اچھا کماتا ہوں پڑھا لکھا
ہوں میرے جتنا تو کوئی اس گھر میں پڑھا ہی نہیں آپ کو چھوڑ کر کہہ رہا
ہوں کیوں آخر منع کیا میری ماں کو شادی کی ڈیٹ فکس کرنے سے کیا
آپ کسی کو گھوری چڑتا نہیں دیکھ سکتے میں بھی اب بدلہ لوں گا آپکی بیوی
کو چڑیل بولوں گا سمجھے آپ، حد ہو گئی ہے اب میں معصوم نا بولوں تو
کیا آپ لوگ میری شادی نہیں کریں گئے کہہ کہہ کر اس سڑی طبیعت
والی لڑکی سے منگنی کروائی تھی کیا شادی بھی کہہ کہہ کر کرواں آپ
لوگوں کو خود میرا سوچنا چاہیئے آخر کب تک میں شرمندگی کی ساری
حدیں توڑتا پھروں گا۔

وہ بے پناہ غصے سے جو بولنا شروع ہوا تھا تو رکا نہیں تھا۔

ہیر لبوں پر ہاتھ رکھے مسکراہٹ ضبط کرنے کی تگ ودو میں تھی۔

جبکہ وہ پاکٹس میں ہاتھ گھسائے اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

ہو گیا تمہارا یا ابھی بھی کوئی بکواس کرنی ہے۔

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

شہنام نے جواباً خفگی سے پیر پٹخا تھا۔

تم جس دن میری ہیر کو چڑیل کہنا بند کرو گئے سمجھو اسی دن تمہاری شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی سمجھے۔

کف لنکس کھولتا وہ سنجیدگی سے اس سے بولا۔

ہیر نے محبت سے انکی پشت دیکھی جبکہ شہنام کا حیرت سے منہ کھلا تھا۔

چڑیل میں اس لفظ سے انجان ہوں سردار غاذان اور یہ پری کون ہے۔

وہ حیرت کا مصنوعی اظہار کرتا ہیر کو کھلکھلانے پر مجبور کر گیا تھا۔

Zubi Novels Zone

سردار نے چونک کر ہیر کے سرخ کھلکھلاتے چہرے کو دیکھا اور پھر شہنام کو۔

سمجھّو کل رات ہی تمہاری شادی کی دیٹ فکس ہو جائے گئی کیونکہ آج مجھے علینہ کے پرینٹس سے ملنا ہے خادم کے لیے۔

وہ جانتا تھا وہ کہے گا آج کیوں نہیں اس لیے اسے تفصیل سے جواب دیا۔

وہ گھنا میسنا کہی کا میں جانتا تھا وہ ہماری پری کی ٹریز پر نظریں جمائے بیٹھا ہے بڑا گھنا ہے کیا اب یہی رہ گیا تھا میری راہ میں روڑے اٹکانے والا میری تو لائف ہی برباد ہو چکی ہے۔

وہ کھولتا ہو باہر چلا گیا تھا۔

وہ ایک بار پھر سے کھلکھلائی تھی۔

اور سردار نے چمکتی نظروں سے اسکے روشن چہرے کو دیکھا پریگنسی

سے اسکے چہرے پر الگ سا ہی نور آیا تھا تین ماہ رہ گئے تھے اسکی ڈیلیوری

کو رائنہ اور تیمور اپنی جان سے زیادہ اسکا خیال رکھتے تھے۔

خیام اور مہرینہ اپنی لائف میں کافی سیٹ ہو گئے تھے انہوں نے نیا گھر

لے لیا تھا خیام نے جاب کے ساتھ کپڑے کی دکانیں بھی کھول لیں

تھیں جس میں کافی ترقی ہو رہی تھی اسے،

ہیر تین چار دن ان دونوں کے ساتھ رہ کر آئی تھی وہ ان دونوں کی

لڑائی بہت انجوائے کرتی تھی وہ ایک دوسرے کا خیال بھی بہت رکھتے

تھے اور بچوں کی طرح لڑتے بھی تھے۔۔

ہیر نے چونک کر اس دلربا سے شخص کو دیکھا۔

پاکٹ سے ہزاروں کی گدی نکال کر وہ ہیر کے سر سے وارتا اسے

مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

بس ایسے ہی کھلکھلاتی رہا کرو تمہارا مسکرانا میری ساری تھکن دور کر دیتا ہے میرے خون کی روانی تیز کر دیتا ہے اس لیے مسکراتی رہا کرو اپنے سردار کے لیے۔

وہ دھیمے سے چمکتے چہرے والی لڑکی سے مخاطب تھا۔

ہیر نے ہونٹ اندر کو کھینچے اور شرارت سے انکے گال کھینچے جیسے وہ اسکا ناک کھینچتے تھے۔

پھر آپکو اپنی ہیر مسکراتی ہی نظر آئے گئی وعدہ ہے یہ ہیر غاذان کا آپ سے۔

وہ انکی بازوں پر ہاتھ رکھے بہت شدت بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی

اور سردار غاذان نے خوشنما مسکان ہونٹوں پر سجاتے اسے خود میں لیا تھا

۔

♥♥♥

تیز رفتار سے بھاگتی گاڑی ہسپتال کی پارکنگ میں رکی تھی کوئی گاڑی سے عجلت میں سے نکلتا ہسپٹل کی راہدری میں بھاگ رہا تھا پیچھے سات آٹھ گارڈز بھی تھے گارڈز سے آگے خادم تھا جو سردار کی طرح ہی پریشان تھا ۔

سامنے ہی گھر کے بہت سے افراد کھڑے تھے۔
جن میں تیمور خانم، سہیر خانم، رائنہ، خیام، مہرینہ، اور نوشین تھیں شہنام بھی وہی تھا جو ضروری دوائیں لینے ہسپٹل کی فارمیسی میں گیا ہوا تھا۔

کیسی ہے میری ہیر یہ دروازہ کیوں بند ہے۔
وہ شیشے کا بناڈور کھولنے کی کوشش کرتا باپ سے بیتابی سے پوچھ رہا تھا۔
ریلکس غاذان وہ ٹھیک ہو گئی۔

وہ بیٹے کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہہ رہے تھے۔

جبکہ اسنے غصے سے شیشے کے ڈور پر لات ماری ہی تھی جب لیڈی ڈاکٹر اور ایک میل ڈاکٹر باہر آئے تھے۔

کیسی ہے ڈاکٹر میری بیوی وہ ٹھیک تو ہے نا اگر نا ٹھیک ہوئی تو تمیں چھوڑوں گا نہیں میں۔

وہ غصے سے بولا تھا۔

ریلکس سردار صاحب وہ ٹھیک ہیں کچھ پچیدگی کی وجہ سے ہمیں انکا میجر اپریٹ کرنا پڑا تھا ابھی ہم انہیں دوسرے روم میں شفٹ کر دیں گئے ایک دو گھنٹے میں وہ ہوش میں آجائیں گئی او سوری مبارک دینا میں بھول گیا سردرا صاحب آپکے ہاں ماشاءاللہ صحت مند بیٹا پیدا ہوا کانگریچولیشن سردار صاحب۔

ڈاکٹر احترام سے کہتے آگے بڑھ گئے جبکہ پیچھے کھڑی نرس کے ہاتھ میں اسکی نظر بے ساختہ پڑی تھی۔

رائنہ بھاگ کر نرس کے پاس آئی تھی بسم اللہ کہہ کر بچے کو پکڑا تھا جو ٹاول میں لپٹا آنکھیں موندے ہوئے تھا۔

خیام کی آنکھیں نم تھیں اللہ کا شکر کر کے وہ بے ساختہ ساکت کھڑے سردار کے گلے لگا تھا۔

مبارک ہم سبکو سردار بھائی۔

وہ ان سے الگ ہوتا ہوا خوشی سے لبریز لہجے میں کہہ رہا تھا جبکہ مہرینہ اور نوشین باری باری بچے کو پکڑ رہیں تھیں۔

غاذان بیٹے کو پکڑو گ ؒ ے نہیں۔

رائنہ نے اسکے بیٹے کو اسکے سامنے کرتے ہوئے چمکتی نظروں سے بیٹے سے پوچھا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اسکی نظریں بچے پر پڑیں پھر وہ مسکرایا۔

موم کیسے پکڑوں چھوٹا ہے یہ بہت دوسرا ہیر پتا نہیں کتنی تکلیف میں ہو گئی میں ٹینس ہوں بہت،

موم وہ جلد ٹھیک ہو جائے گئی نا۔

وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا اور رائنہ مسکرائی بچہ اب تیمور خانم کے ہاتھوں میں تھا۔

وہ ٹھیک ہو جائے گی غاذان بس دو تین گھنٹے صبر کر لو پھر اس سے پوچھ لینا اب ریلکس رہو تمہارے ڈیڈ نے تمہارے آنے سے پہلے ہیر کا صدقہ دے دیا ہے اللہ نے فضل کر دیا ہے بچے بس اللہ کا شکر کرو۔

انہوں نے اسکا کندھا تھپکتے ہوئے کہا۔

جبکہ وہ سنجیدگی سے شیشے کے پار لیٹے وجود پر نظریں جمائے ہوئے سر ہلا گیا۔

وہ مسکرا رہی تھی جبکہ وہ اسکا ہاتھ تھامے پریشان تھا۔

ہیر میں نے سوچ لیا ہے ہمیں ایک بچہ کافی ہو گا اب میں تمہیں اس اذیت ناک لمحے سے دوبارہ کبھی گزرنے نہیں دے سکتا۔

وہ پرسوں والی ڈریسنگ میں ہی تھا بال جو ہمیشہ جیل سے ترتیب میں پڑے رہتے تھے وہ پرسوں سے ماتھے پر بے ترتیب پڑے ہوئے تھے۔

ہیر کو انہیں بکھری حالت میں دیکھ کر تکلیف ہوئی۔

میں ٹھیک ہوں ناں اب۔

وہ محبت سے انکے بال ماتھے سے پیچھے کرتی ہوئی کہہ رہی تھی۔

جبکہ غاذان نے وہی ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگا یا تھا۔

آپکو اپنا بیٹا کیسا لگا۔

وہ گود میں پڑے صحت مند بچے کو دیکھ کر پوچھ رہی تھی۔

Zubi Novels Zone

وہ سوئے ہوئے بیٹے کو دیکھ کر شفقت سے مسکرایا۔

بلکل اپنی ہیر جیسا۔

وہ ہنوز پیر کے زرد چہرے کو دیکھ کر کہہ رہا تھا جو اباًوہ خفگی سے انہیں دیکھنے لگی۔

پتا ہے کیا مہد یہ مہرینہ وغیرہ کہہ رہیں تھیں یہ بلکل آپکی کاپی ہے تو مجھے بڑی خوشی ہوئی میں اللہ سے یہی دعا کرتی تھی کہ اللہ مجھے چاہے بیٹی دے یا بیٹا تیری مرضی لیکن وہ بلکل اپنے بابا کی طرح ہو اللہ نے میری سن لی دیکھیں یہ بلکل خو بخو آپ جیسا ہے۔

وہ سوئے ہوئے بیٹے کی پیشانی چومتی مسکرا کر کہہ رہی تھی اسکا آئی پی روم سارا سفید سرخ پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔

اسنے وہاں سے بیٹے کو چوما جہاں ہیر نے چوما تھا۔

لیکن میری اللہ نے نہیں سنی میں نے بھی بہت دعا کی تھی میری اولاد بلکل میری ہیر کی طرح کی ہو معصوم تھوڑی شرارتی سی ویسے ہی نین نقش۔

وہ بھی دھیمے سے کہہ رہا تھا۔

جبکہ وہ بیٹے کو سینے سے لگاتی کھل کر مسکرائی تھی۔

جبکہ سردار غاذان نے اسکا سر چوما تھا اور پھر بیٹے کو دیکھا جواب آنکھیں کھولے ماں باپ کو دیکھ رہا تھا۔

غاذان نے مسکرا کر اپنی جنت کو دیکھا جبکہ ہیر نے انہیں دھیمی مسکان سے تکا تھا۔

ختم شد

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لیئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا
ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور
ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM 👉 ZNZ.LIFE

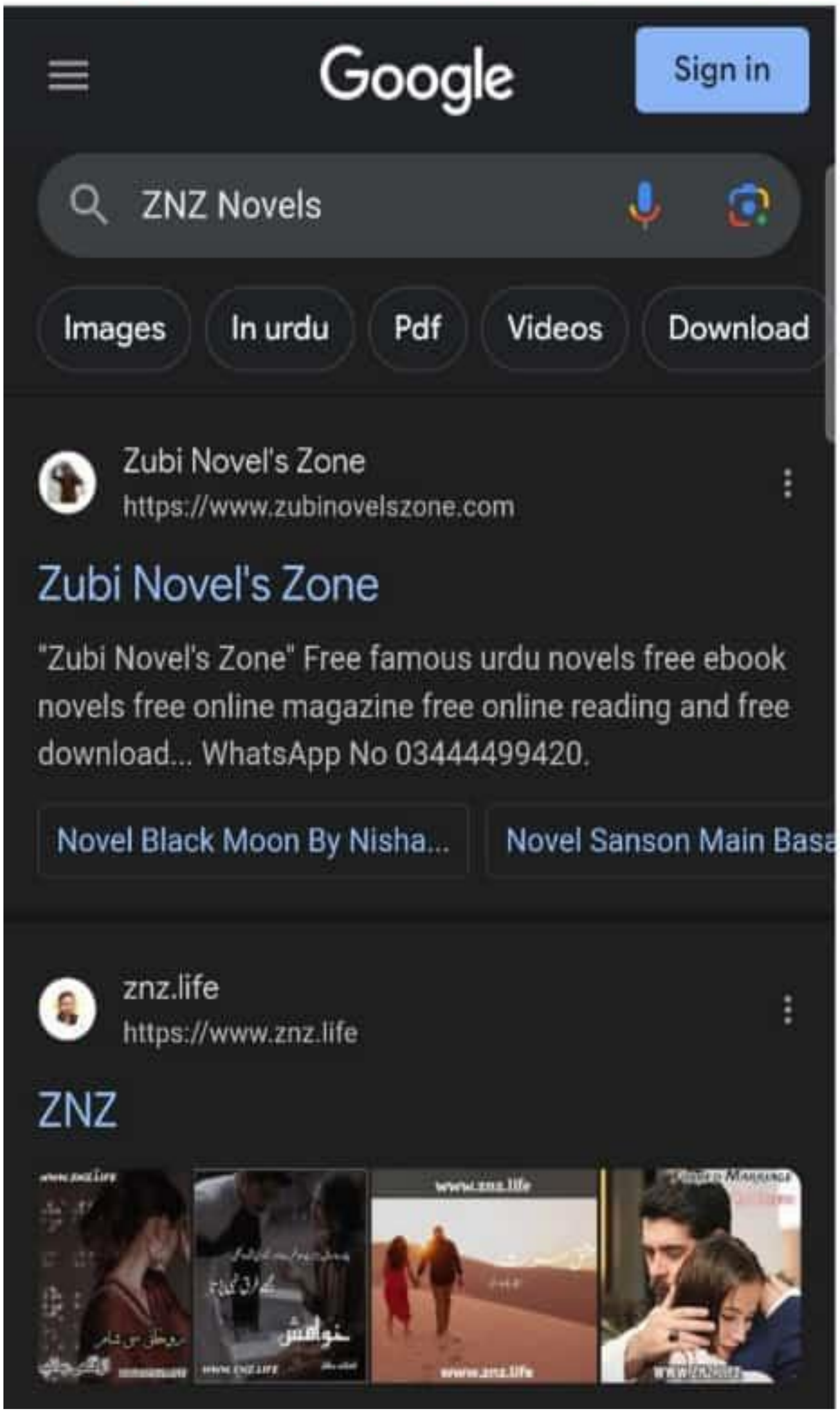

تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
باآسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مزید کے لیئے رابطہ کریں

0344 4499420

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

https://www.znz.life

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسیپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now